بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

منظر ایلیاء Shia Books PDF

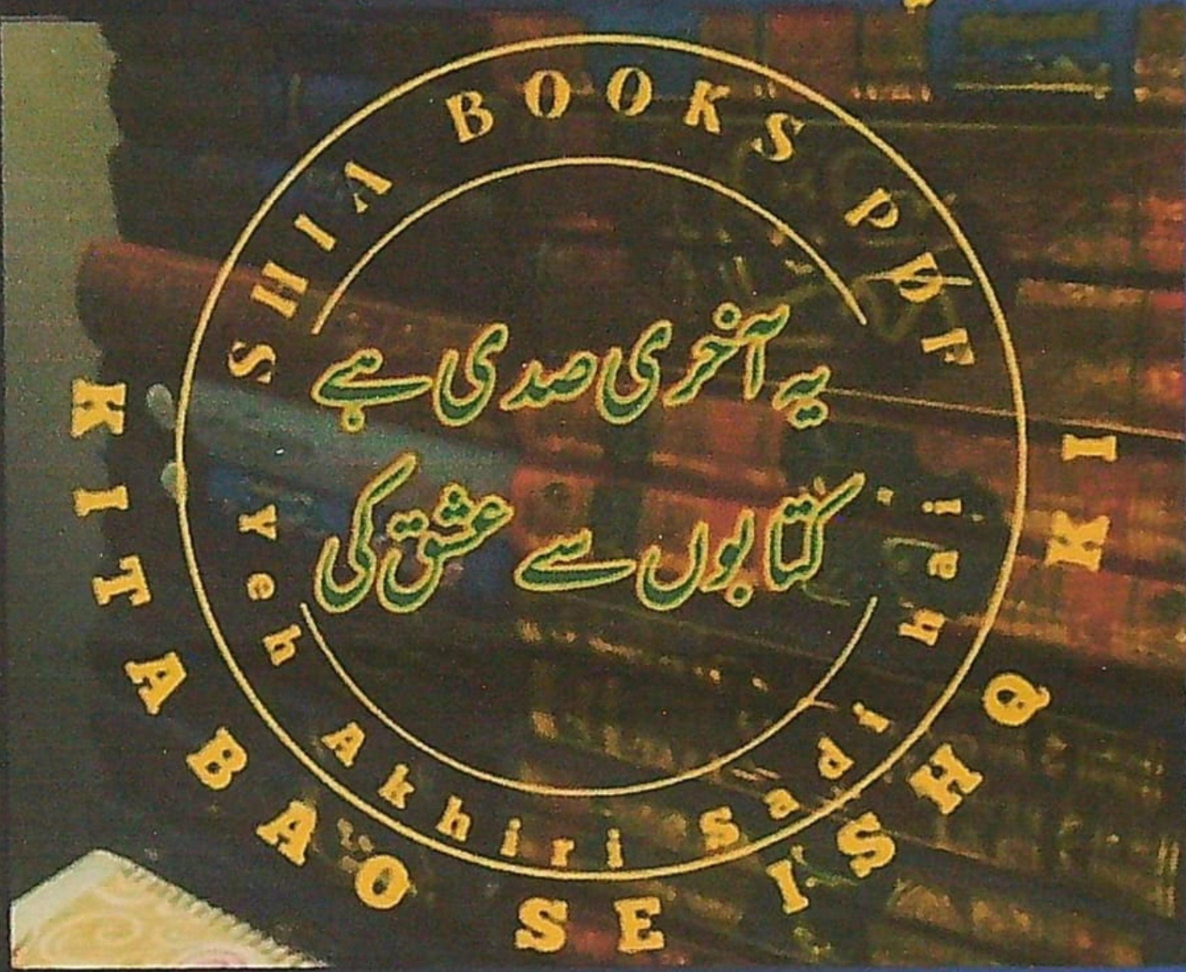

MANZAR AELIYA

9391287881

HYDERABAD INDIA

https://www.shiabookspdf.com/

ثمرات الحیاۃ

جلد دوم

مؤلف

سید الواعظین حجۃ الاسلام
سید محمود امامی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا ناظم علی

پیشکش

الحاج مولانا محمد ایوب بشوی ایم اے

ناشر

ثاقب پبلی کیشنز لاہور پاکستان

https://www.shiabookspdf.com/

ثمرات الحیات

(جلد دوم)

مؤلّف :

سید الواعظین

حجۃ الاسلام سید محمود اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم :

حجۃ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی

پیشکش :

الحاج مولانا محمد ایوب بشوی ایم اے

ناشر :

ثاقب پبلی کیشنز لاہور پاکستان

https://www.shiabookspdf.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: ــــــــــــــ ثمرات الحیات (جلد دوم)

مؤلف: ــــــــــــــ حجتہ الاسلام سید محمود اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ

ہدیہ: ــــــــــــــ 300/-

ملنے کا پتہ

★ المؤسسۃ الاسلامیہ لاہور پاکستان

★ ثاقب پبلی کیشنز لاہو پاکستان

★ افتخار بکڈ پو مین بازار کرشن نگر لاہور

★ کریم پبلی کیشنز سمیع سنٹر 38 اردو بازار لاہور

★ ساجد برادرز بک سنٹر 15. مسلم سنٹر چیٹر جی روڈ اردو بازار لاہور

★ اسلامی تبلیغاتی مرکز قتل گاہ شریف سکردو

★ محمد علی بک ایجنسی کراچی کمپنی اسلام آباد

★ المرتضیٰ بک سنٹر ہنزہ چوک گلگت

★ علمی کتب خانہ نزد نیشنل بنک سکردو ★ سودے بکس علمدار روڈ سکردو

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

مجلس نمبر۱/۷: علامات امام حضرت امیر علیہ السلام کی شجاعت۔ حضرت کا در خیبر کو اکھاڑنا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شجاعت۔ (صفحہ نمبر 3)

مجلس نمبر۲/۷: انبیاءؑ اسماء اللہ کے مظہر ہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت۔ امام حسین علیہ السلام کی سخاوت۔ حضرت امام حسینؑ کا اتمام حجت کرنا۔ (صفحہ نمبر 16)

مجلس نمبر۳/۷: تکلیف کی اقسام۔ خدا کی بندوں پر حجتیں۔ عبادت کی اقسام۔ عبادت کے صحیح ہونے کی شرط اسلام ہے۔ عبادت کے درست ہونے کی ایک اور شرط ایمان ہے۔ رحم کی خصلتیں۔ وہب اور اس کی زوجہ کی شہادت کا واقعہ۔ (صفحہ نمبر 31)

مجلس نمبر۴/۷: عقل کی اقسام۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت۔ پاؤں کے ذریعے سے تجارت۔ مریض کی عیادت کرنے کا ثواب۔ امام حسینؑ کا اپنے بیٹے کی عیادت کے لیے آنا۔ امام زین العابدینؑ کا میدان کربلا میں آنا۔ (صفحہ نمبر 46)

مجلس نمبر۵/۷: احسان محبت کا سبب بنتی ہے۔ خدا کا ذکر۔ دوستی کی علامات، حضرت سلیمانؑ اور چڑیا کا واقعہ۔ حضرت سید الشہداءؑ کا اہل بیت کے ساتھ الوداع اور حضرت زینبؑ کے ساتھ گفتگو۔ (صفحہ نمبر 57)

مجلس نمبر۶/۷: بارہ اور چار کے عدد کی اہمیت، رجب کے مہینے کی فضیلت اور اسی میں روزہ رکھنے کی فضیلت۔ امام رضاؑ کی زیارت کی فضیلت، امام حسینؑ کا وداع۔ (صفحہ نمبر 69)

مجلس نمبر۷/۷: ظلم کی اقسام۔ رجب میں اعمال کا ثواب۔ اس مہینے میں اعمال کی فضیلت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز تمام اہل دنیا تک پہنچی۔ امام حسین کا استغاثہ۔ (صفحہ نمبر 81)

مجلس نمبر ۸/۷: پیغمبر آخر الزمانؐ کی امت کی فضیلت۔ عبادت کا عوض۔ رجب کے مہینے کا ثواب۔ پانی پلانے کا ثواب۔ امام حسینؑ کا دریا میں داخل ہونا۔ (صفحہ نمبر 93)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر ۷۹: روح کی اقسام۔ روح کیا ہے۔ تاجر اور طوطے کا قصہ۔
امام حسینؑ کی شہادت۔ (صفحہ نمبر 107)
مجلس نمبر ۸۰: قرآن میں خدا کی قسموں کے معانی۔ طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان سونے کی مذمت۔ ذالحجہ کے دس دنوں کی فضیلت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جن شخصیات کی شباہت ہے۔ شہادت شہزادہ علی اکبرؑ۔ (صفحہ نمبر 115)
مجلس نمبر ۸۱: توحید کا تعارف۔ وزیر کا عمارت بنانا۔ حضرت امیرؑ کا کھوپڑی کے ساتھ کلام کرنا۔ حارث شامی کا واقعہ۔ (صفحہ نمبر 129)
مجلس نمبر ۸۲: توحید۔ اُونٹ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا۔ خدا کے وجود کے اثبات پر دلائل۔ محمد بن بابویہ قمی کی نبش قبر۔ (صفحہ نمبر 141)
مجلس نمبر ۸۳: توحید ذاتی۔ صفاتی، افعال اور عبادی۔ (صفحہ نمبر 159)
مجلس نمبر ۸۴: توحید کی معرفت۔ نفس پرستی خدا پرستی کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ حضرت زہراؑ کا تنور میں امام حسینؑ کا سر دیکھنا۔ خولی ملعون کی بیوی کا قصہ۔ (صفحہ نمبر 175)
مجلس نمبر ۸۵: معرفتِ خدا۔ تحصیل علم اصل عبادت ہے۔ صفاتِ ثبوتیہ اور ان کی دو قسمیں۔ عطرفہ کا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنا۔ خدا کی پہچان عقل کا کام نہیں ہے۔ (صفحہ نمبر 184)
مجلس نمبر ۸۶: معرفتِ خدا اور صفاتِ ثبوتیہ (صفحہ نمبر 199)
مجلس نمبر ۸۷: توحید ذات، توحید خلق، توحید تصدیقی، اور چمگادڑ کی خلقت۔ (صفحہ نمبر 209)
مجلس نمبر ۸۸: معرفت توحید۔ زمین کی خلقت۔ زمین کے فوائد۔ حضرت امیرؑ کے لیے خزانہ ظاہر ہونا۔ ذوالجناح کا خیموں میں آنا۔ (صفحہ نمبر 223)
مجلس نمبر ۸۹: توحید اور اخلاص' عبادت کے صحیح ہونے کے شرائط۔ ۱۔ عقل ۲۔ علم۔ ۳۔ اسلام۔ ۴۔ ایمان۔ ۵۔ خلوص وایمان (صفحہ نمبر 236).
مجلس نمبر ۹۰: عمل صالح۔ تین افراد کا قصہ جو غار میں بند ہو گئے تھے۔ عبداللہ مبارک اور بہرام مجوسی

https://www.shiabookspdf.com/

کا قصہ۔ اسیرانِ کربلا کا خرابہ شام میں وارد ہونا۔ طاہر ابن حارث کا واقعہ۔ (صفحہ نمبر 246)

مجلس نمبر ۹۱: شکر کیا ہے؟ (صفحہ نمبر 254)

مجلس نمبر ۹۲: شکر کے بارے میں حضرت دانیالؑ کا ملاح کے پاس آنا۔ قوم سبا کا واقعہ۔ اس امت کے خصائص۔ حضرت یونسؑ کے والد متی کا واقعہ۔ منیٰ میں سائل کا آنا اور حضرت صادق علیہ السلام سے انگور طلب کرنا۔ شتربان کا زمینِ کربلا آنا۔ (صفحہ نمبر 267)

مجلس نمبر ۹۳: توحید۔ درجات و مقامات عالیہ۔ پیغمبر کی معراج۔ عاشور کے دن امام حسینؑ کی جنگ۔ (صفحہ نمبر 284)

مجلس نمبر ۹۴: توحید، توکل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ، حضرت امیرؑ کی وصیتیں۔ ایک بت پرست بادشاہ کا بیمار ہونا۔ ایک بوڑھے شخص اور باغ رضوان کا قصہ۔ حضرت باقرؑ نے رسیوں کو ہلایا تو زلزلہ آ گیا۔ (صفحہ نمبر 298)

مجلس نمبر ۹۵: توحید کے متعلق، مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ حضرت زہراؑ کی کنیز فضہ کے ہاتھ پر مس کا سونا بننا۔ حضرت ابراہیمؑ کا نخیلہ میں چار آدمیوں کو زندہ کرنا۔ حضرت یوسفؑ کے احوال۔ حضرت مجتبیٰؑ کے مواعظ۔ سبد فروش عابد کا واقعہ۔ (صفحہ نمبر 318)

مجلس نمبر ۹۶: توحید اور امتحان۔ قوم حضرت صالحؑ اور ان کے اونٹ کا واقعہ۔ ناقہ کو قتل کرنا۔ اور قوم صالح پر عذاب خدا نازل ہونا۔ ہابیل اور قابیل کا قصہ اور قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا۔ سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے قربانی دی۔ حضرت آدمؑ کا خواب۔ آتش پرست قابیل کی نسل سے ہیں۔ (صفحہ نمبر 332)

مجلس نمبر ۹۷: توحید اور امتحان۔ حضرت زکریاؑ کے زمانے میں حق و باطل کے لیے قرعہ اندازی کرنا۔ زنجیر عدل کا واقعہ۔ ایک مکار شخص اور ہوشیار قاضی کا واقعہ۔ آسمانوں میں شیطان کی عبادت۔ شیطان کا قیاس اور اس کا بطلان۔ ایک عابد شخص کا واقعہ۔ بنی اسرائیل کے تین اندھے آدمیوں کا واقعہ۔ صدقہ دینے کے فوائد۔ (صفحہ نمبر 344)

مجلس نمبر ۹۸: توحید اور امتحان۔ خدا کی طرف سے بندے کا امتحان۔ ثعلبہ انصاری کا واقعہ۔ ہاروت و ماروت کا قصہ۔ ایک عابد اور فاسق دو بھائیوں کا واقعہ۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا اولاد

https://www.shiabookspdf.com/

کے ذریعے امتحان لیتا ہے۔شہادت علی اکبرؑ۔(صفحہ نمبر 361)

مجلس نمبر۹۹: خدا کا امتحان لینا۔ حضرت داؤدؑ کا امتحان۔ حضرت سلیمانؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا امتحان۔ آتش ابراہیمؑ کا واقعہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتحان۔ کوہ صفا پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دعوت اسلام۔(صفحہ نمبر 375)

مجلس نمبر۱۰۰: توحید اور خدا کا رزق دینا۔ رزق کی اقسام۔ چشمہ کے قریب حضرت موسیٰ کا غائب ہونا۔ ایک عورت کا پیدل حج پر جانا۔ کاروبار اور ثروت کے لیے لوگوں کا جانا۔ کاروبار کی قسمیں۔ سید الشہداء علیہ السلام کا خواب دیکھنا۔(صفحہ نمبر 392)

مجلس نمبر۱۰۱: وصیت اور غیب کی خبریں۔ امام زمانہؑ کے ظہور کی علامات ابوصمصام کا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنا۔ ملک الموت کا حضرت سلیمانؑ کی زیارت کے لیے آنا۔ حضرت ادریسؑ اور ان کے آسمان چہارم پر جانے کا واقعہ۔ خانہ کعبہ میں علی بن حمزہ اور یعقوب مغربی کی ملاقات نجف میں اصبغ کا حضرت امیرؑ سے ملاقات کرنا۔ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت۔(صفحہ نمبر 411)

مجلس نمبر۱۰۲: علم اور اس کے فوائد۔ سلطان محمود کا خواب۔ امیر اسماعیل سامانی کا خواب۔ مرحوم کلینی کی نبش قبر۔ شہادت علی اصغرؑ۔(صفحہ نمبر 427)

مجلس نمبر۱۰۳: اخلاق رذیلہ۔ حضرت امیرؑ کے غسل کے لیے جبرائیل کا بہشت سے پانی لانا۔ تکبر اور اقسام تکبر۔ بخل۔ حرص۔ سوء خلق۔ طمع۔ شہادت حضرت ابوالفضلؑ۔(صفحہ نمبر 442)

مجلس نمبر۱۰۴: اخلاق حسنہ۔ سخاوت اور اس کے درجات۔ شہر بلخ ایک علویہ کی مجوسی سے ملاقات۔ ایک سائل کو پیغمبر اسلام نے اپنا کرتہ ہدیہ دیا۔ حضرت امیرؑ کی بستر رسول اللہؐ پر سونا۔ (صفحہ نمبر 469)

مجلس نمبر۱۰۵: صفات حمیدہ۔ شجاعت۔ شیطان کا حضرت نوحؑ کی خدمت میں آنا۔ صفت حلم۔ عفو اور رحم۔ وہ لوگ جو قابل رحم ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ایک فاسق نوجوان کا واقعہ۔ حضرت امیر علیہ السلام کا حسن کوفی کے گھر آنا۔(صفحہ نمبر 477)

مجلس نمبر۱۰۶: اخلاق حسنہ۔ عقل خدا کی نعمت ہے۔ عقل کی اقسام۔ عقل کی علامات۔ صفت ادب۔

https://www.shiabookspdf.com/

شیطان کی محبت خدا کے ساتھ۔ بیابان تیہ میں بنی اسرائیل کا سرگرداں ہونا۔ (صفحہ نمبر 491)

مجلس نمبر ۱۰۷: اخلاق حسنہ۔ شیر۔ بھیڑیا۔ اور لومڑی کی داستان۔ خسرو پرویز کے لیے شکاری کا مچھلی لانا۔۔ چند گروہ ایسے ہیں جن کا احترام کرنا چاہئے۔ ایک بوڑھے شخص کا اپنے بیٹے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لانا۔ مسجد کوفہ میں تیس ہزار لوگوں کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے قتل کے لیے جمع ہونا۔ یعقوبؑ کا مصر میں آنا۔ (صفحہ نمبر 501)

مجلس نمبر ۱۰۸: اخلاق حسنہ، عقل، حیا، قیامت کے دن بندہ خدا کے دربار میں اپنے اعمال پیش کرے گا۔ تواضع، قناعت، باپ اور بیٹے کا حضرت امیر علیہ السلام کے گھر آنا۔ ایک دولتمند کا فقیر شخص کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنا۔ قارون کا قصہ۔ انجام موسیٰؑ۔ دنیا کے لیے مثالیں۔ حضرت امیر المومنینؑ کا ایک بوڑھی عورت کی مشک اٹھانا۔ (صفحہ نمبر 514)

مجلس نمبر ۱۰۹: عدل و احسان۔ ایسے اشخاص جن میں عدالت شرط ہے۔ مامون کا نوشیروان کی قبر کھودنا۔ سلطان ملک شاہ کا شکار پر جانا اور اس کے راستے میں بوڑھی عورت کا آنا۔ چار طرف کے افراد ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ احسان کرنے کے فوائد۔۔ بنی اسرائیل کے ایک جوان کا علاج کرنا۔ صدقہ کے فوائد۔ کربلا میں ایک لوہار شخص کا قصہ۔ اہل کوفہ کا ابن زیاد کی موجودگی میں فخر کرنا۔ (صفحہ نمبر 533)

مجلس نمبر ۱۱۰: فحشاء منکر اور سرکشی۔ حضرت یوشعؑ کے لشکر میں بیماری کا آنا۔ زانی کی سزا۔ پانچ چیزوں کے ذریعے سے خدا پانچ چیزوں کی حفاظت کرتا ہے۔ متعہ کا ثواب۔ محراب میں ایک مقتول کو حضرت عمر کا دیکھنا اور حضرت امیرؑ کو خبر دینا اور حضرت کا حکم کرنا۔ اسیرانِ کربلا کا شام آنا۔ (صفحہ نمبر 553)

مجلس نمبر ۱۱۱: فحشاء منکر اور سرکشی۔ شرابی کی سزا۔ وہ چار چیزیں جو دنیا میں حرام ہیں۔ حضرت نوحؑ کا کیلے کا درخت لگانا۔ حضرت امام زین العابدینؑ کے سامنے یزید ملعون کا شراب پینا اور فخر کرنا۔ (صفحہ نمبر 570)

مجلس نمبر ۱۱۲: ظلم اور سرکشی۔ ظالم کی سزا۔ حضرت سلیمانؑ کا جنوں پر سختی کرنا۔ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کا اس شخص کے پاس سے گزرنا جس کا آدھا بدن دیوار کے نیچے تھا۔ ان چار اشخاص کا واقعہ جنھوں نے ایک نوجوان کے باپ کو قتل کیا تھا۔ اور حضرت امیرؑ کا ان کے بارے میں حکم لگانا۔ منصور کا خندق کھودنے کے لیے لوگوں کو حکم دینا۔ حجاج کے ہاتھوں قتل ہونے والے لوگوں کی تعداد۔ عبد اللہ بزار نیشا پوری کی

https://www.shiabookspdf.com/

داستان۔ شیر اور خرگوش کی داستان۔ صفوان جمال کا حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ علی بن حمزہ کا حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ ظلم کی اقسام۔ پیغمبر اسلامؐ کا حضرت فاطمہؑ کو شہادت حسینؑ کی خبر دینا۔ (صفحہ نمبر 583)

مجلس نمبر ۱۱۳: توبہ، حضرت سلیمانؑ کا شیطان کو قید کرنا۔ بنی اسرائیل کے عابد کا قصہ تھا جسے اپنے پر غرور تھا۔ روح کی مرض کا علاج۔ توبہ کرنے میں تاخیر کے نقصانات۔ بنی اسرائیل کے اس جوان کی حکایت جس نے بیس سال تک گناہ کیے۔ اس شخص کی داستان جس نے حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں چالیس سال تک گناہ کیے۔ گناہوں کے اثرات۔ بنی اسرائیل میں قبر کھودنے والے شخص کا واقعہ۔ حضرت حرؑ کی شہادت۔ (صفحہ نمبر 602)

مجلس نمبر ۱۱۴: نماز کی فضیلت۔ حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو وصیتیں۔ حضور قلب۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حضرت امیرؑ کو دو اونٹنی دینا۔ نماز کی خصوصیات۔ ایک یہودی عالم کا اپنی قوم کی طرف سے نمائندہ بن کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنا۔ تارک الصلوۃ کی سزا۔ وہ چیزیں جو نماز کی افضلیت کا سبب بنتی ہیں۔ عبداللہ مبارک کا ایک سیدزادی کو ایک کوڑے کے ڈھیر پر دیکھنا۔ اور حج کی رقم دے دینا اسیران کربلا کا کوفہ میں داخل ہونا۔ (صفحہ نمبر 630)

مجلس نمبر ۱۱۵: حضرت ابوذر کا نماز پڑھنا اور بھیڑیے کا ریوڑ میں آنا۔ نماز کا اول وقت میں پڑھنا۔ ایک قصاب کا واقعہ۔ وہ مقام جہاں نماز تاخیر سے پڑھنی چاہیے۔ حضرت امیرؑ کے لیے سورج کا پلٹنا۔ خاک امام حسینؑ کی فضیلت۔ اصبغ بن نباتہ اور ایک حبشی غلام کا قصہ۔ شہادت عبداللہ۔ (صفحہ نمبر 650)

مجلس نمبر ۱۱۶: ذکر اور اس کی فضیلت۔ اذکار قلبی۔ اس مرد کا قصہ جس نے اپنے عیال کے ساتھ سمندر کا سفر کیا۔ اس عورت کا قصہ جو بغیر وصیت مرگئی۔ سیدہ نفیسہ کا قصہ۔ علی طالب تمامی کا قصہ۔ مچھر اور شہد کی مکھی کی خلقت۔ انسان اور سر کی خلقت۔ ہارون کے بیٹے کے احوال۔ (صفحہ نمبر 667)

مجلس نمبر ۱۱۷: ذکر اور اذکار ربانی۔ قرآن پڑھنے کی فضیلت۔ کلمہ اخلاص کا ثواب۔ تسبیح کا ثواب اور اس کے فوائد۔ بسم اللہ کا ثواب۔ بسم اللہ کے فوائد۔ ابی عبداللہ کی حکایت۔ سید الشہداؑ کی شہادت۔ (صفحہ نمبر 686)

مجلس نمبر ۱۱۸: ذکر اور اس کے فوائد۔ عبداللہ مبارک کا مکہ کے راستے میں ایک جوان کو دیکھنا۔ صلوٰۃ کی فضیلت۔

https://www.shiabookspdf.com/

اذان کہنے کا ثواب۔ اس فقیر آدمی کا قصہ جس کو خرابہ میں خزانہ ملا تھا۔ وہ مقامات جہاں اذان کہنا مستحب ہے۔ اس مؤذن کا قصہ جس کی آواز بری تھی۔ محی الدین اربلی کی حکایت۔ (صفحہ نمبر 702)

مجلس نمبر ۱۱۹: سادات کی فضیلت۔ اس شخص کی داستان جو حضرت موسیٰ کے زمانے میں حیوانات کی زبان جانتا تھا۔ فرعون کا حاملہ عورتوں کو قتل کرنا۔ حضرت سلیمانؑ کا ہدہد کو چھپانا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم اور اسم کی حقیقت۔ (صفحہ نمبر 719)

مجلس نمبر ۱۲۰: سادات کی فضیلت اور خصائص۔ خمس کا ادا کرنا۔ سادات پر زکوۃ حرام ہے۔ حاجی مرزا خلیل طبیب اور ایک سیدانی علویہ کی داستان۔ (صفحہ نمبر 732)

مجلس نمبر ۱۲۱: علی بن عیسیٰ کی حکایت۔ ایک مرد صالح اور مجوسی کی داستان۔ مہدی کا یعقوب کو قید میں ڈالنا۔ ایک شامی خطیب کی حکایت۔ اس معمار کی داستان جو منصور کے لیے کام کرتا تھا۔ سکینہ بنت الحسینؑ کی راہ شام میں اونٹ سے گر جانا۔ (صفحہ نمبر 739)

مجلس نمبر ۱۲۲: امراضِ بدن۔ ہارون کے دربار میں ایک نصرانی کی حکایت۔ روحانی امراض۔ شیطان کا ایک بنی اسرائیل کے جوان کو عبادت کے سلسلے میں دھوکا دینا۔ قیامت کے دن دنیا کا متمثل ہونا۔ حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیرؑ کے لیے دنیا کا متمثل ہونا۔ سورۃ ہل اتی کا نزول۔ اسیران کربلا کا شام میں وارد ہونا۔ (صفحہ نمبر 756)

https://www.shiabookspdf.com/

خوشخبری

صلح امام حسنؑ

اُردو ترجمہ منظرِ عام پہ آگیا

یہ کتاب امام حسن علیہ السلام کی ذات پر کرنے والے تمام اعتراضات کا منہ توڑ جواب ہے اس کتاب کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا عربی سے فارسی ترجمہ ولی فقیہ رہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمیٰ سیّد علی خامنہ ای دام ظلہ الوارف نے فرمایا ہے اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر بالعموم ہر شیعہ کے گھر بالخصوص ہونا ضروری ہے۔

ملتمس دعا

المؤسّسة الاسلامیہ لاہور
پاکستان

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۱۷

بآل محمد عرف الصواب وفی ابیاتھم نزل الکتاب
وھم حجج اللہ علی البرایا بھم و بجدھم لا یستراب

ترجمہ: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے حق کی پہچان ہوتی ہے۔ اور ان کے گھر میں کتاب نازل ہوئی ہے۔ وہ مخلوق پر خدا کی حجت ہیں۔ آل محمد اور ان کے نانا شفاعت کریں گے۔

با چنین حسن و ملاحت اگر ایشان بشرند
ز آب و خاک دگر و شہر و دیار دگرند

ترجمہ: آل محمد علیہم السلام اگر اس حسن و جمال اور لطافت کے باوجود بشر ہیں تو پھر وہ اس دھرتی کے باسی نہیں ہیں بلکہ کسی اور جہاں کے رہنے والے ہیں

خداتعالیٰ سورۃ نساء آیت ۵۹ میں ارشاد فرماتا ہیں (یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم)

اس آیت کریمہ میں خداوند کریم اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ ان پر تین اطاعتیں واجب ہیں۔ یعنی خدا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولی الامر کی اطاعت۔ بہت سی روایات کے مطابق اولی الامر سے مراد بارہ امام ہیں۔

سب سے پہلے امام کی علامات اور صفات جاننا ضروری ہیں۔ تاکہ اس کی اطاعت واجب ہو جائے۔

اجمالی طور پر امام، خلیفہ اور نائب رسول کو تمام صفات اور کمالات میں رسول جیسا ہونا چاہیے۔ خاص طور پر عصمت، طہارت، ولادت اور مقام ولادت کے پاک ہونے میں امام کو رسول جیسا ہونا چاہیے۔

https://www.shiabookspdf.com/

بحار الانوار ج ۲۵ ص ۱۷۱ باب ۴ میں روایت ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام طارق بن شہاب سے فرماتے ہیں۔

"الامام المطهر من الذنوب المطلع على الغيوب فبرء من العيوب جل مقام آل محمد عن وصف الواصفين و نعت الناعتين و ان يقاس بهم احدمن العالمين"

ترجمہ: امام گناہوں سے پاک ہوتا ہے، غائب کے بارے میں اطلاع رکھتا ہے اور تمام عیوب سے پاک ہوتا ہے۔ آل محمد علیہم السلام کا مقام اس قدر بلند ہے کہ وصف کرنے والوں کے وصف اور تعریف کرنے والوں کی تعریف سے بالاتر ہیں۔ اس حدیث میں حضرت امام کی تقریباً دو سو علامتیں بیان کرتے ہیں۔ ان میں کچھ یہ بیان فرماتے ہیں

" الامام يا طارق بشر ملكی و جسد سماوی و امر الحصی و روح قدسی و مقام علی و نور جلی وسر خفی فهو ملك الذات الحصی الصفات زائد الحسنات عالم بالمغيبات الیٰ آخر الخبر"

ترجمہ: اے طارق امام فرشتوں میں سے بشر ہے جو آسمانی جسم رکھتا ہے۔ وہ امر الحصی اور روح قدسی ہے، بلند مقام اور نور جلی ہے اور ایک خفیہ راز ہے۔ وہ ذات میں فرشتہ اور صفات میں خدا والے ہیں۔ نیکیوں اور اچھائیوں کا مرکز ہے، غائب چیزوں کو جاننے والا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ امام کو پہچاننے کی تین علامتیں ہیں۔

اول: خدا اور رسول کی طرف سے از لحاظ اسم۔ حسب و نسب منصوص و معین اور مشخص ہو۔

دوم: معجزہ، کرامت اور خرق العادۃ کے سبب معین و مشخص ہو۔

سوم: تمام لوگوں سے افضل اور اعلم ہو۔

جیسے کہ بحار الانوار ج ۲۵ ص ۱۷۲ باب ۴ میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں۔

"الامام علامات يكون اعلم الناس و احكم الناس و اتقی الناس

https://www.shiabookspdf.com/

واحلم الناس و اعبد الناس و اشجع الناس و اسخی الناس"

ترجمہ: امام کے لیے کچھ علامات ہیں۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ عالم، زیادہ حکم کرنے والا، زیادہ متقی، زیادہ صاحب حلم، زیادہ عبادت گزار، زیادہ شجاع اور زیادہ سخی ہوتا ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کی امامت گزشتہ تین علامات کے ذریعے سے ثابت ہے۔ کیونکہ وہ خدا، رسولؐ اور اپنے سے ماقبل امامؑ کی طرف سے منصوص تھے۔ یعنی ان کا نام وحسب ونسب کے ذریعے سے اعلان کیا گیا تھا۔ معجزات اور کرامات بھی رکھتے تھے اور تمام لوگوں سے تمام صفات میں افضل بھی تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ دنیا کے کسی مدرسہ میں نہ گئے تھے اور نہ ہی کسی سے درس پڑھا تھا۔ حتیٰ کہ بچپن ہی میں ان سے ایسے معجزات اور کرامات ظاہر ہوئے کہ تمام علماء اور عقلاء کی عقلیں حیران وپریشان ہیں۔

جیسے کہ حضرت امام تقی علیہ السلام کے بارے میں بحار الانوار اور مدینۃ المعاجز میں لکھتے ہیں کہ آپ ابھی سات یا نو سال کے تھے کہ ایک مجلس میں تیس ہزار مشکل مسائل کے جواب دیئے۔ اسی طرح امام زمان علیہ السلام دو یا اڑھائی سال کے تھے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے اشارے سے سعد بن عبداللہ قمی کے سوالوں کے جواب دیئے۔

آئمہ طاہرین علیہم السلام اپنے صفات اور کمالات وقت اور زمانے کو مدنظر رکھتے ہوئے ظاہر کرتے تھے۔ جیسے کہ سب آئمہ کرام تمام لوگوں سے اعلم تھے لیکن بعض نے اپنے علم کو نشر کیا اور ظاہر فرمایا۔ جیسے کہ حضرت امیرالمومنینؑ کے بارے میں سنی اور شیعہ مختلف روایات کے ذریعے سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں بحار الانوار ج ۳۷ ص ۱۸۹ روایت ۱ باب ۶۹:۔

"انا مدینۃ العلم و علی با بھا فمن اراد العلم فلیات الباب "

ترجمہ: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو کوئی علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے دروازے سے آئے۔

غایۃ المرام میں اہلسنت کی طرف سے سولہ ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں کہ

https://www.shiabookspdf.com/

خلفاء فلانہ مشکل مسائل حضرت امیر المومنینؑ سے آ کر پوچھتے تھے۔ یہودی اور عیسائی علماء ان سے آ کر مسائل پوچھتے لیکن جواب نہ دے سکتے تو امیر المومنینؑ سے مدد طلب کرتے اور حضرت کے جواب دینے پر وہ علماء مسلمان ہو جاتے۔ حضرت عمرؓ نے ستر مقامات پر ان مشکل حالات میں یہ جملہ کہا:۔

"لولا علی لھلک عمر "

ترجمہ: اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ بحار الانوار ج ۱۰ ص ۲۳۱ روایت ا باب ۱۵ اور حضرت امیر المومنینؑ کا یہ علم باقی آئمہ علیہم السلام کو وارث میں ملا ہے۔ بعض آئمہ نے اس علم کو ظاہر کیا۔ جیسے کہ خواجہ کہتے ہیں: **(والمآثر الباقریہ والآثار الجعفریہ والعلوم الکاظمیہ والحجج الرضویہ)** ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت باقرؑ، حضرت صادقؑ، حضرت کاظمؑ اور حضرت رضاؑ نے اپنے علم کو ظاہر کیا۔ کچھ آئمہ تقیہ میں رہے۔ جیسے کہ حضرت امام حسینؑ، سید الشہداء امام زین العابدینؑ اور دیگر آئمہ۔

اسی طرح تمام آئمہ علیہم السلام تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے لیکن ان میں سے چار امام دوسرے اماموں سے زیادہ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ وسائل الشیعہ اور بحار الانوار کے مطابق حضرت امیر المومنینؑ، حضرت سید الشہداء امام زین العابدینؑ اور حضرت امام رضاؑ ایک دن اور ایک رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ بحار الانوار ج ۴۱ ص ۲۳ باب ۱۰۱ میں اور ریاض الابرار میں روایت نقل کرتے ہیں، کہ حضرت امیر المومنینؑ صرف ایک دن میں ایک ہزار رکعت ادا کرتے تھے۔ حاجی نوری کتاب دار السلام میں لکھتے ہیں کہ حضرت رضا علیہ السلام نے دعبل خزاعی کو جو اپنا قمیض مبارک دیا تھا اس کے بارے میں حضرت نے فرمایا، میں نے اس میں ہزار راتوں میں ہزار رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک ہزار قرآن ختم کیے ہیں۔ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام تمام لوگوں سے شجاع اور بہادر تھے۔ لیکن حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف دو اماموں نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور وہ ہیں حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت سید الشہداءؑ۔ حضرت امیر المومنینؑ کی شجاعت کسی سے ڈھکی چھپی

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہے۔شیعہ اور سنی سب اس کا اقرار کرتے ہیں

حضرت کی طرف منسوب دیوان میں آپکا ایک شعر ہے:۔

صید الملوک ارانب وثعالب

واذا رکبت فصیدی الابطال

ترجمہ: بادشاہ خرگوش اور لومڑی کا شکار کرتے ہیں، لیکن میں جب سوار ہوتا ہوں تو بہادر اور شجاع مردوں کا شکار کرتا ہوں اور انہیں ہلاک کرتا ہوں۔

نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔

"واللہ لو تظاھرت العرب علی قتالی لم ولیت عنھا"

ترجمہ: خدا کی قسم، اگر تمام عرب والے میرے مقابلے میں جنگ کرنے آجائیں تو بھی میں پیچھے نہیں ہٹوں گا اور فرار نہیں کروں گا۔

بحار الانوار ج ۱۹ ص ۸۳ روایت ۳۴ باب ۶ میں امام حسن عسکریؑ کی تفسیر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنینؑ نے کفار قریش سے فرمایا:۔

"اعطانی اللہ من القوۃ مالو قسم علی جمیع ضعفاء الدنیا لصاروا بھا اقویٰا و من الشجاعۃ ما لو قسم علی جمیع جبناء الدنیا لصاروا بھا شجعانا"

ترجمہ: خدا نے مجھے اتنی قوت عطا کی ہے کہ اگر تمام دنیا کے کمزور بندوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے سب طاقتور ہو جائیں گے اور خدا نے مجھے اتنی شجاعت عطا کی ہے کہ اگر دنیا کے بزدل لوگوں پر اسے تقسیم کر دیا جائے تو سارے بزدل لوگ شجاع ہو جائیں گے۔

بحار الانوار میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپ نے فرمایا۔ حضرت امیر المومنینؑ سے پوچھا گیا کہ آپ گھوڑا کیوں نہیں خریدتے؟ آپ نے فرمایا، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ میں جنگ کرتے وقت بھاگتا نہیں ہوں اور بھاگتے ہوؤں کا پیچھا نہیں کرتا۔

https://www.shiabookspdf.com/

علامہ مجلسیؒ جلاء العیون اور بحار میں سید ریاض الابرار میں لکھتے ہیں ، حضرت امیر المومنینؑ سولہ سال کے تھے جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرتے ہوئے کفار و مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے لگے۔ آپ انیس سال کے تھے جب عرب کے شجاع لوگوں کو قتل کیا اور بائیس یا تیس سال کے تھے جب قلعۂ خیبر کے در کو اکھاڑا۔

جنات الخلود میں لکھتے ہیں۔ قلعۂ خیبر کے دروازے کا وزن اکتیس سو آٹھ کلوگرام تھا (یعنی ۷۷ من سات کلوگرام) علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ حضرت نے قلعۂ خیبر کا دروازہ اٹھا کر چالیس ہاتھ پیچھے پھینکا۔ چالیس آدمیوں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن نہ اٹھا سکے۔ اور جب حضرت نے دروازہ اکھاڑا تو قلعۂ خیبر ایسے لرزا کہ سارے خیبری گمان کرنے لگے، شائد زلزلہ آ گیا ہے۔

مدینۃ المعاجز، بحار الانوار اور حیات القلوب میں لکھتے ہیں جب صفیہ بنت حی بن اخطب کو بلال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو اس کے چہرے پر زخم کا نشان تھا۔ جب سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا۔ جب آپ کے چچازاد بھائی علیؑ نے درۂ خیبر کو اکھاڑا تو تمام قلعہ اتنا لرزہ کہ جو کوئی بھی قلعہ کے اوپر تھا نیچے گر گیا۔ میں اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی نیچے گر گئی اور میرے چہرے پر زخم لگ گیا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے صفیہ جب علیؑ نے درِ خیبر کو اکھاڑا تو علیؑ کے غضب کی وجہ سے تمام آسمان، زمین اور عرشِ خدا لرزنے لگ گئے تھے۔

بحار الانوار ج ۲۱ ص ۱۷ باب ۲۲ میں لکھتے ہیں ۔ قلعۂ خیبر پتھر سے بنا ہوا تھا۔ امیر المومنینؑ نے اسے پکڑا اپنے ہاتھ کی انگلیاں اس میں پیوست کیں اور ڈھال بنا کر جنگ کرنا شروع کر دی۔ اس کے بعد اس دروازے کو خندق پر رکھ دیا۔ دروازے کی لمبائی اٹھارہ ہاتھ اور خندق کی چوڑائی بیس ہاتھ تھی۔ دروازہ خندق پر پورا نہ آیا تو حضرت نے ایک طرف سے دروازے کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اور تمام لشکر اسلام جس کی تعداد آٹھ ہزار سات سو تھی کو اوپر سے گزرنے کو کہا۔ حضرت عمر نے عرض کیا، یا علیؑ جو دروازہ آپ نے اٹھایا بڑا وزنی

https://www.shiabookspdf.com/

تھا، آپ نے فرمایا کوئی اتنا زیادہ نہ تھا صرف اتنا تھا جتنا اس ڈھال کا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔

علامہ مجلسی حیات القلوب اور بحار الانوار ج ۴۱ ص ۷۶ باب ۱۰۶ میں لکھتے ہیں کہ مرحب کا سر بہت بڑا تھا جس کی وجہ سے اس کے سر پر کوئی خُود یعنی ٹوپی وغیرہ نہ آتی تھی بلکہ اس کے بدلے وہ سر پر ایک بڑا پتھر رکھتا تھا۔ جو تقریباً چکی کے پاٹ کی طرح ہوتا۔ امیر المومنینؑ نے ایسی ضرب لگائی کہ پتھر کو چیرتی ہوئی مرحب کے دو ٹکڑے کر گئی۔ حدیث میں ہے کہ جب حضرت جنگ کر رہے تھے، تو جبرائیل آپ کے دائیں، میکائیل بائیں اور ملک الموت آگے آگے تھے۔

علامہ مجلسیؒ وا بحار الانوار اور حیات القلوب میں سید انوار نعمانیہ اور سید بحرینی مدینۃ المعاجز میں روایت کرتے ہیں: جب حضرت امیر المومنینؑ نے مرحب کے دو ٹکڑے کیے تو جبرائیلؑ آسمان سے بڑے تعجب کے عالم میں نازل ہوئے۔ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیلؑ سے فرمایا: بڑے تعجب میں ہو۔ اس نے عرض کیا: تمام آسمانوں میں ملائکہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں "لا سیف لا ذو الفقار لافتی الا علی" اور تعجب میں اس بات پر کر رہا ہوں کہ جب مجھے قوم لوط کو ہلاک کرنے کا حکم ملا تو میں نے ان کے سات شہروں کو زمین سے اکھاڑ کر اپنے ایک پر کے اوپر اٹھا کر اتنا بلند کیا کہ آسمان کے اتنے قریب ہو گئے جس کی وجہ سے قوم لوط کے مرغوں کی آواز اور بچوں کے رونے کی صدا حاملان عرش تک پہنچ گئی اور میں نے اسی طرح صبح تک اُن کو اٹھائے رکھا اور خدا کے حکم کا منتظر تھا۔ اور میرے لیے یہ کوئی اتنا مشکل نہ تھا لیکن آج جب علیؑ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے مرحب کے سر پر تلوار کی ضرب لگائی ہے تو خدا نے مجھے حکم دیا کہ اے جبرائیل علیؑ نے اتنی قوت سے ضرب لگائی ہے اگر ان کے ہاتھ کو نہ روکا گیا تو مرحب کے دو ٹکڑے کر کے زمین کو چیرتے ہوئے اس گائے کے بھی دو ٹکڑے کر دے گی جس نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے اور زمین تمام اہل دنیا کے ساتھ سرنگوں ہو جائے گی۔ جب میں زمین پر آیا اور علیؑ کے ہاتھ کو پکڑا تو

https://www.shiabookspdf.com/

میرے لیے ان کے ہاتھ کو روکنا بڑا سنگین اور بھاری لگا۔ حالانکہ اسرافیل اور میکائیل میری مدد کررہے تھے اور ان کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے۔

مؤلف فرماتے ہیں، کہ حضرت امیر المومنینؑ کی شجاعت آپ کی امامت کے لیے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے اور نہ ہی چربی کا استعمال کرتے۔ اکثر اوقات جو کی روٹی اور سرکہ یا جو کی روٹی کے ساتھ نمک یا کبھی دودھ ہوتا تھا۔ کبھی آپ کے لیے دو روٹیاں نہیں لاتے تھے۔ اگر کبھی دو روٹیاں آ بھی جاتیں تو ایک سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے۔ لذیذ غذا سے پرہیز کرتے اور فرماتے تھے کہ مجھے اس لیے پیدا نہیں کیا گیا کہ جانوروں کی طرح لذیذ غذائیں کھاؤں۔ جیسے ان کا ہدف صرف گھاس پھوس کھانا ہوتا ہے۔ اور کبھی فرماتے تھے:۔

"و اللّٰہ ما قلعت باب خیبر بقوۃ جسدانیۃ ولا بحرکۃ غذائیۃ لکنی ابدت بقوۃ ملکیۃ"

ترجمہ: خدا کی قسم میں نے باب خیبر کو نہ تو جسمانی طاقت کے ساتھ اکھاڑا ہے اور نہ ہی غذائی قوت سے بلکہ یہ تو قوت ملکوتی تھی جس کے سبب ایسا ہوا۔

مدینۃ المعاجز میں لکھتے ہیں کہ جب امیر المومنینؑ نے قلعۂ خیبر اکھاڑا تو آپ تین دن کے بھوکے تھے۔

مثنوی میں کیا خوب شعر ہے۔

قوتِ جبرائیل از مطبخ نبود بود از دیدار خلاق ودود

ترجمہ: جبرائیل کے پاس طاقت وقوت خوراک کی وجہ سے نہ تھی بلکہ یہ تو پروردگار عالم کے دیدار کے سبب تھی۔

شجاعتِ سید الشہداء علیہ السلام:۔

علی بن عیسیٰ کشف الغمہ میں لکھتے ہیں، سید الشہداء کی شجاعت کی مثالیں دی جاتیں ہیں۔ دمعۃ الساکبہ اور تظلم الزہراؑ کے علاوہ دیگر کتب مقتل میں لکھتے ہیں کہ واقعہ

https://www.shiabookspdf.com/

کربلا کے بعد لوگوں کو حضرت امیرؑ کی جنگیں بھول گئیں تھیں۔ عاشورہ کے دن امام حسینؑ کی شجاعت کو بیان کیا جاتا تھا۔

مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ امام حسینؑ اپنے والد بزرگوار حضرت امیرالمومنینؑ سے زیادہ شجاع تھے۔ کیونکہ شجاعت امیر علیہ السلام کی مثال تو دنیا میں کہیں مل نہیں سکتی۔ لیکن سید الشہداؑ کی شجاعت اس لیے مشہور ہے کہ آپ نے شجاعت کے جوجوہر دکھائے اس عالم میں دکھائے کہ بھوکے اور پیاسے بھی تھے اور بدن مبارک پر زخموں کے ساتھ ساتھ بھائیوں، بیٹیوں اور اصحاب و انصار کے فراق کے زخم بھی تھے۔ کیوں کہ معلوم ہے کہ کسی بھی جنگ میں امیرالمومنینؑ کے سامنے ایسے حالات نہ تھے کہ عباس غازیؑ جیسے بھائی کی شہادت نے کمر توڑ دی ہو یا اکبرؑ جیسے جوان بیٹے کی موت نے آنکھوں کا نور ختم کر دیا ہو۔

اسرار الشہادۃ، ریاض الشہادۃ، روضۃ الشہداؑ، بحر المصائب اور مخزن البکا کے علاوہ دیگر کتب مقتل میں نقل کرتے ہیں۔ تمیم بن قحطبہ ملعون امام حسین علیہ السلام کے مقابلے میں آیا اور کہنے لگا۔ اے فرزند علیؑ باوجود اس کے کہ آپ کے بھائی بیٹے اور رشتہ دار و اصحاب قتل ہو چکے ہیں اور پھر بھی اتنے بڑے لشکر کے ساتھ جنگ کر رہے ہو، کب تک لڑو گے؟ حضرت نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ لڑنے کے لیے آیا ہوں یا تم میرے ساتھ لڑنے کے لیے آئے ہو اور میرے بھائیوں بیٹوں کو قتل کیا ہے، اب میرے اور تمہارے درمیان سوائے تلوار کے اور کچھ نہیں ہے۔

حضرت نے فرمایا تم ذرا آگے آؤ تا کہ تیری شجاعت کا پتہ چلے۔ جیسے وہ آگے بڑھا حضرت نے اس ملعون پر ایسا وار کیا کہ اس کا سر کٹ کر پچاس ہاتھ دور جا گرا۔

ایک دوسرا ملعون یزید ابطحی جو بڑا شجاع تھا یہ ملعون جب میدان کربلا میں آیا تو عمر سعد کا لشکر بڑا خوش ہوا، کہ یہ شخص حسینؑ کو قتل کرے گا اور جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جونہی یہ ملعون حضرت کے قریب ہوا، آپ نے تلوار کے ساتھ ایسا وار کیا کہ گاجر مولی کی

https://www.shiabookspdf.com/

طرح دو ٹکڑے ہو کر گر گیا۔

بحار الانوار ج ۴۵ ص ۴۹ باب ۳۷ اور عوالم میں روایت ہے حضرت مبارزہ طلب کرتے اور آپ کے مقابلے میں بڑے بڑے نامور شجاع اور بہادر آتے گئے آپ انہیں قتل کرتے گئے اور ایک بہت بڑا ڈھیر ان کے مقتولین کا لگا دیا۔

جواہر الایقان در بندی اور بحر المصائب میں لکھتے ہیں: امام حسین علیہ السلام نے اشقیاء کے ساتھ سو سے زیادہ بڑے بڑے شجاع لوگوں کو قتل کیا اور اس کے بعد حضرت کے مقابلے میں آنے کی کوئی جرأت نہ کرتا تھا۔

بحار الانوار اور عوالم میں لکھتے ہیں: حضرت نے دشمن کے میمنہ لشکر پر حملہ کیا اور فرمایا: "الموت خیر من رکوب العار والعار اولی من دخول النار"

ترجمہ: موت بزدلی سے بہتر ہے اور جہنم میں جانے سے بہتر بزدلی ہے

اس کے بعد حضرت نے میسرہ لشکر پر حملہ کیا اور فرمایا:

"انا الحسین ابن علی آلیت ان لا انثنی احمی عیالات ابی امضی علی دین النبی"

ترجمہ: میں نے اس لیے لوٹ کر دوبارہ حملہ کیا ہے تاکہ دین نبی پر چلتے ہوئے اپنے والد کی اہلبیت کا دفاع کروں۔

اس دوران حضرت نے زخمیوں کے علاوہ ایک ہزار نو سو پچاس ملعونوں کو فی النار کیا۔

شیخ طریحی اپنی کتاب منتخب میں اور اسی طرح دیگر کتب مقتل میں لکھتے ہیں کہ شمر ملعون عمر سعد کے پاس آیا اور کہا: اے امیر، خدا کی قسم اگر تمام دنیا والے حسینؑ کے مقابلے میں جنگ کے لیے آ جائیں تو وہ تمام کو ہلاک کر دیں گے میرا مشورہ یہ ہے کہ تمام لشکر ایک ہی بار نیزوں اور تیروں سے انہیں گھیر لے۔ حضرت کبھی میمنہ لشکر پر حملہ کرتے اور کبھی میسرہ پر اور اس دوران دس ہزار افراد کو جہنم واصل کیا۔ لیکن لشکر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ان میں کمی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے حسینؑ سے بڑھ کر کوئی شجاع

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں دیکھا جس کے بھائی بیٹے اور ساتھی اس کے سامنے قتل ہو گئے ہوں اور پھر بھی اس قدر شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرے۔ اگر عمر سعد کا لشکر ان پر حملہ کرتا تو وہ بھی تلوار کے ساتھ حملہ کرتے اور لشکر اس طرح بھاگتا ہوا نظر آتا جیسے شیر کو دیکھ کر بھیڑ بکریاں بھاگتی ہیں۔ حملہ کرنے کے بعد اپنی جگہ پر واپس آجاتے اور فرماتے: **"لا حول و لا قوة الا بالله"**

جوہری نے کیا خوب اشعار کہے ہیں۔

چناں درید صف از حملہ ھا پوستش — کہ جبرئیل امین بوسہ داد بر دستش
چناں علانیہ مرکب بہ خون اعداد، راند — کہ جنگ خیبر و صفین و بدر مخفی ماند
بہ رزم خصم پدروار آن چنان کوشید — کہ پردہ بر رخ احزاب و نہروان پوشید
غریق بحر خجالت ز تیز دستی وی — بہ ہر طرف ملک الموت می دوید ازلی

ترجمہ: دشمن کی صفوں کو پے در پے حملہ کر کے اس طرح چیر دیا کہ جبرائیل امین نے آکر ہاتھوں کا بوسہ لیا۔

حضرت نے دشمنوں کا اتنا خون بہایا کہ لوگ جنگ خیبر و صفین اور بدر بھول گئی، اپنے والد بزرگوار کے دشمنوں کے خلاف ایسے جنگ کے جوہر دکھائے کہ جنگِ خندق اور نہروان لوگ بھول گئے۔ اتنی تیز جنگ کر رہے تھے کہ ملک الموت بھی شرم کے مارے ادھر اُدھر بھاگ رہا تھا۔

بحر المصائب، ریاض الشہادۃ اور محرق القلوب کی روایت کے مطابق اسی دوران غائبی ندا آئی: اے حسینؑ اگر اسی طرح جنگ کرتے رہے تو درجہ شہادت پر کیسے فائز ہو گے؟۔

بحار الانوار کی روایت کے مطابق عاشور کے دن امام حسینؑ کے پاس جو تلوار تھی وہ حضرت امیر المومنینؑ کی ذوالفقار تھی۔ علی اکبرؑ کی آواز پر بھی انہوں نے ذوالفقار پکڑی اور لشکر پر حملہ کر دیا اور دشمنوں کو بیٹے کی لاش سے دور بھگا دیا۔ عمان سامانی نے کیا خوب کہا ہے۔

پس بہ چالاکی روی زین نشست — این بگفت وسوی تیغ دست
کی مشعشع ذوالفقار دل شکاف — مدتی شد تا کہ ماندی در غلاف

https://www.shiabookspdf.com/

آنقدر در جای خود کردی درنگ — تا گرفت آئینۂ اسلام زنگ
ہان و ہان ای جوہر خاکستری — زنگ این آینہ می باید بری
در مزاج کفر شد خون بیشتر — سر بر آور ای خدرا نیشتر
چہ خوش گفت فردوسی اندر نبرد — چہ یک مرد جنگی چہ یک دشت مرد
سماواتیان محو و حیران ہمہ — سرانگشت عبرت بہ داندان ہمہ
کہ یارب چہ زور و چہ بازوست این — مگر با قدر ہم ترازو است این
عجب صف شکن شہوار یلی است — بہ نیرو مردی بسان علی است
ولی حیف کاین تشنہ لب لی کس است — غریب است و بی یار و بی مونس است
دریغا ندارد علی اکبری — ندارد ہوا داری و یاوری
گر عباسی و اکبری داشتی — از این قوم کسی زندہ نگذاشتی
صد افسوس کنز مرگستان درغم است — قدش زیر بار مصیبت خم است

ترجمہ: ''تیزی سے گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور فوراً تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ آج کسی نے مدت سے غلاف میں پڑی ذوالفقار کو باہر نکالا ہے۔ اے ذوالفقار تو بڑی دیر تک اپنی جگہ خاموش رہی ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے آئینہ کو زنگ لگ گیا۔ اے بامعرفت اور زمین شناس جوہری اب کسی نہ کسی طرح اسلام کے آئینہ سے اس زنگ کو اتار دو۔ کفر کے مزاج میں خون زیادہ ہو چکا ہے اور اب وہ خدا کے سامنے اپنا سر اٹھا رہا ہے۔ فردوسی نے جنگ کے متعلق کیا خوب کہا ہے کہ کہاں ایک مرد اور کہاں اس کے مقابلے میں پورا میدان مردوں سے بھرا ہوا ہے۔ اہل آسمان سب حیران ہیں اور عبرت کی وجہ سے اپنی انگلیاں دانتوں میں لیے ہوئے ہیں کہ اے پروردگار اس بازو میں کیا طاقت ہے، دیکھنے میں ایک بازو ہے مگر حقیقت میں ترازو کے برابر ہے۔ عجیب صف شکن شہسوار ہے۔ زور بازو اور طاقت میں علی لگتا ہے لیکن افسوس کہ یہ شہسوار تشنہ لب ہے۔ پردیسی ہے اور بے یار و مددگار ہے، ہائے افسوس کہ اس کے پاس علی اکبر جیسا جوان بیٹا نہیں ہے اور کوئی حامی و ناصر نہیں ہے۔ اگر

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے عباسؑ و اکبرؑ زندہ ہوتے تو پھر اس قوم اشقیاء میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہتا۔ ہزار افسوس کہ ان کی موت کی وجہ سے غمزدہ ہے اور اس مصیبت کی وجہ سے کمر جھکی ہوئی ہے۔''

جب حضرت حملہ کے بعد حملہ کر رہے تھے تو عمر سعد نے اپنے لشکر سے کہا۔ خبردار تمہیں معلوم ہے کہ کس کے ساتھ جنگ کر رہے ہو۔ یہ انزع البطین یعنی شجاعانِ عرب کو قتل کرنے والے کا بیٹا ہے۔ ایک مرتبہ چاروں طرف سے حملہ کرو۔ چار ہزار تیر اندازوں نے جیسے کہ بحار الانوار اور عوالم میں ہے یا محرق القلوب اور ریاض الشہادہ کی روایات کے مطابق پندرہ ہزار تیر اندازوں نے مل کر تیر مارے۔ علامہ مجلسی جلاء العیون میں اسی طرح اسرار الشہادۃ، دمعۃ الساکبہ اور مخزن البکاء کی روایت کے مطابق حضرت کے بدن مبارک پر چار ہزار تیروں کے اور ایک سو اسی زخم تلواروں اور نیزوں کے تھے۔

بحر المصائب میں روایت ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کس طرح ایک بدن پر اتنے زخم آ سکتے ہیں؟ حضرت نے اتنا گریہ کیا کہ غش کرنے کے قریب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ایک تلوار کے زخم پر دوسری تلوار، ایک نیزے کے زخم پر دوسرے نیزے کا زخم اور ایک تیر کے زخم پر دوسرے تیر کا زخم لگاتے تھے۔ پورا جسم تیروں سے پُر تھا۔ ایک ملعون صالح ابن وہب المزنی نے نیزہ مارا۔ حضرتؑ زین سے نیچے گر پڑے۔ دایاں رخسار زمین پر آ کر لگا۔ ہر طرف سے فوج اشقیاء نے گھیر لیا۔ چالیس ملعون آگے بڑھے، ان میں سے ایک حضرتؑ کے سر کو جدا کرنا چاہتا تھا، زینبؑ علیا ماتم کرتی ہوئی خیمے سے باہر نکلی اور کہہ رہی تھی ہائے میرا بھیا، ہائے میرے مولیٰ۔

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر۲۷

لکل نبی فی الانام فضیلة و جملتها مجموعة لمحمد
کما سمی للنبیین خاقما به نختم الذکر الجمیل و نبتدی
و امته قد اخرجت خیر امة من الناس یا طوبی لامة احمد
آمد اندر جهان جان هر کس جان جانها محمد آمد و بس
او سری بود و عقل گردن او او دلی بود و انبیا تن او
همه شاگرد و او مدرسشان همه مزدور و او مهندسشان

ترجمہ: ہر نبی کے مخلوقات میں کوئی نہ کوئی فضیلت ہے۔اور یہ تمام فضیلتیں محمدؐ کے وجود میں موجود ہیں۔

جس طرح ان کا نام خاتم النبیین رکھا گیا ہے۔ہم بھی انہی کے مبارک ذکر سے ابتدا کرتے ہیں اور انہی کے مبارک ذکر پر ختم کرتے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت بہترین اُمت ہے جو لوگوں میں سے نکالی گئی ہے اے اُمت محمد تمہیں مبارک ہو۔

اس جہان میں جو بھی آیا ہے اُن سب کی جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔حضورؐ سر تھے اور عقل ان کی گردن تھی۔وہ دل تھے اور انبیاء بدن سب شاگرد تھے اور آپؐ استاد۔حضورؐ معمار تھے اور باقی سب مزدور۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

من ندیدم در جهانِ جستجو هیچ اهل بیت به از خوی نکو
تیغ حلم از تیغ آهن تیز تر بل ز صد لشگر ظفر انگیزتر

ترجمہ: میں نے جتنا بھی غور وفکر کیا ہے۔اہل بیت علیہم السلام سے بہتر صاحب

https://www.shiabookspdf.com/

اخلاق نہیں دیکھا۔

اخلاق کی تلوار لوہے کی تلوار سے تیز ہوتی ہے۔ بلکہ ایک سو لشکروں سے کامیاب تر ہوتی ہے۔

وفائی شوشتری امام حسینؑ کی مدح میں کیا خوب کہتا ہے۔

بصولت بود چون حیدر بہ ھیبت ھمچو پیغمبر ولی حضرت داور مدار دین و ایمان شد

بہ قدرت دست او معجز نما چون احمد مرسل بہ قوت پنجہ اش مشکل گشا چون شیر یزدان شد

ترجمہ: شجاعت حیدر کی اور ہیبت پیغمبر کی تھی لیکن حضرت دین و ایمان کا دار و مدار بن گئے۔

اُن کی طاقت احمدِ مرسل کی طرح معجزانہ تھی اور ان کی قوت مشکل کشا شیر یزدان کی طرح تھی۔

بحار الانوار۔ عوالم۔ رمعہ اور فخزن کی روایت کے مطابق حضرت اشقیاء کے سامنے آئے درحالانکہ ہاتھ میں تلوار ننگی تھی اور اپنی زندگی سے مایوس تھے اور فرما رہے تھے۔

انا ابن علی الطهر من آل هاشم کفانی بهذا مفخراً حین أفخر

وجدی رسول الله اکرم مَن مضی ونحن سراج الله فی الارض نزهر

و فاطم امی من سلالة احمد و عمی یدعی ذوالجنا حین جعفر

وفینا کتاب الله انزل صادقا وفینا الهدیٰ والوحی بالخیر یذکر

ونحن ولاة الحوض نسقی ولا تنا بکاس رسول الله ما لیس ینکر

وشیعتنا فی الناس اکرم شیعة و مبغضنا یوم القیمة یخسر

و طوبی لعبد زارنا بعد موتنا بجنة عدن صفرها لا یکدر

ترجمہ: فخر کرتے وقت میرے لیے اتنا ہی فخر کافی ہے کہ میں بنی ہاشم میں سے پاک و پاکیزہ ہستی علی علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔

میرے نانا اللہ کے رسول ہیں اور سب گذشتہ لوگوں سے زیادہ عزت و اکرام

https://www.shiabookspdf.com/

والے ہیں اور ہم زمین میں خدا کا چمکنے والا چراغ ہیں۔

احمد مرسل کی بیٹی فاطمہ میری ماں ہے اور جعفر طیار یعنی دو پروں والے میرے چچا ہیں۔

ہمارے اوپر سچی کتاب نازل ہوئی ہے۔ہم پر وحی نازل ہوئی اور ہمارے ہی پاس ہدایت ہے۔

ہم حوض کوثر کے والی ہیں ۔ہم اپنے دوستوں کو رسول خدا کے جام سے پلائیں گے۔

ہمارے شیعہ لوگوں میں بہترین شیعہ ہیں اور ہمارے دشمن قیامت کے دن نقصان اُٹھائیں گے۔

خوشخبری ہے اس بندے کے لیے جو ہمارے مرنے کے بعد ہماری زیارت کرے وہ جنت عدن کو پالیں گے جو ہمیشہ پاک و پاکیزہ رہنے والی ہے۔

بیدل قزوینی کے اشعار جو امامؑ کے اس رجز کے ساتھ مناسب ہیں۔

منم نور چشم رسول خدا — منم زادۂ شاہ خیبر گشا
منم شبل زهراء بنت رسول — که خوانند افلا کیانش بتول
سزد فخر من بر همه ممکنات — که جدم بود سید کائنات
بود خاتم دین در انگشت من — کلید بهشت است در مشت من
توانم به تایید پرودگار — زنم دست بر قبضۂ ذوالفقار
چه شیر ژیان از شما روبهان — یکی زنده نگذارم اندر جهان
ولی بسته دست قضا دست من — شده حکم تقدیر پا بست من
قتلم اخی ایها الظالمون — فویل لکم ایها الکافرون
غم مرگ عباس پشتم شکست — توانائیم رفته یکسر زدست
زداغ علی اکبر نوجوان — شدم پیر و دلخسته و ناتوان

https://www.shiabookspdf.com/

غم قاسم تازہ داماد من   بر آوردہ از بیخ بنیاد من
زداغ علی اصغر شیر خوار   بہ یکبارگی رفتہ دستم زکار

ترجمہ: میں رسول خداؐ کا نور چشم اور فاتح خیبر علی علیہ السلام کا بیٹا ہوں میں بنت رسول اللہ زہراؑ کا بیٹا ہوں جسے اہل آسمان بتولؑ کہتے ہیں ہر شی کے مقابلے میں میرے لیے اتنا ہی فخر کافی ہے کہ میرے نانا سید کائنات تھے۔ دین کی انگوٹھی میرے ہاتھ میں تھی اور بہشت کی چابی میری مٹھی میں تھی۔ میں خدا کی دی ہوئی مدد کے ذریعے سے ذوالفقار کے دستے کو پکڑوں گا۔ اور دھاڑتے ہوئے شیر کی طرح تم لومڑیوں میں سے کسی کو بھی اس دنیا میں باقی نہ چھوڑوں گا۔

لیکن قضا کے ہاتھ میں میرا ہاتھ بندھا ہوا ہے اور میرا پاؤں حکم تقدیر کا پابند ہے۔

اے ظالموں تم نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے اے کافرو تمھارے لیے ہلاکت ہے عباسؑ کے غم نے میری کمر کو توڑ کر رکھ دیا ہے اور میری تمام طاقت ختم ہوگئی ہے۔ قاسمؑ کے غم نے مجھے مار کر رکھ دیا ہے۔

اور شیر خوار علی اصغرؑ کے غم نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔

پروردگار عالم سورہ اسراء آیت ۱۱۰ میں ارشاد فرماتا ہے:۔

(قل ادعو اللّٰہ او ادعوا الرحمٰن یاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنٰی)

ذات باری تعالٰی کے ایک ہزار نام ہیں ان میں سے ایک اسم ذات ہے یعنی اللہ، جس کے معنی ایسی ذات جو تمام صفات کمالیہ کو اپنے اندر لئے ہوئے ہو۔ اس لیے جب بھی لفظ اللہ کہا جاتا ہے تو گویا تمام صفات حسنٰی کا ورد ہو گیا ہو۔ اس لفظ کو جلالہ کہتے ہیں اور یہ کلمہ توحید اور شہادتین کے ساتھ خاص ہے۔ باقی تمام اسماء سے مشہور تر ہے۔ قرآن میں یہ لفظ دو ہزار سو سات مرتبہ آیا ہے۔

جنات الخلود میں اس لفظ کی اصل لاہ لکھتے ہیں شروع تعریف کا الف لام لے آئے تو ''اللہ'' ہو گیا۔ یہ لفظ اسم اعظم ہے۔ صبح عصر اور رات کے آخری پہر میں اگر اس کو

https://www.shiabookspdf.com/

چھیاسٹھ بار پڑھا جائے تو مقاصد میں کامیابی ہوتی ہے۔

علامہ مجلسی عین الحیات میں حضرت امام صادقؑ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر کوئی دس مرتبہ یا اللہ کہتا ہے تو خدا اسے فرماتا ہے۔ لبیک، بتاؤ کیا چاہیے۔ دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: میرا ایک بھائی بیمار ہو گیا، میرے والد بزرگوار اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا: یا اللہ کہو۔ کیونکہ مومنوں میں سے جو کوئی بھی اس لفظ کو کہتا ہے تو خدا اس کے جواب میں فرماتا ہے اے میرے بندے میں حاضر ہوں، مجھ سے مانگ جو چاہتا ہے۔

اس لفظ بابرکت کے علاوہ خدا کے ہزار نام اور بھی ہیں۔ جو اسماء صفات جلالیہ و جمالیہ اور کمالیہ کہلاتے ہیں۔ خدا نے انبیاء کو اپنے اسماء اور صفات کا مظہر قرار دیا ہے۔ انبیاء میں ہر نبی یا تو ایک صفت کا مظہر تھا یا دو کا۔ حضرت آدم علیہ السلام ''یا علیم'' کے مظہر تھے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔(و علم آدم الاسماء کلها) خدا نے وحی اور الہام کے ذریعے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام اور خصوصیات تعلیم فرمائے اور اس کے بعد ملائکہ کا معلم بنا کر فرمایا: (یا آدم انبئهم باسمائهم) جنات الخلود میں لکھتے ہیں، جو شخص نماز کے بعد دس مرتبہ ''یا علیم'' کہے تو تحصیل علم اور پوشیدہ علوم کے جاننے میں اسے فائدہ حاصل ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام ''یا شکور'' کے مظہر تھے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (کان عبداً شکوراً) مصباح کفعمی اور جنات الخلود میں فرماتے ہیں: اگر کسی کی آنکھ میں درد ہو تو ''الشکور'' کو چالیس مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کریں اور اس پانی سے آنکھوں کو دھولیں انشاء اللہ درد جاتا رہے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ''یا حلیم'' کے مظہر تھے۔ جیسے خدا سورہ ہود آیت ۷۵ میں فرماتا ہے (ان ابراهیم لحلیم اواه منیب) الحلیم اسماء حسنیٰ میں سے ہے جس کا معنی بردبار ہے۔ یہ اسم آنکھ کے درد، غصہ، اسرار غیبیہ پر اطلاع، اطمینان قلب اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے ہر روز سو مرتبہ پڑھا جائے تو بڑا موثر ہے۔ اس اسم کو کسی برتن پر لکھ کر

https://www.shiabookspdf.com/

پانی سے دھوئیں اور زراعت پر چھڑ کائیں تو باعث نمو اور برکت ہوتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام ''یا صبور'' کے مظہر تھے۔ جیسے کہ خدا سورۃ ص آیت ۴۴ میں فرماتا ہے(انا وجدناہ صابرا) حضرت لقمان ''یا حکیم'' کے مظہر تھے۔ خدا تعالیٰ سورۃ لقمان آیت ۱۲ میں فرماتا ہے:(ولقد اتینا لقمان الحکمۃ) حضرت داؤد علیہ السلام عدل خدا کے مظہر تھے۔ خدا سورۃ ص آیت ۲۶ میں فرماتا ہے۔(یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق) حضرت سلیمان علیہ السلام ''یا ملک'' کے مظہر تھے۔ سورۃ ص آیت ۳۶ میں اس طرف اشارہ ہے۔(قال رب اغفرلی وھب لی ملکاً لا ینبغی لا حد من بعدی) حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ایسی بادشاہت جو انہیں ملی تھی کسی کو نہیں ملی مگر امام زمانہ علیہ السلام کو جو تمام انبیاءؑ کے صفات اور کمالات ظاہر کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''الحی'' کے مظہر تھے۔ جس وجہ سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مصباح کفعمی اور جنات الخلود میں لکھتے ہیں اگر آنکھ درد کر رہی ہو تو ''الحی'' کو انیس مرتبہ آنکھ پر پڑھیں انشاء اللہ شفا ملے گی۔ یا حی اور یا قیوم کا ورد کاروبار کی ترقی کے لیے بڑا مفید ہے۔ سید الانبیاء خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے صفات و کمالات کے حامل تھے اس لیے خدا کے تمام اسماء الحسنٰی کے مظہر تھے۔ خاص طور پر چار صفتیں درجہ اکمل پر تھیں اور ان کا اظہار بھی کرتے تھے۔ ان چار صفات میں سے ایک ''حلم'' ہے یعنی بردباری۔ انبیاء میں سے کوئی نبی اس قدر حلیم نہ تھا جتنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ امت نے اتنی تکلیفیں دیں اس کے باوجود ان کے لیے بد دعا کی بجائے ہدایت کی دعا کرتے اور کہتے ،اے اللہ یہ مجھے نہیں جانتے ان کو ہدایت فرما۔

خداوند قدوس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلم اور اخلاق کریمہ کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں(وانک لعلی خلق عظیم)۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق اس قدر بلند تھا ایک دن آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے

https://www.shiabookspdf.com/

تھے۔ اصحاب آپ کے اردگرد کھڑے تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا۔ تلوار ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی اور ایک کپڑے میں سوسمار یعنی گوہ لیے ہوئے کہتا آرہا تھا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جھوٹا اور جادوگر ہے۔ اصحاب اسے قتل کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کردیا اور فرمایا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، نہ جھوٹا ہوں اور نہ ہی جادوگر بلکہ اپنے خدا کا رسول ہوں۔ اعرابی نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم اگر تو اتنا صاحب اخلاق نہ ہوتا تو میں تیرے خون سے اپنی تلوار رنگین کرتا۔ مجھے لات وعزیٰ کی قسم میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہیں لاتی۔ اس نے سوسمار کو نیچے پھینکا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے سوسمار تو یہ بتا میں کون ہوں؟ اس نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں اعرابی یہ سن کر فوراً ایمان لے آیا۔ منجھج میں روایت ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اپنے ایک صحابی کے ساتھ صحرائے مدینہ میں موجود تھے۔ ایک بوڑھی عورت کو کنویں کے پاس دیکھا جو پانی لینا چاہتی تھی لیکن نکالنے سے قاصر تھی۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے پاس جا کر فرمایا، میں تیرے لیے پانی نکال دوں؟ اس عورت نے کہا (ان احسنتم احسنتم لانفسکم) یعنی اگر تم نیکی کرو گے تو اپنے لیے نیکی کرو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنویں سے پانی نکال کر مشک بھری اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر فرمایا۔ تم آگے آگے چلو اور مجھے اپنے خیمے کا راستہ بتاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو صحابی تھا اس نے مشک لینے کی بڑی کوشش کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ دی اور فرمایا کہ میں زیادہ حق دار ہوں کہ امت کا وزن اٹھاؤں۔ وہ عورت آگے آگے چلتی گئی اور خیمے تک پہنچ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشک خیمے کے دروازے پر رکھی اور واپس لوٹ آئے۔ بوڑھی عورت نے خیمے کے اندر موجود اپنے بچوں کو آواز دی کہ مشک اندر لے جاؤ۔ بڑھیا کے بیٹوں نے پوچھا کہ اتنی بھاری مشک تیرے لیے کون اٹھا کر لایا ہے؟ بڑھیا نے کہا ایک خوبصورت شکل والا جوان تھا۔ انہوں نے کہا وہ کہاں گیا؟ بڑھیا نے کہا وہ جا رہا ہے۔ وہ اٹھے اور جلدی سے

https://www.shiabookspdf.com/

پیچھے جا کر دیکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان کر واپس آ گئے اور اپنی ماں سے کہنے لگے یہ جوان تو ہمارے پیغمبرؐ ہیں جن پر تو ایمان لائی ہے اور ان کی زیارت کی مشتاق تھی۔ بوڑھی عورت اپنے بیٹوں کے ساتھ بھاگتی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئی اور قدموں میں گر کر کہنے لگی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے گستاخی ہوگئی، میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ سے معذرت چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تسلی دی اور محبت سے فرمایا جاؤ میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں۔

اسی طرح ایک جگہ کنویں پر ایک اعرابی کے لیے حضرت پانی نکال رہے تھے جب ڈول کنویں میں ڈالا تو وہ کنویں میں گر گیا۔ اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھپڑ مارا لیکن جب اسے حضورؐ کا معلوم ہوا تو اس نے اپنا وہ ہاتھ کاٹ دیا جس سے یہ جسارت کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کٹی ہوئی جگہ پر رکھ کر بسم اللہ پڑھی تو پہلے کی طرح ہو گیا۔

بحار الانوار حیات القلوب اور عین الحیات میں حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے۔ ایک یہودی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ دینار قرض لیے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستے میں روک کر قرض کا مطالبہ کرنے لگا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی میرے پاس نہیں ہیں۔ یہودی نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج میں قرض لیے بغیر آپ کو جانے نہ دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ٹھیک ہے جب تک میں تیرا قرض نہیں دیتا تو مجھے اپنے پاس رکھ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں بیٹھ گئے اور یہودی نے آپکو نماز کے لیے بھی مسجد نہ جانے دیا۔ حتیٰ کہ آپ نے نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح وہیں پڑھیں۔ یہودی بھی وہیں ساتھ تھا اور کہیں بھی نہ جاتا تھا۔ حضرت کے اصحاب یہودی کو ڈرانے دھمکانے لگے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں روک دیا۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس یہودی نے آپ کو قید کر رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس لیے مبعوث

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہوا کہ کسی پر ظلم کروں۔ یہودی نے جب اس صورتِ حال کو دیکھا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا۔ اپنا آدھا مال آپ کو دیتا ہوں جو آپ راہ خدا میں خرچ کر دیں۔ یہودی کہنے لگا۔ یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب کچھ میں نے اس لیے کیا ہے تا کہ آپ کی پیغمبری میرے لیے ثابت ہو سکے۔ کیونکہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ مکہ میں پیغمبر پیدا ہوگا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کرے گا نام اس کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ ہوگا۔ اتنا صاحب اخلاق ہوگا، کہ اسے کبھی غصہ نہ آتا ہوگا، نرم لہجے میں بات کرے گا، کسی کو گالی نہ دے گا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

یہ حسن اخلاق تھا جس کی وجہ سے اکثر بد اخلاق اور متکبر عرب مسلمان ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اچھے اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ما من شئی اثقل فی المیزان من خلق حسن" "یعنی ایمان کے ترازو میں حسنِ خلق سے وزنی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسی طرح فرماتے ہیں: "علیکم بحسن الخلق فان حسن الخلق فی الجنۃ لا محالہ" "حسن اخلاق کا دامن ہاتھ سے مت جانے دو، بے شک اخلاق حسنہ کا مقام جنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفاتِ کمالیہ میں سے ایک صفت رعب اور حضرت کی ہیبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "نصرت بالرعب مسیرۃ شھر" یعنی رعب اور ہیبت کی وجہ سے ایک ماہ کی مسافت کے برابر میری مدد کی گئی۔ اگر کوئی دشمن آپ کو قتل کرنے یا کوئی اور تکلیف دینے کے ارادہ سے چلتا تو خدا اس کے اندر حضرت کا اتنا رعب و دبدبہ پیدا کر دیتا کہ اسے یہ کام انجام دینے کی جرأت نہ ہوتی۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دشمن کسی وقت بھی آپ کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ جبکہ اکثر طور پر آپ اکیلے آتے جاتے تھے۔ اور جنگ وغیرہ کے موقع پر بھی کوئی اسلحہ وغیرہ ساتھ نہ رکھتے تھے۔ فقط خدا پر بھروسہ اور توکل کرتے تھے جو یہ کہتا ہے۔ (واللہ یعصمک من الناس) یعنی: اللہ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

بحار الانوار ج ۱۶ ص ۲۳۱ روایت ۳۵ باب ۹ میں روایت ہے جس میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص اوصاف میں سے ایک وصف کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ کو جب کوئی شخص دیکھتا تو آپ کی ہیبت کی وجہ سے خوفزدہ ہو جاتا اور جب آپ کے پاس بیٹھتا تو اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی اور یہ کہتا کہ آج تک میں نے آپ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کی تیسری خصوصیت سخاوت ہے۔ کتاب صافی میں حضرت صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ جب بھی کوئی آپ سے سوال کرتا یا اور کوئی چیز مانگتا تو آپ کبھی بھی اسے خالی ہاتھ واپس نہ جانے دیتے تھے۔ منہج الصادقین کی روایت کے مطابق ایک عورت نے اپنی بیٹی کو حضرت کے پاس بھیجا اور کہا اگر حضرت کوئی چیز نہ دیں تو کہنا اپنی قمیض ہی عنایت کر دیں۔ جب وہ لڑکی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیض اتار کر اسے دے دی۔

بحار الانوار ج ۱۶ ص ۱۹۴ باب ۸ میں روایت ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں **"كان اجود الناس كفاً واجرء الناس صدراً و اصدق الناس لهجة"** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جود و سخا، شجاعت و بہادری اور سچائی میں سب سے زیادہ تھے۔

بحار الانوار میں حدیث وارد ہے کہ ایک فرشتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ کیں اور فرمایا: **"الدنیا دار من لا دار له ولها یجمع من لا عقل له"** یعنی دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور دنیا کو وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔

حیات القلوب میں روایت ہے کہ تین مرتبہ حضرت جبرائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دنیا کے خزانوں کی چابیاں لے کر آئے اور عرض کیا انہیں قبول کریں اور آپ کے آخرت کے ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

جنات الخلود میں لکھتے ہیں کہ جنگ صفین میں عباس ابن مرداس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قصیدہ کہا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا یا علیؑ اس کی زبان کو روکو۔ عباس کہتا ہے میں نے گمان کیا کہ میری گردن کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ امیرالمومنینؑ مجھے اس صحرا میں لے آئے جہاں گائے، بھیڑ بکریاں اور بہت سے اونٹ تھے۔ ایک ہزار سے زیادہ مجھے عطا کیے۔

بحار الانوار اور حیات القلوب میں معتبر حدیث ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے گئے تو نہ کوئی غلام اور نہ کوئی کنیز تھی، کوئی درہم و دینار اور بھیڑ بکریاں اور اونٹ وغیرہ بھی نہ تھے۔ آنحضرت کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مقدار جو قرض لیے تھے۔ جو کچھ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا اسے راہ خدا میں خرچ کر دیتے تھے اور خود کئی کئی دن تک بھوکے رہتے تھے۔ نہج البلاغہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں "خرج من الدنيا خصيماً و ورد الاخرة سليماً "یعنی اس دنیا سے بھوکے گئے اور آخرت میں صحیح سالم داخل ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوتھی خاص صفت شجاعت تھی۔ اسرار الشہادۃ میں مرحوم دربندی روایت ذکر کرتے ہیں۔ "ان لكل نبی قوة اربعين رجلاً وكان لخاتم انبياء قوت اربعين نبياً" ہر نبی کے پاس چالیس مردوں کی طاقت تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چالیس نبیوں کی طاقت وقوت تھی۔ پس اس روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک ہزار چھ سو مردوں کی طاقت وقوت تھی۔ جنات الخلود میں لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی اڑھائی سال کے تھے جب بہادر جوانوں کے ساتھ کشتی کرتے اور انہیں زمین پر گرا دیتے تھے۔

مؤلف فرماتے ہیں، کہ تین عمل اور کام ایسے ہیں جن کو عام لوگ لہو ولعب شمار کرتے ہیں اور غالباً انہیں کھیل کود کے طور پر انجام دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ تینوں کام شروع

https://www.shiabookspdf.com/

میں ممدوح ہیں، یعنی ان کی تعریف کی گئی ہے۔ایک گھوڑا دوڑانا، دوم تیراندازی اور سوئم کشتی کرنا۔اسرار الشھادہ میں مرحوم دربندی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل کی کشتی کو نقل کرتے ہیں:۔

اگر کوئی یہ کہے کہ آپ نے پھر جنگ کیوں نہ کی اور کسی کو قتل کیوں نہ کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا وجود مبارک لوگوں کے لیے رحمت تھا۔ جیسے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے (وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین) دوسری وجہ یہ ہے کہ پیغمبرؐ کے پاس ایک ایسا جوان یعنی علی ابن ابی طالبؑ موجود تھے جو ہر میدان میں آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھتے تھے۔ جیسے کہ جنگ احد میں امیر المومنینؑ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد ایسے گھوم رہے تھے جیسے کوئی پروانہ شمع کے گرد گھومتا ہے اور اس جنگ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے حضرت علیؑ کے بدن مبارک پر نوے زخم آئے تھے اس کے باوجود پیچھے نہ ہٹے۔اسی لیے رضوان جنت یہ کہہ رہا تھا: **"لا سیف الا ذو الفقار و لا فتیٰ الا علی"**

ایک اور جواب یہ ہے، خدا فرماتا ہے: (النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم) یعنی نبی کی جان تمام مومنوں کی جان سے اولیٰ اور افضل ہے۔اس لیے مومنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہونا چاہیے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دشمنوں سے محفوظ رکھنا چاہیے۔علاوہ ازیں یہ کہ خدا نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے۔اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ بلکہ ایک جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرہ پہنی ہوئی تھی، جبرائیلؑ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جوشن کبیر لیں اور اس زرہ کو اتار دیں کہ جوشن کبیر زرہ کا کام کرے گی۔

یہ چار صفات جو صفات وکمالات انبیاء میں سے تھے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اکمل درجہ پر پائے جاتے ہیں۔ جب آپ اس دنیا سے گئے تو ان چار صفات کو دو حصوں میں تقسیم کر گئے۔ اپنا حلم اور ہیبت حسنؑ کو دے گئے اور اپنی سخاوت اور شجاعت حسینؑ کو۔

https://www.shiabookspdf.com/

بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۶۳ روایت ۱۱ باب ۱۲ میں روایت ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے وقت فاطمہؑ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یہ آپ کے بیٹے ہیں ان کو کچھ عطا فرمائیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسنؑ کو میں نے اپنی ہیبت اور سیادت و بزرگواری عطا کی اور حسینؑ کو میں نے سخاوت اور شجاعت عطا کی۔ اسی لئے حضرت امام حسنؑ کا لقب سید مشہور تھا جو آپ کو نانا کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنؑ کے متعلق فرمایا تھا "ان ابنی هذا سید و لعل اللّٰہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین" یہ میرا بیٹا سید ہے شاید خدا اس کے سبب مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح فرمائے۔ اور یہ اس صلح کی طرف اشارہ ہے جو معاویہ اور امام حسنؑ کے درمیان ہوئی تھی۔ جس صلح کے ذریعے سے امام حسنؑ نے اپنے اور اپنے شیعوں کے خون کی محافظت کی تھی کیونکہ معاویہ قتل و غارت گری کا بازار گرم کیے ہوئے تھا۔ اور خاص طور پر شیعیان علی علیہ السلام کو نشانہ بنا رہا تھا۔ امام حسنؑ نے صلح کے ذریعے اس قتل عام کو روکنے کی کوشش کی۔

مشہور اور معتبر کتابوں میں روایت مذکور ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بارے میں فرمایا: "ابنای هذان سید شباب اهل الجنة" میرے یہ دو بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں۔ عاشورہ کے دن سید الشہداء علیہ السلام نے اس حدیث کے ساتھ اہل کوفہ کے سامنے احتجاج کیا تھا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت اور شجاعت امام حسین علیہ السلام سے ظاہر ہوئی۔ حضرت کی سخاوت کے بارے میں بہت سی روایات ہیں بحار الانوار میں مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت کی مدح میں تین شعر پڑھے۔ حضرت نے چار ہزار دینار اپنے عبا میں ڈالے اور دروازے کے ایک سوراخ سے اسے عطا کیے۔ اور فرمایا یہ لے لو اور میرا عذر قبول کرو۔ اسی طرح ایک اور عربی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں ایک کامل دیہ یعنی ہزار دینار کا ضامن ہوں۔ میں نے خیال کیا کہ کریم اور سخی

https://www.shiabookspdf.com/

ترین شخص سے جا کر مانگتا ہوں۔ آپ کے سوا اہل بیتؑ میں سے کسی کو ایسا نہ پایا۔ حضرت نے چند مسئلے اس سے پوچھے اس نے جواب دے دیا۔ حضرت نے ایک ہزار دینار انگوٹھی کے ساتھ اسے عطا کیے۔

بحار الانوار ج ۴۶ ص ۶۲ روایت ۱۹ باب ۵ اور دیگر کتب معتبر میں لکھتے ہیں کہ شہادت کے بعد سید الشہداء علیہ السلام کی پشت پر کچھ نشانات دیکھے گئے۔ امام زین العابدینؑ سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے نشانات ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار راتوں کو اپنی پشت پر کھانے پینے کا سامان لاد کر فقراء اور مساکین تک پہنچاتے تھے۔

اور امام حسین علیہ السلام نے شجاعت اپنے نانا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے والد بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے حاصل کی۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ تمام بنی ہاشم کی قوت وشجاعت حضرت سید الشہداء علیہ السلام میں پائی جاتی تھی تو غلط نہ ہوگا۔

اور یہی شجاعت آپ کے بیٹے علی اکبرؑ میں موجود تھی۔ جیسے کہ علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ علی اکبرؑ نے کسی بھی معرکہ جنگ میں شرکت نہ کی تھی پھر بھی میدان کربلا میں دوسو افراد کو واصل جہنم کیا۔ بلکہ اسرار الشہادۃ اور جواہر الایقان میں دربندی شہاب الدین عاملی کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ علی اکبرؑ نے دوسو اسی افراد کو قتل کیا جن میں سے دوسو سوار اور اسی پیدل تھے۔ اس روایت کی تائید وہ روایت کرتی ہے جسے علامہ مجلسی بحار اور عوالم میں نقل کرتے ہیں۔ "ولم یزل یقاتل حتی نهج يلا الناس من كثرة من قتل منهم" علی اکبرؑ نے اتنے قتل کیے کہ مقتولین کی کثرت سے لوگ واویلا کر اٹھے۔

امام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں جن لوگوں کو قتل کیا ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور جب آپ اشقیاء کو قتل کر رہے تھے تو علم امامت کے ذریعے ان کی صلبوں کو دیکھ رہے تھے۔ اور جانتے تھے کہ کسی کی صلب سے اگر کوئی مومن پیدا ہونے والا تھا تو اسے قتل نہ کرتے تھے۔

اسرار الشہادۃ، جواہر الایقان۔ سعادت ناصریہ، مجالس المتقین اور بحر المصائب میں لکھتے ہیں کہ حضرت ستر پشتوں تک ملاحظہ فرماتے تھے کہ اس کی پشت سے مومن پیدا ہوگا یا نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسرار الشہادۃ میں منہاج السالکین سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے آپ ایک آدمی کو قتل کرتے ہیں اور دس کو چھوڑ دیتے ہیں، حضرت نے فرمایا، آج عصر کے وقت تجھے معلوم ہو جائے گا۔

اسرار الشہادۃ میں بعض موثق حضرات سے نقل کرتے ہیں، حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ غش کرنے سے پہلے میں نے دیکھا میرے والد بزرگوار جنگ کر رہے ہیں ایک شخص نے آکر حضرت کے پہلو پر نیزہ مارا لیکن آپ نے اسے قتل نہ کیا۔ جب امامت میری طرف منتقل ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کافر کی صلب میں ایک مومن تھا جو ہماری ولایت کا اقرار کرے گا۔ اس لیے میرے والد بزرگوار نے اسے قتل نہ کیا تھا۔

مقتل ابو مخنف، دمعۃ الساکبہ اور مخزن البکاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ اشقیاء کے مد مقابل آئے اور فرمایا: خدا تمہیں برباد کرے میرے ساتھ جنگ کیوں کرتے ہو۔ کیا میں نے کسی کا حق مارا ہے۔ کسی کا قرض دینا ہے، یا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو تبدیل کر دیا ہے۔ اشقیاء نے کہا ہم اس لیے آپ کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں کیوں کہ آپ کے والد سے ہماری دشمنی ہے۔ آپ کے والد نے ہمارے بزرگوں کو قتل کیا تھا۔ جب حضرت نے یہ بات سنی تو شدید گریہ کیا۔ اس کے بعد دائیں اور بائیں دیکھا، لیکن کوئی مددگار موجود نہ تھا، بلکہ خون آلود خاک کربلا میں پڑے تھے۔ آپ نے ندا دی۔ یا مسلم بن عقیل و یا ہانی بن عروہ و یا حبیب ابن مظاہر و یا زہیر بن القین و یا مسلم بن عوسجہ و یا علی بن الحسینؑ و یا حر الریاحی و یا ابطال الصفاء و یا فرسان الھیجاء ایک ایک ساتھی کا نام لے کر پکارا اور کہا اے میرے شہسوارو تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں تمہیں پکارتا ہوں اور تم میرا جواب نہیں دیتے۔ میں تمہیں بلاتا ہوں اور تم میری آواز نہیں سنتے۔ اے عزت و اکرام والو، اٹھو اور حرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرکش لوگوں اور ظالموں کو دور کرو۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر۳۷

آن یکی از خشم مادر رابکشت ۔۔۔ ہم بہ زخم خنجر و ہم زخم مشت
دیگری گفتش کہ از گوہری ۔۔۔ یاد ناوردی تو حق مادری
ہی تو مادر را چرا کشتی بگو ۔۔۔ اوچہ کرد آخر بہ تو ای زشت خوی
گفت کاری کرد ،کان عاروی است ۔۔۔ کشتمش کہ آن خاک ستار وی است
کشتم او رارستم از خونہای خلق ۔۔۔ نای او برم بہست از نای حلق
نفس تو است آن مادر بد خاصیت ۔۔۔ کہ فساد او است درھر ناجیت
ھین بکش او را کہ بھر آن دنی ۔۔۔ ھر دمی قصد عزیزی می کنی

ترجمہ:ایک شخص نے اپنی ماں کوقتل کردیا اُسے خنجر سے بھی زخم لگائے اور ہاتھوں کے ذریعے سے بھی زخم لگائے۔

کسی نے اس سے پوچھا اے بد بخت تجھے ماں کا حق یاد نہ تھا۔

تو نے اپنی ماں کو کیوں قتل کیا اے بدکردار آخر اس نے کونسا ایسا گناہ کیا تھا۔اس نے جواب دیا میری ماں نے ایسا برا کام کیا ہے کہ میں نے اسے قتل کردیا کیونکہ مٹی ہی اس عیب کو چھپا سکتی ہے۔

اُس نے اُس سے کہا اے صاحب حشمت تو قتل کر اس نے کہا میں ہر روز ایک مرد کو قتل کرتا ہوں۔

میں اُس کو قتل کر کے باقی مخلوق کے خون سے بچ گیا ہوں۔مخلوق کو ختم کرے سے بہتر ہے کہ اس کو ختم کردوں۔

وہ بُری ماں تیری جان ہے۔جس کا فساد ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔

اب ہر اُس کمینے کو قتل کردے جس کے ساتھ تو محبت کرتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

کسی شاعر نے کہا ہے:

دام سخت است مگر یار شود لطف خدا ورنہ انسان نبرد صرفہ ز شیطان رجیم

ترجمہ: اگر خدا کا لطف اور مہربانی شامل حال نہ ہو شیطان مردود کے جال سے بچنا بڑا مشکل ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

تو بندگی چو گدایان بہ شرط مزد مکن کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

ترجمہ: تو عبادت گداگروں کی طرح نہ کر جس طرح وہ کام کی مزدوری مانگتے ہیں۔ بلکہ جس معبود کی تو عبادت کرتا ہے وہ خود بڑا بندہ نواز ہے۔

سعدی نے کیا خوب کہا ہے:

گر مخیّر بکنندم بہ قیامت کہ چہ خواہی دوست مارا و ھمہ نعمت فردوس شما را

ترجمہ: اگر قیامت کے دن میں تجھے اختیار دوں کہ تو کس چیز کو پسند کرے گا ہماری دوستی کو یا بہشت کی تمام نعمتوں کو۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

از علی آموز اخلاص عمل شیر حق را دان مطہر از دغل
در غزا بر پہلوانی دست یافت زود شمشیری بر آورد و شتافت
او خدو انداخت بر روی علی افتخار ہر نبی و ھر نبی و ھر ولی
او خدو زد بر رخی کہ روی ماہ سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ
در زمان انداخت شمشیر آن علی کرد او اندر غزاش کاہلی
گشت حیران آن مبارز زین عمل وز نمودن عفو رحم بی محل
گفت بر من تیغ تیز افراشتی از چہ افکندی مرا بگذاشتی
گفت من تیغ از پی حق می زنم بندۂ حقم نہ مامور تنم
شیر حقم نیستم شیر ہوا فعل من بر دین من باشد گوا

https://www.shiabookspdf.com/

چون خدو انداختی در روی من　　نفس جنبید تبہ شد خوی من
نیم بہر حق شد و نیمی ہوا　　شرکت اندر کار حق نبود روا

ترجمہ: علی علیہ السلام سے اخلاصِ عمل کو سیکھ شیرِ حق کو ہر فریب اور دھوکہ سے پاک سمجھو۔

جنگ کے دوران ایک پہلوان پر غالب آ گئے تلوار نکال کر جلدی سے اُس پر حملہ آور ہوئے۔

وہ علیؑ جو ہر نبی اور ولی کا فخر تھے اُس پہلوان نے اُن کے چہرے پر تھوک دیا۔

اُس چہرے پر تھوک پھینکا جس کے سامنے چاند بھی سجدہ کرتا ہے۔

اُس وقت علیؑ نے تلوار پھینک دی اور جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا۔

مدِ مقابل اس عمل سے بڑا حیران ہوا۔ کہ کس طرح علیؑ نے بلا وجہ اور بے موقع کس طرح معاف کر دیا۔

دشمن کہنے لگا بڑے زور سے مجھ پر حملہ آور ہوئے تھے کیا ہوا کہ چھوڑ کر ایک طرف ہو گئے۔

علیؑ نے فرمایا میں اپنے اللہ کا بندہ ہوں اس کے حکم کے مطابق تلوار چلاتا ہوں نہ کہ اپنی مرضی سے۔

میں حق کا شیر ہوں نہ کہ خواہشات نفسانی کا شیر۔ میرا ہر کام دین پر گواہ ہوتا ہے۔

کیونکہ تو نے میرے چہرے پر تھوک پھینکا تھا اس لیے مجھے غصہ آ گیا تھا۔

خدا کے ساتھ میری پسند شامل ہو گئی تھی اور خدا کے کام میں کسی دوسرے کی شرکت جائز نہیں ہے۔

خداتعالیٰ سورۃ شمس آیت ۷۔۹۔۱۰ میں فرماتا ہے:

(و نفس وما سوّٰیھا قد افلح من زکّٰیھا وقد خاب من دسّٰیھا)

خدا نے اپنے بندوں پر تین طرح کی چیزیں واجب کی ہیں، کچھ کا تعلق دل کے

https://www.shiabookspdf.com/

ساتھ ہے، کچھ کا بدن اور کچھ کا نفس کے ساتھ۔

جن چیزوں کا دل کے ساتھ تعلق ہے وہ ہیں اصول دین یعنی اعتقادات، تمام علماء کا اس کے متعلق اتفاق ہے کہ اصول دین انسان کو خود کوشش کر کے دلیل عقلی اور نقلی کے ذریعے حاصل کرنے چاہیے۔ یعنی خدا، نبی، امام اور قیامت کی معرفت میں تقلید نا کافی ہے۔ بلکہ خود اجتہاد کرے اور ان کے بارے میں معرفت حاصل کرے۔ اگر کوئی اصول دین کے بارے میں دلیل عقلی اور نقلی کے بغیر جانتا ہو بلکہ ماں باپ اور دوسرے لوگوں کی سنی سنائی باتوں سے اپنے ایمان کا اظہار کرے تو اس کے ایمان کے ذائل ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ اور خاص طور پر جب کسی غیر مذہب والوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کا وقت آجائے تو ایسے اشخاص بہت جلد دھوکے میں آجاتے ہیں۔ اور خاص کر ایسے لوگوں کا ایمان کیونکہ کامل نہیں ہوتا اس لیے خطرہ ہوتا ہے کہ شیاطین اس کو ایمان سے دوسری طرف پھیر دیں مگر یہ کہ خدا حفاظت کرے۔

پس معلوم ہوا کہ اگر اصولِ دین کے بارے میں اعتقاد دلیل اور برہان سے نہ ہوگا تو معرضِ خطرہ میں ہے۔ بلکہ خطرہ تو اس وقت میں موجود ہوتا ہے جب دلیل اور برہان کے ذریعے سے اعتقادات کی معرفت حاصل کی ہو اور اگر دلیل و برہان کے بغیر اعتقادات پیدا کیے ہیں تو خطرے کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔ اس لیے مومن کو چاہیے کہ اس دعا کو ہمیشہ پڑھتا رہے اور خدا سے پناہ طلب کرے۔ (**یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک**)

وہ واجبات جن کا تعلق بدن کے ساتھ ہے وہ فروع دین ہیں یعنی نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ..... فروع دین کا صحیح ہونا اصول دین پر موقوف ہے۔ اگر اصول دین یعنی اعتقادات درست ہوئے تو فروع دین بھی درست ہوں گے اور اگر اعتقادات درست نہ ہوئے تو پھر فروع دین یعنی نماز وغیرہ کے صحیح ہونے کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادات کے لیے پانچ شرائط ہیں:۔

https://www.shiabookspdf.com/

پہلی شرط عقل ہے۔اس لئے اگر کوئی عقل نہیں رکھتا تو اس پر کوئی عبادت واجب نہیں ہے۔اصول کافی ج اص ۱۲ میں امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے" انما الثواب علی قدر العقل " یعنی اعمال صالحہ کا ثواب عقل کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس کی عقل زیادہ ہے اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

اصول کافی ج۔اص۔۱۶ میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں "ان اللّٰہ علی الناس حجتین حجة ظاهرة و حجة باطنة" خدا کی طرف سے بندوں پر دو حجتیں ہیں۔ایک حجت ظاہرہ اور دوسری حجت باطنہ۔حجتِ ظاہرہ رسول، انبیاء اور آئمہ ہیں اور حجت باطنہ عقول ہیں۔پس معلوم ہوا کہ عقل ایک عظیم نعمت ہے۔

دوسری شرط علم ہے۔تمام علماء کا اتفاق ہے کہ علم کے بغیر عمل باطل ہے۔ نہج البلاغہ اور بحار الانوار میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے "المتعبد علی غیر فقه کحمار الرحا یدور ولا یبرح" یعنی علم کے بغیر عبادت کرنے والا انسان اس گدھے کی مانند ہے جو کھونٹی پر باندھا چکر کاٹ رہا ہو اور کچھ نہ کر سکتا ہو۔پس فروع کے صحیح ہونے کے لیے علم ضروری ہے۔بلکہ ان عبادات کے مقدمات یعنی طہارت، قبلہ، وقت، مکان اور لباس کے بارے میں بھی علم رکھنا ضروری ہے ورنہ عبادات باطل ہو جائیں گی۔اس لیے اصول کافی ج۔اص ۱۷ میں روایت ہے۔حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ہشام سے فرماتے ہیں "لا نجاة الا بالطاعة والطاعة بالعلم والعلم بالتعلم والتعلم بالعقل "اطاعت کے بغیر نجات نہیں ہے اور اطاعت علم کے ساتھ ہوتی ہے علم تعلم سے حاصل ہوتا ہے اور تعلم عقل سے حاصل ہوتا ہے۔

تفسیر صافی اور مجمع البحرین میں روایت ہے۔حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ "فللّٰه الحجة البالغة" کا معنی کیا ہے۔آپ نے کہا قیامت کے دن خدا فرمائے گا۔(عبدی أكنت عالماً) میرے بندے تیرے پاس علم تھا یا نہیں؟ اگر کہے گا کہ میں جانتا تھا تو خدا فرمائے گا اس پر عمل کیوں نہیں کیا اور اگر کہے گا کہ میں جاہل تھا تو خدا

https://www.shiabookspdf.com/

فرمائے گا، تو نے علم کیوں نہ حاصل کیا۔ پس یہ ہے خدا کی طرف سے حجت بالغہ۔

پس بندہ خدا کے سامنے یہ نہیں کہہ سکتا کہ کوئی نہ تھا جو مجھے تعلیم دیتا۔ کیونکہ خدا فرمائے گا کیا میں نے تجھے عقل نہیں دی تھی؟ کیا انبیاء کو اور رسولوں کو تیری ہدایت کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ کیا انبیاء اور رسولوں نے اپنے نائب نہیں مقرر کیے تھے۔ کیونکہ تو علماء کے پاس نہ گیا جو انبیاء کے وارث تھے تاکہ علم حاصل کرتا۔ پس خدا کی طرف سے انبیاء اور اولیاء بندوں پر حجت ہیں اور اولیاء کی طرف سے علماء عالمین حجت ہیں۔ اسی لیے بحار الانوار ج ۸۷ص ۳۸۰ باب ۱۳۰ اور شیخ صدق کی کتاب کمال الدین اور تمام النعمۃ میں لکھتے ہیں کہ اسحاق بن محمد نے امام زمانہؑ کو چند مسائل لکھ کر بھیجے آپ نے جواب دیا "واما الحوادث الواقعه فارجعوا فيها الى رواة حديثنا فانهم حجتي عليكم انا حجة الله" یعنی مسائل میں ہماری روایت کرنے والے جو مجتہدین ہیں کی طرف رجوع کرو، کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی حجت ہوں۔

بحار الانوار ج ۲ ص ۱۴۴ باب ۱۹ میں روایت ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اور تین مرتبہ عرض کیا "اللهم ارحم خلفائی" اے میرے پروردگار میرے خلفاء پر رحم فرما۔ سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے خلفاء کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا "الذین یاتون من بعدی ویرون احادیثی و سنتی و یعلمونها الناس" میرے خلفاء وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے۔ میری حدیثوں اور سنت کی روایت کریں گے اور انہیں لوگوں کو تعلیم دیں گے

عبادت کے صحیح ہونے کی تیسری شرط خلوص نیت اور قصد قربت ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے سورۃ بینہ آیت ۵ (وما امروا الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین له الدین) انھیں صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔ سورۃ کہف آیت ۱۱۰ میں اللہ پاک فرماتا ہے (فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحاً) جو کوئی اپنے رب سے ملاقات چاہتا ہے تو اسے عمل صالح انجام دینا چاہیے۔ عمل صالح سے مراد یہ ہے

https://www.shiabookspdf.com/

کہ انسان اپنی عبادات میں خدا کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ بلکہ بعض قدیم علماء تو یہ کہتے ہیں کہ عبادت نہ تو جنت کی شوق سے اور نہ ہی جہنم کے خوف سے انجام دے بلکہ بعض علماء اس عبادت کے بطلان کے قائل ہیں جو ثواب کے حصول اور عذاب سے بچنے کی نیت سے انجام دی جائے۔ لیکن اکثر علماء اس کو صحیح سمجھتے ہیں اور اس کے لیے دلیل یہ دیتے ہیں کہ خدا نے ان لوگوں کی قرآن میں مدح و تعریف کی ہے جو جنت کے طمع اور جہنم کے خوف سے خدا کو پکارتے ہیں۔ سورۃ انبیاء آیت ۹۰ (انهم كانو يسارعون فى الخيرات ويدعوننا رغبا و رهباً) وہ خیرات کی طرف جلدی کرنے والے ہیں اور وہ ہمیں شوق اور خوف میں پکارتے ہیں۔ سورۃ سجدہ آیت ۱۶ (يدعون ربهم خوفاو طمعاً) وہ اپنے رب کو خوف اور طمع کی حالت میں پکارتے ہیں۔

اصول کافی ج۲ص۸۲ میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا "العباد ثلاثة قوم عبدوا الله عزوجل خوفا فتلك عبادة العبيد" عبادت کرنے والے تین طرح کے ہیں، ایک وہ گروہ ہے جو خوف کی وجہ سے اللہ کی عبادت کرتا ہے، یہ غلاموں والی عبادت ہے۔ "وقوم عبدوا الله تبارك و تعالى طلب الثواب فتلك عبادة الاجراء" ایک گروہ اللہ تعالیٰ کی عبادت طلب ثواب کے لیے کرتا ہے۔ یہ اجرت پر کام کرنے والوں کی عبادت ہے " و قوم عبدوا الله عزوجل حباً له فتلك عبادة الاحرار هي افضل العبادة" ایک گروہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت محبت کی خاطر کرتا ہے۔ یہ آزاد منش لوگوں کی عبادت ہے اور یہ سب سے بہتر عبادت ہے۔

اسی معنی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں "ماعبدتك خوفاً من نارك ولا طمعاً في جنتك لكن وجدتك اهلاً فعبدتك" میں نہ تیری جہنم کے خوف سے عبادت کرتا ہوں اور نہ ہی تیری جنت کے لالچ میں عبادت کرتا ہوں بلکہ میں نے تجھے لائق عبادت پایا ہے اس لیے تیری عبادت کرتا ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے خدا کی اس طرح عبادت کی کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا "ضربة علي يوم الخندق افضل من عبادة الثقلين" اور میدان میں جاتے وقت فرمایا " برز الايمان كله الى الشرك كله" حیات القلوب میں علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام عمرو بن عبدود کا سر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی مبارک ہو۔ آج کا تیرا عمل تمام امت کے عمل اور عبادت سے افضل ہے کیونکہ آج مشرکوں کا کوئی ایسا گھر نہیں جہاں صفِ ماتم نہ ہو اور مسلمانوں کا ایسا کوئی گھر نہیں جہاں خوشی اور عزت داخل نہ ہوئی ہو۔

سید جزائری ریاض الابرار میں روایت نقل کرتے ہیں: حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: " ضربتان كانتا في الاسلام، ضربة مباركة ايدبهادين اسلام الى يوم القيامة وهي ضربة علي لابن عبدود. و ضربة شوم هدت اركان الدين الى يوم القيامة وهي ضربة ابن ملجم اللعين" " و كان قد ضربه علىٰ موضع ضربة عمر و لضة الله " اسلام میں دو ضربتیں ایسی ہیں جس کی وجہ سے قیامت تک دین اسلام کی تائید ہوتی ہے یہ علی علیہ السلام کی ضربت تھی جو عمر ابن عبدود کو ماری۔ دوسری منحوس ضربت تھی جس کی وجہ سے قیامت تک دین اسلام کے ارکان منہدم ہو گئے اور وہ ضربت تھی جو ابن ملجم لعین نے حضرت علیؑ کے سر پر اس جگہ ماری جہاں عمرو ابن عبدود نے ضرب لگائی تھی۔ علامہ مجلسی عین الحیات میں لکھتے ہیں۔ جب حضرت امیرالمومنینؑ نے عمرو ابن عبدود کو زمین پر گرا لیا تو فوراً اس کا سر قلم نہ کیا بلکہ کچھ تاخیر سے کیا۔ جب آپ سر قلم کر کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاخیر کا سبب معلوم کیا، حضرت علیؑ نے عرض کیا، عمرو نے مجھے گالی دی اور میرے چہرے پر تھوک دیا۔ میں اس وجہ سے کچھ دیر رکا رہا تا کہ میرا غصہ ٹھنڈا ہو جائے، میں نے خالصتاً اپنی نیت کو خدا کے لیے کیا اور اسے قتل کیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

حیات القلوب میں لکھتے ہیں، حضرت عمر نے عرض کیا یا علیؑ عمرو ابن عبدود کی ذرہ کیوں نہیں اتاری؟ حالانکہ عرب میں اس ذرہ سے بہتر کوئی ذرہ نہیں تھی۔ حضرت نے فرمایا میں اسے برہنہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جب عمرو ابن عبدود کی بہن اپنے بھائی کی لاش پر آئی تو دیکھ کر کہنے لگی کسی کریم نے اسے قتل کیا ہے اور یہ شعر پڑھا۔

لو کان قاتل عمرو غیر قاتله لکنت ابکی علیه آخر الابد

لکن قاتل عمرو من لایعاب به من کان یدعی قدیمابیضة البلد

اگر عمرو کو قتل کرنے والا علی بن ابی طالبؑ کے علاوہ ہوتا تو میں اس پر قیامت تک گریہ کرتی۔ لیکن عمرو کا قاتل وہ ہے جس میں کوئی عیب نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ جاہلیت کے زمانے میں بیضۃ البلد کے نام سے مشہور تھا۔

لیکن جب زینبؑ اپنے بھائی حسینؑ کی لاش پر آئیں تو اشقیاء نے حضرت کا لباس لوٹ لیا تھا حتیٰ کہ وہ پرانا لباس بھی لوٹ لیا جو آپ نے آخری الوداع کے وقت پہنا تھا۔

عبادت کے صحیح ہونے کی چوتھی شرط اسلام ہے۔ اس لیے کسی کافر کی عبادت درست نہیں ہے۔ بلکہ باطل ہے۔ کافر جو نیک کام کرتے ہیں اس کا اجر خدا انہیں دنیا ہی میں دے دے گا۔ مثلاً احسان وغیرہ پر کافروں کو مال یا طولِ عمر یا صحت وغیرہ عطا کرے گا۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۵ میں فرماتا ہے۔ "انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی" میں تم میں سے کسی بھی مرد یا عورت کا عمل رائیگاں نہیں ہونے دوں گا۔ سورۃ شوریٰ آیت ۲۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ومن کان یرید حرث الدنیا نوته منها وماله فی الاخرة من نصیب" جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرے گا ہم اسے دنیا سے عطا کریں گے اور آخرت میں سے اس کے لیے کوئی حصہ نہ ہوگا۔ سورۃ ہود آیت ۱۵ میں ارشاد ہے " من کان یرید الحیوة الدنیا وزینتها نوف الیهم اعمالهم فیها وهم فیها لایبخسون اولٰئک الذین لیس لهم فی الاخرة الاالنار وحبط ماصنعوا فیها و باطل ما کانوا یعملون" اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو فقط دنیا کے

https://www.shiabookspdf.com/

طلب گار ہیں ہم انہیں دنیا میں جی بھر کر دیں گے اور آخرت میں ان کے لیے فقط جہنم کی آگ ہوگی۔

اسی طرح اگر کوئی مسلمان ریا کاری اور دوسرے اغراض فاسدہ کی خاطر عبادات بجالاتا ہے تو اسے بھی دنیا میں اجر دیا جائے گا جیسے کہ خدا نے شیطان کی عبادات کا اجر اسے دنیا میں عطا کر دیا اور آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ہے۔

اسلام کیا ہے۔؟ علماء فرماتے ہیں تین چیزوں سے اسلام ثابت ہوتا ہے۔ اول خدا کی توحید کا اقرار کرنا، دوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوّت کا اقرار کرنا یعنی کلمہ شہادتین کا پڑھنا، سوئم تمام ضروریات اسلام کا اقرار کرنا۔ چہارم قیامت کے بارے میں اعتقاد رکھنا۔ پانچویں شرط ایمان ہے۔ لہٰذا جن میں ایمان نہ ہو ان کی عبادات بھی قابل قبول نہیں ہیں۔ علامہ مجلسی بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔ روایات میں مومن کا اطلاق امامیہ اثنا عشریہ پر ہوتا ہے۔ یعنی ان کو مومن کہا جاتا ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علیؑ ابن ابی طالب کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں اور ان کے بعد آپ کے گیارہ معصوم بیٹوں کو امامؑ مانتے ہیں اور پیغمبرؐ اسلام کا نائب اور خلیفہ جانتے ہیں۔

بحار الانوار ج ۲۷ ص ۱۶۶ باب ۷ میں لکھتے ہیں۔ امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اعمال کے قبول اور صحیح ہونے کی شرط ایمان ہے یعنی بارہ اماموں کی ولایت کا اقرار کرنا اور سنی شیعہ کی روایات بالتواتر اس چیز پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں، روایات اس بات پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ جو لوگ آئمہ علیہم السلام کی امامت اور ولایت کا اقرار نہیں کرتے وہ کافر ہیں کیونکہ انہوں نے نص کا انکار کیا ہے۔ علامہ مجلسی یہ بھی لکھتے ہیں کہ شیخ مفید نے لکھا ہے، کہ علماء کا اتفاق ہے کہ جو بارہ اماموں میں سے کسی ایک امام کی امامت کا منکر ہو وہ بھی کافر ہے۔ بحار الانوار ج ۲۳ ص ۳۶۸ میں روایت ذکر کرتے ہیں۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا "حبنا ایمان و بغضنا کفر" ہمارے ساتھ محبت ایمان ہے اور بغض کفر ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "ولکن اللہ حبب

https://www.shiabookspdf.com/

الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم" لیکن خدا نے تمہارے لیے ایمان کو پسند کیا اور اسے تمہارے دلوں کی زینت قرار دیا ہے۔ تفسیر صافی ج ۵ ص ۳۸۲ میں خدا کے فرمان (وا لعصر ان الانسان لفی خسر) کی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ذکر کرتے ہیں آپ نے فرمایا "اعدائنا الاالذین آمنوا یقول آمنوا بولایة امیرالمومنین علیه السلام" یعنی خسارے میں رہنے والے ہمارے دشمن ہیں، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ولایت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔

تفسیر صافی میں خدا کے فرمان "ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله" کی تفسیر میں حضرت فرماتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو ولایت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کا انکار کرتے ہیں ان کا عمل حبط کرلیا جائے گا۔ ابن عباس سے بحار الانوار میں روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کے لیے خدا نے قرآن میں کچھ نام ذکر کیے ہیں جن کو لوگ نہیں جانتے۔ سوال کیا گیا وہ کون سے نام ہیں۔ ابن عباس نے کہا۔ قرآن میں انہیں ایمان کہا گیا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے: "ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الآخرة من الخاسرین" اس ایمان سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ ایمان سے مراد اعتقادات حقہ کے ساتھ دل سے اعتقاد رکھنا جیسے سورۃ حجرات آیت ۱۴ میں اللہ پاک فرماتا ہے "وقالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولمایدخل الایمان فی قلوبکم" اعراب نے کہا ہم ایمان لائے ہیں اے پیغمبران سے کہو تم ایمان نہیں لائے تم کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں، ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔

نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان وعمل بالارکان" ایمان دل کے ساتھ معرفت زبان کے ساتھ اقرار اور اعضاء کے ساتھ عمل کا نام ہے

بحار الانوار ج ۲۷ ص ۱۹۴ باب ۷ معالم الزلفیٰ، ینابیع المودۃ میں مناقب خوارزمی

https://www.shiabookspdf.com/

سے نقل کرتے ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا "لو ان عبداً عبداللّٰہ مثل ما قام نوح فی قومہ و کان لہ مثل اُحد ذھبافانفقہ فی سبیل اللّٰہ ومدّ فی عمرہ حتیٰ حج الف عام علٰی قدمیہ ثم قتل بین الصفا و المروۃ مظلوماً ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم ید خلھا" اگر کوئی شخص نوح کی طرح عبادت کرے اور احد پہاڑ جتنا سونا راہ خدا میں خرچ کرے اس کی عمر اتنی لمبی ہو جائے کہ پیادہ ایک ہزار حج انجام دے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے مظلومانہ قتل ہو جائے یا علی اگر تیری محبت دل میں نہ رکھتا ہوگا تو جنت کجا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔

واجبات نفس:

نفس پر جو چیزیں واجب ہیں وہ تزکیہ نفس ہے۔ یعنی اخلاق رذیلہ سے نفس کو پاک کرنا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصدِ اصلی بھی یہ تھی جیسے فرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "بعثت لا تمم مکارم الاخلاق" میں اس لیے بھیجا گیا ہوں تا کہ لوگوں کے اخلاق کو کامل کروں۔ کیونکہ صفات رذیلہ حیوانی صفات ہیں۔ خاص طور پر غصہ اور شہوت ایسی دو رذیلہ صفتیں ہیں جن کے بہت بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ انسان وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے اور خاص طور پر ان دو صفات کو اپنے اندر سے باہر نکالنے کی کوشش کرے۔ لیکن اگر انسان اپنے نفس کی پیروی کرے اور صفات رذیلہ کو اپنے اندر پیدا کرلے تو ظاہراً انسان لیکن باطن میں حیوان بلکہ اس سے بدتر ہے اور اس آیت کا مصداق ہے "ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا" وہ نہیں ہیں مگر حیوانات بلکہ اس سے بھی بدتر۔

اور اگر انسان خواہشاتِ نفسانیہ اور صفاتِ رذیلہ پر قابو حاصل کرلے تو اس میں حقیقی انسانیت ظاہر ہوگی اور خدا کے اس قول کا مصداق ہوگا "ولقد کرمنا بنی آدم و فضلناھم علٰی کثیر ممن خلقنا" ہم نے اولاد آدم کو عزت عطا کی ہے اور ہم نے انہیں بہت سی مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پس انسان کو چاہیے کہ وہ صفات حمیدہ اور صفات رذیلہ کے متعلق علم رکھتا ہوتا کہ صفات حمیدہ کو اپنے اندر پیدا کرنے اور صفات رذیلہ کو اپنے اندر سے دور کرنے کی کوشش کرے۔ بہت سے ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے ساری زندگی نافرمانی کی لیکن ایک صفت حسنہ کی وجہ سے بہشت میں داخل ہو گئے اور بہت سے لوگ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے ساری عمر عبادت کی لیکن ایک بُری صفت کے سبب وہ جہنم میں داخل ہو گئے۔ مثلاً شیطان تکبر کرنے کی وجہ سے خدا کے دربار سے مردود ہو کر نکلا۔

خدا لعنت کرے اشقیاء پر جن کو شیطان نے اس قدر اپنے چنگل میں گرفتار کر رکھا تھا کہ نواسہ رسولؐ بار بار مدد کے لیے پکار رہے تھے لیکن وہ بجائے مدد کے تیر باران کرتے تھے۔ سید الشہداءؑ کے انصار باری باری آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدان میں جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک وہب ابن عبداللہ کی ماں بھی تھیں۔

علامہ مجلسی بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ میں نے حدیث میں پڑھا ہے کہ وہب نصرانی تھا۔ اپنی والدہ کے ساتھ امام حسینؑ کے دست مبارک پر ایمان لایا تھا۔ وہب کی ماں نے اس سے کہا۔ اے بیٹے اٹھو اور نواسہ رسولؐ کی مدد کرو۔ اس نے کہا میں ضرور مدد کروں گا اور اس میں کوتاہی نہ کروں گا۔ اس کے بعد وہ میدان میں گیا رجز پڑھا اور بہت سے اشقیاء کو جہنم واصل کیا۔ اس کے بعد اپنی ماں کے پاس واپس آ گیا اور کہا۔ اماں جان کیا تو راضی ہے۔ اس نے کہا میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک آقا حسینؑ کے سامنے شہید نہ ہو جائے۔

بحار الانوار ج ۴۵ ص ۲۷ باب ۳۷ میں نقل کرتے ہیں "فخرج فقال الحسین هذا شاب قتل ابوه" ایک نوجوان خیمے سے باہر نکلے حسین علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ نوجوان ہے جس کے باپ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ شاید اس کی ماں کو اس کا باہر نکلنا پسند نہ ہو۔ اس نوجوان نے کہا خود میری ماں نے مجھے حکم دیا ہے۔ اس کے بعد وہ نوجوان میدان میں گیا اور یہ رجز پڑھا۔

https://www.shiabookspdf.com/

امیری حسین و نعم الامیر سرور فواد البشیر النذیر
لہ طلعة مثل شمس الضحی لہ غرۃ مثل بدر منیر

میرا امیر حسینؑ ہے جو بہترین امیر ہے ایسا سردار ہے جو بشیر و نذیر ہے، وہ ایسے چمکتا ہے جیسے روشن سورج، اس کی پیشانی ایسے چمکتی ہے جیسے چودھویں کا چاند۔ اس کے بعد اس نوجوان نے جنگ کی اور

شہید ہو گئے۔ مقتل ناسخ التواریخ میں روضۃ الاحباب سے نقل کرتے ہیں۔ وہ جوان مسلم ابن عوسجہ کا بیٹا تھا، جس نے جنگ کرتے کرتے تیس اشقیاء کو واصل جہنم کیا۔ اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔ فوج اشقیاء نے اس کا سر کاٹ کر امام حسینؑ کے لشکر کی طرف پھینک دیا۔ اس کی ماں نے سر اٹھا کر کہا شاباش میرے بیٹے اے میرے دل کے میوے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے کا سر عمر سعد کے لشکر کی طرف پھینکا۔ جو ایک مرد کے سر پر لگا اور ہلاک ہو گیا۔ پھر اس نے خیمے کی عمود پکڑی اور لشکر پر حملہ کر دیا اور یہ شعر پڑھ رہی تھی:

انا عجوز سیدی ضعیفة خاویة بالیة نحیفة
اضربکم بضربة عنیفة دون بنی فاطمة شریفة

ترجمہ: میں بوڑھی عورت ہوں میرا سردار کمزور نحیف ہے۔ میں تم پر ضرب لگاؤں گی اور فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کا دفاع کروں گی۔

اس دوران دو افراد کو قتل کیا۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ واپس آ جاؤ وہ واپس آ گئی اور امامؑ نے اس کو دعا دی۔ امام حسین علیہ السلام کے استغاثہ کا اتنا اثر ہوا کہ عورتیں بھی اپنے آپ کو امام علیہ السلام پر قربان کرنے کے لیے حاضر تھیں اپنے شوہروں اور بیٹوں کو بھی قربان کرنے کے لیے تیار کر رہی تھیں۔ جیسے کہ وہب بن عبداللہ کی زوجہ پہلے تو اپنے شوہر کو روک رہی تھی لیکن بعد میں خیمے کی عمود پکڑ کر خود حملہ آور ہو گئی اور کہنے لگی اے وہب میرے ماں باپ تجھ پر قربان حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرو۔ وہب واپس آیا زوجہ کو خیمہ میں چھوڑ گیا۔ لیکن اس کی زوجہ نے وہب کے کپڑوں کو پکڑ لیا اور کہا میں واپس

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں جاؤں گی بلکہ تیرے ساتھ قتل ہوں گی۔ وہب نے زوجہ سے کہا تو مجھے جنگ سے روکتی تھی
اب کیا ہوا ہے کہ خود میدان میں آگئی ہے اور مجھے بھی جنگ اور جہاد کی ترغیب دے رہی ہے۔
اس نے کہا جب سے میں نے امام حسین علیہ السلام کے استغاثہ کی آواز سنی ہے اس وقت سے
زندگی میرے لیے بے معنی ہوگئی ہے۔ جب حسین علیہ السلام نے یہ فرمایا: "واغربتاہ واقلۃ
ناصراہ واوحدتاہ امامن ذاب یذب عنا امامن مجیر یجیرنا" ہائے غربت کوئی مددگار
نہیں ہے ہائے میں اکیلا ہوں۔ کیا کوئی نہیں ہے جو دشمن کو ہم سے دور کرے، کیا کوئی نہیں
ہے جو ہمیں پناہ دے۔ اہل بیت خیموں سے بلند آواز سے گریہ کر رہی تھیں، میں نے سوچا
آل رسولؐ کے بعد زندگی کس کام کی۔ اس فوج اشقیاء کے ساتھ جنگ کرتی ہوں تا کہ شہید
ہو جاؤں۔ وہب نے اپنی زوجہ سے کہا تو واپس چلی جا کیونکہ عورت کا جنگ کرنا جائز نہیں
ہے۔ اس نے کہا میں واپس نہ جاؤں گی بلکہ تیرے ساتھ ہی قتل ہوں گی۔ وہب کے ہاتھ
کٹ چکے تھے ہاتھوں سے اسے نہ روک سکا۔ اپنے منہ سے اس کے کپڑوں کو پکڑا لیکن وہ
چھڑا کر میدان کی طرف چلی گئی وہب نے امام حسین علیہ السلام کو پکارا۔ امامؑ نے اسے آواز
دی واپس آجاؤ خدا تیرا بھلا کرے۔ امامؑ کی آواز سن کر وہ واپس آگئی۔ جب وہب کو قتل
ہوتے دیکھا تو لاش کے اوپر گر گئی اور اپنے چہرے پر خون مل لیا۔ شمر ملعون نے اپنے غلام
رستم کو بھیجا اس نے آکر خیمے کی عمود اس کے سر پر ماری اور اسے بھی شہید کر دیا۔ وہ بھی اپنے
شوہر کے ساتھ ملحق ہوگئی۔ یہ سب سے پہلی عورت تھی جو امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں
شہید ہوئی۔ دوسری عورت کے بارے میں کسی تاریخ میں نہیں ملتا کہ وہ کون تھی جو امامؑ کے
لشکر میں شہید ہوئی لیکن حضرت زینبؑ اس وقت قتل ہونے کے لیے تیار ہوگئیں جب شمر
ملعون کو اپنے بھائی کے سینے پر سوار دیکھا۔

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۴۷

در قیامت بندہ را گوید خدا — ہین چہ کردی آنچہ دادم تورا
چشم و گوش وہوش و گوھرھای عرش — خرج کردی چہ خریدی توز فرش
نعمتت دادم بگو شکرت چہ بود — دادمت سرمایہ ، ہین بنمای سود

ترجمہ: قیامت کے دن خدا بندے سے پوچھے گا۔ میں نے تجھے جو کچھ دیا تھا اس کے ساتھ کیا کیا ہے۔ تجھے آنکھ، کان، عقل اور دوسرے قیمتی اعضاء دیے تھے ان کو کہاں استعمال کیا اور زمین سے کیا خرید کر لائے ہو۔ میں نے تجھے نعمتیں عطا کی تھیں تو نے ان کا شکر ادا کیا؟ میں نے تجھے سرمایہ دیا تھا تا کہ اس کے ذریعے سے تجارت کرے اور منافع کمائے کہاں ہے اس تجارت کا نفع۔

خدا سورۂ صف آیت ۱۰ میں فرماتا ہے

"ھل ادلکم علیٰ تجارۃ"

ترجمہ: کیا میں تمہیں منافع بخش تجارت کی طرف راہنمائی کروں: خدا نے بندوں کو آخرت کی تجارت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس کے لیے قیمتی سرمایہ بھی فراہم کیا ہے تا کہ دنیا میں اطاعت اور عبادات جیسا نفع حاصل کریں اور خدا قیامت کے لیے ان سے قبول فرمائے اور اس کے عوض میں ان کو جنت عطا فرمائے۔

علماء کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا بندہ عبادت کے ذریعے سے بہشت کا حق رکھتا ہے یا یہ استحقاق اس کے لیے پیدا نہیں ہوتا۔ حق بات یہ ہے کہ بندہ یہ حق پیدا نہیں کرتا بلکہ بہشت کا عطا کرنا خدا کی طرف سے صرف اور صرف تفضّل اور ترحم ہے اپنے بندوں پر، کیونکہ کہا جاتا ہے

"العبد و ما فی یدہ کان لمولاہ"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: بندہ اور جو کچھ بندے کے ہاتھ میں ہے وہ سب اس کے مولا کا ہے۔

خدا نے بندے کو آخرت کی تجارت کے لیے جو سرمایہ عطا فرمایا ہے ان میں سے ایک عمر ہے جس کی قدر و قیمت ہر چیز سے زیادہ ہے۔ کیونکہ اگر عمر اور زندگی نہ ہو تو ہر چیز بے فائدہ ہے۔ تمام چیزیں فرع اور عمر اصل ہے اس لیے شیخ سعدی کہتا ہے۔

اگر ممالک روی زمین بہ دست اری بھای مہلت یک روز زندگانی نیست

ترجمہ: اگر سات اقلیم بھی تجھے مل جائیں تو ایک دن کی زندگی کا عوض نہیں ہو سکتے۔

حدیث میں وارد ہے

"بقية العمر لا قيمة لها"

ترجمہ: یعنی عمر میں سے جو باقی ہے اس کے لیے کوئی قیمت نہیں ہے۔

کتاب اثنا عشریہ میں معصومؑ فرماتے ہیں

"اربعة لا يعرف قدرها الا اربعة"

ترجمہ: چار چیزیں ایسی ہیں جن کی قیمت صرف چار طرح کے لوگ جانتے ہیں۔ جوانی کی قدر بوڑھے جانتے ہیں۔ صحت کی قدر مریض لوگ جانتے ہیں۔ خوشحالی کی قدر وہ جانتے ہیں جو بلاؤں اور مصیبتوں میں گرفتار ہیں اور عمر و زندگی کی قدر و قیمت مردے جانتے ہیں جو یہ کہتے ہیں

"رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فيما تركت"

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے واپس پلٹ دے شائد میں وہ نیک عمل بجالاؤں جو پہلے نہیں بجالا سکا۔

تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو اور مر گئے ہوں وہ خواہش کریں گے کہ انہیں دوبارہ زندہ کر دیا جائے تاکہ زکوٰۃ ادا کریں۔ ان کے جواب میں کہا جائے گا

"كلا انها كلمة قائلها"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: خبردار۔ یہ صرف ان کی منہ کی بات ہے یعنی اس پر عمل کرنے والے نہیں ہیں۔

ایک اور قیمتی سرمایہ عقل ہے۔ اصول کافی میں حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: عقل سے بہتر کوئی چیز خدا نے بندوں کے لیے تقسیم نہیں کی۔ اصول کافی میں ایک حدیث میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

"العقل ما عبدبه الرحمٰن و اکتسب به الجنان"

ترجمہ: عقل ایسی چیز ہے جس کے ذریعے سے رحمٰن کی عبادت کی جاتی ہے اور جنت کو کسب کیا جاتا ہے۔

کتاب اثنی عشریہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ذکر کرتے ہیں

"العقل عقلان الطبع و عقل التجربة"

ترجمہ: عقل دو طرح کی ہے ایک عقل طبعی اور دوسری عقل تجرباتی۔ عقل طبعی کم یا زیادہ نہیں ہوتی لیکن عقل تجرباتی جسے عقل مسموعی بھی کہتے ہیں اہل علم کے پاس بیٹھنے سے بڑھتی رہتی ہے۔

سرمایہ میں ایک اور چیز انسان کے اعضاء ہیں۔ یعنی انسان کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ناک، زبان اور منہ وغیرہ۔ ان کے ذریعے سے انسان آخرت کی تجارت کرتا ہے۔

نماز پڑھتا ہے تو یہ سب اعضاء کام آتے ہیں۔ پاؤں کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ زبان کے ساتھ تکبیر کہتا ہے۔ ہاتھوں سے رفع یدین کرتا ہے۔ ان تمام اعضاء کی باگ دوڑ دل وقلب کے ہاتھ میں ہے۔ پس اگر ایمان قلبی مضبوط ہوگا تو اعضاء بھی اسی طرح خدا کی عبادت کے لیے حرکت کریں گے اور اگر ایمان قلبی نہ ہوگا تو پھر اعضاء عبادت کی بجائے خدا کی نافرمانی کی طرف حرکت کریں گے۔

پاؤں کے ذریعے سے دو طرح کی عبادت کی جاسکتی ہے۔ ایک کھڑے ہو کر اور دوسری بیٹھ کر۔ چند مقامات پر کھڑے ہونا عبادت ہے۔ ایک نماز میں واجب نمازوں کے

https://www.shiabookspdf.com/

لیے قیام (کھڑے) ہونے کے لیے چار شرائط ہیں۔ ایک استقلال یعنی خود بخود نمازی کھڑا ہو نہ کہ کسی کے سہارے۔ دوسری شرط استقرار یعنی سیدھا کھڑے ہونا۔ اب اگر کوئی کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتا ہو کھڑے ہوکر سہارا لے کر نماز پڑھے بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا۔ اگر بالکل کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکتا ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھے۔ اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکتا ہو تو دائیں طرف لیٹ کر اگر دائیں طرف نہ پڑھ سکتا ہو تو بائیں طرف لیٹ کر۔ اگر بائیں طرف نہ پڑھ سکتا ہو تو سیدھا لیٹ کر اپنے پاؤں کے تلوؤں کو قبلہ کی طرف کر کے پڑھے۔ جیسے حالت احتضار کے وقت جب موت کا وقت ہوتا ہے تو قبلہ کی طرف پاؤں کیے جاتے ہیں اور نماز اس وقت بھی معاف نہیں ہے۔

نماز میں پانچ مقامات پر قیام واجب ہے۔ اول تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت قیام۔ دوم، حمد اور سورۃ پڑھتے وقت قیام، سوئم، قیام متصل بہ رکوع۔ چہارم تسبیحات اربعہ پڑھتے وقت قیام۔ پنجم، رکوع کے بعد قیامِ مستحب اور نافلہ نمازوں میں قیام بھی مستحب ہے۔ لیکن پھر بھی کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ تفسیر صافی میں سورۂ طٰہٰ کے ضمن میں حضرت امیر المومنینؑ کی ایک روایت ہے فرماتے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس سال تک اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوکر عبادت کرتے رہے اور آپ کے پاؤں پر ورم ہو گئے۔ اور سوج گئے کیونکہ ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

نماز تہجد پیغمبرؐ اسلام پر واجب تھی اور اس نماز کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ تفسیر صافی میں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ خدا نے بندے کے ہر اچھے عمل کا ثواب قرآن میں بیان کیا ہے۔ لیکن نماز تہجد کا ثواب بیان نہیں کیا کیونکہ خدا کے نزدیک اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ اس لیے خدا نے فرمایا کہ اس کا ثواب میرے سوائے کوئی نہیں جانتا۔

اتنی فضیلت کے باوجود نماز شب کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اس کی چند وجوہات ہیں یا تو اس کا اعتقاد نہیں ہے یا زیادہ کھانے پینے کی وجہ سے رات نیند زیادہ آتی ہے اور

https://www.shiabookspdf.com/

بیدار ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

شیخ عباس قمی مفاتیح الجنان کے حاشیہ میں قطب الدین راوندی سے روایت نقل کرتے ہیں حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: تین چیزوں کے ہوتے ہوئے تین چیزوں کی امید نہ رکھو، زیادہ کھانے کے ساتھ شب بیداری کی امید مت رکھو، تمام رات سونے کی صورت میں چہرے کے نور کی امید مت رکھو، فاسق و فاجر لوگوں کے ساتھ صحبت کی صورت میں دنیا میں بھلائی اور خیر کی امید مت رکھو۔

ایک اور روایت راوندی سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی والدہ مریمؑ کی وفات کے بعد اُن کو آواز دی۔ کہ کیا اب آپ دنیا میں واپس لوٹنا چاہتی ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں میں واپس جانا چاہتی ہوں۔ تاکہ سرد ترین راتوں میں نماز پڑھوں اور گرم ترین دن میں روزہ رکھوں۔ بہت سی وجوہات ایسی ہیں جن کی وجہ سے رات کی نماز سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک رات کے وقت گناہ کرنا ہے۔ جیسے کہ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کبھی ایک شخص کوئی جھوٹ بولتا ہے جس کی وجہ سے خدا اس پر نماز شب حرام کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے شکایت کی کہ میں نماز شب پڑھنے سے قاصر رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

"انا رجل قیدتک ذنوبک"

ترجمہ: تو ایسا مرد ہے جسے اس کے گناہوں نے قید کر رکھا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صدیقہؑ طاہرہ علیہا السلام تمام نمازیں کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں، حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا، فاطمہ زہراؑ سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار نہ تھا۔ اس قدر پاؤں کے بل کھڑے ہو کر نماز ادا کی کہ پاؤں پر ورم پڑ گئے۔

ایک مومن کے احترام کے لیے بھی کھڑا ہونا جائز اور عبادت ہے۔ بلکہ بعض حالات میں بعض حضرات کا کھڑے ہو کر احترام واجب ہو جاتا ہے اور ترک کرنا اہانت شمار

https://www.shiabookspdf.com/

ہوتا ہے۔

پاؤں کی دوسری عبادت پاؤں کے ذریعے سے کارخیر کی طرف جانا ہے۔ جیسے کہ علمی مجلس کی طرف جانا عبادت ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنے گھر سے اپنے فائدے کے لیے اور دوسروں کو سکھانے کے لیے علم کا دروازہ تلاش کرتا ہے، تو اس کے لئے قدم قدم پر ہزار سال کا ثواب لکھا جاتا ہے، جس میں اس نے دنوں میں روزہ رکھا ہو اور راتوں کو قیام کیا ہو۔ بحار الانوار اور جامع الاخبار میں حدیث کے مطابق ہر قدم پر بدر کے شہداء کے برابر ثواب ملے گا۔

اسی طرح مکہ معظمہ کی طرف جانا عبادت ہے۔ یعنی حج اور عمرہ کے لیے جانا آخرت کے لیے مفید ہے۔ بحار الانوار ج ۶۷ ص ۳۷۲ باب ۶۷ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں، کہ جو شخص حج کے لیے یا عمرہ کی خاطر گھر سے باہر نکلے تو خدا ہر قدم پر گھر واپس لوٹنے تک سو ہزار ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اتنی ہی تعداد میں گناہ معاف کرتا ہے۔

وسائل الشیعہ میں لکھتے ہیں کہ پیدل ایک حج سوار ستر حج کے برابر ہے۔ اسی کتاب میں روایت ہے کہ حضرت آدمؑ نے سات سو پیدل حج اور تین سو پیدل عمرے انجام دیے۔ وسائل الشیعہ ج ۱۱ ص ۸۰ باب ۳۲ میں روایت کرتے ہیں، حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: حسین ابن علی علیہما السلام سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار، زاہد اور اپنے زمانے کے لوگوں سے افضل تھے اور جب بھی حج کرتے تو پیدل کرتے اور کبھی کبھی ننگے پاؤں جاتے تھے۔ اسی کتاب میں حضرت رضا علیہ السلام فرماتے ہیں، امام حسن علیہ السلام وفات کے وقت گریہ کررہے تھے، پوچھا گیا: یابن رسول اللہؐ آپ نے بیس مرتبہ پیدل حج کیے اور تین مرتبہ اپنا سارا مال فقراء اور مساکین میں تقسیم کیا پھر بھی آپ کیوں رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں دو چیزوں کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ ایک آئندہ آنے والی ہولناکیوں اور دوسرا دوستوں کے فراق کی وجہ سے۔

https://www.shiabookspdf.com/

بحار الانوار میں حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے پچیس مرتبہ پیدل حج کیے حالانکہ ان کے ہمراہ اعلیٰ نسل کے گھوڑے یا اونٹ تھے۔

وسائل الشیعہ میں ارشار مفید سے حضرت امام زین العابدینؑ کا فرمان ہے کہ حضرت پیدل حج پر جاتے تھے اور بیس دن تک مکہ تک سفر کرتے تھے۔

پاؤں کے ذریعے سے ایک اور عبادت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی طرف جانا ہے۔ بحار الانوار ج ۱۰۰ ص ۲۶۰ باب ۳ میں حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے

"من زار امیر المومنین علیہ السلام ما شیاً کتب اللّٰہ لہ بکل حطوۃ حجۃً وعمرۃ وفان رجع ماشیاً کتب لہ بکل خطوۃ حجتان و عمرتان"

ترجمہ: جو قبر امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کے لیے پیدل سفر کرے تو خدا پر قدم پر ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھتا ہے اور اگر واپس بھی پیدل آئے تو ہر قدم پر دو حج اور دو عمرے لکھتا ہے۔

اسی کتاب میں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے ابن مارد۔ اللہ کی قسم جس شخص کا پاؤں امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاتے ہوئے گرد آلود ہو تو وہ جہنم کی خوراک نہ بنے گا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے ابن مارد اس حدیث کو سونے کے پانی سے تحریر کرو۔

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جانا بھی پاؤں کی ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ بحار الانوار اور وسائل الشیعہ میں روایت ذکر کرتے ہیں۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا، جو کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کی زیارت کے لیے پیدل جائے خدا ہر قدم پر اسے ہزار نیکیاں دیتا ہے اور ہزار گناہ محو کرتا ہے اور ہزار درجات معین فرماتا ہے۔ اسی کتاب میں دوسری حدیث میں ہے کہ ہر قدم پر ایک غلام آزاد کرنے کا

https://www.shiabookspdf.com/

ثواب عطا کرتا ہے جو اولاد اسماعیلؑ سے ہو۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے جو کوئی امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کا خلوص دل سے ارادہ کرے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور ہر قدم کے بدلے میں ایک حج اور عمرہ کا ثواب تحریر فرماتا ہے۔

فخر المناقب میں فرحۃ الغری سے حضرت امام صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا، امام حسینؑ کے زائر کے لئے ہر قدم پر ستر حج اور ستر عمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔ کامل الزیارۃ اور بحار الانوار کی ایک حدیث کے مطابق جو زائر امام حسینؑ عرفہ کے دن فرات کے پانی سے غسل کرے اور معرفت کے ساتھ زیارت کرے تو ہر قدم کے برابر سو حج اور سو عمرہ مقبولہ کا ثواب ملتا ہے اور سو ایسے جہاد کا ثواب ملتا ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بجالایا ہو۔

پاؤں کی ایک اور عبادت مریض کی عیادت کرنا ہے۔ گزشتہ مجالس میں اس کی فضیلت گزر چکی ہے۔ بحار الانوار ج ۸۱ ص ۲۲۸ باب ۴ میں روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مریض کے پاس عیادت کرنے والے کے لیے کھانا منع کیا ہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو خدا اس کی تیمارداری کا ثواب اسے عطا نہ کرے گا۔ بحار الانوار میں روایت ہے کہ تین طرح کے مریض کی تیمارداری کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک وہ جس کے پھوڑا نکلا ہو، دوسرا جس کی آنکھ میں درد ہو، تیسرا جس کے دانت میں درد ہو۔

مستحب ہے مریض کی تیمارداری کے لیے اگر انسان جائے تو پھل فروٹ ساتھ لے جائے اور اس کی شفایابی کے لیے دعا کرے اور سات مرتبہ سورۃ حمد اس کی شفایابی کے لیے پڑھنا بہتر ہے اور یہ آیت پڑھے ''وننزل من القرآن'' بحار الانوار میں قطب الدین راوندی کی کتاب دعوات سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مریض کی شفایابی کے لیے یہ پڑھے:۔

''اسئل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک''

https://www.shiabookspdf.com/

تو اگر موت کا وقت قریب نہ ہو تو اسے خداوند متعال شفا عطا کرے گا۔

مکارم الاخلاق، نجاۃ العباد اور بحار الانوار کے علاوہ دیگر کتابوں میں روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن خدا اپنے ایک بندے سے ناراض ہوگا اور اسے سرزنش کرے گا۔ کہ میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت یعنی تیمارداری کیوں نہیں کی۔ بندہ عرض کرے گا۔ اے پروردگار تو مرض وغیرہ سے پاک و منزہ ہے۔ اسے خطاب ہوگا کہ تیرا ایک مومن بھائی مریض ہوا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلالت کی اگر تو اس کی عیادت کرتا تو درحقیقت میری عیادت کرتا اور میں تیری حاجات کو پورا کرتا۔

شب عاشور امام حسینؑ علیہ السلام نے بھی تمام واجب اور مستحب عبادات کے بعد مریض اور بیمار بیٹے سید سجادؑ کی عیادت کا ارادہ کیا اور خیمے کے دروازے پر آئے۔ دمعۃ الساکبہ ص ۳۰۸ میں روایت ہے جب میدان کربلا میں حالات سخت ہو گئے اور امام اکیلے رہ گئے تو اپنے بھائیوں کے خیموں کی طرف نگاہ کی دیکھا سب خالی ہیں۔ پھر اولاد عقیل کے خیموں کی طرف دیکھا تو سب خالی نظر آئے اپنے اصحاب کے خیموں کی طرف دیکھا تو سب خالی نظر آئے اور فرمایا۔ **"لاحول ولاقوۃ الا باللہ"** پھر اپنے بیمار بیٹے زین العابدینؑ کی طرف آئے کیا دیکھا ایک چمڑے میں لیٹے ہوئے ہیں اور پھوپھی زینبؑ پاس تیمارداری کے لیے بیٹھی ہیں۔ امام زین العابدینؑ نے جب اپنے والد بزرگوار کو دیکھا تو احترام کی خاطر اٹھنا چاہا۔ لیکن بیماری کی شدت کی وجہ سے اُٹھ نہ سکے۔ امام سجادؑ نے اپنی پھوپھی سے کہا پھوپھی اماں مجھے اپنا سہارا دیکر بٹھاؤ کیونکہ نواسہ رسول تشریف لا رہے ہیں۔ زینبؑ نے سید سجادؑ کو سہارا دیکر بٹھایا۔ امام حسینؑ تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا بیمار بیٹا کیا حال ہے۔ سید سجادؑ نے عرض کیا۔ بابا الحمد للہ۔ میں ٹھیک ہوں۔ بابا جان۔ آج ان منافقین کے ساتھ آپ نے کیا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، میرے بیٹے شیطان ان پر غالب آچکا ہے اور خدا کی یاد کو ان کے دلوں سے بھلا دیا ہے۔ لہٰذا جنگ ہوئی، ہمارا اور ان کا خون زمین پر گرا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ بابا جان "این عمی العباس" میرے چچا عباسؑ کہاں ہیں؟ جب سید سجادؑ کی اس بات کو زینت سلام اللہ علیھا نے سنا تو پریشانی کے عالم میں اپنے بھائی حسینؑ کی طرف دیکھنے لگیں کہ اب کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ بیمار کربلا کو چچا عباسؑ کی شہادت کی خبر نہ تھی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹے تیرے چچا کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ان کے دونوں ہاتھ دریائے فرات کے کنارے کاٹ دیے گئے ہیں۔ یہ سن کر سید سجاد اتنا روئے کہ غش کر گئے جب ہوش آیا تو ایک ایک کا پوچھنے لگے، آپ بتاتے جاتے تھے کہ وہ قتل ہو گئے۔ پوچھا، بابا جان میرے بھائی علی اکبر حبیبؓ ابن مظاہر مسلم ابن عوسجہ اور زہیر بن قین کہاں ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا: اے بیٹے یہ سمجھ لے کہ میرے اور تیرے سوا کوئی مرد باقی نہیں رہا۔ جن کے تو نے نام لیے ہیں سب قتل ہو چکے ہیں اور خاک کربلا پر ان کے لاشے پڑے ہیں۔

بیمارِ کربلا نے شدید گریہ کیا پھوپھی جان میری تلوار اور عصاء مجھے دو۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تلوار اور عصاء لے کر کیا کرو گے۔ عصاء کے ذریعے سہارا لے کر آپ کے دفاع کے لیے جنگ کروں گا۔ کیونکہ میرے والد کے بعد اس زندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ امام حسینؑ نے روکا اور اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر فرمایا: اے میرے بیٹے تو میری اولاد میں سے پاکیزہ ترین اور سب سے افضل ہے میرے بعد تو میرا خلیفہ اور جانشین ہے۔ ان عورتوں اور بچوں کا سہارا تو ہے یہ غریب الوطن ہیں۔ یہ رسوا و خوار ہوئے ہیں اور یتیم ہیں۔ یہ جب روئیں تو انہیں چپ کرانا اور جب ڈریں تو انہیں محبت اور اُنس دینا۔ ان کو نرمی سے تسلی اور دلاسا دینا۔ کیونکہ تیرے سوا ان کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت نے جناب زینب، ام کلثومؑ، فاطمہؑ اور سکینہؑ کو بلا کر کہا۔ سن لو جان لو، میرے بعد میرا یہ بیٹا تم پر میرا خلیفہ اور جانشین ہے۔ یہ میرا بیٹا امامؑ ہے اس کی اطاعت فرض اور واجب ہے۔ اس کے بعد اپنے بیٹے سے فرمایا۔ اے بیٹے میرے شیعوں کو میرا اسلام کہنا۔ اور انہیں بتانا میرا بابا وطن سے دور مارا گیا۔ اس پر تدبر کرو اور میرا بابا شہید ہو گیا اس پر گریہ کرو۔

اسرار الشہادات کی روایت کے مطابق جب امام حسین علیہ السلام نے استغاثہ دیا

https://www.shiabookspdf.com/

تو بیمار کربلا لبیک کہتے ہوئے خیمے سے باہر آئے۔ امام حسین علیہ السلام ایک شکاری باز کی طرح ان کی طرف لپکے اور فرمایا بیٹے کیا کرنا چاہتے ہو۔ بیمار کربلا نے عرض کیا بابا جان آپ کے استغاثہ نے میرے دل کو کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ میں آپ پر فدا ہونا چاہتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا، میرے بیٹے تو مریض ہے۔ تجھ پر جہاد واجب نہیں ہے تو میرے شیعوں پر امام اور حجت ہے۔ تو ابوالآئمہ ہے۔ یتیموں اور بیواؤں کا سہارا ہے تو میری اہل بیت کو مدینہ واپس لے جانے والا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا نہیں چاہتا کہ زمین میری اولاد سے حجت کے بغیر رہ جائے۔

اے میرے بیٹے تیری اسیری اور رہائی مجھے نظر آ رہی ہے۔ تیرے ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں زنجیر ڈالیں گے۔ بیمار کربلا نے عرض کیا بابا جان کیا آپ قتل ہو جائیں اور میں زندہ رہوں تا کہ آپ کو قتل ہوتا دیکھوں۔ کاش مجھے موت آ جائے۔ میری روح آپ کی پاکیزہ روح پر فدا ہو جائے۔ میری جان آپ کی جان پر قربان ہو جائے۔ امامؑ نے فرمایا۔ اے علیؑ تو میرا خلیفہ ہے۔ تو میرے نانا اور بابا کے علوم کا محافظ ہے۔ اس کے بعد امامؑ نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر بے حد گریہ کیا۔ بحرالمصائب میں لکھتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے بیمار کربلا سے فرمایا، بیٹے میرے شیعوں کو میرا اسلام دینا اور ان سے کہنا

"شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی"

ترجمہ: .....میرے شیعو! جب ٹھنڈا پانی پیو تو مجھے یاد کرنا۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۷۵

ای آنکہ بہ قبلہ روست تورا　　برمغز چراحجاب شد پوست تورا
دل در پی این وآن نہ نیکو ست تو را　　یک دل داری بس است یک دوست تورا

ترجمہ:-اے شخص تیرا منہ بتوں کے قبلہ کی طرف ہے۔ تیرے پوست کا تیرے مغز پر پردہ آگیا ہے۔

تیرا دل ایک طرف ہے اور نہ ہی ٹیک ہے۔ تیرا ایک دل ہے دوست بھی ایک ہی اچھا ہے

خداوندِ قدوس سورۃ بقرہ آیت ۱۶۵ میں فرماتا ہے:۔

"والذین آمنوا اشد حباًللہ"

انسان اس دنیا میں بہشت جانے کے لیے آیا ہے۔ بہشت میں جانا قابلیت پر موقوف ہے اور انسان بہشت کے اس وقت قابل ہوتا ہے جب کامل ہو۔ انسان کامل خدا کی محبت کے ذریعے ہوتا ہے۔ خدا کی محبت معرفتِ خدا پر موقوف ہے۔ یعنی خدا کی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کو جاننا۔

انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے دو سبب ہیں۔ اول کسی کے صفات حمیدہ اور اخلاق کو دیکھ کر اس سے محبت کرتا ہے۔ یا کسی کی سخاوت اور عدالت کو دیکھ کر یا علم و فضل دیکھ کر محبت اور دوستی کرتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

بہ حسن خلق توان کرد صید اھل نظر　　بہ دام دانہ نگیرند مرغ دانا را

ترجمہ: اچھے اخلاق کے سبب اہل نظر کا شکار کیا جا سکتا ہے یعنی ان کو اپنا بنایا جا سکتا ہے۔

دانے کے ذریعے تو سمجھدار پرندہ بھی نہیں پکڑا جا سکتا۔ محبت کے اسباب میں ایک سبب یہ ہے کہ انسان کسی سے اچھائی دیکھتا ہے۔ یعنی کوئی کسی پر احسان کرتا ہے یا کوئی

https://www.shiabookspdf.com/

فائدہ کسی سے حاصل ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ میں روایت ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا"

ترجمہ: یہ دلوں کی فطرت اور جبلت میں داخل ہے کہ جو کوئی ان کے ساتھ احسان کرتا ہے وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر کلمات قصار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"با لاحسان تملک القلوب"

ترجمہ: احسان کے ذریعے دلوں پر حکومت کی جاسکتی ہے

حتیٰ کہ احسان کے ذریعے حیوان کو بھی اپنا بنایا جاسکتا ہے اور حیوان اس احسان کو دیکھ کر محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔

روایات میں ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

"حبب الی العبادی"

ترجمہ: میرے بندوں کو میرا دوست بناؤ

عرض کیا الٰہی کس طرح ان کو تیرا دوست بناؤں۔ جواب ہوا:

"ذکر ھم نعمائی یحبونی"

ترجمہ: میرے بندوں کو میری نعمتیں یاد دلاؤ۔

وہ مجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔ انسان درحقیقت عبدالاحسان ہے یعنی احسان کا بندہ ہے۔ پس جب انسان کما حقہ خدا کی معرفت اور پہچان کر لیتا ہے تو اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہر شے خدا کی طرف سے ہے اور:

"وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا"

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہیں کر سکتے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اتنی خدا کی نعمتوں کا ادراک اور معرفت خدا کی محبت پیدا کرتی ہے۔ اور اس محبت کے اثرات بھی ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی طرف منسوب شعر ہے:

لاتخدعن فللمحب دلائل ولدیہ من نجوی الحبیب رسائل

ترجمہ: دھوکہ نہ دو دوست کے لیے کچھ علامات ہیں اور اس کے پاس دوست کے کچھ راز پہنچ چکے ہیں۔

محبّ کی کچھ علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کے ہر حکم کی اطاعت کرتا ہو۔ جس کے بارے میں کہے کر وہ کرے اور جس سے روکے اس سے رک جائے۔

بحار الانوار میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی طرف منسوب شعر ذکر کرتے ہیں:

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ هذا لعمرک فی الفعال بدیع

لو کان حبک صادق لاطعتہ ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ: معبود کی نافرمانی بھی کرتا ہے اور اس سے اظہار محبت بھی کرتا ہے۔ تیری جان کی قسم تجھ سے ایسا عجیب لگتا ہے۔ اگر حقیقتاً خدا کو دوست رکھتا تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محبّ اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

محبت اور دوستی کی ایک علامت یہ ہے کہ محبوب جس حال میں رکھے محبّ اسے نعمت جانتا ہے اور خوشحال رہتا ہے۔

انوار نعمانیہ اور مجالس المومنین میں مرحوم قاضی نوراللہ لکھتے ہیں کہ جابر ابن عبداللہ انصاری عمر کے آخری حصے میں بہت ضعیف اور کمزور ہو گیا تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس سے احوال پوچھے۔ عرض کی کہ میرا اس وقت یہ حال ہے کہ بڑھاپے کو جوانی سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ بیماری کو صحت سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ موت کو زندگی سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا: میری یہ حالت ہے کہ اگر خدا مجھے بوڑھا کر دے تو بڑھاپے کو دوست رکھتا ہوں اور اگر

https://www.shiabookspdf.com/

جوانی دے تو جوانی کو دوست رکھتا ہوں اگر بیمار کر دے تو بیماری کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر صحت دے تو شفا اور صحت کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر موت دے تو اسے دوست رکھتا ہوں اور اگر زندگی دے تو اسے پسند کرتا ہوں۔ جابر ابن عبداللہ انصاری نے حضرت کی پیشانی کا بوسہ دیا اور عرض کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ بہت جلد تو میرے ایک بیٹے کی زیارت کرے گا۔ جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا اور وہ علم کو پھاڑنے والا ہوگا۔ اس لیے اسے باقر کہیں گے یعنی اولین اور آخرین کے علوم کو چیرنے اور پھاڑنے والا۔

محبت کی علامات میں سے ایک علامت محبوب کا ذکر اور اس کی یاد ہے۔ اسی لیے خدا سورۃ احزاب آیت ۴۱ میں فرماتا ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللّٰہ ذکرا کثیرا"

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو۔

خدا کو یاد کرنے سے مراد صرف زبان سے یاد کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یادِ قلبی مراد ہے یعنی ہر وقت خدا کی اطاعت میں رہو۔ یعنی جس کا حکم دے اسے بجالاؤ اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔

علامہ مجلسی عین الحیات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جس نے خدا کی اطاعت کی تو اس نے خدا کو بہت زیادہ یاد کیا۔ اگرچہ وہ ساتھ نماز، روزہ اور تلاوت قرآن بھی کرتا رہا ہو۔ اور جس نے خدا کی نافرمانی کی تو اس نے خدا کو فراموش کر دیا۔ اگرچہ نماز، روزہ اور قرآن کی تلاوت بہت زیادہ کرتا ہو۔ پس بندے کو چاہیے کہ وہ خدا کو دل سے یاد کرے وگرنہ صرف زبان سے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام اہل تقویٰ کے حالات اور صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

https://www.shiabookspdf.com/

"تکلموا فکان کلامھم ذکر سکتوا فکان سکوتھم فکر لو شغلوا عن ذکر اللّٰہ طرفۃ عین لماتو شوقاً الیہ"

ترجمہ: جب وہ کلام کرتے ہیں تو خدا کا ذکر کرتے ہیں اور جب وہ چپ ہوتے ہیں تو غور و فکر کرتے ہیں۔ اگر لحظہ برابر بھی ذکر خدا میں مشغول نہ رہیں تو ان کی روح خدا کی ملاقات کے شوق میں نکل جائے گی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یک چشم زدن غافل از آن شاہ نباشد شاید کہ نگاہی کند آگاہ نباشد

ترجمہ: عقلمند انسان چشمِ زدن کے برابر بھی اس بادشاہ سے غافل نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ کسی وقت بھی اپنی نظر کرسکتا ہے اور اسے پتہ بھی چلے۔

بحارالانوار میں روایت ہے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"ان اطیب شیٔ فی الجنۃ واللذہ حب اللّٰہ والحب فی اللّٰہ والحمد للّٰہ"

ترجمہ: جنت میں پاکیزہ ترین چیز اور لذیذ ترین شے خدا کی محبت اور دوستانِ خدا سے محبت ہے اور الحمد للہ کہنا ہے۔ جیسے کہ خدا سورۃ یونس آیت ۱۰ میں فرماتا ہے:۔

"دعواھم فیھا سبحانک اللّٰھم و تحیتھم فیھا سلام و آخر دعواھم ان الحمد للّٰہ رب العالمین"

ترجمہ: اہل بہشت کی دعا یہ ہے کہ خدا ہر عیب سے پاک و منزہ ہے۔ اہل بہشت ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام کہیں گے اور ان کی آخری دعا **الحمد للّٰہ رب العالمین** ہے۔

منہج الصادقین میں لکھتے ہیں روایت ہے کہ جنت میں اہل جنت کے سر پر پرندہ پرواز کررہا ہوگا جب اس کے گوشت کی خواہش ہوگی تو کہیں گے "**سبحانک اللّٰھم**" فوراً اس پرندے کے بال و پر گرجائیں گے تو کہیں گے **الحمد للّٰہ رب العالمین**۔ فوراً اس پرندے کی ہڈیوں پر دوبارہ گوشت آجائے گا اور اپنی اصلی حالت میں زندہ ہوجائے گا اور پرواز کرنے لگے گا۔ بہشت میں اہل بہشت کی تسبیح ان کی **بسم اللّٰہ** ہوگی۔ تسبیح اور حمد کی

https://www.shiabookspdf.com/

لذت تمام لذتوں سے زیادہ ہوگی۔

انوار نعمانیہ میں حدیث قدسی کے الفاظ ہیں: موسیٰ کو خطاب ہوا، اے موسیٰ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے میں خدا سے محبت کرتا ہوں حالانکہ وہ ساری رات سویا رہتا ہے۔ کیا ہر دوست اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نہیں چاہتا۔ یہ دوست کیسا ہے جو ساری رات سویا رہتا ہے۔

آئمہ طاہرین علیھم السلام کی خدا کے ساتھ محبت کامل واکمل تھی۔ اس محبت کی چند جھلکیاں ان حضرات کی زندگی میں موجود ہیں۔

بحار الانوار ج ۴۱ ص ۲۳ باب ۱۰۱ اور دیگر کتب میں موجود ہے۔ ناف معاویہ کے لیے نقل کرتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے ہر گز رات کو بستر نہیں بچھایا گیا۔ اور کبھی بھی دن کو کھانا نہیں کھاتے تھے۔ یعنی ساری رات عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے۔ خصال شیخ صدوق اور بحار الانوار میں اسی طرح کی ایک حدیث امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے میں بھی وارد ہوئی ہے۔ بحار الانوار ج ۶۵ ص ۱۱۳ باب امیں روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے قسم کھائی تھی کہ رات کو کبھی نہیں سوئیں گے مگر اتنا جتنا خدا چاہتا ہے۔

بحار الانوار ج ۴۹ ص ۹۱ باب ۷، عیون اخبار الرضا دار الاسلام اور انوار البہیہ میں شیخ عباس قمی لکھتے ہیں۔ حضرت امام رضا علیہ السلام رات کو کم سوتے تھے رات کو زیادہ جاگتے تھے۔ ساری رات شب بیداری کرتے تھے۔

محبت کی علامات میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ دوست کے دوستوں سے محبت اور دوستی کی جائے۔ بحار الانوار اور حیات القلوب میں روایت ہے، شب معراج پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہوا، اے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر تو کس کو دوست رکھتا ہے؟ حضرت نے عرض کیا جس کو تو دوست رکھتا ہے۔ خطاب ہوا کہ میں علی کو دوست رکھتا ہوں تو بھی علی کو دوست رکھ۔

https://www.shiabookspdf.com/

بحار الانوار اور حیات القلوب میں روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے لیے پیغمبرِ اسلام کے اوصاف بیان کیے۔ زلیخا نے یوسف علیہ السلام کی باتوں کی تصدیق کی۔ یوسفؑ نے پوچھا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں نے سچ کہا ہے؟ زلیخا نے کہا جب آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا تو ان کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ خدا کی طرف سے خطاب ہوا اے یوسف، زلیخا درست کہہ رہی ہے۔ میں بھی اسے پسند کرتا ہوں کیونکہ یہ میرے حبیب، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتی ہے اس کے بعد خدا نے یوسفؑ کو زلیخا سے عقد کرنے کا حکم دیا۔

پس محبوبِ خدا کی محبت درحقیقت خدا ہی کی محبت ہے۔ اسی لیے زیارت جامعہ کے الفاظ ہیں:۔

"ومن احبکم فقد احب اللّٰہ ومن البغضکم فقد ابغض اللّٰہ"

ترجمہ: جس نے تمہارے ساتھ محبت کی اس نے خدا سے محبت کی جس نے تمہارے ساتھ دشمنی رکھی اس نے خدا کے ساتھ دشمنی رکھی۔

سید جزائری انوار نعمانیہ میں روایت ذکر کرتے ہیں۔ ایک دن امام حسنؑ نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ کیا ایک دل میں دو محبتیں جمع ہو سکتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں میرے بیٹے۔ امام حسنؑ نے عرض کیا، کیا آپ میرے والد سے محبت رکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں، شہزادے نے عرض کیا، میری ماں سے محبت کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا، ہاں۔ کیا آپ میرے بھائی حسینؑ سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کیا آپ، مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ شہزادے نے عرض کیا، آپ نے تو فرمایا تھا کہ دو محبتیں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تو پھر خدا کی محبت کے ساتھ ہماری محبت کس طرح جمع ہو گئی؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"یا بنی ان حبکم یرجع الی حب اللّٰہ"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: اے میرے بیٹے درحقیقت تمہاری محبت خدا کی محبت کی طرف لوٹتی ہے

محبت کی ایک اور علامت یہ ہے کہ جو چیزیں محبوب کی طرف منسوب ہیں ان سے بھی محبت کرے۔ اسی لیے رسول اللہ، ولی اللہ، کلام اللہ اور بیت اللہ سے محبت درحقیقت خدا ہی سے محبت ہے۔ اہل تشیع جو حرم کے دروازے ضریح مقدس اور منبر کو چومتے ہیں اس لیے کہ یہ سب محبوب کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔

محبت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ محبت خالص ہونی چاہیے کسی غیر کو اس میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

بحارالانوار، انوار نعمانیہ اور حیات القلوب میں روایت ہے کہ ایک چڑا، چڑی سے کہہ رہا تھا کہ تو مجھ سے دور کیوں رہتی ہے حالانکہ میں اگر چاہوں تو تخت سلیمانؑ کو سمندر میں پھینک دوں۔ حضرت سلیمانؑ اس کی یہ بات سن کر مسکرائے اور اسے بلا کر فرمایا، کیا تو میرے تخت کو سمندر میں پھینک سکتا ہے؟ عرض کرنے لگا، نہ حضور۔ لیکن ایک نر کو اپنی مادہ کے سامنے اپنی تعرف کرنی چاہیے تا کہ اس کا مقام و مرتبہ بلند ہو۔ حضرت سلیمانؑ نے چڑیا سے پوچھا کہ تو اپنے نر کے پاس جانے سے کیوں کتراتی ہے، حالانکہ وہ تجھ سے محبت بھی کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ مجھے دوست نہیں رکھتا۔ جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ وہ میرے ساتھ ایک دوسری چڑیا سے بھی محبت کرتا ہے۔ اس بات کا حضرت سلیمانؑ کے دل پر اثر ہوا۔ کہ شدید گریہ کیا۔ اور چالیس دن تک لوگوں سے چھپ کر اللہ کی عبادت کرتے رہے کہ اپنے دل کو صرف اس کی محبت کے لیے خالص کر دے صحیفہ سجادیہ میں خمسہ عشر مناجات میں سے نویں دعا میں امام زین العابدین علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔

"الٰھی من الذی ذاق حلاوۃ محبتک فرام منک بدلا"

ترجمہ: اے میرے پروردگار کون ہے ایسا جس نے تیری محبت کا مزہ چکھا ہو اور پھر تیرے علاوہ کسی اور کی محبت کو اختیار کرے

امام حسین علیہ السلام روز عرفہ کی دعا میں عرض کرتے ہیں:

https://www.shiabookspdf.com/

"الت الذی ازلت الاغیار عن قلوب احباء ک حتیٰ لم یحبوا سواک"

ترجمہ: تو ایسی ذات ہے کہ تیرے ساتھ محبت کرنے والوں کے دلوں سے تیرے اغیار کی محبت زائل ہو چکی ہے۔ وہ تیرے سوا کسی سے محبت نہیں کرتے۔

تفسیر صافی ج ۴ ص ۱۴۱ سطر ۱۰ میں نقل ہے حضرت امام صادق علیہ السلام سے قلب سلیم کا معنی پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا:

"القلب السلیم الذی یلقی ربہ ولیس فیہ احد سواہ"

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جو خدا کے ساتھ اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کے سوا اس میں کوئی اور نہ ہو۔

انبیاء اور اولیاء میں سے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خصوصی طور پر قلب سلیم کا خطاب دیا ہے۔ سورۃ صافات آیت ۸۴۔۸۳:

"وان من شیعتہ لا براھیم اذجاء ربہ بقلب سلیم"

ترجمہ: اس کے شیعوں میں سے ابراہیم تھا، وہ اپنے رب کے پاس قلب سلیم کے ساتھ آیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قلب سلیم کا مالک ہونا اس وقت ظاہر ہوا جب خدا نے ان کا مال، جان اہل و عیال اور اولاد کے ذریعے امتحان لیا جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ جب مال راہ خدا میں دیا۔ اپنی جان آگ نمرود میں ڈال دی اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو راہ خدا میں قربانی کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ راہ خدا میں دیا تھا وہ انہیں واپس مل گئی لیکن صحرائے کربلا کے خلیل تیری کیا بات ہے جو کچھ راہ خدا میں دیا پھر واپس نہ لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب وادیٔ مکہ میں اپنی زوجہ ہاجرہ اور اسماعیلؑ کو چھوڑ کر زوجہ سارہ کے ساتھ معاہدہ کی بنا پر واپس جانے لگے تو ہاجرہ نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا، کیوں رو رہی ہو؟ اے ابراہیم کسی نبی نے ایسا نہیں

https://www.shiabookspdf.com/

کیا جو آپ کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا، میں نے کیا کیا ہے؟ ہاجرہ نے عرض کیا ۔ایک عورت اور بچے کو ایسی جگہ پر چھوڑ کر جا رہے ہو، جہاں نہ کوئی بشر ہے نہ کوئی کھانے پینے کی چیز ۔ ابراہیمؑ وداع کر کے جا بھی رہے تھے اور ہاجرہ کی باتوں کو سن کر آنسو بھی بہا رہے تھے۔ تفسیر صافی، بحار الانوار اور حیات القلوب میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت ہاجرہ کی باتیں سنی تھیں، تو روتے ہوئے خانہ کعبہ کے دروازے کے پاس آئے اور در کو پکڑ کر عرض کیا:

"ربنا انی اسکنت من ذریتی بوادغیر ذی زرع عندبیتک المحرم ربنا لیقیمو االصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم"

ترجمہ: اے پروردگار، میں اپنی ذریت میں سے ایک بیٹے کو تیرے محترم گھر کے نزدیک ایسی زمین اور بیابان میں چھوڑ کر جا رہا ہوں جس میں زراعت نہیں ہے تا کہ تیری نماز پڑھیں۔ پس کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔

ان تمام حالات کے باوجود جب ابراہیمؑ الوداع کر کے جا رہے تھے تو بچہ اور بیوی بھوکے پیاسے نہ تھے اور سامنے کوئی دشمن بھی نہ تھا۔ اس کے باوجود ابراہیمؑ روتے جا رہے تھے۔ قربان جاؤں سید الشہداؑ پر خدا جانے کیا حال ہوگا۔ عصر عاشور جب خیموں کے دروازے پر آ کر فرمایا **"علیکن من السلام"** جب عورتیں اور بچے بھوکے پیاسے گریہ کر رہے تھے۔

حاجی نوری دار السلام میں ایک عالم کا خواب تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے علامہ مجلسی کو خواب میں دیکھا۔ امام حسین علیہ السلام کے حرم مطہر کے صحن میں دیکھا منبر پر بیٹھ کر درس دے رہے ہیں اور ان کے سامنے پانچ سو کے قریب علماء اور صلحاء میں سے درس میں بیٹھے ہیں۔ مجلسی نے درس سے فارغ ہونے کے بعد وعظ و نصیحت شروع کر دی اور اس کے بعد مصائب شروع کرنا چاہتے تھے کہ امام علیہ السلام کے حرم مطہر سے ایک شخص باہر آیا اور کہا "صدیقہ طاہرہ علیہا السلام فرماتی ہیں کہ میرے بیٹے حسین علیہ السلام کا وداع پڑھو۔

https://www.shiabookspdf.com/

دمعۃ الساکبہ، ذریعۃ النجاۃ، مہیج الاحزان، بحر المصائب، تحفۃ الحسینیہ اور مجالس المتقین کے علاوہ دیگر کتب مقتل میں تحریر ہے۔ امامؑ مظلوم خیمے کے دروازے پر آئے اور آواز دی **"یا زینب و یا ام کلثوم یا سکینہ و یا رقیہ یا فاطمہ علیکن من السلام"** یہ آواز سن کر زینبؑ دروازے پر آئیں اور عرض کیا۔ بھیا کیا آپ نے مرنے کی تیار کر لی ہے؟ حضرت نے فرمایا۔ مجھے موت کا یقین کیسے نہ ہو جبکہ میرا کوئی یار و مددگار نہیں رہا۔ زینبؑ نے عرض کیا۔ پھر مجھے نانا کے مدینہ واپس بھیج دو۔ امامؑ نے فرمایا۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ لوگ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیں تو میں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں کنیزوں اور سواریوں کی طرح آگے آگے چلائیں گے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیں گے۔

اے میری بہن زینبؑ میرے شہید ہونے کے بعد اپنے منہ پر طمانچے نہ مارنا، گریبان چاک نہ کرنا اور بال نہ کھولنا۔

اگر یتیم بچے ادھر اُدھر بھاگ جائیں تو ان کو اکٹھا کرنا۔ خدا قیامت کے دن تمہیں جزائے خیر دے گا۔ اگر میرے یتیم بچے پانی مانگیں تو دشمنوں سے پانی مانگنا شاید ان کے دل میں رحم آ جائے اور فرات کا پانی بہت زیادہ ہے۔ اگر میرے یتیم بچے اپنے باپ کو یاد کریں تو یہ میرا بیمار بیٹا ان کے باپ کی جگہ ہے اور مومن ان کے بھائی ہیں۔

کتب مقتل میں لکھتے ہیں جب امامؑ خیموں سے باہر جانے لگے تو زینبؑ نے اپنے بھائی کی عبا کو پکڑ لیا اور عرض کیا بھیا تھوڑی دیر اور رک جاؤ تا کہ دل بھر کر آپ کو دیکھ لوں۔ اور آپ کی زیارت کر لوں۔ پھر ثانیٔ زہراؑ نے بھائی کے ہاتھ پاؤں چومنا شروع کر دیے۔ دوسری عورتوں نے بھی امامؑ کے اردگرد گھیرا ڈال لیا اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگیں۔ امامؑ نے اپنی بہن کو وصیت کی تھی کہ صبر کرنا۔

زینبؑ نے بھی ہر مصیبت دیکھی لیکن صبر کیا۔ دشمنوں کے طعنے سنے لیکن صبر کیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

شمر کو بھائی کے سینے پر سوار دیکھا لیکن صبر کیا۔ بازار کوفہ میں ابن زیاد ملعون کے دربار جانا پڑا صبر کیا۔ راہ شام میں منزلوں پہ منزلیں طے کیں، صبر کیا، بازار شام میں شامیوں کے ازدہام میں جانا پڑا، صبر کیا۔ لیکن جب دربار شام میں پہنچیں تو اس وقت صبر نہ کر سکیں جب یزید خیزران کی لکڑی حسینؑ کے لب و دندان مبارک پر مارنے لگا۔ تو یہ حالت دیکھ کر گریبان چاک کر دیا اور ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ آواز دی **"یا حسیناہ"**

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۷۶

خداتعالی سورۃ توبہ آیت ۳۶ میں فرماتا ہے:

"ان عدۃ الشھور عنداللہ اثنیٰ عشر شھراً فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرم".

ترجمہ: جب سے آسمان اور زمین خلق ہوئے ہیں اس وقت سے خدا کے نزدیک مہینوں کی تعداد کتاب خدا میں بارہ ہے اور ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں۔

خدا نے بہت سی چیزوں کو بارہ کی تعداد میں خلق کیا ہے۔ مہینے بارہ ہیں آسمان کے برج بارہ ہیں، اسباط بنی اسرائیل بارہ ہیں، بنی اسرائیل کے قبا بارہ آدمی تھے، حضرت موسیٰ کے عصا سے بنی اسرائیل کے لیے جو چشمے جاری ہوئے ان کی تعداد بھی بارہ تھی، جیسے کہ خدا سورۃ بقرہ میں فرماتا ہے:

"فانفجرت منہ اثنتاعشرۃ عینا"

ترجمہ: اس میں سے بارہ چشمے اُبل پڑے

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء اور اوصیاء کی تعداد بھی بارہ ہے **"لا الہ الا اللہ"** کے حروف کی تعداد بھی بارہ ہے، **"محمد رسول اللہ"** کے حروف کی تعداد بھی بارہ ہے، "امیر المومنین" کے حروف کی تعداد بارہ ہے **"القائم المھدی"** کے حروف کی تعداد بھی بارہ ہے۔

بعض روایات میں بارہ مہینوں کی تاویل بارہ اماموں کے ساتھ ہوئی ہے اور خدا یہ جو فرماتا ہے "منھا اربعۃ حرم" اس سے مراد چار وہ امام ہیں جن کا نام علیؑ ہے۔

تفاسیر میں چار حرمت کے مہینے ذالقعدۃ الحرام۔ ذالحجہ الحرام۔ محرم الحرام اور رجب المرجب ہیں۔ چار کا عدد ہی بابرکت ہے۔ جیسے کہ شیخ صدوق اپنی کتاب خصال میں

https://www.shiabookspdf.com/

روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ان اللّٰہ اختار من کل شیٔ اربعۃ"

ترجمہ: خدا نے ہر چیز سے چار چیزوں کو اختیار کیا ہے اور چنا ہے۔

زمیں میں سے چار زمین کو چنا ہے، مکہ، مدینہ، کوفہ اور بیت المقدس۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"والتین والزیتون و طور سینین و ھذا البلد الامین"

کتابوں میں سے چار کتابوں کو چنا ہے، تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک۔ فرشتوں میں سے چار فرشتوں کو چنا ہے، جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور عزرائیلؑ۔ پیغمبروں میں سے چار پیغمبروں کو چنا ہے، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عورتوں میں سے چار عورتوں کو چنا ہے۔ مریم، آسیہ، خدیجہ اور فاطمہ علیہا السلام۔ دنوں میں سے چار دنوں کو چنا ہے۔ روز جمعہ، روز ترویہ، روز عرفہ اور روز عید قربان۔ بحار الانوار میں فرماتے ہیں کہ کلمات میں سے چار حکمات کو چنا ہے۔ **سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ، لا الہ الا اللّٰہ، اللّٰہ اکبر**۔ شہیدوں میں سے چار شہیدوں کو چنا ہے یحییٰؑ بن زکریاؑ۔ جرجیس پیغمبر علیہ السلام۔ حمزہ ابن ابی طالبؑ اور جعفر الطیارؑ۔ مؤلف فرماتے ہیں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کی تکمیل اور اختتام چار چیزوں سے ہوتا ہے۔ کہ انسان کا وجود چار عناصر سے مل کر بنتا ہے۔ پانی، مٹی، ہوا، آگ۔ اسی طرح عناصر اربعہ سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ بھی چار ہیں انہیں اخلاط اربعہ کہتے ہیں۔ صفراء، سوداء، بلغم اور خون۔ ان چار عناصر سے جو خواص پیدا ہوتے ہیں وہ بھی چار ہیں۔ گرمی، سردی، تری، اور خشکی۔

انسان کے دشمن بھی چار ہیں،
ابلیس، دنیا، نفس اور ہوا
اوقات بھی چار افضل ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

زوال، مغرب، سحر اور طلوع فجر اور
طلوع شمس کے درمیان
خدا نے ابراہیمؑ کو چار پرندے
پکڑنے کا حکم دیا
مور، مرغا، بطخ اور کوا

بعض محققین فرماتے ہیں کہ چار پرندوں کو ذبح کرنے کا حکم درحقیقت چار صفات رزیلہ کو ختم کرنے کی طرف اشارہ ہے، یعنی:

حرص، شہوت، زینت اور لمبی امیدیں

حرمت کے چار مہینوں کا احترام زمانہ جاہلیت میں کافر بھی کرتے تھے۔ اور قتل وغارتگری سے احتراز کرتے تھے۔ اور اسلام میں ان چار مہینوں کا احترام اور زیادہ ہوگیا۔ خاص طور پر ماہ رجب کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے، بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ شیخ صدوق امالی میں اور علامہ مجلسی بحار الانوار ج ۹۷ ص ۲۶ باب ۵۵ میں روایت کرتے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الا ان رجب شهر اللّٰه الا صمّ و هو شهر عظیم و انما سمی الا صم لانه لا یقارنه شهر من الشهور حرمة و فضلاً عنداللّٰه"

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ، رجب اللہ کا مہینہ ہے اور اصم ہے۔ یہ ایک عظیم مہینہ ہے۔ اس کا نام اصم ہے اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ اس کی حرمت کے برابر دوسرا کوئی مہینہ نہیں رکھتا، اور خدا کے نزدیک اس کی جو فضیلت ہے وہ کسی اور مہینے کے لیے نہیں ہے۔

اس کتاب میں ابن عباس سے حدیث ہے نقل۔ جب ماہ رجب آتا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مسلمانوں کو جمع کر کے ان کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ خدا کی حمد اور انبیاء پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فرماتے، اے مسلمانوں ایک عظیم اور با برکت مہینے نے تم پر سایہ کیا ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں سوائے مشرک کے جو کوئی بھی خدا کی

https://www.shiabookspdf.com/

عبادت کرے گا، اس پر خدا کی رحمت نچھاور ہوگی۔ اور دین اسلام میں کوئی بدعت کرنے والا شخص اس سے مستثنیٰ ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے، اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو کوئی بھی اس میں شب بیداری کرے اور اللہ کی عبادت کرے تو خدا اس کا بدن آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ اور ستر ہزار ملائیکہ اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں اور اس کے لیے آئندہ سال اس دن تک استغفار کرتے ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں: کہ احتمال ہے وہ رات رجب کی پہلی رات ہو یا رجب کے پہلے جمعہ کی رات ہو۔ جسے لیلۃ الرغائب کہتے ہیں۔ احتمال پایا جاتا ہے کہ وہ پندرہ رجب کی رات ہو۔ ان تین راتوں میں شب بیداری کرنا اور عبادت کرنے کے بارے میں خاص طور پر پندرہ رجب کی رات کے بارے میں کثرت سے احادیث موجود ہیں۔

کتاب زبدۃ التصانیف میں روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پندرہ رجب کی رات میں عبادت کرو۔ کیونکہ اس رات عبادت کا ثواب باقی راتوں کے مقابلے میں ہزار مرتبہ زیادہ ہے۔

ایک اور احتمال یہ ہے کہ وہ رات ستائیس رجب یعنی روز مبعث کی رات ہو۔ جیسے کہ بحار الانوار میں روایت ہے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا، رجب کے مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو لوگوں کے لیے ان تمام چیزوں سے فضیلت رکھتی ہے جن پر سورج چمکتا ہے اور وہ ستائیس رجب کی رات ہے۔ اس رات جو شخص عبادت کرے تو اس کو ساٹھ سال کی عبادت کے برابر اجر ملے گا۔ کچھ روایات میں رجب کی تمام راتوں میں عبادت کرنا مستحب ہے۔

بحار الانوار ج ۹۷ ص ۳۳ باب ۵۵ میں امالی صدوق سے روایت ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"من احیی لیلۃ من لیالی رجب اعتقہ اللّٰہ من النار و قبل شفاعتہ فی سبعین الف رجل من المذنبین"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: جو رجب کی ایک رات عبادت کرے تو خدا اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا اور ستر ہزار گناہ گاروں کی شفاعت اس سے قبول کرے گا اور جو کوئی اس رجب کے مہینے میں خدا کی رضا کی خاطر صدقہ دے تو خدا قیامت کے دن اسے بہشت میں ایسے ثواب سے عزت واحترام بخشے گا جس کو نہ کسی نے دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا اور نہ ہی ذہن میں آیا ہوگا۔

سید ابن طاؤس اپنی کتاب اقبال اور علامہ مجلسی بحار الانوار میں روایت ذکر کرتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ خدا نے ساتویں آسمان پر ایک فرشتہ کھڑا کیا ہوا ہے جسے داعی کہتے ہیں۔ جب رجب کا مہینہ آتا ہے تو یہ فرشتہ صبح تک ندا دیتا ہے۔ ذکر کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ اطاعت کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس مہینے میں جو مجھے پکارتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس کی دعا قبول کرتا ہوں، جو بھی مجھ سے سوال کرتا ہے اسے عطا کرتا ہوں جو بھی ہدایت طلب کرتا ہے اسے ہدایت دیتا ہوں۔ اس مہینے کو میں نے اپنے اور بندے کے درمیان ایک دوستی قرار دیا ہے۔

رجب کے مہینے میں چند اعمال ایسے ہیں جن کی بہت فضیلت ذکر ہوئی ہے۔

ایک نماز سلمان ہے۔ بحار الانوار میں روایت ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے سلمان جو مومن اور مومنہ بھی رجب کے مہینے میں تیس رکعت نماز پڑھے جس کی ہر رکعت میں حمد کے بعد تین مرتبہ قل ھو اللہ احد اور تین مرتبہ قل یا ایھا الکافرون پڑھے گا تو خدا اس کے تمام گناہ جو جوانی یا بڑھاپے میں کیے ہوں گے معاف کر دے گا اور اسے اس شخص کے برابر ثواب عطا کرے گا جس نے پورا رجب روزے رکھے ہوں اور آئندہ سال تک اس کا نام نمازیوں میں لکھا جائے گا اور اس مہینے کے ہر دن اس کے لیے شہدائے بدر کے شہیدوں کے برابر ثواب آسمان کی طرف بلند ہوگا۔ اور خدا اس کے اور جہنم کے درمیان سات ایسی خندقوں کا فاصلہ کر دے گا کہ ہر خندق اتنی بڑی ہوگی جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ اور ہر رکعت کے بدلے اسے ہزار ہزار رکعت کا ثواب ملے گا۔ جہنم کی

https://www.shiabookspdf.com/

آگ سے آزادی اور پل صراط سے آسانی سے گزرنا اس کے لیے لکھا جائے گا۔

اس نماز کا طریقہ:

دس رکعت پہلے دن، دس رکعت پندرہ رجب کے دن اور دس رکعت آخری دن۔
ہر دو رکعت کے بعد سلام۔ دوسری رکعت میں کوئی سی دعائے قنوت۔ زاد المعاد اور بحار الانوار میں ذکر کرتے ہیں کہ قنوت پڑھنے کے بعد ہاتھ اپنے جسم پر پھیر لے۔

سید ابن طاؤس اقبال اور علامہ مجلسی بحار الانوار ج ۹۸ ص ۳۸ باب ۲۲ میں سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص رجب کی کسی رات میں دس رکعت نماز پڑھے جس کی ہر رکعت میں حمد کے بعد ایک دفعہ سورۃ الکافرون اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو خدا اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اور ہر رکعت کے بدلے میں اسے آٹھ دس سال کی عبادت کے برابر ثواب لکھے گا۔ اور ہر سورۃ کے مقابلے میں مروارید سے بنا ہوا محل اسے عطا کرے گا۔ اس کی دعا مستجاب ہوگی۔ حاجت پوری ہوگی۔ نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیں گے۔ اس کا چہرہ خوبصورت اور نورانی ہوگا۔ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندق کا فاصلہ ہوگا۔

رجب کے مہینے میں ایک اور عظیم عبادت روزہ رکھنا ہے۔ جس کا اتنا ثواب ہے کہ عقلیں حیران رہ جاتی ہیں۔

بحار الانوار ج ۹۷ ص ۲۱۹ باب ۵۵ میں روایت ہے ثوبان راوی کہتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبرستان میں تھا۔ آپ رُکے اور پھر چل پڑے۔ پھر رُکے اور چل پڑے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ رکنے کا کیا سبب ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زور زور سے گریہ شروع کر دیا اور پھر فرمایا۔ اے ثوبان۔ یہ قبروں والے عذاب میں گرفتار تھے۔ میں نے ان کے رونے کی آوازیں سنیں، مجھے ان پر رحم آ گیا۔ میں نے دعا کی۔ خدا نے ان کے عذاب میں کمی کر دی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے ثوبان۔ اس قبرستان والے رجب کے مہینے کا ایک روزہ رکھتے اور

https://www.shiabookspdf.com/

ایک رات عبادت میں گزارتے تو قبروں میں اس عذاب میں گرفتار نہ ہوتے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجب کے ایک دن روزہ رکھنے اور ایک رات عبادت کرنے سے ان کا یہ عذاب دور ہو جاتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ جو مومن اور مومنہ ماہ رجب میں ایک روزہ رکھے اور ایک رات خدا کی عبادت میں گزارے تو ایک ہزار سال کی عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ ایسے ہزار سال جن کے دنوں میں روزہ رکھا ہو اور راتوں کو عبادت میں مشغول رہا ہو۔ اور گویا ہزار حج وعمرہ بجالایا ہو۔ وہ بھی حلال مال کے ساتھ اور گویا ہزار مرتبہ راہ خدا میں جہاد کے لیے گیا ہو اور ہزار اولاد اسماعیلؑ میں سے غلاموں کو آزاد کیا ہو، ہزار دینار راہ خدا میں صدقہ دیا ہو، میری امت کے ہزار قیدیوں کو راہ خدا میں خرید کر آزاد کیا ہو، ہزار بھوکوں کو کھانا کھلایا ہو۔ اور خدا اسے عذاب قبر اور منکر ونکیر کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔ اصحاب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تمام ثواب اس شخص کے لیے ہے جس نے ایک روزہ رکھا ہو یا ایک رات عبادت میں گزاری ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ثواب اس کے لیے ہے جو خدا کی قدرت کا انکار نہ کرے۔ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ساری رات عبادت کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص نماز عشاء کے بعد وتر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے اور سورہ حمد کے بعد کوئی بھی سورۃ پڑھ لے تو امید ہے خدا سے بھی یہ ثواب عطا فرمائے گا۔

ثوبان کہتا ہے جب سے میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہے اس وقت سے کبھی اس عمل کو ترک نہیں کیا مگر بہت کم۔

بحار الانوار ج ۹۷ ص ۳۳ باب ۵۵ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک اصحابی جس کا نام سالم تھا روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ رجب کے چند دن باقی تھے میں حضرت صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو نے اس مہینے میں کوئی

https://www.shiabookspdf.com/

روزہ رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا، یاابن رسولؐ اللہ خدا کی قسم نہیں رکھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ تو نے اتنا ثواب ضائع کر دیا ہے کہ اس کی مقدار صرف خدا ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ بے شک یہ وہ مہینہ ہے جس کو خدا نے فضیلت اور احترام بخشا ہے اور روزہ دار کیلئے اپنی خاص کرامت واجب کی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یابن رسولؐ اللہ۔ اس مہینے کے چند روز جو باقی ہیں ان میں اگر میں روزہ رکھ لوں تو کیا اس ثواب کو میں بھی حاصل کرلوں گا؟ آپ نے فرمایا اے سالم جو کوئی اس مہینے کے آخری دن بھی روزہ رکھے گا تو خدا اسے سکرات الموت سے محفوظ رکھے گا۔ عذاب قبر اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا۔

شیخ صدوق امالی میں اور علامہ مجلسی بحار الانوار ج ۹۷ ص ۳۲ باب ۵۵ میں اور ثواب الاعمال میں ابو سعید خدری کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الا فمن صام من رجب ایماناً احتساباً استوجب رضوان اللہ الاکبر"

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ، جو مومن ثواب کی نیت سے رجب کے مہینے میں روزہ رکھے تو وہ خدا کی خوشنودی کا حقدار ہو جائے گا اور یہ روزہ خدا کے غضب کو ختم کرتا ہے اور جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اگر زمین کے برابر اسے سونا عطا کیا جائے تو اس ایک روزے کے برابر نہ ہوگا۔ اور اس کے اجر کا دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہ کر سکے گی مگر نیکیوں کے ذریعے سے اور شام کے وقت اس کی دس دنیا کی حاجتیں پوری ہوں گی۔ اس کے بعد فرمایا۔ جو کوئی اس مہینے میں دو روزے رکھے تو اہل آسمان اور زمین میں سے کوئی بھی اس کی عزت واکرام جو خدا کے نزدیک ہے بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا، رجب میں جو سات روزہ رکھے تو خدا تعالیٰ جہنم کے سات دروازے اس کے لیے بند کر دے گا۔ اور جو آٹھ روزے رکھے بہشت کے آٹھ دروازے اس کے لیے کھول دیے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے گزر سکتا ہے۔ اس حدیث کے آخر میں

https://www.shiabookspdf.com/

ہے کہ اصحاب نے عرض کیا اگر کوئی روزہ رکھنے سے کسی عذر کی وجہ سے عاجز ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ حضرت نے فرمایا: ہر روز ایک روٹی فقراء اور مساکین کو صدقہ دے۔ اس کے بعد فرمایا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو ہر روز صدقہ دے تو وہ ضرور اس ثواب کو حاصل کرے گا۔ اگر تمام اہل آسمان اور اہل زمین اہل بہشت کے ثواب کو معین کرنے لگیں تو نہیں کر سکتے۔

بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اگر کوئی صدقہ دینے سے بھی عاجز ہو تو وہ کیا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ ہر روز سو مرتبہ ان تسبیحات کا ورد کرے:

"سبحان الا له الجلیل سبحان من لا ینبغی التسبیح الا له سبحان الاعز الاکرم سبحان من لبس العز و هو له اهل"

بحار الانوار اور زاد المعاد میں روایات وارد ہوئی ہیں کہ مستحب روزے کے بدلے میں ایک درہم صدقے کا وہی ثواب ہے ۔ ایک دوسری روایت میں تین کلو گندم یا جو بھی یہ ثواب رکھتے ہیں۔ بحار الانوار میں روایت ہے۔ حضرت صادقؑ سے صالح بن عقبہ نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان جاؤں۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور رجب کے ان تین دنوں کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ ہر دن کے بدلے ایک درہم صدقہ دے دینا۔ میں نے عرض کیا آقا صرف ایک درہم۔ حضرت نے فرمایا۔ شاید تیرے خیال میں ایک درہم کم ہے۔ بے شک ایک مسکین کو کھانا کھلانا ایک مہینہ روزے رکھنے سے بہتر ہے۔

رجب کے مہینے میں افضل ترین اعمال امام رضا علیہ السلام کی زیارت کرنا ہے۔

امالی صدوق میں ص ۶۲ پر حضرت رضا علیہ السلام کا فرمان ہے:

"واللہ مامنا الا مقتول شهید"

ترجمہ: اللہ کی قسم ہم میں سے ہر ایک قتل اور شہید ہوگا۔

آپ سے پوچھا گیا۔ یا حضرت آپ کو کون شہید کرے گا؟ آپ نے فرمایا مجھے خدا کی مخلوق میں سے ایک بدترین شخص زہر کے ساتھ شہید کرے گا۔ اور مجھے پردیس میں

https://www.shiabookspdf.com/

دفن کریں گے:

"الافمن زارنی فی غربتی کتب اللّٰہ عزوجل لہ اجر الف ماۃ شھید وماۃ الف صدیق وماۃ الف حاج و معتمر و ماۃ الف مجاھد"

ترجمہ: آگاہ رہو۔ جو بھی غربت میں میری زیارت کرے گا خدا تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ شہیدوں، ایک لاکھ صدیقوں، ایک لاکھ حج و عمرہ کرنے والوں اور ایک لاکھ مجاہدوں کا ثواب لکھے گا۔

روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماہ رجب میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت تمام اعمال سے افضل بلکہ تمام آئمہ علیہم السلام کی زیارت سے افضل ہے۔ جیسے کہ وسائل الشیعہ اور بحار الانوار ج ۱۰۲ ص ۳۷ باب ۴ میں روایت ہے راوی کہتا ہے۔ میں نے حضرت امام محمد تقیؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو حجۃ الاسلام یعنی واجب حج بجالایا اور عمرہ تمتع بھی انجام دیا ہو۔ اس کے بعد مدینہ منورہ پیغمبر اسلام کی قبر کی زیارت کی۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں آکر معرفت ولایت کے ساتھ آپ کی زیارت کی اور آپ پر سلام کیا پھر کربلا جا کر سید الشہداؑ کی زیارت کی اور بغداد جا کر امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس کے بعد اپنے شہر واپس چلا گیا۔ دوسرے سال پھر وہ اتنی استقامت رکھتا ہے کہ حج و عمرہ کرے۔ آیا وہ حج کے لیے جائے بہتر ہے یا خراسان جا کر آپ کے والد بزرگوار امام رضاؑ کی زیارت سے مشرف ہو آپ نے فرمایا۔ بہتر یہ ہے کہ خراسان زیارت کے لیے جائے اور یہ زیارت جب کے مہینے میں ہونی چاہیے۔ سید محمد قہستانی اپنی منظومہ میں شعر لکھتے ہیں۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ثواب ستر ہزار مقبول حج کے برابر ہے۔ بحار الانوار اور وسائل الشیعہ میں بعض آئمہ علیہم السلام سے معتبر حدیث وارد ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام کی قبر کے پاس جاؤ تو یہ پڑھو:

"اللّٰھم صل علی علی بن موسیٰ الرضا المرتضیٰ النقی التقی و حجتک علی من فوق الارض ومن تحت الثریٰ الصدیق الشھید صلوٰۃ کثیرۃ تامۃ زاکیۃ متواصلۃ متواترۃ مترادفۃ کافضل ما صلیت علیٰ احد من

https://www.shiabookspdf.com/

اولیا ئک" بحارالانوار میں زیارت جوادیہ کے الفاظ ہیں:

"السلام علیٰ علم الاعلام ومن کسر قلوب شیعتہ بغربتہ الیٰ یوم القیامۃ"

ترجمہ: اس محترم اور بزرگوار پر سلام جس کی غریب الوطنی کی وجہ سے قیامت تک شیعوں کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں

"السلام علیٰ من امر اولادہ عیالہ بالنیاحۃ علیہ قبل وصول القتل الیہ"

ترجمہ: سلام ہو اس پر جس نے اپنے قتل ہونے سے پہلے ہی اپنے اہل وعیال کو اپنے اوپر نوحہ اور گریہ کرنے کا حکم دیا۔

عیون اخبار الرضا، مدینۃ المعاجز اور دوسری کتابوں میں حضرت رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب میں نے مدینے سے باہر آنا چاہا تو اپنے اہل وعیال کو اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ میری غریبی اور مظلومی پر گریہ کریں۔ تا کہ میں ان کے رونے کی آواز سن لوں اور میں نے ان سے کہا کہ اس سفر سے واپس نہ آؤں گا۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال کو اپنے اوپر گریہ کرنے کا حکم دے رہے تھے اور چاہتے تھے کہ میری غریب الوطنی پر روئیں لیکن امام حسینؑ اپنی زندگی میں اپنی اہل بیتؑ کو صبر کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ جب بھی خیموں میں رونے اور گریہ کی آواز سنتے تو میدان سے واپس آ کر انہیں صبر کرنے اور چپ رہنے کا حکم دیتے۔ امام علیہ السلام نے آ کر کہا، اے سکینہؑ، اے فاطمہؑ، اے زینبؑ، اے ام کلثومؑ، "علیکن منّی السلام" تم پر میرا سلام۔ سکینہؑ نے کہا۔ بابا جان کیا آپ مرنے کے لیے جارہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیسے وہ موت کے لیے تیار نہ ہو جس کا کوئی مددگار اور نہ ہی حامی و ناصر ہو۔ سکینہؑ نے عرض کیا بابا جان ہمیں نانا کے مدینہ واپس چھوڑ آؤ۔ حضرت نے فرمایا، یہ مشکل کام ہے اگر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیتے تو میں نانا کے حرم سے باہر نہ آتا۔ یہ سن کر مستورات اور بچوں نے رونا اور چیخنا شروع کر دیا۔ حضرت انہیں چپ کروا رہے تھے۔ بحار الانوار، عوالم اور ناسخ التواریخ میں لکھتے ہیں کہ سکینہؑ کا نام امینہ تھا۔ سکینہؑ لقب تھا جو مشہور ہو گیا تھا والدہ کا نام رباب تھا۔ جو امرء القیس کی بیٹی تھیں۔ امام حسین علیہ السلام اپنی بیٹی سکینہؑ اور زوجہ رباب سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ حضرت نے ان کے بارے میں فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com/

لعمرک انني لاحب داراً　　تکون بها سکینه والرباب

ترجمہ: تیری جان کی قسم میں اس گھر کو دوست رکھتا ہوں جس میں سکینہ اور رباب ہوں۔

دمعۃ الساکبہ میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنی بیٹی سے بڑی محبت کرتے تھے۔ آپ نے سکینہؑ کے رونے پر اسے اپنے سینے سے لگایا اور آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور فرمایا:

سیطول بعدی یا سکینة فاعلمی　　منک البکاء ذالحمام دهانی

لاتحرقی قلبی بدمعک حسرة　　مادام منی الروح فی جسمانی

فاذا قتلت فانت اولی بالذی　　تاتینه یا خیرة النسوان

ترجمہ: اے سکینہؑ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرے بعد تو بہت روئے گی۔ جب تک میں زندہ ہوں اپنے دل کو حسرت کی آگ میں مت جلا۔ جب میں قتل ہو جاؤں تو پھر میری لاش پر آکر گریہ و ماتم کرنا۔

امام کو سکینہؑ کا رونا تکلیف پہنچاتا تھا۔ اسے روتا نہ دیکھ سکتے تھے۔ لیکن کیا حال ہوگا اس وقت جب شہادت امامؑ کے بعد سکینہؑ روتی تھی تو تازیانہ اور نوک نیزہ سے چپ کراتے تھے۔

مصباح کفعمی میں لکھتے ہیں۔ سکینہؑ کہتی ہیں جب میرے بابا حسینؑ شہید ہو گئے تو میں مقتل میں جاکر بابا کے گلے لگ گئی اور روتے روتے بے ہوش ہوگئی۔ میں نے بابا کو کہتے ہوئے سنا۔

شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی　　او سمعتم بغریب او شهید فاندبونی

ترجمہ: میرے شیعوں جب ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کرنا اور جب کسی غریب الوطن یا شہید کا سننا تو مجھ پر گریہ کرنا۔

لہوف اور بحار الانوار میں لکھتے ہیں۔ جب سکینہؑ اپنے بابا حسینؑ کے لاشے پر آکر گر گئی اور بابا کو چومنے لگی تو چند اشقیاء نے آکر انہیں لاش سے جدا کیا۔ بحر المصائب کی روایت کے مطابق ایک ظالم نے تازیانہ مار کر سکینہؑ کو لاش سے جدا کیا۔

(الا لعنة الله علی الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۷۷

در قیامت بندہ را گوید خدا هین چه کردی آنچه دادم من تورا
چشم و گوش و هوش گوهر های عرش خرج کردی چه خریدی توز فرش

ترجمہ: قیامت کے دن خدا بندے سے سوال کرے گا۔ کہ جو کچھ میں نے تجھے دیا تھا تو نے کیا کیا؟۔ میں نے تجھے آنکھ، کان اور عقل جیسے گراں بہا نگینے دیے ان کو کہاں استعمال کیا اور انہیں بیچ کر زمین میں کیا خریدا۔

خدا تعالیٰ سورۃ غافر آیت ۳۲ میں ارشاد فرماتا ہے

"وقال یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد"

ترجمہ: قیامت کے ناموں میں سے ایک نام یوم التناد ہے، یعنی وہ دن جس میں خدا کی طرف سے مخلوق کو ندا دی جائے گی۔

کہتے ہیں میدان محشر میں تین سو مرتبہ تقریباً ندا دی جائے گی۔ ہر ندا میں ایک قوم اور گروہ کو بلایا جائے گا۔

بحار الانوار ۷۵ ص ۳۷۲ باب ۸۲ اور لآلی الاخبار میں روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذا کان یوم القیامۃ نادی منادا این الظلمۃ و اعوانهم "

ترجمہ: قیامت کے دن منادی ندا دے گا، کہاں ہیں ظالم لوگ اور ان کے مددگار

"ومن لاق لهم دواۃ او ربط لهم کیسا او مدلهم مدۃ قلم فاحشروهم معاً"

ترجمہ: اور کہاں ہیں وہ جنہوں نے ظالموں کو دوات لا کر دی یا ان کے لیے قلم تراشی یا ان کے لیے کسی بوری وغیرہ کا منہ باندھا۔ ان کو بھی ان ظالموں کے ساتھ محشور کرو۔

https://www.shiabookspdf.com/

خدا سورۃ صافات آیت ۲۲ میں فرماتا ہے:

"احشرو االلذین ظلموا و ازواجھم"

ترجمہ: حاضر کرو ظالم لوگوں کو اور ان کو جو ان کے پیروکار اور ان کے کارندے تھے

مؤلف فرماتے ہیں ظالم کا لفظ تین طرح کے لوگوں پر بولا جاتا ہے، ایک کفار اور مشرکین پر، جیسے خدا فرماتا ہے سورۃ بقرہ آیت ۲۵۴: **"الظالمون ھم الکافرون"** سورۃ لقمان آیت ۱۳ **"ان الشرک لظلم عظیم"**۔

دوسرا ان لوگوں پر جنہوں نے مخلوق خدا پر ظلم کیا ہو۔ ہاتھ یا زبان سے انہیں اذیت دی ہو۔ لوگوں کا مال جبر و ظلم، چوری ڈاکہ، رشوت یا مکر و فریب سے کھایا ہو یا ان کے حقوق ادا نہ کیے ہوں۔

تیسرا ظالم ان لوگوں کو کہا گیا ہے جو خدا کی نافرمانی کرتے ہیں۔ جیسے خدا فرماتا ہے:

"فمنھم ظالم لنفسہ" وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون"

ترجمہ: خدا ان پر ظلم نہیں کرتا، بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

مخلوق پر ظلم کرنے والے تین طرح کے ہین۔ اول وہ جو ظلم کرتے ہیں۔ دوم وہ جو ظالم کی مدد کرتے ہیں۔ اس کے تنخواہ دار ہیں کسی نہ کسی چیز میں اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ظالم کے لیے قلم یا دوات فراہم کرتے ہیں۔ اس کے مالیات وغیرہ اکٹھے کرتے ہیں یا اسے کوئی چیز بیچتے ہیں اور اسکی مدح و تعریف کرتے ہیں جیسے کہ صفوان جمال کی حدیث میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ ہارون زندہ و سالم مکہ سے واپس آجائے اور تو اونٹوں کا کرایہ اس سے لے۔ اس نے عرض کیا، ہاں۔ آپ نے فرمایا:

"فمن احب بقائھم فھو منھم ومن کان منھم فھو فقد ورد النار"

ترجمہ: جو بھی ظالم لوگوں سے محبت کرے تو وہ ان میں سے ہوگا اور جو ان میں سے ہوگا تو

https://www.shiabookspdf.com/

وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

سوئم: وہ لوگ جو ظالموں کے ظلم سے راضی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ظالموں کے ساتھ عذاب میں شریک ہیں۔ جیسے کہ بحار الانوار اور لآلی الاخبار میں روایت ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا:

" العامل بالظلم والمعین علیه والرضی به شرکاء ثلاثة"

ترجمہ: ظالم اس کا مددگار اور اس سے راضی ہونے والا ظلم میں شریک ہیں۔

نہج البلاغہ اور بحار الانوار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"والراضی بفعل قوم کالداخل فیه معهم"

ترجمہ: کسی قوم کے کام سے راضی ہونے والا ایسے ہے جیسے اس نے بھی قوم کے ساتھ وہ کام انجام دیا ہو۔

نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے:

''حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی ٹانگیں ایک شخص نے کاٹی تھیں لیکن خدا نے پوری قوم کو عذاب دیا کیونکہ وہ تمام اس سے راضی تھے۔''

بلکہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کو سنے یا دیکھے اور اس سے راضی ہو تو وہ بھی اس گناہ میں شریک ہوگا۔ جیسے کہ زیارت وارث کے الفاظ ہیں:

"لعن اللّٰه امة قتلتک ولعن اللّٰه امة ظلمتک ولعن اللّٰه امة سمعت بذالک فرضیت به"

ترجمہ: خدا لعنت کرے اس امت پر جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ خدا لعنت کرے تجھ پر؟ ظلم کرنے والی امت پر خدا لعنت کرے اس امت پر جنہوں نے سنا اور اس ظلم سے راضی ہوئے۔

قیامت کے دن تین اور ندائیں بلند ہوں گی۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۰۳ میں روایت ہے، ابو حمزہ ثمالی امام زین العابدینؑ سے روایت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"اذا کان یوم القیامة نادی مناد لیقم اهل الفضل"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی ندا دے گا۔ اہل فضل اٹھ کھڑے ہوں۔

جب ایک جماعت اٹھ کھڑی ہو جائے گی۔ ان سے کہا جائے گا کہ بہشت میں داخل ہو جایئے۔ جاتے ہوئے راستے میں ملائیکہ ملاقات کریں گے اور ان سے پوچھیں گے کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیں گے۔ ہم بہشت کی طرف جا رہے ہیں۔ ملائکہ کہیں گے ، حساب سے پہلے ہی؟ وہ کہیں گے ہاں، ملائکہ ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ کہیں گے ہم اہل فضل ہیں، ملائکہ کہیں گے تمہارا فضل کیا تھا؟ جاہلوں کے مقابلے میں بردباری سے پیش آتے اور جب ظالم ظلم کرتے تو ہم صبر کرتے۔ جب وہ ہمارے ساتھ زیادتی کرتے تو ہم انہیں معاف کر دیتے تھے۔ ملائکہ کہیں گے "ادخلو الجنة" جنت میں داخل ہو جاؤ "فنعم اجرا لعاملین" عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہے۔ اس کے بعد منادی ندا دے گا "لیقم اهل الصبر" اہل صبر کھڑے ہو جائیں۔ ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوگی، ان سے کہا جائے گا۔ بہشت کی طرف چلے جاؤ۔ ملائکہ پوچھیں گے ان سے کہ تم کون ہو؟ جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو رہے ہو۔ وہ کہیں گے ہم اہل صبر ہیں فرشتے پوچھیں گے تم نے کس چیز میں صبر کی۔ وہ کہیں گے ہم نے اطاعت میں صبر کیا۔ اور خدا کی نافرمانی نہ کرنے میں صبر کیا۔ ملائکہ کہیں گے تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پھر منادی ندا دے گا "لیقم جیران الله فی داره" خدا کے گھر میں خدا کی ہمسائیگی میں رہنے والے کھڑے ہو جائیں۔ بہت سے تھوڑے لوگ کھڑے ہوں گے۔ ملائکہ ان سے پوچھیں گے کس وجہ سے تم خدا کے ہمسایہ بنے ہو؟ وہ کہیں گے۔ ہم خدا کے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرتے تھے خدا کے لیے ایک مجلس میں بیٹھتے تھے اور خدا کی خاطر ایک دوسرے کے لیے مال خرچ کرتے تھے۔ ملائکہ ان سے کہیں گے۔ بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ راہ خدا میں عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب بہت بہتر ہے۔

اصول کافی ج ۲ ص ۱۲۶ میں روایت ہے امام زین العابدینؑ نے فرمایا، جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی ندا دے گا "این المحتاجون فی الله" راہ خدا میں محتاج

https://www.shiabookspdf.com/

کہاں ہیں۔ چند لوگ کھڑے ہوں گے ان سے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

بحار الانوار ج ۹۷ص ۴۱ باب ۵۵ میں روایت ہے حضرت صادقؑ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو منادی ندا دے گا۔ اہل ماہ رجب کہاں ہیں۔؟ ایک جماعت کھڑی ہوگی جن کی پیشانی سے نور نکل رہا ہوگا جو تمام اہل محشر کو نورانیت دے گا۔ ان کے سروں پر دُرّ و یاقوت کے تاج ہوں گے۔ ہر ایک کے دائیں بائیں طرف ہزار ہزار فرشتے ہوں گے۔ خدا کی طرف سے خطاب ہوگا۔ اے میرے فرشتوں میرے بندوں اور کنیزوں کو جنت میں لے جاؤ۔ امامؑ نے فرمایا یہ عزت و کرامت ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے ماہ رجب میں ایک روزہ رکھا ہوگا۔ وہ روزہ اول، وسط یا آخر رجب میں رکھا ہو۔

بحار الانوار میں حضرت صادقؑ کا فرمان ذکر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص رجب کے مہینے میں تین روزے رکھے تو خدا ہر روزے کے بدلے میں ایک سال کے روزوں کا ثواب عطا کرے گا۔

بحار الانوار میں روایت ہے حضرت امام رضاؑ نے فرمایا، جو شخص ماہ رجب کے پہلے دن روزہ رکھے خدا اس سے راضی ہوگا۔ جو تین دن روزے رکھے خدا اس سے بھی راضی ہوگا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوگا اور قیامت کے دن اس کے مخالفوں کو اس سے راضی کر دے گا۔

بحار الانوار و امالی شیخ طوسی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ رجب کا مہینہ عظیم ہے اس میں جو ایک روزہ رکھے خدا اس کے لیے ہزار سالوں کے روزوں کا ثواب لکھے گا۔ جو دو دن روزہ رکھے دو ہزار سال کے روزوں کا ثواب لکھے گا اور جو تین روزے رکھے اس کے لیے تین ہزار سال کے روزوں کا ثواب لکھے گا۔ علامہ مجلسی زاد المعاد میں لکھتے ہیں۔ رجب کے مہینے میں ایک ہزار مرتبہ سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

روایت ہے رجب کے مہینے میں جو ہزار مرتبہ "لا الہ الا اللہ" پڑھے

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور خدا اس کے لیے بہشت میں ایک محل تعمیر کرائے گا۔

بحار الانوار میں لکھتے ہیں ایک شخص نے کعب الاحبار سے سوال کیا۔ میں نے ایک شخص سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ماہ رجب میں ایک سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو خدا اس کے لیے بہشت میں بیس ہزار محل تعمیر فرمائے گا۔ کیا تو اس بات کی تصدیق کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں، کیا تو تعجب کرتا ہے، بلکہ خدا اس سے بھی دگنا دے گا جو شمار میں نہیں لایا جا سکتا۔ اس کے بعد کعب نے اس آیت کی تلاوت کی:

"من ذاالذی یقرض اللّٰہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافاً کثیرۃً"

اس کے بعد کعب نے کہا کہ خدا کی نعمتوں کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

وسائل الشیعہ ج ۱۰ باب ۲۷ ص ۴۸۵ روایت ۱۳۹۱۲ میں روایت ہے جو شخص رجب کے مہینے میں سورۃ توحید کی تلاوت کرے خدا اس کے لیے بہشت میں بارہ محل تعمیر فرمائے گا۔

زاد المعاد میں روایت ہے جو شخص سورۃ توحید کو سو مرتبہ پڑھے گا تو خدا قیامت کے دن اسے ایک نور عطا کرے گا جس کے ذریعے سے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ کتاب تحفۃ الاخوان میں ایک حکایت لکھتے ہیں کہ بیت المقدس میں ایک عوت تھی جو ماہ رجب میں پشمی لباس پہنتی تھی اور ہر روز بارہ ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتی تھی۔ جب وہ مریض ہوگئی تو اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اسی پشمی لباس میں اسے کفن دیں۔ ماں کے مرنے کے بعد بیٹے نے ایک قیمتی لباس میں اسے کفن دے کر دفن کر دیا۔ خواب میں بیٹے نے ماں کو دیکھا۔ جو کہہ رہی تھی کہ بیٹے میں تجھ سے راضی نہیں ہوں۔ کیوں کہ تو نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا۔ خواب سے بیدار ہوا۔ پریشانی کے عالم میں وہی پشمی لباس لے کر گیا اور ماں کی قبر کھود کر دیکھا تو میت وہاں موجود نہ تھا۔ بڑا حیران ہوا اور قبر کے اندر سے ایک آواز سنائی دی کوئی کہہ رہا تھا

https://www.shiabookspdf.com/

"اما سمعت ان من اطاعنافی رجب لا یترک فی القبر فریداً وحیداً"

ترجمہ: کیا تو نے سنا نہیں ہے جو شخص بھی رجب میں ہماری اطاعت کرے گا تو اسے قبر میں اکیلا نہیں چھوڑا جاتا۔

زبدۃ التصانیف میں روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص رجب کی پندرہ تاریخ کو روزہ رکھے تو سو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اور جو شخص پندرہ رجب کا روزہ رکھ کر کچھ دیر کے لیے سوئے تو وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے ہزار مرتبہ سورۃ توحید کی تلاوت کی ہو۔ اور جو شخص اس دن ہزار مرتبہ اس سورۃ کی تلاوت کرے تو خدا اس کے لیے بہشت میں ہزار محل تعمیر فرمائے گا۔ ہر محل میں ہزار تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ایک ہزار حور ہوگی جن کی صورتیں چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن و نورانی ہوں گی۔ رجب کے مہینے میں استغفار کرنا ایک بہترین عمل ہے۔

بحار الانوار اور زاد المعاد میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ماہ رجب میری امت کے استغفار کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں کثرت سے استغفار کیا کرو اور خدا سے اپنے گزشتہ گناہوں سے توبہ طلب کرو اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی توفیق طلب کرو۔ اس مہینے کو اصب اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس میں میری امت پر رحمت گرائی جاتی ہے۔

شیخ بہائی کشکول، مجلسی اختیارات شیخ عباس قمی توفیعات السند اور وقایع الدیام میں روایت ہے کہ شب معراج خطاب ہوا۔ اے احمد، جو کوئی رجب میں ہزار مرتبہ یہ پڑھے:

"استغفر اللہ ذاالجلال والاکرام من جمیع الذنوب والاثام، فان لم اغفرہ فلست بربکم" تو اگر اس شخص کو معاف نہ کروں تو تمہارا رب نہیں ہوں۔

زاد المعاد میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس مہینے میں

https://www.shiabookspdf.com/

صبح وشام ستر مرتبہ ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے پڑھے اور یہ کہے **"اللھم اغفرلی وتب علی"** اے میرے اللہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ یہ استغفار کرنا پورا سال سنت ہے۔

قیامت کے دن ایک اور ندا دی جائے گی۔ جیسے کہ کامل الزیارۃ۔ بحار الانوار اور وسائل الشیعہ میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں منادی ندا دے گا۔ حسینؑ کی قبر کی زیارت کرنے والے کدھر ہیں؟ ایک بہت بڑی جماعت کھڑی ہوگی۔ ان سے کہا جائے گا جسے بھی تم دوست رکھتے ہو ان کا ہاتھ پکڑو اور جنت کی طرف لے جاؤ۔ اس کے بعد ہر زائر اپنے دوست کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جائے گا۔ اسی دوران ایک شخص اٹھے گا اور ایک زائر حسینؑ سے کہے گا۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا میں فلاں دن فلاں جگہ پر تیرے احترام کے لیے کھڑا ہوا تھا وہ زائر اسے بہشت میں لے جائے گا۔

روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رجب میں امام حسینؑ کی چار زیارتیں ہیں۔ رجب کی پہلی رات، پہلے دن، پندرہ رجب کی رات اور دن کو جیسے کہ بحار الانوار، کامل الزیارہ اقبال اور تہذیب میں روایت ہے حضرت صادقؑ نے فرمایا" جو رجب کے پہلے دن امام حسینؑ کی زیارت کرے گا خدا اسے حتمی طور پر بخش دے گا۔ اسی لیے جب زوار امامؑ کے حرم محترم میں داخل ہوتا ہے تو یہ کلمات کہتا ہے:

"الحمد للہ الذی اشھد نا شھد اولیائہ فی رجب واوجب علینا من حقھم ما قدوجب"

ترجمہ: تمام تعریفیں ہیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں رجب میں اپنے دوستوں کی شہادت کی جگہ پر حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ہم پر ان کا حق واجب کیا جس قدر واجب تھا۔

بحار الانوار اور تحفۃ الزائر میں علامہ مجلسی رجب میں ایک مخصوص زیارت کو نقل کرتے ہیں۔ زائر یہ الفاظ کہتا ہے:

https://www.shiabookspdf.com/

"لبیک داعی اللّٰہ ان کان لم یجبک بدنی عند استغاثتک ولسانی عند استنصارک فقد اجابک قلبی وسمعی و بصری"

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے خدا کے داعی اگر میرا بدن اس وقت قربانی کے لیے حاضر نہ ہو سکا جب آپ نے استغاثہ دیا اور میری زبان اس وقت آپ کی مدد کے لیے نہ آسکی جب آپ نے مدد کے لیے بلایا اب میرا دل، کان اور آنکھیں آپ کی مدد کے لیے حاضر ہیں۔

بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند افراد نے آسمان کے نیچے ایسے صدا بلند کی جنوں، انسانوں اور ملائکہ میں سے تمام مخلوق نے سنی۔ حضرت ابراہیمؑ کی صدا تمام مخلوق نے سنی جیسے کی گذشتہ مجالس میں گزر چکا ہے۔ دوسرے پیغمبر اسلامؐ کی صدا تمام مخلوقات نے سنی۔ بحار الانوار اور حیوت القلوب میں نقل کرتے ہیں کہ جب جبرائیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وحی پہنچائی تو آپ اپنے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے خدیجہ مجھے سردی لگ رہی ہے۔ مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ جب آپ سو گئے تو خدا کی طرف سے ندا آئی:

"یاایھا المدثر، قم فانذر وربک فکبر"

ترجمہ: اے اپنے اوپر چادر اوڑھنے والے اُٹھو اور لوگوں کو عذاب خدا سے ڈراؤ اور اپنے رب کو بزرگی کے ساتھ یاد کرو اور تکبیر کہو۔ اس کے بعد حضرت کھڑے ہوئے اپنی انگلی کو اپنے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا۔ "اللہ اکبر، اللہ اکبر" یہ آواز تمام مخلوق تک پہنچی۔ اور انہوں نے حضرت کے ساتھ مل کر تکبیر کہی۔ ایک حدیث میں وارد ہے، خدا تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ زمین کو اپنے ایک پر کے اوپر بلند کرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر کرے پس پوری زمین حضرت کے سامنے حاضر ہوگئی۔ آپ نے زمین کے تمام مشرق و مغرب کی طرف نگاہ کی اور ہر قوم کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو کی اور انہیں اپنے دین کی طرف دعوت دی اور خدا کی قدرت کاملہ کی وجہ سے تمام شہر والوں نے آنحضرت کو دیکھا اور ان کی آواز کو سنا اور آپ کی رسالت کو سمجھا۔

اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کی آواز کو بھی تمام مخلوق نے سنا جو کربلا

https://www.shiabookspdf.com/

میں عاشور کے دن آپ نے استغاثہ دیا۔ جس کی وجہ سے تمام عالم میں زلزلہ آ گیا۔ سید بحر العلوم کے اشعار ہیں۔

زمینوں اور آسمانوں میں ہر طرف شور وغل پیدا ہو گیا۔ اسرار الشہادۃ اور جواہر الایقان کے مطابق سب سے پہلے امام علیہ السلام کے استغاثہ کا جس نے جواب دیا وہ خدا ہے اور فرمایا:

"لبیک لبیک انا ناصرک و مغیثک بک شاهداً"

ترجمہ: میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں تیرا ناصر و مددگار اور تیرے استغاثہ کا جواب دینے والا ہوں۔

انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام حضرت خدیجہ کی قبر پر مناجات کر رہے تھے۔ جواب آیا:

"لبیک عبدی انت فی کنفی"

بحار الانوار ج ۲۸ ص ۵۹ باب ۲ میں ام ایمن کی روایت کے مطابق جبرائیل نے رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا۔ جب آپ کے نواسے اور ان کی اہل بیت کو قتل کیا جائے گا تو ہر چیز خدا کے اذن کے ساتھ ان کی مدد کرنا چاہے گی۔

اسرار الشہادۃ، ذخیرۃ المعاد، مصائب المعصومین اور بیت الاحزان میں لکھتے ہیں۔ جب حضرت سید الشہداء علیہ السلام اکیلے رہ گئے۔ تو اپنی اہل بیت سے الوادع کر کے میدان کی طرف آئے اور اپنے نیزے کو ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کبھی مقتل کی طرف دیکھتے اپنے اصحاب، بھائیوں اور بھتیجوں کی خاک پر پڑی لاشوں کو دیکھتے۔ کبھی اپنی غریبی اور تنہائی کی طرف دیکھتے کبھی خیموں کی طرف نگاہ کرتے اور اپنی مستورات اور بچوں کی بے بسی کو دیکھتے اور کبھی لشکر کی طرف نگاہ کرتے کہ سب انہیں قتل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ سب دیکھ کر آپ نے استغاثہ بلند کیا:

"امامن ناصر ینصرنا امامن مغیث یغیثنا"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: ''کیا کوئی نہیں ہے جو ہماری مدد کرے، کیا کوئی نہیں ہے جو ہماری فریاد کو پہنچے''

"هل من موحد يخاف الله فينا"

ترجمہ: کیا کوئی خدا پرست ہے جو خدا سے ڈرے اور ہم پر ظلم نہ کرے

"امامن ذاب يذب عن حرم رسول الله"

ترجمہ: کیا کوئی نہیں ہے جو حرم رسولؐ کا ان ظالموں کے شر سے دفاع کرے؟ یعنی کوئی ہے جو زہراؑ کی بیٹیوں کو قید ہونے سے بچائے۔

جب امام علیہ السلام نے یہ ندا دی تو عرش کے ارکان اور ستونوں میں زلزلہ آ گیا۔ ملائکہ نے ندا سن کر نالہ وگریہ شروع کر دیا اور عرض کرنے لگے کہ اے خدا ہمیں اجازت دے تا کہ ہم تیرے حبیب اور تیرے پیغمبرؐ کے بیٹے کی مدد کریں۔ جب حضرت استغاثہ دے رہے تھے تو اسی دوران آپ کے ہاتھ میں آسمان سے ایک صحیفہ آیا۔ آپ نے دیکھا کہ عالم ذرّ اور روز الست کا عہد نامہ ہے جس میں آپ نے اپنی شہادت کو قبول کیا ہوا ہے اور اس کی پشت پر آپ نے دیکھا واضح اور جلی حروف میں لکھا ہوا تھا۔

"يا حسين نحن ماحتمنا الموت وما الزمنا عليك الموت وما الزمنا عليك الشهادة فلك الخيار ولا ينقص حظك عندنا"

ترجمہ: حسین ہم نے تمہارے اوپر موت کو حتمی قرار نہیں دیا اور نہ ہی ہم نے تم پر موت کو لازم قرار دیا ہے اور نہ ہم نے تم پر شہادت کو لازم کیا ہے، اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے اور تمہارا اجر جو ہمارے پاس ہے اس میں کمی بھی واقع نہ ہوگی اگر تم چاہو تو ہم اس مصیبت کو تم سے دور کر سکتے ہیں۔ اس وقت تمام ملائکہ اور جن تمھارے اختیار میں ہیں تمام آسمان اور زمین تمھارے اختیار میں ہے۔ ان کو جو حکم بھی دو تمھاری اطاعت کرتے ہوئے ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ اتنے میں دیکھتے ہی دیکھتے آسمان اور زمین کے درمیان ہر طرف فرشتے ہی فرشتے نظر آنے لگے جن کے ہاتھوں میں آگ کے ہتھیار تھے اور امام حسینؑ کے حکم کے منتظر تھے۔ امام علیہ السلام نے اس صحیفہ کو آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کیا:

https://www.shiabookspdf.com/

"رب وددت ان اقتل و احیی سبعین الف مرۃ فی طاعتک و محبتک"

ترجمہ: اے میرے پروردگار میں پسند کرتا ہوں کہ ستر مرتبہ یا ستر ہزار مرتبہ قتل ہوں اور تیری محبت و اطاعت میں دوبارہ زندہ ہوں اور پھر قتل ہوں اور خاص طور پر جب میرا یہ قتل ہونا تیرے دین کی مدد اور تیرے حکم کو زندہ کرنے اور تیری شریعت کی ناموس کی حفاظت کی خاطر ہو اور میں اپنے دوستوں کی شہادت کے بعد زندگی سے سیر ہو گیا ہوں۔

اے عزادارو: امامؑ اس وقت اپنی زندگی سے سیر ہو گئے اور ان کا جی بھر گیا جب اپنے بیٹے کی لاش پر آ کے دیکھا، علی اکبرؑ اٹھارہ سالہ بیٹے کا سر پھٹا ہوا اور بدن پارہ پارہ ہے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر امامؑ نے فرمایا "علی الدنیا بعدک العفا" اے میرے بیٹے تیرے بعد دنیا کی زندگی پر خاک۔ یعنی ہاں تیرے بعد میں بھی زندہ رہنا پسند نہیں کرتا۔

ایاموت ادرکنی باللّٰہ اکبر   احب الموت من قتل اکبری

ترجمہ: اے موت اللہ اکبر کی قسم میری مدد کر۔ اپنے بیٹے اکبرؑ کی موت کے بعد اب میں بھی موت چاہتا ہوں۔

"الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین"

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۷۸

ہرچہ بینی درجہان دارد عوض | وزعوض گردد تورا حاصل غرض
بی عوض دانی چہ با شدو جہان | عمر باشد قدرعمرت را بدان
بی حساب وبی حدوبی عد شود | عمریک روزہ کہ در طاعت رود

ترجمہ: اس دنیا میں جو چیز بھی ہے اس کے عوض اور بدلے میں کوئی نہ کوئی چیز موجود ہے اور اس عوض سے تو اپنا مقصد اور غرض حاصل کر سکتا ہے۔

اگر تو جانتا ہے کہ اس جہان میں عوض اور بدلہ جو چیز نہیں رکھتی وہ کیا ہے تو جان لے کہ وہ تیری عمر ہے اس عمر کی قدر و منزلت کو جان اگر یہ عمر ایک دن خدا کی اطاعت میں گزار دے تو اس کا اتنا اجر ہے کہ نہ اس کا حساب ہو سکتا اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰ میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللّٰہ"

ترجمہ: تم ایک بہترین امت تھی جو لوگوں کے لیے باہر نکالی گئی ہے۔ تاکہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائیوں کے کاموں سے روکیں اور اللہ پر ایمان لائیں۔

منہج میں لکھتے ہیں کہ یہ امت اس لیے بہترین امت ہے کیونکہ پیغمبر اسلامؐ کی اتباع کرتی ہے لہذا پتہ چلتا ہے کہ جو امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے اور ان کے حکم پر عمل کرے۔ ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے اجتناب کرے اور آپ کے آداب و سنن اور اخلاق حسنہ پر عمل کرے تو وہ بہترین امت ہے۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو وہ بہترین امت نہ کہلائے گی۔

علامہ مجلسی بحار الانوار ج ۲۲ ص ۴۴۴ باب ۱۴ میں کہتے ہیں کہ خدا نے اس امت

https://www.shiabookspdf.com/

کو تین اولوالعزم انبیاء کا مقام اور رتبہ عطا کیا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب خدا کا۔

حضرت ابراہیم نے کہا

"واجعلنی من ورثة جنة النعیم"

ترجمہ: اے پروردگار! مجھے وارثان بہشت میں سے قرار دے۔

اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ وارثان بہشت میں سے ہیں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ سورۃ مومنون آیت ۱۱-۱۰:

"اولئک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون"

ترجمہ: یہ لوگ وہ وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

خدا حضرت ابراہیم کے بارے میں فرماتا ہے: "کان حنیفاً مسلماً" اور اس امت کے متعلق فرماتا ہے "هو سمّٰکم المسلمین" یعنی ابراہیم حنیف اور مسلم تھا۔ اور اس امت کا نام مسلمان رکھا تھا۔ حضرت ابراہیم کے بارے میں فرماتا ہے۔ ہمارے بندے ابراہیم اور اسحٰق کو یاد کرو۔ پیغمبرؐ کی امت کے بارے میں فرماتا ہے:

"عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هوناً"

ترجمہ: یہ رحمٰن کے بندے ہیں جو زمین پر آہستہ اور نرمی سے چلتے ہیں۔

حضرت ابراہیم کے بارے میں فرماتا ہے۔ "وبشرناه باسحق" ہم نے اسے اسحٰق کی بشارت دی اور اس امت کے متعلق فرمایا ہے۔

"وبشر المومنین بان لهم من الله فضلاً کبیراً"

ترجمہ: مومنوں کو بشارت دو کہ بے شک ان کے لیے خدا کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے اسی طرح حضرت موسیٰ کا مقام اور مرتبہ اس امت کو عطا کیا ہے۔ خدا موسیٰ کے بارے میں فرماتا ہے "وانجینا موسٰی" ہم نے موسیٰ کو نجات دی۔ اس امت کے بارے میں

https://www.shiabookspdf.com/

فرماتا ہے "و کذالک ننجی المومنین" ہم اسی طرح مومنین کونجات دیتے ہیں۔ موسیٰ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اننی معکما" بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔اس امت کے متعلق فرماتا ہے " ان اللّٰہ مع الذین تقوا" بے شک خدا لوگوں کے ساتھ ہے جو صاحب تقویٰ ہیں۔حضرت موسیٰ کے متعلق فرماتا ہے "رب الشعرح لی صدری" اے میرے پروردگار میرا سینا کھول دے۔اس امت کے متعلق فرماتا ہے:

" افمن شرح الله صدره اللاسلام فهو علی نور من ربه "

ترجمہ: جس کے سینے کو خدا اسلام کے لیے کھول دیتا ہے پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور و ہدایت پر ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ نے کہا "ویسر لی امری" میرے لیے میرا معاملہ آسان کر۔اس امت کے متعلق فرماتا ہے "یرید اللّٰہ یکم الیسر" خدا تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے۔

اس امت کو خدا نے اپنے حبیب کا مرتبہ بھی عطا کیا ہے۔فرماتا ہے:

"ان الله و ملائكة يصلون علی النبی"

ترجمہ: بے شک خدا اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

اس امت کے متعلق فرماتا ہے **"هوا لذی یصلی علیکم و ملائکة"**۔ خدا اور اس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں۔ خدا اپنے حبیب کے متعلق فرماتا ہے۔ "وینصرک اللّٰہ نصراً عزیزاً" اللہ تمہیں غالب آنے والی مدد دے گا۔اس امت کے بارے میں فرماتا ہے

مومنوں کی مدد کرنا ہم پر فرض ہے۔اپنے حبیب کے متعلق فرماتا ہے **"ویتم نعمة علیک"** وہ اپنے نعمت کو تم پر مکمل کرے گا۔اس امت کے متعلق فرماتا ہے "و اتممت علیکم نعمتی" اور ہم نے تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی۔اپنے حبیب کے بارے میں فرماتا ہے "و یھدیک صراطاً مستقیماً" اور وہ تمہیں صراط مستقیم کی ہدایت

https://www.shiabookspdf.com/

کرے گا۔اس امت کے متعلق فرماتا ہے۔ان اللہ لھاد الذین آمنو الیٰ صراط مستقیم" بے شک اللہ اہل ایمان کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔اپنے حبیب کے بارے میں فرماتا ہے" لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" پروردگار تیرے گذشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف کردے گا۔اس امت کے متعلق فرماتا ہے:۔

"لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً"

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔بے شک خدا تمام گناہ بخشنے والا ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ تمام مقامات اور مراتب شیعان حیدر کرار اور دیگر آئمہ علیہم السلام کے شیعوں کے لیے ہیں نہ کہ کسی اور کے لیے۔کیونکہ شیعہ ہی ایسے لوگ ہیں جو اس شرافت اور بزرگی کے حقدار ہیں۔کیونکہ حضرت امیرالمومنینؑ کے شیعوں کی اتنی عظمت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بھی خدا سے شیعہ امیرالمومنینؑ بننے کی دعا مانگتے ہیں۔جیسے کہ بحارالانوار ج ۳۶ ص ۱۵۲ باب ۳۹ میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے دعا کی "اللھم اجعلنی من شیعۃ امیر المومنین" اے پروردگار مجھے امیرالمومنینؑ کے شیعوں میں سے قرار دے۔اور خدا سورۃ صافات آیت ۸۳ میں فرماتا ہے "وان من شیعتہ لا براھیم" بے شک علیؑ کے شیعوں میں سے ابراہیمؑ تھے

منہج الصادقین میں روایت کرتے ہیں۔راوی کہتا ہے ہم رسول خداؐ کے ساتھ ایک جگہ سے گزر رہے تھے۔ایک مرد کو دیکھا جو ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا تھا اور یہ دعا مانگ رہا تھا"یا رب اجعلنی من امۃ لمرحومۃ" اے پروردگار مجھے امت مرحومہ میں سے قرار دے۔پیغمبرؐ نے فرمایا جاؤ اور اس مرد کو میرا اسلام کہو۔راوی کہتا ہے۔میں نے حضرت کا سلام اس شخص کو پہنچایا۔اس نے کہا جا کر پیغمبر اسلام سے عرض کرو۔کہ آپ کا بھائی خضر ہے اور خدا سے دعا مانگ رہا ہے تاکہ اسے آپکی امت میں شامل کرے۔

بحارالانوار کی چھٹی جلد میں انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں،کہتا ہے ہم پیغمبرؐ اسلام کے ہمراہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے۔ایک پہاڑ کی چوٹی کے اوپر سے آواز آئی،کوئی

https://www.shiabookspdf.com/

کہہ رہا تھا:

"اَللّٰھم اجعلنی من الامۃ لمرحومۃ المغفورۃ"

ترجمہ: اے پروردگار مجھے امت مرحومہ مغفورہ میں سے قرار دے۔ پیغمبرؐ اسلام پہاڑ پر گئے تو دیکھا ایک بوڑھا شخص ہے جس کے سر کے بال سفید ہیں جس کا قد تین سو ذراع (انگلیوں کے سروں سے لیکر کہنی تک کو ذراع کہتے ہیں) کے برابر ہے۔ جب اس شخص نے حضرت کو دیکھا تو اٹھا اور گلے جا لگا۔ اور کہنے لگا۔ میں سال میں ایک دفعہ کھانا کھاتا ہوں۔ اور اس وقت میرے کھانے کا وقت ہے انس بن مالک کہتا ہے۔ میں نے دیکھا آسمان سے مائدہ نازل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔

بحار الانوار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ذکر کرتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔

"یا رب اجعلنی من امۃ محمد فاوحی اللّٰہ الیہ یا موسیٰ انک لا تصل الیٰ ذلک"

ترجمہ: اے پروردگار، مجھے امت محمدؐ سے قرار دے، خدا نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ تو ان تک نہیں پہنچ سکتا۔

تفسیر صافی میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ اے پروردگار کیا میری امت سے زیادہ افضل کوئی امت ہے جس پر بادلوں نے سایہ کیا ہو۔ من وسلویٰ ان پر نازل کیا ہو۔ اور سمندر میں ان کے لیے راستہ بنایا ہو؟ خطاب ہوا۔ اے موسیٰ کیا تجھے معلوم نہیں کہ امت محمدؐ کی فضیلت دوسری امتوں پر ایسے ہی ہے جیسے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت باقی مخلوقات پر۔

مجمع البحرین۔ لغت عشر۔ منتخب التواریخ۔ دمعۃ الساکبہ۔ تظلم الزہرا اور مخزن البکاء کے ساتھ ساتھ دوسری کتابوں میں لکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی فضیلت کیوں ہے؟ خدا نے فرمایا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس امت کی فضیلت دوسری امتوں پر دس خصلتوں کی وجہ سے ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا۔ وہ کیا ہے؟ تاکہ میں بنی اسرائیل کو حکم دوں کہ وہ ان کو جان لیں۔ خدا نے فرمایا۔ صلوٰۃ وزکوٰۃ صوم وحج وجہاد، جمعۃ والجماعۃ والعلم والعاشور۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی عاشورہ کیا ہے اے پروردگار؟ خدا نے فرمایا۔ عاشورہ وہ دن ہے جس میں نواسۂ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روئیں گے اور دوسروں کو رلائیں گے۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۷ اور حیات القلوب کی جلد ۲ میں روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے بہت سارے سوال پوچھے جن کا آپ نے جواب دیا۔ ایک سوال یہ تھا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسری امتوں پر فضیلت کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا، خدا نے اس امت کو بہت سی چیزوں میں فضیلت عطا کی ہے لیکن میں ان میں سے چند کو ذکر کرتا ہوں۔ آپ نے تقریباً بیس کے قریب فضیلتیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ بھی کہ خدا اس امت کے متعلق فرماتا ہے۔ ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس''۔ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیس کے قریب ایسی فضیلتیں ہیں جو اس امت میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر مشکل عبادت کے لیے ایک آسان عمل موجود ہے کہ اگر وہ نہ بجا لا سکے تو وہ آسان عمل بجالائے اس عبادت کا ثواب مل جائے گا۔

ایک اور چیز جو خدا کے اس امت کے لیے فضیلت قرار دی ہے وہ یہ ہے کہ ایسے دن اور رات خدا نے اس امت کے لیے خاص کیے ہیں کہ اگر ان میں خدا کی عبادت کی جائے تو اجر وثواب کئی گنا ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ سابقہ امتوں میں عمریں طولانی ہوا کرتی تھیں کسی کی ہزار سال اور کسی کی دو ہزار یا اس سے بھی زیادہ اور وہ ساری عمر عبادت کرتے۔ خدا نے اس امت کو یہ فضیلت قرار دی ہے کہ اگرچہ ان کی عمریں تھوڑی ہوں لیکن ان کی عبادت اور عمل کا اجر وثواب ان سے زیادہ ہوتا کہ ''کنتم خیر امۃ'' کے مصداق ٹھہریں۔ جیسے کہ شب قدر کی عبادت ہزار عبادتوں کے برابر ہے۔ اسی طرح دوسری کئی راتیں ہیں جن میں

https://www.shiabookspdf.com/

عبادت کا اجر کئی گنا زیادہ ہے۔ جیسے کہ بحار الانوار اور زاد المعاد میں ہے کہ شب عرفہ کا اجر و ثواب ایک سو ستر سال کے برابر ہے۔ اور عاشور کی رات میں عبادت کا ثواب تمام ملائکہ کی عبادت کے برابر ہے۔ اسی طرح عید غدیر کے دن کا روزہ پوری دنیا کی عمر کے روزوں کے برابر ہے۔ اسی طرح رجب، شعبان اور رمضان کی راتوں میں عبادات کا ثواب مراتب اور درجات رکھتا ہے۔

ایک سنی عالم اپنی کتاب تحفۃ الاخوان میں نقل کرتا ہے کہ ابن مسعود کہتا ہے کہ ہم ایک دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ اچانک ایک شخص وہاں آیا۔ وہ اتنا خوبصورت تھا کہ ہم نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور اچھا خاصا صحت مند تھا۔ اس نے آکر سلام کیا۔ ہم اس کی زبان نہ سمجھ سکے۔ حضور اقدسؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ تم کہاں سے آئے ہو اور کون ہو اس نے عرض کیا۔ میں حضرت عیسیٰؑ کی قوم کا فرد ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰؑ کو گزرے چھ سو سال ہو گئے۔ تیری عمر اتنی لمبی کیسے ہوگئی۔؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں آپ اور آپ کی امت کے اوصاف پڑھے تھے میں نے خدا سے دعا کہ مجھے اتنی عمر دے تا کہ میں آپ کی خدمت میں شرفیاب ہو سکوں۔ حضرت عیسیٰ نے بھی میرے لیے دعا کی تھی۔ اس لیے اب تک زندہ ہوں اور آپ کے نورانی چہرۂ مبارک کی زیارت کر رہا ہوں۔ اس کے بعد اس شخص نے ان عجیب و غریب چیزوں کو حضورؐ کے سامنے نقل کیا جو اس زمانے میں رونما ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی۔ عرض کرنے لگا۔ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم حضرت عیسیٰ کے ہمراہ ایک بہت اونچے پہاڑ کے پاس گئے جس میں اتنے جواہرات تھے کہ ان کی وجہ سے پہاڑ بے حد چمک رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے پہاڑ سے فرمایا۔ ہمیں اپنے متعلق کوئی حالات بتا؟ اس پہاڑ سے آواز آئی اے روح اللہ۔ میرے اندر حضرت موسیٰؑ کی قوم سے ایک ایسا شخص موجود ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ اس کی وجہ

https://www.shiabookspdf.com/

سے میرے اندر یہ جواہرات پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی پہاڑ پھٹا، اور وہ شخص باہر آ گیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس سے پوچھا۔ کس وجہ سے تو اس پہاڑ میں رہتا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ جب بھی حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کا ذکر آتا تو دعا کرتا کہ خدا میری اتنی عمر لمبی کرے تاکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرسکوں۔ ایک دن میں نے دعا کی کہ اے پروردگار! اگر میرے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان بہت لمبا عرصہ ہے تو مجھے اس پہاڑ کے اندر چھپا دے تاکہ باقی رہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرسکوں۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ کتنی مدت ہو چکی ہے کہ اس پہاڑ کے اندر عبادت میں مشغول ہو؟ عرض کیا چھ سو سال۔ حضرت عیسیٰؑ نے عرض کیا۔ اے پروردگار! اس شخص سے زیادہ اس زمین پر کوئی اور صاحب فضیلت نہیں ہے۔ خطاب ہے۔ اے عیسیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جو شخص رجب میں ایک روزہ رکھے گا وہ اس سے بھی زیادہ صاحب فضیلت اور صاحب عزت ہوگا۔

بحار الانوار میں رجب کی فضیلت میں ایک حدیث ذکر ہے۔ انس بن مالک نے پیغمبر اسلام سے سوال کیا۔ کہ آپ یہ جو فرماتے ہیں کہ رجب خدا کا مہینہ ہے اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا "لانه مخصوص بالمغفرة" کیونکہ یہ مغفرت کے ساتھ خاص ہے۔ خدا اپنے بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے۔ اس میں خون محفوظ ہوتا ہے۔ خدا کے دوستوں کی توجہ قبول ہوتی ہے۔ اس میں ان کو جھگڑا اور اختلاف سے نجات دی ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اس مہینے میں جو شخص تمام دن روزے رکھے تو خدا کی طرف سے تین چیزوں کا حق دار ہو جاتا ہے۔ اول: تمام گزشتہ گناہ اس کے معاف کر دیے جاتے ہیں۔ دوم: باقی ماندہ عمر میں خدا اسے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

سوئم: قیامت کے دن فزع اکبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ ایک بوڑھا شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ میں رجب کے تمام روزے نہیں رکھ سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ تو رجب

https://www.shiabookspdf.com/

کی اول، پندرہ اور آخری تاریخ کو روزہ رکھ لیا کرتا کہ ایک روزہ دس روزوں کے برابر ہو جائے اور تین روزے تیس روزوں کے برابر۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ لیکن رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو فراموش نہ کرنا۔ کیونکہ اس رات کو ملائکہ عطا کرنے والی رات کہتے ہیں۔ اس رات کا جب تیسرا حصہ گزرتا ہے تو آسمان اور زمین کے تمام فرشتے خانہ کعبہ اور اطراف میں جمع ہوتے ہیں۔ اس وقت خدا فرماتا ہے: اے فرشتو جو حاجت ہے مجھ سے طلب کرو۔ فرشتے عرض کریں گے۔ اے پروردگار ہماری حاجت یہ ہے کہ رجب میں روزہ رکھنے والوں کو معاف کردے اس وقت خدا فرماتا ہے، میں نے ان سب کو بخش دیا۔

بحار الانوار اور زاد المعاد میں حدیث ہے بہشت میں ایک نہر کا نام رجب ہے جس کا مشروب دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا ہے۔ رجب میں جو شخص ایک روزہ رکھے گا۔ خدا اسے اس نہر سے سیراب کرے گا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص رجب میں ایک روزہ رکھے تو جہنم اس سے سو سال کے فاصلے کے برابر دور ہو جاتی ہے۔ اور جو تین دن روزہ رکھے بہشت اس پر واجب ہو جائے گی۔

اس امت کی ایک اور فضیلت ایام البیض ہے۔ یعنی ہر مہینے کی تیرہ چودہ اور پندرہ۔ علامہ مجلسی زاد المعاد میں روایت کرتے ہیں۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا، خدا نے اس امت کو تین راتیں عطا کی ہیں جو دوسری امتوں کو عطا نہیں کیں۔ اور وہ ہر مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ ہے۔ بہت سی روایات میں وارد ہے۔ کہ جو شخص ان تین دنوں میں روزہ رکھے گویا تو اس نے پورے مہینے کا روزہ رکھا۔

تفسیر منہج الصادقین میں آیت "کتب علیک الصیام" کے ذیل میں روایت ذکر کرتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ گرمی کا دن تھا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ابھی بیٹھا ہی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی علیہ السلام جبرائیلؑ حاضر ہے۔ اور تجھے سلام کہتے ہے اور کہہ رہا ہے۔ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھو۔ تاکہ پہلے دن خدا تعالیٰ دس ہزار سالوں کے روزوں کا ثواب

https://www.shiabookspdf.com/

لکھے اور تیسرے دن ایک لاکھ روزے کا ثواب لکھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کونسے تین دن ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ ایام البیض ہیں۔ یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ کا دن۔

اسی حدیث کو علامہ مجلسی زاد المعاد کے آخر میں سید ابن طاؤس سے نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ اضافہ ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ میرے ساتھ خاص ہے یا ہر ایک کے لیے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تیرے شیعوں میں سے جو بھی ان دنوں کا روزہ رکھے گا۔ اس کو بھی یہ اجر و ثواب ملے گا۔ اسی کتاب میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ایک مسلمان بھائی کے گھر افطار کرنا ستر یا نوے روزوں کے برابر ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں اگر روزہ مستحب ہو تو کسی مومن کی خواہش پر افطار کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اسے دو ثواب ملیں گے۔ ایک مومن کو خوش کرنے کا اور دوسرا روزہ کا ثواب بھی ملے گا۔ کیونکہ روایات میں موجود ہے کہ جو کوئی کسی نیک کام کا ارادہ کرے تو اسے ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور جو اس نیکی کو بجالائے تو اسے دس گنا ثواب ملے گا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔

"من جاء بالحسنة فله عشر امثالها"

اسی طرح روایات میں ملتا ہے کہ پانی پی کر امام حسین علیہ السلام کو یاد کرنا پوری رات عبادت کرنے کے برابر ہے۔ جیسے کہ حدیقۃ الشیعہ اور لآلی الاخبار میں یہ روایت موجود ہے۔

سید جزائری انوار نعمانیہ میں قیامت کے احوال کے ضمن میں روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن ایک شخص کی نیکیوں اور برائیوں کو ترازو میں رکھا جائے گا۔ گناہ نیکیوں پر غالب ہوں گے۔ فرشتے اسے پکڑ کر جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ خدا فرمائے گا۔ اسے جہنم نہ لے جاؤ۔ اس کا ایک عمل میرے پاس موجود ہے جو تم نہیں جانتے وہ یہ ہے:

https://www.shiabookspdf.com/

"اذا شرب الماء صلی علی الحسین ابن علی و لعن ظالمیه"

ترجمہ: جب پانی پیتا تھا تو حسین ابن علی علیہما السلام پر درود بھیجتا تھا اور اس کے اوپر ظلم کرنے والوں پر لعنت کرتا تھا۔ اس کے بعد اس نیکی کو ترازو میں ڈالا جائے گا۔ تو نیکیوں والا ترازو وزنی ہو جائے گا۔ پھر اس شخص کو جنت کی طرف لیجانے کا حکم دیا جائے گا۔ امام حسینؑ نے اپنے شیعوں کو جو پیغام دیا ہے کہ جب ٹھنڈا پانی پیو۔ تو مجھے یاد کرنا۔ شاید اس لیے تھا تا کہ آپ کے شیعہ اس ثواب کو حاصل کر لیں۔ کتب مقاتل سے پتہ چلتا ہے۔ کہ امام علیہ السلام نے یہ پیغام تین مقام پر دیا ہے۔ ایک مقتل میں اپنی بیٹی سکینہؑ کو۔ اور یہ ہم مجلس نمبر ۵۰ میں مصباح کفعمی سے نقل کر چکے ہیں۔ مصباح شیخ طوسی میں بھی موجود ہے۔ اور صرف ایک شعر ہے یعنی:

"شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی"

لیکن منتخب طریحی، دمعۃ الساکبہ، خصائص الحسینیہ، مخزن البکاء، بحر المصائب، اور تحفۃ الحسینیہ میں چند دیگر اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ اور یہ تمام اشعار اسی مورد کے ساتھ منحصر ہیں۔ دوسری کسی جگہ نہیں ہیں۔ دوسری مرتبہ امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت زین العابدینؑ کو یہ پیغام دیا۔ جب وداع کرنے آئے۔ جیسے کہ گزشتہ مجالس میں گزر چکا ہے۔ تیسری بار حضرت نے اس وقت یہ پیغام دیا جب آپ دریا کے کنارے گئے۔ مخزن البکاء، مہیج الاحزان اور ذخیر الدارین میں لکھتے ہیں کہ جب پیاس نے حضرت پر غلبہ کیا تو قریب تھا آپ کی روح بدن سے جدا ہو جائے۔ بحار الانوار، عوالم اور دمعۃ الساکبہ میں ابن شہر آشوب صاحب مناقب سے نقل کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے حملہ کیا۔ دریا پر اعور سلمی اور عمرو بن حجاج زبیدہ چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ پہرے دے رہے تھے ان کو ایک طرف کر کے آپ نے اپنے گھوڑے کو دریا میں داخل کیا۔ اور فرمایا:

"انت عطشان و انا عطشان واللہ لا ذقت الماء حتی نشرب"

ترجمہ: اے گھوڑے تو بھی پیاسا ہے اور میں بھی پیاسا ہوں۔ اللہ کی قسم میں اس وقت

https://www.shiabookspdf.com/

تک پانی نہیں پیوں گا۔ جب تک تو نہیں پیتا

"فلما سمع الفرس کلام الحسین علیه السلام شال راسه ولم یشرب کانه فهم الکلام"

ترجمہ: جب گھوڑے نے امام حسین علیہ السلام کی بات سنی تو اپنا سر اوپر اٹھالیا، گویا گھوڑا امام کی بات کو سمجھ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر امام نے فرمایا۔ میں پانی پیتا ہوں تو بھی پی۔ امام حسین علیہ السلام نے ایک چلو پانی کا بھرا اور منہ کے قریب کیا۔ امام در حقیقت یہ چاہتے تھے کہ مجھے دیکھ کر گھوڑا پانی پی لے۔ امام خود پانی پینا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ آپ نے آب کوثر کے ساتھ افطار کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ یہ وہ وعدہ تھا جو امام نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا تھا اور اسے عالم ذر میں قبول بھی کیا تھا کہ میں پیاسا ہی شہید ہوں گا۔ اور دوسری طرف بچوں کی العطش کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ اور آپ کے اصحاب اور بھائی بیٹے پیاسے شہید ہوئے تھے۔ لہٰذا امام نے گھوڑے کی خاطر پانی چلو میں لیکر منہ کے قریب کیا تو ایک ملعون نے آواز دی حسینؑ تو پانی پی رہا ہے اور ادھر خیموں کو لوٹا جا رہا ہے اور اہل بیت کو قیدی بنالیا گیا ہے۔ پس حضرت نے پانی نیچے گرادیا اور فرات سے باہر آکر لشکرِ اشقیاء پر حملہ کر دیا اور انہیں ادھر اُدھر بھگا کر خیموں کے پاس پہنچے تو دیکھا خیمے بالکل سالم ہیں۔ آپ جان گئے کہ یہ ملعون کی طرف سے دھوکا تھا اور اس نے جھوٹ بولا تھا۔ تاکہ امام پانی نہ پی سکیں۔ یہ بات واضح اور مسلّم ہے کہ امام جانتے تھے کہ یہ ملعون جھوٹ بول رہا ہے لیکن حضرت یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے اور اپنے شیعوں کو یہ پیغام دینا چاہتے تھے کہ میرے لیے میری اہل بیتؑ کا قید ہونا کتنا سخت اور دشوار ہے۔

مخزن البکاء، مہیج الاحزان اور ذخیرہ میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت نے دوبارہ حملہ کیا اور لشکر کو بھگا کر دریائے فرات میں داخل ہوئے اور ایک پیالہ پانی سے بھرا اور پینے کے لیے منہ کے قریب ہی کیا، قبیلہ بنی آدم سے ایک ملعون نے جس کا نام رعۃ بن شریک تھا ایک تیر مارا جو حضرت کے ہاتھ پر آلگا۔ دوسری روایت کے مطابق امام علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com/

کے منہ پر لگا۔ حضرت نے خون کو اپنے ہاتھوں پر مل لیا اور آسمان کی طرف رُخ کر کے عرض کیا۔ اے پروردگار! میں تجھ سے اس قوم کی شکایت کرتا ہوں جنہوں نے میرا خون بہایا ہے۔ اور مجھے پانی نہیں پینے دیا۔ جب آپ مایوس ہو گئے کہ میں پانی نہ پی سکوں گا۔ مگر اپنے نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے آبِ کوثر پیا تو یہ فرمایا:

"شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی. اوسمعتم بغریب اوشہید فاندبونی"

ترجمہ: اے میرے شیعو! جب ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کرنا اور جب کسی غریب یا شہید کی خبر سننا تو مجھ پر گریہ اور نوحہ کرنا۔

کتب مذکورہ اور ریاض الشہادۃ میں لکھتے ہیں۔ جب ملعون نے آواز دی کہ خیموں کو لوٹا جا رہا ہے تو آپ نے فرات سے نکل کر حملہ کیا اور چار سو آدمیوں کو جہنم واصل کیا۔

مخزن البقاء اور تحفۃ **الحسینیہ** میں لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق حضرت کی ایک تین سالہ بیٹی تھی جو میدان میں جاتے وقت حضرت سے کہہ رہی تھی ''یا ابتاہ العطش العطش'' بابا پیاس لگی ہوئی پیاس لگی ہوئی۔ امام نے بیٹی کا منہ چوما اور فرمایا۔ بیٹی صبر کرو میں پانی لاتا ہوں۔ یہ بچی انتظار میں تھی کہ بابا پانی لائیں گے۔ جب امام واپس آئے اور خیموں کے پاس پہنچے تو یہ بچی باہر آئی اور عرض کیا بابا جان میرے لیے پانی لائے ہو؟ امام نے جب بچی کی بات سنی تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور زار و قطار رونے لگے۔ اور فرمایا۔ میری بچی خدا کی قسم مجھ سے تیری پیاس دیکھی نہیں جاتی۔ حضرت نے اپنی انگلی اس کے منہ میں رکھی اور اسے تسلی دینے لگے۔ جب امام دوبارہ خیمے سے باہر جانے لگے تو اس بچی نے آپ کی عبا کے دامن کو پکڑ لیا۔ حضرت نے فرمایا، اے میری بیٹی اب میں جاتا ہوں۔ اور تیرے لیے پانی طلب کرتا ہوں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ شاید یہ وہی بچی تھی جو اس وقت خیمے کے دروازے پر اپنے بابا کا انتظار کر رہی تھی جب ذوالجناح خیموں کی طرف آیا۔

''**مقتل ابو مخنف**'' میں ہے۔ حضرت زینبؑ نے سکینہؑ سے فرمایا۔ تیرے بابا واپس

https://www.shiabookspdf.com/

آ گئے ہیں۔ سکینہؑ خوشی خوشی خیمے سے باہر آئیں کیا دیکھا:

"الجواد عارياً والسراج خالياً من راكبه فهنكت خمارها ونادت وابتاه واحسيناه واقتيلاه واغربتاه"

ترجمہ: خالی گھوڑا آیا ہے، زین پر سوار نہیں ہے۔ یہ دیکھ کر اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگی اور روتی ہوئی کہہ رہی تھی ہائے حسین ہائے مقتول، ہائے غربت، اور یہ شعر پڑھا

مات الفخار مات الجود والكرم　　واغبرت الارض والآفاق والحرم

ترجمہ: جو فخر کرنے کے لائق تھے وہ چلے گئے، سخاوت اور کرم ختم ہو گیا۔ زمین و آسمان اور حرم غبار آلود ہو گئے۔

بحار الانوار اور عوالم میں لکھتے ہیں۔ ام کلثومؑ نے اپنے ہاتھ سر پر رکھے اور پکارنے لگیں:

"وامحمد اه واجداه واعلياه هذا لحسين بالعراء صريع بكربلا مجزوز الرأس من القفامسلوب العمامة والرداء.

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے نانا، اے بابا علیؑ یہ حسینؑ ہے جو خاک کربلا پر بغیر لباس کے پڑا ہے جس کے سر کو پسِ گردن جدا کر دیا گیا ہے۔ اس کا عمامہ اور عباء اتار لی گئی ہے اس کے بعد ام کلثومؑ غش کر گئیں۔ کیونکہ حسینؑ کے سر مطہر کو نیزے کے اوپر دیکھا۔

(الالعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۷۹

حجاب چهرهٔ جان می شود غبار تنم — خوشا دمی که از این چهره پرده بر فکنم
چنین قفس نه سزای چون من خوش الحانی است — روم گلشن رضوان که مرغ آن چمنم
هرا که منظر حور است مسکن و مألوف — چرا به کوی خراباتان بود وطنم
عیاب نشد که چرا آمدم کجا بودم — دریغ و درد که غافل زکار خویشتنم
چگو نه طوف کنم درفضای عالم قدس — چو در سراچۂ ترکیب تختہ بند تنم

ترجمہ: ''میری گردن کا غبار میری روح کے چہرے کا پردہ بن جاتا ہے خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس پردے کو دور کرے۔

مجھ جیسے بہترین کلام کرنے والے کے لیے ایسا سزا کا پنجرہ۔ میں رضوان کے باغ میں جاتا ہوں کیونکہ میں تو وہاں کا پرندہ ہوں۔ میں تو حور جیسا ہوں اور میرا ٹھکانہ وہاں تھا۔ مجھے دنیا کے اس خرابے میں لاکر کیوں آباد کیا ہے۔ پتہ نہیں چل سکا کہ میں کہاں تھا اور کیوں آیا ہوں۔ مجھے افسوس اور درد اس بات کا ہے کہ مجھے اپنے بارے بھی علم نہیں میں عالم قدس کی فضاؤں میں طواف کیسے کروں۔ میرے بدن کو تو رسی کے ساتھ باندھ کر رکھا گیا ہے۔''

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ اسراء آیت ۵۸:

''یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً''

ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو روح میرے رب کا امر ہے۔ روح کی حقیقت اور ماہیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں روح کے متعلق علماء اور حکماء سے چودہ قول

https://www.shiabookspdf.com/

ذکر کیے ہیں۔ لیکن اس بارے میں چپ رہنا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ انبیاء اور اولیاء نے روح کی حقیقت کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی۔ کیونکہ ان کے نزدیک چپ رہنا ہی لوگوں کے لیے مفید ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے اس مسئلہ کو بیان نہ کرنے کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت قرار دیا ہے۔ علماء یہود نے کفار قریش سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرو روح کیا ہے؟ اگر روح کے بارے میں جواب نہ دیا تو سمجھ لینا وہ پیغمبر ہیں۔ اور اگر جواب دیں تو پیغمبر نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں اسی طرح دیکھا ہے۔ لہٰذا انہوں نے سوال کیا تو آیت نازل ہوئی **"قل الروح من امر ربی"** ان سے کہہ دو روح امر ربی ہے۔ یعنی مبہم جواب ہے۔

اکثر علماء نے حدیث **"من عرف نفسه فقد عرف ربه"** کے ضمن میں فرمایا ہے کہ جب تک ذاتِ خدا کو نہ پہچانا جائے تو اس وقت تک روح کو بھی نہیں پہچانا جا سکتا۔

روح کی دو قسمیں ہیں ایک روح بخاری ہے جو غذا سے حاصل ہوتی ہے اور یہ روح بدن میں ایسی ہوتی ہے جیسے چراغ میں تیل۔ جب تک تیل ہوگا تو چراغ جلتا رہے گا۔ تیل ختم ہوگا تو چراغ بجھ جائے گا۔ کسی انسان کا قتل کرنا ایسے ہی ہے جیسے کسی چراغ کو بجھا دیا جائے۔ اور یہ روح انسان اور حیوان دونوں میں پائی جاتی ہے۔ بدن کے مرنے کے ساتھ یہ روح بھی مر جاتی ہے۔

دوسری قسم وہ روح ہے جو عالم امر میں سے ہے۔ یہ روح صرف انسان میں پائی جاتی ہے۔ یہ روح موت کے وقتِ روح حیوانی سے جدا ہو جاتی ہے۔ اس روح کی شرافت کی وجہ سے خدا نے اس روح کی نسبت اپنی طرف دی ہے اور فرمایا ہے **"ونفخت فيه من روحی"** اور میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ تمام علماء اور حکماء کا اتفاق ہے کہ اس روح کو زوال نہیں ہے۔ بدن سے جدا ہونے کے بعد یہ روح یا تو نعمتوں میں ہوگی یا عذاب میں مبتلا ہوگی۔ اس روح کے لیے بدن جواہر کے ایک صندوق کی طرح ہے۔ یعنی جس طرح جواہرات کو صندوق سے نکال لیا جائے تو وہ بے کار ہوتا ہے۔ یا یہ روح مردار ید اور

https://www.shiabookspdf.com/

صدف کی طرح ہے۔ یا بادام کے مغز یعنی گری کی طرح ہے۔ جس طرح بادام سے مغز کو نکال لیا جائے تو چھلکا بیکار ہوتا ہے۔

انسان کی اصلیت اور انسانیت کی حقیقت اور معنی یہی نفسِ کا ناطقہ اور روح قدسی ہے۔ انسان وانسانیت کا احترام وشرف صرف اس روح کی وجہ سے ہے۔ اگر بدن کا بھی کوئی احترام ہے تو صرف اس روح کی وجہ سے ہے۔ بدن اس روح کے لیے پنجرے کی مانند ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس روح کو عالم ملکوت سے اس دنیا میں بھیجا ہے۔ تا کہ اپنے آپ کو علم وعمل کے ذریعے مکمل کرے۔ یعنی معرفت وعبادت اور ایمان وعمل صالح بجالانے کے بعد اپنے اصلی وطن کی طرف دوبارہ لوٹ جائے۔

خواجہ حافظ نے کیا خوب کہا ہے۔

طائر گلشن قدسم چہ دھم شرح فراق　　　که دراین دا مگہ حادثہ چون افتادم

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود　　　آدم آورد دراین دیر خراب آبادم

ترجمہ: "میں ایک پاک گلشن کا باسی ہوں۔ تمھیں کیا بتاؤں کہ کس طرح اس دنیا کے جال میں پھنس گیا ہوں۔

میں تو فرشتہ تھا اور میرا ٹھکانہ جنت الفردوس تھا۔ یہ تو آدم نے مجھے اس خرابے میں لاکر آباد کیا ہے۔"

یہ روحِ انسان اگر خواہشات نفسانی کے جال سے آزاد رہی تو اس دنیا سے جاتے وقت اسے آواز آئے گی:۔

"یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃً مرضیۃ"

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ در حالانکہ راضی وخوشنود۔ اور اپنے اصلی وطن اعلاء علیین کی طرف واپس آجا۔ اور اگر خواہشاتِ نفسانی کے جال میں پھنس گئی تو یہ پرواز نہ کر سکے گی اور ہمیشہ کے لیے اسفل السافلین میں رہے گا۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔

"ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: لیکن وہ ہمیشہ زمین میں رہے گا خواہشات کی پیروی کرنے کی وجہ سے۔

یہ دو روحیں جو انسان میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی روحِ انسانی اور روح حیوانی کا آپس میں جھگڑا رہتا ہے۔ روحِ انسانی بلندی اور کمال کی طرف لے جانا چاہتی ہے اور روحِ حیوانی زوال اور پستی کی طرف لے جانا چاہتی ہے۔ مثنوی میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک دن مجنون ناقہ پر سوار ہوا اور لیلیٰ کے گھر کی طرف جانے لگا۔ ناقہ کا بچہ گھر پر تھا۔ مجنوں جب ناقہ کی مہار کو ڈھیلا کرتا تو ناقہ اپنے بچے کی محبت میں گھر واپس آ جاتی۔ مجنوں اسے پھر لیلیٰ کے گھر کی طرف لے چلتا۔ ایک وقت ایسا ہوا کہ مجنوں پر لیلیٰ کا عشق اتنا طاری ہوا کہ بے حال ہو گیا اور ناقہ کی مہار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ ناقہ نے مجنوں کو لے کر واپس گھر کی طرف آنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد مجنوں متوجہ ہوا اور مہار پکڑ کر ناقہ کو واپس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن ناقہ واپس نہ ہوئی۔ جب مجنوں نے دیکھا کہ ناقہ مجھے اپنے محبوب سے دور کر دے گی تو چھلانگ لگا کر نیچے اتر آیا۔ نیچے اترتے وقت اتفاق سے پاؤں پتھر پر لگا اور ٹوٹ گیا۔ لیکن اس نے پاؤں کے ٹوٹنے کی پرواہ نہ کی پاؤں باندھ کر لیلیٰ کے گھر کی طرف چل پڑا۔

روحِ انسانی بھی ایک مسافر ہے۔ جو اس دنیا سے آسمانوں کی طرف جو اس کا اصلی وطن ہے جانا چاہتی ہے۔ اس کی سواری نفسِ حیوانی ہے۔ اگر تھوڑی سی بھی غفلت ہوئی اور اپنی سواری یعنی نفسِ حیوانی کی مہار کو ڈھیلا کیا تو منزلِ مقصود سے دور کر دے گی۔

"اما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هى المأوىٰ"

ترجمہ: جو بھی اپنے رب کے مقام سے ڈرا اور نفس کو خواہشاتِ نفسانی سے بچا کر رکھا تو اس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔ یعنی جس نے نفسِ حیوانی اپنی سواری کو خواہشاتِ نفسانی سے محفوظ رکھا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

انبیاء اور اولیاء اپنے قول اور فعل کے ذریعے سے لوگوں کی ہدایت کرتے رہے

https://www.shiabookspdf.com/

اور انہیں اس دنیا کے زندان سے نجات حاصل کرنے کے لیے طریقے بناتے رہے پس جو نجات چاہتا ہے اسے چاہیے کہ ان کی پیروی کرے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں۔ ایک تاجر تجارت کی غرض سے ہندوستان جانا چاہتا تھا۔ اپنی اولاد، کنیزوں اور تمام غلاموں سے پوچھا کہ تمہارے لیے کیا تحفہ لیکر آؤں۔ ہر ایک نے کوئی نہ کوئی چیز کہی۔ اس کے پاس ایک طوطا بھی تھا۔ اس کے پاس آیا اور اس سے پوچھا۔ تو کیا چاہتا ہے۔؟ اس نے کہا جب تو ہندوستان جائے اور وہاں تجھے طوطے نظر آئیں۔ تو انہیں میرا پیغام دینا کہ کہ کوئی انصاف ہے کہ تم آزاد ہواؤں میں گھومتے پھرتے ہو اور میں پنجرے میں بند ہوں۔ تاجر نے کہا ٹھیک ہے۔ تاجر ہندوستان گیا۔ واپس لوٹنے لگا تو اسے طوطے کی بات یاد آ گئی۔ ایک صحرا میں گیا وہاں چند طوطوں کو دیکھا۔ اس نے اپنے طوطے کا سلام اور پیغام ان تک پہنچایا۔ جب ان طوطوں نے پیغام سنا تو ایک طوطا پیغام سنتے ہی مر گیا۔ تاجر اپنی اس بات پر بڑا پشیمان ہوا۔ جب وطن واپس آیا تو اپنے طوطے کے پاس آ کر ساری صورت حال بیان کی۔ یہ طوطے تمام واقعہ سنتے ہی گرا اور مر گیا۔ تاجر یہ دیکھ کر اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا۔ اور برا بھلا کہنے لگا۔ کہ اس کی وجہ سے دو پرندے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ تھوڑا رویا اور افسوس کرنے کے بعد پنجرے کا دروازہ کھول کر طوطے کو باہر پھینک دیا۔ اچانک اس نے کیا دیکھا کہ طوطے نے اڑنا شروع کر دیا اور اڑ کر درخت کی شاخ پر جا بیٹھا۔ تاجر نے اس طوطے سے کہا اے طوطے تو نے میرے ساتھ یہ کیا دھوکہ کیا ہے؟ اس طوطے نے تجھے کون سا سبق دیا تھا کہ تو نے اسے یاد کر لیا اور پنجرے سے نجات حاصل کر لی؟ طوطے نے کہا اس طوطے نے مجھے عملی طور پر کر کے دکھایا کہ کس طرح پنجرے سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

اسی طرح انبیاء اور اولیاء جو کچھ ہماری نجات کے لیے قول یا فعل چھوڑ گئے ہیں۔ ان پر عمل کر کے انسان اس دنیا کے پنجرے سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ خدا کے سوا ہر چیز سے آنکھ بند کر لے یعنی صرف اور صرف خدا کی ذات تک پہنچنا ہی

https://www.shiabookspdf.com/

اس کا ہدف اور مقصد اصلی ہونا چاہیے۔ بعض کے نزدیک خدا اور بندے کے درمیان دو منزلوں کا راستہ ہے۔ پہلی منزل دنیا سے جانا ہے۔ بعض کے نزدیک صرف ایک منزل ہے اور وہ اپنی نفس سے گزر جانا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:۔

ازخودی بگذر کہ تایابی خدا　　فانی حق سو کہ تایابی بقاء

ترجمہ: اگر خدا کو پانا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو فراموش کر دے اگر حیات ابدی چاہتا ہے تو خدا کا ہو جا۔

جب انسان اپنے آپ کو خاطر میں نہیں لاتا تو پھر دنیا کی خواہش نہیں کرتا۔ اویس قرنی بھی اس منزل تک پہنچے ہوئے تھے۔ اس قدر خدا کے نزدیک تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انی انسم رائحۃ الرحمٰن من قبل الیمن"

ترجمہ: یمن کی طرف سے مجھے رحمٰن کی خوشبو آرہی ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:۔

قرب نہ بالا نہ پستی رفتن است　　قرب حق از جس ہستی رستن است

ترجمہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھے صبا یعنی یمن سے خدا کی خوشبو آرہی ہے۔

کیونکہ اویسؓ خودی سے باہر نکل آیا ہے۔ اس لیے وہ زمین وآسمان بن گیا ہے۔ قربت اوپر یا نیچے جانے سے حاصل نہیں ہوتی۔ خدا کا قرب اپنے نفس کے قالب سے باہر آنے سے حاصل ہوتا ہے۔

حسین علیہ السلام نے بھی اپنی خودی کو اتنا بلند کیا تھا کہ خدا کے نزدیک عزیز ترین فرد بن گئے تھے۔ حقیقت میں فنافی اللہ ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کا خون خدا کا خون ہو گیا۔ اور ان کا حرم خدا کا حرم ہو گیا۔ اور ان کی زیارت خدا کی زیارت ہو گئی۔ ان کی محبت خدا کی محبت ہو گی۔

https://www.shiabookspdf.com/

تظلم الزہراء میں لکھتے ہیں کہ حسین علیہ السلام تین گھنٹے خاک پر پڑے رہے۔ تمام بدن خون آلود تھا۔ اور نگاہیں آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کر رہے تھے۔ اے پروردگار۔ میں اس پر صبر کروں گا۔ جو کچھ تو نے میرے لیے چاہا تھا۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اے بے سہارا کی مدد کرنے والے۔

ابو مخنف اور شیخ طریحی نے لکھا ہے۔ کہ اس وقت چالیس آدمی حضرت کی طرف آئے اور آپ کا سر جدا کرنا چاہتے تھے۔ حضرت ہر ایک کی طرف تھوڑی تند نگاہ کر کے دیکھتے تو وہ ملعون تلوار پھینک کر بھاگ کھڑا ہوتا۔ سنان بن انس آیا، لیکن جرأت نہ ہوئی کہ آگے آسکے۔ آخر کار شمر ملعون آگے بڑھا منتخب التواریخ میں ہے۔

"وقد کان غشی علیه فبر ک علی صدره"

ترجمہ: حضرت اس وقت غشی کے عالم میں تھے۔ شمر ملعون جا کر حضرت کے سینہء مبارک کے اوپر بیٹھ گیا۔

روضۃ الشہداء کی روایت کے مطابق، حضرت نے فرمایا، اے شمر تجھے معلوم ہے آج کونسا دن ہے؟۔ اس نے کہا ہاں آج جمعہ کا دن ہے۔ اور عاشورہ ہے۔ پھر فرمایا۔ اب وقت کیا ہے؟ اس نے کہا یہ خطبہ پڑھنے اور مسلمانوں کے نماز پڑھنے کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ملعون۔ اس وقت خطیب لوگ میرے نانا کے نام کا خطبہ پڑھ رہے ہوں گے۔ اور تو مجھے قتل کر رہا ہے۔ اے شمر۔ میرے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا چہرہ میرے سینے پر رکھتے تھے اور تو میرے سینے کے اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ اے شمر میرے نانا میرے گلے کو چومتے تھے اور تو اس پر تلوار چلا رہا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت نے فرمایا:

"اذا کان لا بدمن قتلی فاسقنی شربة من الماء"

ترجمہ: اگر تو لازمی طور پر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دے۔

زیارت ناحیہ کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی وقت بیبیاں خیموں سے باہر آگئی تھیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

"بالعویل داعیات وبعد العزمذاللات والی مصرعک مبادرات والشمر جالس علیٰ صدرک مولع سیفه علی نحرک"

ترجمہ: مخدرات عزت کے بعد ذلت سے فریاد بلند کرتی ہوئیں قتل گاہ کی طرف دوڑیں اوراس وقت شمر حضرت کے سینے پر بیٹھا ہوا تھا۔اور تلوار کے ساتھ ذبح کر رہا تھا۔

بحر المصائب اور وسیلۃ النجاۃ میں لکھتے ہیں، حضرت نے فرمایا:

"یا اختاه ارجعی الی الخیام ولا تشمتی بی الاعداء وعلیک بالصبر وتسلیة الایتام"

ترجمہ: اے میری بہن خیموں کی طرف واپس چلی جاؤ، صبر کرو اور یتیموں کو تسلی دو۔

زینبؑ خیموں کی طرف واپس چلی گئیں۔ معلوم نہیں خیموں تک پہنچی تھیں یا نہیں، اتنے میں جبرائیل کی آواز بلند ہوئی: "الاقتل الحسین بکربلا" آگاہ ہو جاؤ حسینؑ کربلا میں قتل کر دیے گئے ہیں۔ گویا زینبؑ نے دیکھا کہ سر مطہر نیزے پر بلند تھا۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۰

خداتعالیٰ سورۃ فجر آیت ۲۔۱ میں فرماتا ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والفجر ولیال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر ھل فی ذالک قسم لذی حجر"

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ خدا جب کسی چیز کی قسم کھاتا ہے تو اس چیز کی شرافت اور فضیلت کے اظہار کی خاطر کھاتا ہے۔ جیسے کہ لوگ بھی ہمیشہ اس چیز کی قسم کھاتے ہیں جو ان کے نزدیک عزیز اور پیاری ہوتی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم یا اپنے بیٹے کی جان کی قسم، یا تیری جان کی قسم یا قرآن کی قسم یا مثلاً حضرت عباسؑ کی قسم۔

اور خداتعالیٰ بھی کبھی خود اپنی ذاتِ اقدس کی قسم کھاتا ہے اور کبھی اپنی ان مخلوقات اور مصنوعات کی قسم کھاتا ہے جن میں اپنی قدرت اور عظمت کے آثار ظاہر کیے ہیں۔ جیسے خدا سورۃ شمس میں فرماتا ہے:

"والشمس وضحیھا والقمر اذا تلیھا والنھار اذا جلّٰھا"

سورج کی قسم، چاند اور دن کی قسم کھائی جارہی ہے۔ اس آیت میں جو حرف واو ہے تمام مقامات پر قسم کے لیے آیا ہے۔ قسم کے تین حرف ہیں۔ واو، با اور تا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ واللہ، باللہ، تاللہ، خدا کے علاوہ اگر کسی چیز کی قسم کھائی جائے تو وہ مدعی کے دعوٰی کو ساقط اور ختم نہیں کرتی۔ اگر کوئی شخص ہزار مرتبہ قرآن یا انبیاء و اولیاء کی قسم کھائے تو مدعی حق رکھتا ہے کہ مدعا علیہ کو خدا کی قسم دے۔ غیر خدا کی قسم کچھ علماء کے نزدیک حرام اور کچھ کے نزدیک مکروہ ہے۔ شرعی اور جائز قسم فقط خداوند عالم کی جحت ہے۔ وہ بھی حاجت اور ضرورت کے وقت یا اتمامِ حجت کے لیے بغیر کسی وجہ کے قسم بے معنی ہوتی ہے۔ خدا فرماتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے: "ولا تجعلو اللّٰہ عرضۃً لایمانکم" یعنی اللہ کو اپنی قسموں میں لے کر مت آؤ۔ زیادہ قسم کھانے سے فقر پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر جھوٹی ہو تو عمر میں کمی کا سبب بھی بنتی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ "والفجر" فجر کی قسم۔ یعنی صبح کی سفیدی کی قسم۔ کیونکہ اس وقت خدا اپنی قدرت کے جوہر دکھلاتا ہے۔ تاریک رات کو ختم کر کے روشن صبح نمودار کرتا ہے۔ یہ وقت خدا کے نزدیک احترام رکھتا ہے۔ اس لیے اس کی قسم کھا رہا ہے۔

فجر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فجر صادق اور دوسری فجر کاذب۔ فجر کاذب اس فجر کو کہتے ہیں جب فجر صادق سے پہلے ایک سفیدی آسمان پر نمودار ہوتی ہے۔ اور تھوڑی دیر آسمان کو روشن کرنے کے بعد غائب ہو جاتی ہے۔ اس فجر کو فجر کاذب کہتے ہیں۔ یعنی چھوٹی صبح۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک سفیدی آسمان پر نمودار ہوتی ہے جو بڑھتی جاتی ہے اور ختم نہیں ہوتی اس کو صبح صادق کہتے ہیں۔ صبح کاذب کا وقت بھی فضیلت کا وقت ہے کیونکہ یہ وقت رات کا آخری وقت ہے۔ اور یہ سحر کا وقت ہے، جس میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ بلکہ حدیث میں وارد ہوا ہے:

"خیر وقت دعوتم اللّٰہ فی السحار"

ترجمہ: بہترین وقت جس میں تم خدا کو پکارتے ہو وہ سحری کا وقت ہے

حافظ نے کیا خوب کہا ہے:

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بہ حافظ   از یمن دعای شب و ورد سحری بود

ترجمہ: حافظ کو خدا نے سعادت اور نیکی کا جو خزانہ بھی عطا کیا ہے وہ دعای شب اور سحری کے وقت ورد کی وجہ سے ہے۔

یہ وقت مناجات اور استغفار کا وقت ہے۔ قرآن میں کئی مقامات پر ان اوقات میں دعا کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔ خدا سورۃ ذاریات آیت ۱۸ میں سورۃ آل عمران آیت ۱۷ میں فرماتا ہے:

"وبالاسحارھم یستغفرون"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: وہ سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں

"والمستغفرین بالاسحار"

ترجمہ: جو سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں

یہ سحری کا وقت نماز تہجد کا وقت ہے جو آدھی رات سے شروع ہو کر طلوع فجر صادق تک ہے اور فجر صادق کے قریب زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ مثنوی کا شعر ہے:

صبح کاذب از صادق واشناس رنگِ می را باز دان از رنگ کاس

ترجمہ: صبح کاذب کو صبح صادق کے ذریعے پہچانو، اور شراب کے رنگ کو بڑے ڈھول کے رنگ سے جانو۔

پس "والفجر" سے مراد صبح کاذب بھی ہو سکتا ہے اور صبح صادق بھی۔ اور صبح صادق نماز صبح کی فضیلت کا وقت ہے۔ اگر کوئی اس وقت نماز پڑھے تو اس عمل کو دو جگہ لکھا جاتا ہے۔ ایک تو رات کے فرشتے لکھتے اور دوسرا دن کے فرشتے آ کر لکھتے ہیں۔ کیونکہ رات کا آخری عمل نماز ہے اور دن کا پہلا عمل بھی صبح کی نماز ہے۔ اس لیے خدا سورۃ اسراء میں ارشاد فرماتا ہے:

"ان قرآن الفجر کان مشھودا"

ترجمہ: یعنی بے شک صبح کی نماز دن اور رات کے فرشتوں کے لیے مشہود لہ ہے یعنی دونوں فرشتے اس نماز کو دیکھتے ہیں۔

فجر اور طلوع شمس کے درمیان والا وقت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ اس وقت میں وسعت روزی کے لیے دعا کرنا۔ صحراؤں اور سمندروں میں تجارت کرنے سے بہتر ہے۔ کتاب عدۃ الداعی میں روایت ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:

"علیکم بالدعا من اسحر الیٰ طلوع الشمس فانھا ساعۃ تفتح فیھا ابواب السماء وتقضی فیھا الحوائج العظام"

ترجمہ: تم پر واجب اور ضروری ہے کہ سحری کے وقت سے لے کر طلوع شمس تک دعا کیا

https://www.shiabookspdf.com/

کرو۔ کیونکہ اس وقت میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور بڑی سے بڑی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

اور اس وقت رزق تقسیم ہوتا ہے۔ اور خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ یہ بہشت کے اوقات میں سے وقت ہے۔ اس وقت ہر بیمار شخص سکون وراحت حاصل کرتا ہے اور اسے نیند آجاتی ہے۔ اور اس وقت سونا کراہت رکھتا ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے:

بعض روایات میں اس وقت میں سونے پر لعنت کی گئی ہے۔ خصال صدوق اور اثنا عشریہ میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا:

"ما عجت الارض الی ربھا عزوجل کعجیجھا من ثلاثہ، من دم حرام یسفک علیھا او اغتسال من زنا، او النّوم علیھا قبل طلوع الشمس"

ترجمہ: زمین نے جتنی تین چیزوں کے لیے فریاد کی ہے اتنی کسی کے لیے نہیں کی۔ ایک جب اس پر ناحق خون بہایا جائے۔ دوسرا اس وقت جب کوئی زنا کر کے غسل کرتا ہے اور تیسرا اس وقت جب کوئی طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان سوتا ہے۔

منہج میں لکھتے ہیں کہ فجر سے مراد محرم الحرام کا پہلا دن ہے یہ ذالحجہ کا پہلا دن ہے۔ یا جمعہ ہے کے دن کی صبح ہے۔ یا عرفہ کا دن ہے۔ کتاب تبیان میں کہتے ہیں۔ کہ فجر سے خدا نے اشارہ کیا اس پانی کی طرف جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بارہ ہزار لشکر کے ساتھ طائف کے سفر میں تھے۔ لشکر کو پیاس لگ گئی اور انہوں نے پانی طلب کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنی انگلی ڈالی۔ خدا نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعے انگلی سے چار چشمے جاری کر دیے۔ جس سے تمام اصحاب نے پانی پیا اور مشکیزے بھر لیے۔ یا فجر سے مراد حضرت موسیٰؑ کے عصا کے ذریعے سے پتھر سے پانی جاری ہونا جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ سورۃ بقرہ، "فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا" یا فجر سے مراد گناہ

https://www.shiabookspdf.com/

گاروں کی آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا ہے۔

بعض مفسرین کے قول کے مطابق فجر سے مراد حسین علیہ السلام ہیں۔ تفسیر صافی میں روایت ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا: سورۃ فجر کو واجب اور نافلہ نمازوں میں پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ سورۃ الحسین ہے جو کوئی بھی اس کو پڑھے گا، قیامت کے دن حسین علیہ السلام کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ ایک قول میں فجر سے مراد امام زمان علیہ السلام ہیں۔ اور (لیال عشر) یعنی دس راتوں سے مراد یا محرم کی دس راتیں ہیں۔ یا رمضان المبارک کی درمیانی دس راتیں ہیں جن میں شب برات ہے۔ یا رمضان المبارک کی آخری دس راتیں ہیں۔ جن میں شب قدر ہے۔ لیکن علماء اور مفسرین کے درمیان جو زیادہ مشہور ہے وہ دس راتیں ہیں جن کے ذریعے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اپنا میقات مکمل کیا تھا۔ جس کے متعلق خدا سورۃ اعراف آیت ۱۴۲ میں فرماتا ہے:

"وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ واتممنا ھا بعشر"

ترجمہ: ہم نے موسیٰ کو تیس راتوں کا وعدہ دیا اور پھر اسے دس دیگر راتوں کے ذریعے مکمل کیا اور چالیس راتوں کے ساتھ خدا کا وعدہ مکمل ہوا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے میقات کو مکمل کرنے والی دس راتیں درحقیقت ذالحجہ کے پہلے ہفتے کی راتیں ہیں۔

منہج الصادقین میں لکھتے ہیں، انس بن مالک کہتے ہیں: خدا نے ذالحجہ کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے۔ کیونکہ خدا ان دس راتوں کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ ان دنوں میں ایک روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے۔ اور ان راتوں میں عبادت شب قدر کی عبادت کی طرح ہے۔ ایک روایت کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ فلاں جوان نے ان ایام میں روزہ رکھا ہے۔ حضرت نے اسے بلایا اور فرمایا۔ ان ایام کی فضیلت کے متعلق تو کیا جانتا ہے۔ اس نے عرض کی، مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ حج کے ایام ہیں اور حاجی لوگ حج کے اعمال اور عبادت میں مشغول ہیں۔ میں نے سوچا ان

https://www.shiabookspdf.com/

کے ساتھ عبادت میں شریک ہو جاؤں تا کہ قیامت کے دن ان جیسا اجر حاصل کروں۔
حضرت نے فرمایا: اے جوان تجھے مبارک ہو۔ ان ایام میں جو شخص بھی روزہ رکھتا ہے تو ایسے ہے کہ اس نے سو اونٹ خدا کے راستے میں قربانی کیے ہوں۔ اور سو غلاموں کو آزاد کیا ہو اور ایک سو گھوڑے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کو دیے ہوں اور جو ترویہ کے دن روزہ رکھے تو اس نے گویا دو ہزار غلاموں کو آزاد کیا ہے اور دو ہزار اونٹ خدا کی راہ میں قربانی کیے ہیں اور دو ہزار گھوڑے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کو دیے ہوں اور اس کے لیے دو سال کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

ان دس دنوں میں جو مریض کی تیمارداری کے لیے جائے تو یا ایسے ہے کہ اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیمارداری کی ہو اور ان دس دنوں میں جو تشیع جنازہ کے لیے جائے گویا وہ شہید کے جنازے میں شریک ہوا ہے۔ اور جو کوئی ان دس دنوں میں کسی مومن کو کھانا کھلائے اور دعوت کرے تو گویا اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی اور کھانا کھلایا ہے۔

اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق اول ذالحجہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اور اسی روز انہیں خلیل اللہ کا خطاب دیا گیا۔ اور اسی روز حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولیٰ ہو گیا اور جنت سے زمین پر آ گئے تو جبرائیلؑ آئے جنہوں نے پانچ تن پاکؑ کے اسمائے مبارکہ تعلیم فرمائے۔ جن کا واسطہ دے کر دعا کی۔ خدا نے توبہ قبول فرمالی جیسے کہ خدا سورۃ بقرہ آیت ۳۷ میں ارشاد فرماتا ہے:

"فتلقیٰ آدم من ربه کلمات فتاب علیه"

ترجمہ: آدم نے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات پائے جن کے سبب ان کی توبہ قبول ہو گئی۔

بحار الانوار اور عوالم کی روایت کے مطابق جبرائیلؑ نے حضرت آدمؑ سے کہا، اے

https://www.shiabookspdf.com/

آدم یہ کہو:

"یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی یافاطر بحق فاطمہ یا محسن بحق حسن یا قدیم الاحسان بحق الحسین"

منہج اور زاد المعاد میں لکھتے ہیں کہ ذالحجہ کی پہلی تاریخ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی شادی کی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ شادی چھ ذالحجہ کو ہوئی۔ اول ذالحجہ کو حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ تعمیر فرمایا اور اسی دن لوگوں کو حج کی طرف بلانے کے لیے ندا دی۔ جیسے کہ سورہ حج آیت ۲۸ میں فرماتا ہے۔ "واذن فی الناس بالحج" اور اسی طرح حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا حکم آیا۔ اور انہی دنوں میں حضرت اسماعیلؑ کا فدیہ جنت سے آیا۔ علامہ مجلسی زاد المعاد میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا۔ جو شخص بھی ذالحج کہ پہلی تاریخ کو روزہ رکھے گا تو خدا اس کے نامہ اعمال میں اسی مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھے گا۔

اس مہینے میں چند عمل ایسے ہیں جن کی بڑی فضیلت ہے۔ ان میں سے ایک روزہ ہے۔ دوسرا ذکر خدا ہے۔ جیسے کہ خدا سورۃ حج آیت ۲۸ میں فرماتا ہے "ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایام معلومات" خاص دنوں میں خدا کا ذکر کرو اور وہ ایام معلومات پہلے دس دن ہیں۔ اور ایام معدودات ان دس دنوں کے بعد ایام تشریق ہیں یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ کا دن خدا کا ذکر ہر وقت اچھا ہے خاص طور پر ان ایام میں۔ حضرت امیر المومنینؑ کی روایت کے مطابق وہ تحصیلات جو ماثور و منقو ہیں ان کا بڑا ثواب ہے اور وہ یہ ہیں۔ "لا الہ الا اللّٰہ عدد اللیالی والدھور" آخر تک۔ اس کے علاوہ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان دو رکعت نماز پڑھنا جس کی ہر ایک رکعت میں حمد اور سورہ کے بعد سورہ اعراف کی آیت ۱۴۲ "وواعدنا موسیٰ" کی تلاوت کرے تا کہ حاجیوں کے ساتھ ثواب میں شریک ہو جائے اگر چہ حج پر نہ گیا ہو۔

اس کے بعد خدا فرماتا ہے "والشفع والوتر" یعنی جفت اور طاق کی قسم منہج

https://www.shiabookspdf.com/

میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد تمام اشیاء ہیں جو جفت اور طاق سے خالی نہیں ہیں۔ جیسے کہ خدا سورۃ ذاریات آیت ۴۹ میں فرماتا ہے:

"ومن کل شئی خلقنا زوجین"

ترجمہ: اور ہم نے ہر شے سے جوڑا پیدا کیا

جیسے کہ مرد سے عورت، اور وتر سے مراد ایک ہے اور وہ خداوند عالم ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔ **"قل ھو اللہ احد"**،

"ان اللہ ھو الوتر ویحب الوتر"

ترجمہ: بے شک خدا وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

مصباح کفعمی میں شفع اور وتر کے معنی کے متعلق تیس قول علماء اور مفسرین کی طرف سے ذکر کیے گئے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں شفع سے مراد آدم اور حوا ہیں اور وتر سے مراد خداوند عالم ہے۔ تفسیر صافی کے مطابق شفع سے مراد نماز تہجد کی آٹھ رکعت کے بعد دو رکعت نافلہ ہے اور اس کے بعد ایک رکعت وتر ہے۔ علماء فرماتے ہیں تمام نوافل نمازوں میں سے افضل تہجد کی آٹھ رکعت نماز ہے اور ان آٹھ رکعت سے افضل دو رکعت شفع ہے۔ اور ان دو رکعت سے افضل ایک رکعت وتر ہے اور نجات العباد میں فرماتے ہیں ان تین رکعت سے افضل فجر کی دو رکعت ہیں۔ مصباح اور منہج میں نقل کرتے ہیں کہ شفع سے مراد علیؑ و فاطمہ ہیں اور وتر سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ایک مشہور حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اگر خدا علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو فاطمہؑ کے لیے کوئی کفو نہ ہوتا۔ نہ آدم اور نہ آدمؑ کے علاوہ۔

اس مقام پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

حق چو ندید ہمسرش در ہمہ کائنات از آن لازم واجب آمدش خلقت حیدر آورادد

ترجمہ: جب خدا نے کائنات میں فاطمہؑ کا کوئی ہمسر نہ دیکھا تو حیدرؑ کرار کی خلقت کو لازمی قرار دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اور وتر سے مراد پیغمبرؐ اسلام کا وجود پاک ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں وتر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی مثل اور نظیر نہ ہو۔ اور مخلوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی مثل نہیں ہے۔ اسماءالٰہی میں سے ایک اسم وتر ہے۔ کیونکہ خدا کا بھی اپنے واجب الوجود ہونے میں کوئی مثل نہیں ہے۔ **"لیس کمثلہ شیء"** اس کی مانند کوئی چیز نہیں

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تعالٰی اللہ یکی بی مثل و مانند کہ خوانندش خداوندان خداوند
بری از خویش و پیوند است وازکس صفاتش قل ھو اللہ احد بس

ترجمہ: خدا ہر عیب سے پاک ہے وہ بے مثل و بے نظیر ہے وہ ایسی ذات ہے جس کو خدا بھی خدا کہتے ہیں۔ وہ ہر رشتہ اور تعلق سے مُبرّا ہے اس کی صفات میں اتنا ہی کافی ہے کہ وہ **"قل ھو اللہ احد"** ہے۔

ایک تاویل کے مطابق خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وتر کہا ہے۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل ہیں آپ نے فرمایا:

"ما رایت مثلہ لا قبلہ ولا بعدہ"

ترجمہ: کہ میں نے آپ کی مانند نہ ان سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ ہی ان کے بعد۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند تو کوئی نہ تھا لیکن اہل بیتؑ میں سے چند نفر آپکی شبیہ تھے۔ یعنی کسی ایک یا دو چیزوں میں آپ کے ساتھ شباہت رکھتے تھے۔ جیسے کہ اہل سنت اور شیعہ کی روایات میں موجود ہے کہ فاطمہ علیھا السلام بات کرنے میں شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔ امام حسنؑ سر سے سینے تک آپ کے مشابہ تھے۔ اور امام حسین علیہ السلام سینے سے پاؤں تک شباہت رکھتے تھے۔

اور احادیث کے مطابق اہل بیتؑ میں سے دو نفر ایسے تھے جو سر سے پاؤں تک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت مہدیؑ

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں جو ہر لحاظ سے یعنی خلقاً وخلقاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شباہت رکھتے تھے۔
بعض روایات میں ملتا ہے کہ حضرت مہدیؑ چودہ چیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شباہت رکھتے تھے۔ نام، کنیت، لقب، منصب، خاتمیت، جامعیت، صفات، کمالات انبیاء واوصیاء، معراج، مأمور بالسیف ہونے میں، دلوں پر رعب پڑنے میں، سیر وسلوک، صورت شمائل اور اخلاق حسنہ میں۔

دوسرے علی اکبرؑ ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ جیسے کہ علامہ مجلسی بحار الانوار میں اور مقتل کی دوسری کتابوں میں روایت کرتے ہیں کہ علی اکبرؑ میدان جنگ کی طرف گئے تو امام حسینؑ نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور روتے ہوئے عرض کیا:

"اَللّٰھم اشھد علیٰ ھؤلاء القوم فقد برز الیھم غلام اشبہ الناس خلقاً و خُلقاً و منطقاً برسولک ولنا اذا اشتقنا بنبیک نظرنا الیٰ وجھہٖ"

ترجمہ: اے پروردگار گواہ رہنا اس قدم اشقیاء کی طرف وہ جوان جنگ کے لیے گیا ہے جو تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شکل وصورت اور اخلاق میں اور کلام کرنے میں مشابہت رکھتا ہے۔ جب ہم تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو اسے دیکھ لیتے تھے۔ سید الشہداء علیہ السلام کے ان کلمات سے علی اکبرؑ کے بلند مقام کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اور بقول معاویہ علی اکبرؑ خلافت وامامت کے لائق تھے۔ مقتل ناسخ میں لکھتے ہیں۔ علی اکبرؑ اٹھارہ سالہ نوجوان تھے۔ فصیح زبان، خوبصورت رخسار اور قابل دید چہرہ، اچھے اخلاق کے مالک، میانہ خلقت اور خوبصورتی کے لحاظ سے لوگوں میں شہرت رکھتے تھے۔ روئے زمین پر ان کے سوا کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شباہت نہ رکھتا تھا۔ علی اکبرؑ کا نام اور کنیت ان کے دادا امیر المومنین علیہ السلام کی تھی۔ یعنی نام علیؑ اور کنیت ابوالحسن مشہور تھی۔

ایک دن معاویہ نے اپنے دربار میں اہل مجلس سے پوچھا اس امر خلافت کا سب

https://www.shiabookspdf.com/

سے زیادہ حق دار کون ہے۔ لوگوں نے خوشامدی کی خاطر کہا کہ تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ معاویہ نے کہا نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس نے کہا؛

"اولی الناس بهذاالامر علی ابن الحسین جده رسول الله وفیه شجاعة بنی هاشم و سخاه بنی امیه وهو ثقیف"

ترجمہ: یعنی سب سے زیادہ حقدار خلافت لوگوں میں سے علی ابن الحسینؑ ہے جن کے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جس میں شجاعت بنی ہاشم کی اور سخاوت بنی امیہ کی پائی جاتی ہے اور خوبصورتی بنی ثقیف کی ہے۔ وفائی شوشتری اپنے ایک قصیدہ کے شعر میں کہتا ہے

می سزد آنکہ داوگرد فتر و مصحف دیگر ... در صفت جلال جاہ علی اکبر آورد

ترجمہ: سزاوار تو یہ ہے کہ اگر کوئی اور کتاب آسمان سے نازل ہوتی تو اس میں علی اکبرؑ کے جلال اور صفات کو ذکر کیا جاتا۔

ریاض الاحزان کی جلد دوم میں فاضل قزوینی لکھتے ہیں۔ اسی طرح کی عبارت ناسخ اور روضۃ الاحباب میں بھی ہے۔ کہ حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے علی اکبرؑ کو جنگ کا اسلحہ پہنایا۔ اور فولادی زرہ اسے دی اور اپنے والد علی مرتضیٰؑ کا کمر بند اس کی کمر میں باندھا۔ اور عقاب نام کا گھوڑا دیا۔ علی اکبرؑ اس پر بیٹھے ایسا لگ رہے تھے جیسے عقب گھوڑے کی پشت سے سورج طلوع کر رہا ہے۔ ہاتھوں میں لگام اور پاؤں میں رکاب ایک بہادر و شجاع شیر کی طرح جاتے ہوئے ایسے لگ رہے تھے جیسے علی ابن ابی طالبؑ ہوں۔ نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی شب سر مبارک پر تاج پہنے براق پر سوار لگ رہے تھے۔:

شعشعۂ جمال او مظہر نور احمدی ... طنطنۂ جلال او یاد ز حیدر آورد

الحذر الحذر بگردون رسد از نہیب او ... بانگ امان والامان گوش جہان آورد

العجل العجل ز تیغش بقتال دشمنان ... قابض را در آن مرحلہ مضطر آورد

در صف کارزار باشوکت [illegible] ... [illegible] ظاہر و عیان صولت حیدر آورد

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: چہرے کا جمال ایسے تھا جیسے نور احمدی کا مظہر ہو، جلال علی اکبرؑ کی گرج نے حیدرؑ کی یاد تازہ کر دی۔

اس کے ساتھ جنگ کرنے سے بچو وگرنہ پھنس جاؤ گے ہر طرف سے اہل دنیا نے الامان، الامان کی آواز بلند ہوتی ہوئی سنی۔

دشمنوں کے ساتھ جنگ ایسے کر رہے تھے کہ ہر طرح سے العجل العجل کی آوازیں آ رہی تھیں اور اس وقت عزرائیلؑ بھی حیران و پریشان تھے۔

میدان جنگ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و شوکت اور ہیبت نظر آ رہی تھی اور ہر ایک کے لیے شجاعت حیدریؑ کو نمایاں کر دیا۔

بحار الانوار اور عوالم میں ہے کہ پیاس کی حالت میں علی اکبرؑ نے ایک سو بیس اشقیاء کو واصل جہنم کیا۔ اور یہ خارق العادۃ ہے اور معجزہ و کرامت کی مثل ہے۔ کہ ایک اٹھارہ سالہ نوجوان جس نے اس سے پہلے کبھی جنگ نہ کی ہو بھوکا اور پیاسا بھی ہو اور اس گرم ترین موسم میں ایک سو بیس افراد کو جہنم واصل کرے۔ یہ درحقیقت شجاعت پیغمبر کا نمونہ ہی ہے۔

اس کے بعد علی اکبرؑ اپنے والد بزرگوار کے پاس واپس لوٹے بدن پر جگہ جگہ زخم تھے اور زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ عرض کیا:

"یا ابة العطش قد قتلنی و ثقل الحدید اجهدنی فهل الی شربة من الماء سبیل اتقوی بها علی الاعداء"

ترجمہ: اے بابا پیاس نے مجھے مار دیا ہے۔ اور ان لوہے کے بھاری ہتھیاروں نے مجھے کمزور کر دیا۔ کیا ایک گھونٹ پانی مل سکتا ہے تاکہ اچھی طرح دشمنوں کا مقابلہ کر سکوں۔

سامانی کہتا ہے:

اکبر آمد العطش گویان زراہ   ازمیان زرمگہ تا پیش شاہ
کای پدر جان از عطش افسردہ ام   می ندانم زندہ ام یا مردہ ام

ترجمہ: علی اکبرؑ میدان جنگ میں شاہ کے سامنے پیاس پیاس کہتے ہوئے واپس آئے۔ اور کہا اے ابا جان! پیاس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے معلوم نہیں ہے، زندہ بچوں گا یا

https://www.shiabookspdf.com/

مر جاؤں گا۔

علی اکبرؑ نے اپنے بابا سے انگشتری لی اور منہ میں رکھ کر میدان جنگ کی طرف واپس چلے گئے۔ اور جنگ کرتے کرتے اسی آدمیوں کو اور قتل کیا۔ اس طرح کل دوسوافراد کو قتل کر کے دوبارہ میدان جنگ سے واپس آئے۔ بلکہ بحارالانوار و عوالم اور دیگر کتب مقتل کی روایت کے مطابق، اس قدر جنگ کی کہ دشمنوں کے لشکر میں ہر طرف سے آہ وفغاں اور چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔ اور لوگ الامان الامان کرنے لگے۔ شیخ مفید اپنی کتاب ارشاد میں اور محمد جریر طبری شافعی اپنی تاریخ طبری میں لکھتے ہیں۔ کہ مرۃ بن منقذ عبدی ملعون نے کہا۔ اگر اس کے باپ کو میں نے اس کے ماتم نہ بٹھایا تو تمام عرب کے گناہ میری گردن پر اسی اثناء میں علی اکبرؑ حملہ کرتے ہوئے اس ملعون کے پاس سے گزرے تو یہ ملعون سامنے آیا اور نیزہ سینے میں یا پہلو میں مارا جس سے علی اکبرؑ زین سے زمین پر آ گئے۔ اشقیاء نے گھیرے میں لے کر تلواروں کے ساتھ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

بحارالانوار اور عوالم میں لکھتے ہیں۔ "**فقطعوہ سیو فھم اربااربا**" دشمنوں نے تلواروں کے ساتھ علی اکبرؑ کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور جب بدن سے روح نکلنے لگی تو آواز آئی "**یا ابتاہ ھذا جدی رسول اللّٰہ قد سقانی بکاسہ الاوفی شربۃ لاظما بعدھا ابدا**" اے بابا یہ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہوں نے مجھے اپنے کاسہ سے وہ پانی پلایا ہے جس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ میں نے آپ کے لیے بھی پانی رکھا ہے۔ جلدی آ کر پی لیں۔ حسین علیہ السلام نے یہ سن کر ایک چیخ ماری اور فرمایا: خدا اس قوم کو قتل کرے جس نے تجھے قتل کیا ہے۔ "**الدنیا بعدک العفا**" تیرے بعد اس دنیا کی زندگانی پر خاک۔

چرا فتادہ ای نونہال نو ثمرم — ندیدہ کام ز ایام نوجوان پسرم
کہ ریختہ بہ زمین خون ارغوانی تو — مگر نسوخت دل او بہ نوجوانی تو
غم تو کرد بہ یک لحظہ ای جوان پیرم — ببین چگو نہ بہ بالین تو زمین گیرم
بہ روی من علی اکبر تو چشم خود وا کن — منم حسین پدر تو دلم تسلی کن
نخواہ پیش عدو این قدر شکست مرا — بہ تجلہ می روی آخر ببوس دست مرا

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: جو پھول تیرے بغیر اُگے وہ مٹی کی مانند ہے اور جو چاند تیرے بغیر اُبھرے وہ بادلوں میں پوشیدہ ہے۔

اے نونہال میرے جگر کے ٹکڑے کیوں زمین پر گرے ہو۔ تیری جوانی کو تو میں نے جی بھر کر دیکھا ہی نہیں ہے۔

تیرے قیمتی خون کو زمین پر گرایا ہے۔ تیرے قاتلوں کا دل تیری نو جوانی کو دیکھ کر جل نہ جائے۔

تیرے غم نے ایک لحظہ میں مجھے جوانی سے بوڑھا کر دیا ہے۔ دیکھو کس طرح تیرے سرہانے بے چارگی کے ساتھ بیٹھا ہوں۔

اے علی اکبرؑ میری طرف آنکھ کھول کر دیکھ۔ میں تیرا بابا حسینؑ ہوں میرے دل کو تسلی دو۔ دشمن کے سامنے مجھے اتنا شکست خوردہ مت کرو۔ اتنی جلدی جا رہے ہو جاتے جاتے میرے ہاتھ کا بوسہ تو دیتے جاؤ۔

بحار الانوار، عوالم اور ارشاد شیخ مفید میں لکھتے ہیں حمید بن مسلم نے کہا۔ کہ میں نے دیکھا خیموں میں ایک عورت چمکتے ہوئے سورج کی مانند نکلی جو فریاد کر رہی تھی اے میرے پیارے، اے میرے دل کے ٹکڑے، اے میری آنکھوں کے نور، آ کر لاشہ اکبرؑ پر خود کو گرا دیا۔ میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے جواب ملا یہ علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہے اس کے بعد حسینؑ آئے اور ہاتھ پکڑے اسے خیمے میں لے گئے۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینبؑ کو اس حالت میں خیموں سے باہر نکلتا دیکھنا نہ چاہتے تھے۔ پس کیا حالت ہوگی اس وقت اگر دیکھتے جب ننگے سر پالان اونٹوں پر زینبؑ سوار تھی۔ اور لوگ تماشا دیکھ رہے تھے۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۱

به جهان خرم از آنم که جهان خرم از اوست
عاشقم بر همه عالم که همه عالم از اوست

به غنیمت ای دوست دم عیسی صبح
تا دل مرده مگر زنده کند کاین دم از اوست

به حلاوت بخورم زهر که شاهد ساقیست
به ارادت ببرم درد که درمان از اوست

زخم خونینم اگر به نشود به باشد
خنک آن زخم که هر لحظه مرا مرهم از اوست

پادشاهی و گدائی بر ما یکسان است
که بر این در همه را پشت عبادت خم از اوست

ترجمہ: یہ خوبصورت دنیا میری ہے کیونکہ یہ جہان خوشنما پروردگار عالم کا ہے۔ میں تمام عالم کا عاشق ہوں کیونکہ یہ تمام عالم اس کا ہے۔

اس زندگی کو غنیمت شمار کرو جب تک موت نہیں آتی لیکن جب مر جاؤ گے تو یہ بھی وہی زندہ کرے گا کیوں کہ روح کا مالک وہی ہے۔

زہر کو شربت سمجھ کر پی جاؤں گا۔ کیونکہ پلانے والا خود دیکھ رہا ہے یہ تکلیف کو بڑے آرام سے برداشت کر لیتا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ہر درد کا درمان اسی کی طرف سے ہے۔

میرا خونی زخم اگر ٹھیک نہ ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہر زخم میرے لیے ٹھنڈک ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ہر وقت شفا اسی کی طرف سے ہے۔

بادشاہ اور گدا اگر ہمارے لیے ایک جیسے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ دروازہ ہے جہاں ہر ایک کی کمر جھکتی ہے۔

خدا تعالیٰ سورۃ لقمان آیت ۲۵ میں فرماتا ہے:

"ولئن سئلتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله"

ترجمہ: اگر تو ان سے سوال کرے کہ آسمانوں اور زمین کا مالک کون ہے تو وہ ضرور یہ کہیں

https://www.shiabookspdf.com/

گے کہ اللہ ہے۔

یہ اقرار ایک فطری چیز ہے۔ جو تمام موجودات حتیٰ کہ کافر بھی کرتے ہیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ کوئی مصنوع بھی صانع یعنی بنانے والے کے بغیر نہیں بن سکتا۔

وزیر کا عمارت بنانا

مجالس المتقین میں لکھتے ہیں ایک دھری بادشاہ تھا جس کا وزیر ایک عاقل اور سمجھدار شخص تھا۔ اس نے بادشاہ کو برہان اور دلیلوں کے ذریعے سے قائل کرنے کی کوشش کی کہ اس کائنات کو کوئی بنانے والا اور خالق ہے۔ لیکن بادشاہ ماننے کو تیار نہ تھا۔ اس عقلمند وزیر نے شہر سے باہر ایک باغ اور بہت سی عمارتیں تعمیر کروائیں۔ یہ سب تعمیرات جب مکمل ہوگئیں تو وزیر شکار کے بہانے بادشاہ کو اس طرف لے آیا۔ بادشاہ نے جب ان عالی شان عمارتوں اور باغ وغیرہ کو دیکھا تو تعجب کرنے لگا۔ اس نے وزیر سے پوچھا ان کو کس نے بنایا ہے اور کس وقت بنایا ہے۔؟ وزیر نے کہا ان کو کسی نہیں بنایا بلکہ یہ خود بخود بن گئی ہیں۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا یہ کیسی بات کر رہے ہو۔ کہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ کسی بنانے والے کے بغیر ہی یہ اتنی عالی شان عمارتیں بن گئیں ہوں۔ وزیر نے کہا بادشاہ سلامت جب یہ چھوٹی سے عمارت کسی بنانے والے کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی تو اتنی بڑی کائنات کس طرح کسی بنانے والے کے بغیر وجود میں آگئی۔ یہ سن کر بادشاہ نے وزیر کی بات کی تصدیق کی اور مسلمان ہوگیا۔

پس پتہ چلا کہ خالق اور اس کائنات کے بنانے والے کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے بہت سے شواہد اور دلیلیں ہیں۔

پہلی دلیل

ایک دلیل تو یہ ہے کہ ہر مصنوع کے لیے صانع کا وجود ضروری ہے کیونکہ کوئی عمارت بغیر معمار کے اور کوئی نقش بغیر نقاش کے وجود میں نہیں آسکتا۔

بود نقش دل ہر ہوشمندی   کہ ناچار است نقش از نقش بندی

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: ہر سمجھدار کے دل پر یہ لکھا ہوا ہے کہ ہر نقش کے لیے کوئی نقش نگار چاہیے۔

پس کس طرح یہ آسمان و زمین، سورج، چاند اور ستارے کسی خالق اور بنانے والے کے بغیر ہو سکتے ہیں۔

گر تو اورا می نی بینی در نظر   فہم کن او را بہ اظہار اثر

تن بہ جان جنبد نمی تو جان   لیک از جنبیدن تن جان بدان

وفی کل شیئ لہ آیۃ   تدل علی انہ واحد

ترجمہ: اگر تو اسے آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھتا تو کائنات کے وجود سے اس کے وجود کو سمجھ لے۔

روح کی وجہ سے بدن حرکت کرتا ہے روح تجھے نظر نہیں آتی۔ لیکن بدن کی حرکت سے روح کی معرفت حاصل کرو۔

خدا کے وجود پر ہر شیٔ علامت ہے۔ جو دلالت کرتی ہے کہ وہ واحدہ لاشریک ہے۔

ایک عقلمند شخص کی نظر میں ان سبز درختوں کے پتے معرفت کردگار کی ایک کتاب ہیں۔

پروردگار کے وجود پر دوسری دلیل:

تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور ان کے اوصیاء اتنی اہم عقل اور شعور کے ساتھ اور اتنے کمالات اور معجزات کے ہمراہ واجب الوجود یعنی ذاتِ پروردگار کے وجود کا اقرار کرتے گئے ہیں۔ حالانکہ اگر دو سچ بولنے والے شخص اگر کسی چیز کی گواہی دیں تو انسان یقین کر لیتا ہے۔ اور اگر مومنین و علماء اور نیک لوگوں کی ایک جماعت کسی چیز کے بارے میں گواہی دیں تو یہ یقین اور زیادہ پختہ ہو جاتا ہے۔ تو جس ہستی کے وجود کے بارے میں آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ جیسی عظیم شخصیات خبر دے کر گئے ہیں۔ اس کے بارے میں کس طرح یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ جس کسی نے بھی اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی اور اس بات کا انکار کیا وہ مختلف قسم کی بلاؤں اور

https://www.shiabookspdf.com/

مصیبتوں میں مبتلا ہوا۔

تیسری دلیل:

تمام پیغمبروں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ہم خدا کے بندے ہیں اور وہ ہمارا خالق و مالک اور لائق عبادت معبود ہے باوجود اس کے کہ یہ حضرات اتنے عظیم کمالات اور معجزات کے حامل تھے اور اپنے آپ کو پروردگار کے سامنے عاجز اور کمزور تصور کرتے تھے۔

لوگوں کو خدا پرست بنانے کے لیے ہر طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کرتے رہے۔ اور خدا کے حضور حاضر ہوتے وقت اور دعا و مناجات کے وقت خوف خدا سے گریہ کرتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت کے لیے اتنی دیر تک قیام کرتے تھے کہ پاؤں میں ورم آگئے تھے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی:

"طٰہٰ ماانزلنا علیک القرآن لتشقیٰ"

ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے قرآن اس لیے تجھ پر نہیں اتارا کہ تو اپنے آپ کو زحمت اور مشقت میں ڈالے۔ اور خدا نے اسی عبادت اور بندگی ہی کے سبب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند مقام اور درجہ عطا فرمایا ہے۔ اسی لیے جب بھی اپنے حبیب کو یاد کرتا ہے تو عبد کہہ کر یاد کرتا ہے۔ اسی لیے سورۃ اسراء آیت ا میں فرماتا ہے "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ" پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کروائی۔ اور نماز کے تشہد میں بھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔ "اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ" اس سے پتہ چلتا ہے کہ مقام عبودیت مقام رسالت سے بلند تر ہے۔

امید خواجگیم بود بندگی تر کردم ہو ای سلطنتم بود خدمت تو گزیدم

ترجمہ: میں تو خواجہ بننا چاہتا تھا لیکن تیرا بندہ بن گیا۔ مجھے تو حکومت و سلطنت کی خواہش تھی لیکن تیرا خدمت گزار بن گیا۔

اسی طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک رات میں ہزار رکعت نماز نوافل ادا کرتے ہیں۔ بلکہ علامہ مجلسی بحارالانوار کی جلد ۹ میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ جب بھی

https://www.shiabookspdf.com/

کوئی مصیبت حضرت کی طرف رخ کرتی تو اسی وقت آپ ہزار رکعت نوافل پڑھتے۔ تین روزے رکھتے اور ساٹھ مسکینوں کو صدقہ دیتے تھے۔ روایت میں ملتا ہے کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام اس قدر عبادت کے لیے کھڑی ہوتیں کہ پاؤں میں ورم آ گئے۔ حضرت سید الشہداء اور سید الساجدینؑ ایک دن اور رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے جیسے کہ بحار الانوار اور وسائل الشیعہ میں نقل ہے۔

اسی طرح باقی آئمہ علیہم السلام بھی خدا کی عبادت بے حد کرتے تھے جس سے خدا کے وجود کی تصدیق ہوتی ہے۔

سامری نے گوسالہ بنایا اور اس نے بولنا شروع کر دیا۔ موسیٰؑ کی قوم اس کو سجدہ کرنے لگی اور کافر ہو گئے۔ اسی طرح بہت سے لوگ بت بناتے اور اس کی عبادت کرنے لگ جاتے کچھ لوگ سورج چاند اور ستاروں کو سجدہ کرتے، کچھ درخت کو سجدہ کرتے۔ حضرت عیسیٰؑ کو بعض نصاریٰ نے خدا کہنا شروع کر دیا حالانکہ وہ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ "انی عبد اللّٰہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیاً" میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے اور اسی طرح کچھ لوگوں نے حضرت امیر المومنینؑ کو خدا کہنا شروع کر دیا حالانکہ وہ خدا کی عبادت اور اس کے دربار میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس کے دربار میں گریہ وزاری کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت نے فرمایا ہے: "سیھلک فی اثنان محب غال ع مبغض قال" میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہیں ایک وہ محبت کرنے والا جو غالی ہے اور وہ دشمن جو مجھے میرے مرتبے سے گھٹاتا ہے۔

مدینۃ المعاجز اور فضائل ابن شاذان میں روایت ہے کہ جنگِ صفین کی طرف جاتے ہوئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام جب دریائے فرات کے پاس پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا اس دریا سے گزرنے کا راستہ کہاں سے ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمیں معلوم نہیں ہے۔ آپ نے ایک صحابی سے فرمایا۔ اس ٹیلہ کے پاس جا کر آواز دو۔ "یا جلندی

https://www.shiabookspdf.com/

بن کر کر ابن المخاض" اے کرکر کے بیٹے جلندی دریا سے گزرنے کا راستہ کہاں سے ہے۔ جب اس نے آواز دی تو ایک جماعت نے جواب دیا۔ وہ واپس آ گیا اور عرض کی کہ میں نے آواز دی اور جواب میں ایک جماعت نے جواب دیا ہے۔ جن میں سے ہر ایک کا نام جلندا تھا۔ حضرت نے قنبر سے فرمایا تم جاؤ اور آواز دو "یا جلندا بن کر کر ابن المخاض" قنبر نے جا کر آواز دی تو ایک شخص نے جواب دیا تم پر افسوس ہے جو شخص میرے اور میرے باپ کے نام کو جانتا ہے کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ دریا سے گزرنے کا راستہ کہاں سے ہے حالانکہ مجھے مرے ہوئے ہزار سال ہو چکے ہیں۔ خدا کی قسم وہ مجھ سے بہتر جانتا ہے تم لوگوں کا یقین کس قدر ناقص ہے۔ وہ جدھر جائے اس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ بعض روایات میں ملتا ہے کہ اسی مقام پر محمد بن نصیر نے کمزور عقیدے کی وجہ سے غلطی کرتے ہوئے یہ کہا تھا۔ "یا علی انت اللہ الواحد القهار"

ایک کھوپڑی کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ کلام کرنا۔

مدینۃ المعاجز اور مناقب ابن شاذان میں عمار ساباطی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام مدائن میں داخل ہوئے اور ایوان کسریٰ میں نزول اجلال فرمایا۔ دلف بن مجیر اہل ساباط کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ نماز ادا کرنے کے بعد حضرت نے ان کو ادھر اُدھر ایوان کسریٰ یعنی کسری بادشاہ کے محلات دکھانے شروع کر دیے اور مختلف مقامات پر جاتے ہوئے بتا رہے تھے کہ یہ جگہ اس کے فلاں استعمال میں آتی تھے اور یہ جگہ فلاں میں۔ اسی اثناء میں ایک کھوپڑی نظر آئی آپ نے ایک شخص سے فرمایا اسے اٹھا لو۔ اس نے اُٹھا لی۔ حضرت محل میں واپس آئے اور ایک طشت منگوایا اور تھوڑا سا پانی اس میں ڈالا لوگوں کو جب اس بات کا پتہ چلا تو اعجاز امامت دیکھنے کے لیے ارد گرد جمع ہو گئے۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا کہ کھوپڑی کو اس طشت میں رکھ دو۔ اس کے بعد آپ نے کھوپڑی کی طرف منہ کر کے فرمایا "اقسمت علیک یا جمجمۃ لتخبرنی من انا ومن انت؟" اے کھوپڑی میں تجھے قسم دیتا ہوں تو بتا کہ میں کون ہوں اور تو کون ہے؟ اس نے فصیح زبان میں عرض کیا۔ "انت امیر المومنین و

https://www.shiabookspdf.com/

سید الوصیین و امام المتقین "اور میں خدا کا بندہ اور کنیز خدا کا بیٹا! نوشیروان ہوں۔
آپ نے فرمایا" کیف حالک" آپ کا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ میں ایک رحم دل اور عادل بادشاہ تھا اور اپنی رعیت کے ساتھ مہربان تھا۔ کسی پر ظلم کرنے کو پسند نہ کرتا تھا۔ لیکن میں مجوسی مذہب رکھتا تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دور حکومت میں پیدا ہوئے۔ جس رات آپ پیدا ہوئے۔ میرے محل کے تین کنگرے گر گئے۔ میں آپ کی فضیلت اور شرافت کو سن چکا تھا۔ آپ پر ایمان لانا چاہتا تھا۔ لیکن امور سلطنت میں مصروفیت کی وجہ سے غفلت کر بیٹھا اور ایمان نہ لا سکا۔ اسی وجہ سے بہشت سے محروم ہوں۔
لیکن اپنی رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنے کی وجہ سے کفر کے باوجود خدا نے مجھے جہنم کی آگ سے بچالیا۔ میں جہنم میں ہوں لیکن جہنم کی آگ مجھ پر اثر نہیں کرتی۔ اور مجھ پر حرام ہے۔ بڑا افسوس ہے۔ اگر میں ایمان لایا ہوتا تو یا امیر المومنین علیہ السلام میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا۔ یہ گفتگو سن کر لوگ گریہ کرتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔ اور اپنے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو اس واقعہ سے آگاہ کرنے لگے۔ یہ واقعہ سن کر لوگ حضرت کے بارے میں تزلزل میں پڑ گئے۔ کچھ تو ایمان کے لحاظ سے خالص اور پکے تھے۔ انہوں نے کہا کہ امیر المومنینؑ خدا کے بندے ہیں اور خدا کے رسولؐ کے وصی ہیں۔ کسی نے کہا، علیؑ پیغمبر ہیں۔ بعض نے کہا علیؑ خدا ہے۔ اگر خدا نہ ہوتا تو مردے کو زندہ کیسے کرتا۔ اس بات کی اطلاع جب امیر المومنینؑ کو ملی کہ لوگ آپ کے بارے میں اس طرح کی باتیں کرتے ہیں تو آپ یہ سن کر بڑے پریشان ہوئے اور سب لوگوں کو بلایا اور فرمایا، اے قوم، شیطان تم پر غالب آچکا ہے۔ میں صرف خدا کا بندہ ہوں، خدا نے مجھ پر احسان کیا ہے امامؑ اور پیغمبر کا وصی قرار دیا ہے۔ کافر نہ بنو۔ میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کے بندے کا بیٹا ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے افضل ہیں وہ بھی خدا کے بندے ہیں۔ ہم تمہاری طرح انسان ہیں۔ حضرت کی یہ گفتگو سن کر کچھ لوگ کفر سے پھر گئے۔ لیکن بعض اپنے کافرانہ عقیدے پر باقی رہے۔ حضرت نے بڑی کوشش کی لیکن وہ اپنا عقیدہ چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے۔ آخر کار حضرت نے ان سب کو آگ میں جلا دیا۔ کچھ لوگ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور کہنے

https://www.shiabookspdf.com/

لگے علیؑ اگر خدا نہ ہوتا تو ہمیں آگ میں نہ جلاتا۔

پس آئمہؑ حضرات ان تمام معجزات اور کرامات کے باوجود خداوند عالم کی وحدانیت کا اقرار اور اعتراف کرتے تھے۔ اور جو بھی خارق العادہ کام کرتے تو اس کی نسبت خدا کی طرف دیتے تھے۔

خدا کے وجود پر چوتھی دلیل:

اس کائنات کے اندر جو اختلافات ہیں مثلاً ستاروں کا چھوٹا بڑا ہونا۔ ان کی روشنی اور نور کم ہونا۔ اسی طرح ان کے اثرات میں اختلاف جیسے کہ علم نجوم اور ہیئت میں بیان کرتے ہیں سب خدا کے وجود پر دلیل ہیں۔

معراج السعادۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ زمین سے سورج ایک سو ساٹھ گنا بڑا ہے۔ اور سورج کی حرکت اتنی تیز ہے وہ ایک لحظہ میں زمین سے ایک سو ساٹھ گنا زیادہ جگہ کو طے کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا زوال کا وقت ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا **"لا نعم"** یعنی نہ، ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ کیسا جواب دے رہے ہو؟ اس نے عرض کیا جب میں نے نہ کہا تو سورج نے پانچ سو سال کا فاصلہ طے کیا اور زوال ہو گیا۔

اسی طرح پہاڑوں اور پتھروں میں اختلاف اور زمین پر موجود پانیوں میں اختلافات۔ کچھ پتھر جواہرات ہیں، یاقوت، الماس، زمرد اور فیروزہ وغیرہ کی طرح اور کچھ پہاڑوں سے لوہا، پیتل اور سونا چاندی نکلتا ہے۔ اسی طرح کچھ پانی میٹھے ہیں اور کچھ شور۔ اسی طرح درختوں میں بھی اختلاف ہے۔ اُن کے پھلوں اور پتوں میں اختلاف ہے۔ خوشبو اور بدبو میں اختلاف ہے۔ درختوں کے اثرات اور فوائد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اسی طرح حیوانوں کے درمیان اختلاف ان کی شکل وصورت اور طبیعت میں ان کے چھوٹے اور بڑے ہونے میں، ان کے رنگ اور بال و پر میں ان کے پنجے اور چونچ میں۔ ان کے ادراک اور شعور میں۔ خاص طور پر مور، چمگادڑ اور طوطے کی خلقت میں کتنا اختلاف اور انوکھا پن موجود ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی طرح بنی نوع انسان میں جو اختلاف موجود ہے، سیرت وصورت میں اختلاف، کمزوری اور قوت میں، چھوٹے اور بڑے میں، سفید اور کالے میں، امیر اور غریب میں، عقل اور حماقت میں، لغت اور زبان میں اختلاف سب خدا کی آیات میں سے ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے:

"ومن آیاتہ خلق السمٰوت والارض واختلاف السنتکم والوانکم"

ترجمہ: پس جو لوگ ایک شکل میں نہیں ہیں اس میں خدا کی کتنی بڑی حکمت اور مصلحت ہے۔

تمام مخلوقات آپس میں صفات اور حالات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ تمام بنی نوع میں دو شخص بھی ایسے نہیں ہیں جن کے صفات اور حالات ایک جیسے ہیں۔ تمام لوگوں کی طبیعتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسی طرح بادلوں اور بارشوں میں اور دن ورات میں بھی اختلاف ظاہر اور روشن ہے۔ اور ان تمام چیزوں میں اختلاف خدا کے وجود پر دلیل ہے۔ کیوں کہ ہر عقلمند اور باشعور شخص کو یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ تمام اشیاء کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ جس نے ہر چیز کو ایک خاص حالت اور صورت میں پیدا کیا ہے۔ خدا سورۃ یونس میں فرماتا ہے۔

"ان فی اختلاف اللیل والنھار وما خلق اللّٰہ فی السموات والارض لآیات لقوم یتقون"

ترجمہ: دن اور رات کے اختلاف میں اور خدا نے جو آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے، متقی لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کی معرفت اور خالق کے بارے میں اعتقاد، زہد وتقویٰ و پرہیزگاری، ترک دنیا اور شیطان وخواہشات نفسانی کی مخالفت کرنے پر منحصر ہے۔ وگرنہ گناہ اور نفس امارہ کی تھوڑی سی اتباع کرنے سے انسان کی معرفت والی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ اور دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ تمام نشانیاں اور شواہد و دلیلیں اس کے سامنے

https://www.shiabookspdf.com/

بے معنی اور فضول نظر آتی ہیں۔ مولانا رومیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

حق پدیداست از میان دیگران ہمچو ماہ اندر میان اختران
دو سر انگشت بردو چشم نہ ہیچ بینی در جہان انصاف دہ
گر نہ بینی این جہان معدوم نیست عیب جز انگشت نفس شوم جست
تو زچشم انگشت را بردار ھین وان گہانی ہر چہ می خواہی بہ بین
روبہوا بگذار تابوی خدا برمشامت در رسد ای کد خدا
ازہوا ،رانی دماغت فاسدست مشک و عنبر پیش مغزت کاسدست

ترجمہ: ”حق ہر چیز کے درمیان اس طرح ظاہر ہے جس طرح چاند ستاروں کے درمیان روشن ہوتا ہے۔

انصاف تو کرو آنکھوں پر انگلیاں رکھے ہوئے ہو اور کہتے ہو کہ حق نظر نہیں آتا۔

اگر تو نہیں دیکھتا تو یہ جہان تو موجود ہے قصور صرف تیرے نفس کا ہے جو معرفت کی آنکھ پر انگلی رکھے سوئے ہوئے ہے۔ تو اپنی آنکھ سے انگلی اٹھا کر دیکھ تجھے ہر چیز نظر آئے گی۔

ہوا کی طرف منہ کرو تجھے خود بخود خدا کی خوشبو آئے گی اے خدا کی تلاش کرنے والے

تو ہوا سے بھی بھاگتا ہے تیرا دماغ فاسد ہے اور مشک و عنبر کی خوشبو تیرے مغز میں آتی ہی نہیں ہے۔“

پس نتیجتاً خدا پرستی ہوا پرستی کے ساتھ، دین داری، دنیاداری کے ساتھ اور نیک بدی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی نے دنیا اور ہوا و ہوس کو ترک کر دیا تو وہ خدا کی معرفت حاصل کر لے گا۔ اور معرفت کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی انسان خدا کی بندگی اور عبادت و اطاعت کرتا ہے۔ جس سے وہ نجات حاصل کر لیتا ہے۔ اور بلند درجات تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام اور بزرگانِ دین نے عبادت اور خدا کی بندگی سے بلند مقامات حاصل کیے۔ اور اسی کے سبب اس امکانی کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت و طاقت حاصل کی۔ اور ان کے اعضاء و جوارح میں خدا کی قدرتؑ کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور

https://www.shiabookspdf.com/

یہ آثار ان حضرات کی زندگی اور بعد از زندگی بھی ظاہر ہوئے۔ جیسے کہ سرکار امام حسین علیہ السلام کے بابرکت وجود سے یہ آثار ظاہر ہوئے۔ روایات کے مطابق آپ کے سر مبارک نے بہت سے مقامات پر کلام کیا۔ اور معجزے کا اظہار فرمایا۔ اور لوگوں کی راہنمائی فرمائی۔ ان مقامات میں سے ایک مقام شام ہے۔

حارث شامی کا واقعہ:

تحفۃ الحسینیہ میں فاضل بسطامی مفجع القلوب سے جو ابوعلی طبری کی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ اور بحر المصائب کی جلد چہارم اور ذخیرۃ المعاد میں بھی ہے۔ حارث شامی کہتا ہے۔ ایک رات میں ان لوگوں کے ساتھ تھا جو اہل بیتؑ کے قیدیوں کے ساتھ شام جا رہے تھے۔ اہل بیتؑ کے قیدیوں کو اس رات شام کے خرابہ میں لے گئے تھے۔ اور امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک اس درخت کے ساتھ لٹکا دیا جو اس خرابہ کے ساتھ تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا قیدی عورتوں میں سے ایک بچی باہر آئی۔ اور درخت کی طرف چلی گئی۔ میں دیکھتا رہا اور کچھ نہ کہا تا کہ دیکھوں یہ بچی کیا کہتی ہے۔ درخت کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور آواز دی: **"یا ابۃ و افرقتاہ بعد فراقک"** اے بابا جان ہائے جدائی

زدوری رخت ای سردلم بہ جان آمد عجب عجب کہ تورا یاد بہ یکسان آمد

ترجمہ: اے بابا کے سر تیری دوری کی وجہ سے میرا دل باہر آ گیا ہے اور کتنی عجیب بات ہے کہ تو ہر مقام پر ایک جیسا یاد آیا ہے۔

"یا ابۃ اسرونا وھتکوا حرمتنا واحرقوا خبائنا ونھبوا اموالنا واشھرنا وربطونا و قیدنا وان حبسونا فیما تراہ"

ترجمہ: اے بابا ہمیں قیدی بنا کر لائے ہیں ہماری عزت و حرمت کو ختم کر دیا ہے۔ ہمارے خیموں کو آگ لگا دی ہے۔ ہمارے اموال لوٹ لیے ہیں۔ ہمیں زنجیروں میں باندھا ہے اور اب اس خرابہ میں قید کر دیا ہے جس کو تو دیکھ رہا ہے۔

"فصا و غیشت علیھا" اس کے بعد بچی نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔

"فرأیت باللّٰہ العظیم قد تدلی ذالک الجزع علی الصبیۃ"

https://www.shiabookspdf.com/

والرأس یقبلها ویسلیها و یو اخیها و یقول اصبری یاقرۃ عینی فان لنا فیماوقع علینا شفاعۃ احمدنبین"

ترجمہ: رب عظیم کی قسم میں نے دیکھا کہ درخت کی وہ شاخ نیچے جھکی جس پر سر مبارک تھا۔اور بچی کے قریب ہوگئی اور سر نے قریب ہوگراس بچی کو چومنا شروع کر دیا اور تسلی دینے لگا اور فرمایا،اے میری آنکھوں کے نور ان مصائب پر صبر کرو کیونکہ ہم نے گناہ گاروں کی شفاعت کرنی ہے۔گویا یہ بچی تھی جس نے بابا کو خواب میں دیکھا تھا اور اٹھ کر یہ کہہ رہی تھی:

عمہ پدرم دیگر کجا رفت   آمد زسفر دیگر چرا رفت
من بی ادبی نکردہ بودم   وازدل خویش می نمودم

ترجمہ: پھوپھی جان میرے بابا جان کہاں گئے ہیں ابھی آئے تھے دوبارہ کیوں چلے گئے ہیں۔

میں نے اپنے دل کے راز بتا کر کہیں ان کی بے ادبی تو نہیں کر دی۔

قیدی بیبیوں نے جب بچی کی اس بات کو سنا تو وہ سمجھ گئیں کہ اس نے اپنے بابا کو خواب میں دیکھا ہے۔لہٰذا سب ماتم وگریہ میں مشغول ہوگئیں ان کے رونے کی آواز یزید کے کانوں تک پہنچی اس نے پوچھا کیا ہوا ہے یہ شور کیسا؟ کسی نے آکر بتایا کہ حسینؑ کی ایک چھوٹی بچی ہے جس نے اپنے بابا کو خواب میں دیکھا ہے۔اوراب بیدار ہو کر بابا کو یاد کر کے رو رہی ہے اور کہتی ہے میں نے اپنے بابا کے پاس جانا ہے۔شاعر کہتا ہے:

قال اطرحواراس الحسین بحجرھا   فصا اذا نظرت الیہ تسلی
فاتوا بہ فی الطشت یلمع نورہ   کا الشمس بل ھو فوقھا فی انجلی

ترجمہ: یزید نے کہا سرِ حسینؑ بچی کی گود میں لا کر ڈال دو شائد اسے دیکھ کر اسے تسلی مل جائے سر کو ایک طشت میں رکھ کر لائے جس سے سورج کی طرح نور چمک رہا تھا بلکہ وہ نورانیت میں سورج سے بھی زیادہ تھا۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۲

ای زوجود تو وجود ہمہ پرتوی از بود توبود ہمہ
صفحۂ خضر از تو آراستہ عرصہ غیر از تو پیرا ستہ
غیب ازل نور شھود از تو یافت لوح عدم نقش وجود از تو یافت
روشنی لعل بدخشان زتو پر تو خورشید درخشان زتو
نور دہ ظلمتیان عدم ربط دہ خیل حدوث و قدم

ترجمہ: خضر کی زندگی تیرے واسطہ سے بچی اور تیرے علاوہ ہر چیز تیرے سبب خوبصورت ہوئی۔

ازل سے غیب چیز نے تیری وجہ سے نور شہود حاصل کیا۔ لوح عدم نے تیرے وجود سے نقش حاصل کیا ہے۔

لعل وجواہر کی روشنی تجھ سے چمکی ہے خورشید کی صورت تیرے سبب سے چمکتی ہے۔

عدم کی ظلمتوں میں رہنے والے کو نور عطا کر۔ حدوث وقدوم کے گروہوں کو آپس میں ربط دو۔ خداتعالیٰ سورۃ آل عمران آیت ۷۹ میں فرماتا ہے:

"ماکان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب و الحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ"

ترجمہ: کسی آدمی کے لیے یہ سزاوار نہیں ہے کہ خدا نے اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا کیا ہو اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ یعنی یہ کہے کہ میری عبادت کرو اور خدا کی عبادت نہ کرو۔

اونٹ کا رسول خداؐ کی خدمت میں آنا۔

منہج الصادقین میں لکھتے ہیں۔ مدینہ میں ایک انصاری کے پاس اونٹ تھا جو

https://www.shiabookspdf.com/

بوڑھا ہو چکا تھا۔ اور کسی کام کے قابل نہ تھا۔ ایک دن انصاری نے اسے نحر کرنا چاہا۔ جب نحر کرنے کا آلہ لایا تو اونٹ بھاگ کر مسجد نبوی میں چلا گیا اور وہاں جا کر آواز دی **"السلام علیک یا رسول اللہ"** جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے اپنا سر زمین پر رکھا اور پھر اوپر اٹھایا۔ اور فصیح زبان میں عرض کرنے لگا۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فلاں شخص کی شکایت کرنے آیا ہوں۔ کافی عرصہ سے اس کی خدمت کر رہا ہوں۔ اور اب جب میں بوڑھا ہو چکا ہوں تو وہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری مرد کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اس اونٹ کو مجھے بیچ دو یا مجھے بخش دو۔ اس نے عرض کی میری جان اور روح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان، میرا مال آپ ہی کا ہے آپ اونٹ رکھ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ قبول کر لیا اور اسے آزاد کر دیا۔ وہ اونٹ پورے مدینہ میں پھرتا رہا اور کوئی اسے کھانے پینے سے منع نہیں کرتا تھا۔ بلکہ سب کہتے تھے۔ **"ھذا عتیق رسول اللہ"** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آزاد کردہ ہے۔ اور یہ اونٹ جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو سر نیچے کرتا اور سجدے میں گر جاتا۔ جب اصحاب نے دیکھا کہ اونٹ آپ کو سجدہ کرتا ہے تو انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بھی اجازت دیں کہ آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا: **"لا ینبغی السجود الا اللہ"** خدا کے بعد کسی کو سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ اگر مخلوق کو مخلوق کا سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

یہی وجہ تھی کہ انبیاء اور اولیاء کبھی غالب اور کبھی مغلوب کبھی سالم اور کبھی مریض ہوتے تھے۔ یہ سب اس لیے تھا تا کہ لوگ ان کے بارے میں غلو نہ کریں اور ان کو خدا نہ مانیں۔ اس کے باوجود جب بعض مواقع پر لوگوں نے ان سے کمالات اور معجزات دیکھے تو انہیں خدا کہنے لگے۔

حالانکہ یہ حضرات اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ ہم خدا کے بندے ہیں اور یہ

https://www.shiabookspdf.com/

کرامات و معجزات خدا کے اذن سے ہے اور ہم اپنے نفع اور ضرر پر قدرت نہیں رکھتے مگر خدا کی مدد سے اور اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ ہم بھی تمہاری طرح کے بشر ہیں۔ ہمیں تمہاری ہدایت پر مامور کیا گیا ہے۔ تا کہ لوگوں کو خدا کی طرف بلائیں۔ اور ہماری سچائی کی دلیل یہ ہے کہ ہم خدا سے جو بھی مانگتے ہیں ہمیں عطا کرتا ہے۔ اسی لیے ان سے کبھی کبھی معجزات ظاہر ہوتے تھے۔ تا کہ ان کے فرامین کی سچائی ظاہر ہو سکے۔ لوگ آگاہ ہو جائیں۔ راہ راست پر آئیں اور متقی و پرہیزگار ہو جائیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کھوپڑی کے ساتھ کلام کرنا

مدینۃ المعاجزہ جامع المعجزات اور مناقب بن شاذان میں ابورواحہ انصاری سے اور مغربی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ جب امیر المومنینؑ معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے جارہے تھے تو میں آپ کے ساتھ تھا۔ فرات کے قریب آپ نے زمین پر پڑی ایک کھوپڑی دیکھی۔ جو کافی پرانی اور بوسیدہ تھی۔ آپ نے اس کھوپڑی کو بلایا وہ لبیک کہتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئی آپ نے دوبارہ اسے حکم دیا کہ اپنی جگہ پر واپس چلی جائے۔ جب آپ جنگِ نہروان سے واپس اسی جگہ پر آئے تو آپ نے پھر اس کھوپڑی کو بلایا اور فرمایا:

"من انت فقیر ام غنی شقی ام سعید ملک ام رعیة"

ترجمہ: تو کون ہے، فقیر، یا امیر، بد بخت یا نیک بخت، بادشاہ یا رعایا۔

اس کھوپڑی نے فصیح زبان میں عرض کیا۔

"السلام علیک یا امیر المومنین انا پرویز بن ھر مز"

ترجمہ: اے امیر المومنینؑ آپ پر سلام میں پرویز بن ہرمز ہوں۔ میں ایک ظالم بادشاہ تھا۔ تمام بادشاہوں پر مشرق سے لے کر مغرب تک میری شہنشاہی تھی۔ پوری دنیا پر میرا قبضہ اور کنٹرول تھا۔ دنیا میں ہزار شہروں پر میں نے قبضہ کیا۔ اور ہزار بادشاہوں کو پکڑ کر قتل کیا۔ میں نے پچاس شہر بنوائے اور ہزار ترکی غلام خریدے۔ میرے پاس ایک ہزار غلام

https://www.shiabookspdf.com/

رومی، ایک ہزار حبشی اور ایک ہزار سفید فام تھے۔ پانچ سو باکرہ کنیزوں کے ساتھ میں نے ہمبستری کی۔ اور ستر بادشاہوں کی لڑکیوں سے شادی کی۔ اور زمین پر ہر بادشاہ مجھے خراج دیتا تھا۔ اور میرے سامنے اپنا تاج اتار کر رکھتا تھا اور میں ان کی رعایا پر ظلم کرتا تھا۔ ایک دن ملک الموت میرے پاس آ گیا اور کہا اے ظالم جابر تو نے حق کی مخالفت کی اور اس کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ یہ سن کر میرے اعضاء پر کپکپی طاری ہو گئی اور میرا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا۔ اور مجھے اس قید خانے میں لے گیا جہاں بہت سے لوگ میں نے قید کر رکھے تھے پھر میری روح قبض کر لی اور اہل زمین میرے ظلم سے آسودہ ہو گئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں آگ کے عذاب میں ہوں۔ میرا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔ اور جہنم کے فرشتوں میں سے ستر ہزار فرشتے میرے اوپر معین ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کی گرزیں ہیں ہر گرز اس قدر سخت ہے کہ اگر پہاڑوں پر لگے تو پہاڑ خاک بن جائیں۔ یہ گرزیں مجھے مارتے ہیں میں مر کر پھر زندہ ہو جاتا ہوں۔ اور ہمیشہ سے آگ کے اس عذاب میں ہوں۔ اور میرے جسم کے بالوں کی تعداد کے برابر خدا نے بچھو اور سانپ پیدا کیے ہیں جو مجھ پر مسلط ہیں اور مجھے ڈستے ہیں۔ یہ سب کچھ اس ظلم کا نتیجہ ہے جو میں خدا کے بندوں پر کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ کھوپڑی خاموش ہو گئی اور امیر المومنینؑ کے لشکر پر گریہ طاری ہو گیا۔ اپنے سروں پر ہاتھ بھی مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے یا امیر المومنینؑ ہم آپ کے حق میں نا آشنا تھے۔ ہماری غلطی کو معاف کر دیں۔ اس کے بعد حضرت نے حکم دیا اور اس کھوپڑی کو زمین میں دفن کر دیا۔

اسی سفر میں ایک مقام پر نہروان کا پانی رُک گیا اور پانی میں جو کچھ تھا مچھلیاں اور حیوان آبی پانی سے باہر آ گئے اور امیر المومنین علیہ السلام سے زبانِ فصیح کے ساتھ کلام کرنے لگے۔ سب نے آپ کی امامت کی گواہی دی اور آپ کو دعا دیتے ہوئے دوبارہ پانی میں چلے گئے۔

پس ہمارے انبیاؑء اور اولیاء ان تمام معجزات اور کرامات کے باوجود خداوند عالم کی وحدانیت کا اعتراف اور اقرار کرتے تھے۔ اور یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے خالقِ کائنات

https://www.shiabookspdf.com/

کے وجود پر۔

ایک اور اہم دلیل خدا کے وجود پر یہ ہے کہ انسان خود اپنے بارے میں غور وفکر کرے یعنی انسان جیسے اکمل اور اجمع وجود کی خلقت کی کیفیت میں اگر غور وفکر کیا جائے تو خود بخود خدا کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ انسان کا وجود ظاہری اور باطنی عجائبات کا ایک مجموعہ ہے۔ حواس ظاہر یہ حواس باطنیہ، ہڈیاں، رگیں، اور باقی تمام اعضاء میں خدا کی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ جب انسان ان تمام چیزوں کی طرف جو بدن انسانی میں موجود ہیں گہری نظر سے دیکھتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ کوئی ایسا بنانے والا صاحب حکمت ہے جس نے اپنی کمال قدرت اور حکمتِ خلق کے ذریعے اس صورت کو بنایا ہے۔ یہ آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے سورۃ فصلت آیت ۵۳:

"سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتٰی یتبین لهم انه الحق"

ترجمہ: ہم عنقریب ان کو آفاق میں اور ان کے اپنے اندر ایسی نشانیاں دکھائیں گے جس سے ان کے لیے واضح ہو جائے گا کہ وہ یعنی اللہ حق ہے۔

انسان کی خلقت میں خدا کے وجود پر ایک بہت بڑی دلیل ہے اسی لیے خدا نے آسمانوں، زمینوں اور عرش و کرسی اور دیگر مخلوقات و موجودات کے پیدا کرتے وقت خود ہی اپنے کام کو داد تحسین نہیں دی مگر جب انسان کو پیدا کیا تو فرمایا:

"فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین"

ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔

آدمی گنجینہ سرِ حق است   گرچہ در بحر ہوس مستغرق است
گنج کونین است ذات آدمی   ہست بی پایان صفات آدمی
گر وجود خویش بشناسد تمام   در شناسائی حق یا بد نظام

ترجمہ: انسان کے اندر رازِ خداوندی چھپا ہوا ہے۔ اگر چہ ہوا و ہوس کے سمندر کے اندر غرق ہونے کی وجہ سے اس راز کا اسے علم نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

آدمی کی ذات کونین کا خزانہ ہے اور اس کے صفات کی انتہا نہیں ہے۔
یہ انسان اگر اپنے وجود کو مکمل طور پر پہچان لے تو خدا کی معرفت کا راستہ اسے خود بخود مل جائے گا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

أتزعم انت جرم صغیر وفیک انطوی الْعٰلَمُ الاکبر

ترجمہ: اے انسان تو خیال کرتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر ایک بہت بڑی کائنات چھپی ہوئی ہے۔

خدا نے جو کچھ اس عالم کبیر یعنی دُنیا کے اندر پیدا کیا ہوا ہے اس کی مثل اس عالم صغیر یعنی وجود انسان کے اندر خلق فرمایا ہے۔ اس لیے حضرت کا فرمان ہے "من عرف نفسه فقد عرف ربه" یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے اللہ کو پہچان لیا۔
خدا نے عالم کبیر میں یعنی دنیا میں آسمانوں کے اندر ستارے پیدا کیے ہیں تا کہ اہل زمین کو روشنی دیں اگر ستارے یعنی سورج، چاند اور ستارے نہ ہوتے تو اہل زمین تاریکی میں ہوتے۔ اور کسی راستے پر چل نہ سکتے تھے۔ اسی طرح خدا نے عالم صغیر یعنی وجود انسان میں سر کو آسمانی جگہ پیدا کیا ہے۔ اور اس میں چند حواس جنہیں حواس خمسہ یعنی پانچ وہ چیزیں جن کے ذریعے سے محسوس کیا جاتا ہے، پیدا کیے ہیں۔ مثلاً آنکھیں، کان، ناک اگر یہ نہ ہوتیں تو انسان بیچارہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اسی طرح خدا نے زمین میں پہاڑوں کو پیدا فرمایا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو زمین ایک جگہ سکون سے نہ ہوتی۔ کیونکہ پہاڑ زمین کے لیے میخیں ہیں۔ اسی طرح عالم صغیر میں ہڈیاں پیدا کیں۔ اگر نہ ہوتیں تو گوشت تنہا تھا۔ اور بدن ایک جگہ نہ ٹھہرتا۔ زمین میں مٹی نرم ہے تا کہ اس میں درخت اور پھول و پودے اُگ سکیں۔ اسی طرح خدا نے انسان کے جسم میں گوشت و نرم رکھا ہے تا کہ اس میں بال اُگ سکیں۔

زمین کے اندر اس کی رگیں ہیں جن میں چشمے اور ان کے اندر پانی بہتا ہے۔ بدن کے اندر بھی رگیں ہیں جن میں خون بہتا ہے۔ عالم کبیر یعنی دنیا میں عناصر اربعہ ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

یعنی پانی، ہوا، مٹی اور آگ عالم صغیر کے اندر بھی اخلاط اربعہ ہیں۔ یعنی صفراء، سوداء، بلغم اور خون۔ عالم کبیر میں ایک صانع ہے جو خلق کے امور کو منظم رکھتا ہے۔ عالم صغیر میں بھی روح ہے جو بدن کو باترتیب رکھے ہوئے ہے۔ جیسے عالم کبیر کے مربی یعنی ذات خدا کی حقیقت کو پہچانا نہیں گیا اسی طرح عالم صغیر کا مربی یعنی روح کی حقیقت کو بھی پہچانا نہیں گیا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ "قل الروح من امر ربی" کہہ دو کہ روح میرے رب کا امر ہے۔ جس طرح خدا دیکھا نہیں جا سکتا معلوم نہیں کہاں ہے اسی طرح روح بھی نہیں دیکھی جا سکتی معلوم نہیں بدن میں کہاں ہے۔ جس طرح خدا نے عالم کبیر میں امامؑ اور ہادی مقرر کیا ہے۔ جو لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ اس عالم کا قیام اور نظام اس کے وجود کے سبب ہے۔ درحقیقت امامؑ اس عالم امکانی کا دل ہوتا ہے۔ اسی طرح عالم صغیر میں بھی ایک راہنما اور پیشوا ہے جو دل ہے۔ جو پورے بدن کے اعضاء کی راہنمائی کرتا ہے۔

جیسے امامؑ جو اس عالم امکان کا راہنما ہے۔ اگر مریض یا غمگین ہوا تو تمام موجودات عالم بھی مریض اور مغموم ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح بدن انسانی میں دل جب مریض ہوتا ہے تو تمام اعضاء مریض ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ سالم اور خوش ہوا تو تمام بدن سالم اور خوش ہوتا ہے۔

پانچویں دلیل:

صانع اور خدا کے وجود پر ایک دلیل یہ ہے کہ جب ہم نے اپنے اور دوسروں کے وجود میں غور وفکر کیا اور آسمان وزمین کے حالات کو دیکھا۔ اسی طرح انبیاؑء اور آئمہ کے حالات کو ملاحظہ کیا اور سنا تو ہمیں یقین حاصل ہو گیا کہ یہ سب چیزیں مجبور اور عاجز ہیں۔ اور ان تمام میں تغیر و تبدل اور انقلاب موت وحیات واقع ہوتا ہے تو اس سے ہمیں خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ ان چیزوں میں تغیر و تبدل پیدا کرنے والی ذات، زندہ کرنے اور مارنے والی ذات موجود ہے۔ جو ان کے وجود میں تصرف کرتی ہے۔

اس کے علاوہ ہم نے دیکھا اور سنا کہ انبیاء اور آئمہ علیہم السلام نے اتنی عقل اور

https://www.shiabookspdf.com/

فطانت کے باوجود اقرار اور اعتراف کیا ہے اور گواہی دیتے گئے ہیں کہ ہم کوئی کام بھی اپنی طرف سے نہیں کرتے بلکہ جو حکم خدا ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ تمام بلاؤں اور مصائب میں خدا سے پناہ مانگتے ہیں اور جو بھی چاہتے ہیں اسی سے چاہتے ہیں۔ اور اکثر طور پر یہ حضرات دعا گریہ وزاری میں مشغول رہتے ہیں۔ دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بہت سے امور کسی سبب اور وجہ کے بغیر انجام پاتے ہیں۔ اور بہت سے اسباب تمام اسباب اکٹھے ہونے کے باوجود انجام پذیر نہیں ہوتے۔ جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں نہ صحیح بات کرنا آتی ہے اور نہ کچھ کر سکتے ہیں اس کے باوجود بڑی آرام دہ زندگی گزارتے ہیں۔

کئی دفعہ ایسے ہوتا ہے کہ انسان ارادہ کرتا ہے کہ فلاں جگہ جاؤں گا اور فلاں کام انجام دوں گا لیکن پختہ ارادے کے باوجود انسان کا ارادہ تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ کام انجام نہیں دیتا یا اسباب مہیا ہونے کے باوجود اپنے خیال سے متصرف ہو جاتا ہے۔

تو غریمت می کنی بحر سفر او عنایت می کشد جای دیگر

ترجمہ: تیرا ارادہ کہیں جانے کا ہوتا ہے اور وہ تجھے کسی اور طرف لے جاتا ہے۔

خصال شیخ صدوق میں روایت ہے۔ ایک شخص حضرت امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ "بما عرفت ربک" آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے جانا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"بفسخ العزائم و نقض الهم لماأن هممت فحال بيني و بين همي و عزمت فخالف القضاء عزمي فصلمت ان المدبر غيري"

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو اپنے ارادوں کے ٹوٹ جانے سے جانا ہے۔ جب میں کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں تو خدا کی قضا میرے عزم و ارادہ کے مخالف ہوئی ہے پس اس سے میں نے جان لیا کہ جس کے ہاتھ میں میرے امور ہیں وہ کوئی اور ذات ہے۔

عاقلان از بی مراد یہای خویش باخبر گشتند از مولای خویش

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: عقلمند اپنی مرادوں تک نہ پہنچنے کی وجہ سے اپنے مولا اور رب سے آگاہی حاصل کر گئے۔

اسی لیے خدا فرماتا ہے:۔

"ولا تقولن لشئی انی فاعل ذالک غداً الا ان یشاء اللّٰہ"

ترجمہ: ہرگز کسی شے کے لیے یہ نہ کہو کہ میں کل کروں گا مگر یہ کہہ لیا کرو جو خدا چاہے گا یعنی (انشاء اللہ)۔

زین سبب فرمود استثنا کنید گر خدا خواہد پیان بر زنید
زانکہ حکم کار دردست من است اختیار جملگان پست من است

ترجمہ: اسی وجہ سے خدا نے فرمایا ہے کہ جب بھی کسی کام کا ارادہ کرو تو یہ کہہ لیا کرو اگر خدا چاہے گا۔

کیوں کہ ہر کام کا حکم میرے ہاتھ میں ہے اور ہر پست چیز کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے۔

اسی وجہ سے بہت سے کام انشاء اللہ کو ترک کرنے کی وجہ سے انجام نہیں پاتے، تاکہ پتہ چلے کہ کوئی ذات ہے جس کے ہاتھ میں یہ کام ہے اور وہ چیزوں اور کاموں میں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔

جیسے کہ خدا بہت سی چیزوں سے ان کے اثرات ختم کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ان چیزوں کے اثرات کسی اور کے ہاتھ میں ہیں۔ جیسے کہ آگ سے جلانے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے جلائی ہوئی نمرود کی آگ سے جلانے کا اثر خدا کے حکم سے ختم ہو گیا تھا۔ جیسے کہ خدا سورۃ نساء آیت ۶۹ میں فرماتا ہے:

"یا نار کونی برداً وسلاماً"

ترجمہ: اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔

اور خدا کے حکم سے آگ اتنی ٹھنڈی ہوئی کہ اگر خدا "سلاماً" نہ فرماتا تو سردی

https://www.shiabookspdf.com/

سے مرجاتے۔

اس کے باوجود نمرود آگاہ نہ ہوا اور اپنے مریدوں کو کہنے لگا۔ میں نے آگ سے کہا تھا کہ ابراہیم کو نہ جلا۔

اسی طرح فرعون ملعون چاہتا تھا کہ موسیٰ پیدا نہ ہو

ہزارن طفل کشت اوبی گناہ تا بگردد حکم تقدیر اله

این همه خون کرد و موسیٰ زاده شد وز برای قہر او آماده شد

در ہست و وزد اندر خانہ بود حیلہ فرعون زین افسانہ بود

ترجمہ: ہزاروں بے گناہ بچے اس نے قتل کردیے تا کہ تقدیر الٰہی کا حکم ٹل جائے۔

فرعون نے اتنا خون بہایا لیکن موسیٰ پھر بھی پیدا ہو گئے اور اس کے عذاب کے لیے تیار ہو گئے۔

فرعون چور کے ڈر سے اپنا دروازہ بند کیے ہوئے بیٹھا تھا جبکہ چور اور اس کا دشمن اس کے گھر میں ہی تھا۔

پس پتا چلا کہ فرعون کے تمام حیلے اور بہانے موسیٰ کو ختم کرنے کے لیے صرف افسانے تھے۔

اسی طرح شداد نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور خدا کے مقابلے میں بہشت بنائی تھی جیسے کہ خدا سورۃ فجر میں آیت ۶ کے اندر فرماتا ہے:

"الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی یخلق مثلها فی البلاد"

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا تھا۔ جو بڑے مضبوط شہروں والے تھے۔ جن کی مانند کوئی شہر نہیں بنایا گیا تھا۔ اس آیت میں خدا شداد کی بہشت کی تعریف کر رہا ہے۔

منہج الصادقین اور ابواب الجنان میں شداد کی بہشت کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

جو تفصیلات چاہتا ہے ان دو کتابوں کا مطالعہ کرے۔

اسی طرح حبشہ کے بادشاہ نے خانہ کعبہ کو گرانے کے لیے ہاتھیوں کا لشکر بھیجا تھا۔ خدا نے ابابیل پرندوں کے لشکر کے ذریعے سے ان تمام کو ہلاک کر دیا۔ جس کے متعلق خدا سورۃ فیل آیت میں فرماتا ہے:

"الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل"

اور ہر ایک پرندے نے ان کے تین تین آدمی ہلاک کیے۔ اور یہ واقعہ ان واقعات میں سے ہے جس کے بارے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اسی طرح بنی امیہ اور بنی عباس چاہتے تھے کہ اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فرد اس دنیا میں باقی نہ رہے۔ لیکن خدا نے ان کے نام ونشان کو مٹا دیا۔ اسی طرح یزید ملعون چاہتا تھا کہ کوئی امام حسین علیہ السلام کا نام زبان پر نہ لائے جبکہ اس کا الٹ ہوا اور یزید کا اپنا نام گالی بن گیا۔ یزید یہ کہتا تھا:

"یا حسین لا ینا الغلب"

ترجمہ اے حسینؑ کون غالب آیا ہے

یعنی ببین کہ کار جہان شد بہ کام ما — یعنی ببین تو بادہ رنگین بہ جام ما

شد در جہان بلند ز قتل تو نام ما — یعنی ببین نام تو افتاد از میان

ترجمہ: یعنی تو دیکھ کہ پورا جہان ہمارے ہاتھ میں ہے۔ یعنی تو ہمارے جام میں شراب دیکھ

یعنی تو دیکھ تیرا کوئی نام نہیں لیتا۔ تیرے قتل سے تیرا نام دنیا میں بلند ہو گیا ہے۔

اسی طرح عبداللہ افطح نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ امامت میں جھگڑا کیا۔ امامؑ نے آگ جلائی اور آگ میں جا کر بیٹھ گئے اور لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتے رہے اور عبداللہ سے فرمایا، اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو آگ کے اندر آ جاؤ لیکن اس نے جرأت نہ کی کہ آگ کے اندر قدم رکھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی طرح مٹی کا کام یہ ہے کہ جو چیز اس میں دبا دی جائے وہ بھی ایک مدّت کے بعد مٹی بن جاتی ہے۔ لیکن روایات کے مطابق علماء اور صالحین میں سے چند نفر ایسے ہیں جن کی قبر کو کھولا گیا تو ان کو بالکل صحیح و سالم اور تر و تازہ پایا گیا۔ اور مٹی نے ان پر کوئی اثر نہ کیا تھا۔

محمد بن بابویہ قمیؒ کی قبر کو کھولنا اور سب ٹھیک ہے

روضات الجنات میں محمد بن بابویہ قمی جن کا لقب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ تھا کے حالاتِ زندگی میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک ہزار دو سو سینتیس ہجری فتح علی شاہ کے زمانے میں حضرت عبدالعظیم کے مزار کے پاس تہران میں ایک خرابہ تھا۔ اس خرابہ میں ایک ٹیلہ نما بلند جگہ تھی۔ ایک دفعہ جب بارش ہوئی تو اس ٹیلے کے پاس پانی جمع ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس ٹیلے کے اندر شگاف ہو گیا۔ جب اسے دوبارہ تعمیر کرنے لگا اور تھوڑی سی مٹی اٹھائی تو اس میں ایک سرداب نظر آیا۔ جس میں کسی میت کے پاؤں دکھائی دیے۔ جب مٹی اٹھائی گئی تو کیا دیکھا کہ اس میں ایک صحیح و سالم بدن ہے جس کی داڑھی اور ہاتھوں پر تازہ خضاب کے نشانات ہیں۔ جیسے ابھی دفن کیا گیا ہو۔ لیکن کفن مٹی بن چکا تھا۔ صرف شرمگاہ والی جگہ چھپی ہوئی تھی۔ ادھر اُدھر تلاش کرنے پر انہیں ایک تختی ملی جس پر اس میت کا نام اور تاریخ وفات لکھی ہوئی تھی۔ وہ پڑھ کر معلوم ہوا کہ وہ بزرگ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں تھا اور اسے فوت ہوئے ایک ہزار سال گزر چکا ہے۔ اس بات کا جب تہران کے لوگوں کو علم ہوا تو سب اکٹھے ہو گئے۔ فتح علی شاہ بھی خود وہاں آیا۔ اور اس عجیب واقعہ کو دیکھا۔ اس نے حکم دیا کہ اس بزرگوار کی قبر کو چھپا دیا جائے اور اس کے اوپر ایک بقعہ بنایا گیا اور ایک صحن بھی تیار کیا گیا جس کی وجہ سے وہ بابویہ مشہور ہوئے اور یہ مقام اب بھی آباد ہے اور لوگ زیارت کے لیے جاتے ہیں اور اطراف میں لوگوں کے گھر بھی ہیں اب اس شخص سے پوچھا جائے جو طبیعت کا قائل ہے اور طبیعی مذہب رکھتا ہے۔ اس جگہ اس کی زبان بند ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ مٹی کی طبیعت یہ ہے کہ کسی چیز کو مٹی میں دبا دیا جائے وہ بھی خاک بن

https://www.shiabookspdf.com/

جاتی ہے۔ لیکن اس جگہ کیا ہوا مٹی اپنی طبیعت کے خلاف عمل کر رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا موئژ ہے۔ جس نے اس بزرگوار کے بلند مقام ہونے کی وجہ سے مٹی کی طبیعت اور اثر کو ختم کر دیا ہے۔ اور وہ موئژ پروردگار عالم ہے۔

اسی طرح بچوں کا پیدا ہونا ہے جب مرد بیوی کے ساتھ ہم بستری کرے اور عورت کے رحم میں نطفہ ٹھہر جائے تو بچہ پیدا ہونا چاہیے۔ کیونکہ تمام اسباب فراہم ہیں لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں کی کافی مدت سے شادی کے باوجود اولاد نہیں ہوتی۔ یا پہلے سال اولاد ہوتی ہے اور پھر سات آٹھ سال کے وقفے سے ہوتی ہے۔ اور کچھ ایسے برگزیدہ لوگ بھی ہیں جن کو خدا نے ماں اور باپ کے بغیر یا باپ کے بغیر بھی پیدا کیا ہے۔ جیسے کہ حضرت آدمؑ وحوا اور حضرت عیسیٰؑ اسی طرح دوائیں اور غذائیں کبھی اثر کرتی ہیں اور کبھی نہیں کرتیں۔

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود   ہم دواء در نفع خود گمراہ شود

ہر چہ کر دیم از علاج واز دوا   درد افزون گشت و حاجت نا روا

فکم من صحیح مات من غیر علۃ   وکم من مریض عاش دھراً الی دھری

ترجمہ: جب قضا آجاتی ہے تو طبیب بھی گونگا ہو جاتا ہے اور دواء فائدہ چھوڑ دیتی ہے۔

ہم نے جتنا بھی علاج اور دوا کی اس کے باوجود درد بڑھتا گیا اور حاجت پوری نہ ہوئی۔

کتنے صحیح و سالم اور تندرست لوگ بغیر ہی کسی بیماری کے مر جاتے ہیں اور کتنے مریض ایسے ہیں جو بیماری کے باوجود لمبی مدت تک زندہ رہتے ہیں۔ کچھ بیمار ایسے ہوتے ہیں جن کا بڑی توجہ سے علاج ہوتا ہے اور وہ تندرست نہیں ہو پاتے بلکہ مر جاتے ہیں۔ اور کچھ مریض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا علاج بھی نہیں ہوتا اور نہ کوئی دواء کھاتے ہیں لیکن تندرست ہو جاتے ہیں۔

ایک شخص ساری رات بیمار کے سرہانے روتا ہے۔ صبح ہوئی تو رونے والا مر گیا اور

https://www.shiabookspdf.com/

بیمار ٹھیک ہو گیا۔

کچھ لوگ بغیر کسی بیماری اور وجہ کے مر جاتے ہیں۔ اور کچھ کو ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں کہ تیرا بچنا محال ہے۔ لیکن وہ تندرست ہو جاتے ہیں۔ اور کافی دیر تک زندگی گزارتے ہیں۔ یہ تمام تغیرات اور تبدلات اس چیز کی دلیلیں ہیں کہ کوئی مدبر و موثر اور صانع وخالق وجود رکھتا ہے۔

چھٹی دلیل:

ایک دلیل صانع اور پروردگار عالم کے وجود پر یہ ہے کہ ہم دیکھتے اور سنتے ہیں کہ جو لوگ لوگوں پر ظلم کرتے اور ان کو تکلیفیں دینے پر فخر کرتے وہ بہت جلد تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور ان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا۔ اور خدا مظلوموں کا انتقام ان سے لے لیتا ہے اور دنیا میں اپنے کیے کی سزا پا لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سورۃ انعام آیت ۴۵ میں فرماتا ہے:

"فقطع دابرا لقوم الذین ظلموا و الحمد للہ رب العالمین "

ترجمہ: ظالم لوگوں کو ان کے کیے کی سزا مل گئی اور تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لیے ہیں۔ سورۃ زلزلہ آیت ۷ میں فرماتا ہے:

"فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ"

ترجمہ: جو کوئی رائی برابر اچھا عمل کرے گا وہ دیکھے گا اور جو کوئی رائی برابر بُرا عمل کرے گا وہ دیکھے گا۔

گر مراقب باشی و بیدار تو ہر دمی بینی جزا ی کار تو
این کہ بد کردی بترس ایمن مباش زانکہ تخم است برو یاند خداش
از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جوز جو

ترجمہ: اگر تو ہوش و حواس سے کام لے اور آنکھیں کھول کر دیکھے تو ہر وقت اپنے عمل کا بدلہ تجھے ملتا رہتا ہے۔

یہ جو تو نے برا کام کیا اس سے ڈر اور اپنے آپ کو محفوظ مت سمجھ کیوں کہ یہ ایک بیج

https://www.shiabookspdf.com/

تھا جسے اس کا خدا ایک دن اُگائے گا۔

اپنے عمل کی سزا سے غافل نہ ہو۔ گندم سے گندم پیدا ہوتی ہے اور جو سے جو۔

اور وہ لوگ جن پر ظلم ہوا ہو اور خدا کی رضا کے لیے ظلم کو برداشت کرتے رہے ان کا نام آج تک باقی ہے اور روز بروز زیادہ ہوتا ہے جیسے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام جو مظلوم تھے ظالموں کا ظلم برداشت کرتے رہے اور صبر کیا تو ان کا نام اب تک بلکہ قیامت تک باقی ہے۔ خاص طور پر سید الشہداء علیہ السلام جو سب سے زیادہ مظلوم تھے اور جن پر سب سے زیادہ ظلم ہوئے اور صبر کرتے رہے۔ اور اس کے بدلے میں خدا نے ان کو وہ بلند رتبہ اور درجہ عطا فرمایا کہ ان کے جسدِ اطہر سے شہادت سے پہلے اور شہادت کے بعد خدا کی قدرت کاملہ کے سبب بہت سے اثرات ظاہر ہوئے۔ جیسے کہ حضرت کے سر مبارک نے کئی مقامات پر کلام فرمایا۔ ان میں سے ایک مقام دیرِ راہب ہے۔ شیخ طریحی اعلیٰ اللہ مقامہ منتخب میں لکھتے ہیں اور اسی طرح مدینۃ المعاجز اور مخزن البکاء میں ہے کہ ابو سعید شامی کہتا ہے۔ میں ان لوگوں میں سے تھا جو شہداء کے سروں کو اور قیدیوں کو شام کی طرف لے جا رہے تھے۔ جب یہ لوگ دیرِ راہب کے پاس پہنچے تو ایک بیابان میں اپنا قافلہ اتار لیا اسی دوران انہیں یہ اطلاع ملی نصر خزاعی نے ایک لشکر تیار کیا ہے اور آدھی رات کو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور شہداء کے سروں اور قیدیوں کو تم سے لینا چاہتا ہے۔ یہ خبر سن کر لشکر کے سردار ڈر گئے۔ جس وجہ سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ راہب کے گرجا گھر میں پناہ لے لیں۔ شمر چند لوگوں کے ساتھ گرجا کے دروازے پر گیا اور آواز دی ان کی آواز سن کر پادری دروازے کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ابن زیاد کے سپاہی ہیں اور عراق سے آئے ہیں اور شام کی طرف جا رہے ہیں۔ پادری نے پوچھا، شام کس لیے جا رہے ہو؟۔ انہوں نے کہا عراق میں ایک شخص نے یزید سے بغاوت کی تھی۔ یزید نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے اس کے مقابلے میں بھیجا۔ جس نے اسے قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر اس کی عورتوں کو قیدی بنا کر شام کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور آج رات آپ کے گرجا میں گزارنا

https://www.shiabookspdf.com/

چاہتے ہیں۔ راہب نے دیکھا سر مقدس سے آسمان کی طرف نور بلند ہو رہا ہے۔ اس نے کہا گرجا گھر میں تم سب کے رہنے کے لیے گنجائش نہیں ہے۔ سر اور قیدیوں کو اندر چھوڑ دو اور تم خود باہر رہو تا کہ اگر دشمن کسی وقت یہاں آ جائے تو سارے مل کر ان کا مقابلہ کر سکو۔ انہوں نے اس بات کو پسند کیا اور سر مقدس کو ایک صندوق میں رکھ کر اسے تالا لگا دیا۔ سروں کو امام زین العابدینؑ اور اہل بیتؑ کو گرجا میں داخل کر دیا۔ پادری نے ایک خاص مقام پر سروں اور قیدیوں کو رکھا۔ بحار الانوار کی روایت کے مطابق راہب نے ایک آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

"طوبیٰ لک وطوبیٰ لمن عرف حرمتہ"

ترجمہ: تجھے مبارک ہو اور مبارک ہو اُسے جس نے اُس کی حرمت کو پہچانا۔

چہ زان سر دیر راہب گشت روشن | فلک گفتا کہ ہذا وادی ایمن
بہ راہب ہا تفی گفتا بہ آواز | کہ امشب کر کردی عیسیٰ را سرافراز
بدان نزد خدا این سر عزیز است | بہ نزد ما درش مریم کنیز است

ترجمہ: اس سر کی وجہ سے راہب کا گرجا روشن ہو گیا۔ پس تیرے لیے کہا گیا کہ یہ وادی ایمن ہے

راہب کو ایک آواز آئی کہ آج رات تو نے عیسیٰ کو خوش کیا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ خدا کے نزدیک اس سر کی کتنی عزت ہے۔ عیسیٰ کی ماں مریم اس کی ماں کی کنیز ہے۔

راہب نے اس کمرے میں ایک سوراخ سے دیکھا جس میں سر مقدس کو رکھا گیا تھا۔ اس کمرے میں آسمان کی طرف نور بلند ہو رہا ہے۔ ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ چھت پھٹ گئی ہے اور کوئی آواز دے رہا ہے:

"اطرقوا رؤسکم ولا تنظروا"

ترجمہ: اپنے سر نیچے کرو اور آنکھیں بند کر لو۔

راہب نے کیا دیکھا کہ کچھ مستورات تشریف لائی ہیں انہوں نے صندوق سے سر باہر نکالا اور چومنا شروع کر دیا۔ جب خاتون قیامت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی باری آئی تو

https://www.shiabookspdf.com/

راہب کو کچھ نظر نہ آیا لیکن صرف آواز سن رہا تھا کہ کوئی بی بی کہہ رہی ہے:

"السلام علیک یا قتیل الام، السلام علیک یا مظلوم الام، السلام علیک یا شهید الام"

ترجمہ: سلام ہو تجھ پر اے ماں کے مقتول بیٹے۔ سلام ہو تجھ پر اے ماں کے مظلوم بیٹے، سلام ہو تجھ پر اے ماں کے شہید بیٹے۔ گویا زبان حال میں فرما رہی تھیں۔

مادر چه کرده ای که سرت افتاده بی سامان   گهی به مطبخ گاهی به دیر ترسایان

ترجمہ: اے ماں جائے تو نے کیا کیا ہے کہ تیرا سر محفوظ نہیں ہے۔ کبھی کسی تنور میں اور کبھی گرجا گھر میں۔ بی بی فرما رہی تھیں:

"یا بنی من ذالذی فرق بین راسک وجسدک، یا بنی من ذالذی سبی حریمک، یا بُنی من ذالذی ایتم اطفالک"

ترجمہ: اے میرے بیٹے کس نے تیرے سر کو تیرے جسم سے جدا کیا ہے۔ اے میرے بیٹے کس نے تیرے اہل بیت کو قید کیا ہے اے میرے بیٹے کس نے تیرے بچوں کو یتیم کیا ہے۔ راہب یہ سن کر بے ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو اسے کوئی نظر نہ آیا۔ اپنے حجرے میں داخل ہو کر صندوق کا تالا توڑ کر سر مبارک کو باہر نکالا۔ اسے مشک و عنبر اور زعفران کی خوشبو لگا کر اپنے سامنے رکھ کر رونے لگ گیا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اے بادشاہوں کے بادشاہ اے بنی آدم میں سے بہترین مجھے اتنا پتہ چل گیا ہے کہ تو ان ہستیوں میں سے ایک ہستی ہے جن کی تعریف خدا نے تورات و انجیل میں فرمائی ہے اور دنیا کی ہر چیز تیرے لیے گریہ کر رہی ہے۔ لیکن میں آپ کا نام اور حسب و نسب جاننا چاہتا ہوں۔

"فنطق الراس باذن اللّٰه تعالیٰ فقال انا المظلوم انا المقتول انا المهموم انا المغموم"

ترجمہ: اس سر مقدس نے حکم خدا سے کلام کرنا شروع کی اور فرمایا: اے راہب میں مظلوم ہوں۔ میں مقتول ہوں۔ میں مھموم ہوں۔ میں مغموم ہوں۔ راہب نے کہا اے سر مقدس

https://www.shiabookspdf.com/

تجھے واسطہ ہے خدا کا کچھ اور بتا۔ تو کون ہے سر کی آواز آئی۔

"انا ابن محمد المصطفیٰ انا ابن علی المرتضیٰ انا ابن فاطمۃ الزہراء انا عطشان کربلا"

ترجمہ: میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں۔ میں علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں۔ میں فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہوں۔ میں کربلا کا پیاسا ہوں۔

من غریب کربلایم نام من باشد حسین   من قتیل اشقیایم نام من باشد حسین

ترجمہ: میں کربلا کا غریب ہوں میرا نام حسین ہے۔ اور میں وہ ہوں جسے اشقیاء نے قتل کیا ہے اور میرا نام حسین ہے۔

جب راہب نے یہ سنا تو اپنے مریدوں اور شاگردوں کو جمع کیا۔ اور تمام واقعہ سنایا۔ وہ کل ستر افراد تھے انہوں نے اپنے گریبان چاک کیے اور گرجا گھر کے گھنٹے وغیرہ کو توڑ کر امام زین العابدینؑ کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ راہب سر مقدس سے ایک معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ لیکن یزید ملعون جتنے بھی معجزے اس سر مقدس سے دیکھتا اس کی بدبختی اور زیادہ بڑھتی تھی۔ جب بھی سر مقدس کو کلام کرتے دیکھتا تو بید کی لکڑی حضرت کے دندان مبارک پر مارتا۔

گفتا یکی ز محلسیان شرم ای یزید   می زد بوسہ بر این لب شہ انام

ترجمہ: دربار یزید میں بیٹھے ایک شخص نے دیکھ کر کہا اے یزید شرم کرو۔ جن ہونٹوں پہ تو لکڑی مار رہا ہے اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا بوسہ دیتا تھا۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

❀❀❀❀

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۳

فضل خدای را کہ تو اند شمار کرد؟ یا کیست آن کہ شکر یکی از ہزار کرد
آن صانع لطیف کہ برفرش کائنات چندین ہزار صورت الوان نگار کرد
ترکیب آسمان و طلوع ستارگان از بہر عبرت نظر ہوشیار کرد
اجزای خاک مردہ بہ تاثیر آفتاب بستان میوہ وچمن ولالہ زارکرد
چندین ہزار منظر زیبا بیا فرید تا کیست کو نظر زسر اعتبار کرد
توحید گوی اونہ بنی آد مندوبس ہر بلبلی کہ زمزمہ برشاخسار کرد

ترجمہ: خدا کے فضل کو کون شمار کر سکتا ہے؟ یا کون ہے جو ایک میں سے ہزارواں حصہ بھی شکر ادا کر سکے۔

اُس لطیف کاریگر کا جس نے اس کائنات کے فرش پر کئی ہزار رنگوں کی صورتیں بنائی ہیں۔

آسمان اور چاند ستاروں کی ترکیب اور بناوٹ میں ہر صاحب نظر اور ہوشیار کے لیے عبرت بنائی ہے۔ مردہ زمین میں سورج کی روشنی کے ذریعے میوؤں کے باغ اور سبزہ زار پیدا کیے۔

کتنے ہزار خوبصورت منظر اس نے پیدا کیے ہیں۔ تاکہ کوئی ہے صاحب صاحب نظر جوان کو اہمیت دے۔

جو بلبل بھی کسی شاخ پر بیٹھ کر کوئی آواز نکالتی ہے تو وہ توحید بیان کرتی ہے یہ تو صرف بنی آدم ہے جو فراموش کیے ہوئے ہیں۔ اللہ جل شانہ الحکیم اپنی کتاب کریم کی سورۃ آل عمران آیت ۱۸ میں فرماتا ہے۔

"شھد اللّٰہ انہ لا الہ الّا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائماً

https://www.shiabookspdf.com/

بالقسط لا الہ الا ھوا لعزیز الحکیم"

ترجمہ: اللہ، ملائکہ اور صاحبانِ علم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حالانکہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہے اس عزیز و حکیم کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

صانع کے وجود پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ ایک فطری چیز ہے کہ ہر وجود کے لیے کوئی صانع اور خالق ہے۔ اسی لیے خدا سورۃ روم آیت ۳۰ میں فرماتا ہے:

"فطرت اللّٰہ التی فطر الناس علیھا"

ترجمہ: اللہ کی فطرت وہ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

اور ہر چیز خدا کی تسبیح اور تمجید میں مشغول رہتی ہے۔ جیسے کہ سورۃ اسراء آیت ۴۴ میں فرماتا ہے:

"وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم"

ترجمہ: کوئی بھی چیز نہیں ہے مگر وہ خدا کی تسبیح اس کے حمد کے ساتھ کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔

ہر گیاہی کہ از زمین روید وحدہ لا شریک لہ گوید
دل ہر ذرہ را کہ بشکافی آفتابیست درمیان بینی

ترجمہ: زمین میں جو چیز بھی اُگتی ہے وہ **"وحدہ لا شریک لہ"** کہتی ہے۔ کسی بھی ذرے کو چیر کر دیکھو تو تمہیں اندر ایک سورج نظر آئے گا۔ اس عالم کے موجودات کے بارے میں اگر انسان غور وفکر کرے تو وجودِ صانع اور خالق پر ایک بہت بڑی دلیل مل سکتی ہے۔ کہ اس کائنات کو طرح طرح کے رنگوں میں پیدا کرنے والا کوئی ہے۔ اسی طرح حیوانات بھی جب ان کے لیے کوئی کام سخت اور دشوار ہوتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے اور وہ بھی خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فوری طور پر ان کے لیے مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ حق الیقین میں لکھتے ہیں۔ ایک سال قحط سالی کی وجہ سے بارش نہ ہوئی۔ تمام لوگ نماز استسقاء پڑھنے کے لیے صحرا کی طرف گئے اور دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ اسی دوران لوگوں نے ایک ہرن کو دیکھا جو پانی پینے کے لیے ایک تالاب کی طرف دوڑتا ہوا آیا۔ جب اسے پانی نظر نہ آیا تو حیران ہو کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اچانک بادل آ گیا اور اتنی بارش ہوئی کہ وہ تالاب پانی سے بھر گیا۔ اس ہرن نے پانی پیا اور سیر ہو کر چلا گیا۔

ایک اور واقعہ ہے۔ ایک شکاری کہتا ہے۔ میں شکار کے لیے صحرا میں گیا۔ میں نے ایک پہاڑی گائے کو دیکھا جو اپنے بچے کو دودھ دے رہی تھی۔ میں اس کے پیچھے گیا وہ بچے کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ میں نے بچے کو پکڑ لیا۔ جب گائے نے بچے کو میرے ہاتھوں میں دیکھا تو آسمان کی طرف مضطرب ہو کر اپنا سر بلند کیا۔ گویا خدا سے شکایت کر رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے زمین میں ایک گڑھا ظاہر ہوا اور میں اس میں دھنس گیا۔ گائے کا بچہ میرے ہاتھوں سے نکل کر بھاگ گیا۔ اور گائے اپنا بچہ لے گئی۔

پس جب تمام جمادات و نباتات و حیوانات خدا کو پہچانتے ہیں تو پھر انسان کس طرح خدا کے وجود کا منکر ہو سکتا ہے۔

"افی اللہ شک فاطر السموات والارض"

ترجمہ: کیا وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس کے بارے میں شک ہے۔ حتیٰ کہ بت پرست، آتش پرست اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی خدا کے قائل ہیں۔ اور یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

"ھؤلاءِ شفعؤنا عنداللہ"

ترجمہ: یہ بت اللہ کے پاس ہماری شفاعت کرنے والے ہیں۔

اگر ایک بچہ صحرا میں پیدا ہو اور کسی کو نہ دیکھے اور نہ کسی کو نہ جانے، اس

https://www.shiabookspdf.com/

سے پوچھا جائے تجھے کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ کہے گا خدا نے۔

در دیر و حرم نور رخش جلوه کنان   نازم صنمی را که همین جاوها نجااست

ترجمہ: چاہے وہ گرجا ہے یا مسجد ہر جگہ اس کا نور جلوہ گر ہے۔ مجھے اپنے معبود پر فخر ہے کہ وہ یہاں وہاں اور ہر جگہ موجود ہے۔

"قال علیہ السلام "تعرفت الٰی فی کل شیئ فرائیک ظاهراً فی کل شیئ"

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے تجھے پہچاننے کے لیے ہر شے کی طرف دیکھا۔ پس ہر شے میں تجھے ظاہر پایا۔

درچه نظر کردم سیمای توی بینم   یامن دل علی ذاته به ذاته

حجاب روی تو هم روی تست درهمه حال   نهانی از همه عالم زبس که پیدائی

آب هر سو روان که آب کجا است   مهر سرگشته کافتاب کجا است

چندین هزار ذره سر اسیمه می دوند   درآفتاب وغافل ازآن که آفتاب چیست

ترجمہ: میں نے جس چیز کو بھی دیکھا تیرا ہی جلوہ نظر آ رہا ہے۔ اے وہ ذات جو خود اپنی ذات پر دلالت کرتی ہے۔

تو ہر حال میں اور ہر وقت حجاب میں ہے لیکن بالآخر ہر چیز سے تیرا ظہور ہوتا ہے۔

جہاں کا پانی ہوتا ہے اسی طرف بہتا ہے۔ اور سورج اسی طرف واپس گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔

سورج کے اندر ہزاروں ذرات خوف کے عالم میں دوڑ رہے ہیں اور اس چیز سے غافل ہیں کہ سورج کیا چیز ہے۔

وہ خالق حقیقی اتنا واضح روشن وظاہر ہے کہ اس اپنے ہمیشہ ظاہر ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتا اور چھپا ہوا ہے اور اس کی قدرت کے آثار کبھی بھی ختم نہیں

https://www.shiabookspdf.com/

ہوئے۔ جیسے کہ اگر سورج ہمیشہ کے لیے ظاہر ہوتا تو کچھ لوگ یہ گمان کرتے کہ یہ نور اور روشنی اس جہان میں ہمیشہ کے لیے موجود تھی۔ اور اس کا سورج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن اب کیوں کہ سورج غروب ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہر ایک کو علم ہے کہ یہ روشنی سورج کی وجہ سے ہے اور تاریکی اس کے غروب ہونے کی وجہ سے ہے۔

بلاتشبیہ:

کیوں کہ الوجود کی ذات کی نورانیت اور روشنی کو غروب اور زوال نہیں ہے اس کی قدرت کے آثار اور خلقت کے عجائبات ہمیشہ سے ظاہر تھے اور اس لیے کچھ ناسمجھ لوگوں کو وہم ہوا کہ شاید یہ مخلوقات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

تو از فسانہ ما غافلی و بی خبری	وگرنہ ہر چہ تو می بیی آن فسانہ ما است
ای کائنات ذات تو را مظہر صفات	ای نزد اہل دیدہ صفات تو عین ذات
تا آفتاب حسن جمالت ظہوریافت	ظاہر شدند جملہ ذرات و ممکنات

ترجمہ: تو ہماری کہانی سے غافل اور بے خبر ہے وگرنہ جو کچھ بھی تو دیکھ رہا ہے وہ ہمارا ہی افسانہ ہے۔

اے وہ ذات، کائنات تیری ذات کی صفات کا مظہر ہے۔ اے وہ ذات جس کی صفات اس کی عین ذات ہے۔

جب تیرے جمال کے حُسن کا سورج طلوع ہوا تو تمام ذرات اور ممکنات ظاہر ہو گئے۔

علامہ مجلسی بحار کی تیسری جلد میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص امام رضاؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا۔ یابن رسول اللہؐ "ما الدلیل حدوث العالم" عالم کے یعنی مخلوق کے حادث ہونے پر کیا دلیل ہے۔ حضرت نے فرمایا:

"انت لم تکن ثم کنت وقد علمت انک لم تکون

https://www.shiabookspdf.com/

نفسک ولا کونک من ھو مثلک"

ترجمہ: تو موجود نہیں تھا اور ہو گیا اور تجھے یقین ہے کہ تو نے خود اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی تجھ جیسے نے تجھے پیدا کیا ہے۔ یعنی جس طرح تو پیدا ہونے میں کسی کا محتاج ہے اسی طرح تیرے جیسا ہر شخص محتاج ہے۔ پس کوئی تو ایسی ذات ہے جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ جو تیری طرح کا محتاج نہیں ہے۔ اور وہ واجب الوجود ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تو اور مثل تو حادث اور متغیر ہیں۔

اسی کتاب میں توحید صدوقؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو شاکر دیصانی حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوا اور عرض کی:

"ما الدلیل علی ان لک صانعاً"

ترجمہ: اس پر کیا دلیل ہے کہ آپ کو کسی نے پیدا کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا، میں دیکھتا ہوں کہ میرا وجود دو قسموں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو خود میں نے اپنے آپ کو پیدا کیا ہے۔ یہ بھی دو صورتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو میں موجود تھا جس نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا ہے یا میں معدوم تھا۔ اگر تو میں موجود تھا تو دوبارہ وجود میں لانے کی ضرورت نہیں اور اگر میں معدوم تھا تو یہ بات واضح ہے کہ کوئی معدوم چیز کسی چیز کو موجود نہیں کر سکتی۔ یا یہ ہے کہ مجھے خالق اور صانع نے پیدا کیا ہے۔ جو دو جہانوں کا پروردگار ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ واجب الوجود کے وجود پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ جو بھی تھوڑا سا بھی شعور رکھتا ہے وہ جانتا اور سمجھتا ہے کہ کوئی صانع اور خالق ہے۔ جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے اور وہ بیچارہ و بے سہارا ہو جاتا ہے۔ تو اسی کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے خدا کے متعلق راہ نمائی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، کبھی کشتی میں سوار ہوا ہے۔؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپؑ نے فرمایا کبھی تیری کشتی ٹوٹی ہے؟ اور مشکل میں پھنسا ہے کہ

https://www.shiabookspdf.com/

بچنے کی کوئی امید نظر نہ آرہی ہو؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا ایسی حالت میں تو کس سے امید رکھتا ہے کہ وہ تجھے نجات دے گا۔ وہ جس سے تو امید رکھتا ہے وہی خدا ہے۔ اور واجب الوجود کی معرفت کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ جیسے کہ خدا سورۃ نمل آیت ۶۲ میں فرماتا ہے:

''امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء''

ترجمہ: کون ہے وہ جو مجبور و بیچارہ کی دعا کو سنتا ہے اور اس کی مشکل حل کرتا ہے۔

جب مخلوقات کو مشکلات میں کوئی راہ حل دکھائی نہ دے اور مجبور ہو جائیں تو اس وقت خدا ہی کی طرف پناہ حاصل کرتے اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جیسے کہ فرعون باوجود اس کے کہ خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ جب بھی مشکل میں پڑتا اور اسے رسوائی کا ڈر ہوتا تو خدا کے گھر میں جا کر دعا کرتا اور اس کی حاجت پوری ہو جاتی۔

اگرچہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب الوجود کی معرفت ایک فطری چیز ہے اس کے باوجود انبیاءؑ اور اولیاء نے لوگوں کو مجبور نہیں کیا کہ وہ واجب الوجود کے وجود کا اعتقاد رکھیں اور اس کا اقرار کریں۔ بلکہ انہوں نے لوگوں کو امر فرمایا کہ خدا کی توحید اور اس کی وحدانیت کا اقرار کریں اور اس کے لیے کوئی شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور اس کی جسمیت کے قائل نہ ہوں۔ اور یہ کہا کہ خدا نے جو عذاب و عتاب جہنم میں تیار کر رکھا ہے وہ مشرکوں اور کافروں کے لیے ہے۔ اور بہشت کی تمام نعمات اہل توحید و تقویٰ کے لیے ہیں۔ جیسے کے علامہ مجلسی بحارالانوار شیخ صدوق'' کی کتاب توحید اور امالی سے ابن عباس کے ذریعے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:

''والذی بعثنی بالحق بشیراً لا یعذب اللہ بالنار موحداً ابداً وان اهل التوحید یشفعون فیشفعون''

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: قسم ہے مجھے اس خدا کی جس نے حق کے ساتھ مجھے بشیر بنا کر بھیجا ہے۔ خدا کسی موحد کو یعنی توحید پرست کو آگ کے عذاب میں نہیں ڈالے گا۔ بتحقیق اہل توحید کی شفاعت ہوگی اور وہ خود بھی شفاعت کریں گے۔ اس کے بعد فرمایا۔ قیامت کے دن ایک جماعت کے بارے میں حکم فرمائے گا کہ انہیں جہنم میں لے جائیں۔ تو وہ کہیں گے اے خدا ہمیں جہنم میں کیوں ڈالا جا رہا ہے۔ حالانکہ ہم تیری وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں۔ ہماری ان زبانوں کو کس طرح جہنم کی آگ میں ڈالو گے جو تیری توحید اور وحدانیت کا اقرار کرتی تھیں۔

"و کیف تحرق قلوبنا و قد عقدت علی ان لا الہ الا انت"

ترجمہ: کس طرح تو ہمارے دلوں کو جہنم کی آگ میں جلائے گا در حالانکہ ہم ان کے ساتھ اعتقاد رکھتے تھے کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

ان سے خدا فرمائے گا، اے میرے بندو۔ دنیا میں تمہارے اعمال برے تھے اس لیے تمہاری جزا جہنم ہے۔ وہ عرض کریں گے اے پروردگار تیرا عفو عظیم ہے یا ہمارے گناہ؟ خدا فرمائے گا میرا عفو عظیم ہے۔ وہ عرض کریں گے تیری رحمت وسیع ہے یا ہمارے گناہ؟ خدا فرمائے گا میری رحمت۔

فیقولون اقرارنا بتوحیدک اعظم ام ذنوبنا فیقول عزوجل بل اقرارکم بتوحیدی اعظم"

پھر وہ کہیں گے اے پروردگار، ہمارا اقرار کرنا تیری توحید کے بارے میں بڑا ہے یا ہمارے گناہ۔ خدا فرمائے گا۔ میری توحید کے بارے میں اقرار کرنا بڑا ہے۔ وہ عرض کریں گے اے خدا اپنی رحمت ہمارے شامل حال بھی فرما۔ خدا فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو! مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلالت کی میں نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو اس مخلوق سے میرے نزدیک محبوب تر ہو جو میری توحید کا اقرار کرے۔ اور اس چیز کا اقرار کرے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس میرے اوپر

https://www.shiabookspdf.com/

حق یہ ہے کہ اہل توحید کو جنت میں داخل کروں "ادخلو االجنة" میرے بندوں کو جنت میں لے جاؤ۔

اور لوگوں کے درمیان جو اختلافات موجود ہیں، صانع کے وجود اور خالق کے بارے میں نہیں ہیں۔ اس کا ہر کوئی اقرار کرتا ہے۔ بلکہ یہ اختلافات توحید اور شرک کے بارے میں ہیں۔ اور انبیاؑ ء کی تمام تبلیغیات اور کوششیں اسی چیز کے متعلق تھیں کہ لوگ خدا کی وحدانیت کا اقرار کریں۔

انوار نعمانیہ میں نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ ایک دن اس عورت کے قریب سے گزرے جو تنور میں روٹیاں پکا رہی تھی۔ اس کا ایک بچہ اس کے پاس بیٹھا تھا۔ جب اس عورت نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا۔ یا حضرت میں نے سنا ہے آپ نے فرمایا ہے

"ان اللہ ارحم بعبدہ من الوالدۃ بولدھا"

ترجمہ: بے شک خدا اپنے بندے پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ رحم کرتی ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ عورت نے عرض کیا۔ ماں اپنے بچے کو اس تنور میں نہیں ڈالے گی۔ خدا کس طرح جہنم میں اپنے بندے کو آگ میں ڈالے گا۔ یہ سن کر رسول اللہؐ رونے لگے اور فرمایا:

"ان اللہ لا یعذب بالنار الا من الف ان یقول لا الہ الا اللہ"

ترجمہ: خدا کسی کو آگ کے ساتھ عذاب نہیں دے گا۔ مگر وہ جس نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا۔

اسی طرح آیات بینات تمام کی تمام خدا کی توحید کو ثابت کرتی ہیں۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔ **"قل ھو اللہ احد"** **"والھکم الہ واحد"** **"لا الہ الا ھو الحی القیوم"** کہہ دو کہ اللہ ایک ہے، اور تمہارا معبود یکتا و تنہا معبود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں مگر وہ حی و قیوم۔

https://www.shiabookspdf.com/

یہودیوں اور عیسائیوں کا کفر اس بات سے ظاہر ہو جاتا ہے کیوں کہ وہ خدا کا شریک قرار دیتے ہیں۔ جیسے کہ خدا عیسائیوں کے کفر کے بارے میں فرماتا ہے:

"لقد کفر الذین قالو ا ان اللّٰہ ثالث ثلاثۃ"

ترجمہ: کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تین کا تیسرا ہے۔

ایک اور مقام پر فرماتا ہے

"وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللّٰہ"

ترجمہ: نصاری نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اسی طرح یہودیوں کے کفر کے متعلق فرماتا ہے

"وقالت الیھود عزیز ابن اللّٰہ"

ترجمہ: یہودیوں نے کہ عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔

پس جس نے بھی خدا کا شریک قرار دیا اور اس کے جسم کا قائل ہوا وہ اجمالاً کافر ہے۔

ذاتِ واجب الوجود یعنی پروردگار عالم کی وحدت پر بہت زیادہ دلیلیں ہیں۔ لیکن ہم ان میں سے چند ایک کو ذکر کرتے ہیں۔

پہلی دلیل

یہ ہے کہ اس کائنات کے نظام کا ملاحظہ کیا جائے تو ہمیشہ سے ایک جیسا نظر آتا ہے۔ آسمان میں سورج، چاند اور ستاروں کی حرکات ایک طریقے پر ہیں چار موسم اول سے اسی طرح ہیں۔ فصلوں اور گھاس پھوس کا اگنا اور تمام حیوانات کا پیدا ہونا اول سے ایک جیسا ہے اور ایک ہی قاعدہ قانون کے مطابق ہے۔ جس سے ہر صاحبِ شعور کو یہ یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ یہ تمام کام ایک ہی خدا کے ہیں۔ کیوں کہ اگر دو خدا ہوتے تو ان کے درمیان اختلاف لازمی طور پر پیدا ہو جاتے۔ بلکہ آسمان و زمین فاسد ہو جاتے۔ کیوں کہ اگر کسی ملک میں دو بادشاہ ہوں یا کسی شہر

https://www.shiabookspdf.com/

میں دو حاکم ہوں تو وہ ملک اور شہر کبھی بھی سالم نہیں رہ سکتا۔ اسی لیے خدا سورۃ انبیاء آیت ۲۲ میں فرماتا ہے۔

"ولو کان فیھما الھة الا اللہ لفسدتا"

ترجمہ: اگر آسمان اور زمین میں دو خدا ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی وصیت فرماتے ہوئے امام حسن علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

"واعلم یا بنی انه لو کان لربک شریک لاتتک رسله و لرایت آثار ملکه و سلطانه"

ترجمہ: اے میرے بیٹے جان لو! اگر تیرے رب کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے رسول تیرے پاس آتے اور تو اس کے ملک اور بادشاہی کے آثار دیکھتا۔ خدا کی وحدانیت پر

دوسری دلیل

یہ ہے کہ شریک وہ رکھتا ہے جس میں نقص اور عجز پایا جاتا ہو۔ اور ہم نے ثابت کیا ہے کہ خدا میں نہ نقص ہے اور نہ ہی عجز۔ اگر نقص اور عجز ہوتا تو اس میں اور بندے کے درمیان کوئی فرق نہ ہو۔

تیسری دلیل

یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء، کرامات اور معجزات اور اپنے خالق العادہ افعال کے ساتھ آئے اور سب نے متفق ہو کر اس بات کی گواہی دی ہے کہ خدا وحدہ لا شریک ہے اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اجماع اور تواتر علم یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ انبیاءؑ کی اتنی بڑی تعداد جھوٹ پر جمع ہو گئی ہو۔ یا یہ کہ سب نے غلطی کی ہو۔

پس جب تمام انبیاءؑ، اولیاء اور عقلاء خالق کائنات کے وجود اور اس کی

https://www.shiabookspdf.com/

وحدانیت اور ہر لحاظ سے اس کے کامل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ کہ اس میں کوئی عیب موجود نہیں ہے تو اس سے ہر عقل مند انسان یقین حاصل کر لیتا ہے کہ یہ بات حق ہے اور انبیاءؑ کی اس جماعت نے اپنی کامل عقلوں اور روشن معجزات کے ساتھ بالکل صحیح سمجھا ہے اور اطلاع دی ہے اور کسی غلط چیز پر اتفاق نہیں کیا۔ اور یہ ایک واضح اور روشن دلیل ہے خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت پر۔

چوتھی دلیل:

جو کئی خداؤں کا قائل ہے تو اسے دلیل پیش کرنی چاہیے۔ کیوں کہ جو بھی زیادہ خدا ہونے کا قائل ہے تو وہ حتمی طور پر وحدت کا قائل ہوا ہے۔ جب تک ایک کا قائل نہ ہو تو ایک سے دو اور دو سے تین تک کیسے جا سکتا ہے۔ پس جو تعدد کا قائل ہے ہم اس سے کہیں گے کہ دلیل پیش کرے۔ کیوں کہ خدا سورۃ انبیاء آیت ۲۴ میں فرماتا ہے۔:

"ام اتخذوا من دونہ آلھۃ قل ھاتو ابرھانکم"

ترجمہ: کیا انہوں نے خدا وحدہ لاشریک کے علاوہ خدا بنا لیے ہیں۔ ان سے کہو دلیل پیش کرو۔ پس پتا چلا کہ توحید اور وحدانیت کے اثبات کے لیے بے شمار دلیلیں ہیں۔

توحید چار طرح کی ہے: ذاتی، صفاتی، افعالی، عبادتی۔

توحیدِ ذاتی، یعنی خدا ایک ہے اس کا مثل، شریک، اور کفو کوئی نہیں ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہے۔

"قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد"

اور توحیدِ صفاتی سے مراد یہ ہے کہ اس کی صفات عین ذات ہیں ۔ جیسے کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

"کمال توحیدہ نفی الصفات عنہ"

ترجمہ: اس کی کمال توحید یہ ہے کہ ں سے صفات کی نفی کرنا جیسے کہ پانی کا تر ہونا، اور تیل کی چکناہٹ ان کی ذاتی ہے۔ علم وقدرت وحیات اور باقی صفات کمالیہ خدا کی ذات اقدس کا لازمہ ہیں

توحید افعالی سے مراد یہ ہے کہ خدا کے تمام افعال مثلاً مارنا، زندہ کرنا، عزت دینا، ذلیل کرنا، بیمار کرنا، اور شفا دینا، غنی اور فقیر کرنا، نعمت اور بلا دینا، روزی دینا اور تمام امور کی اصلاح اس کے ید قدرت میں ہے اور خدا کے علاوہ کوئی بھی ان امور میں مداخلت اور تصرف نہیں رکھتا۔

"تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیئ قدیر"

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس کے ید قدرت میں تمام ملک ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔:

"قل ارأیتم ان اصبح ماء کم غوراً فمن یا تیکم بماءٍ معین"

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دو اگر تمہارا پانی زمین کے اندر چلا گیا ہو تو کون ہے جو تمہارے لیے مزے دار پانی لائے۔

ملا رومی مثنوی میں نقل کرتے ہیں ایک شخص جو طبیعی مذہب رکھتا تھا ایک مدرسہ کے دروازے کے پاس سے گزرا تو اس نے ایک بچے کو مذکورہ آیت کی تلاوت کرتے سنا۔ نعمت کا انکار اور غرور کرتے ہوئے کہنے لگا۔

مابہ ضرب بیل و تیزی تبر — آب را آریم از پستی زبر

شب بخفت و دید اویک شیر مرد — زد طبانچہ ہر دوچشمہ کور کرد

گفت زین دو چشمہ چشم ای شقی — باتبر نوری بر آر ار صادقی

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: ہم بیلچہ اور کلہاڑے کے ذریعے سے زمین کے نیچے سے پانی نکال لیں گے۔

یہ مغرور شخص ایک رات سویا تو ایک شیر جیسے مرد کو دیکھا۔ جس نے اس کی دو آنکھوں پر ایسا تھپڑ مارا کہ اسے اندھا کر دیا۔

اور اس سے کہا اے بد بخت آنکھوں کے ان دو چشموں سے اپنی بینائی کلہاڑے کے ذریعے سے لا کر دکھلا اگر تو سچا ہے۔

پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس پوری کائنات کے تمام امور خدا کے یہ قدرت میں ہیں۔ اور کوئی بھی حتیٰ کہ انبیاءؑ اور اولیاء بھی مداخلت اور تصرف کا حق نہیں رکھتے۔ اسی لیے جب بھی کوئی معجزہ یا کرامت ظاہر ہوتی، مثلاً انبیاءؑ یا اولیاء کسی مردے کو زندہ کرتے یا مریض کو شفا دیتے یا فقیر کو غنی کرتے تو فوراً اس کی نسبت خدا کی طرف دیتے تھے تا کہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ یہ حضرات مستقل طور پر اور بلا واسطہ اور بلا رابطہ اثر کو ایجاد کر سکتے ہیں۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم سے کہا

"انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللّٰہ وابرئ الاکمہ والابرص واُحی الموتٰی باذن اللّٰہ"

ترجمہ: بے شک میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی آیت اور نشانی لے کر آیا ہوں۔ بے شک میں تمہارے لیے مٹی سے صورت پرندہ بناؤں گا پھر اس میں پھونک ماروں گا پس وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائے گا۔ اندھے اور برص والے کو شفا دیتا ہوں اور مردے کو زندہ کرتا ہوں خدا کے حکم سے۔ اس کے باوجود کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے تمام کاموں کی نسبت خدا کی طرف دیتے تھے۔ لیکن لوگ پھر بھی ان کے بارے میں غلو کرتے تھے۔ اور انہیں خدا کہتے تھے۔ اسی طرح ہمارے آئمہ علیہم السلام جب بھی کوئی معجزہ یا کرامت ظاہر کرتے تو فوراً اس کی نسبت خدا کی طرف

https://www.shiabookspdf.com/

دیتے تھے۔ تا کہ لوگ ان کے بارے میں غلو نہ کریں۔ لیکن پھر بھی احمق اور بے وقوف لوگوں نے ان کے بارے میں غلو کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ توحید افعالی میں مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

توحید عبادتی یہ ہے کہ عبادت میں اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ہر عمل کو خالص بجالاؤ۔ ریا اور خواہشات نفسانی کو عبادت میں داخل نہ کرو۔ اس لیے خدا فرماتا ہے۔

"من کان یرجوا لقاء نا فلیعمل عملاً صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربه احداً"

ترجمہ: اگر اپنے رب کے ساتھ ملاقات کرنا چاہتے ہو تو عمل صالح بجالاؤ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یعنی خدا کی عبادت اس کی رضا کے لیے کرو۔ نہ کہ مخلوق کی رضا کے لیے۔ یا ہوا و ہوس کی اتباع کرتے ہوئے۔ پس معلوم ہوا کہ ہوا پرستی اور خدا پرستی جمع نہیں ہو سکتے۔ خدا فرماتا ہے:

"افرأیت من اتخذ الٰهه هواه"

ترجمہ: کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔ یعنی جو کام اور عمل بھی کرتا ہے اپنی خواہشات کے مطابق کرتا ہے۔ لوگ عبادت کرنے میں چار طرح کے ہیں۔ کچھ خواہشات نفس کی عبادت کرتے ہیں۔ اور کچھ شیطان کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"الم اعهد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انه لکم عدو مبین"

ترجمہ: اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بے شک وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔

کچھ لوگ دنیا کی عبادت کرتے ہیں اور کچھ خدا کی۔ جیسے کہ کتب مقاتل میں ملتا ہے کہ جس دن امام حسین علیہ السلام کربلا کی زمین میں تشریف لائے تو فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com/

"ان النـاس عبيـد الـدنيـا والـديـن لـحق علـى الـسنتهم يحوطونه مادرت معايشهم فاذا محصوا بالبلا قل الديانون"

ترجمہ: لوگ دنیا کے بندے ہیں۔ اور دین صرف ان کی زبانوں کا لقلقہ ہے۔ وہ اپنی زندگی کے امور کے گرد گھومتے ہیں۔ جب وہ بلا میں گرفتار ہوتے ہیں تو دین دار لوگ بہت کم نظر آتے ہیں۔ دنیا پرستوں میں سے ایک گروہ نے جب یہ سنا کہ بے وفا کوفیوں نے حضرت مسلمؑ کو شہید کر دیا ہے تو منزل زبالہ پر امام حسینؑ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ سید ابن طاؤسؒ لکھتے ہیں:

"فتفرق عنه اصحاب الا طماع والا رتياب"

ترجمہ: یعنی طمع اور لالچ رکھنے والے لوگوں نے حضرت کو چھوڑ دیا

ایک اور گروہ نے شب عاشور حضرت کو چھوڑ دیا۔ جیسے کہ اسی کتاب کی پہلی جلد میں حضرت سکینہؑ سے نقل ہو چکا ہے ایک اور دنیا پرست گروہ نے ابن زیاد سے انعام حاصل کیا۔ کربلا میں نواسۂ رسولؐ کے ساتھ جنگ کی اور جب واپس ابن زیاد کے پاس آئے تو وہاں رجز پڑھنے لگے اور فخر کرنے لگے۔ ایک ملعون کہنے لگا۔

"املاو کابی فضةً وذهباً"

ترجمہ: مجھے سونے اور چاندی سے لاد دو۔

اور دس حرام زادے رجز پڑھ رہے تھے۔

"نحن رضضنا الصدر بعد الظهر"

ترجمہ: ہم نے سینے کے بعد حسینؑ کے سینے کو پامال کیا

(الا لعنة الله على الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۴۸

ای کہ گوئی ہم علی وہم عمر　　　　اعوری از نور و ظلمت بہرہ ور
یا بیا پروانۂ این نورشو　　　　یا برو خفاش باش وکورشو

ترجمہ: جو علی علیہ السلام اور حضرت عمر دونوں سے محبت کا اظہار کرتا ہے وہ نور اور ظلمت کو ایک آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ یعنی نور اور تاریکی میں کوئی فرق نہیں کر رہا یا تو نور کا پروانہ بنو یا پھر چمگادڑ کی طرح اندھے ہو جاؤ۔

خداوند قدس سورۃ احزاب آیت ۴ میں فرماتا ہے۔

"ما جعل اللّٰہ لرجل من قلبین فی جوفہ"

ترجمہ: خدا نے کسی مرد کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔ اس کائنات میں جو چیزیں محال ہیں ان میں سے ضدین کا ایک جگہ جمع ہونا ہے۔ جیسا کہ آپ کہیں کہ اس وقت دن بھی ہے اور رات بھی ہے۔ اسی طرح یہ کہو کہ رات سیاہ بھی ہے اور سفید بھی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ حضرت امیر المومنینؑ اس گزشتہ آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ خدا نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنایا کہ ایک دل سے وہ کسی شخص سے محبت کرتا ہو اور دوسرے دل سے اس کے دشمن سے محبت کرتا ہو۔ خدا تعالیٰ سورۃ مجادلہ آیت ۲۲ میں فرماتا ہے۔

"لا تجد قوماً یومنون باللّٰہ والیوم الاخر یوادّون من حاد اللّٰہ ورسولہ"

ترجمہ: تم ایسی قوم نہیں پاؤ گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور اس سے بھی محبت رکھتی ہو جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی رکھتا ہے۔

جامع الاخبار میں رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا: خدا

https://www.shiabookspdf.com/

تعالٰی نے فرمایا ہے

"انی وضعت خمسة اشياء فی خمسة والناس يطلبون فی خمسة اخریٰ فمتی يجدون"

ترجمہ: میں نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں رکھا ہے حالانکہ لوگ انہیں کسی اور پانچ میں تلاش کرتے ہیں پس کس طرح وہ انہیں حاصل کر سکتے ہیں۔

"انی وضعت العلم والحكمة فی الجوع والناس يطلبون فی الشبع فمتی يجدون"

ترجمہ: میں نے علم اور حکمت کو بھوک میں رکھا ہوا ہے لوگ انہیں پرخوری میں تلاش کرتے ہیں وہ کس طرح پائیں۔

۲۔ **"وضعت الراحة فی الجنة والناس يطلبون فی الدنيا فمتی يجدون"**

ترجمہ: میں نے راحت و آرام جنت میں قرار دیا ہے لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔پس وہ کب پائیں گے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

گر گریزی بر امید راحتی زان طرف ہم پیشت آید آفتی

ہیچ کنجی بی در و بی بام نیست جز بہ خلوت گاہ حق آرام نیست

ترجمہ: اگر تو راحت و آرام کی امید کی وجہ سے دنیا طلب ہو گیا ہے اور آخرت کو فراموش کر چکا ہے تو یہ بھی جان لے کہ آفت پھر بھی تیرے پاس آ ہی جائے گی

کوئی خزانہ بھی دروازے اور چھت کے بغیر نہیں ہے۔ اور حق کی خلوت گاہ یعنی جنت کے علاوہ کہیں آرام نہیں ہے۔

انسان اس دنیا میں آرام اور راحت حاصل کرنے کے لیے تکلیفیں اٹھا کر اسباب فراہم کرتا ہے اور وہی اسباب اس کے لیے وبال جان بن جاتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

https://www.shiabookspdf.com/

اذا تم امر بدا نقصه   توقع زوالا اذا قیل تم

ترجمہ: کوئی کام بھی اس دنیا میں مکمل ہونے والا نہیں ہے اگر وہ مکمل ہو بھی گیا تو اسے زوال اور فنا کا خطرہ ہے۔

ابواب الجنان میں شداد کے احوال بیان کرتے ہیں۔ جس نے جنت بنوائی تھی۔ اس کی تعمیر میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگی ہوئی تھی۔ اس میں درخت جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ مٹی کی جگہ پر مشک وغیرہ اور زعفران بچھایا گیا تھا۔ ہر روز دو لاکھ کاریگر اور مزدور اس میں کام کرتے تھے۔ خدا نے اس بہشت کی تعریف قرآن میں فرمائی ہے۔ سورۃ فجر آیت ۶ میں فرماتا ہے۔

"الم تر کیف فعل ربک بعادارم ذات العماد . التی لم یخلق فی البلاد"

یہ بہشت تین سو سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ ایک دن شداد اپنے تمام لشکر کے ساتھ بڑی شان وشوکت کے ساتھ اسے دیکھنے آیا۔ ایک پاؤں ابھی رکاب سے باہر آیا تھا اور دوسرا رکاب ہی میں تھا کہ عزرائیل پہنچ گئے۔ اور روح کو قبض کر لیا۔ آسمانی بجلی آئی جس نے جلا کر راکھ کر دیا۔ اور راکھ کو ہوا اڑا کر لے گئی۔ اور بہشت حکم خدا سے نگاہوں سے غائب ہوگئی۔ معلوم ہوا جنت زحمت اور مشقت کا گھر ہے۔ اس دنیا میں راحت نہیں ہے۔ کیونکہ راحت و آرام اللہ تعالیٰ نے جنت میں رکھا ہے۔

۳۔ **"وضعت الغناء فی القناعة ولناس یطلبون فی المال فمتی یجدون"**

ترجمہ: میں نے غناء کو قناعت میں رکھا ہے لوگ اسے مال میں طلب کرتے ہیں۔ پس وہ کیسے حاصل کرسکیں گے۔

گفت چشم مرد دنیا دار را   یا قناعت پر کند یا خاک گور

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ دنیادار کی آنکھ یا تو قناعت کے سبب پر ہوگی یا پھر اسے قبر کی مٹی پر کرے گی۔

۴۔ ''وضعت العز فی اطاعتی والناس یطلبون فی ابواب السلاطین فمتی یجدون''

ترجمہ: میں نے عزت کو اپنی اطاعت میں رکھا ہے اور لوگ اسے بادشاہوں کے دروازوں پر تلاش کرتے ہیں۔ کس طرح وہ حاصل کریں گے۔

۵۔ ''وضعت رضائی فی مخالفة الھویٰ والناس یطلبون فی مخالفتی فمتی یجدون''

ترجمہ: میں نے اپنی رضا اور خوشنودی خواہشات کی مخالفت میں رکھی ہے اور لوگ اسے میری مخالفت میں طلب کرتے ہیں۔ کیسے پائیں گے۔

پس معلوم ہوا کہ خدا پرستی اور خواہشات کی اطاعت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ ہاں بندہ خدا کی اطاعت اور فرمابرداری اور خواہشات نفسانی کی مخالفت کر کے مخلوقات میں وہ بلند مقام اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے کہ ہر طرح کا تصرف اور اختیار پیدا کر لیتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

زملک تاملکوتش حجاب بر گیرند ہر آنکہ خدمت جام جہان نما بکند

ترجمہ: جس نے بھی محنت سے کام لیا اس کے سامنے سے تمام پردے دور ہو جاتے ہیں۔

کچھ اہل عرفان مقام عبودیت کو اس لوہے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جسے آگ میں رکھا جائے تو وہ خود بھی آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے۔

موم وہیزم چون فدای نارشد گوید او من آتشم من آتشم
آتشم من گر تراشک است وظن آزمون کن دست رابرمن بزن

ترجمہ: موم اور لکڑی جب آگ پر فدا ہوئی تو اس تاریک اور ظلماتی ذات انوار میں تبدیل ہوگئی۔ اور اس نے آگ کا رنگ اور طبیعت حاصل کر لی اور اب یہ کہتی ہے کہ میں آگ ہوں میں آگ ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

میرے آگ ہونے میں اگر کوئی شک وشبہ ہے تو آزمائش کے طور پر مجھ پر ہاتھ لگا کر دیکھ لو خوب بخود معلوم ہو جائے گا پس بندگی کے ذریعے سے ایک بلند واعلیٰ مقام حاصل کر لیتا ہے۔ اور پھر خدائی کام کرنے لگ جاتا ہے۔ بہر حال خدا کے حقیقی بندے کم ہیں۔ بندے یا تو اپنی خواہشاتِ نفس کے بندے ہیں جیسے کہ خدا فرماتا ہے:
''افرأیت من اتخذا لھہ ھواہ'' کیا تو نے اسے دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔ یا لوگ شیطان کے بندے ہیں جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔:

''الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انه لکم عدو مبین''

ترجمہ: اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا کیوں کہ بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

اور کچھ لوگ دنیا کے بندے ہیں، جیسے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: النـاس عبید الدنیا'' لوگ دنیا کے غلام ہیں۔ پس خدا کا حقیقی بندہ وہ ہے جو خواہشان نفسانی کو ترک کرے اور ہر عبادت خالصۃً خدا کے لیے بجالائے۔ اور اپنی ذات کو خدا کے لیے مختص کردے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

بر در میکدہ رندان قلندر باشند کہ ستانند و دھند افسر شاہنشاہی
خشت زیر سروبرتارک ہفت اختر پای دست قدرت نگر ومنصب صاحب جاہی
اگرت سلطنت فقربہ بخشند ای دل کمترین ملک توازماہ تاماہی

ترجمہ: شراب خانے کے دروازے پر عیاش لوگ بھی درویش ہوتے ہیں جو تعریف کرتے ہیں اور شہنشاہی تاج دیتے ہیں۔

سر کے نیچے اینٹ رکھنے والا اور تمام دنیا کو ترک کرنے والا ایک عظیم طاقت حاصل کر لیتا ہے۔

اے دل اگر تجھے فقر کی سلطنت دے دی جائے تو تیر کمترین ملک چاند سے لیکر مچھلی تک تھا۔

https://www.shiabookspdf.com/

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بندہ اپنی تمام ہستی اور وجود اپنے مولا کے راستے میں اس لیے قربان کرتا ہے کیوں کہ اس نے نفس امارہ کی اطاعت کو ترک کیا ہوتا ہے ہے اور نفس امارہ جن چیزوں سے کراہت کرتا ہے ان کو ہمیشہ بجالاتا رہا ہے۔

ناز پرورد نعم بعرد راہ بہ دوست   عاشقی شیوہ زندان بلاکش باشد

ترجمہ: نعمتوں میں زندگی گزارنے والا اپنے دوست تک پہنچنے سے قاصر رہتا ہے عشق کرنا توان لوگوں کا شیوہ ہے جو بلاؤں میں رہتے ہیں۔

اور خدا کی طرف متوجہ ہونا یعنی نفس امارہ کے ساتھ جہاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کا محتاج سمجھے۔

بہ پادشاہی عالم فرونیاردسر   اگر زسر قناعت خبر شود درویش

ترجمہ: اگر درویش آدمی کو قناعت کا راز معلوم ہو جائے تو پوری دنیا کی شاہی کو ٹھوکر مار دے۔

کیوں کہ آل محمد علیہم السلام نے بندگی کے تمام مراتب کو مکمل طور پر طے کیا تھا اس لیے ولایت مطلقہ رکھتے تھے۔ یعنی خدا نے پوری کائنات کے اختیارات ان کو عطا کر دیے تھے۔ اس لیے وہ تمام عوالم امکانیہ میں تصرف کرنے کی قوت پیدا کر چکے تھے۔ اس لیے جو بھی چاہتے تھے کر سکتے تھے۔ زملک تاملکوتش حجاب برمی گیرند یعنی تمام پردے ان کے سامنے سے دور ہو جاتے تھے:

اگر سلطان مارا بندہ باشی   ہمہ گیرند و تو در خندہ باشی
ہمہ مشتاق دیدار تو باشند   تو صد پردہ بہ رخ افکندہ باشی
بہ شاہان می فروشی نخوت و ناز   اگر پیر مغان را بندہ باشی

ترجمہ: اگر تو ہمارے آقا اور مولا کا غلام بن جائے تو تجھ سے ہر غم دور ہو جائے گا اور تو خوش رہے گا۔

تو نے اپنے اوپر کتنے بھی پردے ڈال رکھے ہوں ہر کوئی تیری زیارت کا مشتاق ہوگا۔ اگر تو اپنے مولا کا بندہ بن جائے تو بادشاہوں کو بھی ناز ونخرہ دینے کے قابل ہوگا۔ اسی لیے آل محمد علیہم السلام کے اعضاء و جوارح سے خدا کی قدرت کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اور یہ آثار زندگی اور بعد از زندگی بھی ظاہر ہوتے رہے خاص طور پر ہمارے مولا و آقا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کے سر مقدس پہ آثار و کرامات اور معجزات ظاہر ہوتے رہے۔

خولی کی بیوی کی داستان

برغانی مخزن البکاء، تحفۃ المجالس، روضۃ الشہداء، بحر المصائب اور فتوحات القدس میں ابو حنیفہ دینوری سے نقل کرتے ہیں کہ خولی ملعون کا گھر کوفہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ اس کی زوجہ مومنہ اور محبِّ اہل بیت علیہم السلام تھیں جب یہ اپنے گھر گیا تو اس نے اس کے ڈر سے سر مقدس کو تنور میں چھپا دیا تا کہ عورت کو پتہ نہ چل سکے۔ اس کے بعد اپنی بیوی کے پاس آیا اس کی بیوی نے پوچھا چند دنوں سے تم کہاں تھے۔؟ اس حرام زادے نے کہا۔ ایک شخص نے یزید کے خلاف بغاوت کی تھی اس سے جنگ لڑنے گیا تھا۔ اس کی بیوی نے کھانا دیا وہ کھا کر سو گیا۔ اس عورت کی عادت تھی نماز شب کے لیے اٹھتی تھی۔ جب اٹھ کر اپنے کمرے سے باہر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ پورا گھر چمک رہا ہے۔ جیسے گھر میں کئی ہزار شمعیں اور چراغ جلائے گئے ہوں۔

بہ حیرتم کہ حیر اخانہ ہم چراغان است	مگر کہ کعبہ و این شام عید قربان است
پرندا بن ہمہ مرغان چرا بہ خانہ ما	بہ دست ما مگر انگشتر سلیمان است

ترجمہ: میں حیران ہوں کہ میرے گھر میں یہ چراغاں کیسا۔ کیا میرا گھر خانہ کعبہ ہے اور آج کی رات عید قربان کی رات ہے۔

سارے پرندے میرے گھر کی طرف کیوں اڑتے ہوئے آرہے ہیں کیا میرے ہاتھ میں سلیمانی انگوٹھی ہے۔

جب خولی کی بیوی نے غور سے دیکھا تو نور تنور سے نکل رہا تھا۔ تعجب سے کہنے لگی، سبحان اللہ میں نے تو تنور میں آگ ہی نہیں جلائی تھی! جب تنور کے پاس گئی کیا دیکھتی ہے کہ چار عورتیں اس تنور کے پاس آئیں۔ ایک خاتون نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور تنور سے ایک خون آلود سر باہر نکالا۔ اور اپنے سینے پر رکھ کر اسے چوم رہی تھی اور روتی ہوئی کہہ رہی تھی اے

https://www.shiabookspdf.com/

ماں کے شہید بیٹے! اے ماں کے مظلوم بیٹے کس نے تیرے ساتھ یہ ظلم کیے ہیں؟ اور تیرے سر کو تنور کی راکھ میں رکھا ہے۔؟

به ناز بالش راحت نهاده مردم سر | سر تو ہمچو غریبان به روی خاکستر
چه کرده ای که سرت او فتاده بی سامان | گهی به مطبخ وگاهی به دهر تر سایان

ترجمہ: لوگوں کے سر تکیے پر آرام کر رہے ہیں اور تیرا سر پردیسیوں کی طرح راکھ پر پڑا ہوا ہے۔

تیرا کیا قصور ہے کہ تیرا سر بے سہارا کبھی تنور میں نظر آتا ہے اور کبھی نصاریٰ کے گرجا گھر میں۔

خولی کی بیوی کہتی ہے بے اچانک میں نے دیکھا کہ وہ سر مطہر کلام کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے: ''السلام علیک یا اماہ'' اے اماں جان آپ پر میرا اسلام ہو۔

ببخش برمن ای مادر کز استقبال معزورم
زتو شرمنده ام اما چه سازم نیست، مقدورم

ترجمہ: اے اماں جان مجھے معاف فرمانا کہ میں تیرا استقبال نہیں کر سکتا۔ میں آپ سے شرم سار ہوں لیکن کیا کروں میں کچھ کر بھی نہیں سکتا۔

ان مستورات نے اس سر مطہر کو تنور میں رکھا اور چلی گئیں۔ خولی کی بیوی تنور کے پاس آئی سر مبارک کو تنور سے باہر نکالا۔ کیوں کہ اس عورت کو حضرت نے کئی مرتبہ دیکھا تھا۔ دیکھتے ہی پہچان لیا۔ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی اور زمین پر گر گئی۔ بے ہوشی کی حالت میں اس نے ایک آواز سنی کہ اٹھ جاؤ تیرے شوہر کے گناہوں کی سزا تجھے نہیں دی جائے گی۔ عورت نے اس آواز دینے والے سے پوچھا یہ عورتیں کون تھیں۔ اس نے کہا جس خاتون نے سر اٹھایا تھا وہ اس سر مطہر کی ماں فاطمہ علیہا السلام تھیں۔ دوسری خاتون خدیجۃ الکبریٰ، تیسری حضرت عیسیٰؑ کی ماں مریم اور چوتھی فرعون کی بیوی آسیہ تھیں۔ جب اس عورت کو ہوش آیا تو کوئی نظر نہ آیا۔ اس نے سر مبارک کو اٹھا کر دھویا اور خوشبو لگا کر ایک پاک صاف جگہ پر رکھ دیا اور کہنے لگی۔

ای تاره میهمان عزیزم خوش آمدی | ای ہم تو درد و ہم تو طبیبم خوش آمدی

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: اے میرے پیارے مہمان خوش آمدید، اے وہ جو میرا درد بھی ہے اور میرا طبیب بھی ہے خوش آمدید۔

اس کے بعد وہ عورت خولی کے سرہانے آئی اور کہا اے بد بخت یہ کس کا سر مبارک میرے گھر میں لایا ہے جس کی زیارت کے لیے فرشتے گروہ در گروہ ہوکر آرہے ہیں اور تجھ پر لعنت کر رہے ہیں؟ اس کے بعد خولی کی بیوی نے اپنے سر پر چادر لی اور گھر سے باہر چلی گئی۔ خولی نے آواز دی تو میرے بچوں کو چھوڑ کر کہاں جا رہی ہو؟ اس نے کہا بد بخت تو نے میرے مولا کے بچوں کو یتیم کیا ہے اس لیے میں تیرے بچوں کو بھی یتیم کروں گی۔

نمی دانم کہ درایں سرچہ شور است — گہی در دیر و گاہی در تنور است

گہی زینت دہ نرم یزید است — گہی در مجلس عیش و سرور است

ترجمہ: معلوم نہیں اس سر مبارک میں کیسا شور ہے۔ کبھی گرجا گھر میں اور کبھی تنور میں نظر آتا ہے۔

کبھی یہ سر یزید کی محفل کی زینت نظر آتا ہے اور کبھی عیش و عشرت کی مجلس میں رکھا ہوا نظر آتا ہے۔

جب صبح ہوئی تو حرام زادے نے اس سر مقدس کو ایک طبق میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے زمین پر رکھ دیا اور وہ حرام زادہ بار بار حضرت کے مبارک لبوں اور دانتوں پر چھڑی مارتا رہا

(الا لعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۵

توحید اور معرفت

چوں عبادت بود مقصود از بشر — شد عبادت گاہ گردن کش سقر
ما خلقت الجن والانس این بخوان — جز عبادت نیست مقصود از جہان
زندگی باشد برای بندگی — ورنہ باشد زندگی شرمندگی
بندہ آن باشد کہ بی اکراہ و خشم — ہر چہ گویندش کن گوید بہ چشم
از خودی بگذر کہ تا یابی خدا — فانی حق شو کہ تا یابی بقا

ترجمہ: کیوں کہ بشر کے پیدا کرنے کا مقصد عبادت تھا۔ اس لیے ہر منکر کا ٹھکانہ جہنم ہوا۔

خدا کا فرمان **"ماخلقت الجن و الانس"** پڑھو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کائنات کے پیدا کرنے کا مقصد سوائے عبادت کے اور کچھ نہیں ہے۔

یہ زندگی صرف اور صرف بندگی کے لیے ہے اس کے علاوہ زندگی میں صرف شرمندگی رہ جاتی ہے۔

بندہ وہ ہے جو بغیر چون و چراں کے ہر اس حکم کو دل سے مان لے جو اسے دے دیا جائے اگر تو دل اور زندگی میں گرمائش چاہتا ہے تو بندگی کرو بندگی کر اور بس بندگی۔

اگر خدا کو پانا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو بھول جا اگر ہمیشہ کی زندگی چاہتا ہے تو حق یعنی خدا کا بن جا۔

خداوند قدس سورہ ذاریات آیت ۵۶ میں فرماتا ہے

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"

ترجمہ: میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اپنی عبادت کے لیے۔

اور تمام عبادات میں سے افضل اور اشرف تحصیل علم اور معرفت ہے۔ بلکہ خلقت

https://www.shiabookspdf.com/

کی علت اور وجہ معرفت تھی۔ جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"ان اول عبادة الله المعرفة به"

ترجمہ: بے شک خدا کی پہلی عبادت اس کی معرفت ہے۔

حدیث قدسی میں خدا فرماتا ہے:

"کنت کنزاً مخفیًا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف"

ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

بہر اظہار است این خلق جہان — تانماند گنج حکمتھا نہان

حق زایجاد جہان افزون نشد — آنچہ اول آن نبود اکنون نشد

در اثر افزون شد و در ذات نی — ذات را افزونی و آفات نی

ترجمہ: اظہار کی خاطر اس جہان کو پیدا کیا گیا ہے تا کہ حکمت کے خزانے چھپے نہ رہ جائیں۔

اس جہان کے پیدا ہونے سے حق میں کوئی اضافہ رونما نہیں ہوا۔ جو وہ پہلے نہ تھا اب بھی نہیں ہوا۔

وہ اثر میں زیادہ ہوا ہے ذات میں نہیں۔ اس کی ذات میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوا۔ پس انسان کے وجود کو خدا کی معرفت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ بہر حال ذات کی معرفت محال ہے۔

بہ عقل نازی حکیم تاکی — بہ فکرت این رہ کمی شود طی

بکنہ ذاتش خرد نبرد پی — اگر رسد خس بقعر دریا

ترجمہ: اے حکیم یعنی اے عقلمند اپنی عقل پر کہاں تک فخر کرو گے۔ تو اپنی فکر کے ذریعے اس راہ کو طے نہیں کر سکتا۔

اس کی ذات کی حقیقت تک عقل نہیں پہنچ سکتی۔ اگر چہ تنکا سمندر کی تک پہنچ جائے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس مقام میں تو تمام مخلوقات سے افضل واکمل اور عاقل ترین ذات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عاجزی کا اقرار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جیسے کہ آپ کا فرمان ہے: "ما عرفناک حق معرفتک" "ہم تیری حقیقی معرفت حاصل نہیں کر سکتے۔ پس خدا کی معرفت سے مراد اس کی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کو جاننا ہے۔

صفات ثبوتیہ کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ صفات ثبوتیہ ذاتی ہیں اور کچھ فعلی ہیں۔ ذاتی وہ صفات ہیں جو ہمیشہ خدا میں پائی جاتی ہیں اور اس سے جدا نہیں ہوتیں۔ اور ان کی ضد کے خدا میں قائل نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ایسے نہیں ہو سکتا کہ کسی وقت اس میں قدرت اور علم ہو اور کسی وقت نہ ہو۔ کسی وقت حکمت وعدالت رکھتا ہو اور کسی وقت نہ رکھتا ہو۔ کسی وقت حیات و زندگی رکھتا ہو اور کسی وقت نہ رکھتا ہو۔ اور صفات فعلی وہ صفات ہیں جن کو کبھی خدا سے جدا کیا جا سکتا ہے۔ کبھی وہ ہوتی ہیں اور کبھی نہیں ہوتیں۔ جیسے خالقیت، رازقیت، غفاریت، رحمانیت، اور ان جیسی دوسری صفات ان میں کہا جا سکتا ہے کہ آج خدا نے خلق کیا ہے اور آج سے ایک لاکھ سال قبل پیدا نہیں کیا۔ اب رزق دیتا ہے اور ایک لاکھ سال قبل رزق نہیں دیا کیوں کہ اس وقت مخلوق ہی نہیں تھی۔ اس لیے رزق بھی نہیں دیا۔

یا غفاریت والی صفت ہے تو یہ صرف اس وقت فعلی ہوگی جب کوئی مجرم اور گناہ گار پیدا ہوگا۔ تا کہ خدا اس کو معاف کرے اور اس کے گناہ بخشے۔ یا خدا رحیم ہے اور محسن ہے لیکن کبھی خدا کسی مصلحت کی بنا پر اپنے بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ یا تو بندے اس کے حقدار نہیں ہوتے یا ان کے فائدے میں نہیں ہے۔ پس معلوم ہونا چاہیے کہ ان صفات کا پروردگار سے ظاہر ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ حکمت کس چیز کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کے مطابق وہ اپنے بندوں کے ساتھ پیش آتا ہے۔

پس نتیجتاً خدا کی ذاتی صفات وہ ہیں جن کی نفی اور سلب کرنے سے خدا کے لیے کوئی نقص اور عیب پیدا نہیں ہوتا۔ کیوں کہ یہ ثابت ہے کہ وہ تمام نقائص سے پاک ہے بلکہ ہر لحاظ سے کامل ہے۔ پس صفات فعلی کی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے اور ان میں تعریفی

https://www.shiabookspdf.com/

گفتگو ہو سکتی ہے۔

عین الحیات میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا خلق خدا اور اس کی صنعت وخلقت کی عجائبات میں گفتگو ہو سکتی ہے۔ لیکن ذات خدا میں بات نہ کرو۔ سوائے حیرانی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اس کتاب میں ہے حضرت امام زین العابدینؑ سے پوچھا گیا۔ کہ توحید اور خدا کی معرفت کے بارے میں ہمیں بتائیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا جانتا تھا کہ آخری زمانے میں لوگ غور وفکر کرنے والے پیدا ہوں گے۔ اس لیے سورہ توحید (قل ھواللہ احد) اور سورہ حشر کی آخری آیات کو نازل فرمایا۔ تاکہ خدا کو ان صفات کے ساتھ پہچان لیں۔ اور جو کوئی اس میں زیادہ غور وفکر کرے گا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ خدا کی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کی پہچان بھی آئمہ معصومین علیہم السلام کی راہنمائی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کیوں کہ ان معاملات میں عقل تنہا کافی نہیں ہے کیونکہ اگر عقل کافی ہوتی تو حکماء اور علم کلام والے اتنی بڑی بڑی فکریں رکھنے کے باوجود خدا کی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ میں اختلافات نہ کرتے۔ حالانکہ مسئلۂ توحید میں کسی دو آدمیوں کا اتفاق نظر نہیں ہے۔ پس جس نے اپنی ناقص عقل کے ذریعے سے خدا کو پہچاننے کی کوشش کی تو وہ گمراہی میں گر جائے گا۔ جیسے کہ اہل سنت میں سے صوفیہ حضرات ہیں۔ جو خدا کو ایک عام بشر کی صورت میں جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اپنے گدھے پر سوار ہو کر آتا ہے اور آئندہ جمعہ تک زمین کے معاملات کو درست اور مرتب کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ احمقوں نے تو اپنی چھت کے اوپر خدا کے گدھے کے لیے جگہ بھی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اس میں چارہ وغیرہ ڈالا ہوتا ہے تاکہ گدھا آکر کھائے۔ اسی طرح کی اور بھی خرافات ہیں یہ سب اس لیے ہیں کہ ان لوگوں نے خدا کو اپنی ناقص عقل کے ذریعے سے پہچاننے کی کوشش کی ہے۔

قطع این مرحلہ بی ہمرہی خضر مکن ظلمات است بترس از خطر گمراہی

ترجمہ: اس مرحلۂ معرفت کو خضر یعنی راہنما کی راہنمائی کے بغیر طے نہ کرو کیوں کہ راہ

https://www.shiabookspdf.com/

تاریک ہے اس لیے گمراہی سے ڈرو۔

ملا رومی کہتا ہے:

اندر این بحث ازخرد رہ بین بدی ۔۔۔ فخر رازی ، رازدان دین بدی
لیک چون مَن لم یذُق لم یدرِ بود ۔۔۔ عقل و تخیلات او حیرت فزود

ترجمہ: فخر الدین رازی نے اس بحث میں اپنی عقل کو غلط راستے پر چلایا۔ کیوں کہ اس نے معرفت کا ذائقہ نہ چکھا تھا۔ اس لیے وہ علم نہ رکھتا تھا لہٰذا اس کی عقل اور خیالات نے حیرانی میں اضافہ کیا ہے۔

خدا فرماتا ہے:

"وما یتبع اکثرھم الا ظناً ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً"

ترجمہ: اکثر لوگ ظن اور گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ بے شک ظن خدا کو پہچاننے کے لیے کافی نہیں ہے۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"العقل آلة اعطینا ھا لمعرفة العبودیة لا لمعرفة الربوبیة"

ترجمہ: عقل ایسا آلہ ہے جسے خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے تاکہ خدا کی عبادت معرفت کے ساتھ کریں اس لیے نہیں دیا کہ اس کی ذات کی پہچان کریں۔

زیرکی بفروش و حیرانی بخر ۔۔۔ زیرکی ظن است و حیرانی نظر

ترجمہ: عقلمندی کو بیچ دو اور حیرانگی کو خرید لو۔ کیوں کہ عقلمندی ظن وگمان ہے اور حیرانگی نظر وفکر۔

جو بھی اپنی عقل اور ذہانت پر غرور کرنے لگا۔ اور معرفت خدا کے میدان میں بحث ومباحثہ کرنے لگا اس کا انجام بُرا ہے اور گمراہی میں گر جائے گا۔

قابل تعلیم و فہم است این خرد ۔۔۔ لیک صاحب وحی تعلیمش کند
عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ ۔۔۔ عقل کل ساز ای سلطان وزیر

https://www.shiabookspdf.com/

عقل جزوی را و زیر خود مگیر | حسبی اللہ گو کہ اللہ ام کفی
ہمچو کنعان سرز کشتی وامکش | کہ غرورش داد نفس زیر کش
کہ بر آیم بر سر کوہ مشید | منت نوحم چرا باید کشید

ترجمہ: یہ عقل تعلیم اور فہم حاصل کرنے کے قابل ہے اور اس کو تعلیم دینے والا صاحب وحی یعنی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اس چھوٹی عقل کو اپنا وزیر نہ بناؤ بلکہ اے سلطان عقل کل کو اپنا وزیر بنا اپنی عقل کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں قربان کردے اور حسبی اللہ کہ وہ یعنی اللہ کافی ہے۔

نوحؑ کے بیٹے کنعان کی طرح اپنے آپ کو کشتی سے دور مت کروائے تو اس کے چالاک نفس نے غرور میں ڈال دیا تھا۔

اس لیے اس نے سوچا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ مجھے نوحؑ کا احسان مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھانجی و من تخلف عنھا غرق"

ترجمہ: میری اہل بیت کی مثال نوحؑ کی کشتی کی مانند ہے جو بھی اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا جس نے مخالفت کی وہ غرق ہو گیا۔

یعنی جو بھی ہماری ولایت اور محبت رکھتا ہو گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جس کے پاس ہماری ولایت اور محبت نہ ہو گی، جہنم میں ہو گا اور نجات نہ پا سکے گا۔

بہر این فرمود پیغمبر کہ من | ہمچو کشتی ام بہ طوفان زمن
ما واصحابم چو آن کشتی نوح | ہر کہ دست اندر زند یابد فتوح
کشتی نوحیم در دریا کہ تا | رو نگردانی زکشتی زای فتیٰ

https://www.shiabookspdf.com/

ہمچو کنعان سوی ہر کوہی مرو
از نبی "لا عاصم الیوم" شنو

ترجمہ: اسی وجہ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں زمانے کے طوفان میں کشتی کی مانند ہوں اور میرے اصحاب نوحؑ کی کشتی کی مانند ہیں۔ جس نے بھی ہمارا دامن پکڑ لیا وہ کامیاب ہو گیا۔

میں سمندر میں نوحؑ کی کشتی کی طرح ہوں تا کہ اے جوان تو اس سے روگردانی نہ کرے کنعان کی طرح جس پہاڑ کی طرف بھی جاؤ، نبی سے یہ سنو گے کہ آج کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

کوئی بھی حرفت اور صنعت استاد کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ خدا کی معرفت کے حصول میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ کیوں کہ یہی ہستیاں خدا کی معرفت کے استاد ہیں اور خدا نے ان کو صرف راہنمائی اور ہدایت کے لیے پیدا کیا ہے۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اوصیاء اور آئمہؑ وہ دروازے ہیں جن سے گزر کر خدا تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو لوگ خدا کو بھی نہ پہچان سکتے تھے۔ ان کے وسیلے سے خدا نے لوگوں پر اپنی حجت قائم کی ہے۔ پس الغرض خدا کی معرفت کا راستہ ایسا راستہ ہے۔ جس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام چلے ہیں اور اس راستے کی طرف راہ نمائی کی ہے اگر ہم ان کے راستے پر چلے اور ان کی اطاعت کی تو یقیناً نجات حاصل کر لیں گے۔ وگرنہ ہلاک ہو جائیں گے۔

"من اتاکم فقد نجی و لم یأتکم فقد ھلک"

ترجمہ: جو تمہارے پاس گیا اس نے نجات پائی اور جو تمہارے دروازے پر نہ آیا وہ ہلاک ہو گیا۔

یہ چیز صرف ہمارے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام کائنات کی چیزوں نے اس خاندان کی راہنمائی کے ذریعے سے خدا کی معرفت حاصل کی اور ان کی عبادت کو دیکھ کر

https://www.shiabookspdf.com/

عبادت کی یہاں تک کہ جنات جن کو ہم دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ انہوں نے بھی انہیں کے ذریعے معرفت حاصل کی ہے جیسے کہ سید بحرینی مناقب اور عیون المعجزات سے روایت نقل کرتے ہیں:

عطرفہ کا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنا:۔

مدینۃ المعاجز میں سلمان فارسی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد ایسے تھے جیسے چاند کے گرد ستارے، اتنے میں اچانک ایک غبار ظاہر ہوا اور اس سے ایک شخص باہر آیا۔اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری قوم نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ایک گروہ نے ہم پر سرکشی کی ہے ہم آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں اور آپ سے مدد کے طلب گار ہیں۔تا کہ ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے۔اور میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ جس کو بھی بھیجو گے۔کل میں صحیح و سالم آپ کے پاس واپس لے آؤں گا مگر یہ کہ میں خود کسی حادثہ کا شکر ہو جاؤں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"من انت ومن قومک"

ترجمہ: تو کون ہے اور تیری قوم کیا ہے

اس نے کہا:

"انا عطرفة بن شمراح احد بنی نجاح"

ترجمہ: میں عطرفہ بن شمرح ہوں میرا تعلق قوم نجاح سے ہے۔

میں اور میری قوم کے دوسرے جن آسمان کے قریب جا کر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے۔اور آ کر ایک دوسرے کو بتاتے تھے۔جب ہمیں اس عمل سے منع کر دیے گئے تو ہم ایمان لے آئے اور جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لے آئے۔اور آپ کی تصدیق کی اب ایک گروہ جو طاقت میں ہم سے زیادہ ہے۔ہم پر غالب آ گیا ہے اور ہماری زمینوں پر قبضہ کر لیا ہے اور ہم مشکل میں پڑ گئے ہیں۔کسی کو

https://www.shiabookspdf.com/

ہمارے ساتھ بھیجیں تا کہ وہ ان سے ہمارا حق لے کر دے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وعدہ لیا کہ جو بھی اس کے ساتھ جائے گا وہ اسے صحیح و سالم لیکر آئے گا۔ اس نے قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی طرف دیکھا اور فرمایا عطرفہ کے ساتھ جاؤ اور جا کر دیکھو ان کے درمیان کونسا جھگڑا ہے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یہ رہتے کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، زمین کے نیچے، انہوں نے عرض کیا، میں زمین کے نیچے کیسے جا سکتا ہوں اور کیسے ان کے درمیان فیصلہ کر سکتا ہوں اور پھر میں ان کی باتیں بھی سن نہیں سکتا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا، تم جاؤ، انہوں نے بھی یہی جواب دیا، پھر حضرت عثمان سے فرمایا، انہوں نے بھی یہی جواب دیا، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو طلب کیا اور فرمایا یا علیؑ، عطرفہ کے ساتھ جاؤ اور دیکھو ان کے درمیان کیا جھگڑا ہے اور پھر حق کے ساتھ فیصلہ صادر کرو۔ امیر المومنین علیہ السلام اُٹھے۔ تلوار اپنی کمر مبارک پر باندھی اور چل پڑے۔ سلمان فارسی کہتا ہے، میں حضرت کے ساتھ تھا ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے فرمایا، تم واپس چلے جاؤ، اچانک زمین پھٹی اور حضرت عطرفہ کے ساتھ اندر داخل ہو گئے۔ میں اپنے آقا کے لیے بڑا پریشان تھا۔ جب صبح ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا کے ایک گوشے میں آ کر بیٹھ گئے اور علیؑ کا انتظار کرنے لگے۔ حضرت کے اصحاب بھی آپ کے اردگرد بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر تک امیر المومنین علیہ السلام کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن وہ نہ آئے۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے اور کہہ رہے تھے۔

"ان الجنی احتال علی النبی (صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم) و قدار احنا اللّٰہ من ابی تراب"

ترجمہ: جن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکا دیا ہے اور علیؑ سے ہماری جان چھوٹی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فخر کرتے تھے وہ بھی ختم ہوا۔ حضرت اٹھے نماز ظہر پڑھ کر پھر اسی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ عصر کا وقت ہو گیا لیکن علیؑ نہ آئے۔ لوگ ان کے آنے

https://www.shiabookspdf.com/

سے ناامید ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی جب غروب کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے علی علیہ السلام کی موت کا یقین کرلیا تھا۔ اچانک کیا دیکھا کہ زمین شگافتہ ہوئی اور امیر المومنین علیہ السلام آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے باہر آئے اور آپ کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور عطرفہ بھی آپ کے ہمراہ تھا۔

"فقال الیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وقبل بین عینیہ و جبینیہ وقال لہ ما الذی حسبک عنی ھذاالوقت"

ترجمہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کی طرف بڑھے آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ دیا اور کہا کیا ہوا تھا آنے میں اتنی دیر کیوں کی؟

عرض کیا۔ عطرفہ کی قوم کے جو گروہ مخالف تھا میں نے ان کو تین چیزوں کیطرف دعوت دی۔

"الایمان باللّٰہ تعالیٰ والاقرار بنبوتک ورسالتک فابوا"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں آپ کی نبوت کا اور رسالت کا اقرار کریں۔

لیکن انہوں نے انکار کیا۔ دوسری یہ کہ جزیہ دیں لیکن انہوں نے انکار کیا۔ تیسری یہ کہ عطرفہ اور اس کی قوم کے ساتھ صلح کریں زمین اور پانی کو دونوں گروہ برابر کا تقسیم کرلیں لیکن انہوں نے اس بات کا بھی انکار کردیا جب انہوں نے میری ان تین باتوں کا انکار کیا تو پھر میں نے فیصلہ تلوار کے ساتھ کیا اور ان کے اسی ہزار افراد کو قتل کردیا جب اتنے لوگوں کو ہلاک ہوتے دیکھا تو باقی ماندہ افراد نے امان طلب کی اور ایمان لے آئے اور اس وقت تک میں ان کے درمیان تھا۔ عطرفہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اور امیر المومنینؑ کو خدا جزائے خیر عطا فرمائے اس کے بعد وہ چلا گیا۔

پس معلوم ہوا کہ تمام موجودات حتیٰ کہ ملائکہ نے بھی اس خاندانِ عصمت و طہارت کے ذریعے سے ضلالت اور گمراہی سے نجات حاصل کی۔ جیسے کہ سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں۔ ایک دن جبرائیلؑ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود

https://www.shiabookspdf.com/

تھا۔ اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام تشریف لے آئے۔ جبرائیلؑ دیکھ کر تعظیم اور احترام کے لیے کھڑے ہو گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اتقوم لهذا الصبی قال نعم ان له علّی حق تعلیم"

ترجمہ: کیا اس بچے کے لیے اُٹھ رہے ہو؟ جبرائیل نے کہا ہاں کیوں کہ یہ میرے استاد ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کب؟ جبرائیلؑ نے عرض کیا جب خدا نے مجھے پیدا کیا تو فرمایا:

"من انت وما اسمک ومن انا وما اسمی"

ترجمہ: تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے میں کون ہوں اور میرا نام کیا ہے۔

میں حیران تھا کہ کیا جواب دوں۔ اچانک عالم نورانیت میں یہی جوان ظاہر ہوا اور فرمایا، کہو:

"انت ربی الجلیل واسمک الجلیل وانا العبدالذلیل واسمی جبرائیل"

ترجمہ: تو میرا رب جلیل ہے اور تیرا نام جلیل ہے۔ میں عبد ذلیل ہوں اور میرا نام جبرائیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری عمر کتنی ہے انہوں نے عرض کیا مجھے عمر کا تو علم نہیں اتنا پتہ ہے کہ عرش کے ایک گوشہ میں ایک ستارہ تیس ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا ہے اور پھر غروب ہو جاتا ہے اور میں نے اس ستارے کو تیس ہزار مرتبہ طلوع ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

کیوں کہ جبرائیل اپنے استاد کے علمی مقام سے آگاہ تھا اس لیے اس نے چاہا تھا کہ یہ مقام لوگوں کے سامنے بھی ظاہر ہو۔ جیسے کہ مدینۃ المعاجز اور مناقب ابن شاذان میں روایت ہے ایک دفعہ جبرائیل مسجد میں آیا اور ایک بوڑھے شخص کی شکل میں منبر کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اور جب حضرت نے فرمایا "**سلونی قبل ان تفقدونی**" تو منبر کے پاس کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا علیؑ بتاؤ اس وقت جبرائیل کہاں ہے؟ حضرت نے آسمان کی طرف دیکھا پھر زمین کی طرف دیکھا پھر مشرق و مغرب کی طرف دیکھ کر فرمایا "**یا شیخ**

https://www.shiabookspdf.com/

انت جبرائیل" اے بوڑھے شخص تو ہی جبرائیل ہے۔

جبرائیل کا حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے پاس آنا

مدینۃ المعاجز، غایۃ المرام اور بحارالانوار میں روایت ہے کہ جبرائیلؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے پاس ایک ماہی گیر یعنی مچھلیاں پکڑنے والے کی شکل میں آیا۔ جب حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کے پاس سے واپس آئے تو حضرت ہارونؑ نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا۔ حضرت خضرؑ سے کون سی تعلیم حاصل کی اور سمندر میں کونسی عجیب چیزوں کا نظارہ کیا؟

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، جب میں حضرت خضرؑ کے ساتھ سمندر کے کنارے بیٹھا تھا تو ہمارے سامنے دوسرے کنارے پر ایک پرندہ آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک قطرہ پانی کا لیا اور آسمان کی طرف پھینک دیا۔ دوسرا قطرہ لیکر زمین پر پھینک دیا۔ ایک قطرہ مشرق ایک مغرب اور ایک سمندر میں گرا دیا۔ میں اس پرندے کے اس کام سے بڑا حیران ہوا۔ میں نے حضرت خضرؑ سے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اسی دوران ایک ماہی گیر یعنی مچھلیاں پکڑنے والا ہمیں نظر آیا اس نے ہم سے پوچھا، تمہیں کیا ہوا ہے بڑے حیران و پریشان ہو۔ ہم نے اسے واقعہ کی تفصیل بتائی۔ اس نے کہا:

"انا رجل صیاد قدعلمت انتما نبیان ماتعلمان"

ترجمہ: میں ایک مچھلیاں پکڑنے والا شخص ہوں اور اس بات کو جانتا ہوں آپ دونوں نبی ہو کر بھی نہیں جانتے۔

اس پرندے کا نام مسلم ہے اس نے جو آسمان، زمین، مشرق و مغرب اور سمندر میں پانی کے قطرے پھینکے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ آخری زمانے میں ایک پیغمبرؐ آئے گا جو تمام آسمانوں و زمینوں اور شرق و مغرب کا علم رکھتا ہوگا اور اس کے علم کے مقابلے میں تمام اہل مشرق و مغرب کا علم سمندر کے قطرہ کے برابر ہے۔ اس پیغمبر کا علم اس کا چچازاد بھائی وراثت میں حاصل کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

پس معلوم ہوا کہ تمام موجودات نے اس معصوم خاندان کے واسطہ سے خدا کی معرفت حاصل کی ہے اور جہالت کی وادی سے نجات حاصل کی ہے۔ اور اس خاندان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے لوگوں کی راہنمائی کرتے رہیں۔ اور انہیں گمراہی کی وادی سے نکال کر بہشت کی طرف لے جائیں۔ خاص طور پر حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے یہ کوشش تھی کہ لوگوں کی ہدایت اور راہ نمائی کریں۔ اور اپنے نانا کے دین کو رائج کریں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ جیسے کہ حضرت کی زیارت کے الفاظ ہیں۔

"اشھد انک قداقمت الصلوٰۃ و آتیت الزکاۃ وامرت بالمعروف ونھیت عن المنکر واطعت اللہ ورسولہ حتیٰ اتاک الیقین"

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا، خدا اور رسول کی اطاعت کی حتیٰ کہ آپ کو یقین حاصل ہوگیا۔

اور شہید ہو گئے۔ شہادت کے بعد بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے اور اظہار معجزہ کے ذریعے سے لوگوں کی راہ نمائی کرتے رہے۔ جیسے کہ روایات کے مطابق حضرت کے سر مقدس نے کئی مقامات پر کلام فرمایا۔ اور لوگوں کی راہنمائی فرمائی اور انہیں مسلمان کیا۔

صاحب مخزن الواعظین لکھتے ہیں کہ آپ کے سر مقدس نے بہتر مقامات پر کلام کیا۔ اس بات کی ذمہ داری اس کے لکھنے والے پر ہے۔ کتب مقاتل اور معجزات میں جو روایات ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً بیس مقامات پر کلام کیا ہاں اگر قرآن کے آیات کے ہر کلمہ کو ایک معجزہ شمار کریں تو پھر ستر ہزار سے بھی زیادہ شمار ہوتے ہیں۔

قنسرین میں راہب کی داستان:

جب سر مقدس کو شام لے جا رہے تھے جب قنسرین کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک راہب اپنے عبادت خانے میں عبادت میں مشغول تھا۔ وہ باہر آیا تو اس

https://www.shiabookspdf.com/

نے سر مقدس سے نکلتا ہوا ایک نور دیکھا جو آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا اس راہب نے دس ہزار درہم شامی لشکریوں کو دیے اور ان سے سر مقدس لے کر اپنے عبادت خانے میں گیا اس نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا:

"طوبیٰ لک و طوبیٰ لمن عرف حرمتک"

ترجمہ: تجھے مبارک ہو اور اسے مبارک جو تیری حرمت کو جانتا ہے۔

چہ زان سر وبر راہب گشت روشن   فلک گفتا کہ ہذا واد ایمن
بہ راہبی ہاتفی گفتا بہ آواز   کہ امشب کردی عیسیٰ را سرافراز
بدان نزد خدا این سر عزیز است   بہ نزد مادرش مریم کنیز است

ترجمہ: کیوں کہ اس سر مقدس سے راہب کا گھر روشن ہو گیا تھا اس لیے غائبی آواز آئی یہ گھر امن کی وادی ہے۔

راہب کو ہاتف نے آواز دی کہ آج رات تو نے حضرت عیسیٰ کو خوش کر دیا ہے تو نے رقم دے کر اپنی جان سے عزیز سر لیا ہے تجھے یہ سودا بڑا سستا پڑا ہے۔

جان لو کہ یہ سر خدا کے نزدیک بڑا پیارا ہے عیسیٰؑ کی ماں مریم اس سر کی ماں کی کنیز ہے۔

راہب نے آسمان کی طرف سر بلند کیا اور عرض کی اے پروردگار تجھے عیسیٰؑ کے حق کا واسطہ دیتا ہوں اس سر کو حکم دے میرے ساتھ بات کرے۔

"فتکلّم الرأس وقال یا راھب ای شیٔ ترید"

ترجمہ: سر نے کلام کیا اور کہا اے راہب تو کیا چاہتا ہے

راہب نے کہا "من انت" تو کون ہے؟

"قال انا ابن محمد المصطفیٰ وابن علی المرتضیٰ وابن فاطمۃ الزھراء وانا مقتول بکربلا انا المظلوم انا العطشان"

ترجمہ: سر سے آواز آئی میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں، میں علی مرتضیٰ

https://www.shiabookspdf.com/

کا بیٹا ہوں، میں فاطمہ الزہراؑ کا بیٹا ہوں، میں کربلا کا مقتول ہوں، میں مظلوم ہوں میں پیاسا ہوں۔

یہ سن کر راہب نے کر اپنا منہ حضرت کے چہرے پر رکھا اور عرض کیا اے آقا میں اس وقت تک اپنا چہرہ آپ کے چہرے سے نہیں اٹھاؤں گا جب تک آپ یہ نہ کہہ دیں کہ قیامت کے دن آپ میری شفاعت کریں گے۔ پس سر سے آواز آئی اور فرمایا، اے راہب میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر آ جاؤ راہب نے کہا:

"اشهد ان لا اله الا الله واشهد انّ محمداً رسول الله"

راہب یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا اور حضرت نے اس کی شفاعت کو قبول فرمالیا۔ بحار الانوار، عوالم اور دمعۃ الساکبہ میں لکھتے ہیں کہ جب صبح ہوئی اور لشکر سر لینے کے لیے آئے تو راہب نے کہا میں تمہارے سردار سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر عمر سعد ان کے پاس آیا راہب نے کہا میں تجھے خدا اور محمد مصطفیٰؐ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس سر کو صندوق سے باہر نہ نکالنا اور نیزے پر دوبارہ سوار نہ کرنا۔ آپ نے ملاحظہ کیا کہ اس راہب نے سر مطہر سے ایک معجزہ دیکھا اور مسلمان ہو گیا اور اس بات پر راضی نہ تھا کہ سر نیزے پر سوار کیا جائے۔ لیکن یزید جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جب بھی اس سر کو کلام کرتے ہوئے دیکھتا تو لبوں اور مبارک دانتوں پر چھڑی مارتا تھا۔

گفتا یک زمجلسیان شرمی ای یزید می زد ہمیشہ بوسہ بر این لب شہ انام

ترجمہ: اہل مجلس میں سے ایک شخص نے کہا اے یزید شرم کر جن لبوں کو تو چھڑی مار رہا ہے ان کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے۔

(الا لعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۶

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — قصد من از خلق احسان بودہ است
آفریدم تا زمن سودی کنند — تاز شہدم دست آلودی کنند
نی برای آنکہ تا سودی کنم — وزبرہنہ من قبائی بر کنم

ترجمہ: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے حق فرمایا ہے مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد ان پر احسان کرنا تھا۔

میں نے ان کو اس لیے پیدا کیا تا کہ مجھ سے کوئی فائدہ اٹھائیں۔ اور میرے شہد سے اپنا ہاتھ آلودہ کریں۔

میں نے اپنے فائدہ کے لیے ان کو پیدا نہیں کیا اور نہ اس لیے کہ میں ان کی وجہ سے اپنے اوپر قبا کرلوں۔

خدا فرماتا ہے:

''وقل الحمد للّٰہ الذی لم تتخذ ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبّرہ تکبیراً''

ترجمہ: اے نبیؐ کہہ دو کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ ہی ملک میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ہی کوئی گمراہ اس کا دوست ومحبوب ہے۔ پس بہتر طور پر اس کی کبریائی بیان کرو۔

عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہوا ہے کہ خلقت انسان کا مقصد معرفت خدا تھا۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معرفت کے بغیر عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نہج البلاغہ میں ہے:

''المتعبد علی غیر فقہ کحمار الرحایدور ولا یبرح''

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: بغیر معرفت کے عبادت کرنے والا اس گدھے کی مانند ہے جو کھونٹی کے ساتھ بندھا ہوا چکر کاٹ رہا ہے اور اسے کسی چیز سے فائدہ نہیں ہو رہا۔

انسان جو حیوانوں پر فضیلت اور شرافت رکھتے ہیں وہ علم اور معرفت کی وجہ سے ہے اس کے علاوہ بنی نوع بشر کے پاس کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اسی لیے جو لوگ تحصیل علم و معرفت نہیں کرتے یا نہیں کی ان کے متعلق خدا فرماتا ہے:

''ان هم الا کالا نعام بل هم اضل سبیلا''

ترجمہ: یہ لوگ نہیں ہیں مگر حیوانوں کی طرح بلکہ ان سے بھی گمراہ تر۔

پس جس کے پاس بھی علم و معرفت زیادہ ہوگی اس کی فضیلت و شرافت بھی زیادہ ہوگی۔ خدا فرماتا ہے:

''یرفع اللّٰہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات واللّٰہ بما تعملون خبیر''

ترجمہ: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم عطا کیا گیا اللہ نے ان کے درجات کو بلند کیا ہے۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

یہ بات بھی معلوم رہے کہ خدا کی ذات کی حقیقت کی معرفت حاصل کرنا ناممکن ہے۔ خدا کی معرفت سے مراد یہ ہے کہ انسان خدا کو من جمیع الجہات یعنی ہر لحاظ سے کامل جانے۔ اور کمال والی ہر صفت کو خدا میں ثابت جانے۔ اور نقص و عیب سے پاک سمجھتا ہو۔ پس جب انسان نے خدا میں ہر اچھی صفت کو ثابت جانا تو لازمی طور پر اس سے ہر نقص و عیب دور ہو جائے گا۔ جیسے کہ جب ہم یہ کہیں گے کہ خدا عادل ہے یعنی ظالم نہیں، خدا قادر ہے یعنی عاجز نہیں، وہ عالم ہے یعنی جاہل نہیں ہے، حی ہے یعنی مردہ نہیں ہے، غنی ہے یعنی محتاج نہیں ہے، سخی ہے کریم ہے یعنی بخیل نہیں ہے، قدیم ہے یعنی حادث نہیں، مرید ہے یعنی بیکار نہیں ہے۔ (کل یوم هو فی شأن) وہ ہر وقت مرید ہے۔

کمترین کارش بہ ہر روز این بود   کہ سہ لشکر را روانہ می کند

https://www.shiabookspdf.com/

لشگری زاصلاب سوی امہات بہر آن تادر رحم روید نبات
لشگری ز ارحام سوی خاکدان تازنرو مادہ پر گرد جہان
لشگری از خاک دان سوی اجل تا بہ بیند ہر کسی محسن عمل

ترجمہ: چھوٹے سے چھوٹا اس کا کام یہ ہے کہ روزانہ تین لشکر روانہ کرتا ہے۔ ایک لشکر صلبوں سے ماؤں کے رحموں کی طرف تا کہ اس سے مخلوق پیدا ہو۔ دوسرا لشکر رحموں سے زمین کی طرف تا کہ نر اور مادہ سے اس جہان کو پر کردے تیسرا لشکر زمین سے موت کی طرف تا کہ ہر کوئی اپنا اچھا اور برا عمل دیکھ لے۔

عوام کے لیے اجمالی طور پر اعتقاد رکھنا کافی ہے۔ وہ یہ کہ اعتقاد رکھنا خدا تمام صفات کمال کا حامل ہے اور وہ ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ اس سے ان کا توحید کے بارے میں اعتقاد کامل ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی سورہ ''قل ھواللہ احد'' کی تلاوت کرے اور دل میں اعتقاد پیدا کرلے تو اس نے خدا کی معرفت حاصل کرلی۔ حضرت عبدالعظیم فرماتے ہیں۔ میں اپنے آقا اور سردار حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، جیسے ہی آپ کی نگاہ مبارک مجھ پر پڑی تو آپ نے فرمایا ''مرحبابک یا ابا القاسم انت ولینا حقاً ''خوش آمدید اے ابوالقاسم تم ہمارے حقیقی دوست ہو۔ میں نے عرض کیا، یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چاہتا ہوں اپنے اعتقادات کو آپ کے سامنے پیش کروں اگر وہ اچھے ہیں تو ان پر باقی رہوں۔ یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کروں۔ حضرت نے فرمایا بیان کرو۔ میں نے عرض کی:

''انی اقول ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ واحد لیس کمثلہ شئی خارج من الحدّین ، حد الابطال و حدا لتشبیہ انہ لیس بجسم ولا صورہ ولا عرض ولا جوھر''

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: میں کہتا ہوں خدا وحدہٗ لا شریک ہے اس کی مثل کوئی چیز نہیں وہ ابطال اور تشبیہ کی دو حدوں سے خارج ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ خدا کا نہ جسم ہے نہ صورت ہے نہ عرض ہے اور نہ جوہر ہے۔ بلکہ خدا اجسام کو جسم دینے والا ہے اور صورتوں کو صورت دینے والا ہے۔ عرضوں اور جوہروں کو پیدا کرنے والا ہے۔ ہر چیز کا پروردگار اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور خاتم المرسلینؐ ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کا خلیفہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور ان کے بعد ان کے گیارہ بیٹے ان کے جانشین ہیں۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کے گیارہویں بیٹے اس وقت تک نظروں سے غائب رہیں گے جب تک خدا چاہے گا۔ پھر وہ ظہور فرمائیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے پر کریں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی۔ اور میں یہ کہتا ہوں آئمہ کا دوست خدا کا دوست ہے ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ ان کی فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری ہے اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ پیغمبرؐ کی معراج حق ہے۔ قبر کے سوال، جہنم، بہشت، صراط اور میزان حق ہے اور یہ کہ خدا مردوں کو زندہ کرے گا۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ آئمہ علیہم السلام کی ولایت کے بعد دین کے واجبات میں سے نماز ہے، روزہ ہے، زکوٰۃ و خمس، حج، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا، اے ابو القاسم اللہ کی قسم یہ وہ دین ہے جسے خدا نے اپنے بندوں کے لیے پسند کیا ہے اس دین پر ثابت رہ تاکہ دنیا اور آخرت میں خدا قول ثابت کے ساتھ قائم رکھے۔

پس تمام اصول دین اور فروع دین کا حضرت عبد العظیم نے امام علی نقیؑ کے سامنے اقرار کیا۔ اگر کوئی ان چیزوں کا قول اور فعل سے اقرار کرتا ہے تو اس کا ایمان کامل ہے۔ فقط زبان سے اقرار کافی نہیں ہے بلکہ زبان سے اقرار کرے اور ان پر عمل بھی کرے۔ کیوں کہ دین اور ایمان ایک باطنی چیز ہے اس لیے کچھ علامات کے ذریعے سے ان کا پتہ چلتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

این نماز و روزہ و حج و جہاد ہم گواہی دادن است از اعتقاد
قول و فعل آمد گواہان ضمیر زین دو بر باطن تو استدلال گیر

ترجمہ: یہ نماز، روزہ، حج اور جہاد اعتقاد کے بارے میں گواہی دیتے ہیں۔قول اور فعل ضمیر کے گواہ ہیں ان دو کو دیکھ کر اپنے باطن کا حال معلوم کر۔

صفات ثبوتیہ:

صفات ثبوتیہ میں سے پہلی چیز علم ہے۔یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا ہر چیز کو جانتا ہے اور اس کا علم قدیم ہے۔خدا کے علم کے لیے ابتداء اور انتہا نہیں ہے۔تمام چیزیں حتیٰ کہ ذرات، ہوا، قطرات، دریا و سمندر، پہاڑ، درختوں کے پتے، بیاباں کے ذرے تمام مخلوقات کی روحیں خدا کے علم کے پاس ظاہر اور روشن ہیں۔

"الا یعلم من خلق و هو اللطیف الخبیر"

ترجمہ: جس نے پیدا کیا ہے کیا وہ نہیں جانتا؟ وہ ہر چیز کو جاننے والا اور باخبر ہے۔خدا بھولتا نہیں ہے کیوں کہ یہ عیب اور نقص ہے اور خدا ہر عیب سے پاک ہے۔

صفات ثبوتیہ میں سے دوسری چیز قدرت ہے یعنی خدا جس چیز کا بھی ارادہ کرتا ہے اسے انجام دیتا ہے۔جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون"

ترجمہ: اگر خدا ان آسمانوں اور زمینوں سے کئی گنا زیادہ پیدا کرے تو بغیر کسی مشکل کے پیدا کر سکتا ہے۔اور اگر چاہے تو تمام اشیاء کو ختم کر سکتا ہے جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"ان یشاء یذهبکم و یاتت بخلق جدید"

ترجمہ: اگر وہ چاہے تو تمہیں ختم کرے ایک نئی مخلوق پیدا کر دے کیوں کہ اگر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا عاجز ہونا لازم آئے گا۔اور عجز ایک نقص و عیب ہے۔اور خدا عیب سے پاک ہے۔پس خداوند عالم اس قدرت کے ساتھ جو بھی چاہے پیدا کر سکتا ہے۔خدا فرماتا ہے:

"خمّر طینة آدم بیدی اربعین صباحا"

ترجمہ: میں نے آدم کی مٹی کو اپنے ہاتھ سے چالیس دن تک بنایا۔پھر فرماتا ہے:

https://www.shiabookspdf.com/

"ولقد خلقنا السموات والارض وما بینھما فی ستة ایام"

ترجمہ: میں نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

اور نطفہء انسان جب ماں کے رحم میں جاتا ہے تو نو مہینے کے اندر نطفہ علقہ بنتا ہے اور علقہ مضغہ کی شکل اختیار کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ گوشت، پوست اور ہڈیاں بنتی ہیں اس کے بعد خدا کی قدرت کاملہ اس کی شکل وصورت بناتی ہے۔ خوبصورت یا بدصورت، لڑکا یا لڑکی۔ تام الخلقہ یا ناقص الخلقہ۔ اس کے بعد وہ ایک مکمل انسان وجود میں آتا ہے۔ حالانکہ خدا اگر چاہتا تو ایک لمحے میں بھی اسے پیدا کر سکتا تھا۔ اور تمام کائنات کو بھی چشم زدن میں بنا سکتا تھا۔ اور اگر چاہتا تو اول ہی سے انسان کے اعضاء بنا دیتا ایک خاص مدت میں انسان اور تمام کائنات کو پیدا کرنے کا مقصد یہ تھا تا کہ لوگ درس حاصل کریں کہ کاموں میں جلدی نہیں کی جاتی بلکہ آرام اور سکون سے کام انجام دینے چاہیے۔

مولانا رومیؒ کہتے ہیں:۔

مکر شیطان است تعجیل و شتاب — لطف رحمان است صبر و احتساب
گفت از بیغی کہ ترسی از غرار — شرط کن سہ روز خود را اختیار
کہ تانئ گشت موجود از خدا — ھست تعجیلت ز شیطان لعین
با تانئ گشت موجود از خدا — تا بشش روز این زمین و چرخھا
ورنہ قادر بود گو کن فیکون — صد زمین و چرخ آوردی برون
آدمی را اندک آن ہمام — تا چہل سالش کند مرد تمام
گرچہ قادر بود کاندر یک نفس — از عدم پران کند پنجاہ کس
ابن تانئ ازپی تعلیم تست — کہ طلب آہستہ باید کردو ست

ترجمہ: جلد بازی شیطان کا مکر وفریب ہے۔ صبر وآرام سے سوچ سمجھ کر کام کرنا خدائی رحمان کا لطف وکرم ہے۔

فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ اگر کسی سے کوئی چیز خریدو اور تمہیں دھوکہ دہی یا

https://www.shiabookspdf.com/

ملاوٹ کا ڈر ہو تو تین دن کا اختیار لے لیا کرو کہ اگر اس میں کوئی نقص یا عیب ہوا تو میں اسے واپس کر دوں گا۔

آرام و سکون سے کام انجام دینا صفت رحمٰن ہے اور جلدی و عجلت کارِ شیطان ملعون ہے۔ آہستہ اور آرام و سکون سے کام انجام دینا سبب تھا۔ کہ آسمان اور زمینوں کو خدا نے چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔

ورنہ اگر وہ چاہتا تو کُن کہنے کے ساتھ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کر سکتا تھا۔ ایک انسان کو آہستہ آہستہ وہ ذات والا صفات چالیس سال کی مدت میں ایک مکمل مرد بناتی ہے۔

اگر چہ وہ ایک سانس میں کئی انسانوں کو عدم سے وجود دے سکتا ہے یہ آرام و سکون تجھے اس بات کا سبق دیتا ہے کہ ہر کام کو آہستہ اور آرام سے طلب کرو۔ پس معلوم ہوا کہ خدا قادر ہے اور قادر مختار بھی ہے اور مجبور نہیں ہے۔ کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے میں جس کو مصلحت کے تحت ہونا چاہیے اسے انجام دیتا ہے اور جسے نہیں ہونا چاہیے اس کو انجام نہیں دیتا۔

بہت سے ایسے امور ہیں جن کے بارے میں اعتقاد پیدا کرنا خدا کے قادر ماننے پر موقوف ہے۔ اگر انسان خدا کو قادر جانتا اور مانتا ہو تو ایسے امور کے بارے میں انکار نہیں کرے گا۔ جیسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج جسمانی، اور اسی طرح معادِ جسمانی، یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم کے ساتھ معراج پر جانا اور لوگوں کا قیامت کے دن ان اجسام کے ساتھ اٹھنا کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تمام سوالات اس کے سامنے کوئی معنی نہیں رکھتے جو خدا کو قادرِ مطلق سمجھتے ہیں۔ اسی لیے خدا قرآن میں فرماتا ہے:

"وضرب لنا مثلاً ونسی خلقه قال من یحی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی انشأها اول مرة وهو بکل خلق علیم"

ترجمہ: اس نے ہمارے لیے مثال پیش کی اور ایک شخص اپنی خلقت کو بھول گیا اور کہا ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ ان سے کہہ دو۔ ان ہڈیوں کو وہی

https://www.shiabookspdf.com/

زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا ہے وہ ہر طرح کی خلقت کرنے کو جانتا ہے۔

پس خدا کی قدرت تمام چیزوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ مگر چند چیزوں کے ساتھ نہیں،

اول: وہ امور اور کام جو حکمت اور مصلحت کے خلاف ہیں۔ مثلاً کافروں اور مشرکوں کو بہشت میں داخل کرنا۔ اور تمام اہل ایمان کو جہنم میں داخل کرنا۔ خدا ایسے کام نہیں کرتا کیوں کہ یہ اس کی عدالت کے خلاف ہیں۔

دوم: وہ امور اور کام جو حکمت کے منافی ہیں کہ آسمان سے بغیر کسی زحمت اور تکلیف کے لوگوں کے لیے روزی اور کھانے پینے کی چیزیں بھیجتا رہے۔ کیوں کہ حکمت اس میں ہے کہ روزی کو انسان خود کسب کرے۔ تا کہ دنیا میں فساد اور سرکشی پیدا نہ ہو۔ خدا فرماتا ہے:

"ولو بسط الله لعباده لبغوا فی الارض"

ترجمہ: اگر خدا اپنے بندوں کو وسیع رزق دیتا تو وہ باغی ہو جاتے۔

آنکہ او از آسمان باران دہد — می تواند کو بہ رحمت نان دھد

ترجمہ: جو آسمان سے بارش برسا سکتا ہے وہ اپنی رحمت سے روٹی بھی دے سکتا ہے اور اسی طرح وہ تمام لوگوں کو دولت دے کر غنی کر سکتا ہے۔ لیکن دنیا میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ نظامِ کائنات درہم برہم ہو جائے گا۔ کیوں کہ اگر سب لوگ غنی اور امیر ہو جائیں تو درزی کا کام کون کرے گا۔ جوتا کون سیے گا۔ سبزی کون بیچے گا۔ روٹی کون پکائے گا اور اسی طرح کے دوسرے کام کون کرے گا؟ نظام کائنات معطل ہو جائے گا۔ پس کسی کو غنی اور کسی کو فقیر رکھ کر خدا نے لوگوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنا دیا ہے۔ اس لیے لوگ مجبور ہیں کہ کوئی نہ کوئی کام ضرور کریں تا کہ زندگی کے امور انجام پا سکیں۔

سوئم: ایک اور کام جس کو خدا انجام نہیں دیتا وہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے جیسے پیدا کرے یا دنیا کو مرغی کے انڈے میں داخل کر دے۔ جبکہ نہ دنیا چھوٹی ہو اور نہ ہی انڈا بڑا ہو۔ یہ کام ناممکن اور محال ہے اسے خدا انجام نہیں دیتا۔

https://www.shiabookspdf.com/

سید جزائری انوارِ نعمانیہ میں لکھتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ کیا آپ کا پروردگار تمام آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان میں ہے انڈے میں داخل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"نعم وفی اصغر من البیضه قد جعلها فی عینیک وھی اقل من البیضة"

ترجمہ: ہاں بلکہ اس سے بھی چھوٹی چیز میں قرار دیا ہے۔ ان تمام چیزوں کو تیری آنکھوں میں قرار دیا ہے اور آنکھیں انڈے سے چھوٹی ہیں اور یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ خدا جو ان امور کو انجام نہیں دیتا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ قدرت نہیں رکھتا بلکہ ان میں قابلیت نہیں ہے اور ظرفیت ناقص ہے جیسے کہ کافروں اور مشرکوں کو خدا جو بہشت میں نہیں بھیجے گا تو یہ خدا کی رحمت میں کوئی نقص یا عیب نہیں ہے بلکہ ان میں قابلیت نہیں ہے کہ خدا کی رحمت شامل حال ہو سکے۔ جس چیز میں کوئی قابلیت ہوتی ہے وہ اسی چیز کا فائدہ دیتی ہے۔
آسمان سے بارش برستی ہے کسی زمین سے سبزہ اور پھول اگتے ہیں اور کسی زمین سے جو شور اور کلر ہو اس میں سوائے کانٹے اور گھاس کے کچھ نہیں اگتا۔ اب بارش میں کوئی خامی نہیں ہے۔ یہ زمین جس کے قابل ہے اس میں سے وہی اگتا ہے۔

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست   در باغ لالہ روید و در شورہ زار خس

ترجمہ: بارش جس کی طبیعت کی لطافت میں اختلاف نہیں ہے اگر باغ میں برسے تو پھول کھلتے ہیں اگر شور زمین میں برسے تو کانٹے اور گھاس اُگتا ہے۔

پس ہر چیز کے محل میں قابلیت ہونی چاہیے تا کہ اثر ظاہر ہو۔ حتیٰ کہ موعظہ اور نصیحت بھی اگر اس کے سامنے ہوں جس کا دل قابلیت رکھتا ہے تو بڑی جلدی اثر ہوگا۔ اور اگر قابلیت نہ رکھتا ہو تو کوئی اثر نہ ہوگا نصیحت کرنے والا چاہے امام یا پیغمبر ہی کیوں نہ ہوں۔

برسیہ دل چہ سود خواندن وعظ   نرود میخ آہنین بر سنگ

ترجمہ: سیاہ دل کے سامنے وعظ و نصیحت کرنے کا کیا فائدہ۔ کیا کبھی میخ بھی پتھر میں گئی ہے

https://www.shiabookspdf.com/

عاشور کے دن حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے زمینِ کربلا میں استغاثہ دیا بلند کر دیا اور مدد طلب کی ۔ ہر ایک نے آپ کی آواز کو سنا۔ کسی نے جواب نہ دیا کیوں کہ اُن کے دل سیاہ ہو چکے تھے۔ صرف حُر بن یزید ریاحی نے جواب دیا۔ کیوں کہ اس کے دل میں قابلیت تھی اس لیے اس نے حضرت کا وعظ سنا اور اس پر اثر ہوا اور ہر چیز کو چھوڑ کر حضرت کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن حضرت کے سامنے آنے میں شرم کر رہا تھا۔ حضرت کے خیموں کے پاس آیا اور آواز دی:

"یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا صاحبک الذی حبسنک عن الرجوع"

ترجمہ: اے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ ہوں جس نے آپ کو واپس جانے سے روکا تھا۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۷

بہر اظہار است این خلق جہان تا نماند گنج حکمتہا نہان
کنت کنزاً گفت مخفیاً نشد جوہر خود گم مکن اظہار شو
حق ز ایجاد جہان افزون نشد آنچہ اول نبود اکنون نشد
اثر افزون شد در ذات ذات را افزونی آفات نی
ہست افزونی اثر اظہار او تا پدید آید صفات و کار او

ترجمہ: اس جہان کو جو پیدا کیا ہے اس لیے ہے تا کہ حکمت کے خزانے چھپے نہ رہیں اس جہان کو پیدا کرنے سے حق کی ذات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا جو وہ پہلے نہ تھا اب بھی نہیں ہوا ہے۔

اس جہان کو پیدا کرنے سے اس کی ذات میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس کا اثر زیادہ ہوا ہے۔ تو اس کی ذات میں اضافہ کر رہا ہے اور اثر میں نہیں اس کے اثر کی زیادتی بھی اسی کا اظہار ہے تا کہ اس کی صفات اور افعال ظاہر ہو سکیں۔

خدا تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:

"کنت کنزاً مخفیاً فاحبت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف"

ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ میری معرفت ہو سکے۔

اسلام کے اصول دین میں سے پہلی چیز توحید ہے۔ یہ ہر مکلف اور مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خدا کو پہچانے اور معرفت حاصل کرے۔ کیوں کہ انسان کو خلقت کی تمام مقصد خالق کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ خدا کو پہچاننے کا راستہ توحید کو حاصل کرنے سے

https://www.shiabookspdf.com/

ملتا ہے اور توحید کی چند اقسام ہیں:۔

اقسام توحید:

اول: توحید ذات: خدا کی ذات کو وحدہ لاشریک جاننا۔ یعنی اس کا کسی کو شریک قرار نہ دینا۔ اس توحید کو توحید اعظم، توحید حق، اور مقام حق المعرفت کہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ تو خدا کے ساتھ خاص ہے اسی وجہ سے اس کی ذات کے علاوہ نہ کسی نے اس کو پہچانا ہے اور نہ ہی پہچان سکتا ہے۔ کیوں کہ انبیاءؑ کے اور اولیاء کے استاد ہمارے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سب سے زیادہ صاحب عقل حق کہ تمام جن وانس اور ملائکہ سے افضل تھے کہتے ہوئے نظر آتے ہیں "ما عرفناک حق معرفتک" اے پروردگار حقیقی معنوں میں ہم تیری معرفت حاصل نہیں کر سکے باقی لوگ اس میدانِ معرفت میں تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ کیا خوب کہاوت ہے "ماللتراب ورب الارباب" کہاں خاک اور کہاں خدا کی معرفت۔ زمین یا مٹی کو ستارہ ثریا کے ساتھ کیا نسبت؟ مخلوق کا خالق کی معرفت کے ساتھ کیا سروکار؟

شرح ذاتش حسان کنم کہ بود درثنایش زبان ناطقہ لال

ترجمہ: اس کی ذات کی شرح میں کس طرح کروں کہ وہ کیا ہے اس کی تعریف کرنے سے زبان قاصر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اس کی ذات کی حقیقت تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ توحید کا مطلب، اس کی ذاتِ کے لیے وحدت کو ثابت کرنا ہے اور حقیقت کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اور یہ وحدت ممکن شے کے لیے محال ہے۔ کیوں کہ یہ وحدت اس کی عین ذات ہے۔ اور اس کی ذاتِ اقدس کی معرفت محال ہے۔

آن کس است اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہ تاہست ولی محرم اسرار کجا است

ترجمہ: خوش قسمت ہے وہ جو تیری معرفت میں اشاروں سے آگاہ ہے۔ یہ تو نکتوں کی معرفت ہے اس کے رازوں سے آشنائی نہیں ہے۔

ایک دفعہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس سے گزرے جو

https://www.shiabookspdf.com/

بیٹھے ذاتِ خدا کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی گفتگو سن کر اس قدر غضبناک ہوئے کہ آپ کا رنگ ایسے سرخ ہو گیا جیسے سرخ مٹی ہوتی ہے اور آپ نے ان کو ذاتِ خدا کے بارے میں گفتگو کرنے سے منع فرما دیا اور فرمایا:

"لاتکلموا فی ذات اللّٰہ (تعالیٰ) فانہ لا یزید کم الا تحیّرا"

ترجمہ: اللہ کی ذات کے بارے میں گفتگو نہ کرو اس سے صرف تمہاری حیرانی میں اضافہ ہوگا۔

حالانکہ ان اصحاب نے حضرت کے وعظ ونصیحت سے کس قدر معرفت حاصل کر رکھی تھی اور ہم سے زیادہ عقل رکھتے تھے۔ اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ذاتِ احدیت کے بارے میں کلام کرنے سے منع کر دیا۔ تو ہم لوگ جن کی معرفت کم ہے، علم کم ہے، عقل کم ہے، کس طرح خدا کی ذات کی حقیقی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کچھ عقلیں صحیح نتیجہ نہیں دیتیں حق کی بجائے باطل اور کفر تک لے جاتی ہیں۔

عقل اگر از تو وجودی پی برد — لیک رہ ہرگز بہ کنہت کی برد

ہرکسی از تو نشانی داہ باز — خود نشانت نیست ای دانای راز

ترجمہ: اگر عقل تیرے وجود کی معرفت حاصل کرتی ہے تو پھر بھی تیری حقیقت تک تو نہیں پہنچ سکتی۔

ہر کسی نے تیری معرفت کی نشانی بتلائی ہے اے راز کو جاننے والے پھر بھی وہ تیرے لیے نشانی نہیں ہے۔

دوسری قسم: توحیدِ خلق: یعنی حق باری تعالیٰ کو تنہا و یکتا شمار کرنا اور کسی کو اس کا شریک قرار نہ دینا:

"وقل الحمد للّٰہ الذی لم یتخذ ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل و کبّرہ تکبیراً"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: اے رسول کہہ دیں، تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کائنات میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی گمراہ دوست ہے اور اس کی حقیقی کبریائی بیان کرو۔

ہر ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے، خدا کی توحیدِ خلق میں تمام کائنات اور تمام ممکنات آسمانوں سے لے کر زمین تک کی ایک آواز ہے اور اس کی عبادت میں سب کے سب اس کی تسبیح اور ذکر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

"الم تران اللّٰہ یسجدلہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب"

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سورج اور چاند، ستارے، پہاڑ، درخت اور چوپائے تمام اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اور یہ چیز اس کی توحید پر دلالت کرتی ہے۔

جملہ درتوحید او مستغر قند چیست مستغرق کہ محو مطلق اند
ہر چہ ہست از پشت ماہی تابہ ماہ جملہ ذرات بر ذاتش گواہ
پستی خاک و بلندی فلک در گواہش بس بود ہر یک بہ یک

ترجمہ: ہر چیز اس کی توحید میں غرق ہے۔غرق کیا ہیں وہ تو ذاتِ مطلق کی معرفت اور عبادت میں محو ہیں۔

زمین کی تہہ سے لے کر چاند کی بلندی تک تمام ذرات اس کی ذات پر گواہ ہیں خاک کی پستی اور آسمان کی بلندی ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر اس کی گواہی کے لیے کافی ہے۔

پس جب تمام چیزیں یعنی نباتات و جمادات اور حیوانات خدا کو پہچانتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں تو ہر ایک کا فریضہ بنتا ہے کہ اس کی معرفت حاصل کریں اور اس کی عبادت کریں اور خدا نے اپنے بندوں پر اس کی طاقت کے مطابق بوجھ ڈالا ہے۔خدا فرماتا ہے:

https://www.shiabookspdf.com/

"لا یکلف اللہ نفساً الا آتاھا"

گر بریزی بحررا درکوزہ ای   چند گنجد قسمت یک روزہ ای

ترجمہ: اگر تم سمندر کو ایک کوزے میں ڈال دو تو ایک دن بھی اس میں ایک حصہ نہیں آسکتا۔

جو بوجھ خدا نے امام پر ڈالا ہے وہ لوگوں پر نہیں ڈالا کیوں کہ امام کا علم لوگوں سے زیادہ تھا۔ اس لیے ان کی عبادت بھی زیادہ ہونی چاہیے۔ اور جو بوجھ خدا نے ایک عالم اور پڑھے لکھے شخص پر ڈالا ہے وہ عام ان پڑھ شخص پر نہیں ڈالا۔ کیوں کہ اس میں طاقت نہیں ہے۔ اسی لیے انبیاءؑ اور آئمہ نے کسی کی عقل کے حساب سے اس سے بات کرتے تھے۔ اسی لیے فرماتے ہیں:

"کلم الناس علی قدر عقولھم"

ترجمہ: لوگوں سے بات ان کی عقلوں کے حساب سے کرو۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں، میں جاہل اور عامل لوگوں کے سامنے حقیقتوں کے راززوں کے جوہر اور اپنی معرفت کے گوہر کو بیان نہیں کرتا۔ کیوں کہ ان کی عقل ان چیزوں کے سننے سے قاصر ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ گمراہی میں نہ گر جائیں۔ اور یہی طریقہ کار تھا میرے آباؤ اجداد کا۔ بہت سے علوم ایسے ہیں اگر کم عقل اور ان پڑھ لوگوں کے سامنے بیان کروں تو وہ کہیں گے تو بت پرست اور کافر ہو گیا ہے۔ اور میرے قتل کو جائز سمجھیں گے۔

کچھ ایسے اسرار و علوم ہیں جو حق کی معرفت رکھنے والے لوگوں کے سوا عام لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرنے چاہیے۔

مدینۃ المعاجز میں ایک روایت ہے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک جوان نے آل محمد علیہم السلام کے اسرار اور رموز کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تجھ میں طاقت نہیں ہے کہ برداشت کر سکے۔ حضرت کے منع کرنے کے باوجود اس نے اصرار کیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک مثال مشہور ہے (ان المرء حریص علیٰ ما منع) جس چیز سے کسی شخص کو منع کیا جائے اس کا زیادہ حریص ہوتا ہے۔ اس جوان کے اصرار کو دیکھ کر حضرت نے اس کے کان میں آہستہ سے کوئی بات کہی۔ سنتے ہی اس جوان کا بدن ایسے لاغر اور کمزور ہوگیا گویا مدت سے بیمار ہے اور بال ایسے سفید ہو گئے جیسے کوئی بوڑھا شخص ہو اور ایک دیوانے کی طرح بیابان میں نکل گیا۔

صبا ز لطف بگو آن غزال رعنارا کہ سر بہ کوہ و بیابان تو دادہ مارا

ترجمہ: اے بادِ صبا اس خوبصورت ہرن سے براہ کرم کہنا کہ تو نے ہمیں پہاڑوں اور بیابانوں کی طرف کھینچ لیا ہے۔

سوئم: توحیدِ تصدیقی: یعنی انسان کو چاہیے کہ وہ خود علمِ کمال اور خدا کی معرفت کے علم کو حاصل کرے نہ یہ کہ وہ کہے کہ میرے باپ نے ایسا کہا ہے۔ خدا ایک ہے اس لیے میں بھی یہی کہتا ہوں یا یہ کہے میرے باپ نے کہا ہے خدا کا کوئی شریک نہیں ہے اس لیے میں بھی یہی کہتا ہوں۔ اس طرح خدا کی معرفت نہیں ہوگی بلکہ انسان کو خود تحصیل علم کرنا چاہیے۔ اور دلیل و برہان کے ساتھ خدا کی معرفت حاصل کرنی چاہیے۔ دنیا کے حالات، خلقت و صنعت کی عجائبات میں غور و فکر کرنا چاہیے۔ تا کہ اس کی توحید کامل ہو اور خدا کی معرفت حاصل ہو۔

مثال کے طور پر اس دنیا میں جتنی عمارتیں مثلاً مساجد، مدارس اور گھر بنے ہوئے ہیں ان کے بنانے والا کوئی ہے، اگر کوئی بنانے والا نہ ہوتا تو یہ کبھی نہ ہوتے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ زمین و آسمان، سورج، چاند اور ستارے بھی کسی نے بنائے ہیں۔ خود بخود پیدا نہیں ہو گئے۔ اگر ان کا کوئی خالق نہ ہوتا تو ان کا وجود ممکن نہ تھا۔ اسی طرح دن اور رات کا پیدا ہونا۔ ہوا کا گرم ہونا اور کبھی سرد ہونا۔ اسی طرح کسی وقت درختوں کا سرسبز و شاداب ہونا اور ان پر پھلوں کا لگنا اور کبھی خشک لکڑی کی طرح ہونا۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ ان تمام چیزوں میں تبدیلیاں لانے والا کوئی ہے۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ جس معمار نے عمارت کو بنایا ہے اور جس ترکھان نے کوئی چیز بنائی ہے اس چیز کے ساتھ اس کو کوئی احتیاج

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہے۔ اسی طرح خدا ہے جس نے آسمان اور زمین اور دوسری کائنات بنائی ہے اس کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وہ ایسی ذات ہے جو مطلق غنی ہے نہ جسم ہے اور نہ ہی مرکب نہ جوہر ہے اور نہ ہی عرض۔ حواس ظاہریہ اور باطنیہ میں سے کسی کے ساتھ اس کا ادراک نہیں ہوتا وہ نہ کھاتا ہے نہ سوتا ہے نہ ہی دکھائی دیتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے جو بھی کرنا چاہتا ہے اپنے ارادہ کے ساتھ انجام دیتا ہے۔ کسی کا محتاج نہیں ہے کیوں کہ ان صفات میں سے جو بھی خدا میں پائی جائے وہ نقص اور عیب ہے۔ اور خدا تمام عیبوں سے پاک ہے:

نہ مرکب بود نہ جسم نہ مرئی نہ محل   بی شریک است و معانی تو غنی دادن خالق

ترجمہ: نہ وہ مرکب ہے اور نہ ہی جسم، نہ دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کے لیے محل و مقام ہے وہ لاشریک ہے۔ یہ تمام صفات خالق کو ہی دیے جاسکتے۔

پس خدا کی معرفت حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اکثر لوگ خدا کو تین طرح سے جانتے ہیں کچھ لوگ خدا کو خود خدا کے ذریعے جانتے ہیں کچھ لوگ اس کے آثار اور مخلوقات کو دیکھ کر جانتے ہیں۔ اور کچھ لوگ خدا کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کے ذریعے سے جانتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے سے تمام خطرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے خدا کو واسطہ کے بغیر جانا ہے وہ محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں۔ جن کو خدا نے خود اپنی توحید کی تعلیم اور معرفت دی ہے

"یامن دل علی ذاتہ بذاتہ"

ترجمہ: اے وہ ذات جس کی ذات خود اپنی ذات پر دلالت کرتی ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب   گرد لیلت باید ازوی رومتاب

ترجمہ: سورج خود سورج کے وجود کی دلیل ہے۔ اگر دلیل چاہتا ہے تو اسی سے اپنا منہ مت پھیر ابوحمزہ ثمالی کی دعا کے شروع میں حضرت سید الساجدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یا رب بک عرفتک وانت دللتنی علیک ودعوتنی الیک ولولا انت لم ادرما انت"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: اے میرے پروردگار میں نے تجھے تیری ہی ذات کے ذریعے سے پہچانا ہے اور تونے خود ہی مجھے اپنی معرفت کروائی ہے۔ اور تو نے خود مجھے اپنی طرف بلایا ہے۔ اگر تو راہنمائی نہ کرتا تو میں نہ جانتا کہ تو کون ہے۔

اور وہ لوگ جنہوں نے خدا کی صنعت اور اس کے آثار کے ذریعے سے پہچانا ہے وہ عقلاء اور علماء ہیں۔ وہ اولوالالباب ہیں۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنھار لایات لاولی الالباب"

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمینوں کی خلقت میں اور دن رات کے اختلاف میں صاحبان عقل کے لیے نشانیاں ہیں

گر تو اورا می بنی در نظر　　فہم کن او را باظہار اثر

تن بہ جان جنبد نمی بنی تو جان　　لیک از جنبیدن تن جان بدان

ترجمہ: اگر تو اپنے پروردگار کو اپنی نظر سے دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو اس کے آثار اور صنعت کے ذریعے سے سمجھ۔

جسم روح کے ذریعے سے حرکت کرتا ہے لیکن تو روح کو نہیں دیکھتا پس روح کی معرفت جسم کی حرکت سے حاصل کر۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے جس چیز کو بھی دیکھا خدا کو اس کے ساتھ پایا۔ یعنی اس کا صانع اور خالق ہے۔

دیدہ آب آرد چون بیند آفتاب　　دیدن خورشید نتوان جزدر آب

ترجمہ: سورج کو دیکھنے سے آنکھوں میں پانی آجاتا ہے۔ سورج کو صرف پانی ہی میں دیکھا جاسکتا ہے۔

انسان ان تمام مصنوعات اور مخلوقات کے جس جزء اور حصے میں بھی غور وفکر کرے تو واجب الوجود یعنی ذاتِ پروردگار کے وجود کا اعتراف کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

چمگادڑ کی خلقت

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ومن لطائف صنعه وعجائب خلقته ما ارانا من غوامض الحكمة فى هذه الخفاش التى يقبضها الضياء الباسط لكل شئ ويبسطها الظلام القابض لكل حى''

ترجمہ: خدا کی صنعت کی لطافتوں میں سے اور اس کی خلقت کی عجائبات میں سے وہ ہے جو ہم چمگادڑ میں اس کی حکمت کے نمونے دیکھتے ہیں جو اور کسی جانور میں موجود نہیں ہیں۔ کیوں کہ تمام پرندے پروں کے ذریعے اڑتے ہیں اور یہ پروں کے بغیر اڑتی ہے۔ باقی تمام پرندے دن کی روشنی میں اڑتے ہیں اور چمگادڑ رات کے اندھیرے میں اڑتی ہے۔ حضرت نہج البلاغہ میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''وجعل لها اجنحه من لحمهايطير بغير ريش تعرج بهاعند الحاجة الى الطيران''

ترجمہ: خدا نے اس کے پر اس کے گوشت سے بنائے ہیں اور جب اسے اڑنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے ساتھ اڑتی ہے۔

چمگادڑ کی خلقت کی ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ باقی تمام پرندے انڈے دیتے ہیں اور یہ بچے دیتی ہیں۔ جیسے دوسرے جانور بچے دیتے ہیں اور اس کے بچے ایک وقت میں تین سے لے کر سات تک ہو سکتے ہیں۔

امیری حیات الحیوان میں لکھتا ہے: **"انه يحيض و يطهر ويضحك كما يضحك الانسان ويرضع ولده"**

ترجمہ: یعنی چمگادڑ کو حیض آتا ہے اور پاک ہوتی ہے۔ انسان کی طرح ہنستی ہے اور اپنے بچوں کو دودھ دیتی ہے اپنے بچے کو ہوا میں لے جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہوا میں اڑتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

چمگادڑ کی خلقت میں ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے کان ہیں۔ اس کی چونچ ہے۔ دانت بھی ہیں۔ تمام جانور اس کے دشمن ہیں جو گوشت کھاتے ہیں وہ اس کو کھا جاتے ہیں اور جو گوشت نہیں کھاتے وہ اسے مار دیتے ہیں۔ اسی لیے یہ رات کے وقت باہر آتی ہے اور اپنی روزی تلاش کرتی ہے۔ اس کی خوراک مکھی اور مچھر ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہوا کھاتی ہے، غلط ہے۔ کیوں کہ خدا نے اس کے دانت بنائے ہیں۔ اگر اس کی غذا ہوا ہوتی تو دانتوں کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ خدا کسی چیز کو بغیر فائدہ اور حکمت کے پیدا نہیں کرتا۔

می نبخشد ہیچ کس را ہیچ چیز   خداوند عزیز حاجت بی انکہ

ترجمہ: خداوند عزیز و غالب کوئی چیز بھی کسی کو بغیر ضرورت کے نہیں دیتا۔ پس معلوم ہوا۔ انسان خدا کی مخلوقات میں سے جس چیز میں بھی غور و فکر کرے اس کی توحید کامل ہوتی چلی جائے گی۔ انسان اگر خود اپنے بارے میں غور و فکر کرے تو اسے نظر آئے گا۔ کہ خداوند عالم نے ایک پانی کے نجس قطرے سے کیسی عجیب و غریب چیز پیدا کی ہے جو کتنا خوبصورت ہے۔ جس کے لیے سر پیدا کیا۔ پانچ حواسِ ظاہر یہ یعنی آنکھیں، کان، چکھنے، سونگھنے اور مس کرنے کی قوت پیدا کی ہے۔ اسی طرح اس کے باطن میں پانچ قوتیں یعنی قوت، عقلیہ، وہمیہ، خیالیہ، قوت مشترکہ اور قوت حافظہ کو پیدا کیا جو ہر ایک اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں، عقل اس لیے بندے کو عطا کی ہے تا کہ اس کے ذریعے سے دوسرے حیوانات سے جدا ہو سکے اور اس عقل کے ذریعے سے علم، کمال، اخلاق، توحید اور خدا کی معرفت کا علم حاصل کر سکے اور اپنے خالق اور پروردگار کے متعلق معرفت و آشنائی حاصل کرے۔ اور اس کی عبادت بجالائے۔ اور ان تمام چیزوں کے ذریعے سے باقی حیوانات پر فضیلت اور شرافت حاصل کر لے۔ بلکہ تمام جن وانس اور ملائکہ سے بھی فضیلت کے درجہ پر فائز ہو سکے گا اور تمام حیوانات وحشی اور غیر وحشی اور پرندے اس کے مطیع ہوں گے۔ اور

https://www.shiabookspdf.com/

ایسی آواز اس کو مل جائے گی۔ جس کے سننے سے عقلاء مدہوش ہو جائیں گے اور حیوانات بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور ایسی طبیعت کا مالک ہو جائے گا کہ اپنے دلکش اشعار کے ذریعے سے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔

اور ایسا شخص تھوڑی سی فکر کرنے سے عجیب و غریب صنعت ایجاد کرتا ہے اور ایک گھڑی کی سوچ و بچار کے ذریعے سے نئی نئی چیزوں کی اختراع کرتا ہے۔ اور جب سوتا ہے تو اس کی روح تمام کائنات کی سیر کرتی ہے اور کبھی کبھار اس کی روح مقاماتِ روحانیت کے ساتھ متصل ہو کر آئندہ واقع ہونے والے امور حاصل کرتا ہے اور کبھی اس کی شرافت و فضیلت اس مقام پر پہنچ جاتی ہے کہ کائنات کی چیزوں میں اثر انداز ہوتا ہے۔ اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ کبھی حکم دے تو ہوا چل پڑتی ہے ہوا کو بادل اور بادلوں سے بارش برسا دیتا ہے۔ کبھی دعا کرے ایک قوم کو نجات دیتا ہے اور کسی قوم کو بددعا کے ذریعے سے ہلاک کر دیتا ہے۔

اور کبھی اسے یہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ ملائکہ کے ساتھ کلام کرتا ہے اور ایک وقت میں کئی صورتیں تبدیل کر لیتا ہے۔ کبھی ایک قہار بادشاہ نظر آتا ہے جو تمام زمین پر حکومت کرتا ہے اور کبھی ایسا پیغمبر اور رسول ہوتا ہے کہ زمین سے لے کر آسمانوں تک ہر چیز اس کے حکم کے تابع ہوتی ہے۔

پس اگر انسان طبیعت کی مستی سے ہوشیار ہو اور بصیرت کی آنکھ کھلی رکھے تو خدا کی عظیم قدرت کا نظارہ کرتا ہے۔ اور سمجھ جاتا ہے کہ خداوند عالم ایک گندے نطفے سے کس طرح پرورش کے ذریعے سے ایک کامل انسان تک پہنچا دیتا ہے۔ اور اس میں کیسی کیسی حکمتیں اور عجیب و غریب چیزیں ظاہر کرتا ہے۔ جب فکر کرے گا تو اپنے خالق اور صانع تک پہنچ جائے گا اور عارف باللہ ہو جائے گا۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے خدا کو محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کے ذریعے سے پہچانا ہے۔ بلکہ انہوں نے تمام انبیاء اور اولیاء، جن و انس اور ملائکہ کو اسی

https://www.shiabookspdf.com/

خاندان کے واسطہ سے جاتا ہے۔ اور ہلاکت سے بچ گئے ہیں۔ بلکہ خدا نے تمام کائنات اور موجودات کو محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کی خاطر ہی پیدا کیا ہے۔

جیسے کہ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

"لولاک لما خلقت الافلاک"

ترجمہ: اگر تو نہ ہوتا تو اے پیغمبر میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

اور ان انوار مقدسہ کو اس کائنات اور آدم کی خلقت سے پہلے خدا نے پیدا فرمایا ہے جیسے کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں:

"کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین"

ترجمہ: میں اس وقت نبی تھا جب آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں، میں نے نوحؑ کی کشتی کو نجات دی ہے۔ میں ابراہیمؑ کے ساتھ تھا جب ان کے لیے آگ گلزار ہوئی اور میرے ذریعے سے سلیمانؑ نبی کا تخت ہوا میں گردش کرتا تھا۔

خلاصتاً جس نے بھی خدا کی معرفت حاصل کی اور اس کی عبادت کی یہ اسی خاندانی عصمت و طہارت کے وسیلہ سے ہوئی۔ اور جو کوئی بھی کسی مقام و درجہ اور فیض کو پہنچا انہی کی وجہ سے تھا۔ جو کوئی بھی ہلاکت و گمراہی اور پریشانی و غم سے بچا۔ محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کی وجہ سے بچا۔ یعنی جس نے بھی ان ہستیوں سے توسل حاصل کیا۔ اس کی مشکل حل ہوئی اور خدا نے اس کا کام آسان کر دیا۔

حتی کہ انبیاءؑ اور اولیاء کی بھی ان کے بغیر مشکل حل نہ ہوئی اور اس وقت تک ان سے کوئی کرامت اور معجزہ ظاہر نہ ہوا جب تک انہوں نے محمدؐ و آل محمد علیہم السلام سے توسل حاصل نہیں کیا۔ اور خدا کے دربار میں ان کے حق کا واسطہ نہیں دیا۔ جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام دو سو سال تک گریہ کرتے رہے لیکن ان کی توبہ کا سبب محمدؐ و آل محمد علیہم السلام بنے۔ وہ اس طرح کہ جبرائیل آئے اور حضرت آدم علیہ

https://www.shiabookspdf.com/

السلام سے کہا کہو۔

"یا حمید بحق محمد و یا عالی بحق علی و یا فاطر بحق فاطمه و یا محسن بحق الحسن و یا قدیم الاحسان بحق الحسین"

جب حضرت آدمؑ نے حسین علیہ السلام کا نام زبان سے لیا تو ان کے دل کو چوٹ لگی اور آنسو جاری ہو گئے

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا اے بھائی جبرائیل پانچواں نام لینے سے میرے دل کو کیوں صدمہ پہنچتا ہے اور آنسو جاری ہوئے ہیں۔؟

"قال ولداک هذا یصاب بمعیبة تصغر عندها المصائب"

ترجمہ: جبرائیلؑ نے کہا، اے آدم یہ تیرا وہ بیٹا ہے جس کو اتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا کہ ہر مصیبت اس کے سامنے چھوٹی نظر آئے گی

"قال یا اخی وهی"

ترجمہ: اے بھائی جبرائیل وہ کون سی مصیبتیں ہیں؟

"یقتل عطشانا غریباً وحیداً فریداً"

ترجمہ: اے آدم تیرا بیٹا حسینؑ پیاسا قتل کیا جائے گا جبکہ وہ اکیلا، تنہا اور پردیسی ہوگا

"لیس له ناصر ولا معین"

ترجمہ: نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا اور نہ ہی حامی

"ولو تراه یا آدم وهو یقول واعطشاه واقلة ناصراه"

ترجمہ: اے آدم! اگر تو حسینؑ کو دیکھے تو تیرا حال کیا ہوگا جب وہ کہہ رہا ہوگا، ہائے پیاس، ہائے کتنے کم ہیں مددگار۔

"حتیٰ یحول العطش بینه وبین السماء کالداخان"

ترجمہ: اور ان کی پیاس کا یہ عالم ہوگا کہ ان کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح حائل ہو جائے گا اور آپکا آسمان کی طرف دیکھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

جبرائیلؑ کی بات اس وقت ظاہر ہوئی جب عاشورہ کے دن حسینؑ کا بدن زمین کربلا پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پڑا تھا۔

گاہ از سوز عطش می کرد غش گاہ می فرمود ای قوم العطش
کشتنم را طعن این لشکر بس است بلکہ داغ یک علی اکبر بس است
تشنہ می برید از پیکر سرم نامسلمانان مگر من کافرم

ترجمہ: کبھی پیاس کی سختی سے غش کھا جاتے تھے اور کبھی فرماتے تھے اے قوم پیاس اس لشکر کا زخم زبان ہی میرے قتل کے لیے کافی ہے بلکہ میرے قتل کے لیے تو علی اکبرؑ کی جدائی کا داغ کافی ہے۔

اے مسلمانو پیاسا ہی میرے سر کو بدن سے جدا کر رہے ہو، کیا تم مجھے کافر سمجھتے ہو۔

''فلم یجبه احد الا باالسیوف و شرب الحتوف''

ترجمہ: اے آدم کوئی بھی حسینؑ کا جواب نہ دے گا مگر یہ کہ کوئی تلوار مارے گا کوئی نیزہ اور کوئی تیر۔

''فیذبح کذبح الشاۃ من القفا''

ترجمہ: اے آدم پھر حسینؑ کو اس طرح ذبح کر دیں گے جیسے گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۸

شکر کدام فضل بہ جا آورد کسی حیران بما ندھر کہ در این افتکار کرد
سر چیست تا بہ طاعت او بر زمین نھیم جان در رہش دریغ نباشد نثار کرد
بخشندگی و سابقہ لطف و رحمتش مارا بہ حسن عاقبت امیدوار کرد
پرہیز گار باش کہ داد ار آسمان فردوس جای مردم پرہیز گار کرد
ہر کو عمل نکرد و عنایت امید اشت دانہ نکشت جاہل و دخل انتظار کرد
تا بردہ رنج گنج میسر نمی شود مرد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد

ترجمہ: کون ہے اس کے فضل کا شکرادا کرے۔ جو کوئی بھی اس میدان میں قدم رکھے گا وہ حیران رہ جائے گا۔

سر کیا چیز ہے کہ میں اس کی اطاعت میں زمین پر رکھوں بلکہ اس کی راہ میں تو جان نثار کرنے سے بھی دریغ نہیں کرنی چاہیے۔

اس کی بخشش اور سابقہ لطف وکرم ورحمت کی وجہ سے اچھی عاقبت کی امید رکھے بیٹھا ہوں۔ پرہیز گار بنو تا کہ آسمان تیری تعریف کرے۔ کیوں کہ بہشت پرہیز گاروں کا ٹھکانہ ہے۔ جس نے بھی عمل نہ کیا اور امید پر باقی رہا تو سمجھ لو کہ اس جاہل نے کچھ نہ بویا اور انتظار کرتا رہا۔ تکلیف اٹھائے بغیر خزانہ نہیں ملتا۔ اے پیارے بھائی محنت کرنے سے ہی محنت کا پھل ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

"وآیۃ لھم الارض المیتۃ احیینا ھا و اخرجنا منھا حباً فمنہ یاکلون"

دلیل عقلی اور نقلی سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ خدا نے اس کائنات کو اپنی معرفت

https://www.shiabookspdf.com/

کے لیے پیدا کیا ہے تا کہ معرفت کے بعد عبادت کریں۔ اور عبادت کرنے کے بعد ان کے مقامات اور کمالات ظاہر ہوں۔ پس حقیقت میں خدا نے اس مخلوق کو اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ اس پر اپنا فضل و کرم نچھاور کر سکے۔ اور یہ چیز قابلیت اور عبادت پر منحصر ہے اور عبادت معرفت پر منحصر ہے۔ اور خدا کے متعلق معرفت حاصل کرنے کے لیے دو طریقے ہیں۔ ایک آیات آفاقیہ یعنی اس کائنات کی چیزوں میں غور و فکر کرنے سے یعنی آسمان، ستارے، زمین، خلقت کے عجائبات اس کی صنعت کی لطافتوں میں غور و فکر کر کے ان چیزوں کے صانع اور خالق تک رسائی حاصل کرنا۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اللیل والنھار لا یات لاولی ال الباب"

اور دوسرا طریقہ آیاتِ نفسیہ میں غور و فکر کرنے سے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اہل تحقیق فرماتے ہیں آیاتِ آفاقیہ سے مراد عالم کبیر یعنی یہ کائنات ہے اور آیاتِ نفسیہ سے مراد عالم صغیر یعنی انسان کا وجود ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا نے جو کچھ اس کائنات میں پیدا کیا ہے اس کا نمونہ انسان کے وجود میں بھی رکھا ہے۔

آیات آفاقیہ میں سے ایک زمین کی خلقت ہے اگر انسان اس کی خلقت کے بارے میں اپنی عقل کے ذریعے غور و فکر کرے تو خدا کی معرفت حاصل کر لے گا۔

انوار نعمانیہ اور سماء العالم میں ہے جب خدا نے اس کائنات کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے جوہر کو پیدا کیا۔ پھر اس جوہر کی طرف ہیبت سے نظر کی تو وہ پانی بن گیا اس سے پانی کے بخارات بلند ہوئے۔ پانی کے بخارات سے خدا نے آسمان کو پیدا کیا۔ اس کی ہوا کو حکم دیا کہ پانی میں موجیں پیدا کرے۔ موجوں سے پانی میں جھاگ پیدا ہوئی۔ اس جھاگ سے خانہ کعبہ کو پیدا کیا جو زمین کی ابتداء ہے اس کے بعد کعبہ کے نیچے سے پانی کے اوپر زمین بنائی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: بے شک سب سے پہلے لوگوں کے لیے جو مبارک گھر بنایا گیا ہے وہ مکہ میں ہے اور وہ عالمین کے لیے ہدایت ہے۔

اسی لیے مکہ کو ام القریٰ کہتے ہیں جس کے معانی ہیں تمام شہروں کی ماں۔

پانی کے اوپر زمین کو سکون نہ تھا۔ کشتی کی طرح تلاطم میں مضطرب تھی۔ پھر خدا نے موج سے پہاڑ پیدا کیے۔ جو منجمد ہو گئے اور ایسے تھے جیسے کشتی میں میخ ہوتی ہے۔ پس پہاڑ زمین میں کشتی کی میخوں کی مانند ہیں جیسے کہ خدا فرماتے ہیں "والجبال اوتادا" پہاڑوں کو میخیں بنایا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

"وارزها فيها اوتاداً فسكنت على حركتها من ان تميد باهلها"

ترجمہ: خدا نے پہاڑوں کو میخوں کی مانند زمین میں لگا دیا۔ اس کے بعد وہ تمام اہل زمین کو حرکت میں لانے سے ساکت ہو گئی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"و جعلنا في الارض رواسي ان تميد بهم"

ترجمہ: ہم نے زمین میں پہاڑوں کو بنایا تا کہ وہ ان کی وجہ سے حرکت نہ کرے۔

علامہ مجلسی بحار الانوار کی کتاب سماد العالم میں لکھتے ہیں کہ زمین اور پانی دونوں کروی شکل میں ہیں یعنی گول شکل میں ہیں۔ اس زمین کے تین حصے پانی میں ہیں اور چوتھا حصہ پانی سے باہر ہے۔ کچھ اہل تحقیق کہتے ہیں کہ اس چوتھے حصے کے پھر چار حصے ہیں۔ ایک حصہ مغرب میں ہے جو گرمی کی وجہ سے قابل سکونت نہیں ہے دوسرا حصہ مشرق میں ہے جو سردی کی وجہ سے قابل سکونت نہیں ہے۔ ایک حصے میں تاریکی ہے جو اس تاریکی کی وجہ سے قابل سکونت نہیں ہے۔ یہ سات براعظم چوتھا حصہ ہے، جس پر زندگی ممکن ہے۔ سکندر ذوالقرنین نے تمام زمین کی سیر و سیاحت کا ارادہ کیا لیکن نہ کر سکا۔

جنات الخلود میں لکھتے ہیں کہ اس زمین کا قطر ایک کروڑ اٹھائیس لاکھ میٹر ہے اس کا دائرہ ہزار ہزار فرسخ ہے، اس کی مساحت یعنی رقبہ $۱۰^{۲۱}\times۱.۰۹۷۲$ ہے۔

زمین اس وزن کے ساتھ خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے پانی پر قرار دی ہے جیسے

https://www.shiabookspdf.com/

کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں دحوالارض کے ضمن میں:

"کبس الارض علی مور امواج مستفحلة ولجج بحار زاخرہ"

ترجمہ: خدا نے زمین کو پانی کی بڑی بڑی موجوں اور سمندر کی بے پایاں گہرائیوں میں داخل کیا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

"وسکنت الارض مدحوۃ فی لجة تیارہ"

ترجمہ: زمین سمندر کی موجوں پر ساکن ہوگئی۔

بحار الانوار کی کتاب سماء العالم میں شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کی کتاب توحید سے روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت جس کا نام زینب عطارہ تھا، حضورؐ کے گھر میں آیا کرتی تھی اور پیغمبرؐ کی عورتوں سے عطر خریدا کرتی تھی، ایک دن حضرتؐ کے گھر آئی اور عرض کیا، یا رسول اللہؐ میں آج عطر خریدنے نہیں آئی میں آج اس لیے آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ خدا کی عظمت کے بارے میں سوال کروں۔ آپؐ نے فرمایا: تجھے میں خدا کی کچھ عظمت کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: یہ زمین جو تو دیکھ رہی ہے اس کے نیچے جو زمین ہے اس کے مقابلے میں اس کی مانند ہے جو بیابان میں پڑا ہو۔ دوسری زمین نیچے تیسری زمین کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے بیابان میں پہیہ ہو۔ تیسری زمین اور اسی طرح چوتھی اور ساتویں زمین تک۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

"خلق سبع سموات و من الارض مثلھن"

ترجمہ: خدا نے سات آسمان اور اس کی طرح سات زمینیں پیدا کی ہیں۔

اور یہ سات زمینیں اپنے اندر تمام چیزوں کے ساتھ مرغے کی پشت کے اوپر ہیں اور وہ مرغ ایک پتھر پر ہے اور یہ سب چیزیں مچھلی کے اوپر ہیں اور یہ سب چیزیں ایک تاریک سمندر میں اور پھر یہ سب چیزیں ہوا میں ہیں اور یہ سب چیزیں ثری کے مقابلے میں جو ان سب کے نیچے ہے بیابان میں پڑے ہوئے پہیے کی مانند ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: **"لہ ما فی السموات وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثری، ثم انقطع الخبر"** یعنی

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے بعد کوئی نہیں جانتا کہ تحت الثریٰ کیا ہے۔

پس خدا نے جو اتنی عظیم زمین پیدا کی ہے تو اس میں اپنی حکمتیں رکھیں ہیں۔ مثلاً زمین چکنی مٹی کی طرح نرم نہیں ہے کہ لوگ اس پر چل نہ سکیں۔ پتھر کی طرح سخت بھی نہیں ہے کہ لوگ اس پر نہ عمارت بنا سکیں اور نہ ہی زراعت کر سکیں۔ بدبودار نہیں ہے کہ لوگ سونگھ کر ہلاک ہو جائیں۔ اتنی معطر بھی نہیں ہے کہ لوگوں کے دماغ فاسد ہو جائیں۔ گرم بھی نہیں ہے کہ لوگوں کو جلا دے۔ سرد بھی نہیں ہے کہ لوگ برداشت نہ کر سکیں۔ برف کی طرح صاف و شفاف نہیں ہے کہ آنکھوں کو حیران و پریشان کر دے۔ حرکت میں نہیں ہے کہ عمارتوں کو خراب کر دے یا لوگ ڈر کی وجہ سے سو نہ سکیں۔ بلکہ زمین کو خدا نے گہوارے کی طرح قرار دیا ہے۔ جیسے بچے کا گہوارہ ہوتا ہے۔ بندوں پر احسان کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"الم نجعل الارض مهاداً والجبال اوتاداً"

ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا اور پہاڑوں کو زمین کے لیے میخ نہیں بنایا۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

"فرشناها فنعم الماهدون"

ترجمہ: ہم نے زمین کو بہترین بچھونا قرار دیا ہے۔

لیکن کبھی کبھی خدا اس زمین کو حکمت اور مصلحت کے تحت اس گہوارے میں تزلزل پیدا کر دیتا ہے۔ تا کہ لوگ غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور گناہوں سے معافی مانگیں۔

حکماء کہتے ہیں کہ زمین میں زلزلہ ان بخارات کی وجہ سے آتا ہے جو زمین کے نیچے جمع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بخارات جب باہر آنا چاہتے ہیں تو ان کو کوئی سوراخ نہیں ملتا کہ باہر آئیں اس لیے زمین پر زلزلہ آ جاتا ہے۔

کچھ اہل عرفان کا کہنا ہے کہ خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے زمین کو سونے سے پیدا نہیں کیا کیوں کہ اگر تمام زمین سونے کی ہوتی اور مشرق سے مغرب تک ہر طرف

https://www.shiabookspdf.com/

سونا ہی سونا ہوتا تو لوگ عمارتیں کیسے بناتے اور زراعت کیسے کرتے۔ درخت کیسے اگاتے۔ تھوڑا سا سورج نکلنے کے ساتھ ہی گرمی کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو جاتے۔ پس معلوم ہوا کہ زمین کے جتنے فوائد ہیں معدنیات میں سے کسی چیز کے نہیں ہیں۔

زمین کے فوائد

زمین کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان اور حیوانوں کو اس سے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:

"منها خلقنا کم و فیها نعید کم و منها نخرجکم تارۃ اخریٰ"

ترجمہ: ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اسی میں واپس لٹائیں گے اور ایک بار پھر اس سے نکالیں گے۔

دوسرا فائدہ زمین کا یہ ہے کہ انسانوں اور حیوانوں کے کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں اسی سے نکلتی ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کلو اوارعموا انعامکم ان فی ذالک لایات لاولی النُهی"

ترجمہ: زمین سے خود کھاؤ اور اپنے جانوروں کو کھلاؤ بے شک اس میں منع ہونے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ سورۃ یٰسین میں ارشار ہے:

"وآیة لهم الارض المیتة إحییناها واخرجنا منها حباً فمنه یاکلون"

ترجمہ: لوگوں کے لیے مردہ زمین میں خدا کی نشانی ہے جس کو ہم نے زندہ کیا اور اس سے دانے نکالے جس کو وہ کھاتے ہیں۔

پس پتہ چلتا ہے کہ زمین کے بڑے فوائد ہیں۔ زمین میں کھانے، پینے اور پہننے کی ہر چیز پائی جاتی ہے۔ اس میں پانی کے ذخیرے، پھولوں کے پودے اور پھلوں کے باغات میں ہیرے اور جواہر کی کانیں ہیں۔ اس میں مسجد اور عبادت گاہیں ہیں۔ خاص طور پر اس امت کے لیے تمام زمین کو جائے سجدہ اور مقام عبادت قرار دیا ہے۔ سوائے ان

https://www.shiabookspdf.com/

مقامات کے جن کا استثناء کیا گیا ہے۔ جیسے غصبی، نجس مقام یا جو کھڑے ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ اونچا یا نیچا ہو۔

علامہ مجلسی بحار الانوار کی جلد ٦ میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، مجھے پانچ وہ چیزیں دی گئی ہیں جو کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

"جعلت لی الارض مسجداً وطهوراً"

ترجمہ: میرے لیے تمام زمین کو مقام سجدہ اور طہارت کی جگہ قرار دیا گیا ہے۔

جیسے کہ علماء کی فقہ کی کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ مطہرات میں سے ایک زمین ہے یعنی زمین اگر خشک ہو تو پاؤں اور جوتوں کے تلوے کو اور عصا کے نچلے حصے کو پاک کر دیتی ہے۔ بشرطیکہ اصل نجاست ان چیزوں کے ساتھ نہ لگی ہو۔ اگر زمین خود تر یا نجس ہو تو پھر پاک نہیں کر سکتی جیسے کہ بازار وغیرہ کی زمین۔ زمین کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ مردوں کو دفن کیا جاتا ہے۔ اگر مردے کو دفن نہ کیا جائے تو ایک یا دو دن کے بعد اس میں سے بدبو آنے لگ جائے گی۔ جس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔ اور لوگ اس بدبو کو برداشت نہ کر سکیں گے اور دفن کرنے کی بجائے اسے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

یہ جو رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ مردے کو دفن کرنا ہر شخص پر واجب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سب لوگ جمع ہو جائیں اور اس کے دفن کرنے میں جلدی کریں۔ کیوں کہ جب بدن سے روح نکل جاتی ہے اور بدن ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو خون میں جو جراثیم ہوتے ہیں وہ باہر آ جاتے ہیں اور دوسروں کے جسم میں داخل ہوتے ہیں جن سے بہت سی بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ میت کو ٹھنڈا ہونے کے بعد ہاتھ نہ لگائیں اور اگر لگ جائے تو غسل کریں اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ کچھ لوگ اہل مغرب کے اس کام کی بڑی تعریف کرتے ہیں کہ وہ مرنے والے کو ایسی دوا لگاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کا جسم کافی مدت تک بالکل ٹھیک پڑا رہتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط کام ہے یہ لوگ احمق اور بے وقوف ہیں۔ کیوں

https://www.shiabookspdf.com/

کہ خدا کی حکمت اور مصلحت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ مردہ خاک بن جائے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین میں ہر جگہ کھودنے سے مردے ہی نکلنے چاہیے تھے۔

لیکن خدا تعالی اپنی قدرت کے اظہار کی خاطر اور ان لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے جو غلط عقائد کے مالک ہیں، بعض لوگوں کی میت کو صحیح و سالم رکھے ہوئے ہیں، جیسے کہ نوشیروان عادل کے بارے میں ملتا ہے اور دوسرا حضرت عبدالعظیم کے مقبرے کے نزدیک ایک قبہ نما جگہ کو کھودا گیا تو وہاں سے محمد بن بابویہ المعروف شیخ صدوق علیہ الرحمہ اور محمد بن یعقوب کلینی اور دیگر بزرگوں کے بدن بالکل صحیح و سالم پائے گئے۔

تیسرا وہ جن کا بدن مرنے کے بعد بوسیدہ نہیں ہوتا مومن کامل ہے۔

چوتھا: راہ خدا میں شہید ہونے والے کا جسم صحیح وسلامت رہتا ہے جیسے کہ جنگِ احد اور کربلا کے شہداء میں سے جس کا بدن بھی نکالا گیا تر و تازہ تھا۔ جیسے کہ شاہ اسماعیل صفوی نے جب حر بن یزید ریاحی کی قبر کو کھودا تو جس حال میں قتل ہوئے تھے ویسے ہی سوئے ہوئے پایا۔

اسی طرح بحار الانوار، مقتل عوالم اور دمعۃ الساکبہ کی روایت کے مطابق متوکل ملعون نے کسی کو بھیجا تا کہ سید الشہداء علیہ السلام کی قبر کو کھودیں۔ راوی کہتا ہے

"فوجدت بارية جديده وعليها جسد الحسين عليه السلام تفرح منه رائحة المسک"

ترجمہ: بالکل تر و تازہ مٹی پر حسین علیہ السلام کے بدن کو دیکھا جس سے مشک و عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔

کچھ بدن ایسے ہیں جن کا بوسیدہ ہونا اور خاک بننا ضروری ہوتا ہے جیسے متکبر اور فرعون صفت اشخاص تا کہ لوگوں کے لیے باعث حیرت و تنبیہ بن سکیں۔

سعدی کہتے ہیں:

آنکہ پا از سر نخوت ننہادی بر خاک عاقبت خاک شد و خلق بر او می گذرند

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: جو شخص غرور و تکبر کی وجہ سے زمین پر پاؤں نہیں رکھتا تھا۔ آخر کار مرنے کے بعد مٹی بن گیا اور لوگ اس کے اوپر سے گزرتے رہے۔

اور خدا اس لیے بہت سوں کو خاک بنا دیتا ہے تا کہ خدا کی قدرت و طاقت کا اظہار ہو کہ وہ اس بوسیدہ خاک کے اجزاء کو کیسے جمع کرے گا اور دوبارہ انسان بنا دے گا۔

حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

"یا بنی انها ان تک مثقال حبة من خردل فتکن صخرة او فی الارض یات بهاالله ان الله لطیف خبیر"

ترجمہ: اے بیٹے بے شک اگر تو رائی کے دانے کے برابر ہوگا پھر تو پتھر کے اندر ہوگا یا آسمانوں اور زمین میں، تو خدا تجھے دوبارہ لائے گا۔

پس حاصل مطلب، کیوں کہ خدا ستار العیوب ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ لوگ اس دنیا میں رسوا ہوں اس لیے اس نے قبر کے کھودنے کو حرام قرار دیا ہے تا کہ لوگ ایک دوسرے کے حال سے آگاہ نہ ہوں۔ ایک اور وجہ دفن کرنے کی یہ بھی ہے کہ میت کو جانور وغیرہ نہ کھا جائیں۔

زمین کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ امانتوں، خزانوں سونے چاندی اور دیگر جواہرات و معدنیات جن کو صرف خدا ہی جانتا ہے اس زمین کے اندر دفن ہیں۔ اگر چہ ان چیزوں کو آئمہ علیہم السلام وحی اور الہام کے ذریعے سے جانتے ہیں لیکن ان میں تصرف نہیں کرتے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے خزانے کا ظاہر ہونا

مناقب ابن شاذان اور مدینۃ المعاجز میں عمار یاسر سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آج چوتھا دن ہے میں روزہ رکھ رہا ہوں لیکن کھانا نہیں کھایا۔ حضرت نے فرمایا، میرے ساتھ آؤ۔ ہم چل پڑے اور ایک صحرا میں جا پہنچے۔ آپ نے وہاں ایک جگہ کو کھودا جس سے درہموں سے بھرا ہوا ایک برتن نکلا۔ ایک درہم خود اٹھا لیا اور ایک مجھے دے دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

عمار کہتا ہے، میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا، اگر آپ یہ خزانہ اٹھالیں تو آپ کی ضروریات بھی پوری ہو جائیں گی اور کچھ صدقہ کر دیں۔ حضرت نے فرمایا، آج ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ خزانے کو اسی جگہ چھپا دیا اور واپس لوٹ آئے۔ عمار حضرت سے علیحدہ ہو کر اسی جگہ پر آئے لیکن خزانہ نہ پایا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے پوچھا، دوبارہ خزانے کے پاس گئے تھے؟ عمار نے عرض کیا، ہاں میں گیا تھا۔ لیکن اللہ کی قسم مجھے ملا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں کہ خدا جانتا تھا کہ ہمیں خزانے کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہے اس لیے ہمارے لیے ظاہر کر دیا۔ اور تمہاری آنکھوں سے چھپا دیا ہے۔ زمین کے نیچے جتنے بھی خزانے ہیں سب حضرت کے لیے ظاہر تھے۔ اور امام زمان علیہ السلام کے لیے تمام خزانے اور زمین کی تمام برکتیں ظاہر ہوں گی۔ اور حضرت اس خزانے کے ذریعے سے اپنے ماننے والوں اور شیعوں کے قرضے ادا کریں گے اور انہیں مالا مال کر دیں گے اور غریب دیکھنے کو نہ ملے گا۔

اب اگر کوئی سوال کرے کہ یہ خزانے شیعوں کے لیے کیوں ظاہر نہیں ہوتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تمام لوگو مالا مال اور غنی ہو جائیں تو دنیا کا نظام معطل ہو جائے گا۔ تمام لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں گے۔ عبادت کو چھوڑ کر لہو ولعب میں مشغول ہو جائیں گے۔ اسی لیے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ولو بسط اللّٰہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض"

ترجمہ: اگر خدا لوگوں کی روزی وسیع کر دے تو زمین میں فساد پھیلائیں گے۔

لیکن امام زمان علیہ السلام کے زمانے میں اس چیز کا ڈر نہیں ہوگا۔ کیوں کہ سب لوگ مومن اور متقی ہوں گے۔ اسی لیے آسمان اور زمین اپنی برکات کو ظاہر کریں گے۔ اب بھی اسی طرح ہے اگر سب لوگ متقی اور پرہیزگار بن جائیں تو آسمان اور زمین اپنی برکات کو ظاہر کر دیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ولو ان اھل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکاتٍ من

https://www.shiabookspdf.com/

السماء والارض“

ترجمہ: اگر تمام اہل زمین مومن اور متقی بن جائیں تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیں گے۔

اس وقت تمام بلائیں اور مصیبتیں اور برکات کا نازل نہ ہونا پرہیز گاری اور تقویٰ کے نہ ہونے کی وجہ سے اور گناہوں کے ارتکاب کے سبب ہے۔

جیسے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ یبتلی عبادہ عندالاعمال السیۃ نقص الثمرات وحبس البرکات واغلاق خزائن الخیرات لیتوب تائب“

ترجمہ: خدا اپنے بندوں کو ان کے برے اعمال کی وجہ سے ثمرات کے کم ہونے، برکات کے نازل نہ ہونے اور خیرات کے دروازے بند ہونے کے ساتھ مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ توبہ کریں۔

لیکن چند گناہ ایسے ہیں جن کو خدا معاف نہیں کرے گا۔ ایک خدا کے ساتھ شرک کرنے کا گناہ، دوسرا کسی پیغمبر یا امام کو قتل کرنے کا گناہ۔ جیسے کہ بحار الانوار اور دوسری کتابوں میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ خدا کے ساتھ مناجات کے لیے جایا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل میں سے ایک مومن شخص نے عرض کی:

”یا نبی اللّٰہ انی اذنب ذنباً عظیماً فاسئل ربک ان یعفونی“

ترجمہ: اے اللہ کے نبی علیہ السلام میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ خدا سے سوال کریں کہ وہ مجھے معاف کردے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کرتے ہوئے اس کی حاجت کے لیے خدا کے دربار میں عرض کیا۔ خطاب ہوا:

”یا موسیٰ اعفو عمن استغفرنی الا قاتل الحسین....“

ترجمہ: اے موسیٰ جو بھی مجھ سے مغفرت طلب کرے گا میں اسے معاف کردوں

https://www.shiabookspdf.com/

گا۔ سوائے قتل حسینؑ کے۔ امام زمان علیہ السلام پردہ غائب میں بھی لوگوں لے تمام اعمال کو دیکھتے ہیں۔ اور جو لوگ گناہ کرتے ہیں اور فسق و فجور میں مشغول ہیں ان کی وجہ سے حضرت خون کے آنسو روتے ہیں۔ دن رات یہ دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار میرے ظہور میں جلدی کرنا۔ تا کہ ظالموں سے مظلوموں کا انتقام لے سکوں۔ بعض روایات کے مطابق حضرت امام زمان علیہ السلام جب ظہور فرمائیں گے تو اپنے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لیں گے۔ کیوں کہ اس وقت ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا اس انتظار میں ہیں کہ وہ وقت کب آئے گا جب حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لوں گا۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ امام زمان علیہ السلام نے اپنے ایک شیعہ کو خط لکھا کہ عاشورہ کے دن یہ زیارت پڑھا کرو۔ اس زیارت میں ''یا جداوہ'' نہیں ہے اور امام علیہ السلام کی طرف اس بات کی نسبت یہ کہنا غلط ہے۔ کہ آپ نے فرمایا جو کوئی بھی ''یا جداہ'' کہتا ہے تو وہ اپنی زبان سے کہے: زیارت کے الفاظ یہ ہیں:

"فلئن اخرتنی الاهور وعاقنی عن نصرک المقدور ولم اکن لمن حاربک محاربا ولمن بالک العداوہ مناصباً فلاندابنک صباحاً ومساء ولا بکین لک بدل الدموع دماً"

ترجمہ: اے آقا! اگر زمانے کی دوری نے مجھے آپ کی مدد سے دور رکھا اور میں آپ کے ساتھ جنگ کرنے والے سے جنگ نہ کر سکا۔ اور آپ کے ساتھ دشمنی رکھنے والے کے ساتھ دشمنی نہ رکھ سکا۔ لیکن میں صبح و شام آپ کے غم میں آنسوؤں کی بجائے خون روتا ہوں۔

ذوالجناح کا خیموں کے دروازے پر آنا:

- ایک روایت کے مطابق حضرت امام زمان علیہ السلام فرماتے ہیں:

"واسرع فرسک شارداً والی خیامک قاصداً محمحاً باکیاً"

ترجمہ: اے میرے جد بزرگوار میں اس وقت کو نہیں بھولتا۔ جب آپ کا گھوڑا خالی زین کے ساتھ خیموں کے دروازے پر ہنہناتا ہوا یہ کہتا آیا

https://www.shiabookspdf.com/

"الظليمة الظليمة من امة قتلت ابن بنت نبيها"

ترجمہ: الامان الامان اس امت سے جنھوں نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ ایک روایت کے مطابق گھوڑا ہنہناتا ہوا خیموں کے دروازے پر آیا اور کبھی اپنا سر زمین پر مارر ہا تھا اور کبھی پاؤں۔ زینبؑ نے کہا بیٹی سکینہؑ تیرے بابا کے گھوڑے کی آواز ہے۔ اُٹھ دیکھ شاید تیرے لیے پانی لائے ہو۔ سکینہؑ دوڑتی ہوئی گئیں کیا دیکھا۔ گھوڑے کی زین خالی اور نیچے لٹکی ہوئی تھی اور گھوڑا خون میں آلود ہے۔ سکینہؑ نے آواز دی۔ پھوپھی جان خدا کی قسم میرے بابا کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تمام بیبیاں اور بچے خیموں سے باہر آ گئے اور گھوڑے کے اردگرد جمع ہو گئے۔ ہر کوئی زبان حال میں کچھ نہ کچھ کہہ رہا تھا۔ بی بی سکینہؑ آگے بڑھی اور ذوالجناح سے ناز کے ساتھ کہنے لگیں۔

ذوالجناحا پدرم رفت ونیامد خبرش　　به کجا رفت وچه رو داد وچه آمد به سرش

از غم قاسم ناکام در آمد ازپا　　یا شکسته از الم مرگ برادر کمرش

به سراغ علی اکبر زحرم شد بیرون　　گوییا بهشت خودش راسرنعش پسرش

ما یتیمان چه کنیم از الم دربدری　　بلتر از دربه دری غم بی پدری

ترجمہ: اے ذوالجناح میرا بابا گیا اور کوئی اطلاع بھی نہیں ہے۔ میرے بابا کہاں گئے ہیں انہیں کیا ہوا ہے وہ کیوں نہیں آئے۔

قاسم کے غم نے انہیں مار دیا۔ بھائی عباس کی موت نے میرے بابا کی کمر توڑ دی۔ علی اکبر کو تلاش کرنے گئے تھے۔ شائد بیٹے کی لاش پر ہی انہیں موت آ گئی۔

اس دربدری کے غم میں ہم یتیم کیا کریں۔ دربدری کے غم سے یتیمی کا غم بہت برا ہے۔ سکینہؑ نے آواز دی: **"یا ذوالجناح هل سقى ابى ام قتل عطشاناً"**

ترجمہ: اے گھوڑے میرے بابا نے پانی پیا، یا پیاسے ہی قتل کر دیئے گئے۔

(الا لعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۸۹

گناہ کردن پنہان بہ از عبادت فاش
اگر خدای پرستی ہوا پرست مباش

بہ چشم عجب و تکبر نظر بہ خلق نکن
کہ بندگان خدا ممکن ، در اوباش

در این زمین کہ تو بینی ملوک طبعا نند
کہ ملک روزی زمین پیشتان نیز زدلاش

مقام صالح و فاجر ہنوز پیدا نیست
نظر بہ حسن معاد است نی بہ حسن معاش

چہ دور، دور تو باشد مراد خلق بدہ
چہ دست، دست تو باشد درون کس مخراش

ترجمہ: ریا کاری کی عبادت سے بہتر چھپ کر گناہ کرنا ہے۔ اگر خدا پرست ہو تو ہوا پرست مت بنو خدا کی مخلوق کی طرف غرور و تکبر کی نگاہ سے مت دیکھ۔ کیوں کہ خدا کے بندے ممکن چیز ہیں تم بھی ممکن ہی بن کر رہو۔

اس زمین میں جن کو تو بادشاہ دیکھتا ہے، دیکھنے میں بادشاہ ہیں حقیقت میں فقیر ہیں۔

اس نیک اور بد کا ابھی کوئی پتہ نہیں ہے۔ عاقبت کے اچھے ہونے کی طرف نگاہ ہے نہ کہ دنیا کی زندگی کے اچھے ہونے کی طرف۔

اگر چہ تیرا ہی زمانہ اور دور ہو یعنی بادشاہی تیری ہو۔ مخلوق کی حاجتوں کو پورا کرو اگر چہ تیرے ہاتھ میں قدرت و طاقت ہو دوسروں کے عیب مت تلاش کرو۔

عبادت کے صحیح ہونے کی شرائط

خدا فرماتا ہے:

"وما أمر الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء"

ترجمہ: تمہیں صرف یہ کہا گیا ہے کہ تم خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت انجام دو۔

شیعہ علماء کا اتفاق ہے کہ عبادت کے صحیح ہونے کی پانچ شرائط ہیں۔

لیس علی المجنون حرج

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: دیوانے شخص پر کوئی حرج نہیں ہے۔

اصول کافی میں ارشاد ہے:

"ان اللّٰہ علی الناس حجتین ، حجة ظاهرة ، وحجة باطنة، فاما الظاهرة فالرسل والانبياء و الائمه عليهم السلام واما الباطنه فالعقول"

ترجمہ: خدا کی لوگوں پر دو حجتیں ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ ظاہری حجت رسول، انبیاء اور آئمہ علیہم السلام ہیں اور باطنی حجت عقلیں ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ ان عقلوں کے ذریعے سے دین کے احکام اور مسائل انبیاء اور آئمہ علیہم السلام سے حاصل کریں اور سیکھیں۔

عبادت کے صحیح ہونے کی دوسری شرط علم ہے۔ یہ علم اجتہاد کے ذریعے سے حاصل ہو یا تقلید سے، جاہل شخص کی عبادت باطل ہے۔ یعنی جو نہ تو مجتہد ہو اور نہ ہی کسی کی تقلید کرے اس کی عبادت باطل ہے۔

اصول کافی میں حدیث کے ضمن میں ارشاد ہے:

"لانجاة الا بالطاعة والطاعة بالعلم و العلم بالتعليم والتعلم بالعقل"

ترجمہ: اطاعت کے بغیر نجات نہیں ہے اور اطاعت علم کے ساتھ ہوتی ہے۔ علم تعلیم کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور تعلیم کا حصول عقل کے سبب ممکن ہے۔

اگر کسی کے پاس عقل نہ ہو تو کسی طرح کا بھی علم حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی علم کے حاصل کرنے اور خدا کی معرفت کے متعلق علم رکھتا ہو تو احکام دین کے حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة"

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم کا حاصل کرنا واجب ہے اور اس علم سے مراد دین اور اسلام کے احکام ہیں۔

تمام علماء، کا اتفاق ہے کہ تین علوم کا حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اول اصول دین کا علم، دوم فروع دین کا علم، سوئم علم اخلاق یعنی اچھی اور بری صفات کی پہچان کرنا۔

خدا جو قرآن میں فرماتا ہے:

قل فللہ الحجۃ البالغۃ۔

اس کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں قیامت کے دن خدا اپنے بندوں کو ندا دے گا اے بندے تو جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا۔ اگر کہے گا جانتا تھا تو خدا فرمائے گا تو نے عمل کیوں نہیں کیا؟ اور اگر کہے گا میں جانتا نہیں تھا تو خدا فرمائے گا تو نے علم کیوں نہ حاصل کیا؟ اسی لیے معصوم فرماتے ہیں کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء اور اولیاء کو بھیجنے ساتھ لوگوں پر خدا کی حجت قائم ہوگئی۔ یعنی اب ان کے پاس خدا کی عبادت نہ کرنے کا کوئی بہانہ نہیں ہے۔ جیسے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

"لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل "

تا کہ لوگوں کے پاس رسولوں کے آنے کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے۔ تمام انبیاءؑ کے بعد ان کے اوصیاء تھے اور اوصیاء نے علماء کو اپنا نائب قرار دیا۔ تا کہ لوگ ان سے دین کے احکام سیکھ سکیں۔ پس اس وقت خدا کی طرف سے لوگوں پر حجت علماء ہیں جو دین کے احکام لوگوں تک پہنچاتے میں انبیاءؑ اور اوصیاء کے نائب ہیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب کمال الدین میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام زمان علیہ السلام کی طرف سے ایک خط ملا جس میں لکھا ہوا تھا:

"واما الحوادث الواقعۃ فارجعوا فیھا الی رواۃ حدیثنا فانھم حجتی علیکم انا حجۃ اللہ علیھم "

ترجمہ: جو نئے واقعات رونما ہوتے ہیں ان میں تم ہماری حدیثوں کو روایت کرنے والوں یعنی قابل اعتماد علماء کی طرف رجوع کرو۔ وہ تم پر حجت ہیں اور میں ان پر خدا کی حجت ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

عبادت کے صحیح ہونے کی تیسری شرط اسلام ہے۔ اسلام تب ثابت ہوتا ہے جب بندہ شہادتین اور دین اسلام کی تمام ضروری چیزوں کا اقرار کرے۔ ان ضروری چیزوں میں سے ایک قیامت ہے۔ یعنی ہمیں عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ہمیں مرنا ہے ہمارے بدن خاک بن جائیں گے اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہو کر خدا کی طرف جائیں گے۔ جو ہمارے اعمال کا حساب و کتاب کرے گا۔ پس جس نے بھی شہادتین کا اقرار اور دین کی ضروری چیزوں کا عقیدہ پیدا کیا تو اسلام کے تمام احکام پر عمل کرنا اس پر لازم ہو جائے گا۔ اور وہ خود دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گا یعنی اس کا بدن پاک ہوگا اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہوگا۔ اور اس کے تمام اعمال دوسری دو شرائط کے ساتھ صحیح ہوں گے۔

عبادت کے صحیح ہونے کی چوتھی شرط ایمان ہے اور ایمان سے مراد دل سے عقائد حقہ پر ایمان لانا ہے جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا و لما يدخل الايمان فى قلوبكم"

ترجمہ: اعراب نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دو تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم کہو اسلام لائے ہیں کیوں کہ ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔

ایمان تین چیزوں کا نام ہے۔ اقرار کرنا زبان سے، اعتقاد رکھنا دل سے اور عمل کرنا ارکان کے ساتھ۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں

"الایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان وعمل بالاركان"

ترجمہ: ایمان تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور دین کے ارکان کے ساتھ عمل کرنا۔

علامہ مجلسی بحار الانوار کی جلد ے میں لکھتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام کی روایات

https://www.shiabookspdf.com/

میں ہے کہ ایمان اور مومن کا لفظ اس کے لیے استعمال ہوا ہے جو امیر المومنینؑ اور ان کی معصوم اولاد کی امامت اور ولایت کا اعتقاد رکھتا ہو۔ یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہو، امیر المومنینؑ اور باقی آئمہؑ پیغمبرؐ خدا کے بلافصل جانشین ہیں اور ساتھ دین کے ارکان کے ساتھ عمل بھی کرتا ہو۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کسی عمل اور عبادت کے صحیح ہونے اور قبول ہونے کی شرط آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی ولایت ہے پس پتہ چلا جو لوگ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی ولایت کے قائل نہیں ہیں ان کی عبادت قبول نہیں ہوتی اگر چہ ان کی عبادت حضرت نوحؑ کی عمر کے برابر ہو۔ جیسے کے بحار الانوار، کشف الغمہ اور معالم الزلفیٰ میں مناقب اخطب خوارزمی جو ایک جلیل القدر سُنی عالم ہیں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یا علی لو ان عبداً عبد اللّٰہ مثل ما قام نوح فی قومه و کان له مثل أحد ذهباً فانفقه فی سبیل اللّٰہ ومُدّ فی عمره حتیٰ حج الف عام علی قدمیه ثم قُتل بین الصفا والمروة مظلوماً ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها"

ترجمہ: یاعلی اگر کوئی بندہ نوح کی عمر کے برابر خدا کی عبادت کرے اور احد کے پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے اور پا پیادہ ایک ہزار حج کرے صفا و مروہ کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اگر تیری محبت دل میں نہ ہوگی تو نہ جنت کی خوشبو سونگھ سکے گا اور نہ ہی جنت میں داخل ہوگا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

گر ہمہ عمر عبادت کنی کعبہ دو صد بار زیارت کنی
حب علیؑ گر نبود در دلت آتش سوندہ بود منزلت

ترجمہ: اگر چہ تو ساری عمر عبادت کرتا ہے اور دو سو مرتبہ حج کیا ہو اگر تیرے دل میں علیؑ کی محبت نہ ہوگی تو تیرا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

اسی طرح تمام علماء امامیہ کا بھی اس بات پر اتفاق ہے جیسے کہ علامہ مجلسی

https://www.shiabookspdf.com/

بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ تمام علماء امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اعمال کے صحیح ہونے اور قبول ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط آئمہ علیہم السلام کی ولایت اور امامت کا اقرار کرنا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اہل سنت بھی حضرت امیر المومنینؑ اور دوسرے اماموں کے امامت کا اقرار کرتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں تو پھر انہیں بھی جنت میں جانا چاہیے اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت ان حضرات کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں تو لدزماً جنت میں جائیں گے۔

پس عبادت کے صحیح ہونے کی شرائط ایمان ہے اگر کوئی بارہ اماموں میں سے کسی ایک کی بھی ولایت اور امامت کا قائل نہ ہوگا تو اس کی عبادت نہ ہی صحیح ہے اور نہ ہی مقبول۔

علامہ مجلسی بحار الانوار کی جلدے میں اور شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام میں سے کسی کی ولایت کا منکر گمراہ اور کافر ہے اور اس کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے۔

عبادت کے صحیح ہونے کے پانچویں شرط قصدِ قربت اور خلوصِ نیت ہے جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"وما امروا الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین"

ترجمہ: تمہیں صرف خلوص دل کے ساتھ خدا کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ خلوص سے مراد یہ ہے کہ انسان عبادت میں کسی کو بھی خدا کا شریک نہ ٹھہرائے اور عبادت میں ریا کاری نہ کرے کیوں کہ خدا فرماتا ہے:

"واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً"

ترجمہ: اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔

بلکہ کچھ تو اس بات کے قائل ہیں کہ بہشت کے طمع اور جہنم کے خوف سے بھی عبادت نہیں ہونے چاہیے۔

https://www.shiabookspdf.com/

تو بندگی چہ گدایان بہ شرط مزد مکن   کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

ترجمہ: تو خدا کی عبادت اس لالچ میں نہ کر کہ تجھے اس کا بدلہ ملے گا۔ بلکہ بے لوث عبادت ہونی چاہیے معبود یعنی خدا بندہ پروری سے خوب واقف ہے۔

اگر چہ طمع اور لالچ میں کی گئی عبادت صحیح ہوتی ہے کیوں کہ خدا ان لوگوں کی قرآن میں مدح فرماتا ہے جو اُسے خوف و ڈر اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"انهم كانوا يسارعون فى الخيرات ويدعوننا رغباً ورهباً"

ترجمہ: وہ خیرات کی طرف جلدی کرنے والے ہیں اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے ہیں۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

"يدعون ربهم خوفا وطمعًا"

ترجمہ: وہ اپنے رب کو خوف اور لالچ میں پکارتے ہیں۔

اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

"ان العباد ثلاثة قوم عبدوا الله عزوجل خوفا فتلك عبادة العبيد وقوم عبدوا الله تبارك و تعالىٰ طلب الثواب له فتلك عبادة الاجراء وقوم عبدوا الله عزوجل حباً له فتلك عبادة الاحرار وهى افضل العبادة"

ترجمہ: اللہ کی عبادت کرنے میں لوگ تین طرح کے ہیں کچھ وہ ہیں جو خوف سے عبادت کرتے ہیں۔ یہ غلاموں والی عبادت ہے کچھ وہ لوگ ہیں جو طلب ثواب کی خاطر عبادت کرتے ہیں یہ تاجروں والی عبادت ہے کچھ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت میں عبادت کرتے ہیں یہ آزاد منش لوگوں کی عبادت ہے اور یہی افضل ترین عبادت ہے۔

اس فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی دو قسمیں عبادت کی بھی صحیح ہوتی ہیں۔ ہمارے آئمہ علیہم السلام کی عبادت بھی صرف اور صرف خدا کی مرضی کی خاطر تھی اور قصدِ قربت کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ جیسے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی مناجات میں

https://www.shiabookspdf.com/

عرض کرتے ہیں:

"ماعبدتک خوفاً من نارک ولاطمعاً فی جنتک ولکن وجدتک اهلا للعباده فعبدتک"

ترجمہ: میں نے نہ تو تیرے جہنم کے خوف سے عبادت کی ہے اور نہ ہی تیری جنت کے لالچ میں بلکہ میں نے تجھے عبادت کے لائق پایا ہے اس لیے تیری عبادت کی ہے

گر مخیّر بکنندم بہ قیامت کہ چہ خواہی دوست مارا و ہمہ نعمت فردوس شمارا

ترجمہ: اگر مجھے قیامت کے دن اختیار دیں کہ تم کیا چاہتے ہو۔ ہماری دوستی یا جنت الفروس کی تمام نعمتیں۔

علامہ مجلسی حیات القلوب میں لکھتے ہیں جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام عمرو بن عبدود ع کا سر قلم کر کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علی تجھے مبارک ہو۔ تیرا آج کا یہ عمل میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے کیوں کہ مشرکوں کا کوئی ایسا گھر نہیں ہے جس میں ذلت اور رسوائی داخل نہ ہوئی ہو اور مسلمانوں کا کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں عزت داخل نہ ہوئی ہو۔

صاف ظاہر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ علی علیہ السلام کا یہ عمل خالصتاً خدا کی رضا اور خوشنودی کی خاطر تھا۔ جیسے کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"لضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین الی یوم القیامة"

ترجمہ: خندق کے دن علی کی ضربت قیامت تک ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔

مولانا جلال الدین بلخی نے کیا خوب کہا ہے

از علی آموز اخلاصِ عمل شیر حق را دان مطہر از دغل

درغزا بر پہلوانی دست یافت زرد شمشیری بر آورد و شتافت

اوخدو انداخت برروی علی افتخار ہر نبی وہر ولی

https://www.shiabookspdf.com/

آن خدو زد بررخی کہ بہ روی ماہ سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ
در زمان انداخت شمشیر آن علی کرد او اندر غزا اش کاہلی
گشت حیران آن مبارز زین عمل و زمودن عفو و رحمت بی محل
گفت برمن تیغ تیز افراشتی از چہ افکندی، مرا بگذاشتی
گفت من تیغ از پی حق می زنم بندہ حقم نہ مأمور تنم
شیر حقم نیستم شیر ہوا فعل من بر دین باشد گواہ
چون خدو انداختی در روی من نفس جنبید و تبہ شد خوی من
نیم بعصر حق شد ونیم ہوا شرک اندر کار حق نبود روا

ترجمہ: اخلاصِ عمل کا درس لینا ہے تو علیؑ سے حاصل کرو۔ شیر حق کو ہر دھوکہ اور فریب سے پاک جانو۔

میدان جنگ میں ایک پہلوان ان کے مقابلے میں آیا، آپ نے اپنی تلوار کا وار کر کے اسے نیچے گرا لیا۔

اس منحوس نے اس ہستی کے چہرے پر تھوک دیا جو ہر نبی اور ولی کا فخر تھا اس نے اس چہرے پر تھوک پھینکا جس کے سامنے چاند سجدہ کرتا ہوا نظر آتا ہے جب اس پہلوان نے تھوک پھینکا تو حضرت نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا اور تلوار رکھ دیا وہ مد مقابل بڑا حیران ہوا کہ اس وقت مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اس نے کہا پہلے مجھ پر تلوار کے ذریعے حملہ آور ہوئے اب کیوں چھوڑ دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں حق کا بندہ ہوں نہ کہ اپنے نفس کا اور میں تلوار بھی حق ہی کی خاطر چلاتا ہے۔

میں شیر حق ہوں نہ کہ نفس کا شیر میرا فعل اپنے دین کی گواہی دیتا ہے۔

جب تو نے میرے منہ پر تھوک پھینکا تو میرے نفس کو جوش آیا اور میری ذاتی خواہش بھڑک اٹھی۔

آدھا حق کا ہو گیا اور آدھا نفس کا جب کہ خدا کے کام میں شرک جائز نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

علامہ مجلسی عین الحیات میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ مقامات جن میں آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نے اپنے غصے کو ضبط کیا ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام تلوار کا وار کر کے عمرو بن عبدود کو نیچے گرا لیا اور اس نے جسارت کی اور آپ نے اسے قتل نہ کیا۔ تھوڑی دیر کے لیے اسے چھوڑ دیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔ کچھ صحابہ نے باتیں بنانا شروع کر دیں کہ علیؑ نے موقع گنوا دیا جب حضرت جنگ سے واپس آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یا علی عمرو کو قتل کرنے میں دیر کس لیے کی انہوں نے عرض یا رسولؐ اللہ عمرو نے مجھے گالی دی اور منہ پر تھوک دیا تھا۔ مجھے غصہ آ گیا میں نے اسے مہلت دی تا کہ میرا غصہ ختم ہو جائے جب میرا غصہ ختم ہو گیا تو میں نے اسے صرف خدا کی خوشنودی کی خاطر قتل کیا۔

حیات القلوب میں علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے پوچھا یا علیؑ آپ نے عمرو بن عبدود کی ذرہ کیوں نہ اتاری جبکہ اس کی ذرہ عرب کی تمام زرہوں سے بہتر تھی۔ حضرت نے فرمایا میں اسے برہنہ نہیں کرنا چاہتا تھا جب عمرو بن عبدود کی بہن اس کی لاش پر آئی دیکھا نہ وہ برہنہ پڑا ہے اور نہ ہی اس کی ذرہ اتاری ہے کہنے لگی کسی کریم انسان نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے جب اسے معلوم ہوا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اسے قتل کیا ہے تو راضی ہو کر کہنے لگی:

لوکان قاتل عمرو غیر قاتلہ لکنت ابکی علیہ آخر الابد

ترجمہ: اگر عمرو کا قاتل علیؑ کے علاوہ ہوتا تو میں اپنے بھائی پر قیامت تک گریہ کرتی لیکن سید الشہداء علیہ السلام کی بہن زینبؑ جب اپنے بھائی کی لاش پر آئی تو دیکھا لباس کے بغیر ہے حتیٰ کہ پرانا لباس بھی لوٹ لیا گیا ہے۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر۹۰

خدافرماتا ہے:

"فمن کان یرجو القاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادہ ربہ احداً"

ترجمہ: جو بھی اپنے رب کے ساتھ ملاقات چاہتا ہے پس اسے چاہیے عمل صالح بجا لائے اور خدا کی عبادت میں اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

عمل اور عبادت کے صحیح اور قبول ہونے کی شرط خلوص نیت ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور خمس وغیرہ انجام دیتے ہیں لیکن خدا کے لیے نہیں بلکہ لوگوں میں شہرت اور نام کی خاطر۔

عین الحیات میں علامہ مجلسی لکھتے ہیں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ جب بھی تم کسی مرد کو دیکھو تمہیں پہلی نظر میں اہل خبر میں سے دکھائی دے گفتگو بڑی احتیاط سے کرتا ہو خشوع وخصوع کا اظہار کرتا ہو تو فوراً اس کے دھوکے میں نہ آ جانا۔ کیوں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کوئی کاروبار دنیا اور کام کاج کر نہیں کر سکتے او اس بہانے سے دنیا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے ظاہری طور پر اچھے عمل سے دھوکہ دیتے ہیں اور حرام مال انہیں نظر آتا ہے تو اس میں گر جاتے ہیں اور جب یتیم کا مال ان کے ہاتھ لگتا ہے تو قبضہ کر لیتے ہیں اور کھا پی جاتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

"ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً انمایاکلون فی بطونھم ناراً و سیصلون سعیراً"

ترجمہ: وہ لوگ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں سوائے اس کے نہیں وہ اپنے پیٹوں

https://www.shiabookspdf.com/

میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اسی طرح وہ جانتے ہیں کہ سود کھانا حرام ہے اور ایسے ہے جیسے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کی ہو اور ایک درہم سود کا کھانا اپنے محرم کے ساتھ ستر بار زنا کرنے سے بدتر ہے اس کے باوجود پرواہ نہیں کرتے اور کھا جاتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو لوگوں میں بڑے متقی اور پرہیزگار ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا: اگر تم کسی کو دیکھو تو وہ حرام مال کو ہاتھ نہیں لگاتا اور اس سے اجتناب کرتا ہے تو پھر بھی اس سے دھوکہ نہ کھانا کیوں کہ لوگوں کے شہوات اور خواہشات مختلف ہیں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو حرام سے اجتناب کرتے ہیں لیکن کسی دوسرے حرام میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنی خواہشات نفسانی کی وجہ سے کسی اور گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں حضرت نے فرمایا لوگوں میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں۔ ان کے نزدیک حکومت اور شہرت کی لذت اموال اور حلال نعمتوں کی لذت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے جس وجہ سے وہ تمام حلال کی لذتوں کو حکومت وشہرت کی لذت حاصل کرنے کے لیے ترک کر دیتے ہیں۔

اس فرمان کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ دنیا کی خاطر پرہیزگاری اور تقویٰ کا لباس پہنے ہوئے ہیں وہ ہلاک ہیں سوائے ان لوگوں کے جو اپنے اعمال کو صرف خدا کی خوشنودی کی خاطر انجام دیتے ہیں یعنی جو لوگوں کے درمیان شہرت اور تعریف کے طلبگار نہیں ہیں بلکہ ریا کاری اور دنیا کے مقاصد کے بغیر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ جو لوگ خدا کے لیے کام کرتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران ہیں۔

ان تین افراد کی داستان جو پہاڑ کی غار میں پھنس گئے تھے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ خصال میں اور علامہ مجلسی بحار میں روایت کرتے ہیں۔ رسولخدا اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی سفر پر جا رہے تھے راستے میں بارش آ گئی انہوں نے پہاڑ کی غار میں پناہ لے لی اچانک پہاڑ سے ایک پتھر ٹوٹ کر غار کے دروازے پر گرا اور دروازہ بند ہو گیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ان تین آدمیوں میں سے ایک نے کہا اس مصیبت میں تمہیں صرف نیکی اور سچائی ہی بچا سکتی ہے۔ آؤ ہم میں سے ہر ایک خدا کے دربار میں اپنے خالص عمل ذکر کرتے ہیں۔ شائد اس خالص عمل کی وجہ سے خدا اس پتھر کو غار کے دروازے سے دور کر دے۔

ایک نے کہا اے خدا تو جانتا ہے میرے بوڑھے ماں باپ ایک بیوی اور بچے تھے میرے پاس بھیڑ بکریاں تھیں میں ان کو چراتا تھا اور ان سے جو دودھ حاصل ہوتا گھر لاتا پہلے اپنے ماں باپ کو دیتا اور پھر اپنے بچوں کو پلاتا تھا ایک رات میں دیر سے گھر آیا میرے ماں باپ سو چکے تھے۔ میں جو دودھ لایا تھا اسے ایک صاف برتن میں ڈالا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا میں ان کو بیدار کر کے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا میں ان کے سرہانے کھڑا رہا یہاں تک کہ وہ بیدار ہو گئے اور صبح بھی ہو گئی میرے بچے بھوک کی وجہ سے روتے رہے۔ اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے وہ کام تیری خوشنودی کے لیے کیا تھا تو ہمیں اس بلا و مصیبت سے نجات عطا فرما۔ اس کے بعد وہ پتھر تھوڑا سا غار کے دروازے سے پیچھے ہوا اس قدر کہ وہ تھوڑا سا آسمان دیکھ سکتے تھے۔ اس دوسرے آدمی نے عرض کیا۔ اے خدا میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا۔ میں ایک دن اس سے ملنے گیا اور اپنی چاہت کا اظہار اس سے کیا اس نے کہا اگر ایک سو اشرفی میرے لیے لاؤ تو پھر میں تیری بات مان لوں گی۔ میں نے کسی طرح سو اشرفی کا انتظام کیا اور اس کے پاس لے گیا جب میں اس سے زنا کے لیے تیار ہوا تو اس نے کہا خدا سے ڈرو اور میرا حق مہر نہ توڑو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ پس اس کی بات سن کر میں اٹھا اور سو اشرفی اسے دے دیئے۔ اے خدا اگر میرا یہ کام تیرے نزدیک تیری خوشنودی کی خاطر تھا تو ہماری مشکل کو حل فرما۔ وہ پتھر تھوڑا سا اور غار کے دروزے سے دور ہو گیا۔

تیسرے شخص نے عرض کیا۔ اے پروردگار میں نے ایک شخص کو آدھے درہم پر مزدوری کے لیے لگایا جب وہ کام سے فارغ ہوا تو اپنا آدھا درہم لیے بغیر چلا گیا میں نے اس آدھے درہم کے ساتھ تجارت کی اور وہ دس ہزار درہم ہو گئے۔ کچھ مدت کے بعد وہ

https://www.shiabookspdf.com/

واپس آیا تو میں نے اسے دس ہزار درہم دے دیئے۔ اے خدا اگر تیرے نزدیک میرا یہ کام تیری خوشنودی کے لیے تھا تو ہماری مشکل کو حل فرما۔ اس کے بعد وہ پتھر دروازے سے دور جا گرا اور وہ تینوں آدمی باہر آ گئے۔ اس کے بعد رسول خدا اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بھی سچ بولا اس نے نجات پائی اسی لیے کہتے ہیں:

"النجات فی الصدق"

ترجمہ: سچائی میں نجات ہے۔

پس معلوم ہوا جو بھی خلوص نیت سے عمل کرے گا اور خدا کی خوشنودی کی خاطر عبادت انجام دے گا اور اپنی عبادت میں کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرائے گا تو دنیا و آخرت میں نجات پائے گا اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

عبداللہ مبارک اور بہرام مجوسی کی داستان:

حاجی نوری دارالاسلام میں اسی طرح کلمہ طیبہ اور بحار الانوار کی جلد ۲۰ میں عبداللہ مبارک سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ ایک سال میں حج سے فارغ ہو کر قبر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے مدینہ پہنچا وہاں میں نے حضرت کو خواب میں دیکھا۔ آپ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے مبارک جب کوفہ جاؤ تو بہرام مجوسی کو میری طرف سے سلام کہنا اور اسے کہنا کہ میں قیامت کے دن تیری شفاعت کروں گا۔

میں مدینہ سے جب کوفہ آیا تو بہرام مجوسی کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ تو کونسے اچھے اعمال بجالاتا ہے؟ جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند آئے ہیں؟ اس نے کہا میں نے اپنی بیٹیوں کی شادی اپنے بیٹوں کے ساتھ کی ہے میں نے کہا اس سے بہتر کوئی عمل اس نے کہا میرے پاس مقدس دھاگا تھا میں نے اپنی اولاد میں سے ہر ایک کو پابند کیا تھا کہ جیسے ہی وہ بالغ ہوا سے اپنی کمر کے ساتھ باندھے۔

میں نے اس سے کہا کیا ہمارے دین کا بھی کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا

https://www.shiabookspdf.com/

ایک بوڑھی غریب عورت میرے ہمسایہ میں تھی جس کے یتیم بچے تھے ایک دن میرے گھر آئی چراغ جلایا اور پھر بند کر کے واپس چلی گئی مجھے اس پر شک گزرا۔ میں اٹھا اور اس کے پیچھے اس کے گھر تک گیا۔ وہ اپنے گھر کے اندر گئی تو اس کے بچوں نے پوچھا ہمارے لیے کیا لائی ہو۔؟ اس نے کہا میں بہرام کے گھر گئی تھی تا کہ اس سے کوئی چیز مانگوں لیکن مجھے شرم آئی کہ اچھا نہیں ہے۔ دوست کی شکایت دشمن کے سامنے کروں۔ بس اس بڑھیا کی بات سن کر میں سمجھ گیا کہ اسے کھانے کی ضرورت ہے میں اپنے گھر آیا اور کھانے کی چیزیں ایک طبق میں رکھ کر اس کے گھر بھیج دیں۔

عبداللہ کہتا ہے میں نے اس سے کہا میں بھی یہی سننا چاہتا تھا تجھے مبارک ہو ہمارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں قیامت کے دن تیری شفاعت کروں گا۔ بہرام اس حسرت سے گریہ کرنے لگا کہ ساری عمر گمراہی میں گزار دی اس نے کہا اب کوئی اچھا عمل بھی تمہارے دین میں ضایع نہیں ہوگا مجھے کلمہ پڑھاؤ اور مسلمان کرو۔ کیوں کہ ہر ایک پر واجب ہے کہ اس دین میں داخل ہو پھر وہ مسلمان ہوگیا۔

آپ نے دیکھا ایک مجوسی سے برداشت نہ ہوسکا کہ اس کے ہمسایے میں چند غریب لوگ بھوکے سوئیں انہیں کھانا کھلایا لیکن خدا لعنت کرے اہل کوفہ اور شام پر پتہ نہیں ان کا کیا دین تھا اور کس قدر ان کے دل پتھر سے بھی سخت ہو چکے تھے کہ اولاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوکے اور پیاسے ان کے سامنے گریہ کرتے تھے وہ کھانا اور پانی دینے کی بجائے تازیانے اور تھپڑ مارتے تھے۔

از کوفہ تا بہ شام نخوردند نان لیسر آری شدند سیر ولیکن زجان شدند

ترجمہ: کوفہ سے لے کر شام تک انہیں سیر ہو کر کھانے کو نہ ملا ہاں اگر سیر ہوئے بھی تو اپنی زندگی سے سیر ہوئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اہل بیتؑ کا خرابہ شام میں داخل ہونا:

شیخ طریحی منتخب میں لکھتے ہیں۔ جب اہل بیت کو شام لے گئے تو انہیں ایک خرابہ میں قید کر دیا نہ کھانا نہ پانی نہ فرش اور نہ ہی چراغ تھا اہل بیت دن رات گریہ و ماتم اور عزاداری میں مشغول تھے۔

میرے خیال میں اہل بیتؑ پر اس رات سے سخت کوئی رات نہ ہوگی جس رات تین سالہ ایک معصوم بچی نے اپنے بابا کو خواب میں دیکھا۔ خواب سے بیدار ہوئی اور گریہ کرتی ہوئی اپنے بابا کو تلاش کرنے لگی۔

عمہ پدرم دیگر کجا رفت آمد زسفر دگر چرا رفت
من بی ادبی نکردہ بودم راز دل خویش می نمودم

ترجمہ: پھوپھی جان میرا بابا کہاں گیا ہے سفر سے آئے تھے دوبارہ کیوں گئے ہیں میں نے اپنے بابا سے کوئی بے ادبی تو نہیں کی میں تو ان سے اپنے راز کی باتیں کر رہی تھی اس بچی کو بیبیاں جتنی بھی تسلی دیتی تھیں اس کا رونا اور بڑھتا تھا۔ بیبیاں جان گئیں کہ اس بچی نے خواب میں اپنے بابا کو دیکھا ہے۔ بچی کی یہ حالت دیکھ کر وہ بھی رونے لگیں منہ پر ماتم اور سر میں خاک ڈالنے لگیں۔

طاہر بن حارث کا قصہ:

شہید ثالث اپنی کتاب مجالس میں لکھتے ہیں کہ کچھ معتبر کتابوں میں موجود ہے اسی طرح بحر المصائب میں طاہر بن حارث سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے۔ یزید کا سر میری گود میں تھا اور وہ سویا ہوا تھا جب اس بچی نے رونا شروع کیا تو طشت میں پڑے ہوئے سرِ حسینؑ پر لرزہ پیدا ہوا اور چار ہاتھ کی مقدار اوپر اُٹھا اور آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے اور زبان پر یہ الفاظ تھے:

"اللّٰھم ان ھوء لاء اولادنا اکبادنا"

ترجمہ: اے پروردگار یہ میری اولاد ہے اور میرے جگر کے ٹکڑے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے بعد فرمایا اے معاویہ کے بیٹے میں نے تیرا کیا نقصان کیا تھا کہ تو نے مجھے قتل کیا میرے سر کو شام لایا میری اہل بیت کو قیدی کیا اور میرے خیموں کو آگ لگائی۔

سحائب الامطار اور مشکات الانوار کی روایت کے مطابق اس سر نے خرابہ کی طرف منہ کیا اور فرمایا:

"یا اختاہ سکتیھا اماتعلمین ان بکائھا یوذینی"

ترجمہ: اے میری بہن میری بچی کو چپ کراو۔ تجھے پتہ ہے اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

منتخب کی روایت کے مطابق رونے کی آوازیں یزید کے کانوں تک پہنچیں اس نے پوچھا یہ شور کیسا۔ کسی نے کہا حسینؑ کی ایک چھوٹی بچی ہے جس نے اپنے بابا کو خواب میں دیکھا ہے اور اب وہ بیدار ہو کر اپنے بابا کو یاد کر رہی ہے اور روتی ہے:

"فقال ارفعوا الیھا راس ابیھا لتنظر الیہ وتتسی بہ"

ترجمہ: یزید نے کہا اس کے بابا کا سر لے جاؤ تا کہ اسے دیکھ کر آرام کرے۔

سر کو ایک طشت میں رکھا اوپر ایک رومال ڈال کر بچی کے سامنے رکھ دیا۔ جب بچی نے سر دیکھا تو:

"فقالت ماھذا الراس ؟ قالوا ھذا راس ابیک"

ترجمہ: اس بچی نے کہا یہ کس کا سر ہے جواب ملا یہ تیرے بابا کا سر ہے جب بچی نے اپنے بابا کے سر کو پہچانا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور رو کر کہنے لگی:

"یا ابتاہ من الذی خضبک بدمائک ؟! یا بتاہ من الذی مطع وریدک؟ یا ابتاہ من الذی ایتمنی علی صغر سنی ؟"

ترجمہ: بابا کس ظالم نے تجھے خون میں رنگین کیا ہے۔ کس ظالم نے تیرے گلے کی رگوں کو کاٹا ہے۔ بابا کس ظالم نے مجھے بچپنے میں یتیم کیا ہے بابا تیرے بعد ان ننگے سر بیبیوں کا کون خیال رکھے گا۔ بابا ان پردیسی مستورات کو کون تسلی دے گا۔ بابا تیرے بعد یتیمی کی

https://www.shiabookspdf.com/

زندگی کیسے گزاروں گی۔:

"یا ابتاہ لیتنی کنت لک الفدایا ابتاہ لیتنی وسدت الثری ولا ارم شیبک مخضباً بدماء"

ترجمہ: اے بابا کاش میں آپ پر قربان ہوجاتی اے بابا کاش میں نہ دیکھ سکتی۔اے بابا کاش میں زندہ نہ ہوتی اور تیری داڑھی کو خون میں رنگین نہ دیکھتی۔

زدوری رخت ای سر، دلم بہ جان آمد   عجب عجب کہ تورایادبی کسان آمد

بدم امیدکہ بینم رخ ندیدہ تو   ولی آنکہ بینم سر بریدہ تو

ترجمہ: بابا تیری زیارت نہ کرنے کی وجہ سے میری جان باہر آنے کوتھی شکر ہے کہ آپ کوبھی ہم بے کسوں کی یاد آئی۔

میں تواس لیے گریہ کررہی تھی شاید آپ کی زیارت ہوجائے میں اس لیے تونہیں رورہی تھی کہ آپ کا کٹاہواسر دیکھوں۔

وہ بچی اس قدرروئی کہ بیہوش ہوگئی:

"فلماحر کوھافا ذاھی قدفارقت روحھا من الدنیا"

ترجمہ: جب اس بچی کوہلایا گیاتووہ اس دنیا سے جاچکی تھی۔

در آن خرابہ نمودندجا غریبانہ   کہ گفتہ اند بود جای کنج ویرانہ

ترجمہ: اُسی خرابہ میں اس بچی کودفن کردیا۔ کچھ نے کہاکہ کسی ویرانے کے گوشے میں ہے۔

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۹۱

شکر می کن مرخدا را در نعم نیز می کن ذکر و شکر خواجہ ہم
شکر او شکر خداباشد یقین چون بہ احسان کرد، توفیقش قرین
رحمت مادر اگرچہ از خداست خدمت اوہم فریضہ است و سزا است
زین سبب فرمود حق صلوا علیہ کہ محمدؐ بود محتال الیہ

ترجمہ: خدانے جو تجھے نعمتیں دی ہیں ان کا شکرادا کراسی طرح اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی شکرادا کر۔

نبی کا شکرادا کرنا بھی یقیناً خدا ہی کا شکرادا کرنا ہے۔ کیوں کہ ان کے احسانات بے شمار ہیں۔ ماں جو رحمت سے پیش آتی ہے یہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے۔ ماں کی خدمت کرنا فرض بھی ہے اور جرمانہ بھی ہے۔

اسی وجہ سے حق نے فرمایا ہے کہ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کا خیال رکھنے والے تھے۔ خدا فرماتا ہے

"وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا"

ترجمہ: اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہیں کر سکتے۔

بلکہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی اپنی عمر میں سے ایک گھنٹے کی خدا کی طرف سے دی ہوئی نعمتوں کا ایک سو سال تک بھی حساب کرتا رہے تو نہیں کر سکتا۔

خدانے اپنی حکمت کے تحت لوگوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے اگر انسان غور کرے تو سمجھ جائے گا کہ خدانے جتنی چیزیں بھی کسی انسان کو عطا کی ہیں جن کے ذریعے سے وہ اپنی زندگی کا کام انجام دیتا ہے جیسے کہ ہاتھ، پاؤں، کان، ناک اور منہ وغیرہ تو وہ

https://www.shiabookspdf.com/

نعمتیں ہی ہیں ۔ کیوں کہ اگر یہ نعمتیں انسان کے پاس نہ ہوں تو وہ نہ کھانا پکا سکتا ہے نہ کپڑوں کی سلائی کر سکتا ہے، نہ عمارتیں بنا سکتا ہے جن میں وہ رہائش رکھ سکے اور اپنے آپ کو سردی اور گرمی سے محفوظ رکھ سکے۔ پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا بھی محال ہے۔

مناجات خمسہ عشر میں ہے:

"فکیف لی بتحصیل الشکر و شکری اباک یفتقر الٰی شکرٍ"

ترجمہ: اے پروردگار میں تیرا شکر کیسے ادا کروں جو تیرا شکر کروں گا تو وہ بھی ایک شکر کا محتاج ہے یعنی تیرا شکر ادا کرنے پر بھی ایک شکر کی ضرورت ہے کہ آپ نے شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

مصباح الشریعۃ میں حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے۔ آپ نے فرمایا، ہر نفس پر تیرا شکر لازم ہے بلکہ ہزار شکر اور اس سے بھی زیادہ شکر ادا کرنا ضروری ہے۔

شیخ سعدی کہتا ہے:

از دست و زبان کہ بر آید کز عہدہ شکرش بہ در آید

گر سرِ ہر موی من گرد و زبان شرہای تو ناید در بیان

ترجمہ: اگر ہاتھ اور زبان سے ہو سکے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اگر میرے بالوں کو زبان مل جائے تو تب بھی تیرا شکر ادا نہیں کیا جا سکتا۔

صحیفہ سجادیہ کی دعا میں ہے:

"فاشکر عبادک عجز عن شکرک"

ترجمہ: اے پروردگار، سب سے زیادہ شکر ادا کرنے والے بندے بھی تیرا شکر ادا کرنے سے عاجز ہیں۔

مرحوم نراقی جامع السعادہ میں لکھتے ہیں:

https://www.shiabookspdf.com/

"الشکر صرف العبد جمیع ما انعم اللّٰہ علیہ فیما خلق لا جلہ وھوا صعب مراتب الشکر"

ترجمہ: شکر یہ ہے کہ بندہ ان تمام چیزوں کو خدا کی مخلوق میں خدا کی خوشنودی کی خاطر خرچ کر دے اور یہ شکر کا مشکل ترین مرتبہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شکر وہ مقام اور مرتبہ ہے جس تک ہر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اسی لیے خدا نے اگر کسی کو کم شمار کیا ہے تو وہ بندے ہیں جو شکر کرتے ہیں جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"و قلیل من عبادی الشکور"

ترجمہ: میرے شکر کرنے والے بندے کم ہیں۔ نمازی، روزہ دار اور حج کرنے والوں کو کم نہیں کہا۔

لوگوں کی ناشکری کے چند اسباب ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ان کی نظر میں نعمت حقیر ہوتی ہے اور کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اگر کوئی یہ فکر کرے کہ ایک روٹی پر کتنے آدمیوں نے محنت کی ہے اور اس تک کھانے کے لیے پہنچی ہے تو شکر کرے گا اور اگر یہ نعمت بندے کی نظر میں حقیر ہو تو وہ ناشکری کرتے ہیں۔

دوسری وجہ ناشکری کی یہ ہے کہ لوگوں کو منعم یعنی نعمت عطا کرنے والی ذات کی معرفت نہیں ہوتی۔ اگر منعم کی معرفت ہو تو شکر کریں گے اور روزمرہ کی زندگی میں ملاحظہ کرتے ہیں اگر کوئی بزرگ شخص تمہیں ایک سیب یا پھول دیتا ہے تو آپ سب کے سامنے اور ہر جگہ اور ہر وقت اس کی تعریف کرتے ہیں اور اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں اگر چہ اس سیب اور پھول کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ لیکن اس کی اہمیت اس لیے ہے کیوں کہ ایک بزرگ اور قابل احترام شخص نے دیا ہے اس لیے اس کا شکریہ ادا کرتے ہو اور ممنون ہوتے ہو۔

اسی طرح اگر لوگ بھی خالق حقیقی کی معرفت حاصل کر لیں اور حقیقتاً اسے جان لیں تو اس کی ہر نعمت پر شکر ادا کریں گے۔

ایک اور وجہ ناشکری کی یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو نعمتوں کا مستحق سمجھتے ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

گویا خدا نے ان کا قرض دیا ہے۔ حالانکہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ خدا کی طرف سے ہر وہ چیز جو وہ عطا کرتا ہے اپنے رحم و کرم اور سبب کے ساتھ دیتا ہے۔ عبادت کرنے کی وجہ سے کوئی نعمت کا مستحق نہیں ہوتا۔ جیسے کہ امام علیہ السلام عرض کرتے ہیں:

"ربنا عاملنا بفضلک و لا تعاملنا بہ عدلک"

ترجمہ: اے پروردگار ہمارے ساتھ اپنے فضل کے ساتھ معاملہ فرما نہ کہ اپنے عدل کے ساتھ۔

اُس عابد کا قصہ جس نے چھ سو سال عبادت کی

کتاب تذکرہ المعارف میں نقل کرتے ہیں کہ ایک عابد نے پہاڑ پر اپنا ٹھکانہ بنایا ہوا تھا ایک لحظہ کے لیے بھی خدا کی عبادت سے غافل نہیں ہوتا تھا خدا نے اسے ایک انار کا درخت اور ایک ٹھنڈے پانی کا چشمہ عطا کیا تھا انار کھاتا تھا اور پانی پیتا تھا اور وضو کرتا۔ اسی طرح اس نے چھ سو سال عبادت کرتے ہوئے گزار دیئے۔ ایک دن اس نے خدا سے دعا کی کہ سجدے کی حالت میں اس کی روح قبض کر لے تاکہ وہ قیامت کے دن سجدہ گزاروں کی صف میں اُٹھے اور قیامت کے دن خدا اسے اپنی رحمت سے بہشت میں داخل کرے تو وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار بہشت میں تو تو نے مجھے اپنی رحمت سے داخل کیا ہے میری چھ سو سال کی عبادت کا صلہ کیا ہے۔ خدا اپنے ملائکہ سے فرمائے گا اے ملائکہ یہ میرا بندہ عدل چاہتا ہے اس کی عبادتوں کو میری نعمتوں کے مقابلے میں رکھو جب دونوں کا حساب کریں گے تو اس کی تمام عبادتیں ایک انار کا مقابلہ نہ کر سکیں جو روزانہ ایک عدد کھاتا تھا تو اس وقت خطاب ہوگا اے میرے بندے میری دوسری نعمتوں کا شکر کہاں ہے؟ عابد جب اس بات کو سنے گا تو شرم کے مارے اپنا سر نیچے کر لے گا۔ خطاب ہوگا اسے جہنم میں لے جاؤ۔ اس بندے کی آواز آئے گی اے خدا میں نے بُرا کیا مجھ پر اپنا فضل کرو اور اپنے رحم کے صدقے میں بہشت میں داخل فرما۔ اس کی یہ بات سن کر خدا اسے بہشت میں داخل فرمائے گا۔

پس انسان کو اپنی عبادتوں پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ

https://www.shiabookspdf.com/

وہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ ایک اور وجہ شکر کرنے کی یہ ہے کہ خدا کی نعمتیں فرواں اور سستی ہیں

ای گران جان خوارید ستی مرا زآنکہ بس ارزان خرید ستی مرا

ہر کہ ارزان دہد گوہری طفلی بقرصی نان دہد

ترجمہ: جو اس کے ساتھ اپنی عبادات اور اعمال کا حساب کرتا ہے وہ ذلیل ورسوا ہوتا ہے۔ اور جو بغیر حساب وکتاب کے اس سے مانگتا ہے تو وہ ایک روٹی کے بدلے اپنے رحم وکرم سے گوہر عطا کر دیتا ہے۔

جیسے کہ قوم دانیال اور قوم ثرثار نے نعمتوں کی فروانی کی وجہ سے ناشکری کی۔ خدا کی نعمتوں کا انکار کیا جس کی وجہ سے خدا نے ان کو قحط میں مبتلا کر دیا۔ جیسے کہ قرآن میں خدا فرماتا ہے:

"وضرب اللّٰہ مثلاً قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغداًمن کل مکان فکفرت بانعم اللّٰہ فاذاقھا اللّٰہ لباس الجوع والخوف بما کانوایصنعون"

ترجمہ: خدا مثال پیش کرتا ہے اس بستی کی طرف جو بڑے سکون وآرام سے زندگی گزار رہے تھے۔ ہر طرف سے ان کی طرف فراوانی سے رزق آتا تھا۔ پھر انہوں نے خدا کی نعمتوں کا کفران کیا۔ پس خدا نے انہیں بھوک اور خوف میں ان کے اعمال کی وجہ سے مبتلا کر دیا۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جیسے نعمت بغیر کسی محنت ومشقت کے ملتی ہے وہ ناشکری کرتا ہے اور اس کی قدر نہیں جانتا۔ جیسے کہ کسی کو وراثت میں مال مل جائے یا کہیں سے بغیر محنت کے کوئی مال مل جائے تو بہت جلد اسے ضائع کر دیتا ہے۔ ناشکری کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہر انسان کی نگاہ اس سے بہتر شخص کی طرف ہوتی ہے۔ جو ظاہراً اچھی زندگی گزار رہا ہے۔ اس لیے اس کے پاس جو نعمتیں ہیں ان کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ اگر ہر انسان اپنے سے کمتر حیثیت

https://www.shiabookspdf.com/

لوگوں کی طرف دیکھے تو پھر خود بخود اسے خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر و منزلت معلوم ہو جائے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی شخص یہ فکر کرے اور دیکھے کہ کتنے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس اس قدر نعمتیں ہیں اس کے باوجود ان کی عبادت مجھ سے زیادہ ہے اور خدا کے نزدیک عزیز اور محبوب ہیں تو خود بخود شکر ادا کرے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص خود کو دیکھے کہ وہ صحیح و سالم اور تندرست ہے اور دوسرے لوگ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہیں تو خدا کا شکر ادا کرے گا۔

اسی طرح اگر کوئی دیکھے کہ آزاد زندگی گزار رہا ہے اور کتنے ایسے لوگ ہیں جو قید و بند کی صعوبتوں میں گرفتار ہیں تو خدا کا شکر ادا کرے گا۔

اسی لئے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہمیشہ ان لوگوں کی طرف اپنی نگاہ رکھتے تھے جو حیثیت میں کمتر اور بلاؤں میں گرفتار ہوتے ہیں اس لیے ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرتے دعائے جوشن صغیر میں عرض کرتے ہیں:

"الٰھی و کم من عبد امسی و اصبح فی ظلمات البحار و عواصف الریاح والاھوال والامواج یتوقع الغرق والھلاک لا یقدر علی حیلۃ و مبتلی بصاعقۃ اوھدم اوحرق اوشرق او خسفٍ اومسخٍ او قذفٍ وانا فی عافیۃ من ذالک کلہ...واجعلنی لنعمائک من الشاکرین ولالائک من الذاکرین"

ترجمہ: اے پروردگار کتنے تیرے ایسے بندے ہیں جو تاریکی میں ہیں جو سمندر کی موجوں اور تیز ہواؤں کے خوف میں مبتلا ہیں جو غرق اور ہلاک ہونے کے قریب ہیں کچھ پر بجلی گری ہے کسی کو ہوا نے نیچے گرا دیا ہے۔ کسی کو آگ نے جلا دیا ہے کسی کے گلے میں لقمہ پھنس گیا ہے اور میں ان تمام چیزوں سے محفوظ ہوں پس میں تیرا شکر کرتا ہوں اور تیرے

https://www.shiabookspdf.com/

ذکر میں مشغول ہوں۔

ملا رومی نے کیا خوب کہا ہے۔

شکر گویم دوست را در خیرو شر زانکہ ہست اندر قضا ازبد، بدتر

گردبد دوغم نخواہد انگبین زانکہ ہر نعمت غمی دارد قرین

ترجمہ: میں اپنے محبوب کا ہر حال میں شکرادا کرتا ہوں کیوں کہ جو تقدیر میں لکھا ہوا ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے۔

اگر وہ غم دیتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کیوں کہ ہر نعمت کے ساتھ غم ضرور ہوتا ہے۔ اسی لیے خصال شیخ صدوقؒ میں ہے ابوذرؓ نے کہا کہ مجھے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات وصیتیں کی ان میں سے ایک یہ ہے:

"اوصانی ان انظر الی من ھو دونی ولاانظرالی من ھو فوقی"

ترجمہ: مجھے وصیت فرمائی کہ میں اپنے سے کمتر کی طرف دیکھوں نہ کہ اپنے سے بالاتر کی طرف۔

ایک اور ناشکری کی وجہ یہ ہے کہ نعمتوں میں دوام پایا جاتا ہے جس وجہ سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ نعمت ہمیشہ باقی رہے گی لیکن جب وہ نعمت ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو تب اس کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ بوڑھے شخص سے زیادہ جوانی کی قدر کوئی نہیں جانتا۔ بیمار شخص سے زیادہ صحت وعافیت کی کوئی قدر نہیں جانتا۔ آنکھ کی قدر کا علم اندھے کے پاس ہے۔ آرام وسکون اور فارغ رہنے کی قدر اس سے پوچھ جو بے آرام اور بے سکون ہے۔

ابوذر کو پیغمبرؐ اسلام کی وصیتیں:

عین الحیوۃ اور مجموعہ ورام میں روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا:

"یا ابا ذر اغتنم خمساً قبل خمس شابک قبل ھرمک"

ترجمہ: اے ابوذر پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، یہ مکمل حدیث تفصیل کے ساتھ گزشتہ مجالس میں گزر چکی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ناشکری کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ لوگ نعمت سے واقف نہیں ہیں جیسے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"نعمتان مجهولتان الصحة و الامان"

ترجمہ: دو نعمتیں مجہول ہیں ایک صحت اور دوسری امان۔

صحت کی قدر مریض کو معلوم ہے امن و امان کی نعمت کا پتہ اس وقت چلتا ہے اور اس وقت قدر معلوم ہوتی ہے جب بدامنی ہو نہ سکون و آرام اور نہ ہی سکون کی نیند۔

پس جو بھی خدا کی نعمت سے جاہل ہے وہ ناشکری کرتا ہے اور کفرانِ نعمت کرتا ہے بلکہ اس نعمت کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ نعمت کے بارے میں انسان کی جتنی معرفت زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی وہ شکر ادا کرتا ہے۔ اور زیادہ احترام کرتا ہے اور جس قدر انسان نعمت سے جاہل ہوتا ہے اسی قدر نعمت کی بے احترامی کرتا ہے۔ لوگوں کے گمان میں شکر یہ ہے کہ جب بھی اچھی غذا کھائی یا لباس پہنا تو کہہ دیا الحمدللہ اگر چہ یہ بھی ایک حد تک شکر ہے۔ لیکن شکر کے مقامات اور درجات بہت زیادہ ہیں۔

شکر گزاری کے مقامات اور درجات

شکر کا ایک مرتبہ یہ ہے کہ زبان کے ساتھ شکر بجالایا جائے۔ جیسے کہ اصول کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ما انعم الله على عبد بنعمة صغرت او كبرت فقال الحمد لله الا ادى شكرها"

ترجمہ: جب خدا کسی بندے کو کوئی چھوٹی یا بڑی نعمت دیتا ہے اور وہ الحمدللہ کہتا ہے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی خوش ہوتے تو الحمدللہ کہتے تھے اسی طرح اگر غمگین ہوتے تو بھی الحمدللہ کہتے تھے۔ جب اچھا لباس پہنتے تھے یا کھانا کھاتے تو ہر لقمہ کے اول میں بسم اللہ پڑھتے تھے اور آخر میں الحمدللہ کہتے تھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت نے فرمایا جب بھی کھانا آتا ہے تو چار ہزار فرشتے اس کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں اگر اہل مجلس بسم اللہ پڑھیں تو تمام ملائکہ کہتے ہیں خدا تم پر اور تمہارے کھانے پر برکت نازل فرمائے اور وہ فرشتے شیاطین کو ان سے دور کر دیتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے نعمت عطا کی اور انہوں نے شکر ادا کیا۔

اور اگر ان لوگوں نے بسم اللہ نہ پڑھی تو ملائکہ شیاطین کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں ان کے ساتھ کھانا کھاؤ کیوں کہ انہوں نے اپنے خدا کو بھلا دیا ہے۔

شکر کا دوسرا مرتبہ شکر قلبی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا جو نعمت بھی بندے کو عطا کرے اس سے راضی ہو اور اسے خدا کی طرف سے سمجھے۔

مصباح الشریعہ میں ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ شکر کا کمترین مرتبہ یہ ہے کہ نعمت کو خدا کی طرف سے سمجھے اور جتنا اس نے دیا ہے اس سے راضی ہو اور اس نعمت کے ساتھ خدا کی نافرمانی نہ کرے۔

شکر کے مقامات میں سے ایک یہ ہے کہ انسان سجدہ شکر کرے۔ سجدہ شکر کی فضیلت میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔

بحار الانوار اور وسائل الشیعہ میں حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے آپ نے فرمایا:

"سجدۃ الشکر واجبة علی کل مسلم و مسلمة تتم بها صلوتک و ترضی بها ربک"

ترجمہ: سجدہ شکر ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے اس کے سبب سے تو نماز کو مکمل کرتا ہے اور اپنے پروردگار کو راضی کرتا ہے۔

جو شخص سجدہ شکر بجا لاتا ہے خدا فرشتوں کے سامنے اس سجدے کے ذریعے فخر کرتا ہے۔ سجدہ شکر کے ذریعے سے حاجات پوری ہوتیں ہیں اور یہ ایک بہت بڑی عبادت ہے اسی وجہ سے ہمارے آئمہ ہدیٰ علیہم السلام طویل سجدے کیا کرتے تھے اور سجدے کی جگہ

https://www.shiabookspdf.com/

پیشانی پر نشان پڑ جایا کرتے تھے اور جب بھی کبھی ان کو کوئی حاجت پوری کرنی ہوتی تھی تو سجدہ شکر بجالایا کرتے تھے۔

شکر کا ایک اور مقام یہ ہے کہ خدا جو نعمت دے اسے بیان کرے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"اما بنعمة ربک فحدث"

ترجمہ: اپنے پروردگار کی نعمت کو بیان کرو۔ اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرو۔ جیسے کی کفرانِ نعمت اور ناشکری یہ بھی ہے کہ انسان خدا کی نعمت کو چھپائے اور اس کا لوگوں کے سامنے اظہار نہ کرے۔ جیسے کہ کچھ لوگوں کے پاس اچھا لباس ہوتا ہے نہ خود پہنتے ہیں اور نہ ہی کسی کو دیتے ہیں۔ ہمیشہ فقیروں کی طرح نظر آتے ہیں تا کہ کوئی ان سے کچھ مانگ نہ لے۔ بلکہ فقیری اور پریشانی کا اظہار کرتے ہیں تا کہ کوئی ان کو کچھ دے ایسے لوگوں کے بارے میں خدا قرآن میں فرماتا ہے:

"ویل لمن کان عیشه کعیش الفقراء وحسابه کحساب الاغنیاء"

ترجمہ: ہلاکت ہے ایسے شخص کے لیے جو زندگی تو فقراء کی طرح گزارتا ہے لیکن اس کا حساب امیروں جیسا ہوتا ہے۔

شکر کا ایک اور مقام یہ ہے کہ نعمت جن کے سبب سے ہم تک پہنچتی ہے ان کی عزت اور احترام کریں جیسے کہ حدیث میں ہے:

"من لم یشکر المنعم من المخلوقین لم یشکر اللّٰہ عزوجل"

ترجمہ: جو مخلوقات میں سے نعمت دینے والے کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ عزوجل کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

پس اس وجہ سے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کا بے حد شکریہ ادا کرنا چاہیے اور ان کا احسان مند ہونا چاہیے کیوں کہ تمام مخلوق کی طرف خدا کی نعمتیں انہیں

https://www.shiabookspdf.com/

کے سبب پہنچی ہیں اور تمام مخلوق انہیں کے سبب پیدا ہوئی ہیں:

"ولو لاھم لم یخلق اللّٰہ آدماً و لا کان فی الانام زید و لا عمر و لا سطحت ارض و لا رفعت سماء و لا طلعت شمس و لا شرق البدر"

ترجمہ: اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام نہ ہوتے تو خدا نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ ہی مخلوقات میں زید و عمر کو پیدا کرتا نہ زمین کا فرش بچھاتا اور نہ ہی آسمان کی چھت بناتا نہ سورج طلوع ہوتا اور نہ ہی چاند نکلتا۔

خدا کے فرمان "ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم" کی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نحن واللّٰہ نعمت اللّٰہ التی انعم بھاعلی عبادہ"

ترجمہ: خدا کی قسم ہم ہیں اللہ کی وہ نعمت جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کی ہے

اب اس خاندان کے وجود مبارک کی اس نعمت کا شکر اس طرح ادا ہوگا کہ ہم ان سے محبت کریں اور ان کی ولایت اور امامت کو قبول کریں۔ اور سب سے بڑھ کر کفرانِ نعمت اور ناشکری یہ ہے کہ ان کی مخالفت کی جائے ان کی ولایت کا انکار کیا جائے اور ان کو تکلیف اور اذیت دی جائے۔

پس اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اس نعمت کا سب سے بڑھ کر انکار کیا حالانکہ انہیں جو کچھ ملا تھا وہ اسی خاندان کے سبب تھا اس کے باوجود انہوں نے اس خاندانِ کی عظمت اور مقام کا انکار کیا اور حد سے بڑھ کر انہیں تکلیف اور اذیت دی۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے گھر کو آگ لگا دی جس میں امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کے دو شہزادے حسن وحسین علیہما السلام تھے۔ امیر المومنینؑ کے گلے میں رسی ڈالی اور پھر اس کے بعد جتنے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظلم ہوئے ان سب کی ابتدا یہ ظلم تھا۔ اگر اس شخص نے حضرت زہرا علیہا السلام کے گھر آگ نہ لگائی ہوتی تو عمر سعد جرأت نہ کرتا کربلا میں حسین علیہ

https://www.shiabookspdf.com/

السلام کے خیموں کو آگ لگانے کی۔

عمر سعد کے لشکر کا خیموں کو آگ لگانا

تحفۃ الذاکرین والے مفاتیح الغیب ابن جوزی سے نقل کرتے ہیں اور یہ روایت بحر المصائب میں بھی ہے کہ عاشور کے دن خیموں کے اطراف میں سید الشہداء کے حکم سے جو خندق بنائی گئی تھی اسی میں عمر سعد کے سپاہیوں نے آگ اور خیموں کو لگادی۔ اس وقت تمام بیبیاں امام زین العابدین علیہ السلام کے بستر کے اردگرد جمع تھیں اور ان کی تیمارداری کر رہی تھیں اس وقت ان کو اطلاع ملی کی خیموں کو آگ لگادی گئی ہے۔

جناب زینب علیہا السلام نے اپنے بیٹے زین العابدینؑ کو دیکھا اور عرض کیا، اے حجت خدا آگ ہمیں اور بچوں کو جلادے گی ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ حضرت بیماری کی وجہ سے بول نہ سکے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ صحرا کی طرف نکل جاؤ۔ زینبؑ نے عورتوں کی طرف دیکھا اور فرمایا **"علیکنّ بالفرار"** تم سب بھاگ جاؤ۔ سب بیبیاں اور بچے خیموں سے باہر نکل گئیں اور صحرا کی طرف چلے گئے۔

صالح ابن عبداللہ یہودی کہتا ہے اس وقت میں نے ایک چھوٹی بچی کو دیکھا جس کے دامن میں آگ لگی ہوئی تھی اور بھاگ رہی تھی۔ مجھے اس پر رحم آیا میں اس کی طرف گیا تاکہ اس کی آگ بجھاؤں جب اس نے میرے گھوڑے کے سموں کی آواز سنی تو اپنے پیچھے دیکھا:

چون مرا آن ماہ رو دید از قفا یا برہنہ شد روان از ترس من

ترجمہ: جب اس نے پیچھے مڑ کر مجھے دیکھا تو پھول کی مانند اس کا رنگ اُڑ گیا میرے خوف سے ننگے پاؤں تیز ہرن کی طرح بھاگ پڑی۔

میں نے اس بچی کو آواز دی۔ میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا، رُک جاؤ، میں اس کے پاس گیا۔ گھوڑے سے نیچے اُترا۔ میں بچی کے پیچھے بھاگا اور وہ آگے آگے بھاگتی ہوئی گھوڑے کے نیچے آکر کھڑی ہوگئی اور زبان حال سے کہنے لگی۔

https://www.shiabookspdf.com/

کی جوان بر گرد از دنبال من　　من یتیم رحم کن بر حال من

گفتم ای دردانہ نسرین عذار　　ہیچ تشویش زمن در دل مدار

گریہ و زاری مکن منما خروش　　تا نمایم آتش جامہ ات خموش

ترجمہ: اے جوان میرا پیچھا چھوڑ دو۔ اور میرے حال پر رحم کرو۔ میں نے اس سے کہا اے چاند کی طرح چمکتی ہوئی بچی مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے گریہ و زاری نہ کرو اور واویلا نہ کرو تا کہ میں تیرے دامن سے آگ بجھا سکوں میں نے ہاتھ بڑھایا۔ اور اس بچی کے دامن سے آگ بجھائی۔ جب اس نے مجھ سے یہ مہربانی دیکھی تو کہنے لگی میرے ہونٹوں کو دیکھ رہے ہو۔ پیاس کی شدت سے خشک ہو گئے ہیں۔ میرے پیاسے ہونٹوں کے لیے پانی دے سکتے ہو؟ میں نے اپنے ساتھیوں سے پانی کا برتن لیا اور اس بچی کو دے دیا اس نے برتن اٹھایا اور خیموں کی طرف بھاگ پڑی۔ میں نے پوچھا کہاں جا رہی ہو؟ اس نے کہا میری ایک چھوٹی بہن ہے مجھے اجازت دو کہ اس کے لیے پانی لے جاؤں میں نے اس سے کہا۔ تو پی لے اسے بھی پانی دیں گے۔ اس بچی نے کہا تجھ سے ایک بات پوچھتی ہوں؟ مجھے بتاؤ۔ جب میرا بابا میدان کی طرف گئے تھے تو ان کے ہونٹ پیاسے تھے کیا میرے بابا کو پانی دیا گیا؟ میں نے کہا نہیں آخری وقت تک یہ کہتے ہوئے گئے:

"اسقونی شربة من الماء"

ترجمہ: مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو۔

انہیں پانی نہ دیا گیا اور کوئی جواب بھی نہ دیا بلکہ بھوکا اور پیاسا شہید کر دیا۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر۹۲

مایدہ از آسمان در می رسید بی صداع و بی فروخت و بی خرید
درمیان قوم موسیٰ چند کس بی ادب گفتند کو سیر و عدس
منقطع شد نان و خوان از آسمان ماند رنج زرع و بیل وا سمان

ترجمہ: بغیر کسی دردسر اور خریدنے کے آسمان سے کھانے کا دسترخوان آتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے کچھ بے ادب لوگوں نے کہا۔ ہمیں تو دال ساگ اور لہسن و پیاز چاہیے۔

آسمان سے کھانا آنا بند ہو گیا اور ان کے لیے بیلوں کے ذریعے سے زراعت کی مشقت باقی رہ گئی۔

خداتعالیٰ فرماتا ہے:

"لئن شکرتم لازیدنکم ولان کفرتم ان عذابی لشدید"

ترجمہ: اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں تم پر اور زیادہ انعام کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

کہتے ہیں کہ دنیا میں خدا کا سخت عذاب نعمت کا سلب ہو جانا ہے اور آخرت میں سخت عذاب عقوبت ہے۔

قرآن میں چند لوگوں کو کافر کہا گیا ہے۔ ایک وہ لوگ کافر ہیں جو خدا، رسول، بہشت و جہنم و حشر و نشر اور قیامت کے منکر ہیں۔ جیسے کہ دہری لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں:

"وما یھلکنا الا الدھر"

ترجمہ: ہمیں صرف زمانہ ہلاک کرے گا۔

ایک اس گروہ کو قرآن میں کافر کہا گیا ہے جو بعض احکام کو قبول کرتے ہیں اور

https://www.shiabookspdf.com/

بعض کا انکار کرتے ہیں جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض"

ترجمہ: کیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

علماء فرماتے ہیں اگر کوئی ضروریات دین میں سے ایک کا منکر ہو تو وہ کافر ہے جیسے کہ حج کے ترک کرنے والے کو قرآن میں کافر کہا گیا ہے خدا فرماتا ہے:

"من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العالمین"

ترجمہ: جو کوئی استطاعت رکھتا ہو اس پر خانہ خدا کا حج واجب ہے اور جو کفر کرے گا تو خدا دو جہانوں سے غنی ہے۔ اسی لیے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو حج کو ترک کرے گا:

"فلیمت یھودیاً او نصرانیاً"

ترجمہ: پس وہ یہودی یا نصرانی مرے گا۔

حج کو ترک کرنے والا اس وقت کافر ہے جب حج کے وجوب کا انکار کرے اور کسی شرعی عذر کے بغیر ترک کرے۔ پس ایسے شخص کے لیے ممکن ہے کہ اس دنیا سے کافر مرے۔ اسی طرح اس گروہ کو بھی کافر کہا گیا ہے جو خدا کے نازل کردہ حکم کے خلاف اپنا حکم جاری کریں۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئک ھم الکافرون"

ترجمہ: اور جو لوگ حکمِ خدا کے خلاف حکم جاری کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔

ایک اور گروہ جس کو خدا نے قرآن میں کافر کہا ہے وہ ہے جو خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"ولئن کفرتم ان عذابی لشدید"

ترجمہ: اور بے شک اگر تم کفر کرو گے تو میرا عذاب بے شک بڑا سخت ہے۔ جو

https://www.shiabookspdf.com/

کوئی بھی ذلت، فقر، بیماری یا کسی اور مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرنے کی وجہ سے ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیر وا ما بانفسھم"

ترجمہ: بے شک خدا اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنی حالت کے بدلنے کی کوشش نہیں کرتی۔

حضرت دانیالؑ کا کشتی بان کے پاس آنا:

حیات القلوب میں حدیث ہے کہ ایک دن حضرت دانیالؑ ایک کشتی بان کے پاس آئے اسے ایک روٹی دی اور فرمایا مجھے پانی سے گزار دو۔ اس نے روٹی پکڑی اور نیچے پھینک کر کہا میں اس روٹی کا کیا کروں؟ روٹی لوگوں کے پاؤں کے نیچے آ رہی تھی اور لوگ اس کے اوپر سے گزر رہے تھے۔ حضرت دانیالؑ نے جب دیکھا تو خدا سے دعا کی اے پروردگار تو اس روٹی کی عزت رکھ۔ تو نے دیکھا کہ اس شخص نے روٹی کے ساتھ کیا کیا اور کیا کہا؟ پس خدا نے آسمان سے پانی برسانا اور زمین سے سبزی اگانا بند کر دیا اس کے بعد لوگوں کی حالت یہ ہوگئی کہ ایک دوسرے کو کھانے لگے۔

ایک دن دو عورتوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ آج میں اپنے بچے کو قتل کرتی ہوں اور مل کر کھائیں گی پھر تم قتل کرنا اور دونوں مل کر کھائیں گے۔ ایک عورت نے ایسا ہی کیا۔ جب دوسری عورت کی باری آئی تو اس نے انکار کر دیا۔ اور دونوں عورتیں اپنا جھگڑا حضرت دانیالؑ کے پاس لے کر چلی گئی۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا۔ تمہاری یہ حالت ہو چکی ہے کہ ایک دوسرے کو کھانے لگ گئے ہو۔ حضرت دانیالؑ نے دعا کی اور دوبارہ خدا نے ان پر اپنی نعمتیں نازل کرنا شروع کر دیں پس جو کوئی بھی ناشکری کرے گا۔ خدا اس سے نعمت سلب کر لے گا۔

شکر نعمت نعمت افزون کند کفر نعمت از کفت بیرون کند

ترجمہ: نعمت کا شکر ادا کرنے سے تیری نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور نعمت کا

https://www.shiabookspdf.com/

انکار تیرے ہاتھ سے نعمت کو چھین لے گا۔

سورہ نساء میں خدا فرماتا ہے:

"ما یفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم و آمنتم"

ترجمہ: اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو خدا تمہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ خدا کی طرف سے جو بھی نعمت ملتی ہے اس کے لیے مخصوص شکر ہے۔ مثلاً مال و دولت کا شکر یہ ہے کہ انسان فقراء اور مساکین اور بے سہارا لوگوں کو دے۔ علم کا شکر یہ ہے کہ جاہل اور گمراہ لوگوں کو ہدایت کرے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا علم کسی کو نفع اور فائدہ نہیں دیتا۔ زندگی کا شکر یہ ہے کہ انسان فقراء و مساکین اور بے سہارا لوگوں کو دے۔ علم کا شکر یہ ہے کہ جاہل اور گمراہ لوگوں کو ہدایت کرے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا علم کسی کو نفع اور فائدہ نہیں دیتا۔ زندگی کا شکر یہ ہے کہ اہل قبور کی زیارت کے لیے جائے اگر کسی کے پاس گھر ہے تو اس کا شکر یہ ہے کہ غریبوں کو پناہ دے اور ان کو گھر بلا کر کھانے کھلائے۔ صحت اور تندرستی کا شکر یہ ہے کہ انسان بیماروں کی تیمارداری کرے اور تشیع جنازہ کے لیے جائے کیوں کہ ہر قدم پر بے شمار ثواب عطا کیا جائے۔ شکرِ زبان یہ ہے کہ انسان خدا کا ذکر کرے۔ آنکھ کا شکر یہ ہے کہ انسان خوف خدا اور مصیبت امام حسین علیہ السلام میں گریہ کرے۔ جو کوئی بھی خدا کی نعمتوں پر ناشکری کرے گا اس سے نعمتیں بھی سلب ہو جائیں گی اور بلاؤں میں بھی مبتلا ہو گا۔

قوم سبا کی داستان

تفسیر صافی میں ہے قوم سبا ایک ایسی جماعت تھی جو یمن میں رہتی تھی خدا نے ان کو دو باغ اور گلستان عطا کئے تھے جو ایک جیسے تھے اور ان دو باغوں کی لمبائی اتنی تھی کہ دس دن تک انسان اس میں سفر کرتا رہتا تھا۔ ان دو باغوں میں نہریں اور پھل دار گھنے درخت اتنے تھے کہ دس دن تک ان کے نیچے سفر کرنے والے پر دھوپ نہیں پڑتی تھی۔ اگر کوئی اپنے سر پر ٹوکری رکھ کر ان درختوں کے نیچے چلتا تو وہ ٹوکری پھلوں سے پُر ہو جاتی۔ اور ہاتھوں

https://www.shiabookspdf.com/

کے ساتھ پھل توڑنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ ان دو باغوں کی ہوا نہایت ہی معتدل تھی کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا تھا۔ ان دو باغوں میں زہریلے اور موذی جانور مثلاً مچھر، سانپ، بچھو، جوں اور پسو وغیرہ بھی نہ تھے۔

کچھ تفاسیر میں ہے کہ قوم سبا کی دس بستیاں تھیں۔ ہر بستی میں ایک پیغمبر تھا جو انہیں خدا کی طرف بلاتا تھا اور کہتا ہے "کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ" اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ ان لوگوں نے انکار کیا اور ان تیرہ پیغمبروں کو جھٹلایا۔ اور کہنے لگے خدا نے ہمیں کوئی نعمت نہیں دی۔ اگر اس نے دی ہے تو اس سے کہو واپس لے لے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

"فارسلنا علیھم سیل العرم وبدلناھم بجنتیھم جنتین ذواتی اکل خمط واثل وشئی من سدر قلیل"

پس ہم نے ان کی طرف ایک شدید سیلاب بھیجا اور ہم نے ان دو باغوں کو کانٹے دار اور بے فائدہ درختوں کے باغوں میں تبدیل کر دیا۔ اور وہ سیلاب اتنا شدید تھا کہ ان کی عمارتیں، گھر، باغ سب خراب ہو گئے اکثر لوگ اور جانور ہلاک ہو گئے۔ ایک دوسرے مقام پر خدا فرماتا ہے:

"ذالک جزینھم بما کفروا وھل نجزی الا الکفور"

ترجمہ: یہ ان کے کفر کرنے کی وجہ سے ہم نے ان کو سزا دی اور ہم ناشکری کی سزا نعمتوں کو سلب کرنے کے ساتھ دیتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو حکم دے کر ایک دیوار بنوائی تھی اس دیوار کے پیچھے سیلاب کا پانی جمع ہوتا رہتا تھا۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تو ضرورت کے مطابق تھوڑا سا سوراخ کرتے اور پانی لے لیتے تھے جب لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرنا شروع کر دی تو خدا نے بڑے بڑے چوہے بھیجے جو اس دیوار کے پیچھے سیلاب کا پانی جمع ہوتا رہتا تھا۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تو ضرورت کے مطابق تھوڑا سا سوراخ کرتے اور پانی

https://www.shiabookspdf.com/

لے لیتے تھے جب لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرنا شروع کر دی تو خدا نے بڑے بڑے چوہے بھیجے جو اس دیوار سے بڑے بڑے پتھر اُکھیڑ کر دور پھینکنے لگے جس سے اس دیوار میں سوراخ ہو گئے اور پانی چل پڑا پانی سے سیلاب آ گیا۔ لوگوں کے باغ اور گھر تمام برباد ہو گئے۔ پس عقل اور شریعت خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اور ناشکری ایک ناپسندیدہ چیز ہے۔ علامہ مجلسی اپنی کتاب مقیاس المصابیح میں قطب الدین راوندی سے روایت نقل کرتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بھی صبح کرے اور چار نعمتوں کا شکرانہ ادا نہ کرے تو ڈر ہے کہ خدا اس سے وہ نعمتیں زائل کر دے گا۔

اول: پہلی نعمت یہ ہے کہ کہے

"الحمد للّٰہ الذی عرفنی نفسه ولم یترکنی عمیان القلب"

ترجمہ: حمد مخصوص ہے اللہ کے ساتھ جس نے مجھے اپنی معرفت کروائی اور مجھے اندھے دل والا قرار نہیں دیا۔

جیسے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

"سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق"

ترجمہ: ہم عنقریب انہیں آفاق اور ان کے نفسوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے لیے واضح ہو جائے گا کہ وہ بے شک حق ہے۔

دوم: یہ کہے کہ:

"الحمد للّٰہ الذی جعلنی من امة محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم"

ترجمہ: حمد مخصوص ہے اس اللہ کے لیے جس نے مجھے امت محمدؐ میں سے قرار دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔ اس نعمت کا شکر اس طرح ادا ہوگا۔ کہ انسان پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام اور فرامین کی اطاعت کرے۔ ورنہ وہ اپنا اُمتی ماننے سے انکار کردیں کہ اگر تم واقعی طور پر میری امت میں سے تھے تو میری شریعت کے احکام پر عمل کیوں نہ کیا؟ میری سنتیں کیوں بجا نہیں لایا؟ یہ امت قرآن کی دلیل کے مطابق تمام امتوں میں سے بہترین امت ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس"

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جسے خدا نے لوگوں کے لیے نکالا ہے۔

خدا نے اس امت کو ایسی خصوصیات عطا کی ہیں جو کسی دوسری امت کو نہیں ملیں۔

پہلی خصوصیت:

یہ ہے کہ خدا نے دوسری امتوں میں دس کام مشکل رکھے تھے لیکن پیغمبر اسلام کی دعا سے اس امت کو خدا نے ان سے نجات دی۔ جیسے کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"ربنا و لا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قومنا"

ترجمہ: اے پروردگار ہم پر وہ وزن نہ ڈال جو دوسری امتوں پر ڈالا ہے۔

دوسری خصوصیت:

یہ ہے کہ اس امت کے لیے بہت سے دن اور راتیں مبارک قرار دی ہیں جن میں عبادت کا ثواب کئی سالوں کے برابر رکھا ہے۔ جیسے کہ شب قدر، شب عاشور، شب عرفہ وغیرہ۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں۔ شب عرفہ میں عبادت کرنا ایک لاکھ ستر سالوں کی عبادت کے برابر ہے۔ اسی طرح رجب میں اور عید غدیر کے دن روزہ رکھنے کا ثواب پوری دنیا کی عمر کے ثواب کے برابر ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

تیسری خصوصیت:

یہ ہے کہ اس امت کیلئے ہر مشکل عبادت کے بدلے میں آسان عمل رکھا ہے تاکہ سب انجام دے سکیں۔

چوتھی فضیلت:

یہ ہے کہ جزئی اعمال کے لیے ثواب کلی رکھا ہے۔ جیسے کہ مریض اور بیمار کی تیمارداری اور تشیع جنازہ کے لیے جانے والے کے ہر قدم پر کئی ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

پانچویں خصوصیت:

یہ ہے کہ اس امت کے لیے تمام زمین کو پاک اور سجدہ گاہ قرار دیا ہے۔ جب کہ دوسری امتوں کے لیے ایک خاص مقام پر کئی فرسخ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد عبادت کرنے کی اجازت تھی۔

اس امت کو خدا نے اتنی فضیلتیں عطا فرمائی ہیں کہ سابقہ امتوں کے اولوالعزم انبیاءؑ خدا سے دعا کرتے گئے کہ وہ ہمیں اس امت میں سے قرار دے جیسے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ نے یہ دعا کی تھی۔

علامہ مجلسی بحارالانوار کی جلد ۱۳ میں لکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ نے خدا سے دعا کی اور عرض کیا:

"رب اجعلنی من امۃ محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاوحی اللّٰہ الیہ یا موسیٰ انک لا تصل الی ذٰلک"

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے قرار دے۔ خدا نے وحی کی اے موسیٰ تو وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

https://www.shiabookspdf.com/

تفسیر صافی میں روایت ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار کیا تمام امتوں میں سے میری امت افضل ہے۔ کیوں کہ اس پر تو نے بادل کا سایہ کیا ہے۔ اور انہیں دریائے نیل سے عبور کروایا ہے۔ ان پر من وسلویٰ نازل کیا ہے؟ خطاب ہوا، اے موسیٰ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت باقی امتوں پر ایسی ہی ہے جیسے خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باقی مخلوق پر فضیلت ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اسی طرح ان کی امت بھی تمام امتوں سے افضل ہے۔

شیخ طریحی مجمع البحرین، لغت عشر، منتخب اور بہت سی کتابوں میں کتب مقاتل سے لکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا:

"یا رب لم افضلت امۃ محمد علی سایر الامم"

ترجمہ: اے پروردگار امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی امتوں سے کیوں افضل ہے؟۔ پس ہمیں چاہیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی پیروی کریں اور ان کی اطاعت کریں وگرنہ وہ ہمیں اپنا امتی بننے سے انکار کردیں گے۔

تیسری وہ چیز جس کا ہر روز شکر ادا کرنا چاہیے۔ یہ ہے کہ کہے:

"الحمد للہ الذی جعل رزقی فی یدیہ ولم یجعل رزقی فی ایدی الناس"

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میرا رزق اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور میرا رزق لوگوں کے ہاتھوں میں قرار نہیں دیا۔

یعنی اس نے مجھے ہاتھ پاؤں دیئے ہیں تاکہ میں رزق کی تلاش میں جاؤں۔ اگر بحسب ظاہر لوگ ایک دوسرے کو روزی دیتے ہیں۔ کھانے پینے کی چیزیں بازار سے ملتی ہیں گوشت قصاب سے ملتا ہے۔ اسی طرح آٹا اور چینی وغیرہ لوگوں کو ایک دوسرے سے ملتا ہے لیکن حقیقت میں خدا اپنی قدرت کے ذریعے سب کو روزی دیتا ہے۔ کیوں کہ کھانے پینے کے لیے خدا نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت تمام لوگوں کو ایک دوسرے کا محتاج قرار دیا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے وگرنہ اصل میں رزق وروزی خدا ہی کی طرف سے ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"ومامن دابة فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا"

ترجمہ: زمین میں ہر جاندار چیز کا رزق خدا دیتا ہے۔

منہج میں لکھتے ہیں کہ عباسی خلفاء میں سے ایک نے بہلول سے کہا ہم تیری روزی دربار سے مقرر کر دیتے ہیں جو تجھ تک پہنچ جایا کرے گی تا کہ تجھے اپنی روزی کا فکر نہ رہے؟ بہلول نے کہا، مجھے ضرورت نہیں ہے کیوں کہ مجھے معلوم نہیں تو کیا دے گا کتنا دے گا اور کب دے گا اس کے علاوہ جب بھی تو مجھ سے ناراض ہوگا تو میری روزی بند کر دے گا لیکن میری روزی جس ذات کے ذمے ہے وہ سب کو جانتا ہے اور میرے گناہوں کی وجہ سے میری روزی بھی بند نہیں کرتا۔

چوتھی نعمت جس کا ہر روز انسان کو شکر ادا کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ بندہ ہر روز صبح کہے: **"الحمدللّٰہ الذی ستر ذنوبی و عیوبی ولم یفضحنی بین الناس"**

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے گناہوں اور عیبوں کو چھپایا ہے اور لوگوں کے درمیان مجھے رسوا نہیں کیا:

"یا من اظھر الجمیل و ستر القبیح"

ترجمہ: اے وہ ذات جس نے میری اچھائیوں کو ظاہر کیا ہے اور برائیوں کو چھپایا ہے۔ خدا اس وقت تک بندے کے گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے جب تک وہ کبیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے۔ اگر اصرار کرے گا تو ذلیل ورسوا ہوگا۔ ملا رومی کہتا ہے

لطف حق با تو مدارا کند چوں کہ از حد بگورد رسوا کند

ترجمہ: ذاتِ حق اپنے لطف وکرم سے تیرے ساتھ محبت سے پیش آتا ہے لیکن اگر حد سے تجاوز کرے تو رسوا کر دیتا ہے۔

کیوں کہ خدا ستار العیوب ہے اس لیے عیبوں اور گناہوں کے ظاہر کرنے کو

https://www.shiabookspdf.com/

گناہان کبیرہ میں سے شمار کرتا ہے۔ یعنی اگر کوئی چھپ کر گناہ کرے تو اس کی غیبت کرنا حرام ہے۔ بلکہ اگر دیکھ بھی لے تو پھر بھی اس کا دوسروں کے سامنے اظہار نہ کرے۔ جیسے کہ صافی میں روایت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے بارے میں دوسرے سے وہ گناہ بیان کرے تو اس نے اس سے دیکھے یا سنے ہوں تو وہ اس آیت کا مصداق ہے:

"ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم"

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو مومنوں کی برائیوں کے فاش کرنے پر راضی ہوتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اسی وجہ سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام باوجود اس کے کہ منافقوں کو جانتے تھے لیکن صرف ظاہری اسلام کی وجہ سے ان کے ساتھ دوسرے مسلمانوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ اور کسی کو ذلیل و رسوا نہیں کرتے تھے اور جھوٹا نہیں کہتے تھے ہاں اگر کوئی توبہ کے بغیر اس دنیا سے جائے گا تو قیامت کے دن رسوا ہوگا اس کے بدن کے اعضاء، زمان و مکان اس کے خلاف گواہی دیں گے بلکہ انبیاء اور ملائکہ بھی اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

روز محشر ہر نہان پیدا شود ہم زخود ہر مجرمی رسوا شود

دست گوید من چنین دزدیدہ ام لب گوید من چنین پرسیدہ ام

چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

ترجمہ: قیامت کے دن ہر چھپی ہوئی چیز ظاہر ہو جائے گی ہر مجرم خود بخود رسوا ہو جائے گا۔

ہاتھ کہے گا میں نے اس طرح چوری کی ہے۔ ہونٹ کہے گا میں نے یہ پوچھا ہے۔ آنکھ کہے گی میں نے نامحرم پر نظر ڈالی ہے۔ کان کہے گا میں نے بری بات سنی ہے۔ خدا فرماتا ہے (یوم تبلی السرائر) قیامت کے دن باطن ظاہر ہو جائیں گے کچھ کتے

https://www.shiabookspdf.com/

کچھ سور کچھ بھیڑیا اور لومڑی کی شکل میں محشور ہوں گے۔

مولانا رومی کہتے ہیں:

حشر پر حرص مردارخوار صورت خو کی بود روز شمار

سیرتی کان در وجودت غالب است ہم بر آن تصویر حشرت واجب است

زانکہ حشر حاسد ران روز گزند بی گمان بر صورت گرگان کنند

ترجمہ: لالچی اور حریص شخص قیامت کے دن سور کی شکل میں محشور ہوگا اس تیرے وجود میں جو سیرت اور طریقہ غالب ہوگا اسی کے مطابق قیامت کے دن تو محشور ہوگا۔ حسد کرنے والے لوگ قیامت کے دن بھیڑیے کی شکل میں بنا دیئے جائیں گے۔

حضرت یونس کے والد متیٰ کا واقعہ

مجموعہ وارم میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت داوڈ نے عرض کیا:

"**یا رب اخبرنی بقرینی فی الجنة**" ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے بتا کہ جنت میں میرا ہمسایہ کون ہوگا؟

خطاب ہوا، یونسؑ کا والد متیٰ۔ حضرت داوڈ نے عرض کیا اے پروردگار مجھے اجازت دیں میں اس کے ساتھ ملاقات کروں۔ خدا نے اجازت دی۔ حضرت داؤدؑ نے اپنے بیٹے سلیمان کو اٹھایا اور متیٰ کے گھر چلے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ متیٰ نے کھجوروں کی شاخوں سے جھونپڑی بنائی ہوئی ہے اور خود گھر پر نہیں ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بازار گئے ہیں بازار پہنچے تو نہ ملے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ لکڑی بیچنے والوں کے پاس ہوں گے وہاں گئے تو موجود نہ تھے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ہم بھی ان کی انتظار میں ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد سر پر لکڑیاں اُٹھائے چلے آرہے تھے۔ انہوں نے آ کر لکڑیاں نیچے رکھیں اور کہنے لگے:

"**من یشری طیباً بطیب**"

ترجمہ: کون ہے جو حلال کی لکڑیاں حلال مال کے ساتھ خریدے؟ ایک شخص آیا

https://www.shiabookspdf.com/

اور اس نے ان لکڑیوں کو خرید لیا۔ حضرت داؤدؑ ان کے پاس گئے اور سلام عرض کیا۔ انہوں نے کہا چلو گھر چلتے ہیں جاتے ہوئے بازار سے تھوڑے سے پیسوں سے گندم خریدی اور اپنے ہاتھوں سے آٹا بنایا۔ آٹا گوندھ کر آگ جلائی اور آٹے کی روٹی بنا کر آگ پر رکھ دی کچھ دیر ان کے ساتھ گفتگو کرتے رہے پھر اس روٹی کو اُٹھایا اور پر نمک ڈالا ایک برتن میں پانی ڈالا اور پاس رکھ لیا۔ دوزانو بیٹھ کر لقمہ توڑا اور منہ میں ڈالنے سے پہلے پڑھا "بسم اللہ" جب لقمہ اندر گیا تو کہا "الحمد للہ" دوسرے لقمے پر بھی ایسے ہی کیا۔ جب پانی کا ارادہ کیا تو پانی کا برتن پکڑ کر کہا "بسم اللہ" اور پینے کے بعد کہا "الحمد للہ" اس کے بعد عرض کیا اے پروردگار یہ نعمت جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے کس بندے کو دی ہے؟ میری آنکھیں، کان اور بدن صحیح و سالم بنایا ہے۔ مجھے تو نے قوت عطا فرمائی جس کے ذریعے سے میں صحرا میں گیا۔ جس درخت کو نہ تو میں نے اُگایا تھا نہ پانی دیا تھا اور نہ ہی اس کی حفاظت کی تھی تو نے میرے مقدر میں کیا۔ میں اس کی لکڑی کاٹ کر لایا اور تو نے ایک خریدار بھیجا جس نے لکڑیاں خرید کر پیسے مجھے دیئے۔ جس گندم کو میں نے کاشت نہیں کیا تھا پیسوں سے وہ خریدی اور تو نے مجھے آگ پر اختیار دیا جس پر میں نے روٹی پکائی۔ پھر تو نے مجھے کھانے کی طاقت وقوت عطا کی تا کہ روٹی کھا کر تیری عبادت کرنے کی طاقت حاصل کرسکوں۔ **"فلک الحمد"** اس کے بعد گریہ کرنے لگے۔ حضرت داؤدؑ نے اپنے بیٹے سلیمانؑ سے فرمایا، آؤ چلیں اس بندے سے زیادہ میں نے ہرگز کسی کو خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس اگر بندہ نعمت کو خدا کی طرف سے سمجھے تو حتماً خدا کا شکر ادا کرے گا۔ اور جب شکر ادا کرے گا تو خدا نعمت میں اضافہ فرمائے گا جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"و لئن شکرتم لازیدنکم"

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو ضرور بضرور تمہاری نعمتوں میں زیادتی کریں گے۔

منیٰ میں حضرت صادق علیہ السلام سے ایک سائل کا انگور مانگنا

علامہ مجلسی بحار الانوار میں اصول کافی سے نقل کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے میں منیٰ

https://www.shiabookspdf.com/

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ہم انگور کھا رہے تھے۔ ایک سائل آیا حضرت نے امر فرمایا کہ اس سائل کو انگور کا ایک گچھا دیں جب اسے دیا گیا تو اس نے نہ لیا اور عرض کیا مجھے انگور نہیں پیسے چاہیے۔ حضرت نے فرمایا خدا دے گا وہ سائل گیا اور پھر واپس آ کر عرض کی کہ وہی انگور مجھے دے دو حضرت نے دوبارہ فرمایا خدا دے گا اور اسے کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد دوسرا سائل آیا۔ حضرت نے اسے انگور کے تین دانے دیئے اس نے لئے اور کہا ''الحمد لله الذی رزقنی'' تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رزق عطا فرمایا۔ اس کے بعد حضرت نے اپنے دونوں ہاتھ انگوروں سے بھر کر اسے دیئے اس نے پھر خدا کی حمد کی۔ حضرت نے فرمایا اپنی جگہ پر کھڑے رہنا، اپنے غلام کو بلایا اور اس سے فرمایا تیرے پاس کتنے پیسے ہیں؟ غلام نے عرض کیا بیس درہم، حضرت نے اس سے لے کر سائل کو دے دیئے سائل نے لے کر ''الحمد لله رب العالمین'' کہا اس کے بعد جانے لگا حضرت نے فرمایا:

''مکانک، فخلع قمیصاً کان علیه فقال البس هذا فلبسه فقال الحمد لله الذی کسانی وسترنی''

ترجمہ: حضرت نے فرمایا، اپنی جگہ پر کھڑے رہو پھر حضرت نے اپنا قمیص اتارا اور فرمایا اس کو پہن لو۔ اس نے پہن کر کہا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے لباس عطا فرمایا۔ اور پھر کہنے لگا: **''جزاک الله خیراً یا اباعبدالله''** اے ابوعبداللہ خدا آپ کو اچھی جزا دے۔ راوی کہتا ہے سائل اگر حضرت کو دعا نہ دیتا اور خدا کی حمد کرتا رہتا تو امام وہ سب کچھ سائل کو دے دیتے جو ان کے پاس تھا کیوں کہ امام خدا کی صفات کمالیہ کا مظہر ہوتا ہے۔ جیسے خدا کی ذات میں بخل اور کنجوسی نہیں ہے اسی طرح امام میں بھی نہیں ہے۔ جو جس قدر قابلیت رکھتا ہو اتنا ہی اسے عطا کرتا ہے۔ جیسے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام جب کسی میں قابلیت دیکھتے تھے تو اسے بہت زیادہ دیتے تھے۔ جیسے امام حسین علیہ السلام نے اس شاعر کو چار ہزار اشرفی عطا کیں جس نے آپ کی شان میں یہ شعر کہے تھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

لم یخب الان من رجاک ومن حرک من دون بابک الحلقه

انت جواد وانت معتمد ابوک قد کان قاتل الفسقه

ترجمہ: آپ کے دروازے کے سوا مجھے کوئی دروازہ پسند نہیں ہے۔ آپ کریم اور سخی اور قابل اعتماد ہیں اور آپ کے والد فاسقوں کو قتل کرنے والے تھے۔ اس کے بعد حضرت نے اسی قافیہ پر تین شعر اس عرب شاعر سے معذرت خواہی کرتے ہوئے کہے کہ میں تیری شان کے مطابق نہ دے سکا۔ وہ شخص حضرت کے اشعار سن کر گریہ کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا:

"لعلک استقللت ما اعطیناک"

ترجمہ: جو ہم نے تجھے عطا کیا ہے شاید تیرے نزدیک کم ہے۔ اس نے عرض کیا:

"لا ولکن کیف یاکل التراب جودک"

ترجمہ: مولاً میں تو اس لیے گریہ کر رہا ہوں کہ آپ جیسی سخی ذات مٹی میں کیسے جائے گی۔ عرب شاعر افسوس کر رہا تھا کہ یہ سخی ہاتھ مٹی میں کیسے جائیں گے۔ لیکن اسے یہ خبر نہ تھی کہ گیارہ محرم کو انہیں ہاتھوں کو جمال کاٹ ڈالے گا۔

جمال کا زمین کربلا میں آنا

بحار، عوالم اور منتخب میں سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے میں مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا۔ میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کے ہاتھ کٹے ہوئے تھے۔ شکل سیاہ رات کی طرح تھی کعبہ کے پردے کو پکڑ کر کہہ رہا تھا۔ اے اس گھر کے مالک خدا مجھے معاف کر دے۔ میرے گمان میں تو مجھے معاف نہیں کرے گا اگرچہ تمام اہل آسمان اور زمین میری شفاعت کریں۔

راوی کہتا ہے لوگوں نے طواف ختم کیا اور اس شخص کے ارد گرد جمع ہو گئے میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے اس رحمت کے مقام پر مایوسی کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر ابلیس ہوتا تو پھر بھی اتنی مایوسی اچھی نہیں ہے۔ تو کون ہے اور تو نے کون سا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا شتربان تھا جب آپ مدینہ سے

https://www.shiabookspdf.com/

کربلا کی طرف روانہ ہوئے تو میں آپ کا ہم رکاب تھا۔ جب بھی حضرت وضو کرتے تو اپنا جامہ مجھے پکڑا دیتے تھے۔ اس جامہ میں ایک قیمتی کمر بند تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ میرا ہو جائے جب کربلا آ گئے تو دس محرم کو حضرت کو شہید کر دیا میں چھپ کر مقتل کی طرف گیا میں نے دیکھا کہ مقتل روز روشن کی طرح چمک رہا ہے اور شہداء کی لاشیں زمین پر پڑیں ہیں۔ نے سوچا کہ حسینؑ کی لاش کو تلاش کروں اور کمر بند حاصل کروں ۔ میں ایک ایک شہید کو دیکھتا گیا۔ آخر کار حسین علیہ السلام کی لاش پر پہنچ گیا: **"فوجدته مکبوباًعلی وجهه و هو جثة بلاراس"**

ترجمہ: میں نے دیکھا حضرت کا لاشہ اوندھا پڑا ہے اور جسم کے ساتھ سر نہیں ہے۔ میں بدن کو پہچان کر قریب گیا تاکہ کمر بند اتاروں۔ میں نے دیکھا کہ بہت سی گرہیں دی ہوئی ہیں۔ میں نے بیٹھ کر گرہیں ایک ایک کر کے کھولنا شروع کر دیں۔ جب ایک گرہ باقی رہ گئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور مضبوطی سے اپنا کمر بند پکڑ لیا۔ میں نے چھڑانے کی بڑی کوشش کی لیکن ہاتھ نہ چھوٹا:

"فوجدت قطعة سیف مطروح"

ترجمہ: میں نے ٹوٹی ہوئی تلوار کا ایک ٹکڑا تلاش کیا اس کے بعد میں نے آ کر میں نے وہ کیا جو کیا یعنی ہاتھ کاٹ دیا۔ جب کمر بند اُتارنے لگا تو آسمان و زمین میں زلزلہ آیا۔

اس وقت میں نے گریہ و نالہ کی آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا

"وابتاه وامقتولاه واذبیحاه واحسیناه یابنی ماقتلوک وما عرفوک ومن شرب الماء منعوک"

اے میرے بیٹے حسینؑ تجھے پیاسا قتل کر دیا گیا۔

جب میں نے یہ حالت دیکھی تو اُٹھ کر مقتولوں کے درمیان چھپ گیا۔ اچانک میں نے ایک مرتبہ تین آدمی ایک عورت اور بہت سے لوگوں کو دیکھا ان میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ اے حسینؑ تجھ پر تیرا نانا، بابا، ماں، اور بھائی قربان:

https://www.shiabookspdf.com/

شد فدای توجد تو ای شہید محن چرا حکایت خود را نمی کنی با من

ترجمہ: اے شہید بیٹے تجھ پر تیرا نانا فدا، میرے ساتھ بات کیوں نہیں کرتے۔

اچانک میں نے دیکھا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ کوفہ کی طرف بڑھایا اور حسینؑ کا سر لا کر بدن کے ساتھ لگا دیا۔ حسینؑ بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے:

"لبیک یا جداہ یا رسول اللّٰہ ویاابتاہ یا امیر المومنین ویااماہ یا فاطمة الزهراء ویا اخاہ المقتول بالسّم ۔ علیکم منی السلام ثم انه بکی وقال یا جداہ قتلوا واللّٰہ رجالنا یا جداہ سلبوا واللّٰہ نسائنا یا جداہ نهبوا واللّٰہ رحالنا یا جداہ ذبحوا واللّٰہ اطفالنا"

ترجمہ: اے میرے نانا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے میرے بابا یا امیر المومنینؑ اے میری اماں فاطمۃ الزہراؑ اور اے میرے بھائی ستم جفا کے مقتول میرا آپ پر سلام۔ اس کے بعد حضرت رونے لگے اور کہا۔ اے نانا اللہ کی قسم ظالموں نے ہمارے جوانوں اور مردوں کو قتل کر دیا ہماری عورتوں کو قیدی کر لیا۔ نانا اللہ کی قسم ہمارے خیموں کو آگ لگا دی۔ ہمارے بچوں کو ذبح کر دیا۔ کہتا ہے میں نے دیکھا ایک مستورآ گے آئی اور کہنے لگی: "الا یا نور عینی یا حسیناہ فمن قطع الیسار مع الیمینا"

ترجمہ: اے میری آنکھوں کے نور اے میرے حسینؑ تیرے دونوں ہاتھوں کو کس نے کاٹا ہے۔

باساربان بہ غیر محبت چہ کردہ بود کز بندا نمود جدا دست اطہرش

ترجمہ: شتربان کے ساتھ کیسی محبت کی تھی کہ اس نے ایک کمر بند کی خاطر آپ کے ہاتھ ہی کاٹ دیئے۔ (الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

❁❁❁❁

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۹۳

ناتوانی بندہ شہوت مشو درپی شہوت مکن جان را گرو
ورنہ شہوت خانمانت برکند زندہ ات در گور تاریک افگند
ترک لذتہا و شہوتہا سخا است ہر کہ در شہوت فروشد برنخاست
عروۃ الوثقیٰ است این ترک ہوا بر کشید این شاخ جان را برسما

ترجمہ: جہاں تک ہو سکے شہوت کے غلام مت بنو، اپنی جان شہوت کے پاس گروی مت رکھو۔

وگرنہ شہوت تیرا سب کچھ تباہ کر دے گی اور زندہ قبر میں ڈال دے گی۔

لذتوں اور شہوتوں کو ترک کرنا سخاوت ہے۔ جو بھی شہوت میں پڑ گیا وہ پھر کبھی نہ اُٹھ سکا۔ خواہشاتِ نفسانی کو ترک کرنا ایک مضبوط رسی ہے یہ ایسی شاخ ہے جو بندے کو آسمان کی طرف لے جاتی ہے۔

خدا فرماتا ہے:

"واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی المأویٰ"

ترجمہ: جو اپنے رب کے مقام سے ڈرے اور اپنے نفس کو خواہشاتِ نفسانی سے روکے رکھے اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ درجات اور مقاماتِ عالیہ پر فائز ہو۔ خدا کے نزدیک ہو۔ اور اس سے خدائی آثار ظاہر ہوں تو اسے چاہیے کہ چھ چیزوں کی معرفت حاصل کرے اور ان پر عمل کرے۔

اول: یہ ہے کہ خدا کو ربوبیت، حکمت اور علم وقدرت کی صفت کے ساتھ پہچانے۔

https://www.shiabookspdf.com/

دوم: یہ ہے کہ اپنے آپ کو عجز و نقص اور جہالت کے ساتھ جانتا ہو۔

"من عرف نفسه فقد عرف ربه"

ترجمہ: جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کر لی۔ جب تک انسان اپنے آپ کو نہ پہچانتا ہو اپنے رب کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ جب بھی انسان اپنی عاجزی اور جہالت سے آگاہ ہو جائے تو وہ اس سے آگاہ ہو جائے گا کہ اس کا خدا علیم اور حکیم ہے۔ اپنے نقص سے سمجھ جائے گا کہ اس کا رب تمام صفات اور کمالات میں کامل ہے۔ جب انسان اپنے فقر اور محتاجی سے آگاہ ہو جائے گا تو سمجھ جائے گا کہ اس کا خدا اور اس کا خالق غنی اور بے نیاز ہے۔ اپنے فنا اور زوال سے سمجھ جائے گا کہ اس کا خدا باقی اور ازلی ہے۔

سوئم: یہ کہ وہ جانتا ہو کہ شیطان ہر وقت دھوکہ اور فریب دینے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ وہ چور کی طرح ہر وقت کمین گاہ میں ہوتا ہے تاکہ انسان سے اس کی ذات کی ہر چیز جو اسے کمال کی طرف لے جائے چھین لے۔

چوتھی: یہ کہ مخلوق کو جانتا ہو کہ کون دوست ہے اور کون دشمن۔

پانچویں: یہ جانتا ہو کہ دنیا فانی ہے اور اسے بقا نہیں ہے۔

چھٹی: یہ جانتا ہو کہ آخرت ہمیشہ رہنے والا گھر ہے اور ابدی نعمتوں کا مقام ہے۔

پس جو انسان حقیقت میں ان چیزوں کی معرفت حاصل کر لے تو ان کا حقیقی حق ادا کیا ہے اور جب خدا کی معرفت حاصل کر لے گا تو اس کی عبادت کرے گا اور جب عبادت کرے گا تو نجات حاصل کر لے گا۔ جب اپنی معرفت حاصل کر لے گا تو گناہوں کو ترک کر دے گا۔ جب شیطان کو جان لے گا تو اس کے مکر و فریب سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کی اتباع نہیں کرے گا۔ جب مخلوق کے بارے میں آگاہی حاصل کر لے گا تو خدا کے بندوں کے ساتھ محبت اور اس کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھے گا۔ جب یہ جان لے گا کہ دنیا باقی رہنے والی چیز نہیں ہے۔ تو اس کی محبت دل سے نکال دے گا اور متقی بن جائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

جب آخرت کی معرفت حاصل کرے گا تو اس کی طرف مائل ہو گا اور اعمال صالحہ انجام دے گا۔

ہمارے انبیاء اور آئمہ علیہم السلام اسی وجہ سے کلی طور پر دنیا سے اور آخرت کو حاصل کرنے لے لیے اعمال صالحہ کو بجالایا کرتے تھے کیوں کہ وہ ان چھ امور کو جانتے اور ان پر عمل کرتے تھے۔ اسی وجہ سے دنیا میں موجود ہونے کے باوجود ذات پروردگار سے فیض حاصل کرتے تھے۔ اور ان کا دل نور الٰہی سے روشن ہو چکا تھا۔ جسم اور جسمانیات سے اپنے تعلق ختم کر چکے تھے۔ اسی لیے طبیعت کے یہ ظاہری پردے ان کی آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ چکے تھے۔ ان کا بدن اس دنیا میں اور دل کا ٹھکانہ اُس جہان میں ہوتا تھا۔ ذکر خدا کے بغیر کوئی بات نہ کرتے تھے۔ راہ خدا کے بغیر کسی راہ پر نہ چلتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان مقامات اور بلند درجات پر فائز ہو چکے تھے کہ آسمان کے ملائکہ سے بھی ان کا درجہ اور مقام بلند تر تھا۔

معراج رسول مقبولؐ

خاتم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک خدا کے نزدیک اتنا بلند مقام حاصل کر چکا تھا کہ رجب کی ستائیس تاریخ کو جبرائیلؑ امین رب جلیل کے حکم سے اس کے اس خاص بندے کے گھر میں آیا تا کہ دوست کو دوست کی زیارت کے لیے لے جائے۔ جبرائیل امینؑ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے ہوئے ہیں۔ یہ نہ جانتا تھا کہ کس طرح اس وجود مبارک کو نیند سے بیدار کرے۔ سوچ کر اپنے آپ سے کہنے لگا کہ میرا بدن کافور جنت سے خلق ہوا ہے۔ اپنے رخسار کو حضرت کے پاؤں کے تلوے پر لگاتا ہوں جب حضرت کے بدن مبارک میں کافور کی ٹھنڈک محسوس ہوگی تو خود بخود بیدار ہو جائیں گے۔ پس انہوں نے اپنا چہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کے تلوے پر ملنا شروع کر دیا۔ جب کافور کی ٹھنڈک حضرت کے بدن میں محسوس ہوئی تو نیند سے بیدار ہو گئے۔ جبرائیل اداب کے ساتھ سینے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

دارم از حضرت بی چون بہ تو پیغامی چند   کہ بر این گنبد گردون نہی گامی چند

خاکیان کام روا از تو، بیاسوی بہشت   تا بر آید زتو کام دل ناکامی چند

ترجمہ: میں آپ کے پاس حضرت حق کی طرف سے پیغام لایا ہوں تا کہ اس آسمان پر آپ چند قدم رکھیں۔

زمین میں رہنے والوں کی آرزو آپ سے پوری ہو چکی ہے اب بہشت کی طرف آیئے تا کہ آپ کے ذریعے سے چند ناکام افراد اپنی آرزو پوری کر سکیں۔

جبرائیلؑ نے آواز دی۔ اے عنقائی قاف جلالت، اے شہباز بلند پرواز اوج رسالت، اے سفیرِ ممالکِ ملکوت، اے خبیر مسالکِ جبروت، اے مشک نافۂ فتوت، اے عود مجمرِ رسالت، اے صاحبِ مسند، "کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین" اے تکیہ زن چہار بالش (وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین) اے سید بشر والی شفیع محشر۔

ترجمہ: اے قدرت کے پہاڑوں کے عنقاء، اے رسالت کی بلندیوں کے بلند ترین شہباز، اے ملائکہ کے ملک کے سفیر، اے جبروتی راستوں سے آگاہی رکھنے والے، اے سخاوت اور جوانمردی کے میدان کے شہسوار، اے رسالت کی انگیٹھی کی لکڑی، اے "کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین" کی مسند کے مالک اے بشریت کے سردار، اے وہ ذات جو وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین کی کلی اور حقیقی مصداق، اے بشریت کے سردار، اے شفیع محشر، نیند سے بیدار ہوں اپنی زلفوں کے ذریعے سے تاریک شب میں خوشبو پھیلایئے، نور کی رداء کو اوپر اوڑھیں، نور کا عمامہ سر پر رکھئے، سبز زمرد کی نعلین پاؤں میں پہنیں، یاقوت کا کمر بند کمر میں بند کریں۔ لؤلؤ سے جڑے ہوئے دستے والا تازیانہ ہاتھ میں پکڑیں اور براق پر سوار ہوں۔ ملائکہ اپنی عبادت گاہوں میں آپ کا راستے پر انتظار کر رہے ہیں۔ اور سب آپ کی زیارت کے مشتاق ہیں اے چاند کی طرح چمکتے ہوئے آقا اور لولاک کے سردار:

چند باشی تو در این دیرخراب آسودہ   شست وشوئی بکن ابن دیدۂ خواب آلودہ

https://www.shiabookspdf.com/

خیز و احرام حریم حرم دوست ببند با ہمین جامع و نعلین تراب آلودہ

ترجمہ: اس دنیا کے خرابے میں تو کب تک آرام سے رہو گے اپنی نیند والی آنکھوں کو دھو لیجئے۔

اُٹھیں اور اپنے دوست کے دھرم کے حریم کا احرام باندھیں اسی لباس کے ساتھ اور اسی خاک آلود نعلین کے ساتھ۔

سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر سے مسجد الحرام کی طرف لے گیا۔ میرے سینے کو کھول کر خدا کی امانتیں اس میں رکھ دیں اور پھر مسجد الحرام سے بطحا مکہ کی طرف لے آیا۔ میں نے دیکھا تو میکائیل اور اسرافیل سامنے تھے۔ جو ہر ایک ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ صف بستہ تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو میرا احترام کرنے کی خاطر آگے بڑھے اور میں نے بھی ان کے احترام و اکرام کا جواب دیا۔ پھر میں نے ایک سواری کو دیکھا جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی تھی۔ اس کا چہرہ آدمی کی طرح کان ہاتھی کی طرح، گردن گھوڑے کی گردن جیسی، پاؤں گائے کے پاؤں جیسے اور سم گائے کے سموں کی طرح درمیان سے چیرے ہوئے اور رانوں کے اوپر دو پر تھے جن سے اپنی پچھلی ٹانگوں کو چھپائے ہوئے تھے۔

طرفہ ہمایی پروبالش زنور کردہ عنان رشتہء گیسوی حور

عرش تمکین پایہ پرواز او طایر فردوس ہم آواز او

ترجمہ: اس کی آنکھیں ہما پرندے کی طرح اور اس کے پر اور بال نور کے تھے۔ حور کی زلفوں سے لگام بنی ہوئی تھی۔

عرش معلیٰ اس کی پرواز کا مقام اور اس کی آواز جنت کے پرندوں کی مانند تھی۔ اس کا سینہ یاقوت کی طرح چمکتا تھا اس کی پشت سے دُرِ بیضا کی طرح نور چمکتا تھا۔ اس کے پاؤں زمرد کے، دم مرجان کی، اس کی پشت پر جو زین تھی کئی ہزار زینتیں لگیں ہوئی تھیں۔ زین کے اوپر یاقوت سرخ کے دو رکاب ڈالے ہوئے تھے اور اس کی پیشانی پر لکھا ہوتا تھا:

https://www.shiabookspdf.com/

لاالٰہ الا اللہ۔

برقی کہ براق نام او بود پہنای سپیر گام او بود

ترجمہ: ایسی بجلی کہ اس کا نام براق تھا اور اس کے قدم کی لمبائی آسمان تک تھی۔

شکل انسان جیسی، اخلاق فرشتوں جیسا، پاؤں مشک جیسے، بال عنبر کی طرح، آنکھیں شہابی، غصہ شیر جیسا، دم مور کی دم کی طرح، کان ہاتھی کی طرح، اخلاق و سیرت عطارد جیسا، شکل زہرہ ستارے جیسی، اوصاف چاند کی طرح، چمک سورج کی مانند۔

پلنگ ہیبت و غُرّ غادم وگوزن سیرین ۔۔۔ عقاب طلعت و عنقا شکوہ و طوطی پر

قوی قوائم و کوتاہ دم فراخ دکفل ۔۔۔ دراز گردن و کوتاہ سم ومیان لاغر

بگاہ پویہ ہوا در دو پای او مدغم ۔۔۔ بگاہ حملہ صبا در دو دست او مضمر

بہ وقت جلوہ گری چون تذرو خوش رفتار ۔۔۔ بگاہ راہ روی چون کلاغ حیلت گر

ترجمہ: ابیت چیتے جیسی، جھنکار شیر کی طرح، سینگھ بارہ سینگھا کی طرح، عقاب کی مانند چمک، شان وشوکت عنقا جیسی، پر طوطے کی طرح،

۲۔ طاقتور پاؤں، چھوٹی دم، ران چوڑے، گردن لمبی، سم چھوٹے، جسم دبلا پتلا۔

۳۔ کبھی ہوا کی تیزی اس کے دو پاؤں کے اندر موجود اور کبھی صبا کا حمل اس کے دو ہاتھوں میں چھپا ہوا۔

۴۔ جب وہ جلوہ گر ہوتی ہے تو تیز اور خوش افتاء اور کبھی چلاک کوے کی طرح راستہ چلتی ہے۔

جبرائیل نے براق کی رکاب اور میکائیل نے لگام پکڑی ہوئی تھی۔ غلمانِ جنت خوش اور حورانِ جنت ہنس رہی تھیں۔ ملکوتی شوق میں اور جبروتی ذوق تھے۔ بیت المعمور ان کے آنے سے شمع بنا ہوا تھا۔ بزم طور خوش تھی۔ اس چاند کے جانے سے مسجد الحرام بے نور تھی۔ عرش کے نور کے سبب تمام ملائکہ اپنے ہاتھ میں شمع لئے ہوئے تھے اور شمع سے شعلے بلند اور روشن ہو رہے تھے۔ بطحاء کی سطح منور اور ہر جان کو عطر کی خوشبو آ رہی تھی۔

https://www.shiabookspdf.com/

پروردگار عالم کی طرف سے جبرائیل کو خطاب ہوا کہ ان ستر پردوں میں سے ایک پردہ اُٹھادو جو میں نے اپنے حبیب مؤید مجتبیٰ محمد مصطفیٰؐ پر ڈالے ہوئے ہیں۔ جبرائیلؑ نے ایک پردہ اُٹھایا تو ایک ایسا نور چمکا جو تمام انوار پر غالب آ گیا۔ خطاب ہوا اے محمدؐ آج رات میں نے ان ستر پردوں میں سے ایک پردہ اُٹھایا ہے اور تیرا نور تمام انوار پر غالب آ گیا ہے ۔ اس وقت کیا حال ہو گیا جب قیامت کے دن میں ستر پردے اُٹھادوں گا۔ یعنی اس وقت تیرے نور کے سبب تیری امت کے تمام گناہ ختم ہو جائیں گے۔

حضرت نے رکاب پر پاؤں رکھا تا کہ براق پر سوار ہوں براق نے اچھلنا شروع کر دیا اور کہنے لگی:

"بعز ابی لایرکبنی الا النبی القرشی الابطحی التھامی محمد ابن عبد اللہ صاحب القرآن"

ترجمہ: میرے رب کی قسم مجھ پر کوئی سوار نہیں ہو سکتا مگر نبی قرشی ابطحی تہامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ صاحب قرآن۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا، میں ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ صاحب قرآن ہوں۔

جبرائیل نے بلند آواز سے کہا اے براق یہ کیا بے حرمتی کر رہی ہو کیا تمہیں۔ معلوم نہیں ہے کہ یہ مبارک ہستی کون ہے؟ یہ وہ ذات ہے جو اٹھارہ ہزار عالم کا خلاصہ ہے جو باعث خلقتِ آدم اور عالم ہے جو (سبحان الذی اسریٰ) کے طلوع ہونے کی جگہ ہے جو (فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ) کے اسرار و رموز کو جاننے والا ہے جو (ثم دنی فتدلیٰ) کے علم کا عالم ہے جو (فکان قاب قوسین او ادنیٰ) کے حرم کا والی ہے جو (لی مع اللہ) کی سحر گاہ کا بیدار امین اور خلوت میں رہنے والا ہے جو (انہ لا الہ الا اللہ) کی تعلیم کا معلم ہے جو (کفی باللہ) کی تکریم کے ساتھ مکرم جو محمد رسول اللہ ہے۔

براق نے کہا اے جبرائیل میرے ساتھ سختی نہ کرو۔ میں جانتی ہوں کہ یہ وجود مبارک کون ہے۔ لیکن میں اس سعادتمند آقا و سردار سے ایک التماس رکھتا ہوں حضرت نے

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا، تیری کیا گزارش ہے۔ مجھے بتاؤ تا کہ پوری کر سکوں۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج رات آپ کی سواری میں براق ہوں۔ قیامت کے دن کئی ہزار براقیں بجلی کی طرح تیز آپ کے راستے میں حاضر ہوں گے تا کہ آپ کی سواری بن سکیں۔ اس دن اپنی مہربانی کی آنکھ مجھ سے دور نہ کرنا۔ اور اپنے مبارک قدموں سے میری رکاب کو مزین فرمانا۔ حضرت نے اس کی گزارش کو قبول کر لیا۔ اور اس پر سوار ہو گئے کرۂ زمین سے کرۂ آگ تک وہاں سے پانچویں اور چھٹے آسمان اور پھر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ جبرائیل وہاں رُک گیا۔ حضرت نے پوچھا اے بھائی جبرائیل تم کیوں رُک گئے۔؟ انہوں نے عرض کی اگر میں ایک ذرہ بھی قدم آگے بڑھاؤں تو میرے پر جل جائیں گے۔ آپ کا مبارک وجود "قاب قوسین او ادنیٰ" کی منزل تک پہنچ گیا۔

مقام قرب چنان تنگ شد محمد را   کہ خواست حک کند از صفحہ میم احمد را

ترجمہ: محمدؐ کے لیے قرب کا مقام اتنا قریب ہوا کہ احمد کی میم کو مٹانے لگے تھے یعنی احمد اور احد میں کوئی فرق نظر نہ آ رہا تھا۔

آپ ملاحظہ کریں کہ عبودیت و بندگی اور روحِ مجرد کا مقام و مرتبہ انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتا ہے۔ یہ وہ سواری تھی جس پر سوار ہو کر پیغمبر اسلام اپنے دوست کی زیارت کے لیے گئے تھے۔ عاشور کے دن نواسۂ رسول بھی ایک سواری پر بیٹھ کر اپنے دوست کی ملاقات کے لیے گئے تھے۔ لیکن ان دو سواریوں میں فرق بڑا ہے۔ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے تھے تو ستر ہزار فرشتے آپ کے دائیں بائیں تھے جبرائیل نے لگام اور میکائیل نے رکاب تھام رکھی تھی۔ لیکن نواسۂ رسول حسینؑ سوار ہونے لگے تو اس وقت سواری لانے والا بھی کوئی نہ تھا

فریاد بر آورد مرا نیست پناہی   تا آوردم مرکب و آن تیغ دو پیکر

دخت اسد اللہ در قلزم عصمت   گفت کہ تورا زندہ بود غمزدہ خواہر

من تیغ تورا آوردم ای خسروبی یاور   من اسب تورا آوردم ای بی کس و یاور

https://www.shiabookspdf.com/

بانوی حریم نبوی حضرت زینبؑ بگرفت عنان فلک و کامل صرصر
آورد برپادشہ یثرب و بطحا چون رفرف فرخندہ بہ معراج پیغمبر
باگریہ نمود عرض کہ ای نوگل زہرا این اسب صبا سیر و جلودار تو خواہر

ترجمہ: حسینؑ نے آواز دی کہ میرے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے کوئی سہارا نہیں ہے جو مجھے گھوڑا اور ذوالفقار دے۔

اسد اللہ کی بیٹی زینبؑ نے پردہ عصمت سے آواز دی اور کہا تیری غمزدہ بہن زندہ ہے حریم نبوی کی مستور حضرت زینبؑ نے آسمان کی لجام پکڑی۔

اور یثرب و بطحا کے بادشاہ کے پاس ایسے لے آئی جیسے معراج کے دن پیغمبر کی سواری تھی۔

گریہ کرتے ہوئے عرض کیا اے میری ماں زہراؑ کے تازہ پھول یہ ہوا کی طرح تیز گھوڑا حاضر ہے اور تیری بہن تجھے سوار کرنے کے لیے موجود ہے۔

ایک روایت کے مطابق زینبؑ نے عرض کیا اے بھیا، کیا کبھی دیکھا ہے کوئی بہن اپنے بھائی کے لیے موت کی سواری پیش کرے۔ زینبؑ نے رکاب پکڑی، آقا سوار ہو گئے اور میدان میں آ گئے۔

عاشور کے دن سید الشہداء کی جنگ:

سب سے پہلے آپ نے وعظ و نصیحت کی لیکن حضرت نے دیکھا کہ ان پر کوئی اثر نہیں ہے۔ کیوں کہ ان کے دل سیاہ ہو چکے تھے:

برسیہ دل چہ سود خواندن وعظ نرود میخ آہنین برسنگ

ترجمہ: سیاہ دل پر کسی وعظ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیا کبھی پتھر میں بھی میخ گئی ہے۔

حضرت نے دیکھا کہ اب لشکران کے خون سے زمین کو سیراب کرے گا تو آپ نے اپنے گھوڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا

https://www.shiabookspdf.com/

ای سبک پر ذوالجناح تیز تک گرد نعلت سرمہ چشم ملک

ای بہ رفتار ازتفکر تیز تر وز براق عقل چابک خیز تر

تو براق آسمان پیمای من روز عاشورا شب اسرای من

ترجمہ: اے بلند پرواز ذوالجناح اور اپنی تیزی میں یکتا، تیرے پاؤں کی گرد فرشتوں کی آنکھ کا سرمہ ہے۔

رفتار میں تو تفکر سے بھی تیز تر ہے اور براق عقل سے تیز رفتار ہے تو آسمان پر جانے والی میری براق ہے اور عاشور کا دن میرے لیے شب اسریٰ ہے اس کے بعد قبضہ ذوالفقار پر ہاتھ رکھا:

ای مشعشع ذوالفقار جان شکاف مدتی شد تا کہ ماندی در غلاف

آن قدرردرجای خود کردی درنگ تا گرفت آئینہ اسلام زنگ

ہان و ہان ای جوہر خاکستری زنگ این آئینہ می باید بری

در مزاج کفرخون شد بیشتر سر بر آور ای خدا را نیشتر

ترجمہ: اے جان کو چیرنے والی چمکتی ہوئی ذوالفقار کتنی مدت ہوگئی کہ تو غلاف کے اندر بند ہے۔

اس قدر تو اپنی جگہ غلاف میں چھپی رہی ہے کہ اسلام کے آئینہ پر زنگ آ گیا ہے

اے خاکستری موتی اب جیسے بھی ہو اس زنگ کو جو اسلام کے آئینہ پر لگ گیا ہے دور کرنا ہے۔

کفر کے مزاج میں خون زیادہ ہو چکا ہے اور اب یہ خدا کے مقابلے میں آ گیا ہے

اس کے بعد حضرت نے حملہ کیا اور فرمایا:

انا ابن علی الطھر من آل ھاشم کفانی لھذا مفخراً حین افخر

وجدی رسول اللہ اکرم من مضی و نحن سراج اللہ فی الارض نزھر

https://www.shiabookspdf.com/

وفاطمه امی من سلالة احمد — وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر

منم نور چشم رسول خدا — منم زاده شاه خیبر کشا

منم شبل زهرا وبنت رسول — که خوانندا فلاکیانش بتول

سزد فخرمن بر همه ممکنات — که جدم بود سید کائنات

بود ختم دین در انگشت من — کلیدبهشت است در مشت من

به ابن دست مشکل کشائی کنم — به این دست کار خدائی کنم

نبودی گر این دست در روزگار — نگشتی جلال خدا آشکار

ترجمہ: میں بنی ہاشم کے پاک وپاکیزہ شخصیت علیؑ کا بیٹا ہوں۔ اور میرے لیے یہ سب سے بڑا فخر ہے۔

میرے نانا رسولؐ خدا ہیں جو تمام اولین سے افضل ہیں اور ہم زمین میں خدا کے چمکتے ہوئے چراغ ہیں۔

میری ماں احمد کی بیٹی فاطمہؑ ہے اور میرے چچا جعفر طیارؑ ہیں۔ میں رسولؐ خدا کا نور چشم ہوں اور فاتح خیبر علی مرتضیٰؑ کا بیٹا ہوں۔ میں زہرا بنت رسول کا بیٹا ہوں جو آسمانوں میں بتولؑ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

میرے لیے تمام مخلوق میں یہی فخر سزاوار ہے کہ میرے نانا سید کائنات ہیں میرے ہاتھ میں دین کی انگوٹھی اور بہشت کی کنجی ہے۔

میں اس ہاتھ کے ساتھ مشکل کشائی کروں گا اور اس ہاتھ کے ساتھ خدائی کام انجام دوں گا۔

اگر دنیا میں یہ ہاتھ نہ ہوتا تو خدا کا جلال کبھی ظاہر نہ ہوتا۔ اس کے بعد کبھی لشکر کے میمنہ پر حملہ کرتے تھے اور فرما رہے تھے:

انا الحسین ابن علی آلیت ان لا انثنی

https://www.shiabookspdf.com/

احمی عیالات ابی امضی علی دین النبی

ترجمہ: میں حسین ابن علی ہوں اور میرا کوئی ثانی نہیں ہے۔ میں اپنے باپ کے اہل وعیال کی حفاظت کروں گا اور دین نبی پر قربان ہو جاؤں گا۔

بہ ہر سوی شدی باد تیغش روان سران رافکندی چہ برگ خزان
حجابا تیان پردہ برداشتند بہ نظارہ گردن برافراشتند
سماواتیان محو وحیران ہمہ سرانگشت عبرت بہ دندان ہمہ
کہ یا رب چہ زور و چہ بازو است این مگر با قدر ہم ترازو است این
عجب صف شکن شہسوار یلی است بہ نیروی بازو بہ سان علی است
ولی حیف ، این تشنہ لب بی کسی غریب است وبی یاور وبی مونس است
گر عباسی و اکبری داشتی از این قوم کس زندہ نگذاشتی

ترجمہ: ہر طرف ان کی تلوار کی ہوا چل رہی تھی سر ایسے کٹ کر گر رہے تھے کہ جیسے خزاں کے موسم میں پتے گرتے ہیں۔

حجابوں میں رہنے والوں نے اپنے پردے اُٹھا لیے اور ان کی جنگ کو دیکھنے کے لیے اپنی گردنیں آگے کر لیں۔ آسمان پر رہنے والے حیران و پریشان تھے اور عبرت سے اپنی انگلیاں دانتوں میں لیے ہوئے تھے۔ کہ اے پروردگار اس بازو میں کتنا زور ہے۔ کیا یہ بازو قدر و قضا کے ساتھ ہم پلہ ہے۔ عجیب صف شکن شہسوار ہے طاقت میں بالکل علی جیسا نظر آتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس کے لب پیاسے ہیں غریب الوطن اور بے یار و مددگار ہے یہ اگر اس کے عباسؑ اور اکبر زندہ ہوتے تو اس قوم اور لشکر کے تمام لوگوں کو ختم کر دیتا۔

راوی کہتا ہے میں نے حسینؑ جیسا کوئی شجاع نہیں دیکھا کہ ان کے سامنے بھائی اور بیٹے اور انصار سامنے قتل ہوئے پڑے تھے اس کے باوجود اس طرح بہادری کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ اور کبھی حضرت لشکر کے میسرہ پر حملہ کرتے اور فرما رہے تھے:

https://www.shiabookspdf.com/

الموت خیر من رکوب العار والعار اولی من دخول النار

ترجمہ: بزدلی سے بہتر ہے موت اور جہنم میں داخل ہونے سے بہتر ہے بزدلی۔

شیخ طریحی لکھتے ہیں کہ دس ہزار لوگوں سے زیادہ کو جہنم واصل کیا۔ جس طرح بھی حملہ کرتے ان کے سامنے لشکر والے ایسے پڑے ہوتے جیسے ٹڈیاں بکھری پڑی ہوں۔

چنان درید صف از حملہ ہای پیوستش — کہ جبرائیل امین بوسہ داد بر دستش

چناں علانیہ مرکب بہ خود اعدادائد — کہ جنگ خیبر و صفین و بدر مخفی ماند

غریق بحر خجالت زتیر دستی وی — بہ ہر طرف ملک الموت می دوید از پی

بہ ہر طرف کہ چہ شیر درندہ روکردی — زروز حشر بہ یاد مخالف آوردی

ترجمہ: اپنے پے در پے حملوں کے ذریعے سے دشمن کی صفوں کو اس طرح چیرا کہ جبرائیل داد تحسین دیتے ہوئے آ کر ہاتھوں کا بوسہ دینے لگا۔ ان کے گھوڑے نے دشمن کو اس طرح سامنے خون میں روندا کہ خیبر وصفین اور بدر کی جنگیں بھول گئیں۔ ان کی جنگ کی تیزی دیکھ کر شرم کے مارے ملک الموت ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔ لشکری جدھر جاتے تھے ایک شیر کو سامنے پاتے تھے اور انہیں روزِ محشر یاد دلا دیا۔ عمر سعد نے آواز دی، اے لشکر تم پر افسوس ہے تمہیں معلوم ہے کہ کس کے ساتھ جنگ کر رہے ہو:

"ھذا ابن انزع البطین، ھذاابن قتال العرب" یہ انزع البطین کا بیٹا ہے۔ یہ قتال العرب کا بیٹا ہے۔ تم اس طرح اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے انہوں نے کہا پھر کیا کریں؟ عمر سعد نے کہا اس پر تیروں سے حملہ کرو اچانک پورا لشکر حرکت میں آیا۔ اور حضرت کو اردگرد سے گھیر لیا۔ چار ہزار تیر اندازوں نے اپنے تیر چلہ کمان میں ڈالے اور حضرت کی طرف مارنے شروع کر دیئے۔ آپ کے بدن مبارک پر اس قدر تیر لگے "حتی صار درعه القنفذ" یہاں تک کہ آپ کی زرہ پر تیر ہی تیر تھے۔ اور آپ کے بدن مبارک میں تیروں کے لگنے سے کمزوری پیدا ہو گئی۔ آرام کرنے کی خاطر تھوڑی دیر کے لیے رک گئے ایک ظالم سامنے آیا اور اس نے آپ کی پیشانی مبارک پر تیر مارا۔ جس سے خون بہنے لگا۔ اپنا قمیض اوپر

https://www.shiabookspdf.com/

اٹھا کر خون صاف کرنے لگے تو ایک ظالم نے زہر آلود تین شعبہ تیر چلہ کمان میں رکھ کر حضرت کی طرف چلایا۔ تیر آ کر امام علیہ السلام کے مبارک دل پر لگا۔ معلوم نہیں وہ کیسا تیر تھا کہ جس نے امامؑ کے دل کے ساتھ کیا کیا؟ کہ اسی ایک تیر کے لگنے سے ہی حضرت کی رگ حیات کو کاٹ دیا۔ اور آپ نے فرمایا: "بسم اللّٰہ و باللّٰہ و علی ملۃ رسول اللّٰہ" حضرت نے جتنا چاہا کہ اس تیر کو سامنے سے باہر نکال لیں لیکن وہ نہ نکل سکا۔ آخر کار پشت کے پیچھے سے تیر میں ہاتھ ڈالا اور تیر کو باہر نکالا۔ ایک روایت میں ہے جب حضرت نے اس تیر کو باہر نکالا تو خون اس جگہ سے ایسے جاری ہوا جیسے پرنالہ چلتا ہے اور اتنا خون بدن سے نکل گیا کہ آپکا بدن بے طاقت ہو گیا۔ اس کے بعد آپ گھوڑے پر نہ بیٹھ سکے۔ رکابوں سے پاؤں نکال لیے۔

"قال السید فی لھوف :سید ابن طاؤس لہوف میں لکھتے ہیں: حتّٰی جاء رجل من کندہ یقال لہ مالک ابن یسر فشتم الحسین علیہ السلام ثم ضربہ با لسیف علی راسہ" ایک ظالم بنی کندہ سے جس کا نام مالک بن یسر تھا آگے بڑھا۔ اس نے حسین علیہ السلام کو گالی دی اور تلوار کو حضرت کے سر پر مارنے لگا ۔حضرت زین سے زمین پر آ گئے۔

بلند مرتبہ شاہین زصدر زین افتاد اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد
نہ مادری کہ سرش را از خاک بردار زمہر مادری اور رابہ خاک بسیارر

ترجمہ: بلند مرتبہ شاہین زین سے زمین پر گرا۔ اگر غلطی نہ کروں تو عرش زمین پر گر گیا۔ ماں بھی پاس نہیں ہے جو خاک سے سر کو اٹھائے اور محبت مادری کے ساتھ خاک میں دفن کرے۔

(الالعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۹۴

گفت پیغمبر با آواز بلند با توکل زانوی اشتر بند
رمز الکاسب حبیب اللہ از توکل در سبب کاہل مشو
رو توکل کن تو باکسب ای عمو جھد فی کن کسب فی کن موبہ مو
جھد کن جدی نما تا وار ھی ور تو از جھدش بمانی ابلھی

ترجمہ۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے با آواز بلند فرمایا، توکل کے ساتھ اپنی سواری کا زانو باندھ لو۔

"الکاسب حبیب اللہ" میں جو راز چھپا ہوا ہے اس کو غور سے سنو اور توکل کے نام سے اسباب کے فراہم کرنے میں سستی مت کرو۔

کسب کر اور ساتھ خدا پر توکل بھی اے محترم ہر وقت محنت اور کوشش کرتا رہ۔ اپنی محنت اور کوشش کو حقیقت میں انجام دے وگرنہ تیری کوشش اور محنت تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔

خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے (انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا و علی ربھم یتوکلون) حقیقت میں مؤمن وہ ہیں جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو انکے دل ڈرتے ہیں اور جب ان کے سامنے خدا کی آیات تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنے رب پر توکل کرنیوالے ہیں۔ کفر اور ایمان کے مراتب کے لحاظ سے لوگ چار قسم کے ہیں۔ ۱۔ وہ جو ظاہر میں مومن باطن میں کافر۔ ۲۔ ظاہر میں کافر باطن میں مومن، ۳۔ ظاہر اور باطن دونوں میں مومن۔ ۴۔ ظاہر اور باطن دونوں میں کافر۔

وہ لوگ جو ظاہر میں مومن اور باطن میں کافر ہیں ایسے لوگ ہیں جو زبان سے

https://www.shiabookspdf.com/

شہادتیں اور تمام ضروریات دین کا اقرار کرتے ہیں لیکن دل سے یہ اعتقاد نہیں رکھتے۔ یہ لوگ منافق ہوتے ہیں۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔

"ومن الناس من یقول آمنا باللّٰہ وبالیوم الاخر وماھم بمومنین"

ترجمہ: لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے لیکن حقیقت میں وہ مومن نہیں ہیں۔

اسی طرح خدا ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ منافق لوگ جب مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں ہم بھی اسلام لائے ہیں لیکن جب اپنے ساتھیوں سے ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم مسلمانوں کے ساتھ مذاق کر رہے تھے۔

پیغمبرؐ اسلام کے زمانے میں ایسے لوگ بہت زیادہ تھے، جو اسلام کا اظہار کرتے تھے غدیر خم پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی لیکن وفات رسولؐ کے بعد ان کی منافقت ظاہر ہوگئی۔

وہ لوگ جو ظاہر میں کافر اور باطن میں مومن ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ حقیقت دین اسلام دلیلوں اور انبیاء کے معجزات کے ذریعے سے ان کے ظاہر ہو چکی ہوتی ہے۔ لیکن حسد وتکبر اور عناد کی وجہ سے رسول کی تکذیب کرتے ہیں جیسے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے:

"وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم"

ترجمہ: اور وہ ان کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے اور یقین رکھتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں اور یہ انکار ان کے ظلم اور سرکشی کی وجہ سے ہے۔

جیسے فرعون دل سے خدا کو مانتا تھا۔ لیکن ظاہراً خدا کے مقابلے میں خدا بنا بیٹھا تھا کبھی کبھی راتوں کو خدا کے ساتھ مناجات کرتا تھا۔ اور اپنی حاجات خدا سے طلب کرتا ہے اور خدا بھی اتمام حجت کی خاطر اس کی دعا کو قبول کر لیتا۔ جب دن ہوتا تو لوگوں سے کہتا

https://www.shiabookspdf.com/

(انا ربکم الاعلیٰ) میں تمہارا پروردگار ہوں۔ حالانکہ حضرت موسیٰ اتنے واضح اور روشن معجزات کے ساتھ اس کے پاس گئے اور اس کی ہدایت کی جیسے ید بیضا کا معجزہ۔ اژدہا اور دیگر معجزات کے ذریعے سے ہدایت کرتے رہے لیکن اس نے ہدایت قبول نہ کی اور حضرت موسیٰ سے کہا بنی اسرائیل کو لے کر ہمارے درمیان سے چلے جاؤ۔ حضرت موسیٰ نے عصا مار کر پانی میں راستہ بنایا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر پار چلے گئے لیکن فرعون اپنے تمام لشکر کے ساتھ غرق ہوگیا۔ غرق ہونے کے وقت ایمان لانا چاہا۔ لیکن جبرائیل نے اس کے منہ میں کیچڑ بھرا ہاتھ مارا اور کہا:

"الان وقد عصیت قبل و کنت من المفسدین"

ترجمہ: اب ایمان لانا چاہتے ہیں حالانکہ پہلے تم ساری عمر گناہ کرتے رہے اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔ اسی طرح خدا یہودیوں کی مذمت میں فرماتے ہیں:

"فلما جائھم ما عرفوا کفروا بہ"

جب ان کے پاس وہ چیز آئی جس کو جانتے تھے تو منکر ہوگئے۔ یہ انکار بھی حسد و تکبر اور اقتدار کی لالچ میں تھا۔

اسی طرح ولید بن معتبرہ، ابولہب، ابوجہل اور دیگر قریش کے سردار پیغمبرؐ اسلام کی نبوت کی حقیقت سے آگاہ ہونے کے باوجود انکار اور مخالفت کرتے تھے۔ یہ سب حسد، غرور و تکبر اور جاہلیت کی وجہ سے تھا کہ حضرت کی تصدیق نہیں کرتے تھے حالانکہ حضرت سے اتنے معجزے بھی ان کے سامنے ظاہر ہوئے۔

پیغمبرؐ خدا کا معجزہ

مدینۃ المعاجز میں ہے ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکریؑ سے سوال کیا یا بن رسول اللہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ حضرت عیسیٰؑ کا کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں جب کہ حضرت عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کر سکتے تھے اندھوں کو بینائی دے سکتے تھے اور کوڑھ و برص والوں کو شفا دیتے تھے۔ حضرت نے فرمایا، رسول خداؐ حضرت علیؑ کے ساتھ مکہ کی گلیوں

https://www.shiabookspdf.com/

میں جارہے تھے۔ حضرت کا چچا ابولہب آپ پر پتھر مار رہا تھا اور کہتا تھا اے لوگو یہ شخص جادوگر اور جھوٹا ہے اسے مارو۔ مکہ کے ذلیل کمینے اور اوباش لوگوں نے حضرت کو پتھر مارنا شروع کردیئے اور مکہ شہر سے باہر نکال دیا۔ اچانک کافروں نے دیکھا کافر جو پتھر مار رہے تھے۔ ان پتھروں نے بولنا شروع کردیا۔ اور عرض کرنے لگے:

"السلام علیک یا محمد بن عبد اللہ السلام علیک یا خیر الخلق اجمعین السلام علیک یا سید الوصیین"

تمام لوگوں نے پتھروں کے اس کلام کو سنا اور دیکھا، کچھ لوگ کہنے لگے یہ پتھروں کی آواز نہیں ہے۔ محمدؐ نے پتھروں کے پاس کسی آدمی کو چھپا رکھا ہے جو اس طرح کلام کررہا ہے اور ہمیں دھوکہ دے رہا ہے۔ اچانک ان لوگوں نے دیکھا کہ دس پتھر زمین سے بلند ہوئے اور ان لوگوں کے سروں پر آکر لگے جو اس طرح کی باتیں کررہے تھے اور وہ لوگ جہنم واصل ہو گئے ان لوگوں کے رشتہ دار رونے پیٹنے لگ گئے۔ قدرت خدا کے ذریعے سے وہ لوگ بولنے لگے اور انہوں نے گواہی دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچ فرمارہے ہیں۔ ابوجہل نے کہا یہ بھی جادو ہے اور کہنے لگا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں تو جو لوگ اس کی وجہ سے مرے ہیں ان کو زندہ کر کے دکھائے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنینؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: یا علیؑ تم سن رہے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا، یا علی تجھے پتھروں سے کتنے زخم لگے ہیں آپ نے عرض کیا یا حضرت چار۔ حضرت صلی ی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ان پتھروں کے چھ زخم لگے ہیں چلو ان پتھروں کی تعداد کے برابر دعا کرتے ہیں تا کہ یہ دس مردہ آدمی زندہ ہو جائیں۔ پیغمبرؐ اسلام نے چھ اور حضرت امیر المومنینؑ نے چار آدمیوں کے لیے دعا کی وہ زندہ ہو گئے اور اسلام لے آئے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ مکہ میں کچھ کافر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے خدا

https://www.shiabookspdf.com/

مریضوں کو شفا دیتے ہیں تیرا خدا کیا کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام کو میرا خدا شفا دیتا ہے۔ کافروں نے کہا اگر تم سچ کہتے ہو تو دعا کرو تیرا خدا ہمیں مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دے۔ پھر ہم اپنے خداؤں سے شفا طلب کریں گے دیکھنا ہمارے خدا کس طرح شفا دیتے ہیں۔ پس پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس اور امیر المومنین نے دس کافروں کے لیے بددعا کی ابھی وہ اپنی جگہ سے اُٹھ نہ پائے تھے کہ کچھ برص اور کچھ فالج کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ کچھ اندھے اور کچھ کے پاؤں قطع ہو گئے۔ سوائے زبانوں اور کانوں کے ان کی کوئی چیز سلامت نہ رہی۔

کافران لوگوں کو اپنے بت خداؤں کے سامنے لے گئے اور کہنے لگے کہ ان کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بددعا دی ہے اور ان بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اب ان کو شفا دو۔ کافروں نے دیکھا کہ ایک بت نے بولنا شروع کر دیا اور کہنے لگا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی قسم اگر علیؑ میرے لیے بددعا کرے تو مرے ٹکرے ٹکڑے ہو جائیں۔ کافر یہ سن کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پیغمبر اسلام کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگے ہم توبہ کرتے ہیں دوبارہ اس طرح کی باتیں نہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس طرح ہم نے بددعا دی تھی اسی طرح دعا کرتے ہیں۔ بیس آدمیوں کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور دس کے لیے امیر المومنینؑ نے دعا کی سب کے سب ٹھیک ہو گئے۔ اور ان تیس آدمیوں نے ایک گروہ کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ کچھ ابھی بھی اپنی شقاوت پر باقی رہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایمان لے آؤ۔ انہوں نے کہا ہم ایمان لے آئے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری بصیرت اور معرفت کو زیادہ نہ کروں؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت نے فرمایا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاتا ہوں جو تم کھا کر آئے ہو اور جو تم نے دوا اور غذا میں سے ذخیرہ کیا ہوا ہے۔" پھر حضرت نے ملائکہ سے فرمایا۔ ان کی

https://www.shiabookspdf.com/

بقایا غذاؤں اور کھانوں کو جو دستر خوانوں پر تھیں حاضر کرو۔ فرشتوں نے ان سب کی غذا اور کھانوں کو حاضر کیا اور ہر ایک کی غذا اور کھانوں کو سامنے لا کر کہنے لگے یہ فلاں کا کھانا ہے اور یہ فلاں کا۔ ان تمام معجزات کے باوجود کچھ حاسدوں نے غرور و تکبر اور حسد کی وجہ سے قبول نہ کیا اور انکار کرتے رہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ۔۔۔ صد حجاب از دل بہ سوی دیدہ شد

آن ابو جہل از محمد ننگ داشت ۔۔۔ وزحسد خود را بہ بالا فراشت

ابو الحکم نامش بدو بوجہل شد ۔۔۔ ای بسا اہل از حسد نااہل شد

ترجمہ: جب غرض درمیان میں آجائے تو ہنر پوشیدہ ہو جائے اور دل کے سو پردے آنکھوں کی طرف آجاتے ہیں۔

ابو جہل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھتا تھا۔ حسد کی وجہ سے اپنے آپ کو بلند جانتا تھا اس کا نام ابوالحکم تھا ابو جہل بن گیا۔ بہت سے اہل لوگ حسد کی وجہ سے نا اہل ہو جاتے ہیں۔

پس جو لوگ ظاہر اور باطن میں کافر ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو قول اور عمل میں اسلام کے منکر ہوتے ہیں۔ کسی واجب کو انجام نہیں دیتے اور کسی گناہ سے اجتناب نہیں کرتے۔ ان پر شیطان ایسے غالب ہوتا اور خواہشات نفسانی نے انہیں اس قدر دھوکہ دیا ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ اپنے تمام معجزات کے ساتھ آجائیں تو یہ قبول نہ کریں گے۔ اور ایمان نہ لائیں گے جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"وان یروا کل آیۃ لایومنوبھا وان یرواسبیل الرّشد لایتخذوہ سبیلا وان یرواسبیل الغیّ، ا تخذوہ سبیلا"

ترجمہ: اگر یہ لوگ ہر آیت اور نشانی کو دیکھ لیں تو ایمان نہ لائیں گے اگر وہ ہدایت کو دیکھ لیں تو اسے اختیار نہ کریں گے اور اگر گمراہی کے راستے کو دیکھ لیں تو اسے

https://www.shiabookspdf.com/

اختیار کرلیں گے

مانع خویشند جملہ کافران از شعاع جوہر پیغمبران

در حقیقت رہزن راہ خودند راہ عقل و جان خودرا خود زدند

ترجمہ: تمام کافر لوگ پیغمبروں کے کمالات کی شعاعوں سے محروم ہیں۔ انہوں نے خود اپنا راستہ بند کرلیا ہے۔ اپنی عقل اور روح کے راہ کو خود ختم کر بیٹھے ہیں۔

وہ لوگ جو ظاہر اور باطن میں مومن ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو دل وزبان سے خدا کی وحدانیت انبیاء اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی امامت کا اقرار کرتے ہیں۔ حشر ونشر اور بہشت وجہنم کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کے افعال واعمال ان کے اقوال کی تصدیق کرتے ہیں یعنی نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں۔ حج، خمس وزکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ باقی تمام فرائض وواجبات کا خیال رکھتے ہیں۔ اور محرمات ومنکرات سے اجتناب کرتے ہیں۔

سورۂ انفال کے اول میں خدا ان کے احوال کے بارے میں خبر دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے:

"انـمـا المومنون الذین اذاذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایماناً وعلی ربھم یتوکلون"

ترجمہ: حقیقت میں مومن وہ لوگ ہیں جن کے سامنے جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خوف کے مارے لرزتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ خدا پر بھروسہ کرنے والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ، حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ آپ تمام مومنین کے سردار اور تمام مقدس لوگوں کے مولا ہیں۔

حضرت کا ایمان اس مرتبہ پر تھا کہ خود فرماتے ہیں:

"لو کشف العظاماازددت یقینا"

ترجمہ: اگر تمام پردے اٹھا دیئے جائیں تو میرے ایمان میں زیادتی نہ ہوگی۔

https://www.shiabookspdf.com/

اور حضرت کا توکل اتنا تھا کہ خود فرماتے ہیں:

"واللہ لو تظاهرت العرب علی قتالی لما ولیت عنها"

ترجمہ: اللہ کی قسم اگر تمام عرب والے میرے مقابلے میں جنگ کے لیے آ جائیں تو میں ان کو پشت دکھا کر نہ بھاگوں گا۔

کیوں کہ آپ کا توکل کمال درجہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس لیے ہمیں بھی توکل کا حکم دیا ہے۔ کہ ہر وقت ہماری نظر خدا کی طرف ہونی چاہیے نہ لوگوں کی ہاتھوں کی طرف

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی وصیتیں

بحار الانوار، خصال شیخ صدوق اور جامع الاخبار میں ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا:

"ایها الناس خذوا عنی خمسا فواللہ لو رحلتم المطی فیها لا تضیتموها قبل ان تجدوا امثلها"

ترجمہ: اے لوگو، پانچ چیزیں مجھ سے حاصل کرو۔ جب تم یہ پانچ چیزیں اور وصیتیں مجھ سے لے لو گے تو خدا کی قسم اگر تم سوار ہو گے اور سفر کرو گے تو اپنے اونٹ کو قابو میں پاؤ گے۔

اول:

"الصبر من الایمان بمنزلة الراس من الجسد ولا ایمان لمن لا صبر له"

ترجمہ: ایمان میں صبر ایسے ہے جیسے بدن میں سر ہوتا ہے جو صبر نہیں کرتا اس کے پاس ایمان نہیں ہے۔

گفت پیغمبر خداش ایمان نداد　　　ہر کہ را صبری نباشد در نہاد

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ خدا نے اس شخص کو ایمان ہی نہیں دیا، جس کو صبر نہیں دیا۔

دوم:

"لا یستحی الجاھل اذا لم یعلم ان یتعلم"

ترجمہ: اگر کوئی شخص جاہل ہو یعنی کسی چیز کو نہ جانتا ہو تو شرم نہ کرے اور کسی کے پاس جا کر علم حاصل کرے جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون"

ترجمہ: اہل ذکر سے سوال کرا اگر تم نہیں جانتے ہر وقت اور ہر جگہ سوال کرنا اچھا نہیں ہے مگر علم حاصل کرنے کے لیے۔ جس وقت اور جہاں مرضی سوال کرو۔

سوئم:

"لا یستحبن العالم اذا سئل عما لا یعلم ان یقول اللّٰہ یعلم"

ترجمہ: اگر عالم سے سوال کیا جائے اور وہ کسی مسئلہ کو نہ جانتا ہو تو اس چیز سے شرم نہ کرے کہ وہ کہے اللہ جانتا ہے۔ کیوں کہ خدا فرماتا ہے:

"وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً"

ترجمہ: ہم نے تمہیں صرف تھوڑا سا علم دیا ہے۔

ضروری نہیں ہے کہ ایک شخص تمام مسائل سے واقف ہو۔ شرم نہ کرے انسان یہ کہنے سے کہ میں نہیں جانتا یا یہ مسئلہ میری نظر میں نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی طرف سے کچھ کہہ دے۔ اور رحمت کے فرشتوں اور غضب کے ملائکہ کی لعنت کا حقدار بنے۔

چہارم:

https://www.shiabookspdf.com/

"لا یخافن الا ذنبہ"

یعنی کوئی کسی سے نہ ڈرے مگر اپنے گناہ سے۔

کیوں کہ جو عذاب اور عقوبت یا سختی اس دنیا یا آخرت میں انسان کے لیے آئے گی وہ گناہ کی وجہ سے ہوگی۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

"وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر"

ترجمہ: تمہارے پاس جو بھی مصیبت آتی ہے وہ خود تمہارا ہی کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

پس جو بھی گناہ سے ڈرے گا یا تو وہ گناہ نہیں کرے گا یا اگر کرے گا تو فوراً استغفار کرے گا اور اعمال صالحہ بجالائے گا۔

اسی طرح جو رحمت بھی خدا کے پاس سے کسی کو ملتی ہے تو بھی اس کے عمل ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس دنیا و آخرت کی سزا انسان کے برے عمل کی وجہ سے ہے اور اگر اچھا عمل کرے گا تو عاقبت بھی اچھی ہوگی۔

ای کہ بد کردی ترس ایمن مباش ‌‌‌ ‌ ‌ زآنکہ تخم است و برویاند خداش

از مکافات عمل غافل مشو ‌ ‌ ‌ گندم از گندم بروید جو جو

ترجمہ: اے گناہ کرنے والے اپنے آپ کو محفوظ مت جان۔ کیوں کہ جو تو نے بویا ہے خدا اس کو پیدا کرنے والا ہے۔

عمل کے انجام سے غافل نہ ہو۔ جو بویا ہوگا وہی حاصل کرو گے کیوں کہ گندم سے گندم اور جو سے جو اُگتے ہیں۔

ایک بت پرست بادشاہ کا بیمار ہونا اور فرشتے کا زمین پر آنا:

انوار نعمانیہ میں ہے خدا نے دو فرشتوں کو کسی کام کے لیے زمین پر بھیجا۔ زمین

https://www.shiabookspdf.com/

سے واپس آسمان کی طرف جاتے ہوئے دونوں کی ملاقات ہوگئی۔ایک نے دوسرے سے پوچھا تم کس کام کے لیے زمین پر آتے تھے؟۔اس نے کہا ایک عجیب کام کے لیے۔وہ یہ ہے کہ ایک بت پرست بادشاہ بہت سخت بیمار ہوگیا تھا۔تمام طبیبوں کو جمع کیا گیا۔سب سے کہا کہ بادشاہ تیری بیماری کا علاج اس مچھلی میں ہے جو فلاں سمندر میں ہے ورنہ تو مرجائے گا۔بادشاہ نے حکم دیا کہ جاکر مچھلی کو تلاش کیا جائے۔شائد وہ مچھلی مل جائے۔اس فرشتے نے کہا خدا نے مجھے حکم دیا کہ میں جاکر اس مچھلی کو دور کے سمندر سے اس طرف لے آؤں اور وہ اس کا شکار کرلیں۔اور بادشاہ اس کو کھالے۔میں گیا اور اس مچھلی کو اس طرف لے آیا جہاں بادشاہ کے آدمی مچھلی کا شکار کرنے کے لیے کھڑے تھے انہوں نے مچھلی کا شکار کیا۔لا کر پکائی اور بادشاہ نے کھائی اور وہ تندرست ہوگیا۔دوسرے فرشتے نے کہا میں اس کام سے بھی عجیب ترین کام کے لیے گیا تھا وہ یہ ہے کہ ایک نیک اور صالح شخص نے آج روزہ کے دن بازار میں افطاری کی خاطر ایک دیگ چولہے پر رکھی ہوئی تھی خدا نے مجھے بھیجا تا کہ اس دیگ کو اُلٹادوں۔اور وہ مرد افطار نہ کرسکے۔اور کل بھی بغیر سحری کے روزہ رکھے۔وہ دونوں فرشتے آسمان پر گئے اور عرض کیا اے خدا ان دو عجیب امروں میں حکمت کیا ہے؟

خدا کی طرف سے خطاب ہوا۔وہ کافر اور بت پرست بادشاہ اپنی عوام کے ساتھ عدل کرتا تھا۔اس کے علاوہ اور بھی اچھے کام کرتا تھا اس لیے میں نے سوچا کہ اس دنیا ہی میں اسے جزا دے دوں تا کہ مرنے کے وقت کوئی حجت اس کی طرف سے نہ ہو۔یعنی اس کے اچھے عمل کی جزا دنیا ہی میں مل چکی ہو۔اور وہ نیک مرد جس کی دیگ اُلٹائی ہے اس نے ایک گناہ کیا تھا۔یہ کام اس کے گناہ کے کفارہ بننے کے لیے کیا گیا ہے۔تا کہ جب میرے پاس آئے تو اس کا کوئی گناہ باقی نہ ہو۔اور اسے اپنے قریب مقام عطا کردوں۔

پنجم:

حضرت نے فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com/

"لا یرجون احداًالا ربه"

ترجمہ: اپنے خدا کے سوا کسی کے ساتھ اُمید نہ رکھو۔

کیوں کہ خدا فرماتا ہے:

"وعزتي و جلالي ومجدي و ارتفاعي علي عرشي لا قطعن اهل كل مؤمل من الناس امل غيري باليأس و لا كسوته ثوب المذلة عندالناس"

مجھے قسم ہے میری عزت وجلالت اور بزرگی اور عرش پر میری بلندی کی۔ میں ہر اس شخص کی امید کو قطع کروں گا جو میرے غیر سے امید رکھے گا اور اسے مایوس کر دوں گا۔ اور اسے لوگوں کے سامنے ذلت کا لباس پہناؤں گا۔

پس اگر ایک تاجر اور کاروبار کرنے والے شخص کو خدا پر بھروسہ ہو تو وہ جھوٹی قسم نہ کھائے، ملاوٹ نہ کرے، دھوکہ نہ دے، حلال کو حرام نہ کرے، حرص ولالچ اور ریا کاری نہ کرے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جس چیز کی تجھے امید نہ ہو اس کے بارے میں زیادہ امیدوار رہو۔ موسیٰؑ آگ لینے کے لیے گئے تھے۔ جب واپس آئے تو پیغمبر بن گئے۔

تو کار خود بہ خدا واگذار ودل خوشدار   کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند

ترجمہ: تو اپنے کام کو خدا کے سپرد کر دے اور خوش باش رہو۔ کیوں کہ اگر مدعی رحم نہ کرے تو خدا رحم فرمائے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے خدا کے سوا ہر ایک سے امید کو قطع کر لیا۔ حتیٰ کہ امینِ وحی جبرائیلؑ سے بھی جب وہ ابراہیمؑ کے پاس آئے تو کہا:

"هل لك حاجة"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: کیا کوئی حاجت ہے

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا:

"حسبی من سؤالی علمه به حالی"

مجھے سوال کی ضرورت نہیں ہے وہ میرے حال کو خود جانتا ہے۔

از حضرت کریم تمنا چہ حاجت است ارباب حاجتیم و زبان مسئول نیست

ترجمہ: اگرچہ محتاج ہیں لیکن زبان میں سوال کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ اپنے پروردگار کریم سے تمنا اور آرزو رکھے بیٹھے ہیں کسی سے کیا حاجت۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے خدا پر توکل کیا۔ تو خطاب ہوا:

"یانار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراهیم"

اے آگ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔

تفسیر صافی میں ہے۔ ابن عباس سے کہا گیا۔ کہ اس امت میں سے ایک قوم کا یہ گمان ہے۔ کہ کبھی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کے سبب روزی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ابن عباس نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ بات خدا کی کتاب میں روز روشن سے بھی زیادہ واضح طور پر موجود ہے۔

ایک بوڑھے شخص اور باغ رضوان کا قصہ

سورہ ن والقلم میں خدا تبارک وتعالیٰ ایک بوڑھے شخص کا ذکر کرتا ہے جس کا یمن کے اطراف میں ایک باغ تھا جس کا نام رضوان تھا۔ اس باغ سے جو میوہ بھی حاصل ہوتا تو لوگوں کے حقوق اس میں سے ادا کر دیتا تھا۔ جب وہ بوڑھا شخص وفات پا گیا تو باغ اس کے وارثوں کے پاس چلا گیا۔ اس کے پانچ بیٹے تھے۔ اتفاق سے جس سال وہ بوڑھا شخص فوت ہوا باغ کے میوے گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھے۔ ایک دن عصر کے وقت سب بھائی باغ میں انہوں نے دیکھا کہ باغ کے پھل اور میوے پہلے سے زیادہ ہیں۔ ان کے اندر

https://www.shiabookspdf.com/

حرص ولالچ اور سرکشی پیدا ہوگئی۔ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارا باپ بے عقل تھا اور مال کو تقسیم کرتے رہے آؤمل کرعہد کرتے ہیں کہ آئندہ فقراء اور مساکین کو باغ کے پھلوں میں سے کچھ نہ دیں گے تا کہ ہم مالدار ہوجائیں۔ایک سال فقراء اور مساکین کو نہ دیں گے تو پھر وہ کبھی نہ آئیں گے اور باغ کے تمام منافع ہمارے ہوجائیں گے۔پانچ بھائیوں میں سے چار بھائی اس بات پر راضی ہو گئے۔لیکن پانچواں جو سب سے چھوٹا تھا راضی نہ ہوا۔وہ کہنے لگا خدا سے ڈرو اور اپنے باپ کے طریقہ پرعمل کرو تا کہ تمہیں کوئی نقصان نہ ہو۔چار بھائیوں نے پانچویں چھوٹے بھائی کو مارنا شروع کردیا۔جب اسے یقین ہوگیا کہ اگر راضی نہ ہوا تو جان سے ماردیں گے۔مجبوراً راضی ہوگیا۔پھر وہ اپنے گھروں کی طرف واپس چلے گئے اور قسم کھائی کہ صبح سویرے فقراء کے آنے سے پہلے پھل اور میوے توڑلیں گے خدا فرماتا ہے:

"ان بلوناھم کما بلونا اصحاب الجنۃ اذاقسمو الیصرمنھا مصبحین ولا یستثنون فطاف علیھا طائف من ربک وھم نائمون فاصبحت کالصریم"

ترجمہ: یہ لوگ نیند میں تھے پروردگار عالم کی طرف سے بلایا آگ لگائی جس نے آکر اس باغ کے تمام درخت اور پھل جلا کر راکھ کردیئے۔صبح نیند سے بیدار ہوئے اور چھپ کر باغ کی طرف گئے تا کہ فقراء کو پتہ نہ چل سکے۔انہوں نے جاکر دیکھا کہ تمام باغ جل کر راکھ بن چکا ہے۔

"فلما راوھا قالوا انا لضالون"

جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے یہ ہمارا باغ نہیں ہے لیکن جب غور سے دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ ہمارا ہی باغ ہے تو کہنے لگے "بل نحن محرومون" ہم اپنے فاسد اور غلط خیال کی وجہ سے باغ سے محروم ہوگئے ہیں۔

کیوں کہ ان لوگوں نے خدا پر بھروسہ نہیں کیا تھا۔اس لیے خدا نے ان کو محروم کر دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے خدا سے امید کو قطع کرتا ہے تو وہ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جیسے کہ تفسیر صافی میں وارد ہوا ہے:

"وقال للذی ظن انہ ناج منھما اذکرنی عند ربک"

حضرت یوسف نے قید خانے کے دو میں سے ایک کو جس کے بچ جانے کا گمان تھا کہا اپنے بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا۔ یعنی ان دو آدمیوں میں سے ایک کو حضرت یوسف نے کہا تھا کہ جا کر اپنے بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اُسی وقت یوسفؑ کو وحی ہوئی۔ اے یوسف کس نے تجھے تیرے باپ کے پاس عزیز تر بنایا تھا۔؟ عرض کی تو نے، وحی ہوئی کس نے قافلہ بھیجا تھا جس نے تجھے کنویں سے نکالا؟ عرض کی تو نے، وحی ہوئی کس نے تجھے زلیخا کے مکر سے نجات دی کس نے بچے کو زبان دی جس نے تیری پاکدامنی کی گواہی دی۔ کس نے تجھے خوابوں کی تعبیر کا علم دیا؟ عرض کی اے پروردگار تو نے:

"قال فکیف استعنت بغیری"

پس پھر کس طرح میرے غیر سے مدد طلب کی ہے اور میرے بندوں میں سے ایک بندے کے آگے التجا کی ہے کہ میری مخلوقات میں سے ایک کے سامنے تیرا ذکر کرے۔ پس اس وجہ سے تو سات سال اور قید خانے میں رہے گا۔

پس معلوم ہوا کہ ہمیں خدا سے امید نہیں توڑنی چاہیے۔ ہر کام میں ہمارا بھروسہ خدا پر ہونا چاہیے ہمیں اپنے بزرگوں اور ہادیانِ برحق کی پیروی اور ان کی سنت پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ جس طرح وہ ہر بلا و مصیبت اور ہر خیر و شر کے وقت خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ تمام کام اور معجزات خود انجام دے سکتے تھے۔ لیکن تقدیراتِ خدا میں وہ کسی قسم کا تصرف نہیں رکھتے تھے۔ خدا کی رضا اور خوشنودی کے سوا کچھ نہ کرتے تھے۔

امام باقر علیہ السلام کا رسی کو حرکت دینا اور زلزلہ کا پیدا ہونا

علامہ مجلسی بحار الانوار کی جلد ۴۶ مدینۃ المعاجز، دمعۃ الساکبہ، نور العیون ریاض

https://www.shiabookspdf.com/

الشہادۃ اور مناقب ابن شہر آشوب میں لکھتے ہیں کہ بنی امیہ نے اپنی خلافت کے ہزار مہینوں میں خون خرابہ کیا۔ منبروں پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر لعنت کرتے رہے اور حضرت کے شیعہ جہاں بھی ملتے اسے قتل کر دیتے بلکہ جو حضرت پر لعنت نہ کرتا تھا اسے قتل کر دیتے تھے۔ حضرت کے ماننے والے امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور عرض کرنے لگے یا بن رسول اللہؐ ہمیں اپنے شہروں سے نکال دیا گیا ہے۔ ہمیں قتل کر رہے ہیں ہم ختم ہو گئے ہیں کوئی باقی نہیں رہا۔ شہروں اور مسجدوں کے منبروں پر حضرت امیر المومنینؑ پر لعنت کرتے ہیں۔ اگر کوئی ہم میں سے انکار کرتا ہے تو کہتے ہیں یہ رافضی ہے اور ابوترابی ہے۔ پھر حاکم کو اس کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں اسے قید میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر قتل کر دیا جاتا ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا:

"سبحانک ما اعظم شأنک امهلت عبادک حتیٰ ظنوا انک اهملتهم"

ترجمہ: اے پروردگار پاک ہے تو اور تیری شان کتنی عظیم ہے تو نے اپنے بندوں کو اس قدر مہلت دی ہے کہ وہ گمان کرنے لگے ہیں کہ تو نے اس کو مہلت دے رکھی ہے اور بیہودہ چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام باقر علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا، کل اس رسی کو جو جبرائیلؑ پیغمبر کے لیے لائے تھے۔ مسجد میں لے جانا:

"فحر که تحریکاً لیناً و لا تحر که تویگاشدیداً فیهلکو اجمیعاً"

پھر اس کو آرام سے حرکت دینا زیادہ سخت اور زور سے حرکت نہ دینا ورنہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔

جابر جعفی جو اس حدیث کا راوی ہے کہتا ہے۔ میں نے حضرت کی اس بات سے تعجب کیا۔ دوسرے دن میں جلدی جلدی حضرت کے گھر گیا تا کہ دیکھوں کہ رسی کا کیا قصہ

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔اس وقت جب میں گھر میں تھا۔ حضرت امام باقر علیہ السلام باہر تشریف لائے میں نے سلام عرض کیا۔ حضرت نے جواب دیا اور فرمایا۔ اے جابر اس وقت صبح سویرے ہمارے گھر کیا لینے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، یا حضرت میں تو اس لئے آیا ہوں تا کہ دیکھوں کہ آپ کے والد بزرگوار نے جو فرمایا کہ کل مسجد میں جا کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی رسی کو آرام سے حرکت دینا یہ کیا قصہ ہے۔ حضرت نے فرمایا، خدا کی قسم اگر اس مخلوق کے لیے موت کا وقت معین نہ ہوتا۔ تو میں ان منحوس لوگوں کو ایک چشم زدن میں ختم کر دیتا۔ لیکن ہم خدا کے مقرب اور مکرم بندے ہیں۔ اس لیے خدا کے قول اور فعل سے آگے نہیں بڑھتے وہی کہتے ہیں اور کرتے ہیں جس کی خدا اجازت دیتا ہے اور ارادہ کرتا ہے۔ جابر کہتا ہے میں نے عرض کیا اے میرے مولا و آقا آپ ایسے کیوں کر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا؟ کیا کل تو موجود نہ تھا جب ہمارے ماننے والے میرے والد بزرگوار کے سامنے اس قوم کی شکایت کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا میرے والد نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ ان لوگوں کو ڈراؤں شائد اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں۔

جابر کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ کس طرح ان کو ڈرائیں گے حالانکہ وہ تو بہت زیادہ ہیں اور گنے نہیں جاتے۔ حضرت نے فرمایا آؤ مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلتے ہیں تا کہ میں تمہیں خدا کی اس قدرت و طاقت کا نظارہ کرواؤں جو اس نے ہمیں عطا کر رکھی ہے۔ جابر کہتا ہے میں حضرت کے ساتھ مسجد نبوی میں گیا آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے چہرے کو زمین پر رکھ دیا۔ کچھ پڑھا اور سر کو اٹھالیا۔ اس کے بعد اپنی جیب سے رسی کو نکالا جو بہت باریک تھی۔ اور اس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جابر رسی کا ایک سرا پکڑ لو اور تھوڑا سا دور ہو جاؤ۔ خیال رکھنا رسی کو حرکت نہ دینا۔ میں نے رسی کا ایک سرا پکڑا اور کچھ دور گیا۔ حضرت نے فرمایا، رُک جاؤ:

"ثم حرک الخیط تحریکاً خفیفاً"

پھر حضرت نے رسی کو تھوڑی سی حرکت دی اور فرمایا۔ رسی کا سرا مجھے پکڑا دو۔ میں

https://www.shiabookspdf.com/

نے عرض کیا یا حضرت آپ نے کیا کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا مسجد سے باہر جا کر لوگوں کا حال دیکھا جابر کہتا ہے میں مسجد سے باہر گیا تو لوگوں کو دیکھا چیخیں مار رہے ہیں اور مدینہ میں ہر طرف آوازیں بلند ہیں۔ زمین لرز رہی ہے مدینے میں بہت سے گھر گر چکے ہیں۔ تیس ہزار سے زیادہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور لوگ بھاگتے ہوئے مسجد کی طرف آرہے ہیں کوئی کہہ رہا تھا فلاں گھر گر چکا ہے اور اس گھر میں تمام افراد ہلاک ہو چکے ہیں کوئی کہہ رہا تھا کس طرح ہم زمین کے اندر نہ دھنسیں جبکہ ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا ہے۔ فسق و فجور ہمارے درمیان ظاہر ہو چکا ہے اور اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم نے اتنے ظلم کئے ہیں۔ جابر کہتا ہے میں نے دیکھا لوگ حیران و پریشان ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ مصیبت ان پر کہاں سے آئی ہے اور تمام لوگ رو رہے تھے میں مسجد میں واپس آیا تو لوگوں کو دیکھا حضرت کے ارد گرد جمع ہیں اور عرض کر رہے ہیں یا بن رسول اللہ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہمارے سر پر کیا مصیبت آئی ہے حضرت نے فرمایا، جاؤ نماز پڑھو دعا کرو اور صدقہ دو۔ پس حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تو نے لوگوں کا حال دیکھا ان کے ساتھ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ لوگوں کا حال مت پوچھیں۔ گھر ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان کا حال دیکھ کر مجھے ان پر رحم آ گیا۔ حضرت نے فرمایا خدا ان پر رحم کرے۔ خدا کی قسم اگر مجھے اپنے والد کے حکم کی مخالفت کا ڈر نہ ہوتا تو میں رسی کو اور زیادہ حرکت دیتا تو تمام لوگ ہلاک ہو جاتے۔ اس کے بعد حضرت مسجد کے منار کے اوپر تشریف لے گئے۔ اپنے ہاتھ کو منار کے گرد گھمایا۔ دوبارہ پھر زلزلہ آ گیا۔ کچھ اور گھر گر کر ٹوٹ پھوٹ گئے۔ اس کے بعد حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"ذالک جزیناھم بما کفروا وھل نجزیٰ الا الکفور"

ترجمہ: یہ جزا دی ہے ہم نے ان کو ان کے عمل کی اور ہماری جزا ایسی ہی ہوتی ہے۔

پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

"فلما جاء امرنا جعلنا عالیھا سافلھا"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: پس جب ہمارا امر آ گیا تو ہم نے ان کو اُلٹ پلٹ کر دیا۔

اسی طرح دوسری آیات کی تلاوت کی۔ جابر کہتا ہے اس دوسرے زلزلے کے بعد چھوٹی بچیاں روتی ہوئی ننگے گھروں سے باہر آ گئیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے جب ان چھوٹی چھوٹی بچیوں کو روتے ہوئے ننگے سر دیکھا تو حضرت پر رقت طاری ہوگئی۔ اور رسی کو جیب میں ڈال لیا۔ زلزلہ آنے سے رُک گیا۔ آپ منارے سے نیچے اُتر آئے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم مسجد سے باہر آ گئے۔ ہم نے حاکمِ مدینہ کو دیکھا جو پریشان حال کہہ رہا تھا اے لوگو ابن رسول علی بن الحسین علیہ السلام کے گھر جا کے توبہ کرو۔ گریہ وزاری کرو، شائد خدا ہم سے اپنا عذاب دور کر دے۔ جب حاکم نے حضرت باقر علیہ السلام کو دیکھا تو دوڑتا ہوا حضرت کی طرف آیا اور عرض کرنے لگا۔ یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نہیں دیکھ رہے تھے کہ آپ کے نانا کی امت پر کیا بلا نازل ہوئی ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کہاں ہیں۔ تا کہ ان کے وسیلہ سے خدا سے دعا کریں اور وہ پیغمبر خدا کی امت سے اس بلا کو دور فرمائے۔

جابر کہتا ہے۔ ہم سب حضرت سید الساجدین علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوئے آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم انتظار کرتے رہے۔ حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے بیٹے باقر علیہ السلام کی طرف منہ کر کے فرمایا، قریب تھا کہ تمام لوگ ہلاک ہو جاتے میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں نے رسی کی حرکت کو نہیں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا اگر تم دیکھ لیتے تو زمین پر کوئی باقی نہ رہتا۔ حضرت نے فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے۔ ہم نے حالات حضرت کے سامنے عرض کیے۔ آپ نے فرمایا، یہ اس وجہ سے ہوا ہے کیوں کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ گستاخی کرتے ہیں

ایک یہ وقت تھا کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے معجزے سے یہ حالات ہیں اور ایک وقت زمین کربلا پر بیٹھے ہیں خیموں کو آگ لگ چکی ہے۔ آپ کی گردن میں طوق پاؤں میں بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور بے پالان اونٹوں پر سوار کر رہے ہیں۔ آپ بیماری کی وجہ سے اونٹ پر ٹھہر نہ سکے ایک زنجیر لایا گیا آپ کے دونوں پاؤں کو اونٹ کے

https://www.shiabookspdf.com/

پیٹ کے ساتھ باندھ دیا۔

نمودندی بدان حال گزارش — بہ پشت ناقہ عریان سوارش
در او حال سواری چون ندیدند — دو پایش را بہ زیر غل کشیدند
ندیدہ ہیچ کس اندر زمانہ — تن بیمار و ضرب تازیانہ
زنوک دیدگان یاقوت می سفت — دمادم بازبان حال می گفت
اگر دردم یکی بعدی چہ بودی — اگر غم اندکی بودی چہ بودی

ترجمہ: اس حال میں قافلہ لے کر گئے کہ بے پالان اونٹوں پر سوار تھے۔ اس حال میں کسی سواری کو نہیں دیکھا گیا۔ کہ سوار کے دونوں پاؤں کو نیچے سے باندھ دیا گیا ہو۔ زمانے میں نہیں دیکھا گیا کہ کسی بیمار کو تازیانوں سے مارا گیا ہو۔ اپنی آنکھوں سے یاقوت کو پرورہا تھا اور زبان سے پے در پے یہ کہہ رہا تھا اگر میرا درد ایک تھا تو کیا درد تھا اگر غم تھوڑا تھا تو کیا غم تھا۔ معلوم نہیں کربلا سے کوفہ تک کے سفر میں زنجیروں نے امامؑ کو پاؤں کے ساتھ کیا کیا۔ دو منزل زیادہ راستہ نہ تھا۔ راوی کہتا ہے۔ میں کوفہ کے دروازے کے پاس حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے دیکھا حضرت کو ایک بے پالان اور بغیر کپڑے کے اونٹ پر سوار کیا گیا ہے۔ آپ کے پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔ ایک طوق حضرت کے گلے میں ڈالا ہوا ہے:

"و او داجہ تشخب دمًا"

راوی کہتا ہے، میں نے دیکھا، لگاتار حضرت کی رگوں سے خون جاری ہے۔

بیمار بُد بلی، چہ دوا داشت اشک چشم — بعد از دوا غذاش چہ بُد خوردل غذا

ترجمہ: بیمار تو تھے ہی لیکن آنکھوں کے آنسوؤں کا کیا علاج تھا۔ دوا کے بعد اس دل کی کیا غذا تھی جو خون روتا تھا۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۹۵

گفت پیغمبر خداش ایمان نداد | ہر کہ را صبری نباشد در نہاد
گفت ای نورحق و دفع حرج | معنی الصبر مفتاح الفرج
صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت | میوہ شیریں دہد پر منفعت
صبر تلخ است ای برادر صبر کن | تا شفایابی تو زین رنج کہن
صبر سوی کشف ہر سرِ رہبر است | صبر تلخ آمد بر او صد لشکر
صد ہزاران کیمیا حق آفرید | کیمیائی ہمچو صبر آدم ندید

ترجمہ: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، خدا نے ایمان ہی نہیں دیا جس کے اندر صبر نہ ہو۔ حق کے نور اور حرج کو دور کرنے والے نے فرمایا۔ صبر کا معنی مفتاح الفرج ہے۔

صبر تلخ ہوتا ہے لیکن اس کا نتیجہ اور میوہ میٹھا اور منافع بخش ہوتا ہے۔ صبر کڑوا ہوتا ہے اے برادر صبر کر و تا کہ تو ہمیشہ کے رنج سے نجات حاصل کر لے۔ صبر رہبری کے ہر راز سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ صبر پر سو لشکر بھی غلبہ نہیں کر سکتا۔

خدا نے ہزاروں کیمیائی نسخے پیدا کئے ہیں لیکن حضرت آدمؑ کو صبر سے بڑھ کر کوئی کیمیائی نسخہ نظر نہ آیا۔

خدا فرماتا ہے:

"ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون"

اس کائنات کا خالق اگرچہ ہر راز اور خفیہ چیزوں سے واقف ہے اور بندوں کے

https://www.shiabookspdf.com/

دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ حکمت اور مصلحت کے تحت اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے تا کہ ان کا باطن ظاہر ہو جائے اور ہر ایک کو اپنے استحقاق اور قابلیت کا علم ہو جائے اور بندوں پر حجت بھی قائم ہو جائے امتحان کے اسباب تین چیزیں ہیں۔ ایک عبادت، دوسرے گناہ، تیسرے مصائب، ان تینوں میں انسان کو صبر کرنا چاہیے۔ اس لیے معصوم کا فرمان ہے صبر کی تین قسمیں ہیں۔ عبادت میں صبر، گناہ کرتے وقت صبر، مصائب میں صبر ان تینوں میں صبر کرنے پر مخصوص ثواب ملتا ہے۔

مصائب میں صبر: دنیا کے مصائب اور بلاؤں میں سے سب سے بڑھ کر مصیبت اور بلا فقر ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب ہوا۔ میں نے تجھے آتشِ نمبرود کے ساتھ مبتلا کیا۔ اگر فقر کے ساتھ مبتلا کرتا تو کیا کرے گیا؟ ابراہیم نے عرض کیا:

"یا رب الفقر اشد من نار نمرود"

ترجمہ: فقر نمرود کی آگ سے بھی سخت ہے؟

خطاب ہوا۔ مجھے قسم ہے میری عزت وجلالت کی میں نے فقر سے بڑھ کر کوئی بلا پیدا نہیں کی اس لیے اس مصیبت پر صبر کرنے والا خدا کے نزدیک بڑا مقام رکھتا ہے۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاء اور اولیاء خدا سے معذرت طلب کریں گے اور خدا فقراء سے معذرت کرے گا اور ان کی شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا اور ان کو امراء سے پانچ سو سال پہلے حساب کے بغیر جنت میں داخل کرے گا اور جنت کے اعلیٰ درجات میں مقام عطا فرمائے گا۔

صبر کن با فقر و بگذار این ملال زانکہ در فقر است نور ذوالجلال

ترجمہ: فقیر کے وقت صبر کرو۔ اور غم کرنا چھوڑ دو۔ کیوں کہ فقر میں ذوالجلال کا نور پوشیدہ ہے

جامع الاخبار میں روایت ہے کہ فقر رسولؐ خدا کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے:

یا رسول اللّٰہ ان الاغنیاء ذھبوا بالجنۃ یحجون ویعتمرون و

https://www.shiabookspdf.com/

یتصدقون و لانقدر"

ترجمہ: بے شک امراء تو جنت میں چلے گئے کیوں کہ وہ حج کرتے ہیں عمرہ بجالاتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے۔

حضرت نے فرمایا تم میں جو بھی فقر میں اجر و ثواب کی امید سے صبر کرے تو اس کے لیے تین خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں جو امراء کے لیے نہیں ہیں ایک یہ کہ بہشت میں ایسے محلات اور کمرے ہیں جو اہل بہشت کو ایسے نظر آئیں گے جیسے اہل زمین کو آسمان کے ستارے نظر آتے ہیں اور یہ محلات صرف فقیر انبیاء فقیر شہداء اور فقیر مومنوں کو ملیں گے۔

دوسری خصوصیت: یہ کہ فقراء امراء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ تیسری یہ کہ جب غنی اور فقیر یہ تسبیح پڑھتے ہیں:

"سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ و لا الہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر"

تو غنی فقری کے ثواب تک نہیں پہنچ سکتے ہیں اگر چہ دس ہزار درہم راہ خدا میں خرچ کرے۔ باقی تمام نیک اعمال کا ثواب بھی اسی طرح ہے۔

ہمارے انبیاء اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نے اس دنیا میں جو فقر کو اختیار کیا ہے شائد اس کی یہی وجہ تھی۔ تاکہ ان کا اجر زیادہ ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی جانتے تھے کہ اس دنیا میں خدا نے بندے کو جو کچھ بھی عطا کر رکھا ہے۔ قیامت کے دن اس کا حساب ہوگا چاہے وہ راہِ حلال سے کمایا ہو چاہے راہِ حرام سے۔ جیسے کہ معصوم کا فرمان ہے:

"فی حلالھا حساب و فی حرامھا عقاب"

ترجمہ: اس کے حلال میں حساب ہے اور اس کے حرام میں عقاب ہے

روایت ہے کہ جبرائیل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دنیا کے خزانوں کی چابی لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں جیسے چاہتے ہو زندگی بسر کرو آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا:

"الدنیا دار من لا دار لہ ولھا یجمع من لا عقل لہ"

https://www.shiabookspdf.com/

دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو دنیا کے لیے وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست　　　عاقل آن باشد کہ زین جاہل بہ دست

ترجمہ: دنیا جاہل ہے اور جاہل پرست ہے۔ عاقل وہ ہے جو اس جاہل سے بچ گیا۔

اسی طرح امیر المومنین علیہ السلام نے دنیا میں انتہائی فقر اور تنگدستی کی زندگی گزاری۔ حالانکہ حضرت کے لیے تمام لوگوں سے بہتر زندگی گزارنے کا امکان تھا۔ کیوں کہ دنیا کے تمام خزانے آپ کے لیے ظاہر تھے لیکن اس کے باوجود ان کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

کنیز فضہ کے ہاتھ پر تانبا سونا بن گیا:۔

بحار الانوار اور ریاض الابرار کی جلد اول میں روایت ہے کہ جب فضہ سیدہ کونین فاطمہ زہرہ علیہا السلام کے گھر آئی اس نے دیکھا کہ آپ کے گھر میں ایک تلوار ایک ذرہ اور ایک چکی کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیوں کہ فضہ ہندوستان کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ ایک نسخہ کیمیا اس کے پاس موجود تھا اس نے تانبے کا ایک ٹکڑا اُٹھایا اور تھوڑا سا نسخہ اس پر لگایا اور اسے سونا بنا دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لائی۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا۔ اے فضہ تو نے بڑا اچھا سونا بنایا ہے۔ اگر اس پر فلاں چیز بھی لگاتی تو یہ اس سے بھی بہتر بن جاتا اور اس کی قیمت زیادہ ہوتی فضہ نے عرض کیا اے آقا کیا آپ بھی اس علم سے واقف ہیں آپ نے فرمایا۔ یہ میرا بچہ حسینؑ بھی اس علم سے واقف ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ہم اس سے بھی بہتر جانتے ہیں پھر آپ نے ہاتھ زمین پر مارا خزانہ ظاہر ہو گیا۔ فضہ نے دیکھا سونے کے ٹکڑے ایک دوسرے کے پاس پڑے تھے۔ حضرت نے فرمایا جو تیرے پاس ہے اس کو بھی ان کے پاس رکھ دو۔ فضہ نے رکھ دیا دوبارہ زمین ساتھ مل گئی آپ نے دیکھا ان

https://www.shiabookspdf.com/

کرامات کے باوجود یہ خاندان فقر و تنگدستی کی زندگی گزارتے رہے اور صبر کیا۔

حضرت امیر علیہ السلام مقام نخیلہ پہنچنا اور چار مُردوں کو زندہ کرنا

کتاب سیف الواعظین میں ہے کہ حضرت امیرالمومنین ؑ نوے ہزار سواروں کے ساتھ جنگ صفین کے لیے جارہے تھے۔ نخیلہ کے مقام پر پہنچے وہاں قیام کیا ایک دن وہاں کے ایک کوچہ سے گزر رہے تھے ایک عورت کے رونے کی آواز سنائی دی۔ آپ اور آپ کے ساتھی بڑے مخزون اور غمزدہ ہوئے ادھر اُدھر دیکھنے پر ایک عورت نظر آئی جو چار قبروں پر بیٹھی گریہ کر رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا اے خاتون تو اس طرح کیوں رو رہی ہے اور یہ چاروں کون ہیں۔؟ ہمیں اپنی صورت حال سے آگاہ کر و تا کہ ہمیں پتہ چلے۔ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنینؑ یہ میرا شوہر اور تین بیٹے ہیں جو ایک ہی دن وفات پا گئے ہیں۔ ہم فقیر تھے ہمارے پاس ایک بکری تھی جس دودھ کے ساتھ ہم گزارا کرتے تھے۔ ایک دن میرے شوہر نے بکری کو ذبح کر دیا لیکن اس وقت میرا بڑا بیٹا حاضر نہ تھا۔ میرے شوہر نے بکری کو ذبح کیا اور اس کی کھال بازار میں بیچنے کے لیے لے گیا۔ جب بڑا بیٹا گھر واپس آیا اس نے بکری کا پوچھا اس کے بھائی نے بتایا کہ باپ نے ذبح کر دیا ہے۔ اس نے پوچھا کیسے ذبح کیا ہے۔ چھوٹے بھائی نے کہا ادھر آ کر لیٹ جاؤ۔ میں بتاتا ہوں کیسے ذبح کیا ہے۔ بڑا بھائی لیٹ گیا۔ چھوٹے بھائی نے چھری پکڑی اور گلے پر پھیرنا شروع کر دی میں دیکھ رہی تھی میرے خیال میں نہ تھا کہ وہ ایسے کرے گا میں نے اچانک دیکھا اس نے بھائی کو ذبح کر دیا اس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا۔ بھائی کو ذبح دیکھ کر فرار ہو گیا۔

اسی وقت میرا شوہر بھی آ گیا۔ اس نے تمام واقعہ پوچھا کہ یہ کیسے ہوا۔ میں نے اس سے واقعہ بیان کیا۔ اور کہا اُٹھو اپنے بیٹے کا پتہ کرو۔ کہیں خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لے۔ میرا شوہر اُٹھا۔ اور اس کے پیچھے گیا۔ جب اس کے قریب پہنچ گیا تو وہ ڈر کے مارے بچنے کے لیے دیوار چڑھنے لگا۔ دیوار اس پر گر گئی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ میرا شوہر روتا ہوا پریشان حال واپس آیا اور مجھے تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ پھر اس نے پوچھا

https://www.shiabookspdf.com/

سب سے چھوٹا بچہ کہاں ہے۔ میں نے کہا باورچی خانے میں ہے ہم جب آئے تو دیکھا باورچی خانے میں آگ لگی ہوئی ہے اور وہ جل چکا ہے۔ میرے شوہر نے جب یہ دیکھا تو چیخ مار کر زمین پر گرا اور مر گیا۔ یہ ان کی قبریں ہیں اور یہ میرا حال ہے۔ پھر اس عورت نے حضرت کے دامن کو پکڑ لیا اور عرض کرنے لگی یا امیر المومنین مصیبت کے وقت مردوں کے مقابلے میں عورتیں کم صبر رکھتی ہیں۔ دعا کریں یہ دوبارہ زندہ ہو جائیں یا مجھے بھی موت آ جائے۔ حضرت نے عورت کی بات سن کر ان قبروں کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"قوموا یا عباد اللّٰہ"

ترجمہ: اے اللہ کے بندو اٹھو۔

ایک مرتبہ چاروں افراد قبروں سے باہر آ گئے۔ جب اس مرد نے حضرت امیر المومنینؑ کے جمال مبارک کو دیکھا تو عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں جس نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دی ہے ہم پر یہ مصیبت فقر کی وجہ سے آئی ہے ہمیں فقر جیسی بلا سے نجات عطا فرما۔ حضرت نے اپنی مٹھی پتھروں اور ڈھیلوں سے پر کی اور اس مرد سے فرمایا۔ پکڑ لو اس نے اپنی جھولی آگے کی حضرت نے اس کی گود میں ڈال دیئے۔ جب اس نے گود کی طرف دیکھا تو وہ گوہر اور دُر بنے ہوئے تھے پس جو کوئی بھی اس دنیا میں مصیبتوں پر صبر کرے گا تو اس کے لیے کامل اجر و ثواب ملے گا۔

معنی الصبر مفتاح الفرج   گفت ای حق ودفع و حرج

دوسرا مقام جہاں پر انسان کو صبر کرنا چاہیے وہ اس وقت ہے جب گناہ کے لیے آمادہ ہو جائے تو گناہ کو ترک کرے اور صبر کرے اور اس صبر کا ثواب صبر کی پہلی قسم سے زیادہ ہے۔ جیسے کہ اُصول کافی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو دنیا کی بلاؤں پر صبر کرے خدا سے تین سو درجے عطا کرے گا۔ اور جو خدا کی عبادت میں صبر کرے اسے چھ سو درجے عطا کرے گا۔ اور جو گناہوں کے ترک کرنے پر صبر کرے اسے خدا نو سو درجے عطا فرمائے گا۔ اور یہ درجے ایسے ہیں کہ ایک درجے کا دوسرے درجے سے فاصلہ اتنا ہے

https://www.shiabookspdf.com/

جتنا ساتویں زمین کا عرش سے ہے۔ اسی وجہ سے انبیاء اور اولیاء کے درجات اور مقامات بلند تھے بلکہ ملائکہ سے بھی بلند تر تھے۔ حالانکہ ان میں قوت شہویہ اور غضبیہ تھیں لیکن وہ صبر کرتے رہے اور خدا کی نافرمانی سے محفوظ رہے اور مدح وثنا کے مستحق ٹھہرے۔

حضرت یوسفؑ کے حالات:

علامہ مجلسی حیات القلوب کی جلد اول میں اور انوار نعمانیہ میں بھی ہے کہ جب قافلے والے حضرت یوسفؑ کو لے گئے اور مصر میں عزیز مصر کو بیچ دیا۔ عزیز مصر نے جب یوسفؑ کے حسن و جمال اور عظمت وجلال کو دیکھا تو اپنی گھر والی سے کہا اس کا خیال رکھیں شائد یہ بچہ ہمارے کسی کام آ جائے اور ہم اسے سے فائدہ حاصل کر لیں۔ پس یوسفؑ کی پرورش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ حضرت یوسف بالغ ہو گئے۔ آپ کی صورت سے چودھویں کے چاند کی طرح نور چمکتا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر عزیز مصر کی بیوی زلیخا یوسفؑ کے جمال اور حسن کی عاشق ہو گئی۔ اور اسے اپنی طرف بلایا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس بڑے کام کے لیے تو نے مجھے بلایا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے ایک کونے کی طرف دیکھا تو وہاں یعقوبؑ نظر آئے جو اپنی انگلی کو دانتوں میں چبا رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے یوسف آسمان میں تیرا نام انبیاء کی صف میں لکھا ہوا ہے۔ کہیں ایسا کوئی عمل مت کرنا جس کی وجہ سے نقصان اُٹھانے والے افراد میں شامل ہو جاؤ۔ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو اپنی طرف بلایا اور یوسفؑ سے خواہش کی تو اس کے گھر میں ایک بت تھا۔ اٹھی اور اس بت پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت یوسف نے فرمایا۔ تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ بت مجھے اس حال میں دیکھے حضرت یوسفؑ نے فرمایا تو اس بُت سے شرم کر رہی ہے جو نہ سنتا ہے اور نہ ہی دیکھ سکتا ہے۔ کیا میں اس پروردگار سے شرم نہ کروں جو ہر چیز سے آگاہ اور واقف ہے؟ حضرت یوسفؑ اٹھے اور بھاگ کھڑے ہوئے تمام بند دروازے اس کے سامنے کھل گئے اور حضرت یوسفؑ کو الہام کیا کہ عزیز مصر سے کہے۔ میری پاک دامنی کے متعلق اگر کوئی شک ہے تو اس بچے سے پوچھ لے جو گہوارے میں ہے۔ عزیز نے اس بچے سے پوچھا بچہ حکم خدا سے بولنے

https://www.shiabookspdf.com/

لگا اور حضرت یوسفؑ کی عصمت اور پاکدامنی پر گواہ دی۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب حکمتِ خدا کے مطابق حضرت یوسفؑ مقام سلطنت پر بیٹھ گئے تو ایک دن مصر کے کوچہ سے گزرتے ہوئے زلیخا کو دیکھا جو بوڑھی ہو چکی تھی راستے پر بیٹھ کر بھیک مانگ رہی تھی۔ حضرت یوسفؑ رک گئے اور فرمایا تو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ آپ کے حسن کی وجہ سے میں نے ایسا کیا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا تو اس وقت کیا کرے گی اگر پیغمبر آخر الزماں کو دیکھے گی جو حسن و جمال میں مجھ سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔ زلیخا نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا تجھے کیسے پتہ چلا کہ میں نے سچ کہا ہے۔ حالانکہ تو نے انہیں دیکھا نہیں ہے؟ زلیخا نے عرض کیا جب آپ نے ان کا نام لیا تو ان کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ خدا نے حضرت یوسفؑ کی طرف وحی فرمائی کہ زلیخا سچ کہہ رہی ہے۔ اور جب سے اس کے دل میں میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا ہو گئی ہے مجھے بھی اس سے محبت ہو گئی ہے۔ حضرت یوسفؑ سے خطاب ہوا کہ زلیخا سے کہہ تو میرے پیغمبر پر ایمان لائی ہے۔ جو چاہتی ہے مجھ سے مانگ میں عطا کروں۔ زلیخا نے کہا میری تین حاجتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ میری جوانی واپس پلٹا دے۔ دوسری حاجت یہ ہے کہ میں آپ کی زوجہ بنوں۔ تیسری یہ کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں۔ خدا نے تینوں حاجتوں کو قبول کر لیا۔ جبرائیلؑ نے اپنے پر زلیخا کے اوپر پھیرے اس کی جوانی واپس آ گئی حضرت یوسفؑ نے اس کے ساتھ شادی کر لی اور جنت میں بھی حضرت یوسفؑ کے ساتھ ہے:

"فهذا عاقبة الصبر عن الزنا وهو الوصول الى الى المطلوب حلالاً"

زنا سے صبر کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ راہِ حلال سے انسان اپنے مطلوب تک پہنچ جاتا ہے۔ حقیقت میں بڑا مشکل ہے۔ نفس امارہ سے بچنا اس وقت جب گناہ کے مواقع موجود ہوں اور موانع نہ ہو۔ صرف اس وقت انسان بچ سکتا ہے۔ جب خدا کی رحمت شامل حال ہو۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی لیے حضرت یوسفؑ نے عرض کیا تھا"ان النفس لامارۃ بالسوء الا مارحم ربی"
بے شک نفس انسان کو برائی کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔مگر جس پر میرے رب کی رحمت
ہو۔ملا رومی کہتا ہے۔

وقت خشم و قت شھوت مرد کو
طالب مردی وانم کو بکو
کو در این دو حال مردی درجھان
تافدای او کنم امروز جان

ترجمہ: غصے اور شہوت کے وقت مرد کہاں ہوتا ہے۔مزہ تو تب ہے جب اس وقت مردانگی دکھائے۔ان دو حالتوں میں اس جہاں میں کوئی مرد کہاں ہے تاکہ آج اس پر اپنی جان قربان کروں۔کتاب اثنی عشریہ میں ایک حدیث ہے کہ ایک شخص حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں آپ۔سے چار مسئلے پوچھنے کے لیے آیا ہوں حضرت نے فرمایا سوال کرو۔اگرچہ چالیس مسئلے ہوں۔سائل نے عرض کیا" ماالواجب و ما الاوجب" فقال علیہ السلام اما الواجب فطاعۃ اللہ والاوجب فترک الذنوب" واجب کیا ہے اور جب تر کیا ہے۔حضرت نے فرمایا: واجب اللہ کی اطاعت کرنا ہے اور واجب تر گناہوں کو ترک کرنا ہے۔مستدرک الوسائل میں دعوت راوندی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:"ترک الغیبۃ احب الیٰ اللہ عزوجل من عشرۃ آلاف رکعۃ تطوعا" کسی مسلمان کی غیبت کو ترک کرنا خدا کے نزدیک زیادہ پسند ہے ان دس ہزار مستحی رکعتوں سے جو بجالایا ہو۔

دارالسلام میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:" ترک لقمۃ حرام احب الیٰ اللہ تعالیٰ من صلوۃ الفی رکعۃ تطوعا" حرام کا ایک لقمہ ترک کرنا دو ہزار مستحب رکعتوں سے زیادہ اللہ کو پسند ہے۔پس معلوم ہوا کہ گناہوں کو ترک کرنے پر صبر کرنا اور گناہوں سے خود بخود بچنا سب سے اچھا عمل ہے۔معصوم فرماتے ہیں جو شخص حلال کی روزی جو اس کو ملتی ہے

https://www.shiabookspdf.com/

کی بجائے حرام کے لقمہ کی طرف جائے تو جتنے بھی حرام کے لقمے کسب کرے گا۔ اس کی حلال کی روزی سے کم ہوتا جائے گا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے مواعظ:

کتاب اثنیٰ عشریہ میں روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: یابن رسول اللہ میں ایک گناہگار شخص ہوں اور میں گناہوں کے ترک کرنے پر صبر نہیں کر سکتا۔ اور ان سے بچ نہیں سکتا۔ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا: پانچ کام کرو۔ اس کے بعد جتنا چاہو معصیت کرو۔

ایک یہ کہ خدا کی روزی نہ کھاؤ پھر جتنی مرضی خدا کی نافرمانی کرو۔ دوسرا یہ کہ کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تمہیں خدا نہ دیکھتا ہو۔ پھر جتنی مرضی نافرمانی کرو۔ تیسرا یہ کہ خدا کی مملکت سے باہر نکل جاؤ پھر جتنی مرضی نافرمانی کرو۔ چوتھا یہ کہ جب ملک الموت تیری روح قبض کرنے کے لیے آئے تو اسے واپس کر دینا اور روح قبض نہ کرنے دینا۔ پانچویں یہ کہ جب تجھے آگ میں داخل کریں گے تو داخل نہ ہونا۔ جب تم یہ پانچ عمل کر لو گے تو پھر جتنی چاہو خدا کی نافرمانی کرنا۔

کون ہے اس دنیا میں جو یہ پانچ عمل انجام دے سکتا ہے:

انبیاء اور اولیاء خدا کی نافرمانی میں صبر کرتے تھے۔ بعض اوقات گناہوں سے بچنے کی خاطر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ جہاں بھی ہوں گے خدا ان کو دیکھتا۔

ٹوکریاں بیچنے والے عابد کا قصہ:

کتاب لآلی الاخبار میں رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں حضرت نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو بہت زیادہ خوبصورت اور حسن و جمال کا مالک تھا۔ اس کا کام ٹوکریاں بیچنا تھا۔ ایک دن بادشاہ کے گھر پہنچا۔ بادشاہ کی کنیز دروازے پر کھڑی تھی۔ جب اس نے اس

https://www.shiabookspdf.com/

شخص کو دیکھا تو فوراً جا کر اپنی ملکہ کو اطلاع دی کہ دروازے پر ایک شخص ٹوکریاں بیچنے والا آیا ہے جو بے حد خوبصورت ہے۔ ملکہ نے حکم دیا کہ اسے حاضر کیا جائے وہ جب آیا تو دیکھ کر اس پر عاشق ہوگئی اور اسے اپنے مقصد کی طرف دعوت دی اور کہنے لگی میری بات مان لو تمہیں ٹوکریاں بیچنے کی ضرورت نہ پڑے گی اور تمہیں مالدار کر دونگی۔ اس شخص نے انکار کر دیا۔ ملکہ نے دروازے بند کر دیے۔ جب عابد نے اس صورت حال کو دیکھا تو اس نے کہا میں رفع حاجت کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ کیا ممکن ہے؟ ملکہ نے کہا ہاں اس نے کنیز کو آواز دی اور وہ عابد کے لیے لوٹا لائی۔ عابد نے اٹھایا اور محل کے اوپر چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ محل بہت بلند اور اونچا ہے۔ اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں ہے۔ جس کے ذریعے سے وہ نیچے اترے اس وقت اپنے نفس سے خطاب کر کے کہنے لگا۔ اے نفس ستر سال سے تو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشش کر رہے ہو اور اب ایسا کام کرنے لگے ہو تم بڑے خیانتکار ہو۔ اس کے بعد اپنے آپ سے کہنے لگا۔ میں خود کو نیچے گرا دونگا اور خدا کے ساتھ اپنے اچھے اعمال جو کر چکا ہوں کے ساتھ ملاقات کرونگا۔ جب اس نے اپنے آپ کو نیچے گرایا تو جبرئیل کو خطاب ہوا زمین پر گرنے سے پہلے اس کو پکڑ لو۔ جبرئیل نے اسے پکڑ لیا اور بڑے پیار اور آرام سے زمین پر رکھ دیا۔ عابد اٹھا جبکہ اس کی ٹوکریاں بادشاہ کے گھر تھیں اور شام بھی ہو چکی تھی۔ خالی ہاتھ اپنے گھر آ گیا اس کی بیوی نے پوچھا۔ ٹوکریوں کے پیسے کہاں ہیں؟ اس نے کہا آج نہیں بیچیں۔ اس کی بیوی نے کہا رات کو کھائیں گے کیا؟ عابد نے کہا آج رات صبر کرو اور جا کر تنور میں آگ جلاؤ تاکہ ہمسائے یہ سمجھیں کہ ہم کھانا پکا رہے ہیں۔ کیونکہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ ہمسایے یہ خیال کریں کہ آج رات ہم بھوکے ہی سو گئے ہیں۔ اس کی زوجہ اٹھی تنور میں آگ جلائی اور آ کر بیٹھ گئی۔ ہمسایہ عورت آگ لینے کے لیے آئی۔ عابد کی بیوی نے کہا جاؤ جا کر خود لے لو۔ وہ عورت تنور کے پاس گئی اور فوراً باہر آ کر کہنے لگی تم یہاں بیٹھی ہو اور تنور میں روٹیاں جل جائیں گے۔ عابد کی بیوی اٹھی جب تنور کے پاس آئی تو کیا دیکھا کہ تنور میں بہترین روٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس نے روٹیاں اتاری اور

https://www.shiabookspdf.com/

شوہر کے سامنے لاکر رکھ دیں اور کہنے لگی یہ نعمت خدا نے صرف اس لیے ہمیں عطا کی ہے کہ تم نے کوئی نیک کام انجام دیا ہے۔ اٹھو، اور دعا کرو کہ خدا ہمارے رزق میں زیادتی کرے تا کہ باقی عمر آرام سے گزار سکیں۔ عابد نے بڑا کہا کہ صبر کرو۔ لیکن اس کی بیوی نے اصرار کیا۔ پس عابد رات کی تاریکی میں اٹھا اور دعا کرنے لگا۔ اے پروردگار میری بیوی کہہ رہی ہے۔ کہ دعا کروں خدا ہماری روزی میں اضافہ کرے اور باقی عمر ہم آرام سے گزار سکیں۔ اچانک اس عابد نے کہا دیکھا کہ حجرے کی چھت پھٹ گئی ایک ہاتھ نمودار ہوا اس ہاتھ میں سفید یاقوت کا ایک دانہ تھا۔ جو سورج کے نور کی طرح چمک رہا تھا۔ عابد آیا اور بیوی کو بیدار کیا اور کہنے لگا۔ اٹھو اور جس چیز کا تو نے سوال کیا تھا تو وہ لے لو۔ اس عورت نے کہا جلدی نہ کرو۔ اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ سونے کی کرسیاں ہیں جن پر یاقوت اور زبرجد لگے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کرسیاں کس کی ہیں۔ جواب ملا کہ تیرے شوہر کی ہیں۔ میں نے پوچھا یہ ایک کرسی میں سوراخ کیوں ہے۔ جواب ملا کہ یہ تیرے سوال کرنے کی وجہ سے اور جو تو نے اپنے شوہر سے دعا کرنے کا کہا تھا۔ کہنے لگی اس وقت مجھے ضرورت نہیں ہے دوبارہ دعا کرو کہ وہ ہاتھ واپس چلا جائے عابد نے دعا کی اور وہ ہاتھ غائب ہو گیا۔ پس اگر کوئی گناہ کے ترک کرنے میں صبر کرتا ہے تو خدا اس طرح اسے اجر و ثواب عطا کرتا ہے۔ تیسری وہ چیز جس میں انسان کو صبر کرنا چاہیے وہ عبادت ہے۔ یعنی جب نماز میں مشغول ہو تو جلدی نہ کرے۔ حمد اور سورہ کو صحیح کر کے پڑھے۔ آرام اور آہستہ آہستہ پڑھے۔ نماز کے سجدوں کو صحیح بجالائے۔ نہ ان لوگوں کی طرح جو نماز کو غروب کے قریب پڑھتے ہیں۔ حمد و سورہ کو غلط اور رکوع و سجود کو باطل انجام دیتے ہیں۔ اور نماز کے بعد صبر نہیں کرتے۔ تعقیبات نہیں پڑھتے نماز ختم ہوتے ہی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کی نماز ایسی ہوتی ہے ان کی موت بڑی مشکل سے آتی ہے۔ یعنی پیغمبرؐ کے دین پر ان کو موت نہیں آتی۔ جیسے کہ شیخ بہائی کے کشکول اور آمالی اخبار میں ہے۔ کہ رسول خداؐ مسجد نبوی میں تھے ایک شخص نے آ کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ وہ رکوع و سجود اچھی طرح انجام نہیں

https://www.shiabookspdf.com/

دے رہا تھا۔ نماز کی شکل کو بھگاڑ دیا۔ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: یہ شخص کوے کی طرح اپنی چونچ کو زمین پر مار رہا ہے۔ اگر وہ مر گیا اور اس کی نماز اسی طرح کی ہوئی تو وہ میرے دین پر نہیں مرے گا۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ نجات حاصل کریں۔ اور دین پیغمبرؐ پر ہمیں موت آئے تو آئمہ ہدیٰ کی سنت پر عمل کریں اور دیکھیں کہ وہ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ ان کے افعال اور اقوال کیسے تھے۔ وہ عبادت میں کتنا صبر کرتے تھے اور ان کی نمازیں اور سجدے کتنے طویل ہوتے تھے۔ بحارالانوار میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام دن رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت سید الساجدینؑ کی نمازیں اور سجدے طولانی ہوتے تھے۔ بحار اور عوالم حضرت کے غلام سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ ایک دن حضرت صحرا میں گئے میں ان کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک کھردرا سا پتھر تلاش کیا۔ اور اپنی پیشانی کو اس پر رکھ کر ہزار مرتبہ اس ذکر کو پڑھا" **لا الہ اللّٰہ حقا حقا لا الہ الا اللّٰہ عبودیتا ورقاً لا الہ الاّ اللّٰہ ایمانا و تصدیقا**" اس کے بعد آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور میں نے دیکھا اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ میں نے عرض کیا۔ اے مولا کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ آپ کا گریہ کم ہو۔ اور آپ کا غم ختم ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا: اے غلام تجھ پر افسوس ہے۔ یعقوبؑ خدا کے پیغمبر تھے۔ ان کا باپ بھی پیغمبر تھا۔ خدا نے ان کو بارہ بیٹے عطا کیے تھے۔ ان میں سے ایک کو اس کی آنکھیں سے چھپا لیا۔ اس کے غم میں اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے کمر جھک گئی۔ سر کے بال سفید ہو گئے۔ جبکہ ان کا بیٹا زندہ تھا۔

لیکن میں نے اپنے باپ بھائی اور ان کے ہمراہ اپنے خاندان کے سترہ افراد کو قتل ہوتے دیکھا جو زمین پر پڑے ہوئے تھے کس طرح میں گریہ نہ کروں میرا غم کس طرح ختم ہو۔

گریہ را کم نکنم تابہ لبم جان آید

ابن غمی نیست کہ از گریہ بہ پایان آید

ترجمہ: جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک رونا کم نہ کرونگا۔ یہ ایسا غم نہیں ہے جو رونے

https://www.shiabookspdf.com/

سے کم ہو۔ بحارالانوار اور عوالم میں ہے کہ حضرت نے خودزائدہ کو فرمایا: جب میں مقتل میں وارد ہوا تو قریب تھا کہ میری روح پرواز کر جائے۔ میری پھوپھی میرے پاس آئیں اور آواز دی" مالی اراک تجود بنفسک یا بقیة جدی و ابی و اخوتی" اے میرے نانا، بابا اور بھائی کی نشانی تجھے کیا ہو رہا ہے میں دیکھ رہی ہوں کہ جیسے طرح روح پرواز کرنے والی ہے۔ میں نے پھوپھی سے کہا: کس طرح میری یہ حالت نہ ہو اور میں کس طرح پریشان نہ ہوں جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بابا، بھائی اور چچا کی لاشیں زمین پر پڑی ہیں۔ کسی نے ان کو کفن نہیں دیا اور دفن نہیں کیا۔ گویا یہ قوم ہمیں مسلمان نہیں سمجھتی۔
قتلگاہ میں زینب نے امام کو تسلی دی۔ لیکن مجلس یزید میں زینب صبر نہ کر سکیں۔ اپنے ہاتھ سے گریباں پارہ کر دیا اور آواز دی" یا حسینا یا حبیب رسول اللّٰہ یا بن مکة و منیٰ یا بن فاطمة الزهراء" اس وقت زینب نے کہا دیکھا یزید امام کے لبوں اور دانتوں پر چھڑی مار رہا ہے۔

یزید چوب مزن برلب بردار من
سر بریده چه کرده است خاک برسر من
بریده ای تو سرش را زتن به صد خواری
هنوز از سر او دست برنمی داری

ترجمہ: اے یزید میرے بھائی کے لبوں پر چھڑی نہ مارو۔ میرے بھائی کا سر کاٹا ہے میرے سر کٹے بھائی نے کیا کیا ہے۔
بڑی ذلت کے ساتھ تو نے میرے بھائی کا سر کاٹا ہے۔ اب بھی تو اس پر ظلم کرنے سے باز نہیں آتا۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۹۶

برسر آنم که اگر زدست بر آید | دست به کاری زغم که غصه سر آید
خلوت دل نیست جای صحبت اغیار | دیو چون بیرون رود فرشته در آید
بگذرد این روز گار تلخ تراز زهر | بار دگر روز گار چون شکر آید
صالح و طالح متاع نویش نمودند | تا که قبول افتد که در نظر آید
بلبل عاشق تو عمر خواه که آخر | باغ شود سبز و شاخ گل ببر آید
صبر و ظفر هر دو دوستان قدیمند | در اثر صبر نوبت ظفر آید

ترجمہ: جو کام بھی کرتا ہوں مجھے غصہ آجاتا ہے۔ کاش مجھ میں اتنی طاقت ہوتی کہ میں اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکتا۔

دل میں غیروں کی باتیں کرنے کا مقام نہیں ہے۔ کیونکہ جب دل سے شیطان نکل جاتا ہے تو فرشتہ آجاتا ہے۔ زہر سے زیادہ تلخ یہ دن بھی گزر جائیں گے۔ دوبارہ پھر وہی شکر والے دن واپس آجائیں گے۔ نیک اور بد ہر ایک نے کمایا ہے پتہ تو تب چلے گا جب قبول ہوگا۔ بلبل جو تیری عاشق ہے تیری زندگی چاہتی ہے کہ آخر ایک دن باغ سبز ہوگا اور شاخ پر پھول لگیں گے۔ صبر کامیابی دونوں بڑے پرانے دوست ہے۔ جب صبر پیدا ہوتا ہے تو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

خدا فرماتا ہے۔(آلم احسب الناس ان یتر کو اان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون و لقد فتنا الذین من قبلهم) کیا لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے گا اتنا کہنے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا۔ جبکہ ہم نے ان سے پہلے والوں کا امتحان لیا ہے۔

یہ استفہام انکاری ہے یعنی وہ ایسا گمان نہ کریں بلکہ ان کا ضرور بضرور امتحان لیا جائے گا

https://www.shiabookspdf.com/

تا کہ سچ اور جھوٹ معلوم ہو جائے۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان　　　　تا سیہ روی شود هر کہ درو غش باشد

ترجمہ: اگر تجربہ کی خوشبو کسی کے اندر سے آتی ہو۔ بہت اچھا ہے کیونکہ جس نے ملاوٹ کی اس کا منہ کالا۔

خدا فرماتا ہے (و لقد فتنا الذین من قبلھم) بے شک ہم نے تم سے پہلے والوں کا امتحان لیا ہے۔

خدا نے تمام انبیاء کی امتوں کا امتحان لیا ہے۔ موسیٰ کی قوم کا ایک دفعہ باب حطہ پر امتحان لیا لیکن انہوں نے مخالفت کی ایک مرتبہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع کرنے کے ساتھ لیا لیکن انہوں نے مخالفت کی اور آخر کا ان میں سے بہت سارے لوگوں کو خدا نے بندر بنا دیا۔ خدا فرماتا ہے (فقلنا لھم کو نوا قردۃ خاسئین) بس ہم نے ان سے کہا کہ بندر بن جاؤ۔

پس خدا آن قوم را بوزینہ کرد　　　　چونکہ عھد خود شکستند از نبرد

ترجمہ: خدا نے اس قوم کو بندر بنا دیا کیونکہ انہوں نے جنگ کرنے کے اپنے عہد کو توڑا تھا۔

ایک مرتبہ سامری کے فتنہ کے ذریعے اس امت کا امتحان لیا۔ جب حضرت موسیٰ مناجات کے لیے گئے ہوئے تھے۔ سامری نے سونے سے گوسالہ بنایا جو گائے کی طرح آواز نکالتا تھا۔ اور سامری نے کہا "العیاذ باللہ" یہ تمہارا خدا ہے اس کی عبادت کرو۔ کئی ہزار لوگ گوسالہ کی پوجا کرنے لگ گئے۔

حضرت صالحؑ کے زمانے میں ان کی امت کا ناقہ کے ذریعے سے امتحان لیا گیا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ سورہ شمس آیت 10 الیٰ 15 (کذبت ثمود بطغوٰھا اذانبعث اشقیٰھا ، فقال لھم رسول اللہ ناقۃ اللہ و سقیٰھا فکذبوہ فعقر و ھا فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوٰھا و لا یخاف عقبٰھا) یہ ایک اہم معاملہ تھا اس لیے صالحؑ کی ناقہ کا قصہ پانچ چھ آیات میں بیان کیا ہے تا کہ لوگ آگاہ ہو جائیں اور بیدار ہوں اور خدا

https://www.shiabookspdf.com/

کے امتحانات سے ڈریں۔

سورہ اعراف میں خدا فرماتا ہے (ھذا ناقة اللّٰه لکم آية فذروھا تاکل فی ارض اللّٰه و لا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب الیم) یہ خدا کی اونٹنی ہے اس کو چھوڑ دو تا کہ خدا کی زمین میں چلتی پھرتی رہے اور اسے تنگ مت کرنا۔ پس ان کو دردناک عذاب نے آلیا۔

سورہ ہود میں فرماتا ہے (فعقروھا فقال تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام ذالک وعد غیر مکذوب) پس انہوں نے ناقہ کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں پس اس نے کہا تم تین دن تک زندہ رہو گے اور یہ جھوٹا وعدہ نہیں ہے۔

سورہ شعرا میں فرماتا ہے (ھذہ ناقة لھا شرب و لکم شرب یوم معلوم) یہ ناقہ ہے ایک دن یہ پانی پیئے گی اور ایک خاص دن تم پیو گے۔

سورہ قمر میں فرماتا ہے (انا مرسلوا الناقة فتنة لھم فارتقبھم واصطبر و نبھم ان الماء قسمة بینھم کل شرب محتضر) ہم نے ان کے امتحان کی خاطر ناقہ کو بھیجا۔

رسولؐ خدا نے جبرئیل سے حضرت صالحؑ کی ناقہ کے بارے میں پوچھا۔

جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے قوم ثمود کو بڑا مال و دولت عطا کر رکھا تھا اور وہ قوم بت پرست تھے۔ انہوں نے ستر بت بنائے ہوئے تھے جن کی پوجا کرتے تھے۔ خدا نے حضرت صالحؑ کو بھیجا۔ آپ اس وقت چالیس سال کے تھے۔ آپ صاحب ثروت و دولت تھے ایک مدت تک قوم ثمود کو دعوت دیتے رہے لیکن تھوڑے سے لوگ ایمان لائے اور باقی بت پرست ہی رہے اور قوم ثمود کے افراد مضبوط جسم اور طویل العمر تھے۔ خدا فرماتا ہے (و کانوا ینحتون من الجبال بیوتا آمنین) وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے تا کہ گرنے سے محفوظ رہیں۔

حضرت صالحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا (و ما اسئلکم علیه من اجر ان اجری الا علی رب العالمین) میں تم سے رسالت کی اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت صرف خدا کے پاس

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔انہوں نے جواب دیا(انما انت من المسحرین) تم دیوانے ہو(ما انت الا بشر مثلنا..........) تو بھی ہماری طرح کا بشر ہے۔ہم سے کوئی بہتر نہیں ہے۔ بڑی لمبی مدت تک حضرت صالحؑ اپنی قوم کو تبلیغ کرتے رہے۔ایک دن انہوں نے فرمایا: تم میرے دشمن بن چکے ہو اور مجھ سے بیزار ہو۔ میں بھی تمہارے حال سے پریشان ہوں۔آؤ تم مجھ سے کوئی چیز طلب کرو میں خدا سے دعا کروں گا اگر وہ خدا نے تمہیں دے دی تو ایمان لے آنا۔یا میں تمہارے خدا سے کچھ مانگتا ہوں اگر میری خواہش پوری ہوگئی تو میں تمہیں کچھ نہ کہوں گا اور تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی اور انہوں نے کہا کہ ہم صحرا میں جائیں گے اور وہاں آپ کی جو خواہش ہے اسے طلب کرو۔

وہ اپنے بتوں کو صحرا میں لے گئے۔شراب پی کر بتوں کے سامنے قربانی دی سجدہ کیا اور دعا کرنے لگے کہ آج ہمیں شرمسار نہ کرنا۔اس کے بعد صالحؑ سے کہنے لگے کہ وہ آئیں اور ہمارے خداؤں سے اپنی خواہش طلب کریں۔حضرت صالحؑ نے کہا کہ میری صرف یہ خواہش ہے کہ یہ تمہارے خدا مجھ سے بات کریں۔حضرت صالحؑ آگے آئے اور بڑے بت کو اس کا نام لیکر آواز دی۔لیکن اس نے جواب نہ دیا۔قوم ثمود کے لوگ اپنے سر ننگے کر کے زمین پر گر گئے اور کہنے لگے ہمیں ذلیل ورسوا نہ کرو کیوں صالحؑ کو جواب نہیں دے رہے۔انہوں نے دوبارہ اشارہ کیا کہ دوبارہ ان سے بات کرو اور جواب سنو۔حضرت صالحؑ نے دوبارہ بات کی لیکن کوئی جواب نہ آیا۔حضرت صالحؑ نے فرمایا پتھر اور لکڑی کے بنے ہوئے جواب نہیں دیں گے۔اور بات نہیں کرتے جب شام کا وقت ہوگیا تو حضرت صالحؑ نے فرمایا اب تم مجھ سے اپنی خواہش بیان کرو تا کہ حکم خدا کے ساتھ تمہاری خواہش کو پورا کروں۔قوم کے ستر بڑے لوگوں نے کہا ہماری ایک خواہش ہے۔اگر تو نے پوری کر دی تو ہم سب بادشاہ اور رعیت سمیت تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔

(قالوا یا صالح اسئل ربک ان یخرج لنا الساعة من هذه الجبل ناقة حمراء شقراء و براء عشراء بین جنبیها میل) انہوں نے کہا اے صالحؑ اپنے

https://www.shiabookspdf.com/

رب سے دعا کر کہ اسی وقت اس پہاڑ سے ہمارے لیے ایک اونٹنی نکالے جس کا رنگ سرخ اور بال پشم کے ہوں۔ اس کے حمل کو دس مہینے ہو گئے ہوں اور اسی وقت بچہ دے۔ جناب صالحؑ خدا کی وحی کے منتظر تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی اے صالحؑ خدا فرماتا ہے۔ ہم نے تیری دعا کے قبول ہونے سے کئی سال پہلے اس پہاڑ میں ایسی ناقہ کو خلق کر چکے ہیں۔ اب بادشاہ اور رعیت نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ ایمان لے آئیں گے تو اب تم دعا کرو۔

اس وقت حضرت صالحؑ نے دوبارہ ان سے عہد لیا اور فرمایا اے قوم یہ کام ہمارے لیے مشکل ہے لیکن خدا کے نزدیک آسان ہے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے دو رکعت نماز پڑھی اور سجدے میں سر رکھ کر دعا کرنے لگے دوسری طرف قوم ثمود اپنے بتوں کے سامنے رو رو کر دعا کر رہے تھے کہ صالحؑ کی دعا قبول نہ ہونے دینا۔ اچانک وہ پہاڑ بلند ہونا شروع ہو گیا اور اس میں سے اتنی اونچی آواز بلند ہوئی قریب تھا کہ آواز سن کر سب مر جائیں گے۔

پہاڑ پھٹا اور اُس میں سے ایک ایسی ناقہ باہر نکلی جس طرح کی قوم ثمود نے حضرت صالحؑ سے مانگی تھی۔ نکلتے ہی اُس نے بچہ دے دیا اور اُس کے پستانوں سے دُودھ بھی جاری ہونے لگا۔ وہ ناقہ اور اُس کا بچہ حضرت صالحؑ کے پیچھے پیچھے ایسے چلنے لگے جیسے کئی سالوں سے اُن کے ہاتھوں سے چارہ کھاتے رہے ہوں۔ پوری قوم یہ منظر دیکھ کر ایمان لے آئی سوائے دو آدمیوں کے جو حضرت صالحؑ کو جادوگر کہنے لگے۔ حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ اس ناقہ کو تکلیف نہ دینا۔ اس وادی میں جو کنواں ہے ایک دن اُس سے تم اور تمہارے جانور پانی پئیں گے ایک دن ناقہ اور اُس کا بچہ پیئے گا۔ جس دن اُن کا دن تھا ناقہ نہیں آتی تھی اور جس دن ناقہ آتی تھی وہ نہیں آتے تھے۔ جو دن ناقہ کا ہوتا اُس دن پانی اوپر آ جاتا۔

ناقہ پانی پیتی اور چلی جاتی۔ جب عصر کا وقت ہوتا تو ناقہ اپنی ٹانگیں کھول کر کھڑی ہو جاتی پستانوں سے دودھ جاری ہو جاتا لوگ آئے اور اپنے برتن دُودھ سے بھر کر لے جاتے۔ لوگ اُس کی پشم اور دودھ سے تمام قوم کے لوگ فائدہ اُٹھاتے تھے۔ کیونکہ ناقہ بہت عظیم الجثہ یعنی بہت بڑی تھی۔ تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ناقہ کا جثہ طول میں ایک سو گز تھا۔ اس کی ٹانگوں کی

https://www.shiabookspdf.com/

لمبائی ایک سو پچاس گز تھی۔ گرمیوں کے موسم میں جب ناقہ صحرا کی طرف جاتی تو دوسرے تمام جانور خوف کے مارے بھاگ جاتے تھے۔ یہ ناقہ اس قوم کے درمیان تیس سال تک رہی اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ خدا نے حضرت صالحؑ سے فرمایا۔ اے صالح ناقہ میں نے تیری دعا کے ساتھ پیدا کی ہے تاکہ ان کی خواہش پوری ہو جائے۔ ان سے کہو کہ یہ ناقۃ اللہ ہے۔ اس کو تکلیف نہ دینا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر خدا کا عذاب نازل ہو جائے۔ حضرت صالحؑ نے خدا کا پیغام قوم تک پہنچایا اور انہوں نے قبول کر لیا کہ وہ کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے اور کبھی بھی یہ نافرمانی نہ کریں گے چند مدت کے بعد حضرت صالحؑ نے فرمایا جبرئیل نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ناقہ کو کوئی آدمی قتل کرے گا اور وہ آدمی اسی ماہ پیدا ہوگا۔ قوم نے آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ اس مہینے میں جس کے ہاں بھی بیٹا پیدا ہوگا وہ اسے قتل کر دے گا۔ تاکہ ناقہ کا قاتل پیدا ہی نہ ہو سکے پھر جس کے ہاں ہی بیٹا پیدا ہوا سب کو قتل کر دیا۔

ایک آدمی کا نام سالف تھا اور اس کی اولاد نہیں تھی اسی ماہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا قتل کرنے کو دل نہ چاہا اور اسے چھپا دیا اس کا نام قدار رکھا۔ بڑے ہونے تک چھپائے رکھا یہ بچہ سالف کا نہ تھا بلکہ نطفۂ حرام تھا۔ تھوڑے ہی عرصے میں بڑا ہو گیا۔ اور ایک تیر انداز بنا۔ یہ جب ان لوگوں کے پاس سے گزرتا جو اپنے بیٹوں کو قتل کر چکے تھے بڑی شان و شوکت اور کمال کے ساتھ گزرتا۔ وہ لوگ افسوس کرتے کہ اگر ہم بھی اپنے بیٹوں کو قتل نہ کرتے تو آج قدار بن سالف کی طرح ہوتے۔

جن لوگوں نے اپنے بیٹوں کو قتل کیا تھا جب حضرت صالحؑ کو دیکھتے تو ان سے ناراضگی کا اظہار کرتے کہ آپ کے کہنے پر ہم نے اپنے بیٹوں کو قتل کیا تھا۔ آہستہ آہستہ شیطان نے ان کے اندر وسوسہ ڈالا اور وہ حضرت صالحؑ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ ایک دن قتل کے ارادے سے باہر آئے اور رات پہاڑ کی ایک غار میں بسر کی۔ خداوند عالم نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ ان کے اوپر غار کو گرا دے اور وہ وہیں مر گئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ناقہ کو قوم ثمود میں آئے ہوا ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ مال مویشی والے لوگ ناقہ کے ساتھ دشمنی رکھنے لگے۔ خاص طور پر وہ دو آدمی جن میں سے ایک کا نام خیال اور دوسرے کا نام قطام تھا اور دونوں بڑے خوبصورت تھے۔ ایک شخص جس کا نام مصدع تھا خیال کا دوست تھا اور قطام قدار بن سالف کا دوست تھا۔ ایک رات کسی کو بھیجا جو سب دوستوں کو بلا لایا۔ رات بھر سب اکٹھے رہے۔ شراب پیتے رہے۔ پیاس لگی تو ان کے پاس پانی بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس دن ناقہ کے پانی پینے کی باری تھی جو سب پانی پی گئی تھی۔ ان کا غصہ اور زیادہ ہو گیا۔ قدار نے اپنی معشوق سے کہا۔ کیا تم چاہتی ہو کہ میں ناقہ کو قتل کر دوں؟ اس نے کہا ہاں۔ دوسرے دن قدار نے اپنے دوست مصدع کے ساتھ مل کر فیصلہ کیا کہ ناقہ کو قتل کر دیں گے۔ دونوں ناقہ کے راستے پر چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب ناقہ اپنے بچے کے ساتھ پانی پینے کے لیے آئی۔ تو مصدع نے چلۂ کمان میں تیر ڈال کر ناقہ کی طرف مارا اور ناقہ کے دونوں ٹانگوں کو تیر کے ساتھ سی دیا تا کہ وہ چل نہ سکے۔ (فنادوا صاحبهم فتعاطى فعقر) مصدع نے اپنے دوست قدار کو بلایا وہ ملعون باہر آیا اور اس نے اس کے پاؤں کاٹ دیئے وہ زمین پر گر گئی۔ اور رونے لگی اور چیخیں مارنے لگی لوگ سن کر جمع ہو گئے اور آ کر اسے ذبح کر دیا اور گوشت کاٹ کاٹ کر لے گئے۔ ناقہ کا بچہ ڈر کے مارے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ حضرت صالحؑ کو علم ہوا تو قوم کے درمیان آئے لوگ معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ فلاں فلاں شخص کا کام ہے اور کہنے لگے کہ آپ دعا کریں عذاب نازل نہ ہو۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا جاؤ ناقہ کے بچے کو لاؤ بلکہ وہ ہو گا تو تم پر عذاب نازل نہ ہو گا۔ جب وہ پہاڑ کی طرف بچے کو لینے گئے اور پہاڑ پر چڑھنے لگے تو پہاڑ اور بلند ہو گیا خدا کی قدرت سے اتنا اونچا ہوا کہ وہ اوپر نہ چڑھ سکے۔ حضرت صالحؑ ان کے پاس آئے کہ آپ آئیں اور اسے آواز دیں شاید آپ کے بلانے پر نیچے آ جائے حضرت صالحؑ نے تین مرتبہ آواز دی لیکن وہ نیچے نہ آیا۔ اس کے بعد پہاڑ نے اپنا منہ کھولا اور بچہ اس کے اندر چلا گیا (فعقروها فقال تمتعوا في داركم ثلثة ايام ذالك وعد غير مكذوب) انہوں نے ناقہ کی ٹانگوں کو کاٹ دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس نے کہا تم تین دن تک اپنے گھروں میں زندگی گزار لو یہ جھوٹا وعدہ نہیں ہے۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا۔ ناقہ کے بچے نے تین مرتبہ صدا دی تھی۔ اسی لیے ہر صدا کے بدلے میں ایک دن کی مہلت دی گئی ہے۔ اس کے بعد تم پر عذاب نازل ہوگا۔ کچھ نے مذاق کے طور پر کہا عذاب کی علامت اور نشانی کیا ہے؟ حضرت صالحؑ نے فرمایا: پہلے دن تمہارے رنگ زرد ہوگا۔ دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ۔

روز اول رویتان چون زعفران　　در دوم رو سرخ همچون ارغوان

در سیم رویتان گرد دهمه سیاه　　بعد از آن اندر رسد قهر اله

ترجمہ: پہلے دن تمہارا چہرہ زعفران کی طرح زرد ہوگا اور دوسرے دن سرخ ہو جائے گا۔

تیسرے دن تمہارا چہرہ سیاہ وہ جائے گا اس کے بعد خدا کا عذاب آئے گا۔ وہ نو آدمی جن کے خاندان کے لوگ اور رشتہ دار حضرت صالحؑ کو قتل کرنے کے لیے گئے تھے اور ہلاک ہو گئے تھے انہوں نے یہ صورت حال دیکھ کر حضرت صالحؑ پر حملہ کر دیا تا کہ انہیں قتل کر دیں۔ ان میں سے کچھ نے کہا ابھی ایسا نہ کرو۔ صالحؑ نے عذاب کا وعدہ دیا ہے۔ اگر عذاب نہ آیا تو پھر جو مرضی کریں گے۔ اس رات سارے خوف اور ڈر کی حالت میں سوئے۔ صبح ہوئی تو سب نے دیکھا کہ ان کے رنگ زرد ہو چکے تھے جب دوسرا دن ہوا تو ان کے چہرے سرخ ہو گئے۔ تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ سب نے اپنی اپنی قبریں کھود لیں کفن پہن لیے اور حنوط کر لیا۔ حضرت صالحؑ اپنے اہل وعیال اور چند افراد مومنین کے ساتھ شہر سے باہر چلے گئے۔

چوتھے دن خدا نے جبرئیل کو بھیجا۔ اس نے ان کے سر کے اوپر آ کر ایسی آواز نکالی کہ سب مر گئے۔ اس کے بعد ایک بجلی آئی جس نے سب کو جلا دیا۔ اگلے دن حضرت صالحؑ شہر واپس آئے تو اپنی قوم کی حالت دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت جبرئیل نے آ کر کہا کہ رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (فلا تاس علی القوم الکافرین) کافر قوم پر افسوس نہ کرو۔

https://www.shiabookspdf.com/

جبرئیلش گفت ہین گریہ زچیست | بر چنین افسونان شاید گریست
بر چہ می گریی بگو بر فعلشان | بر سیاہ قلب بی انوار شان
بر دل تاریک و بر زنگارشان | بر دھان ھمچون زھر مارشان
بر دم و داندان سگ رانشان | بر دھان و چشم کژدم خانشان

ترجمہ: جبرئیل نے ان سے کہا یہ گریہ کس لیے ہے۔ ایسے بدبختوں پر بھی رویا جاتا ہے۔
بتاؤ کس چیز پر رو رہے ہو۔ ان کے افعال پر گریہ کر رہے ہو۔ یا ان کے بے نور دل پر گریہ کر رہے ہو۔

ان کے تاریک دل پر رو رہے ہو یا ان کے منہ پر رو رہے ہو جو کہ سانپ کی طرح زہر آلود رکھتے تھے۔

ان کی دُم اور دانتوں پر گریہ کر رہے ہو۔ جو کتے کی مانند تھے۔ ان کے منہ اور آنکھوں پر گریہ کر رہے ہو۔ جن کو تو ایک لحظہ نہ بھاتا تھا۔

آل محمد علیہم السلام میں سے چند افراد نے اپنے حالات کو حضرت صالحؑ کے ناقہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جیسے کہ عاشور کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہزادہ علی اصغر کی شہادت کے موقع پر فرمایا میں ناقہ صالحؑ اور یہ بچہ ناقہ کے بچے سے کمتر تو نہیں ہیں۔ حضرت آدمؑ کے زمانے میں اگر کسی کی قربانی خدا کے دربار میں قبول ہو جاتی تو اسے آگ آ کر جلا دیتی تھی۔ اور اگر قبول نہ ہو تو آگ اسے جلاتی نہ تھی۔ اور قربانی دینے والا ذلیل و رسوا ہوتا تھا۔ قابیل نے ہابیل کو اسی وجہ سے قتل کیا تھا کہ اس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (واتل علیھم نبا ابنی آدم بالحق اذقرّ قربا بانا فتقبل من احد ھما و لم نتقبل من الاخر ....) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا حقیقی واقعہ بیان کرو جب دونوں نے قربانی دی ایک کی قبول ہو گئی دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اسی لیے اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔

حیات القلوب میں اس قربانی کے چند وجوہات اور بھی بیان کرتے ہیں ایک یہ کہ حضرت

https://www.shiabookspdf.com/

آدمؑ نے ہابیل کو وصیت کی تھی اور اسے اپنا وصی قرار دیا تھا۔ قابیل حسد کرنے لگا۔ اور کہنے لگا میں بڑا ہوں۔ میں زیادہ حق رکھتا ہوں۔ خدا نے قربانی کا حکم دیا۔

دوسری وجہ: جب بھی حوا حاملہ ہوئیں تو خدا ایک بیٹا اور ساتھ ایک بیٹی عطا کرتا تھا۔ ہابیل ایک لڑکی کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ اور قابیل بھی ایک لڑکی کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ جو لڑکی قابیل کیساتھ پیدا ہوئی تھی وہ خوبصورت تھی اور جو لڑکی ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی وہ بدصورت تھی۔ حضرت آدمؑ نے چاہا کہ خوبصورت بہن ہابیل کو دے دے اور بدصورت قابیل کو لیکن قابیل راضی نہ ہوا۔ اس لیے قربانی دینے کا مرحلہ آیا۔ جب حضرت آدمؑ اور حوا کو زمین پر بھیجا گیا۔ تو خدا نے ان کے ستر بچے عطا کیے۔ ان میں سے ہابیل اور قابیل بھی تھے۔ خدا نے جب نسل آدم کو بڑھانے کا ارادہ کیا تو بہشت سے ایک حور کو بھیجا اور آدم کو حکم دیا کہ اس حور کا ہابیل کے ساتھ نکاح کر دو اور ایک قوم جن کی عورت کا قابیل کے ساتھ نکاح کر دو۔ جب حضرت نے ایسا کرنا چاہا تو قابیل نے انکار کر دیا اور کہا حور خوبصورت ہے اس کا نکاح ہابیل کے ساتھ کر رہے ہو اور جنیہ جو بدصورت ہے وہ مجھے دے رہے ہو۔ میں ایسا نہیں کرونگا۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا: چلو تم دونوں قربانی دو اور اپنی اپنی قربانی پہاڑ پر جا کر رکھو جس کی قبول ہو گئی حور اس کی ہو گئی۔ ہابیل چرواہا تھا۔ اس کے پاس کافی تعداد میں بھیڑ بکریاں تھیں۔ ایک موٹی تازہ بھیڑ کو پکڑ کر پہاڑ پر لے گیا اور قابیل ایک کاشتکار تھا۔ اس نے بغیر دانے گندم کے تنکوں کا ایک گٹھا اٹھایا اور پہاڑ پر لے گیا۔ آسمان سے بجلی آئی جس نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا۔ کیونکہ اس نے خلوص دل سے قربانی دی تھی۔ قابیل کی قربانی میں خلوص نہ تھا۔ اس لیے وہ قبول نہ ہوئی لہذا وہ شرمندہ ہوا۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ حور ہابیل کو ملے گی۔ اس وجہ سے قابیل کے دل میں حسد اور کینہ کی آگ بھڑک اٹھی اور ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کچھ مدت کے بعد حضرت آدم کو حج کرنے کے لیے مکہ کی طرف جانے کا حکم ہوا انہوں نے ہابیل کو بلایا۔ اور اسے اپنا وصی اور جانشین قرار دیا اور دوسرے بچوں کے بارے میں اسے وصیت کی کہ ان کا خیال رکھنا۔ شیطان ملعون قابیل کے پاس آیا

https://www.shiabookspdf.com/

اور اسے کہا کہ ہابیل کو قتل کر دو تا کہ اس کی نسل باقی نہ رہے۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو سوچنے لگا کہ اسے کیسے قتل کرے کیونکہ اس زمانے میں قتل کرنے کے آلات موجود نہ تھے۔ شیطان اس کے سامنے آیا اور سانپ کو پکڑا اس کا سر پتھر پر مارا اور اسے مار دیا قابیل یہ دیکھ کر پہاڑ سے ایک پتھر کا ٹکڑا اٹھا کر لایا ہابیل جو سویا ہوا تھا کے سر پر مارا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ پشیمان ہوا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (فقتله فاصبح من الخاسرین) پس اس نے اسے قتل کر دیا اور وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ کیونکہ اسے کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اور بھائی کی لاش کو کہاں دفن کرے۔ اس پریشانی کے عالم میں چالیس دن رات تک ہابیل کی لاش کو اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا رہا۔ ایک دن اسی حالت میں اس نے دو کوے دیکھے جو لڑ رہے تھے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اور اپنے چونچ سے زمین کھود کر اسے دبا دیا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (فبعث اللّٰه غرابا یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوأة اخیه) ترجمہ: خدا نے ایک کوا بھیجا۔ جس نے زمین کھود کر دوسرے کوے کو دفن کر دیا۔ قابیل نے جب اس واقعہ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ (یا ویلتا اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب) ہائے افسوس میں اس کوے سے بھی عاجز تر ہوں۔ اس کے بعد اس نے ایک گڑھا کھودا اور اس میں ہابیل کو دفن کر دیا۔ حضرت آدمؑ جب حج سے واپس آئے تو ہابیل کو اپنے بچوں میں نہ پایا۔ قابیل سے پوچھا ہابیل کہاں ہے؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم کہاں ہے۔ کیا اسے میرے سپرد کر کے گئے تھے۔ حضرت آدمؑ یہ صورت حال دیکھ کر گریہ کرنے لگے۔ اگر کسی کا کوئی عزیز، بہن بھائی بیٹا یا ماں باپ مر جائے تو اس پر چند دنوں کے بعد صبر آ جاتا ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی گم ہو جائے تو انسان جب تک زندہ ہو اس گم ہونے والے کی یاد میں روتا رہتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس وقت وہ کہاں ہوگا۔ اس وجہ سے حضرت یعقوبؑ فراق یوسفؑ میں چالیس سال تک روتے رہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہے لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کہاں ہے ورنہ کوئی بھی چالیس سال تک کسی مرنے والے پر گریہ نہیں کرتا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ہاں ایک رونے والا ایسا میں دکھا سکتا ہوں۔ جو چالیس سال تک اپنے باپ اور بھائیوں پر روتا رہا۔ وہ ہے میرا مولا امام سجادؑ۔ حضرت آدمؑ جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ہابیل آواز دے رہا ہے۔ "الغیاث بک یا ابتاہ" اے بابا میری مدد کرو۔ مجھے قتل کر دیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ پریشان حالت میں خواب سے بیدار ہوئے۔ سامنے جبرئیل کو پایا۔ اس سے پوچھا کہ ہابیل کہاں گیا۔ جبرئیل نے کہا قابیل نے اسے قتل کر دیا ہے اور مٹی میں چھپا دیا ہے۔ جبرئیل آدمؑ کو ہابیل کی قبر پہ لے آئے۔ قبر کھولی جب آدم نے ہابیل کی لاش کو دیکھا تو چیخ مار کر گرے اور بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو کہنے لگے اے خاک تجھے شرم نہ آئی کہ میرے بیٹے کے خون کو اپنے اندر چھپالیا ہے۔ اس کے بعد اس دن سے لیکر قیامت تک زمین نے اولاد آدم میں سے کسی کے خون کو بھی نہ اپنے اندر جذب کیا ہے اور نہ کرے گی۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جنگلی جانوروں نے بھی انسانوں کے ساتھ انس کرنا چھوڑ دیا۔ جبکہ اس سے پہلے وہ انسانوں کے ساتھ رہتے تھے۔ ان سے دور چلے گئے اور جنگلوں میں اپنے ہم جنس جانوروں کے ساتھ زندگی گزارنے لگے۔

کبوتر با کبوتر باز با باز   کند ھم جنس با ھم جنس پرواز

ترجمہ: کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ۔ سب پرندے اپنے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ نے قابیل سے قصاص لینا چاہا لیکن اس نے قبول نہ کیا اور بھاگ نکلا اور دور یمن کے علاقے کی طرف چلا گیا۔ شیطان ملعون اس کے پاس آیا اور کہا کہ تجھے معلوم ہے تیری قربانی کو آگ نے کیوں نہیں جلایا اس نے کہا نہیں شیطان نے کہا اس کی وجہ یہ تھی، کہ وہ قربانی آگ کی پوجا کرتی تھی۔ قابیل نے شیطان ملعون کی بات کو قبول کر لیا۔ اور آتشکدہ بنا کر آگ کی عبادت کرنے لگ گئے۔ اب بھی اُس کی اولادیں سے زمین میں موجود ہیں۔

"الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین"

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۹۷

ارشادِ خداوندی ہورہا ہے۔ **" واتل علیھم نبا ابنی آدم بالحق اذقرّبا قرباناً فتقبل من احد ھما ولم یتقبّل من الاخر"**

حضرت زکریاؑ کے زمانے میں حق اور باطل کے درمیان قرعہ اندازی ہوتی تھی۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کے عابدوں کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی کہ مریم بنت عمران حضرت عیسیٰؑ کی والدہ کی کفالت کون کرے گا کیونکہ مریم کے والد اُن سب کے سردار تھے۔ اس لیے احبار اور رہبان کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا کہ ہر کوئی چاہتا تھا مریم کی کفالت میں کروں۔

" وما کنت لدیھم اذیلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم وما کنت لدیھم اذیختصمون " اے میرے حبیب تم اُس وقت وہاں نہ تھے کہ دیکھتے جب بنی اسرائیل کے عابد اپنی اپنی قلمیں ڈال رہے تھے اور تم اُس وقت اُن کے پاس نہ تھے۔ جب وہ اس بارے میں جھگڑا کررہے تھے۔ حضرت زکریا نے کہا کہ میں مریم کی کفالت کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ مریم کی خالہ میری بیوی ہے۔ احبار کہنے لگے اگر حق کی بات ہے تو مریم کی والدہ ہم سب سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ لیکن ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کے نام نکل آیا وہ مریم کی کفالت کا حق دار ہوگا۔ اُن سب کے پاس لوہے کا بنا ہوا قلم تھا جس کے ساتھ تورات لکھتے تھے۔ یہ فیصلہ ہوا کہ پانی میں ڈالتے ہیں جس کا قلم تیرنے لگے گا وہی مریم کا کفیل ہوگا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (و کفّلھا زکریا) جب سب نے اپنے اپنے قلم پانی میں ڈالے تو زکریا کا قلم پانی میں تیرنے لگا اور باقی سب کے ڈوب گئے۔ پس حضرت زکریا مریم کے کفیل بن گئے۔ اسی طرح طالوت کے زمانے میں ایک نہر کے ذریعے سے مومن اور کافر کا امتحان لیا گیا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ طالوت نے اپنی قوم سے فرمایا (ان اللّٰہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منہ فلیس منی و من لم یطعمہ فانہ منی) ترجمہ: بے شک خدا تمہیں

https://www.shiabookspdf.com/

ایک نہر کے ساتھ آزمائے گا جس نے اس سے ایک گھونٹ پیا وہ مجھ سے نہیں ہے اور جس نے اس سے نہ پیا وہ مجھ سے ہے علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ اس نہر سے پانی پینے والوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اور نہ پینے والے تین سو تیرہ تھے اور یہ بات واضح ہے کہ اہل باطل ہمیشہ اہل حق سے زیادہ رہے ہیں۔ خدا فرماتا ہے (ولکن اکثر الناس لا یعلمون بل اکثرھم لا یعقلون) اکثر لوگ علم نہیں رکھتے بلکہ اکثر کے پاس عقل ہی نہیں ہے۔

عدل کی زنجیر کا واقعہ:

مجالس المتقین میں لکھتے ہیں کہ حضرت داوؑد کے زمانے میں آسمان سے نیچے ایک زنجیر لٹکتی تھی جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتی تھی۔ اگر کوئی کسی چیز کا دعوی کرتا تو اس زنجیر کے پاس جاتا تھا۔ اگر حق پر ہوتا تو زنجیر اس کے ہاتھ میں آ جاتی اور اگر حق پر نہ ہوتا تو زنجیر اس کے ہاتھ میں نہ آتی تھی۔ ایک لمبا عرصہ تک یہ زنجیر لٹکتی رہی۔ اس زمانے میں ایک شخص کے پاس ایک گوہر تھا۔ جو اس نے ایک آدمی کے پاس امانت کے طور پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ گوہر ایک عصا میں چھپا دیا۔ جب وہ شخص اس آدمی سے گوہر کا مطالبہ کرتا تو وہ انکار کر دیتا اور کہتا تو نے گوہر میرے پاس رکھا ہی نہیں ہے۔ آخر کار فیصلہ یہ ہوا کہ زنجیر کے پاس جاتے ہیں۔ صاحب گوہر نے زنجیر کو ہاتھ لگایا تو لگ گیا۔ اس کے بعد دوسرے شخص نے اپنا عصا صاحب گوہر کو پکڑا کر زنجیر کو ہاتھ لگایا تو اس کا بھی لگ گیا۔ کیونکہ اس شخص نے چالاکی سے کام لیا اور جس عصا میں گوہر چھپا رکھا تھا وہ صاحب گوہر کو دے دیا تھا۔ اس لیے اس وقت اس نے بھی زنجیر کو چھو لیا۔ لہذا عصا والے شخص نے جب یہ دھوکہ کیا تو اس کے بعد وہ زنجیر عدل غائب ہو گئی اور پھر خدا نے حضرت داوؑد کو حکم فرمایا کہ آئندہ لوگوں کے درمیان گواہ اور قسم کے ذریعے فیصلہ کیا کرو۔

ایک مکار شخص کی داستان جو پیسے لے گیا تھا اور قاضی نے گواہ طلب کیا:

ایک وقت کا ذکر ہے ایک مکار اور فریبی شخص نے ایک سادہ لوح شخص سے دوستی کر لی۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ سفر پر جائیں گے اور جو بھی انہیں سفر میں کوئی چیز ملے گی یا کسی چیز کا

https://www.shiabookspdf.com/

فائدہ ہوگا۔تو آپس میں برابر تقسیم کریں گے۔ جب اپنے شہر سے کچھ دور گئے تو انہیں کافی مقدار میں مال وزر ملا۔ مکار شخص کہنے لگا۔اب اتنا ہی کافی ہے۔اپنے اپنے گھر جا کر آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اب زیادہ سفر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ سادہ لوح دوست نے قبول کرلیا۔ جب واپس اپنے شہر کے قریب آئے تو اس سادہ لوح انسان نے کہا چلو آؤ مال آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔اور اپنا اپنا حصہ لے جاتے ہیں۔ مکار شخص نے کہا کہ اس وقت فوری طور پر کچھ حصہ خرچ کرنے اور گھر کی ضرورت کے لیے لے لیتے ہیں۔ باقی چھپا دیتے ہیں۔ پھر کسی وقت آ کر وہ بھی لے جائیں گے۔

سادہ لوح دوست نے قبول کرلیا اور اپنے اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن وہ مکار شخص آیا اور باقی ماندہ چھپایا ہوا مال بھی نکال کر لے گیا۔ کچھ دن گزرے کے بعد سادہ لوح شخص کے پاس جب خرچ کرنے کے لیے رقم ختم ہوئی تو اپنے مکار دوست کے پاس آیا تا کہ باقی چھپایا ہوا مال لے آئیں۔اور آپس میں بانٹ لیں۔ دونوں مل کر اپنی چھپائی ہوئی رقم کو تلاش کرنے لگے لیکن کہیں سے نہ ملی مکار شخص نے اپنے سادہ لوح دوست کا گریبان پکڑ لیا اور کہنے لگا تونے وہ رقم مجھ سے پہلے آ کر اٹھالی ہے۔اس بیچارے نے قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ لیکن مکار شخص نہ مانا اور آخر کار اسے قاضی کے پاس لے گیا۔ قاضی نے گواہ طلب کیا۔ مکار شخص نے کہا کہ گواہ تو میرے پاس نہیں ہے۔ ہاں یہاں قریب ایک درخت ہے مجھے امید ہے خدا کرم کرے گا اور وہ درخت کلام کرے گا تا کہ گواہی دے جس سے پتہ چل جائے گا کہ کس نے خیانت کی ہے۔

مکار شخص اپنے گھر گیا اور تمام قصہ اپنے باپ کے سامنے بیان کیا اور اپنے باپ سے کہنے لگا ۔درخت کی جڑوں میں یا تنے میں چھپ کر بیٹھنے کی جگہ ہے۔تو آج رات جا کر اس جگہ چھپ جانا۔کل جب قاضی گواہ طلب کرنے کے لیے آئے تو بول کر گواہی دینا کہ تمام رقم میرے دوست نے اٹھائی ہے۔اس کے باپ نے اسے سمجھانے کی بڑی کوشش کی اور کہا کہ مکروفریب کا نتیجہ برا ہے۔ایسا نہ کرو ورنہ ذلیل ورسوا ہوگا۔لیکن وہ نہ مانا اور اپنے باپ کو بھی

https://www.shiabookspdf.com/

اپنے فریب میں پھنسانے میں کامیاب ہوگیا۔ کہ فائدہ بڑا حاصل ہوگا۔ چند لوگوں کے ساتھ وہ بوڑھا شخص پوری رات درخت میں چھپا رہا۔ صبح قاضی آیا اس نے گواہی طلب کی۔ درخت کے اندر سے آواز آئی کہ رقم مدعی علیہ کے پاس ہے۔ قاضی اپنی عقلمندی سے جان گیا کہ کہ اس مکار شخص کا مکر و فریب ہے۔ قاضی نے لکڑیاں جمع کیں اور حکم دیا کہ اس درخت کو آگ لگا دو۔ جب درخت کو آگ لگائی مکار شخص کے والد نے دیکھا کہ اب وہ جل جائے گا۔ درخت سے باہر آگیا اور امان طلب کرلی۔

قاضی نے اس بوڑھے شخص سے واقعہ کی تفصیل پوچھی تو اس نے حقیقت حال بیان کر دی قاضی نے مکار شخص کو بلا کر اتنے کوڑے مارے کہ جہنم واصل ہوگیا۔

پس ہر امت کے درمیان امتحان کا سبب کوئی نہ کوئی چیز ضرور تھی۔ اور ہمارے درمیان بھی وہ اسباب موجود ہیں۔ اگر چہ خدا اپنے بندوں کے تمام حالات اور اسرار و رموز سے آگاہ ہے۔ اس کے باوجود وہ امتحان لیتا ہے۔ کہ ان کا باطن ظاہر ہو جائے۔ اور لوگ ایک دوسرے کو پہچان لیں۔ بلکہ انسان خود کو بھی پہچان لے۔ کیونکہ کبھی انسان خود کو بھی جاننے سے قاصر ہوتا ہے۔ خیال کرتا ہے کہ وہ متقی ہے۔ پرہیزگار ہے وہ کسی کا ناحق مال نہیں کھاتا۔ لیکن جب امتحان کا مقام آتا ہے تو تب پتہ چلتا ہے۔ میں تو شیطان کے دھوکے میں آگیا ہوں۔ غلط راہ پر چل نکلا ہوں۔ اس لیے انسان کو خود اپنا امتحان لینا چاہیے تا کہ لوگوں کی ملامت سے بچ سکے۔

چون که نقدی یا فتی گلشاد هان　　　هست در ره سنگهای امتحان

لحظه لحظه امتحان ندهامی رسد　　　سر دلها می نماید در جسد

ز امتحانات قضا ایمن مباش　　　هان ز رسوائی بترس ای خواجه تاش

ترجمہ: جب تجھے کوئی رقم ملے تو فوراً منہ نہ کھولو۔ یاد رکھو راستے میں بڑے بڑے پتھر امتحان کے لیے پڑے ہیں۔

امتحانات آہستہ آہستہ آتے ہیں اور دلوں کے راز جو بدن کے اندر ہوتے ہیں ظاہر کر دیتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔

خدا کے امتحانات سے خود کو محفوظ مت سمجھ۔ اگر عقل رکھتا ہو تو اے نا سمجھ ذلت و رسوائی سے بچ۔ غالبا تین مقامات ایسے ہیں جن میں خدا اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ ایک عبادات کے وقت اور مشکل و سخت تکالیف کے وقت جیسے نماز، روزہ، خمس، زکوۃ وغیرہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ خدا کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب امتحان کا وقت آتا ہے تو دربار خداوندی میں سے مردود و بے مراد ہو جاتے ہیں۔ جیسے شیطان اور بلعم باعورا۔

بلعم باعورا و ابلیس لعین ز امتحان آخرین گشته مهین
زانکه غافل گشته از مکر دغا کا متحانها رفت اندر مامضی
صد هزار ابلیس و بلعم درجهان همچنین بوده ست پیدا و نهان
این دو را مشهور گردانید اله تا که باشند این دو بر باقی گواه

ترجمہ: بلعم باعورا اور ابلیس کا جب امتحان ہوا تو دونوں مردود ٹھہرے وجہ یہ تھی کہ وہ امتحان سے غافل ہو گئے تھے اور یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اب ہمارا امتحان نہیں ہوگا امتحان کا وقت گزر چکا ہے۔

اس جہان میں لاکھوں ابلیس اور بلعم ظاہرا اور باطنا موجود ہیں خدا نے ان دو کو مشہور اس لیے کیا ہے تا کہ یہ دو دوسروں پر گواہ رہیں۔

آسمان میں شیطان کی عبادت:

معالم الزلفی میں لکھتے ہیں۔ شیطان نے ہر آسمان پر ہزار سال عبادت کی۔ ہر آسمان میں اس کو ایک علیحدہ نام سے بلایا جاتا تھا۔ شیطان نے اتنی عبادت کی ملائکہ نے گمان کر لیا کہ وہ بھی ملائکہ میں سے ہے۔ بہشت میں اسے عزازیل (یعنی خدا کا عزیز کیا ہوا) کہتے تھے کیونکہ تمام آسمانوں میں ملائکہ کے درمیان اس سے مقرب تر اور عزیز تر کوئی نہ تھا۔ کبھی عرش پر اور کبھی بہشت میں عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ کبھی اس کے لیے منبر لگاتے اور وہ منبر پر بیٹھ کر ملائکہ کو وعظ و نصیحت کرتا اور انہیں عبادت کے طور طریقوں کی تعلیم دیتا تھا۔ ایک دن

https://www.shiabookspdf.com/

بہشت کے ایک دروازے سے اس کا گزر ہوا۔ دیکھا دروازے پر لکھا ہوا ہے بہت جلد ہم اپنے مقرب بندوں میں سے ایک کو نافرمانی کی وجہ سے مقام قرب سے بیرون کر دیں گے اور لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیں گے۔ ابلیس نے عرض کیا اے پروردگار مجھے اجازت دے کہ میں بھی اس پر لعنت کروں خدا نے اسے اجازت دی۔ ایک ہزار سال تک خود اپنے اوپر لعنت کرتا رہا اور یہ نہ جانتا تھا کہ خود پر لعنت کر رہا ہے۔ اس شخص کی طرح جو زیارت عاشورہ پڑھتا ہے قرآن پڑھتا ہے۔ ان آیات کی تلاوت کرتا ہے جو خمس اور زکوۃ دینے کا حکم دیتی ہیں۔ لیکن نہ خمس دیتا ہے اور نہ ہی زکوۃ در حقیقت یہ شخص بھی خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے۔ لیکن سمجھتا نہیں ہے۔ تمام اس امتحان سے ڈر گئے اور دن رات گریہ کرنے لگے۔ پھر آپس میں مشورہ کیا کہ بہتر یہ ہے کہ عزازیل کے پاس جاتے ہیں تاکہ دعا کرے خدا ہمیں اس امتحان سے محفوظ رکھے۔ سب اس کے پاس گئے۔ اس نے سب کے حق میں دعا کی لیکن کثرت عبادت کی وجہ سے اس کے اندر جو غرور پیدا ہو گیا تھا اپنے لیے دعا نہ کی۔ یہاں تک کہ خدا نے آدمؑ کو خلق کیا۔ ایک ہزار سال تک آدمؑ کا بدن روح کے بغیر بہشت میں پڑا رہا۔ ابلیس اس کے پاس سے گزرتا اور اپنا ہاتھ آدمؑ کے پیٹ پر مار کر کہتا "لای شیء خلقت" تجھے کس لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر تو مجھ سے بالاتر ہو گا تو تیری اطاعت نہیں کروں گا۔ اگر میرے نیچے رہ کر چلے گا تو تیری مدد کروں گا۔ آخر کار وقت آ گیا۔ جب خدا نے ملائکہ سے خطاب فرمایا (فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین) پس جب میں اسے بنا کر اپنی روح اس کے اندر پھونک دوں تو اسے سجدہ کرنا تمام ملائکہ نے سجدہ کیا۔ مگر شیطان نے تکبر کی وجہ سے سجدہ نہ کیا۔ (قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین) خدا نے فرمایا: اے ابلیس تو نے اسے سجدہ کیوں نہیں کیا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو نے تکبر کیا ہے یا اپنے آپ کو عالین یعنی بلند مرتبہ ہستیوں میں سے شمار کرتا ہے جو کہ انوار خمسہ طیبہ ہیں؟ (قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین) ابلیس نے کہا: میں اس سے

https://www.shiabookspdf.com/

بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔

علت ابلیس انا خیری بد است　　وین مرض در نفس ہر مخلوق ہست

نردبان خلق این ما و منی است　　عاقبت زین نردبان افتادنی است

ہر کہ بالا تر رود ابلہ تر است　　کہ استخوان او بدتر خواہد شکست

ترجمہ: شیطان کے اندر جو میں بہتر ہوں کی بیماری تھی بری بیماری ہے اور یہ بیماری تمام مخلوق کے نفس کے اندر پائی جاتی ہے۔

مخلوق کے پاس بلند ہونے کا آلہ اور اپنے کو بہتر ظاہر کرنے کا ہتھیار یہی "میں اور ہم" ہے اور اس سیڑھی کے ذریعے بلند ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ نتیجۃً اس سیڑھی سے نیچے گر جاتے ہیں۔

جو جتنا اپنے آپ کو بلند سمجھے گا اتنا ہی زیادہ بیوقوف اور احمق ہے۔ کیونکہ جو جتنا اوپر جائے گا گرنے سے اتنی ہی زیادہ ہڈیاں ٹوٹیں گی۔

شیطان کا قیاس

ایک روایت میں ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ اس قیاس میں اشتباہ اور غلطی کی۔

گفت نار از خاک بی شک بہتر است　　گفت نار از خاک بی شک بہتر است

ترجمہ: ابلیس نے کہا: بے شک آگ خاک سے بہتر ہے۔ میں آگ سے ہوں اور وہ گندی مٹی سے بنا ہے۔ حالانکہ خاک آگ سے کئی درجے افضل ہے۔

خاک آگ سے افضل ہے

ا۔ ایک یہ کہ آگ خائن ہے اور خاک امین۔ امین خائن سے افضل ہوتی ہے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ خاک سخی ہے اور آگ لئیم اور بخیل۔ خاک میں ایک دانہ ڈالو تو کئی گنا بلکہ دس برابر یا سو برابر واپس کرتی ہے۔ جبکہ آگ میں جو بھی ڈالو گے جلا کر راکھ کر دے گی۔ اور سخی

https://www.shiabookspdf.com/

بخیل سے بہتر ہوتا ہے۔

۳۔ تیسرا یہ کہ خاک میں تواضع ہے اور آگ میں تکبر۔ تواضع تکبر سے بہتر ہے۔

زخاک آفریدت خداوند پاک پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک

تواضع سر رفعت افرازدت تکبر بہ خاک اندر انداز دت

ترجمہ: خداوند پاک نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے۔ اے بندۂ خدا خاک کی طرح ہمیشہ اپنے اندر جھکنے کی عادت پیدا کر۔

اگر جھکا رہے گا تو اتنا ہی زیادہ بلند ہوگا۔ اگر تکبر کرے گا تو خاک میں مل جائے گا۔

۴۔ چوتھا یہ کہ خاک انبیاءؑ اور اولیاء و دیگر زاہد و عابد لوگوں کا مدفن ہے۔ اس کے علاوہ شیطان نے آدمؑ کے جسد خاکی پر نظر کی اگر آدمؑ کی روح کو دیکھتا تو سمجھ جاتا کہ اشرف ہے ایک معتبر روایت کے مطابق ملائکہ کا سجدہ آدمؑ کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے انوار مقدسہ کی وجہ سے جو خدا نے صلب آدم میں امانت کے طور پر رکھے تھے۔

پس شیطان جب امتحان میں ناکام ہو کر درگاہ خدا میں مردود ہوا اور اپنی تمام اطاعتوں کو جلا کر راکھ کر دیا تو اب وہ اس چیز کے درپے ہے کہ سب کی اطاعتوں کو جلا دے۔

زانکہ ھر بدبخت خرمن سوختہ می نخواھد شمع کس افروختہ

ترجمہ: جو اپنے گھر کو آگ لگاتا ہے وہ کبھی نہیں چاہتا کہ کسی اور کے گھر میں چراغ جلے۔

آخر کار ابلیس نے قسم کھائی اور کہا (فبعزتک لاغوینھم اجمعین) تیری عزت کی قسم تیرے تمام بندوں کو گمراہ کروں گا۔

اسی طرح بلعم باعور جو اپنی عبادت کی وجہ سے مغرور تھا۔ آخر کار آگ میں گیا۔

علامہ مجلسی حیات القلوب کی جلد اول میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا نے بلعم باعور کو اسم اعظم تعلیم کیا تھا۔ اس اسم اعظم کے سبب جو دعا کرتا قبول ہوتی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فرعون کی طرف میل ہو گیا۔ فرعون نے اس سے کہا کہ دعا کرتا کہ موسیٰؑ کا لشکر رُک جائے اور میں اس کے لشکر تک پہنچ جاؤں۔ بلعم اپنے

https://www.shiabookspdf.com/

گدھے پر سوار ہوا تا کہ جائے اور دعا کرے لیکن گدھے نے چلنے سے انکار کر دیا۔ جتنا بھی مارا گدھے نے ایک قدم نہ اٹھایا۔ ایک مرتبہ قدرت خدا سے کلام کرنے لگا اور کہا۔ افسوس ہے تجھ پر مجھے اس لیے مار رہا ہے تا کہ تو مجھ پر سوار ہو کر خدا کے نبی اور مومنوں کی جماعت کے لیے بددعا کرے۔ یہ سن کر اس نے گدھے کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ اسی وقت اسم اعظم اس کی نظر سے غائب ہو گیا۔ خدا کی درگاہ میں مردود اور ملعون ٹھہرا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (فانسلخ منھا فاتبعه الشیطان فکان من الغاوین) پس ہمیں کسی وقت بھی اپنی عبادات کی وجہ سے غرور نہیں کرنا چاہیے بلکہ خدا سے امید رکھنی چاہیے نہ کہ اپنی عبادتوں کے ساتھ امید لگائے رکھیں۔

برعمل تکیه مکن خواجه که در روز ازل تو چه دانی قلم صنع به نامت چه نوشت

ترجمہ: اے انسان اپنے عمل پر تکیہ نہ کرو تجھے کیا معلوم کہ لوح محفوظ پر روز ازل سے خدا نے اپنی قلم کے ساتھ تیرے نام کے ساتھ کیا لکھ رکھا ہے۔

پس ہمیں چاہیے کہ خدا نے اپنے بندوں کے جو امتحانات لیے ہیں ان سے عبرت حاصل کریں۔ تا کہ ہمیشہ خود کو مجرم اور گناہگار خیال کریں۔ اپنے گناہوں کا اقرار اور اعتراف کریں۔ ''اثنا عشریہ'' میں ہے کہ ابلیس پانچ چیزوں کی وجہ سے شقی ہوا پہلی اپنے گناہ کا اقرار نہیں کیا۔ دوسری پشیمان نہ ہوا۔ تیسری خود پر ملامت نہیں کی۔ چوتھی توبہ کا ارادہ نہ کیا۔ پانچویں رحمت خدا سے مایوس ہوا۔ اس کے برعکس آدم علیہ السلام پانچ چیزوں کی وجہ سے کامیاب ہوا۔ پہلی اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ دوسری پشیمان ہوا۔ تیسری خود پر ملامت کی۔ چوتھی توبہ کرنے کا ارادہ کیا۔ پانچویں رحمت خدا سے مایوس نہ ہوا۔ پس ہمیں بھی اپنے باپ آدم کی اقتداء کرنی چاہیے۔ تا کہ شائد خدا ہمیں بھی نجات عطا کرے اور کامیاب ہو جائیں۔ دعا کریں کہ خدا ہمیں امتحانات میں گمراہی سے محفوظ رکھے اور امتحان کے موقع پر سرخرو ہو سکے۔ کیونکہ بہت سے اہل عبادت ایسے تھے جو غرور کی مرض میں مبتلا ہو گئے اپنی عبادت سے امید لگا بیٹھے جب خدا نے امتحان لیا تو کافر ہونے کی وجہ سے جہنم میں چلے گئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

برصیصا عابد کی داستان:

کتاب ابواب الجنان میں لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادتگوار تھا۔ جو مدت سے عبادت خدا میں مشغول تھا۔ دنیا کی تمام لذات سے چشم پوشی کیے ہوئے تھا اور شہر سے باہر جا کر رہتا تھا۔ وہیں ہر وقت عبادت میں مشغول تھا۔ لوگ اس پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ اس کے وضو کے پانی کو اپنے لیے شفا جانتے تھے۔ اس کے پاؤں کی خاک کو اپنے لیے سرمہ بناتے تھے۔ اگر کسی مریض کو ڈاکٹر اور حکیم لا علاج قرار دے دیتے تھے۔ تو لوگ اس کے پاس لا کر اس کا علاج کراتے تھے۔ وہ عابد شخص دعا کرتا تھا۔ اور اسے شفا مل جاتی تھی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ خدا کی طرف سے اس عابد کے امتحان کا وقت آ گیا۔

اتفاق سے وقت کے بادشاہ کی بیٹی بیمار ہو گئی۔ تمام ڈاکٹروں اور طبیبوں نے اسے لا علاج قرار دے دیا۔ آخر کار مجبور ہو کر بادشاہ کے بیٹوں نے اپنی بہن کو اٹھایا اور علاج کے لیے اس عابد کے پاس لے آئے تا کہ وہ دعا کرے اور خدا اسے شفا عطا فرمائے۔ عابد نے ان سے کہا کہ دعا کا وقت مخصوص ہے۔ اس کو ادھر چھوڑ جاؤ۔ جب وہ وقت ہو گا میں دعا کروں گا، خدا شفا دے گا۔ لڑکی کے بھائیوں کو اس عابد پر جو اعتماد تھا اس کی وجہ سے انہوں نے اپنی بہن کو وہیں چھوڑا اور خود شکار کرنے جنگل کی طرف نکل گئے۔ شیطان موقع کی تلاش میں تھا۔ آ کر لڑکی کے دماغ میں کوئی ایسی ہوا پھونکی کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ عابد شخص کی نظر جب اس خوبصورتی اور حسن پر پڑی تو دنگ رہ گیا اور اس کے اندر شہوت کی آگ نے جوش مارا۔ ادھر شیطان آ کر اس کے اندر وسوسہ پیدا کر رہا تھا اس وقت کو غنیمت جانا اور اسکے ساتھ عابد زنا کر بیٹھا۔ بعد میں پریشان ہوا کہ کہیں لڑکی کے بھائیوں کو علم نہ ہو جائے۔ اسی ثناء میں شیطان ایک بوڑھے شخص کی شکل میں آیا اور پوچھا پریشان کیوں ہے؟ عابد نے تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا کوئی بات نہیں خدا ارحم الرحمین ہے۔ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ عابد نے کہا مجھے ڈر ہے۔ اس بات کا کسی کو علم ہو جائے گا۔ اس نے کہا تو ایسا کر لڑکی کو قتل کر کے اس عبادت گاہ کے نیچے مٹی میں دبا دے جب اس

https://www.shiabookspdf.com/

کے بھائی آئیں تو کہنا میں نماز میں مشغول تھا۔ تمہاری بہن اٹھ کر چلی گئی ہے۔ اب پتہ نہیں کہاں ہے۔ اس عابد نے شیطان کے منصوبے کے مطابق لڑکی کو قتل کر کے مٹی میں دبا دیا۔ جب اس کے بھائی آئے تو وہی کہا جو شیطان نے سبق پڑھایا تھا۔ لڑکی کے بھائیوں کو اس عابد پر اتنا اعتماد تھا کہ انہیں اس کے متعلق ذرا سا بھی شک نہ گزرا۔ اور اپنی بہن کی تلاش میں نکل پڑے۔ لیکن وہ کہیں نہ ملی۔ ایک بار پھر شیطان ایک بوڑھی عورت کی شکل میں ان کے پاس آئی انہوں نے لڑکی کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا بادشاہ کی بیٹی کی بات کر رہے ہو؟ اس کو تو اس عابد نے قتل کر کے اپنی عبادت گاہ کے نیچے مٹی میں دبا دیا ہے۔ پہلے اس نے زنا کیا پھر ڈر کے مارے کہ کہیں پتہ نہ چل جائے اس کو قتل کر دیا اور وہ شیطان بوڑھی عورت کی شکل میں لڑکی کے بھائیوں کو وہاں لے آیا جہاں وہ دفن تھی۔ جب مٹی کھودی گئی تو لڑکی کی لاش خون سے لت پت برآمد ہوئی۔ لڑکی کے بھائی دیکھ کر چیخیں مار کار کر رونے لگے اور اپنے گریبان چاک کر لیے۔ عابد کو زنجیروں میں باندھ کر شہر لے آئے۔ یہ خبر ہر طرف پھیل گئی۔ وہ لوگ جو عابد کے وضو کے پانی کو اپنے لیے شفا اس کے پاؤں کی خاک کو سرمہ سمجھتے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر پتھر اٹھا اٹھا کر اسے مارنے لگے۔ آخر کار اسے تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ اس وقت شیطان ایک خوبصورت آدمی کی شکل میں آیا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا۔ اے عابد تو ستر سال تک آسمان کے نیچے خدا کی عبادت کرتا رہا آخر تیرا نتیجہ اور انجام یہ نکلا کیا فائدہ ہوا عبادت کرنے کا۔ میں زمین کا خدا ہوں تو مجھے ایک بار سجدہ کر دیکھ میں کس طرح اس مصیبت سے نجات دیتا ہوں۔ عابد نے کہا: پھانسی کے تختے پر کس طرح سجدہ کروں؟ شیطان نے کہا آنکھ اور سر کے اشارے سے سجدہ کر یہی کافی ہے۔ عابد نے ایسا ہی کیا۔ ہر چیز برباد کر بیٹھا نہ دنیا رہی اور نہ ہی آخرت حکم خدا سے پرندے آ کر اس کو نوچنے لگے۔ فرشتے سنگسار کرنے لگے اور جہنم واصل ہو گیا۔ خدا سے بحق محمد آل محمد علیہم السلام دعا کرتے ہیں کہ ہمیں امتحانات سے محفوظ فرمائے۔

دوسری چیز اور مقام جہاں خدا اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ عبادات مالیہ ہیں۔ یعنی خدا

https://www.shiabookspdf.com/

نے اپنے بندوں کے مال میں حق رکھا ہے۔اس کے ذریعے سے امتحان لیتا ہے۔ مثلاً خمس زکوٰۃ دینا۔ حج پر جانا اور دیگر واجبات۔ کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر خدا ہمیں مال عطا فرمائے گا تو ہم خمس دیں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، حج بجا لائیں گے۔ فقراء اور مساکین کا حق ادا کریں گے۔ اسی طرح دوسرے اچھے امور بجالائیں گے۔ لیکن جب خدا انہیں مال عطا کرتا ہے تو سب کچھ بھول جاتے ہیں اور سود خور بن جاتے ہیں۔ لوگوں سے دھوکہ کرتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خدا دوبارہ ان سے مال چھین لیتا ہے۔

تین آدمیوں کا قصہ

ان تین آدمیوں کا قصہ جو بنی اسرائیل میں اندھے، گنجے اور مبروص تھے کتاب اثنی عشریہ میں ہے کہ خدا نے ان تین آدمیوں کا امتحان لیا ایک فرشتے کو ان کی طرف بھیجا۔ پہلے برص والے کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ تو خدا سے کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ برص کی بیماری دور ہو جائے۔ فرشتے نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ ٹھیک ہو گیا۔ فرشتے نے پوچھا مال دنیا میں سے کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا خدا ایک اونٹ دے دے۔ اسے اونٹ بھی دیا اور کہا خدا مبارک کرے۔ اس کے بعد گنجے کے پاس آیا اور پوچھا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میری خواہش ہے میرا سر درست ہو جائے اور سر پر بال آ جائیں۔ فرشتے نے سر پر ہاتھ پھیرا اس کی بیماری دور ہو گئی اور بال آ گئے۔ فرشتے نے پوچھا اور کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں میرے پاس گائے ہو۔ اسے بچہ دینے والی گائے دی اور کہا خدا مبارک کرے۔

اس کے بعد اندھے کے پاس آیا اور کہا: تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں میری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا بینائی آ گئی۔ پوچھا مال دنیا میں سے کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں میرے پاس بھیڑ ہو۔ فرشتے نے دے کر کہا خدا مبارک کرے۔

ایک لمبا عرصہ گزر گیا اور خدا نے ان کے مال میں اتنی برکت عطا کی کہ جس کو ایک اونٹ ملا

https://www.shiabookspdf.com/

تھا۔ اس کے پاس ایک وادی اونٹوں کی ہوگئی۔ جس کے پاس گائے تھی ایک وادی گائے سے بھری اس کے پاس تھی۔ جس کے پاس ایک بھیڑ تھی ایک وادی بھیڑوں کی اس کے پاس ہوگئی۔

اسی اثنا میں وہ فرشتہ ایک فقیر آدمی کی شکل میں آیا۔ پہلے برص والے کے پاس آ کر کہنے لگا۔ ایک فقیر شخص ہوں مسافر ہوں بڑی دور سے آیا ہوں تھکا ہوا ہوں۔ مجھے ایک اونٹ دے دے تاکہ اپنے گھر تک جا سکوں۔ اس شخص نے کہا میرے خرچے بڑے ہیں۔ میں نہیں دے سکتا کسی اور سے جا کر لے لو۔ فرشتے نے کہا تو وہ شخص نہیں ہے جس کو برص کی بیماری تھی۔ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ اب خدا نے تجھے اتنے اونٹ دے دیئے ہیں۔ میں تجھے جانتا ہوں تیری حقیقت کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں یہ تو مجھے ارث میں ملے ہیں۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو خدا تجھے اسی حال میں کردے۔

اس کے بعد گنجے کے پاس آیا اور اسی طرح اس سے مانگا اس نے بھی وہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا میں تجھے جانتا ہوں تو وہی شخص ہے جو بال گرنے کی بیماری میں مبتلا تھا اور گنجا تھا۔ خدا نے تجھے شفادی اور مالدار کیا ہے اور اتنی گائے دی ہیں۔ اس نے کہا یہ تو سب مجھے وارثت میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر جھوٹ کہتا ہے تو خدا تجھے پہلی والی حالت پر لے جائے۔

اس کے بعد اندھے کے پاس آیا۔ اس سے بھی کچھ مانگا اس نے کہا تجھے اجازت ہے جو لیجانا چاہتا ہے لے جا۔ فرشتے نے کہا یہ سب تیرا ہی مال ہے۔ اپنے پاس رکھ خدا نے تمہیں برکت دی تھی اور امتحان لیا تھا۔ تو کامیاب ہوا اور تیرے دوسرے دو ساتھیوں پر غضبناک ہوا اور ان سے تمام مال چھین کر اسی طرح کر دیا ہے جیسے وہ پہلے تھے۔

پس انسان کو متوجہ رہنا چاہیے کہ کسی وقت بھی امتحان ہوسکتا ہے۔

چونکہ نقدی یا فتی مگشاد هان   هست در ره سنگهای امتحان

ترجمہ: کبھی کوئی مال مل جائے تو فوراً منہ مت کھول لو۔ بڑے بڑے پہاڑ امتحان کے تیرے سامنے موجود ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

جو شخص بھی اپنے مال سے خمس، زکوۃ اور دیگر اپنے واجبات ادا کرے گا اس کا مال محفوظ جائے گا۔ اور اگر نہ دے گا تو کسی وقت بھی ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

زکات مال بدر کن کہ فضلہ رز است   چہ باغبان ببرد بیشتر دھد انگور

ترجمہ: مال کی زکوۃ نکال دیا کرو کیونکہ یہ فضلہ ڈھال ہے۔ جو صاحب باغ حق ادا کرتا ہے اسے زیادہ ملتا ہے۔

جو لوگ مالدار ہوتے ہیں اور اپنے واجب حقوق ادا نہیں کرتے۔ اس قدر بیماریوں اور مصیبتوں میں گرفتار رہتے ہیں۔ کیونکہ نہ وہ صدقہ دیتے ہیں اور نہ ہی راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

صدقہ کے فوائد:

کتاب کلمہ طیبہ میں لکھتے ہیں۔ ایک دن امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ خانہ خدا میں کبوتر کیوں رہتے ہیں؟ اصحاب نے عرض کیا نہیں یابن رسولؐ اللہ۔ آپ خود فرما دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ قدیم زمانے میں ایک مرد کے گھر میں کھجور کا درخت تھا۔ اس پر کبوتر نے اپنا گھونسلا بنایا ہوا تھا۔ جب اس کے بچے نکلتے تو وہ مرد اوپر چڑھ کر بچے پکڑ کر ذبح کرتا اور کھا جاتا۔ ایک عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ کبوتر نے تنگ آ کر خدا سے اس مرد کی شکایت کی۔ کبوتر سے کہا گیا کہ اب اگر یہ مرد تیرے بچوں کو اٹھائے گا تو گر کر مر جائے گا۔ اس مرتبہ کبوتر نے بچے نکالے تو اس مرد نے دیکھا کبوتر درخت پر بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ کیا ہوتا ہے۔ جب وہ مرد درخت پر چڑھا۔ دروازے پر سائل نے آواز دی۔ کہ خدا کے راہ میں کچھ دو۔ وہ نیچے اترا۔ سائل کو کچھ دیکر دوبارہ درخت پر چڑھا۔ کبوتر کے بچوں کو پکڑا ذبح کیا اور کھا گیا اسے کچھ بھی نہ ہوا۔ کبوتر نے خدا کے دربار میں فریاد کی۔ اے پروردگار تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ کہاں گیا؟ کبوتر سے کہا گیا کہ اس مرد نے صدقہ دے کر اپنی جان بچالی ہے۔ اور اس سے مصیبت دور ہو گئی ہے۔ لیکن بہت جلد ہم تیری نسل میں اضافہ کریں گے۔ اور ایسے مقام پر تیرا ٹھکانہ بنائیں گے کہ تیری نسل کو کوئی بھی قیامت

https://www.shiabookspdf.com/

تک نقصان نہ پہنچا سکے پھر خدا کے حکم سے اس کبوتر کو خانہ کعبہ لایا گیا۔ جہاں امن و امان میں ہیں اور کسی کو ان کے شکار کی بھی اجازت نہیں ہے۔

ہاں خدا کا حرم ہمیشہ سے ہر ایک کے لیے امن کی جگہ تھی۔ حتیٰ کہ حیوانات کے لیے بھی۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (و من دخلہ کان آمنا) جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا۔

لیکن خدا کا گھر نواسہ رسولؐ کے لیے امن کا گھر نہ رہا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہاں اس امت کے اشقیا میرا خون بہا کر اس گھر کے حرمت پامال کر دیں گے۔

سید الشہداء علیہ السلام کا مکہ سے خروج:

مخزن البکاء میں لکھتے ہیں۔ کہ یزید نے تیس آدمی حاجیوں کے لباس میں مکہ بھیجے تا کہ حسین علیہ السلام کو جہاں پائیں قتل کر دیں۔ اسی لیے حضرت نے آٹھ ذالحجہ ترویہ کے دن عرفہ کی رات کو مکہ سے جانے کا ارادہ کر لیا۔

ملاحظہ فرمائیں۔ جو شخص بھی حج کے لیے جاتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ آٹھ ذالحجہ تک ضرور بضرور خود کو مکہ تک پہنچائے۔ لیکن جو ہستی مکہ کے پیدا ہونے کا باعث بنی اس پر حالت اتنے سخت کر دیے گئے کہ حج انجام دیئے بغیر وہی روتی آنکھوں دُکھے دل کو لیے ہوئے مکہ سے باہر چلے گئے۔

لہوف میں سید ابن طاؤس لکھتے ہیں کہ محمد حنیفہ نے حضرت کے پاس آ کر عرض کیا یا حضرت اے میرے بھائی آپ اہل کوفہ کو جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی حسن کے ساتھ انہوں نے کیا کیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کو بھی ان کی طرح شہید نہ کر دیں۔ اگر مصلحت سمجھیں تو مکہ ہی میں رہیں۔ حضرت نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ یزید بن معاویہ دو کے سے مجھے قتل نہ کر دے اور خدا کے گھر کی حرمت پامال نہ ہو جائے۔ میں نہیں چاہتا ایسا ہو۔ محمد حنیفہ نے عرض کیا۔ بھائی اگر آپ مکہ میں نہیں رہنا چاہتے تو پھر یمن کی طرف چلے جائیں۔ حضرت نے فرمایا: اے میرے بھائی میں اگر کسی سوراخ میں بھی چھپ جاؤں یہ لوگ مجھے وہاں سے

https://www.shiabookspdf.com/

بھی نکال کر شہید کریں گے۔

حضرت نے دیکھا کہ محمد حنفیہ بڑا اصرار کر رہا ہے۔ فرمایا اچھا میں سوچتا ہوں۔ جب سحری کا وقت ہوا تو حکم فرمایا: سامان لادا جائے اور عورتوں کو سوار کیا جائے۔ محمد حنیفہ کو پتہ چلا تو راستے میں آ کر عرض کرنے لگا آقا۔ آپ نے تو فرمایا تھا کہ میں سوچوں گا۔ آپ نے فرمایا: جب تو چلا گیا تو میرے نانا رسولؐ خدا میرے پاس آئے اور فرمایا" یا حسین اخرج فان اللہ شاء ان یراک قتیلا" اے حسین مکہ چھوڑ دو خدا تجھے شہید دیکھنا چاہتا ہے۔ محمد حنیفہ نے عرض کیا یا حضرت اگر آپ شہید ہی ہونا چاہتے ہیں تو پردہ داروں کو ساتھ کیوں لے جا رہے ہیں۔ "قد قال لی ان اللہ قد شاء ان یریھن سبایا" آپ نے فرمایا اے میرے بھائی نانا رسولؐ خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ خدا تیری پردہ داروں کو قیدی دیکھنا چاہتا ہے۔

اسیروں کا قافلہ شام میں:

عزادرو۔ اہل بیت کی رسوائی کی اس وقت انتہا ہو گئی جب یہ قافلۂ اسیران شام میں داخل ہوا۔ شامیوں نے دکانیں بند کر دیں شہر کو سجایا گیا۔ خوشیاں منا رہے تھے اور بہت بڑی تعداد شامیوں کی شام کے دروازے پر اہل بیت پیغمبرؐ کا تماشا دیکھنے کے لیے کھڑے تھے۔

آه از آن ساعت كه زینب خوار شد — وارد دروازه و بازار شد
دسته دسته شامیان بر كیف خضاب — می زدندش طعنه هامی بی حساب
آن یكی گفتا عجب افسرده است — دیگر گفته برادر مرده است
آن یكی گفتا كه اینها كیستند — دیگری گفتا مسلمان نیستند

ترجمہ: ہائے افسوس اس گھڑی پر جب زینب خوار ہوئی جب شام کے دروازے اور بازار میں داخل ہوئی۔

شامی گروہ گروہ ہاتھوں پر مہندی لگا کر تالیاں بجا رہے تھے اور بے حساب طعنے دے رہے تھے کسی نے کہا کہ یہ قیدی بڑے پریشان حال ہیں کسی نے کہا ان کے بھائی قتل ہو گئے۔

کسی نے پوچھا یہ کون ہیں۔ جواب ملا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ سہل بن سعید زوری کہتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ میں شام کے دروازے پر پہنچا دیکھا بہت سے لوگ دروازے پر کھڑے ہیں مہندی لگے ہاتھوں کے ساتھ تالیاں بجا رہے ہیں۔ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں۔

میں نے کسی سے پوچھا آج کون سا دن ہے کہ اتنی خوشی منائی جا رہی ہے؟

اس نے جواب دیا کہ آج ایک خارجی کا سر اس کے اہل وعیال کے ساتھ لایا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا خارجی کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا نام حسین بن علی ابن ابی طالب ہے ہبل کہتا ہے میں دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا.............

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین و سیعلم الذین

ظلموا ای منقلب ینقلبون

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر۹۸

نقد صوفی نہ ہمہ صافی بی غش باشد ای بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد
ای بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد صوفی ما کہ رورد سحری مست شلی
شامگاھش نگران باش کہ سر خوش باشد خط ساقی گراز این گونہ زند نقش بر آب
ای بسا رخ کہ بہ خونابہ منقش باشد ناز پرورد تنعم، نبرد راہ بہ دوست
عاشقی شیوہ رندان بلاکش باشد خوش بود گر محک تجربہ آیہ بہ میان

ترجمہ: صوفی کا نقد مال اور نہ ہی ہر صاف نظر آنے والا مال ملاوٹ کے بغیر ہوتا ہے۔ بلکہ کبھی چھوٹا سا کپڑا ابھی آگ لگنے کا سبب ہوتا ہے۔

اے ہمارے صوفی جو سحری کے ورد سے مست ہوگیا۔ شام کے وقت تک خیال رکھنا کہ انجام اچھا رہے۔ بڑی اچھی بات ہے اگر اندر تجربہ کی مہک ہو۔ کیونکہ جس کے اندر ملاوٹ ہوتی ہے وہ روسیاہ ہو جاتا ہے۔ خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے (لتبلوّن فی اموالکم و انفسکم) تمہارے مال اور جانوں میں تمہارا امتحان لیا جائے گا۔

خدا کی حکمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بندوں کا امتحان لیا جائے تا کہ ان کا باطن ظاہر ہو جائے۔ امتحان کے اسباب چند چیزیں ہیں۔ ایک چیز عبادت ہے خاص طور پر عبادت مالیہ جیسے خمس، زکوۃ، دینا حج ادا کرنا اور دوسرے مالی حقوق ادا کرنا۔ بہت سے لوگوں کو خدا جب مال دیتا ہے تو یہ مالی حقوق دینا بھول جاتے ہیں جبکہ تنگدستی کی صورت میں وہ یہ کہتے تھے کہ اگر خدا مجھے مال دے گا تو میں تمام حقوق ادا کرونگا۔ لیکن وہ سرکش ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ ایسے انسان کے بارے میں خدا فرماتا ہے (ان الانسان لیطغی ان رآہ استغنی) جب انسان نے اپنے آپ کو مالدار دیکھا تو سرکش ہوگیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ثعلبہ انصاری کی داستان:

تفسیر صافی میں ہے۔ ثعلبہ بن حاطب انصاری زہد و پرہیز گاری میں شہرت رکھتا تھا۔ ایک دن پیغمبر اسلامؐ کے پاس آیا اپنے فقر اور تنگدستی کی شکایت کی اور عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ خدا مجھے مال و دولت عطا کرے حضرت نے اسے بڑا منع کیا کہ اے ثعلبہ افسوس ہے تجھ پر ایسی درخواست کر رہا ہے۔ یہ بات تیرے لیے اچھی نہیں ہے۔ جو کچھ خدا نے تجھے دے رکھا ہے اسی پر قناعت اور صبر کرے اور خدا کا شکر بجالا۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں خدا سے دعا کروں تو وہ مجھے سونے اور چاندی کے پہاڑ عطا کر دے گا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اس ثروت و دولت کا انجام و عاقبت بُرا ہے اور فقر کا انجام اچھا ہے جاؤ اپنے رسول کی سیرت پر عمل کر۔ حضرت نے بڑی نصیحت کی لیکن ثعلبہ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بار بار حضرت کے پاس آ کر دعا کی درخواست کرتا تھا۔ ایک دن آ کر عرض کرنے لگا۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں اگر خدا مجھے مال دے گا تو میں اس مال میں سے ہر صاحب حق کا حق ادا کرونگا۔ اور صلہ رحمی انجام دونگا یہ سن کر حضرت نے دعا کی کہ اے پروردگار جتنا ثعلبہ چاہتا ہے اسقدر اسے مال عطا فرما۔ ثعلبہ کے پاس چند بھیڑیں تھیں خدا نے ان میں اتنا اضافہ فرمایا کہ شہر کے اندر گھر میں نہ رکھ سکا مال باہر لے گیا اور پانچ وقت کی نماز کے لیے حاضر ہونے سے قاصر ہو گیا۔ اور مسجد نبوی میں نماز پنجگانہ پڑھنے سے محروم ہو گیا۔ مال اتنا زیادہ ہوا کہ مدینہ سے بھی دور ہو گیا۔ اور نماز جمعہ میں بھی حاضر ہونے سے محروم ہو گیا ایک عرصہ گزر گیا اور خدا کی طرف سے زکوۃ کی آیت نازل ہوئی رسولؐ خدا نے ایک جن مرد کو نبی سلیم کے ایک آدمی کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ جا کر ثعلبہ کو آیت زکوۃ سنائیں اور اس سے زکوۃ لیکر آئیں اور یہ بھی فرمایا کہ جب ثعلبہ سے زکوۃ لے لو تو فلاں سلیمی مرد سے بھی زکوۃ لینا کیونکہ اس کے پاس بھی بڑی تعداد میں اونٹ ہیں۔ ان دونوں افراد نے آ کر ثعلبہ کے سامنے آیت پڑھی اور حضرت کی لکھی ہوئی تحریر بھی سنائی جس میں حضرت نے تحریر فرمایا تھا کہ تجھ پر زکوۃ واجب ہو چکی ہے لیکن ثعلبہ

https://www.shiabookspdf.com/

نے مال کی محبت کی وجہ سے ان کے جواب میں کہا۔ یہ جو محمدؐ ہم سے لے رہے ہیں جزیہ ہے۔ ابھی جاؤ میں اس بارے میں سوچوں گا۔ اس کے بعد وہ دونوں افراد سلیمی مرد کے پاس آئے فرمان پیغمبرؐ کے مطابق اپنے اونٹوں میں گیا اور جتنی زکوٰۃ بنتی تھی اس نے بہتر سے بہتر اونٹ تلاش کر کے زکوٰۃ نکالی اور ان کو دے دیئے۔ وہ دوبارہ پھر ثعلبہ کے پاس گئے اور اپنا مطالبہ دہرایا۔ اس نے وہی جواب دیا دونوں افراد حضرت کی خدمت میں واپس آگئے اور تمام صورت حال سے پیغمبرؐ کو آگاہ کیا۔ حضرت نے فرمایا: ثعلبہ کی حالت پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ بنی سلیم کے مرد کے لیے دعا کی جس نے حضرت کے حکم کے مطابق زکوٰۃ ادا کر دی تھی۔ اس وقت ثعلبہ کی مذمت میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی (و منهم من عاهد الله لئن آتنا من فضله لنصدقن و لنكونن من الصالحين فلما آتيهم من فضله بخوا به و تولوا وهم معرضون) کچھ لوگ ایسے ہیں جو خدا سے عہد کرتے ہیں کہ اگر خدا ہم کو اپنے فضل سے مال عطا کرے گا تو ہم راہ خدا میں صدقہ دیں گے اور نیک بنیں گے۔ لیکن جب خدا ان کو اپنے فضل سے عطا کرتا ہے تو وہ کنجوسی کرتے ہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور اس سے اعراض کرتے ہیں۔

جب ثعلبہ کو اس آیت کے بارے میں علم ہوا کہ میری مذمت میں نازل ہوئی ہے۔ تو مال اکٹھا کر کے حضرت کی خدمت میں لایا لیکن آپؐ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے پاس لایا لیکن کسی نے بھی قبول نہ کیا۔ آخر کار اسی حالت میں مر گیا جبکہ اس کی گردن پر حق زکوٰۃ موجود تھا۔ پس یہ ہے اس شخص کا نتیجہ جو خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا نہ کرے۔ اس لیے ہمیں خدا سے کوئی چیز اس طرح نہیں مانگنی چاہیے کہ بعد میں پشیمان ہونا پڑے بلکہ خدا جو بہتر جانتا ہے۔ وہ کرتا ہے۔ دوسرا مقام جہاں خدا امتحان لیتا ہے۔ وہ گناہ کا مقام ہے۔

وہ انسان بڑی فضیلت کا مالک ہے۔ جو خلوت میں بھی گناہ نہ کرے کچھ لوگ دوسروں کے سامنے تو گناہ نہیں کرتے انہیں اپنی عزت و آبرو کا خیال ہوتا ہے۔ لیکن چھپ کر کر جاتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔ ہاں جو شخص ہر جگہ گناہ کرنے سے ڈرے چاہے کسی کے سامنے یا چھپ کر وہ تعریف کے لائق ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ شیطان حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں آپ کو ایک ہزار تین کلمات کی نصیحت کروں۔ جبرئیل نے موسیٰ سے کہا کہ آپ اس سے کہیں آخری تین کلمات کی نصیحت کرو۔ کیونکہ باقی ہزار اس کا مکر وفریب اور دھوکہ ہے۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ آخری تین نصیحتیں کرو۔ اس نے کہا۔

پہلی یہ ہے کہ جب بھی کسی کو کوئی چیز دینے کا ارادہ کرے تو دینے میں جلدی کرو ورنہ میں تمہیں پشیمان کرونگا۔ دوسری یہ ہے کہ جب آپ کو غصہ آئے تو اپنی جگہ تبدیل کرلو ورنہ میں آپ کو فتنہ میں ڈال دونگا۔ تیسری یہ ہے کہ نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھو ورنہ میں تمہیں زنا میں گرفتار کردونگا۔ خدا ہم سب کو شیطان کے مکروفریب سے محفوظ فرمائے۔

روایات میں ملتا ہے کہ خدا نے ملائکہ کو بھی امتحان میں مبتلا کیا۔ جیسے کہ ایک روایت میں ہے۔ ملائکہ نے خدا سے عرض کیا اے پروردگار ہم نے کہا نہ تھا کہ آدم کو پیدا نہ کر یہ زمین میں فساد پھیلائے گا۔ دیکھا اب اولاد آدم نے زمین میں کیا فساد پھیلا رکھا ہے۔ خدا نے فرمایا، خاموش ہوجاؤ۔ قوت شہوت اور قوت غضب جو میں نے انسان کے اندر رکھی ہے۔ اگر تمہارے اندر رکھتا تو تم بھی اسی طرح فساد پھیلاتے۔ فرشتوں نے اس بات کا انکار کیا اور کہنے لگے اے پروردگار ہم کبھی بھی فساد نہ کرتے خدا نے فرمایا: اچھا امتحان کے لیے اپنے میں سے زیادہ علم رکھنے والے اور افضل فرشتوں کو اختیار کرو میں ان کا امتحان لیتا ہوں۔ میں ان دو کو بشر کی شکل میں شہوت اور غضب دے کر زمین پر بھیجتا ہوں۔

ہاروت اور ماروت کا قصہ:

ملائکہ نے افضل ترین دو فرشتوں کا انتخاب کیا۔ خدا نے ان دو کو بشر بنایا۔ شہوت اور غضب ان کے اندر پیدا کیا۔ اور زمین کی طرف بھیج دیا۔ انہیں یہ بھی کہا کہ زنا نہ کرنا، شراب نہ پینا، کسی انسان کو قتل نہ کرنا خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ یہ دونوں زمین پر آگئے۔ آکر لوگوں کے درمیان قضاوت کرتے تھے اور ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتے تھے۔ ایک دن ایک عورت

https://www.shiabookspdf.com/

جس کا نام زہرہ تھا ان دو میں سے ایک کے پاس اپنا جھگڑا لے کر آئی کہ اس کا فیصلہ کرو۔ اس قاضی نے جب اس عورت کے حسن کو دیکھا تو اس کا عاشق ہو گیا اور اس عورت کو زنا کی دعوت دی اس عورت نے اسے اپنے گھر لے جانے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد وہ دوسرے کے پاس آئی وہ بھی دیکھ کر اس پر عاشق ہو گیا۔ اس سے بھی گھر لے جانے کا وعدہ کیا۔ دونوں جب اس عورت کے گھر گئے تو ایک دوسرے کو دیکھ کر شرمسار ہوئے۔ اس کے بعد کہنے لگے ہم دونوں ایک ہی کام کے لیے آئے ہیں کوئی بات نہیں۔ وہ عورت ان کے پاس آئی اور کہنے لگی میں ایک بت پرست ہوں۔ اور تم خدا کی عبادت کرتے ہو۔ جب تک اس بت کے سامنے سجدہ نہ کرو تم میرے قریب نہیں آسکتے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم کس طرح بت کو سجدہ کریں۔ ہم تو خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن شہوت غالب آگئی دونوں نے بت کو سجدہ کر دیا اور مشرک ہو گئے۔ اور مشرک کو خدا معاف نہیں کرتا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (ان الشـــرک لظلم عظیم) اس کے بعد وہ دونوں کہنے لگے کہ اب اپنا وعدہ پورا کرو۔ اس نے کہا جب تک تم شراب نہ پیو گے اس وقت تک یہ نہیں ہو سکتا۔ شہوت غالب تھی دونوں نے شراب بھی پی لی۔ اس دروازے پر ایک فقیر آ گیا اس نے ان کو عورت کے گھر میں دیکھ لیا۔ عورت نے کہا اس فقیر نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ یہ جا کر سب کو بتا دے گا۔ ہم رسوا ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب کیا کریں؟ اس نے کہا اسے قتل کر دو اور مٹی کے نیچے چھپا دو۔ دونوں نے فقیر بیچارے کو قتل کر دیا اور مٹی میں دبا دیا۔ اس کے بعد وہ عورت غائب ہو گئی۔ دونوں سر پیٹ کر کہنے لگے دیکھا ہم نے شہوت کی وجہ سے وہ سب کچھ کیا جس سے خدا نے ہمیں منع کیا تھا۔ اس کے بعد خدا نے ان دونوں کو اختیار دیا کہ تمہیں کونسا عذاب دیا جائے۔ دنیا کا یا آخرت کا جانتے تھے کہ آخرت کا عذاب کو اس لئے دنیا کے عذاب کی درخواست کی اس کے بعد خدا نے ان دونوں کو بابل کے ایک کنویں میں آنکھوں کی پلکوں سے باندھ کر قیامت تک الٹا لٹکا دیا تا کہ ملائکہ اور لوگوں کے لیے باعث عبرت بنیں۔ امتحان کا ایک اور مقام فقر ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

عابد اور فاسق دو بھائیوں کا قصہ:

ایک روایت میں ہے کہ دو بھائی ایک گھر میں رہتے تھے۔ ایک نیچے کے کمرے میں اور دوسرا اوپر والے میں۔ اوپر والا بھائی عابد، متقی، پرہیز گار اور غریب آدمی تھا۔ نیچے والا شراب خور، فاسق و فاجر اور دولت مند تھا۔ خدا جن لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ انہیں فقر اور غربت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور جن کو پسند نہیں کرتا انہیں مال دیکر عذاب میں ڈالتا ہے اور ان کی آزمائش کرتا ہے۔

در قیامت بندہ را گوید خدا　　ھین چه کر دی آنچه دادم من تورا
چشم و گوش و هوش و گوهر هائی عرش　　خرج کردی چه خریدی تو ز فرش
لعنت دادم بگو شکرت چه بود　　دادمت سر مایه هین بنمای سود

ترجمہ: قیامت کے دن خدا بندے سے کہے گا۔ میں نے تجھے جو کچھ دیا تھا۔ اس کا کیا کیا؟ میں نے تجھے آنکھ، کان اور عقل جیسے گوہر نایاب دیئے تھے تو زمین میں ان کے ساتھ کیا خرید کر لایا ہے۔

میں نے تجھے نعمت دی تھی۔ تیرا شکر کہاں ہے۔ میں نے تجھے سرمایہ عطا کیا تھا تاکہ اس کے ذریعے سے آخرت کے فوائد خریدے کیا فائدہ خرید کر لایا ہے۔

ان دو بھائیوں میں غریب اور نیک بھائی نے اپنے فاسق و فاجر بھائی کو نصیحت کرنا شروع کی اور کہنے لگا۔ قیامت نے آنا ہے۔ حشر و نشر ہے۔ موت آئے گی تو خدا سے ڈر اور میری طرح نیک انسان بن جا۔ فاسق وہ فاجر بھائی نے کہا۔ یہ باتیں رہنے دو مجھے اپنے جیسا بنانے کی بجائے تو بھی میری طرح بن جا۔ دیکھنا میری طرح دولت مند ہو جائے گا۔ لہذا اس پر نصیحت کا کوئی اثر نہ ہوا ایک عرصہ گذر گیا اور امتحان کا وقت آ پہنچا۔ نیک شخص غربت کی وجہ سے اتنا تنگ آ گیا کہ اس کے بچے بھوک سے بلکنے لگے۔ ارادہ کیا کہ میرا بھائی سچ کہتا ہے۔ نیک بننے میں سوائے بھوک اور افلاس کے رکھا کیا ہے۔ بھائی کے پاس جاتا ہوں تاکہ دولت حاصل کروں۔ دوسری طرف فاسق و فاجر بھائی اپنے گناہوں سے تنگ آ کر کہنے لگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

کہ بڑے گناہ کر لیے۔ اب بس خدا کو حساب بھی دینا ہے۔ مرنا بھی ہے۔ جاتا ہوں اپنے نیک بھائی کے پاس اور اس کی طرح بننے کی کوشش کرتا ہوں۔ دونوں اٹھے اور ایک دوسرے کے پاس آنے کے ارادے سے اوپر والا نیچے کی طرف آیا اور نچلے والا اوپر کی طرف گیا دونوں کی راستے میں ملاقات ہوگئی اسی وقت خدا نے عزرائیل کو بھیجا کہ ان کی روح قبض کرلے جو نیک تھا اور برائی کا ارادہ لے کر آیا تھا۔ اسے جہنم میں ڈال دے اور جو فاسق و فاجر تھا نیک بننے کے ارادے سے آرہا تھا۔ اسے بہشت میں لے جا۔

پس دنیا امتحان کا گھر ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور امتحانات اور آزمائشوں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ایک اور مقام امتحان مصیبت ہے۔ جس مومن کے پاس جتنا زیادہ ایمان ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کا امتحان ہوگا۔ جیسے حدیث میں وارد ہے۔ "انما المومن بمنزلة كفة الميزان كلما زيد في ايمانه زيد بلائه" بے شک مومن ترازو کے پلڑے کی طرح ہے۔ جس کا جتنا ایمان زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا امتحان زیادہ ہوگا۔ خدا مومنوں اور نیک لوگوں کا امتحان اس لیے لیتا ہے تا کہ ان کا امتحان لے کر انہیں خالص کردے۔ جیسے کہ سونے اور چاندی کو خالص کرنے کے لیے آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح مومن کو دنیا کی بلاؤں میں مبتلا کرکے خدا خالص مومن بناتا ہے۔

جیسے کسی شجاع کی شجاعت کا اس وقت پتہ ہی نہیں چلتا جب تک جنگ نہ ہو۔ اسی طرح خدا مومن کا امتحان لیتا ہے تا کہ اس کے صبر کو آزمایا جاسکے اور وہ خدا کے نزدیک بلند مقام و درجہ حاصل کرلے۔ جیسے خدا فرماتا ہے (وجزاؤ هم بما صبروا جنة و حريرا) ان کے صبر کی وجہ سے انہیں بہشت اور بہشت کا لباس جزا کے طور پر دیا جائے گا۔ ایک اور وجہ امتحان کی یہ ہوتی ہے کہ انسان شیطان کے دھوکہ و فریب اور نفس امارہ کے غلبہ کی وجہ سے گناہ کر بیٹھتا ہے۔ لہذا خدا اس کو مشکلات میں ڈال کر امتحان لیتا ہے تا کہ تمام گناہ اور کدورتیں ختم ہوجائیں۔

این بلامی، دوست تطهیر شما است　　علم او بالای تدبیر شما است

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: یہ جو دوست یعنی خدا کی طرف سے کوئی بلا آتی ہے تو تمہیں پاک کرنے کے لیے آتی ہے۔ جو وہ جانتا ہے تمہاری سوچ وہاں تک پہنچ نہیں سکتی۔ امتحان میں ڈالنے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہوتی ہے تاکہ بندہ ذکر خدا سے غافل نہ ہو اور بلاؤں کی وجہ سے خدا کو یاد کرے گا دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے گا کہ خدا اسے معاف کردے۔

روایت میں ہے کہ اولاد آدم میں اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو کوئی چیز بھی جھکا نہ سکتی تھی۔ ایک فقر یعنی غربت دوسری بیماری اور تیسری موت۔ اگر یہ تین چیزیں نہ ہوتیں تو انسان سرکش ہوتا اور کبھی بھی خدا اور رسول کی بات کو نہ مانتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

دردها داده است حق از لطف خویش　　تانخسپم جمله شب چون گاؤمیش

خلق رابا تو خدا بد خو کند　　تاترانا چار رو آنسو کند

ترجمہ: یہ درد خدا نے اپنے لطف و کرم سے دیئے ہیں تاکہ ساری رات جانوروں کی طرح سویا نہ رہوں۔

مخلوق کو خدا تیرے خلاف کردے گا تاکہ تو مجبور ہو کر آنسو بہائے۔ ایک خطیب و واعظ ہمیشہ منبر پر ظالموں اور سرکشوں کے لیے دعا کرتا تھا۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس کا جواب تھا۔

گفت نیکوئی از اینها دیده ام　　من دعا شان زین سبب بگزیده ام

هر گهی که روبد نیا کر دمی　　من از ایشان زخم و ضربت خوردمی

ترجمہ: اس نے کہا میں نے ان سے ایک نیکی دیکھی ہے جس وجہ سے میں ان کے لیے دعا کرتا ہوں۔ جب بھی میں نے دنیا کی طرف توجہ کی ہے ان کی طرف سے مجھے نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اس لیے یہ ان کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے کہیں دنیادار نہیں بنا۔ اس لیے ان کے لیے دعا کرتا ہوں۔

بنده می نالد بحق از درد نیش　　صد شکایت می کنداز رنج خویش

حق همی گوید که آخر رنج و درد　　مرترا لا به کنان وراست کرد

این گله نران نعتمی کن کت زند　　از در ما دور مطهرودت کند

https://www.shiabookspdf.com/

در حقیقت ہر عدو داروی تست　　کیمیای نافع و دلجوی تست

ترجمہ: کسی کی طرف سے جب کوئی تکلیف پہنچی ہے تو بندہ حق بجانب روتا ہے اور اپنی اس تکلیف کی سینکڑوں بار شکایت کرتا ہے۔

حق یہی کہتا ہے کہ یہ رنج و درد تجھے راہ راست پر لانے کے لیے ہیں یہ دنیا کی چیزیں اور نعمتیں تجھے ہمارے دروازے سے دور کردیں گی۔

درحقیقت ہر دشمن تیرے لیے دارو ہے ایک فائدہ دینے والا نسخہ ہے اور تیری دلجوئی کرنے والا ہے۔

انبیاءؑ اور اولیاء نے جو مصائب کو قبول کیا ہے۔ اس لئے تھا کہ اس میں وہ فائدہ دیکھتے تھے، اسی لیے خدا سے مصائب کی خواہش کرتے تھے۔

انبیاء درد از خدا می خواستند　　اولیاء راهم بدرد آراستند

از حجامت کو دکان گریندزار　　که نمی دانند ایشان سرّ کار

مرد خود زرمی دهد حجام را　　می نوازد تیغ خون آشام را

ترجمہ: انبیاء خود خدا سے درد و مصائب کی خواہش کرتے تھے اور اولیاء کو بھی خدا نے ان دردوں سے آراستہ کیا تھا۔ بچوں کو خون نکلوانے سے ڈر لگتا ہے کیونکہ بچے تو اس کا راز نہیں جانتے تھے۔ مرد خود اپنے ہاتھ سے خون نکالنے والے کو رقم دیتا ہے اور خون پی جانے والی تیغ کی خدمت کرتا ہے۔

خدا اپنے بندوں کا امتحان حرام مال سے بھی لیتا ہے۔ مثلاً اگر کسی جگہ کوئی مال و دولت اسے مل جائے اور اسے صاحب مال تک پہنچا دے تو اس سے بڑا کوئی مومن نہیں ہے اور اگر یہ مال کھا جائے گا تو اس سے بڑا کوئی خیانت کار نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ دودھ فروش یا کوئی شیرہ وغیرہ کا کام ہے۔ ان چیزوں میں سے کسی میں نجس چیز گر جائے اب اس کا امتحان ہے۔ اگر اس نے اس نجس چیز کو بیچ ڈالا تو اپنے ایمان کو تباہ کر دیا لیکن اگر اس نجس چیز کو ضائع کر دیا تا کہ کوئی دوسرا اس کو نہ کھائے تو اس امتحان میں کامیاب ہے اور یہ بندہ صاحب ایمان

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ یا اگر کسی کے پاس کسی کی امانت تھی۔ اس امانت پر کوئی گواہ بھی نہ تھا۔ امانت والا شخص مرجائے۔ اب اس شخص کا امتحان ہے۔ آیا یہ امانت اس شخص کے وارثوں کو یہ واپس کرتا ہے یا نہیں۔ اگر دیتا ہے تو صاحب ایمان ہے وگرنہ خیانت کار۔ کتاب لآلی اخبار میں ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے زمانے میں ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے پاس جتنی بھی کھجوریں ہیں جو میں نے دوسروں کا حق غصب کر کے جمع کی ہیں سب حضورؐ تقسیم کر دیں۔ آپؐ نے اس شخص کے مرنے کے بعد اس کی کھجوروں کا تمام ڈھیر فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ نیچے سے ایک بوسیدہ سی کھجور نکلی حضرت نے اٹھا کر فرمایا: اگر یہ شخص اپنی زندگی میں اس کھجور کو اپنے ہاتھوں سے تقسیم کر کے جاتا تو میرے ان تمام کھجوروں کے تقسیم کرنے سے بہتر تھا۔ اسی طرح اگر کسی کو سود کا مال ملے تو اسے نہ کھائے اور جس کا وہ ہو اسے پلٹا دے یہ ایمان کی بہت بڑی علامت ہے۔ لیکن ایسا کرنے والے کم ہیں۔ جبکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ سود کا ایک درہم اتنا گناہ رکھتا ہے جتنا اپنی ماں کے ساتھ خانہ کعبہ میں ستر دفعہ زنا کیا ہو۔ لیکن اس کے باوجود کھانے سے باز نہیں آتے۔ ایک شخص حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ فلاں شخص کہتا ہے۔ سود کھانا بھی دوسرے معاملات کی طرح ہے جو ہم خرید و فروخت میں کرتے ہیں۔ جیسے انسان ایک چیز خرید کر مہنگی بیچتا ہے۔ سو میں بھی دو درہم دے کر چار لیتا ہے۔ حضرت نے یہ سن کر فرمایا: اگر خدا مجھے اجازت دیتا تو میں اس شخص کی گردن ایسے مارتا جیسے کتے کو مارا جاتا ہے۔ یعنی میں اسے ختم کر دیتا۔ گناہان کبیرہ میں سے ایک سود کھانا ہے۔ سود کھانے والے کے بارے میں خدا نے جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے۔ کہ اسے آگ میں ڈالا جائے گا۔ بہت سے لوگ سود کھانے کے سبب دولت مند ہوئے ہیں۔ سود کھانے والا حرام کھاتا ہے اور اپنی اولاد کو بھی حرام کھلاتا ہے اور بھی ان کی اولادیں خلاف شریعت کام کرتی ہیں۔ پھر اسی دولت کے ساتھ حج اور زیارات پر جاتے ہیں۔ ساتھ خدا سے یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ ہم بخش دے گا۔

(نوٹ: سود کی تفصیلات کے لئے ہماری کتاب دس بڑے گناہ کا مطالعہ ضرور

https://www.shiabookspdf.com/

کریں۔(بشوی)ایک اور امتحان کا مقام یہ ہے کہ جب انسان کسی بیماری یا مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو نذر اور منت مانتا ہے کہ خدا مجھے بیماری اور مصیبت سے نجات دے میں راہ خدا میں خیرات دونگا۔ نیک کام کرونگا فقیروں مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا یا لباس پہناؤں گا۔ جب وہ ٹھیک ہو جاتا ہے تو سب کچھ بھول جاتا ہے۔

گاہ گاہی عهد و پیمان می کنی چون شدی به در وفا جان می کنی

ترجمہ: کبھی تو وعدہ کرتا ہے کہ اگر میں ٹھیک ہوگیا تو فلاں نیک کام کرونگا۔ لیکن جب تو بہتر ہو جاتا ہے تو اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرتا۔ کبھی کبھی خدا اولاد کے ذریعے سے امتحان لیتا ہے۔ کسی کو اتنی زیادہ دولت دیتا ہے۔ لیکن اولاد سے محروم رکھتا ہے۔ کسی کو غربت کے عالم میں کثیر اولاد دیتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ اب یہ لوگ شکر ادا کرتے ہیں یا میری نافرمانی کرتے ہیں۔ اب کوئی تو امتحان میں کامیاب ہوتا ہے لیکن کچھ لوگ بے صبری دکھلاتے ہیں اور طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔(ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع و نقص من الاموال والا نفس و الثمرات و بشر الصابرین) ضرور بضرور ہم تمہیں آزمائیں گے۔ خوف، بھوک، اموال کی کمی جانوں کے اور ثمرات کے لینے سے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو۔ معصوم سے پوچھا گیا کہ ثمرات کی کمی سے کیا مراد ہے۔ حضرت نے فرمایا اس سے مراد اولاد کی موت ہے۔ پس معلوم ہونا چاہیے کہ خدا اولاد دینا کسی کے لیے مصلحت سمجھتا ہے تو اسے دیتا ہے اور جس کے لیے نہ دینا بہتر جانتا ہے اسے نہیں دیتا۔ جسے اولاد نرینہ دینا مصلحت جانتا ہے اسے وہ دیتا ہے اور جس کے لیے لڑکیاں دینا مصلحت سمجھتا ہے اسے وہ دیتا ہے۔ اسی طرح اگر خدا مصلحت سمجھتا ہے تو انسان کی اولاد کو زندہ رکھتا ہے اور جس کے لیے بہتر جانتا ہے کہ اس کی اولاد اس سے چھین لے تو وہ اسے واپس لے لیتا ہے۔

زهجران طفلی که در خاک رفت چه نالی پاک آمدو پاک رفت

تو پاک آمدی بر حذر باش و پاک که ننگ است ناپاک رفتن به خاک

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: جو بچہ مرگیا ہے اس کی موت پر رونا کیسا گناہوں سے پاک آیا تھا پاک ہی چلا گیا۔
تو گناہوں سے پاک آیا تھا۔ اب خیال کرنا اور پاک رہنے کی کوشش کرنا۔ کیونکہ ناپاک ہو کر مرنا بہت بڑا عیب اور عار ہے۔ پس صبر کرنا چاہیے اور اگر صبر نہ کرو گے تو کیا کرو گے؟
صبر کرنے والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے خدا ان پر درود بھیجتا ہے۔ (اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ) ان لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے درود اور رحمت ہے اگر مصیبت میں صبر کرو گے تو اس کا اجر ہے۔ اگر واویلا کرو گے تو مرنے والے کو زندہ نہیں کر دے گا۔ کیونکہ جو خدا لکھ چکا ہے۔ وہ تبدیل ہونے والا نہیں۔
خدا فرماتا ہے"**من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی فلیخرج من ارضی وسمائی**" جو شخص میری قضا پر راضی نہیں ہے اور میری بلا پر صبر نہیں کر سکتا وہ زمین اور آسمان سے باہر نکل جائے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو بچہ بچپن میں مر جاتا ہے قیامت کے دن بہشت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا۔ اور خدا سے کہے گا۔ میں اُس وقت بہشت میں داخل نہ ہونگا جب تک میرے والدین داخل نہ ہوں۔ پس انسان کو مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی جان اور سب کی جان کسی اور کے ہاتھ میں ہے اس لیے مصیبت کے وقت اُسے کہنا چاہیے" **انا للہ وانا الیہ راجعون**" ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اُسی کی طرف جانا ہے۔
خدا صبر ایوبؑ کو قرآن میں اس لیے ذکر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ بڑے صابر تھے۔ اُن کے دس خوبصورت اور حسین بیٹے تھے۔ ایک چھت کے نیچے بیٹھے تھے۔ چھت اوپر گری سب مر گئے۔ جب حضرت ایوبؑ پتہ چلا تو بڑے صبر اور حوصلے سے فرماتے ہیں " **الحمد للہ علی قضائہ وقدرہ ولا بدلی من اللحاق بھم**" میں حمد کرتا ہوں خدا کی اُس کی قضا وقدر پر بے شک مجھے بھی اپنے بیٹوں کے پیچھے جانا ہے۔
ہم سب مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ مرنے والے پہلے چلے گئے ان کے بعد ہماری باری ہے اولاد ایک امانت ہے خدا کی طرف سے دے کر وہ اپنی امانت لے لیتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

مدینہ میں ایک انصاری مرد کا بیٹا بیمار تھا۔ ہر روز جب گھر آتا تو اپنے بیٹے کو پوچھتا کہ اُس کا کیا حال ہے؟ ایک دن اُس بچے کا باپ اپنے کام گیا ہوا تھا۔ پیچھے وہ بچہ مر گیا۔ اُس کی ماں نے آنکھیں اور پاؤں باندھ کر قبلہ رُخ لٹا دیا۔ اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ اُس عورت کا شوہر گھر آیا اُس نے اپنے بیٹے کا پوچھا۔ عورت نے کہا آج کچھ بہتر ہے اور جلدی سو گیا ہے۔ شوہر نے کہا چلو اس کو جا کر دیکھتا ہوں۔ عورت نے کہا ابھی سویا ہے۔ اسے بے آرام نہ کرو۔ سونے دو۔ دونوں بیٹھ گئے۔ اور باتوں میں مشغول ہو گئے۔ اسکی عورت نے اپنے شوہر سے کہا چند دن پہلے ہمسایوں نے کچھ چیزیں لی تھیں۔ میں نے لینے کے لیے کسی کو بھیجا تو انہوں نے نہیں دیں۔ شوہر کہنے لگا کہ کتنے بڑے لوگ ہیں جو امانت لے کر واپس نہیں کرتے۔ اس وقت عورت نے کہا خدا نے بھی ہمیں بیٹا امانت دی تھی اب واپس لے لیا ہے۔ اور وہ فوت ہو گیا ہے۔ اب صبر کرو اور اٹھو اس کے کفن دفن کا انتظام کریں۔ عورت کی یہ بات سن کر شوہر خاموش ہو گیا اور کوئی بات نہ کر سکا۔ پیغمبر اسلام کا فرمان ہے۔ جس کے دو بچے مر جائیں اور صبر کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ موت ہر ایک کو آنی ہے۔ یہ ایک ایسا اونٹ ہے جسے ہر ایک کے گھر سونا ہے۔ جب بلا و مصیبت زیادہ ہوتی ہے تو اچھی لگتی ہے۔

آن روز که آب و خاک برهم زده اند   بر طینت آدم رقم غم زده اند

این است که کین لحظه کسی بی غم نیست   لکین ضربت اولین بر آدم زده اند

ترجمہ: جب آدم کو پیدا کیا گیا اس وقت سے آرام کی طینت میں غم کی قسمت میں لکھ دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے کوئی ایک لحظہ کے لیے بھی بے غم نہیں ہے۔ کیونکہ پہلے آدم پر یہ ضربت لگ چکی ہے۔ سب سے پہلے جس نے اولاد کا دکھ دیکھا وہ آدمؑ ابوالبشر ہیں۔ جب آدم مکہ گئے تو قابیل نے ہابیل کو دھوکے سے شیطان کے وسوسے میں آ کر قتل کر دیا۔ اور زمین میں دفن کر دیا۔ آدمؑ نے واپس آ کر پوچھا تو قابیل نے کہا مجھے کیا پتہ ہابیل کہاں ہے؟ حضرت آدمؑ نے خواب میں دیکھا ہابیل پکار رہا ہے "الغیاث بک یا ابتاہ" اے بابا میری مدد کرو۔ آدمؑ

https://www.shiabookspdf.com/

اٹھے سامنے جبرئیل کو دیکھا ہابیل کا پوچھا۔اس نے کہا قابیل نے قتل کر دیا ہے۔اور زمین میں چھپا دیا ہے۔جبرئیل آدم اور حوا کو ہابیل کی قبر پر لایا۔جب قبر کھولی گئی تو آدمؑ اور حوا نے دیکھا ہابیل کا سر زخمی ہے اور اطراف میں خون بکھرا پڑا ہے۔ چیخ مار کر بیہوش ہو گئے۔کیوں نہ ہوتے۔باپ بیٹے کی لاش کو نہیں دیکھ سکتا۔خدا جانتا ہے۔جب علی اکبر گھوڑے سے گرے اور حسین جوانؑ بیٹے کی لاش پر آئے تو کیسے دیکھا ہوگا۔سر پھٹا ہوا ہے اور بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے۔ایک چیخ ماری اور رو کر کہتے ہیں۔" قتل اللہ قوماً قتلوک......... علی الدنیا بعدک العفا" خدا اس قوم کو فی النار کرے جس نے تجھے قتل کیا ہے علی اکبر تیرے بعد دنیا کے سر پر خاک امام گھوڑے سے نیچے اترے بیٹے کا سر گود میں رکھا۔

آہ زچہ ای ندیدہ کامم	توبہ من نظر داری
مگر از دل فکار	پدرت خبر نداری
بہ تو گویم ای جگر خون	کہ شود ز غصہ مجنون
چو رسد بہ گوش لیلا	تو دیگر پسر نداری
گل احمر منی تو	مہ انور منی تو
علی اکبر منی تو	تو بہ من نظر نداری

ترجمہ: اے میرے جوان بیٹے تو جوانی میں ہی چلا گیا تجھے میرا خیال نہ آیا۔اے میرے بیٹے تجھے اپنے باپ کے تڑپتے دل کی کوئی نہیں خبر ہے۔اے میرے بیٹے تیری ماں تیری جدائی میں دیوانہ ہو جائے گی جب وہ سنے گی بیٹا نہیں ہے۔تو میرا سرخ پھول ہے۔تو میرا چمکتا ہوا چاند ہے۔تو میرا علی اکبر ہے تجھے میرا خیال نہیں ہے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۹۹

مژدہ ای دل کہ مسیحا نفسی می آید | کہ از انفاس خوشش بوی کسی می آید
از غم ھجر مکن نالہ و فریاد کہ دوش | زدہ ام فالی و فریاد رسی می آید
ھیچ کس نیست کہ در کوی تواش کاری نیست | ھر کس اینجا بہ طریق ھوسی می آید
کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجاست | این قدر ھست کہ بانگ جرسی می آید
خبر از بلبل این باغ مپرسید کہ من | نالہ ای می شنوم کز قفسی می آید
دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است | گو بیا خوش کہ ھنوزش نفسی می آید

ترجمہ: کتنا مبارک دل ہے جس سے مسیحا کی خوشبو آتی ہے۔ کیونکہ اس کے پاک سانسوں سے کسی کی خوشبو آتی ہے۔ غم ہجر کی وجہ سے نالہ و فریاد نہ کرو کیونکہ میں نے فال نکالی ہے اور کوئی فریادرس آنے والا ہے۔ کوئی ایسا نہیں ہے جس کو تیرے کوچے میں کوئی کام نہ ہو اس جگہ جو کوئی بھی آتا ہے کسی نہ کسی غرض کے تحت آتا ہے۔

کسی کو علم نہ ہو سکا کہ معشوق کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ بس اتنا پتہ ہے کہ گھنٹی کی آواز آتی ہے۔ اس باغ کے بلبل سے کچھ نہ پوچھ کیونکہ میں رونے اور گریہ کی آواز سن رہا ہوں جو پنجرے سے آرہی ہے۔ دوست سے اگر بیمار کا راز پوچھنا غم ہے تو کہو کہ آؤ خوش ہو جاؤ ابھی اسے سانس آرہا ہے۔

خدا فرماتا ہے (آلم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا و هم لا یفتنون و لقد فتنا الذین من قبلهم) کیا لوگوں کا گمان ہے کہ ان کو صرف اتنا کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لائے ہیں اور انہیں آزمایا نہ جائے گا۔ بے شک ہم نے ان سے پہلے والوں کا بھی امتحان لیا ہے۔

خدا اپنے بندوں کا امتحان اس لیے لیتا ہے تا کہ ان کا باطن ظاہر ہو جائے۔

https://www.shiabookspdf.com/

خوش بود گر محک تجربہ آید بہ میان　　تاسیہ روی شود هر کہ دراوغش باشد

ترجمہ: کتنا اچھا ہوا گر تجربہ کی خوشبو آئے۔ تا کہ جو بھی نا تجربہ کار ہو اس کا منہ سیاہ ہو۔

خدا اپنے بندوں کا امتحان غالبا تین طرح سے لیتا ہے۔ ایک عبادت فعلیہ یعنی نماز، روزہ وغیرہ میں۔ دوسرا گناہ کرنے میں گرفتار کرنے سے تیسرا مصائب اور بلاؤں میں گرفتار کرنے سے۔

حیات القلوب میں لکھتے ہیں۔ حضرت صادق علیہ السلام نے روایت ہے۔ کہ جب خدا نے حضرت داؤدؑ کو پیغمبر بنایا اور انہیں اپنا خلیفہ قرار دیا تو ایک دن ان کا امتحان لینے کا ارادہ کیا۔ داؤد علیہ السلام محراب میں بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک خوبصورت پرندہ ان کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت کو بڑا پسند آیا۔ محراب سے اٹھے تا کہ اس کو پکڑیں۔ پرندہ اڑ کر اس دیوار پر بیٹھ گیا جو حضرت داؤدؑ اور اوریا کے گھر کے درمیان تھی۔ داؤد اس پرندے کو پکڑنے کے لیے اوپر چڑھے تو اوریا کی بیوی نہا رہی تھی۔ حضرت داؤدؑ کی نگاہ اس پر پڑی تو اس کا حسن دیکھ کر فریفتہ ہو گئے اور واپس اپنے محراب میں آ گئے۔ اسی وقت دو فرشتے شیر کی شکل میں گھر کی چھت سے داؤد کے پاس آئے ان کا کوئی جھگڑا تھا۔ داؤد دیکھ کر ڈر گئے۔ انہوں نے کہا ڈرو نہیں ہم فیصلہ کروانے کے لیے آئیں ہیں۔ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ ایک نے کہا میرے اس بھائی کے پاس ننانوے بھیڑیں ہیں میرے پاس ایک ہی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ وہ ایک بھی میں اسے دے دوں اور زبردستی مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ اس وقت حضرت داؤدؑ کی بھی ننانوے بیویاں تھیں۔ یہ چیز اس چیز کی طرف اشارہ تھا۔ حضرت داؤد نے جواب میں فرمایا۔ اس نے یہ بات کر کے تیرے ساتھ ظلم کیا ہے کہ تجھ سے ایک تیری بھیڑ بھی مانگ رہا ہے۔ اے داؤد یہ فیصلہ تو خود آپ کے خلاف ہے تیری ننانوے بیویاں ہونے کے باوجود ایک اور کا اضافہ کرنے کا سوچ رہا ہے۔

وہ دونوں فرشتے جب آسمان کی طرف چلے گئے تو حضرت داؤد سمجھ گئے کہ خدا میرا امتحان لے رہا تھا۔ اس کے بعد داؤد نے اپنا سر سجدہ میں رکھا اور رونے لگے چالیس دن تک اسی

https://www.shiabookspdf.com/

طرح سجدے اور رونے میں گزارے صرف سحری کے وقت اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے تھے۔ اتنے لمبے سجدوں کے سبب آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی۔ آنکھوں سے خون جاری ہو گیا۔ چالیس دن کے بعد خدا کی طرف سے وحی ہوئی اے داؤد کیوں اتنا رو رہے ہو۔ تجھے کیا ہوا ہے؟ کھانا پینا چاہتے ہو تو دیتا ہوں۔ اگر خوف میں ہو تو تجھے سکون قلب دیتا ہوں۔ داؤد نے عرض کیا اے پرودگار میں کس طرح نہ ڈروں جبکہ تو بھی جانتا ہے اور میں بھی جانتا ہوں کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے۔ خطاب ہوا۔ اے داؤد جاؤ اوریا کی قبر پر ہم اسے تیرے لیے زندہ کرتے ہیں۔ اس کو جا کر راضی کر لے تیری توبہ قبول کر لیں گے۔ حضرت داؤد اوریا کی قبر کے پاس گئے۔ اسے آواز دی حکم خدا سے زندہ تو ہو گیا۔ اسے راضی کیا اور توبہ کی خدا نے بھی ان کی غلطی کو معاف کر دیا۔

اسی طرح حضرت نوحؑ کا خدا نے امتحان لیا انہیں اپنی قوم کی طرف دین اور حق کی تبلیغ کی خاطر بھیجا تقریباً نو سو سال تک حق کی دعوت دیتے رہے۔ لوگ انہیں پتھر مارتے تھے۔ زخم سے چور چور کر کے گرا کر چلے جاتے تھے۔ جبرئیل آ کر اپنے پر حضرت نوحؑ کے جسم پر لگاتے تھے وہ ٹھیک ہو کر پھر تبلیغ شروع کر دیتے تھے۔ یہی صورت حال رہی اور صبر کرتے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کا امتحان:

خدا نے حضرت سلیمانؑ نبی کا امتحان لیا۔ جیسے خدا فرماتا ہے (**ولقد فتنا سلیمان و القینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب**) ہم نے سلیمان کا امتحان لیا ایک جسد اس کی کرسی پر ڈال دیا۔ روایت میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی ستر بیویاں تھیں ایک رات انہوں نے چاہا کہ اپنی سب بیویوں کے پاس جاؤں تاکہ ستر بچے پیدا ہوں اور سب خدا کے راستے میں جہاد کے لیے بھیجے۔ لیکن انشاءاللہ نہ کہا۔ کسی بیوی سے بھی کوئی بچہ پیدا نہ ہوا صرف ایک بیوی سے بچہ پیدا ہوا جو نامکمل تھا۔ سلیمان اس سے بڑا پیار کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلیمان بیٹھے ہوئے تھے۔ ملک الموت آپ سے ملنے کے لیے آیا۔ حضرت سلیمان نے دیکھا کہ ملک الموت اس بچے کی طرف بڑی تیز نظروں سے دیکھ رہا ہے جب فرشتہ واپس چلا گیا تو انہوں

https://www.shiabookspdf.com/

نے بچے کی ماں سے فرمایا۔ آج ملک الموت ہمارے بچے کی طرف بڑے غور سے اور تیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ مجھے لگتا ہے کہ اسے بچے کی روح قبض کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت سلیمان نے قوم جن کے جنوں اور شیطانوں سے کہا کہ تم کسی طرح اس بچے کو مرنے سے بچا سکتے ہو۔ ایک جن نے کہا میں بچے کو سورج کے چشمے کے پیچھے لے جاتا ہوں۔ سلیمان نے فرمایا۔ کہ ملک الموت وہاں بھی پہنچ جائے گا۔ ایک اور جن نے کہا کہ میں اسے زمین کے نیچے لے جاتا ہوں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ملک الموت وہاں بھی پہنچ جائے گا۔ ایک فرشتے نے کہا کہ میں اسے بادلوں میں لے جاتا ہوں اور وہاں ہوا پر رکھوں گا۔ وہ اسے وہاں لے گیا۔ ملک الموت نے اسی جگہ روح کو قبض کر لیا اور حضرت سلیمان جب کرسی پر بیٹھے تھے۔ تو اس بچے کی میت کو اس کی گود میں ڈال دیا۔ جب سلیمان نے دیکھا تو سمجھ گئے کہ غلطی کی ہے۔ خدا کے دربار میں توبہ کی خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی۔

حضرت ابراہیمؑ کا امتحان:

خدا نے حضرت ابراہیمؑ کا مال جان اور اولاد کے ذریعے امتحان لیا۔ ایک وقت دو مقرب فرشتے آئے اور خدا کی تسبیح کرنے لگے۔ **"سبوح قدوس"** حضرت ابراہیم نے فرمایا: کون ہے؟ جو میرے محبوب کا نام لے رہا ہے۔ اپنے مال میں سے آدھا مال تمہیں دیا۔ اگر دوبارہ میرے محبوب کا نام لو تو اپنا تمام مال دے دونگا۔ یہ مالی امتحان تھا۔ اولاد کا امتحان اسوقت ہوا جب خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ خواب سے بیدار ہوئے۔ تو فرمایا: (**یا بنی انی اریٰ فی المنام انّی اذبحک فانظر ماذا تریٰ قال یا بت افعل ما تو مر ستجدنی انشاء اللّٰہ من الصابرین**) میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اس بارے میں تیری کیا رائی ہے۔ بیٹے نے کہا جو حکم دیا گیا اس پر عمل کرو۔ انشاءاللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو منی میں لا کر ہاتھ پاؤں اور آنکھیں باندھ کر ذبح کرنے لگے۔ چھری اسماعیل کے گلے پر چلا دی لیکن نہ چلی۔ دوسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا

https://www.shiabookspdf.com/

چھری نہ چلی۔ تیسری مرتبہ حضرت ابراہیم نے بڑی مضبوطی سے چھری کو پکڑا اور ایک پتھر پر ماری دی۔ چھری کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اپنے ساتھ ایک دنبہ لائے اور کہا کہ اے ابراہیم آپ امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے۔ اسماعیل کے بدلے میں اس جانور کو ذبح کر اسی وجہ سے حاجیوں پر قربانی واجب ہوئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جان کا امتحان اس وقت ہوا۔ جب انہوں نے نمرود کی قوم کے بت توڑے تھے۔ قوم نے آ کر نمرود کے سامنے شکایت کی نمرود نے مشورہ کے بعد حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلا دیا جائے۔ یہ اسی کا کام ہے۔ ابراہیمؑ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ہر طرف سے لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ تمام شہروں کی طرف سے لکڑیاں آئیں لیکن اہل اصفہان نے انکار کر دیا اور کہا جس شخص سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا ہم اس کو مارنے میں شریک نہ ہونگے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے دعا کی کہ خدا اس شہر کو کبھی بھی نیک لوگوں سے خالی نہ کرے۔ اسی طرح جن حیوانوں پر لکڑیاں لائی جا رہی تھی۔ کوئی بھی راضی نہ تھا کہ حضرت ابراہیم کو جن لکڑیوں سے جلایا جانا ہے۔ وہ ہم پر لادی جائیں صرف خچر تھا جو بڑی خوشی سے لکڑیاں لا رہا تھا۔ حضرت ابراہیم نے بدعا کی اور وہ بانجھ ہو گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے دوسرے حیوانوں کی طرح بچے دیتا تھا۔ جب لکڑیاں جمع ہو گئیں۔ تو ایک پہاڑ کے شگاف میں ڈال کر آگ لگا دی۔ آگ کے شعلے اتنے بلند ہو رہے تھے کہ اوپر سے اڑتے ہوئے پرندوں کے پر جلتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو سوچنے لگے انہیں آگ میں کیسے ڈالیں۔ شیطان ملعون نے آ کر منجنیق بنانے کا مشورہ دیا۔ پہلے اس منجنیق میں پتھر رکھ کر آگ میں ڈالا گیا۔ سب نے شیطان کی تعریف کی اسکے بعد نمرود نے اپنا تخت منگوا کر ایک خاص جگہ پر نصب کروایا۔ تا کہ ابراہیم کے جلنے کا منظر دیکھ سکے۔

اس کے بعد نمرود نے حکم دیا۔ ابراہیم کو باہر لایا جائے۔ کپڑے اتار کر منجنیق میں رکھ کر آگ میں گرا دیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر آسمان کے ملائکہ نے گریہ شروع کر دیا۔ جبرئیل نے عرض

https://www.shiabookspdf.com/

کیا اے پروردگار زمین پر تیرا ایک ہی عبادت گزار بندہ تھا۔ دشمن اسے بھی ختم کر رہا ہے۔
خدا کی طرف سے خطاب ہوا میں جب چاہوں اس کی مدد کر سکتا ہوں۔ ملائکہ نے عرض کیا
اے پروردگار ہمیں اجازت دے اس کی مدد کریں۔ خدا نے فرمایا: جاؤ اگر ابراہیم مدد کرنے
کی اجازت دے تو مدد کرو۔ جو فرشتہ پانی پر موکل تھا آیا جو ملائکہ ہوا، مٹی اور آگ پر موکل تھے
وہ آئے۔ عرض کرنے لگے۔ ابراہیم ہمیں اجازت دے تا کہ آپ کو نجات دیں اور آپ کے
دشمنوں کو ہلاک کریں۔ ابراہیم نے اجازت نہ دی۔ جبرئیل آئے اور عرض کی "قال یا
ابراهیم " هل لک من حاجة فقال اما الیک فلا" اے ابراہیم کیا کوئی حاجت
ہے۔ ابراہیم نے فرمایا: حاجت ہے تو سہی لیکن تیرے ساتھ نہیں۔ عرض کیا کس کی کے ساتھ
ہے۔" قال حسبی من سوالی علمه حالی" میرے لیے وہ کافی ہے جو میرے حال
کو جانتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ما کار خود به یار گرامی گزاریم　　گر زنده سازد او بکشد راه ی راه ی اوست

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست　　از حضرت کریم تمناچه حاجت است

ترجمہ: ہم نے اپنا کام اپنے محبوب کے سپرد کر دیا ہے۔ اگر زندہ رکھے اس کی مرضی اگر مار
دے تب بھی اس کی مرضی۔

ہمیں حاجت ضرور ہے لیکن سوال کرنے کے لیے زبان نہیں ہے۔ اپنے کریم
مولا سے تمنا رکھتے ہیں۔ یہ بھی کوئی حاجت ہے۔

تو کار خود به خدا وا گزار دل خوش دار　　که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند

ترجمہ: تو اپنا کام خدا کے سپرد کر دے اور دل کو خوش رکھو۔ اگر مدعی رحم نہ کرے خدا تو ضرور
رحم کرنے والا ہے۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے تمام کام خدا کے سپرد کر دیئے تو امتحان میں کامیاب ہو گئے۔
خدا کی طرف سے خطاب ہوا۔ (یا نار کونی بردا و سلاما) اے آگ ابراہیم پر سلامتی
کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔

https://www.shiabookspdf.com/

کار خود گر بہ خدا گزاری حافظ　　ای بساعیش کہ بابخت خدا دادہ کنی

ترجمہ: اے حافظ! اگر اپنے کام خدا کے سپرد کردے گا۔ تو خدا کی طرف سے دیئے ہوتے بخت کے مطابق زندگی گزارے گا۔

بعض کا کہنا ہے۔ کہ اگر آیت میں "سلاما" کا لفظ نہ آتا تو حضرت ابراہیم ٹھنڈک کیوجہ سے ختم ہو جاتے۔

زانبیاء اہل دعا خود دیگر ند　　کہ گھی دوزند و گاھی بر درند

قوم دیگر می شناسم زاولیاء　　کہ دھانشان بستہ باشداز دعا

ترجمہ: انبیاءؑ میں سے کچھ ایک دوسرے کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کبھی قبول ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔

اولیاء خدا میں سے میں ایسی قوم سے آگاہ ہوں۔ جو کبھی بھی اپنے لیے دعا نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ خدا نے ہر نبی کا امتحان لیا۔ حتی کہ ہمارے پیغمبرؐ کا بھی امتحان لیا جو تمام مخلوقات سے افضل اور اشرف ہیں۔ علامہ مجلسی بحارالانوار میں کامل الزیارۃ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: معراج کی رات پیغمبر اسلامؐ کو خدا کی طرف سے خطاب ہوا (ان اللہ مختبرک فی ثالث لینظر کیف صبرک) خدا تین چیزوں کے ساتھ تیرا امتحان لے گا۔ تا کہ تیرے صبر کا امتحان لے۔ عرض کیا اے پروردگار میں تیرے حکم کو مانتا ہوں اور آپ سے مدد کا طلبگار ہوں۔ اے پروردگار وہ تین چیزیں کونسی ہیں۔ خدا نے فرمایا "اولھن الجوع" ان میں سے ایک بھوک ہے۔ اسی لیے حضرت نے ہمیشہ فقراور مساکین کو عزت و مقام دیا اور اپنا مال ان میں تقسیم کرتے رہے۔

تفسیر صافی میں روایت ہے ایک دن پیغمبر اسلام مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک سائل آیا۔ حضرت سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ اس

https://www.shiabookspdf.com/

نے عرض کیا۔اے اللہ کا نبی اپنا یہ قیمص ہی عنایت فرمادیں جو آپ نے پہن رکھا ہے۔
حضرت اٹھے گھر جا کر اپنا قیمص اتارا اور اس سائل کو دے دیا لیکن خود گھر سے باہر نہ آئے
کیونکہ آپ کے پاس دوسرا قیمص نہ تھا۔جبرئیل نازل ہوا اور یہ آیت لیکر آیا (ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک و لا تبسطھا کل البسط فتقعد ملومًا محسورًا)
اپنا ہاتھ بند ہی نہ رکھا اور نہ ہی اتنا کھول کہ بعد میں پشیمان ہو۔
فرمایا دوسری چیز جسکے ذریعے سے تیرا امتحان لیا جائے گا۔وہ یہ کہ تیری امت کو جھٹلایا جائے گا۔اور دشمن کی طرف سے سخت خوف میں مبتلا کیا جائے گا۔پس اپنے مال اور جان کے ساتھ کافروں سے جنگ کرو اور جنگوں میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں آئیں ان پر صبر کرو۔حضورؐ نے عرض کیا:اے خدا میں صبر کرونگا۔اور آپ سے مدد طلب کرتا ہوں۔اسی وجہ سے پیغمبر اسلامؐ کے وعدہ کے مطابق تمام دانت مبارک شہید ہوئے صبر کیا اور بددعا نہ کی بلکہ خدا سے عرض کیا۔"اللّٰھم اھدقومی فانھم لا یکلحون" اے پروردگار میری قوم کو ہدایت فرما۔یہ علم نہیں رکھتے۔

کوہِ صفا پر دین کی دعوت دینا:

علامہ مجلسی حیات القلوب میں لکھتے ہیں۔جب حضورؐ رسالت پر مبعوث ہوئے اور حکم ملا کہ قریش کے درمیان کھلم کھلا دین کی دعوت دیں۔اس وقت جب لوگ حج کے لیے آئے ہوئے ہوں۔تو آپؐ نے کوہ صفا پر جا کر فرمایا:اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں۔ابوجہل نے یہ بات سن کر ایک پتھر مارا جو آپ کی پیشانی پر لگا۔پیشانی مبارک زخمی ہوئی دوسرے کافروں نے بھی آپ کے اوپر پتھر مارنے شروع کردیے۔حضور زخمی حالت میں وہاں سے کوہ ابوقبیس پر چلے گئے۔وہاں اس جگہ پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے جس کا نام اس وقت متکا ہے۔جب اس بات کی اطلاع حضرت علیؑ اور خدیجہ الکبریٰ کو ملی تو پانی اور کھانے کی چیزیں لے کر پیچھے گئے۔حضرت علیؑ آوازیں دے رہے تھے۔کہ یارسول اللہ آپ کس وادی میں بھوکے اور پیاسے تشریف فرما ہیں۔مجھے اپنے ساتھ کیوں نہ لیکر گئے۔خدیجہ آوازیں

https://www.shiabookspdf.com/

دے رہی تھی۔ اے پیغمبر خدا اے مصائب میں گرفتار رسولؐ مجھے آواز دو آپ کہاں ہیں؟
اس وقت جبرئیل حضورؐ کے پاس نازل ہوا۔ حضرت نے اسے دیکھ کر فرمایا: دیکھو میری امت نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ مجھے جھٹلایا ہے۔ میری پیشانی زخمی کی ہے۔ جبرئیل نے اپنے پر کے نیچے سے ایک مسند نکال کر دی جو طرح طرح کے جواہرات سے آراستہ تھی۔ حضرت کو اس پر بٹھایا۔ ملائکہ کے لشکر حضورؐ کے پاس مدد کرنے کے لیے آئے۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ میری امت کے لوگ جانتے نہیں ہیں۔
اس کے بعد جبرئیل نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ علیؑ اور خدیجہ کو آواز دو۔ وہ آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ آپؐ نے انہیں آواز دی۔ جب پہاڑ پر آئے تو آپ کی پیشانی مبارک سے ابھی خون جاری تھا۔ حضرت اپنے خون کو ہاتھ میں لے کر آسمان کی طرف پھینک دیتے تھے۔ اور ایک قطرہ بھی نیچے نہ گرتا تھا۔ خدیجہ الکبریٰ نے عرض کیا یارسولؐ اللہ آپ زمین پر خون کیوں نہیں گرنے دیتے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ڈر ہے۔ اگر میرے خون کا قطرہ زمین پر گر گیا تو امت پر عذاب نازل ہو جائے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔
معراج کی رات حضور کو تیسرا خطاب ہوا۔ "فمایلقی اهل بیتک من بعدک من القتل" تیرے بعد تیری اہل بیت کو قتل کیا جائے گا۔ حضورؐ نے عرض کیا اے پروردگار میں نے اس پر بھی صبر کیا اور تیری رضا پر راضی ہوں۔ پس جب اشرف المخلوقات یعنی پیغمبرؐ اسلام کا بھی امتحان ہوا تو ہم کسطرح امتحانات سے بچ سکتے ہیں۔

حضرت امیر المومنینؑ کے امتحانات کے مقامات:

خدا نے حضرت امیر علیہ السلام کا چار مقامات پر امتحانات لیا۔ شیخ صدوق کتاب خصال میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نہروان کے واقعہ کے بعد آپ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں راس الیھود آ گیا۔ اور عرض کی۔ میں آپ سے کچھ سوالات کرنے کے لیے آیا ہوں۔ جن کے جواب سوائے نبی یا ولی کے کوئی نہیں جانتا۔ اُس نے عرض کیا۔ بتائیے۔ کہ انبیاء کی زندگی میں اولیاء کا کتنی مرتبہ امتحان لیا جاتا ہے۔ اور انبیاء

https://www.shiabookspdf.com/

کی وفات کے بعد کتنی مرتبہ لیا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ سات مرتبہ انبیاء کی زندگی میں اور سات مرتبہ انبیاء کی وفات کے بعد اولیاء کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اُس نے کہا آپ نے درست فرمایا۔ اُس نے عرض کیا خدا نے آپکا کتنی مرتبہ امتحان لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے یہودی خدا نے سات مرتبہ پیغمبر کی زندگی میں اور سات مرتبہ اُن کی زندگی کے بعد میرا امتحان لیا ہے۔ اُسنے عرض کیا پیغمبر کی زندگی میں پہلی مرتبہ کب امتحان لیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ پہلی مرتبہ اُسوقت جب حضرت رسالت پر مبعوث ہوئے۔ اولادِ عبد المطلب کو دعوت دی کسی نے بھی قبول نہ کیا۔ میں سب سے چھوٹا تھا۔ اُس وقت میں آپ کی صداقت کی گواہی دی۔ تین سال تک سوائے میرے اور خدیجہ کے کوئی ایمان نہ لایا۔ میں حضورؐ کی خدمت گزاری میں مشغول رہا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ کیا ایسے نہ تھا۔ سب نے عرض کیا۔ ہاں یا امیر المومنینؑ۔

دوسرا اُسوقت جب قریش کے کفار نے حضرت کو قتل کرنا چاہا تو آپ مجھے اپنے بستر پر سلا کر ہجرت کر گئے۔ میں اس بات پر خوش تھا۔ کہ حضور بچ جائیں اور میں قتل ہو جاؤں۔

تیسرا اُس وقت جب جنگ بدر میں شیبہ۔ عتبہ اور ولید جو عرب میں بڑے شجاع اور بہادر جانے جاتے تھے۔ نے اپنا مدّ مقابل طلب کیا کوئی بھی اُن کے مقابلے میں جانے کے لیے تیار نہ تھا۔ میں اُن سب سے چھوٹا تھا۔ اُن کے مقابلے میں گیا۔ اُن کو قتل کیا اور کئی کو قیدی بنایا

چوتھا جنگ اُحد میں جب قریش کے کفار اپنے بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے آئے۔ اُسوقت مسلمانوں کو بُری طرح شکست ہوئی۔ کچھ قتل ہو گئے اور کچھ بھاگ نکلے۔ سوائے میرے پیغمبرؐ کے پاس کوئی نہ تھا، اُسوقت ستر سے زیادہ زخم مجھے لگے آپ نے اپنی عبا اُٹھا کر وہ زخم بھی دکھلائے۔

پانچواں مقام جنگِ خندق تھا۔ کہ عمرو ابن عبدود جو عرب کا بہادر ترین شخص تھا۔ میدان میں آیا۔ اور آواز دی ہے کوئی میرے ساتھ جنگ کرنے والا، یهدر کالبعیر المغتلم، ایک مست اُونٹ کی طرح آوازیں دے رہا تھا۔ اور رجز پڑھ رہا تھا۔ میرے سوا کسی نے اُس

https://www.shiabookspdf.com/

کے مقابلے میں جانے کی جرأت نہ کی۔ رسولؐ خدا نے اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے سر پر عمامہ باندھا۔ ذوالفقار میرے ہاتھ میں پکڑائی۔ میں پیدل اُس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے گیا۔ مدینے کی تمام عورتیں میرے حال پر گریہ کر رہی تھیں۔ جب مقابلہ شروع ہوا۔ تو اس نے میرے سر پر وار کیا جس سے میرے سر پہ زخم لگا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا وہ زخم بھی دکھایا۔ آخر کار میں نے اُسے قتل کر دیا۔

چھٹا اُس وقت جب یہودی قوم کے شجاع اور بہادر مسلمانوں کے مقابلے میں آئے۔ مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی اُن کے مقابلہ میں گیا قتل ہو جاتا تھا۔ خوف کے مارے لوگوں کی آنکھیں سُرخ ہو گئی تھیں۔ سب کی نگاہیں مجھ پر تھیں۔ اور کہہ رہے تھے یا علی آپ جائیں۔ آخر کار حضورؐ نے مجھے جنگ کے لیے بھیجا۔ جو بھی میرے مقابلے میں آیا اُسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد شیر کی طرح میں نے اُن پر حملہ کر دیا وہ بھاگ کر قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ اور قلعے کا دروازہ بند کر لیا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے قلعہ کا دروازہ اُکھاڑا اور قلعہ کے اندر داخل ہو گیا۔ اُن کے مردوں کو قتل کر دیا۔ اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ اُس وقت سوائے خدا کی ذات کے میرے ساتھ کوئی نہ تھا۔

ساتواں اُس وقت جب پیغمبرؐ نے فتح مکہ کا ارادہ کیا۔ اور سورہ برات کافروں کے سامنے تلاوت کرنے کے لیے کسی کو بھیجنے کا ارادہ کیا۔ آپ جس کو بھی فرماتے تھے وہ انکار کرتا تھا۔ کوئی جانے کے لیے تیار نہ تھا۔ رسول خداؐ نے مجھے بھیجا۔ میں نے حضرت کا وہ خط اُٹھایا۔ اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا جبکہ اہل مکہ مجھ سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔ اگر اُن کا بس چلتا تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ لیکن اس کے باوجود میں گیا۔ اور پرواہ کئے بغیر حضورؐ کا خط اور سورہ برات کو کفار و مشرکین کے سامنے پڑھا۔ حضرت امیر علیہ السلام ہر دفعہ اپنے اصحاب سے تصدیق کرواتے تھے اور وہ کرتے تھے اس کے بعد راس الیھود نے عرض کیا۔ اب آپ پیغمبرؐ کے بعد والے امتحانات کے بارے میں ہمیں بتائیں۔ حضرت نے فرمایا۔

پہلا امتحان میرے لیے پیغمبرؐ کی وفات تھی۔ اُس وقت اتنے غم و مصیبت کے

https://www.shiabookspdf.com/

طوفان مجھ پر نازل ہوئے۔ کہ میرے گمان میں پہاڑ بھی برداشت نہ کر سکتے لیکن میں نے صبر کیا۔ حضور کی وصیتوں پر عمل کیا۔ آپ کو غسل وکفن دیا۔ نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا۔ اس کے بعد کتاب خدا کو جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔

دوسرا امتحان ابوبکرؓ کی خلافت کے دور میں تھا۔ تیسرا امتحان عمر کی خلافت کے دور میں تھا۔

چوتھا امتحان جنگ جمل میں تھا جو کہ عائشہؓ کے ساتھ لڑی گئی۔ پانچواں امتحان جنگ صفین تھا جو معاویہ کے ساتھ ہوئی۔

چھٹا امتحان جنگ نہروان کا واقعہ تھا۔ ساتواں امتحان غدیر خم کے موقع پر تھا جب رسولؐ خدا نے مجھے تمام اُمت پر امیر بنایا۔ اور تمام حاضرین سے میری بیعت لی تا کہ میری اطاعت کریں اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ حاضر ہیں وہ غیر حاضر لوگوں کو یہ بات بتائیں۔ رسولؐ خدا کی وفات کے بعد میری بیعت کو توڑ کر مجھ سے خلافت چھین لی۔ لیکن میں نے صبر کیا۔

جس طرح خدا نے تمام اولیاء اور انبیاء کا امتحان لیا جیسے کہ روایات میں موجود ہے۔ اسی طرح اس اُمت کا بھی دو چیزوں کے ذریعے سے امتحان لیا ہے۔ ایک امیر المومنین علی علیہ السلام کی۔ ولایت ہے جو کہ ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ حضرت کی ولایت کا اقرار کرے۔ اگر کسی نے حضرت کی ولایت کا انکار کیا تو اُس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔ اگر چہ پوری دنیا کی عمر کے مطابق اُس نے عبادت کی ہو۔

گر ہمہ عمر عبادت کنی کعبہ دو صد بار زیارت کنی

حب علی گر نبود در دلت آتش سوزندہ بود منزلت

ترجمہ: اگر چہ ساری عمر عبادت کرتا ہے اور دو سو مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کرے۔ علیؑ کی محبت اگر تیرے دل میں نہ ہوگی تو تیرا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہوگی۔

غدیر خم میں جبرئیل کا نازل ہونا:

غدیر خم میں جبرئیل نازل ہوا اور عرض کیا۔ (**یاایھا الرسول بلغ ما انزل**

https://www.shiabookspdf.com/

الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته) اے رسول وہ پیغام لوگوں تک پہنچادے جو تیرے رب کی طرف سے تجھ تک پہنچ چکا ہے اگر نہ پہنچایا تو تو نے رسالت کا کوئی کام نہ کیا۔ اس کے بعد حضرت نے آگے جانے والوں کو پیچھے بلایا۔ اور پیچھے آنے والوں کا انتظار کیا۔ اس کے بعد اونٹوں کے پلانوں کا منبر بنایا۔ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ خدا کی حمد وثنا کی اور طولانی خطبہ دیا۔

ستر ہزار سے زائد لوگوں کے مجمع میں علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا "**من کنت مو لاہ فعلی مو لاہ**" جس کا میں مولیٰ ہوں پس اُسکا علیؑ مولیٰ ہے۔

گفت ہر کس را منہم مو لاو دوست ابن عمر علی مو لای اوست

ترجمہ: جس نے مجھے مولیٰ اور دوست کہا میرا چچازاد بھائی علی اُس کا مولیٰ ہے لوگوں نے ظاہراً تو قبول کیا۔ بہت سے لوگوں کے دلوں میں کینے اور حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ زمانہ جاہلیت کا تعصب اُن کے اندر جاگ اُٹھا اُن کے اندر کے کفر اور تکبر نے جوش مارا۔ اور کہنے لگے۔ ہم علیؑ کی اطاعت نہیں کریں گے۔ خاص طور پر چودہ آدمی کہنے لگے کہ محمدؐ چاہتے ہیں علیؑ کو ہمارے او پر سوار کریں۔ ان چودہ آدمیوں نے منصو بہ بنایا کہ جب آپ کی اونٹنی پہاڑی کے اوپر چڑھے گی تو ہم اُسے ڈرادیں گے وہ بھاگ کر گر پڑے گی پیغمبرؐ گر یں گے اور شہید ہو جائیں گے۔

حارث بن نعمان فہری کا حضورؐ کی خدمت میں آنا

غایۃ المرام میں ہے اسی طرح حق الیقین میں بھی روایت ہے

غدیر کے واقعہ کے بعد حارث بن نعمان فہری ملعون رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ اے محمدؐ تو نے کہا کلمہ شہادتین پڑھو ہم نے پڑھا۔ تو نے کہا نماز پڑھو۔ ہم نے پڑھی۔ تو نے کہا روزہ رکھو ہم نے رکھا۔ تو نے کہا زکوۃ دو۔ ہم نے دی۔ تو نے کہا حج کرو ہم نے اطاعت کی اب یہ جو تو نے "**من کنت مو لاہ فعلی مو لاہ**" یہ اپنی طرف سے کہا ہے یا خدا کی طرف سے آپ نے فرمایا۔ یہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت کی اس بات کو سُن کر ملعون غصے میں آ گیا اپنی سواری پر سوار ہوا اور کہنے لگا۔ اگر یہ حق بات ہے تیری طرف سے نہیں ہے۔ تو آسمان سے مجھ پر پتھر بھیج۔ فوراً ایک پتھر آیا جو اُس کے سر پر لگا اور جہنم واصل ہو گیا۔ خدا کی طرف سے آیت نازل ہوئی۔ (**سئل سائل بعذاب واقع للکا فرین لیس له دافع**) کافروں پر واقع ہونے والے عذاب کا سوال کرنے والے نے سوال کیا۔ جس کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔

اسی طرح لوگوں نے پیغمبرؐ کے بعد اپنے پروگرام اور منصوبے کے مطابق اجتماع کیا۔ اور حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنالیا اور اُس کی بیعت کر لی حتیٰ کہ پیغمبرؐ کا بدن مبارک بغیر غسل وکفن اور دفن کے تین دن تک پڑا رہا۔ کوئی مدد کرنے نہ آیا۔

جیسے حضرت موسیٰ کی قوم کے ستر ہزار افراد گائے کے بچھڑے کی پوجا کرنے لگ گئے تھے اسی طرح اس اُمت کے بھی تمام لوگ حضورؐ کے بعد سوائے تین یا چار افراد کے گمراہ ہو گئے۔ اس اُمت کا دوسرا امتحان غیبت امام زمان علیہ السلام ہے حضرت کی غیبت کا طولانی ہونا۔

ہمارے لیے امتحان ہے۔ آپکی غیبت کا زمانہ اتنا لمبا ہوگا۔ کہ تمام فاسق وفاجر اور بے دین و لامذہب لوگ ختم ہو جائیں گے۔ صرف مخلص اور صحیح عقیدہ والے مسلمان ومومن باقی رہ جائیں گے۔

بحار الانوار میں روایت ہے۔ محمد بن مسلم اور ابو بصیر کہتے ہیں ہم نے حضرت صادق علیہ السلام سے سُنا۔ آپ نے فرمایا۔ " **لا یکون ھذا الامر حتیٰ لاندھب ثلث الناس** " یعنی امام زمان کا ظہور اُس وقت تک نہ ہوگا۔ جب تک دو تہائی لوگ بے دین نہ ہو جائیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ جب دو تہائی لوگ چلے جائیں گے۔ تو پھر باقی کیا رہے گا آپ نے فرمایا۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ وہ ایک تہائی تم ہو۔ اس لیے بڑے مضبوط اور محکم ایمان کی ضرورت ہے۔ تا کہ کسی قسم کا کوئی شک وشبہ پیدا نہ ہو۔

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں۔ "**من ثبت علی ولا یتنا فی غیبة قائمنا**

https://www.shiabookspdf.com/

اعطاناللہ اجر الف شھد مثل شھیدابدرواحد " جو شخص بھی ہمارے قائم کی غیبت کے زمانے میں ہماری ولایت پر قائم رہے گا خدا اُسے بدرواُحد کے ہزار شہداء کے برابر اجر عطا کرے گا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ بہترین عبادت ظہور کا انتظار کرنا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا۔ خوش قسمت ہیں ہمارے وہ شیعہ کہ جو ہمارے قائمؑ کی غیبت میں اُن کے ظہور کی انتظار کریں گے اور ظہور کے وقت اُن کی اطاعت کریں گے وہ لوگ خدا کے اولیاء ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ امام زمان کی غیبت دوستوں اور شیعوں کے لیے ایک بہت بڑا امتحان ہے۔ اس حال میں دین کو باقی رکھنا جب ہر طرف سے گمراہی کے حملے شیطانی وسوسے اور شکوک وشبہات موجود ہوں بڑا مشکل کام ہے۔ خدا سے پناہ طلب کرنی چاہیے درحقیقت اس زمانے میں غیبت امامؑ سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں ہے اسی لیے ہمارے آئمہؑ اس وقت کو یاد کر کے افسوس کیا کرتے تھے

ابوبصیراور بان بن تغلب کاامام صادقؑ کی خدمت میں آنا

شیخ صدوق کمال الدین اور علامہ مجلسی بحارالانوار جلد نمبر ۵۱ میں اسی طرح ریاض الشھادۃ اور دارالسلام میں میں سدیر صیرفی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں ابوبصیر اور ابان بن تغلب کے ہمراہ اپنے مولی وآقا حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے دیکھا حضرت زمیں پر بیٹھے ہیں۔ اور اُس عورت کیطرح گریہ کررہے تھے آپکی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ فرمارہے تھے۔ "**سیدی غیبتک نفت رقادی و ضیقت علی مھادی و اسرت منی راحۃ فوادی**" اے میرے آقا تیری غیبت نے مجھ سے میری نیند چھین لی ہے۔ میرے سکون وآرام کا مقام مجھ پر سخت ہو گیا ہے۔ میرے دل کے آرام کو ختم کردیا۔ اے میرے آقا تیری غیبت نے میری مصیبت کو دائمی کردیا ہے۔ سدیر کہتا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر ہماری عقلیں حیران رہ گئیں۔ دل پارہ پارہ ہو گئے۔ حضرت کو اس حال میں دیکھ کر ہم نے گمان کیا کہ کوئی بڑا واقعہ رونما ہو گیا ہے۔

ہم نے عرض کیا۔ اے خدا کی مخلوق میں سے افضل ترین کیا کوئی حادثہ رونما ہوا ہے جس نے

https://www.shiabookspdf.com/

آپکی آنکھوں کو اس طرح غمزدہ اور عزادار بنادیا ہے۔

حضرت نے ایک دردناک آہ بھری اور فرمایا۔ آج صبح میں علم جفر والی کتاب کو دیکھ رہا تھا۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جس میں تمام بلایا اور منایا کا علم ہے۔ یعنی جس میں قیامت تک ہر چیز کا علم موجود ہے۔ اور یہ کتاب محمد وآل محمد علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کتاب میں جب میں نے اپنے قائم علیہ السلام کی غیبت کے زمانے کو دیکھا اُن کی طول عمر اور مومنوں کے امتحانات کے بارے میں دیکھا اور جو اُس زمانے میں شکوک شبہات پیدا ہونگے بہت سے لوگ اپنے دین سے مرتد ہو جائیں گے۔ کچھ کہیں گے امام زمان آکر چلے گئے ہیں۔ کچھ کہیں گے ابھی نہیں آئے۔ یہ میرا گریہ اُن حالات کی وجہ سے ہے پھر اگر اس زمانے کا امتحان حضرت صادق علیہ السلام کو گریہ کروا سکتا ہے۔ تو ہم لوگ جو اس امتحان میں مبتلا ہیں زیادہ حقدار ہیں کہ گریہ کریں اور خدا سے پناہ مانگیں کہ ہم کو اس امتحان میں کامیاب فرمائے، اور غیبت کے اس زمانے میں خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمیں ثابت قدم رکھے۔

ای با دشا رشه خوبان داد از غم تنهائی   جان بی تو به لب آمد و قست که باز آیی
ای درد تو ام درمان در بستر نا کامی   وی یا ر توام مونس در گوشهٔ تنهائی
مشتاقی و مجهوری دوراز نو خیالم کرو   کز دست شد بایان شکیبائی
ساقی چمن گل رابی روی تو رنگی نیست   شمشاد و خرامان کن تا باغ بیارائی

ترجمہ: اے نیک لوگوں کے آقا و مولی تیری تنہائی اور غیبت میں آہ و بکا کرتے ہیں۔ تیرے بغیر جان باہر آنے کو ہے اب تیرے ظہور کا وقت ہے۔ اے درد اس وقت جب ہم اپنے آقا کے بغیر ہیں تو ہی ہمارے لیے درمان ہے۔ اے آقا تیری یاد ہی اب تنہائی میں ہماری مونس ہے۔ تیرے دور جانے سے ہم تیرے اتنے مشتاق ہے اور تیرے ہجر میں اتنے بے چین ہیں۔ ڈر ہے کہیں صبر و حوصلہ ہمارے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ اے ساقی تیرے بغیر پھولوں کے چمن میں کوئی رنگ ہی نہیں ہے۔ اس چمن کو اپنے ظہور سے رنگ بھر دے تا کہ باغ ہرا بھرا ہو جائے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اے عزادارامام جعفرصادق علیہ السلام کے گریہ اور ماتم سے امام زمان علیہ السلام کا گریہ اور ماتم مجھے یاد آ گیا جو ایک ہزار سال سے زیادہ عرصے سے اپنے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرر ہے ہیں۔ جیسے کہ زیارت حیہ مقدسہ میں ہے۔

"فلئن اخرتنی الدھورو عاقنی عن نصر تک المقدور و لم اکن لمن حاربک محاربا و لمن نصب لک العدواہ منا صباً فلا ند بنک صبا حاً و مساءً ولا بکین بدل الدموع دماءً" اگر زمانے نے مجھے پیچھے رکھا اور میں اُس وقت نہ تھا۔ کب آپکی مدد و نصرت کرتا۔ اب میں صبح شام آپ پر گریہ کرتا ہوں۔ آنسوؤں کی بجائے خون روتا ہوں۔

"واسرع فو سک شارداً الی خیا مک قاصداً محمحماً با کیاً" آپکا گھوڑا روتا ہوا اور ہنہناتا ہوا خیموں کی طرف بھاگا آ رہا تھا

الا لعنة الله علی القوم الظالمین.

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۰

حمد می گوید خدا را عندلیب — کہ اعتمادِ رزق بر تو است ای مجیب

ہم چنین از پشہ گیری تا پیل — شد عیال اللّٰہ و حق نعم المعیل

ترجمہ: بلبل خدا کی حمد کہتی ہے کیونکہ اے ہماری دعاؤں کے سننے والے تجھ پر بھروسہ و اعتماد ہے کہ تو رزق دینے والا ہے۔

مچھر سے لیکر ہاتھی تک ہر چیز خدا کی عیال ہے اور وہ ذات بہترین معیل ہے۔

خدا فرماتا ہے (وما من دابة فی الا رض الا علی الله رزقها) زمین میں کوئی ایسا جاندار نہیں ہے مگر یہ کہ اُس کا رزق خدا کے ذمے ہے۔ رزق کی تین قسمیں ہیں۔ ایک رزق مضمون۔ یعنی جس کے کھانے سے انسان کی زندگی بچ سکتی ہے۔ اس رزق کا خدا ضامن ہے۔ وہ اُسے دیتا ہے۔ جہاں بھی ہو۔ اگر چہ وہ پہاڑوں پر رہتا ہو۔ کسی نہ کسی طریقہ سے اُس تک یہ روزی ضرور پہنچتی ہے۔ صحرا میں ہو یا سمندروں کی تہہ میں اُسے ضرور مل کر رہے گی۔ جیسے رسولؐ نے فرمایا۔ "یا ابا ذر لو ان آدم فرّ من رزقه لادر که کما یدر که الموت" اے ابوذر اگر انسان اپنی روزی سے فرار کرے تو وہ روزی اُسے ضرور ملے گی جیسے موت اُسے ضرور ملتی ہے اور ڈھونڈ لیتی ہے۔

گر بہ خواهی و رنخواهی رزق تو — پیش تو آید دوان از عشق تو

هین تو کل کن ملرزان پا ودست — رنج و کوششها زبی صبری است

ان یکی زاهد شنیداز مصطفیٰ — کہ یقین آید بہ جان رزق از خدا

از برای، متحان آن مرد رفت — دربیا بان یا ی کو هی خفت تفت

کہ بہ یتیم رزق می آید بہ من — تا قوی گردد مرادر رزق ظن

ترجمہ: تو چاہے یا نہ چاہے تیرا رزق تیرے عشق سے بھی تیز دوڑتا ہوا تیرے پاس آجائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس لیے تو خدا پر بھروسہ کر اور تیرے ہاتھ پاؤں میں لرزہ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ تیرا رزق تجھ سے زیادہ تیرا عاشق ہے۔

ہر ایک کا رزق اُس کے پاس پہنچ جائے گا صبر کرنا چاہیے غم و رنج کرنا اور ادھر اُدھر ہاتھ پاوں مارنا بے صبری ہے۔

کسی زاہد نے نبی اکرم محمد مصطفےؐ سے سُنا کہ یقیناً رزق خدا کی طرف سے آتا ہے وہ آزمانے کے لیے ایک بیابان میں کسی پہاڑ کے دامن میں رہنے لگا۔ تاکہ دیکھے کہ اُس کا رزق اُس تک آتا ہے۔ اور اُس کا یقین کامل ہو جائے ایک شخص نے رسولؐ خدا سے سُنا کہ ہر شخص کا رزق خدا کی طرف سے اُسے ملتا ہے۔ وہ چاہے جہاں بھی ہو۔ صحرا میں ہو یا بیابان میں۔ وہ گیا اور ایک بیابان میں ایک پہاڑ کے دامن میں سو گیا۔ تاکہ دیکھے اُس کا رزق اُس تک کیسے آتا ہے۔ اتفاق سے ایک قافلہ جو اپنا راستہ بھول چُکا تھا وہاں سے گذرا۔ قافلے والوں نے دیکھا وہاں پہاڑ کے دامن میں ایک شخص پڑا ہوا ہے۔ کسی نے کہا یہ بیچارہ مرا پڑا ہے۔ کسی نے کہا یہ چور ہے۔ کسی نے کہا یہ مریض ہے۔ اُسے بڑی آوازیں دیں لیکن اُس نے کوئی آواز نہ سُنی جواب نہ دیا اور حرکت بھی نہ کی۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ بیچارہ بھوک کی وجہ سے اس طرح پڑا ہے۔ قافلہ والوں نے کھانا پکایا۔ اُسے کھلانے لگے لیکن اُس نے منہ نہ کھولا انھوں نے بھی بڑی کوشش کی لیکن اُس نے سختی سے منہ بند کر رکھا تھا۔ ایک شخص نے چاقو لے کر اُس کے دانتوں کے درمیان رکھ کر اُس کھانا کھلایا۔

بعد از آن بگشاد آن مسکین دهن   گفت امتحان کردم رزقِ من

هر چه گوید آن رسول پاک حبیب   هست حق و نیست دروی ریب

ترجمہ: اس کے بعد اُس شخص نے اپنا منہ کھولا اور کہنے لگا میں اپنے رزق کا امتحان لے رہا تھا کہ مجھ تک پہنچتا ہے یا نہیں۔

رسول پاکؐ کی زبانِ مبارک جو بھی فرماتی ہے وہ حق ہے اور اُس میں کوئی شک نہیں ہے۔

پس پھر خدا نے ہمیں یہ حکم کیوں دیا ہے۔ کہ محنت کرو۔ کوئی نہ کوئی کسب کرو اور رزق حلال

https://www.shiabookspdf.com/

تلاش کرو۔ حالانکہ خدا اپنے بندوں کو زحمت اور مشقت کے بغیر بھی روزی دے سکتا ہے۔

آنکہ او از آسمان بار دان دھد   فی تواند کو بہ رحمت نان دھد

ترجمہ: جو خدا آسمان سے بارش برسا سکتا ہے وہ اپنی رحمت سے روزی بھی دے سکتا ہے۔

بحرالمصائب میں لکھتے ہیں۔ ایک دن ملک الموت حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ میری زیارت کے لیے آئے ہو یا میری روح قبض کرنے کے لیے۔ کہا روح قبض کرنے آیا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ مجھے اتنی مہلت دے کہ میں اپنے اہل و عیال سے آخری الوداع کرلوں۔ اُس نے کہا مہلت نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ اتنی مہلت دے کہ میں خدا کو سجدہ کرلوں اُس نے مہلت دی۔ حضرت موسیٰ نے دعا کی اے پروردگار ملک الموت کو حکم دے کہ وہ مجھے اہل و عیال سے ملنے کی اجازت دے دے۔ خطاب ہوا۔ اے ملک الموت اجازت دے دو۔ حضرت موسیٰ کو مہلت ملی اپنی والدہ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے اماں جان میں دور کے سفر پر جا رہا ہوں میرے اوپر جو آپکا حق ہے وہ حلال کردو۔ والدہ نے کہا کس سفر پر جا رہے ہو؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ آخرت کے سفر پر۔ ماں نے گریہ کیا اور وداع کردیا۔ حضرت موسیٰ نے اپنے اہل و عیال میں سے ہر ایک کو جدا جدا وداع کہا۔ ایک چھوٹا بچہ تھا جسے حضرت موسیٰ بڑا پیار کرتے تھے۔ اُس سے مل کر بڑا روئے۔ خطاب ہوا اے موسیٰ کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا اے پروردگار میں ان بچوں پر رو رہا ہوں کہ میرے بعد یتیم ہو جائیں گے۔ اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ خطاب ہوا۔ اپنا عصا زمین پر مارو زمین پر لگنے سے زمین پھٹ گئی دریا ظاہر ہوا۔ خطاب ہوا اپنے عصا کو دریا پر مارو۔ دریا پھٹ گیا اور نیچے تہہ سے ایک سفید پتھر نظر آیا۔ خطاب ہوا کہ اس پتھر پر عصا مارو پتھر پر عصا مارا تو پتھر پھٹ گیا اُس کے اندر سے ایک چھوٹا سا کیڑا نکلا جس کے منہ میں سبز پتہ تھا۔ خطاب ہوا۔ اے موسیٰ میں اس پتھر کے درمیان اس کمزور سے کی کو روزی دیتا ہوں۔ اور اُسے فراموش نہیں کرتا تیرے بچوں کو کس طرح فراموش کرسکتا ہوں۔ یہ جو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ رزق کی تلاش میں نکلو۔ اس لیے

https://www.shiabookspdf.com/

تا کہ لوگ ایک دوسرے کے محتاج ہوں۔ ایک دوسرے کے پاس آنا جانا ہو۔ جس سے ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوں۔ اگر لوگوں کا رزق بغیر کسی محنت و مشقت کے اُنھیں ملتا تو دنیا کے سب کام معطّل ہو جاتے لوگ الھو و لعب اور گناہوں میں بڑے رہتے سرکشی اور دنگا فساد کرتے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔ (ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض) اگر خدا اپنے بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو وہ زمین میں فساد پھیلاتے اور سرکشی کرتے۔

اور یہ بات واضح اور روشن ہے۔ جس کو خدا بغیر کسی محنت و کوشش کے مال و دولت مل جائے اسکا ذہن شرارتی ہوتا ہے۔ اور خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔

بادہ بر خوردن و هشیار نشتن سهل است گر به دولت بر سی ست نگر وی مردی

ترجمہ: جس وقت تجھے دولت ملے اور تو مست نہ ہو یہ جوانمردی ہے و گرنہ کھانا پینا اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ بیٹھنا آسان ہے۔

انسان بڑا چاہتا ہے کہ اسے دولت ملے خدا اس کے رزق میں اضافہ کرے اور وہ سرکشی نہ کرے۔ اسی وجہ سے خدا نے تمام لوگوں کو حتیٰ انبیاء اور اوصیاء کو بھی حکم دیا ہے کہ رزق کی تلاش میں نکلو۔ زحمت اور مشقت کے ساتھ رزق تلاش کریں۔

ایک حدیث میں ہے "ابغض الناس الی اللہ البطایس" خدا کے نزدیک دشمن ترین افراد وہ ہیں جو بیکار زندگی گزارتے ہیں۔ ہر کسی کو چاہیے کہ کسی نہ کسی کام کے پیچھے ضرور جائے۔ بیکار نہ بیٹھے۔ کوئی کام ضرور کرے۔ اور خدا پر توکل رکھے۔

رو توکل کن تو با کسب ای عمو جهد می کن کسب می کن موبه مو

ترجمہ: جاؤ کوئی کسب کرو اور خدا پر بھروسہ کرو۔ ہر لحظہ کسب و کوشش کرتے رہو۔

جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہو گا وہ کبھی بھی جھوٹ نہ بولے گا۔ ملاوٹ نہ کرے گا۔ جھوٹی قسم اس لیے کھاتا ہے تا کہ مسلمانوں کو دھوکہ دے اور حرام کا لقمہ کھائے جبکہ معلوم ہے کہ لقمہ حرام کا اثر کتنا برا ہے۔ اس سے انسان کے گناہ کی طرف راغب ہوتا ہے کیونکہ لقمہ حرام انسان کے جسم میں چار حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ صفرا، سودا، بلغم اور خون اس کا اثر جسم کے تمام

https://www.shiabookspdf.com/

اعضاء میں ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ آنکھوں کی پلکوں میں اور دل میں ہوتا ہے۔ دل کو سخت بنا دیتا ہے۔ انسان جب قسی القلب یعنی سخت دل ہو جاتا ہے۔ پھر کسی گناہ سے بھی نہیں گھبراتا۔ اور اس پر کسی وعظ و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔

حرام کے لقمہ کا اثر جب آنکھ میں جاتا ہے تو اس کا اثر یہ ہے کہ حرام کی طرف نگاہ کرتا ہے۔ جب کان میں اثر پہنچتا ہے۔ تو کان حرام کی باتوں کو سنتا ہے۔ ساز و آواز اور غنا سنتا ہے۔ جب ہاتھ تک لقمہ حرام کا اثر جاتا ہے تو وہ ہاتھ ظلم کرتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ لوگوں کا اور یتیموں کا ناحق مال کھاتا ہے۔ یتیم کے منہ پر وہ ہاتھ مارتا ہے۔ جب زبان تک اگر جاتا ہے۔ تو وہ زبان گالی دیتی ہے غیبت کرتی ہے۔ کفر کہتی ہے۔ قرآن اور احادیث کا مذاق اڑاتی ہے۔ جس شخص کو حرام کا لقمہ کھانے کی عادت پڑ جائے وہ کافر مرے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اور جو شخص حلال روزی کھاتا ہے۔ اس کا اثر بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس حلال روزی کے اثر کی وجہ سے نماز روزہ اور عبادت کی طرف رغبت کرتا ہے۔ حلال روزی کا اثر زبان پر ہوتا ہے تو خدا کا ذکر کرتا ہے۔ اپنے آپ کو خدا کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ انسان اگر ایک درہم حلال روزی حاصل کرے تو وہ سو درہم حرام سے بہتر ہے۔

بحارالانوار کی جلد 5 اور جواہر الاخبار میں روایت ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ اس کی زوجہ اس سے کہتی کہ کچھ کما کر لا۔ اس نے خدا کے دربار میں دعا کی کہ اس روزی دے۔ خواب میں اسے آواز آئی۔ حلال کے دو درہم تیرے لیے کافی ہیں یا حرام کے دو ہزار۔ اس نے کہا حلال کے دو درہم کافی ہیں۔ آواز آئی کہ تیرے سر کے نیچے ہوں گے۔ جب بیدار ہوا تو سر کے نیچے دو درہم پڑے تھے۔ اس نے اٹھائے۔ بازار گے۔ ایک درہم کی مچھلی خریدی۔ اور گھر لے آیا۔ اس کی زوجہ نے کہا کبھی میں تو اس مچھلی کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں گی۔ وہ خود اٹھا۔ تا کہ اس مچھلی کو صاف کرے اور بھون کر پکائے۔ جب اس کا پیٹ چیرا تو اندر سے جوہر کے دو دانے باہر نکلے۔ اس نے اٹھائے اور

https://www.shiabookspdf.com/

بازار لے آیا۔اور چالیس ہزار درہم میں فروخت کیے اور مالدار ہو گیا۔
پس جو صبر کرے حلال روزی کھائے اور حرام کی طرف نگاہ نہ دوڑائے تو خدا اسے کثرت سے عطا کرتا ہے۔اسے لیے معصوم کا فرمان ہے۔
"العبادۃ عشرۃ اجزاء تسعۃ منھا فی طلب الحلال" عبادت کے دس اجزا اور حصے ہیں۔ان میں سے نو رزق حلال کے طلب کرنے میں پوشیدہ ہیں۔
اسی وجہ سے تمام انبیاء رزق حلال کی تلاش میں رہتے تھے اور کوئی نہ کوئی کام ضرور کرتے تھے۔خود بھی کوئی ہنر رکھتے تھے لوگوں کو بھی سکھاتے تھے۔حضرت داؤد زرع سازی جانتے تھے لوگوں کو بھی سکھاتے۔ حضرت سلیمان بھی اسی طرح ہنر جانتے تھے۔ حضرت موسیٰ بھیڑیں چروانے کا کام کرتے تھے۔ حضرت نوح ترکھانی تھے لوگوں کو بھی سکھاتے تھے۔ ہمارے پیغمبر تجارت کرتے تھے۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک کنویں پر پانی نکالنے کا کام کرتے تھے۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک کنویں پر پانی نکالنے کا کام کرتے تھے۔اور یہ سب کچھ ہمیں سبق سکھانے کے لیے تھا۔
مجالس المتقین میں لکھتے ہیں۔ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام مدینہ کے دروازے پر کسی کام کے لیے گئے۔ایک کنویں پر پہنچے وہاں ایک چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کو پانی پلانے کے لیے لایا۔لیکن پانی نہ پلا سکا۔حضرت نے اس کے ساتھ قرارداد کے تحت پانی پلانے کا ذمہ لیا اور اس سے ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور لینے کو کہا۔حضرت نے تمام بھیڑوں کو پانی پلایا اور حضرت کے دست مبارک سے پانی پی کر بھیڑیں موٹی تازہ ہو گئیں۔اسی اثناء میں یہودیوں کا ایک قافلہ کنویں پر آیا۔تا کہ پانی پئیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے انہیں بھی پانی پلایا۔جب انہوں نے چرواہے کی بھیڑوں کو موٹے ہوتے دیکھا تو اس معجزہ کو دیکھ کر سب مسلمان ہو گئے۔
انسان کے مقدر میں جو رزق ہوتا ہے وہ اسے ضرور ملتا ہے وہ چاہے جہاں بھی ہو۔حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے "الرزق رزقان رزق یطلبہ و رزق یطلبک" رزق دو

https://www.shiabookspdf.com/

طرح کے ہیں۔ طرح کے ہیں۔ ایک وہ جسے تو طلب کرتا ہے۔ دوسرا وہ جو تجھے طلب کرتا ہے۔

وہ رزق جسے تو طلب کرتا ہے۔ امید ہے کہ تو اس تک پہنچ جائے گا اور جو رزق تجھے طلب کرتا ہے۔ اگر تو اس کی طرف نہ جائے گا۔ تو وہ خود تیرے پاس آ جائے گا۔

گر بہ خواھی ورنخواھی رزق تو   پیش تو آید دوان از عشق تو

ترجمہ: تو چاہے یا نہ چاہے۔ تیرا رزق تیرے محبت میں تیرے پاس دوڑتا ہوا آ جائے گا۔

روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اولاد آدم کو دنیا میں ملے گیں۔ جس حال میں بھی جس وسیلہ سے بھی اور جس جگہ بھی ہوگا۔ ان میں سے ایک موت ہے۔ جیسے فرماتا ہے (اینما تکو نوا یدر ککم الموت و لو کنتم فی روخ مشیدہ) موت تم کو آ کر رہے گی چاہے تم مضبوط قلعون میں بھی کیوں نہ ہو۔

اگر صد سال مانی وریکی روز   بباید رفت از این کاخ دل افروز

چہ خوش باغیست باغ زندگانی   گر ایمن بودی از باد خزانی

ترجمہ: اگر سو سال بھی اس دنیا میں رہو۔ تب بھی ایک دن اس دل کو بھانے والے محل سے ضرور جانا ہے۔

یہ زندگی کا باغ کتنا خوش اور خوبصورت ہے۔ اگر خزاں کی ہواؤں سے محفوظ رہے تو دوسری چیز جو جو حتماً انسان کو مل کر رہے گی۔ وہ عمل کی جزا ہے۔ اچھے عمل کی جزا اچھی اور برے عمل کی جزا بری لوگوں کو دی جائے گی۔

گر مراقب باشی وبیدار تو   بینی ھر دم پاسخ کردار تو

ای کہ بد کردی تبرس ایمن قباش   زانکہ تخم است و برو یاند خداش

ازمکانات عمل غافل شو   گندم از گندم بروید جو ز جو

ترجمہ: اگر تو ہوشیار ہو اور بیدار تو ہر وقت اپنے کردار سے تجھے جواب ملے گا۔ اے عمل بد کرنے والے ڈرو اور اپنے آپ کو محفوظ مت سمجھو۔ کیونکہ یہ بیج ہے خدا اسے ضرور اگا دیگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

عمل کے انجام سے غافل نہ رہو۔ گندم سے گندم اور جو سے جو اگتا ہے۔

چشمہ کے نزدیک حضرت موسیٰ کا غائب ہونا:

دارالسلام فارسی میں لکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے خدا مجھے اپنے اسرار میں سے ایک کا علم عطا فرما۔ خطاب ہوا فلاں دن شہر کے باہر فلاں چشمہ کے پاس چھپ جانا تجھے اپنے اسرار کے بارے میں بتاؤں گا۔ حضرت موسیٰ گئے اور شہر سے باہر اس چشمہ کے نزدیک چھپ کر بیٹھ گئے۔ اچانک ایک سوار آیا جس کے پاس پیسوں کی تھیلی تھی۔ وہاں بیٹھ کر گئے اور رکھ کر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک بچہ اس چشمہ پر آیا۔ اس نے پیسوں کی تھیلی دیکھی اٹھائی اور چلا گیا۔ اتنے میں اس چشمہ پر ایک اندھا آ گیا۔ وہ اندھا ابھی وہاں تھا کہ سوار شخص جس کی وہ تھیلی تھی واپس آ گیا اور اس اندھے سے اپنی رقم کا مطالبہ کیا۔ اس اندھے نے سختی سے جواب دیا۔ اس سوار نے تلوار نکالی اور اس اندھے کو قتل کر دیا اور چلا گیا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔ اے پروردگار میں نہیں جان سکا۔ کہ یہ اندھا کیونکہ قتل ہو گیا ہے جبکہ سوار آدمی کے پیسے تو بچہ لے گیا تھا؟ خطاب ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ جس بچے کو پیسے ملے ہیں سوار شخص نے اس بچے کے پاب کو قتل کیا تھا۔ یہ پیسے اس بچے کے باپ کا دیہ تھا۔ اندھے شخص کے قتل ہونے کے وجہ یہ ہے کہ اس نے سوار شخص کے باپ کو قتل کیا تھا۔ لہٰذا اس سوار نے اپنے باپ کا قصاص لے لیا۔ پس معلوم ہوا کہ انسان اپنے عمل نیک یا بدکی سزا اس دنیا اور آخرت دونوں میں پائی لیتا ہے۔

تیسری چیز جو جتنا انسان تک پہنچتی ہے وہ رزق ہے جو مقدر میں لکھا ہوا ہے۔ جب تک رزق مقدر ختم نہ ہو اس وقت تک موت نہیں آتی۔ جس وقت رزق مقدر ختم ہو جائے گا موت بھی آ جائے گی۔ رزق مقدر اور انسان کی زندگی کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہے۔

انوار نعمانیہ اور لآلی اخبار میں لکھتے ہیں۔ ایک بادشاہ اپنے دستر خوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ اچانک اڑتا ہوا ایک پرندہ آیا اور بادشاہ کے سامنے بھنا ہوا مرغ جو پڑا ہوا تھا۔ اس اٹھا کر چلا گیا۔ بادشاہ کو غصہ آیا۔ اٹھا اور اپنے ارکان سلطنت کے ساتھ اس پرندے کے شکار

https://www.shiabookspdf.com/

کے لیے نکل پڑا۔ چلتے چلتے اس پرندے کے پیچھے ایک صحرا میں آگئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ پرندہ ایک پہاڑ کے پیچھے چلا گیا ہے۔ بادشاہ اور اس کے ساتھی پہاڑ پر چڑھے تو دیکھا وہاں ایک شخص کو اس کے ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونک رکھی ہیں اور وہ پرندہ اس شخص کے سرہانے بیٹھ کر اپنی چونچ کے ذریعے سے اسکو وہ بھنا ہوا مرغ کھلا رہا ہے۔ جب وہ سیر ہو گیا تو وہ پرندہ چلا گیا اپنی چونچ میں پانی لایا اور اس شخص کے منہ میں پانی ڈالا پانی پلانے کے بعد وہ پرندہ چلا گیا۔ بادشاہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس شخص کے پاس آیا۔ اسے کھولا اور اس سے پوچھا کہ اپنی صورت حال سے آگاہ کر۔ اس نے کہا۔ میں ایک تاجر آدمی ہوں۔ چوروں نے میرا مال تجارت لوٹ کر مجھے اس جگہ باندھ دیا ہے۔ یہ پرندہ دن میں دو مرتبہ آ کر اس طرح مجھے کھانا اور پانی پلاتا ہے۔ بادشاہ نے یہ سن کر اپنی سلطنت کو چھوڑا اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا۔

رزق کی دوسری قسم وہ رزق ہے جس کا خدا نے وعدہ کیا ہے اور خدا ان بندوں کو عطا کرتا ہے۔ جو اہل توکل اور تقوی ہیں۔ اور یہ رزق بغیر کسی محنت و مشقت کے انہیں اس جگہ سے ملتا ہے کہ انہیں وہاں سے ملنے کا گمان تک نہیں ہوتا۔ جیسے خدا فرماتا ہے (و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب) جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کے لیے مشکلات سے نکل جانے کا راہ فراہم کرتا ہے۔ اور اسے اس جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

رسول خدا فرماتے ہیں۔ اگر حقیقی طور پر خدا پر توکل پیدا کرلو تو وہ تمہیں اس طرح رزق پہنچائے گا جس طرح پرندوں کو عطا کرتا ہے۔ حضرت عیسی فرماتے ہیں۔ ان حیوانوں کی طرح دیکھو ان کے پاس نہ کوئی زراعت ہے اور نہ ہی کوئی ذخیرہ صبح بھوک کی حالت میں اپنے گھر سے جاتے ہیں اور رات کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔ اگر تم کہو کہ ہم پرندوں سے زیادہ خوراک کھاتے ہیں تو سمندری حیوانات کو دیکھ لو وہ ہر روز کتنی خوراک کھاتے ہیں خدا ان سب کو ان کے حصے کی خوراک دیتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلسی حیات القلوب میں لکھتے ہیں۔ ایک دن سمندر کے جانوروں میں سے ایک جانور نے اپنا منہ باہر نکال کر حضرت سلیمان سے عرض کیا۔ آج میں آپ کا مہمان ہوں۔ حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ اپنے لشکر کا ایک مہینے کی خوراک سمندر کے کنارے جمع کی جائے۔ ایک بہت بڑا ڈھیر لگ گیا اور پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ وہ ساری خوراک اس حیوان نے کھالی اور کہنے لگا اور دو میں ابھی سیر نہیں ہوا۔ یہ تو میری خوراک کا ایک حصہ تھا۔ حضرت سلیمان نے تعجب کیا اور فرمایا کہا تجھ جیسے اور جانوروں بھی سمندر میں موجود ہیں۔ اس مچھلی نے کہا مجھ جیسی ہزاروں مخلوق موجود ہے۔

سفر حج کی طرف پیدل جاتی ہوئی ایک خاتون:

لآلی الاخبار میں روایت ہے ایک بزرگ کہتے ہیں۔ میں نے خدا پر توکل کرنا اس وقت سیکھا جب میں نے حج پر جاتے ہوئے ایک عورت کو دیکھا جو قافلہ کے ساتھ بڑی تیزی سے جا رہی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اس کے پاس سفر کا خرچ وغیرہ نہیں ہے۔ میں نے اپنی جیب سے بیس درہم نکالے اور اس عورت کو دیے اور کہا کہ اپنے لیے سواری کا انتظام کرلو۔ اس عورت نے میری طرف دیکھا اور میرے دیئے ہوئے درہم مجھ سے نہ لیے اپنا ہاتھ اوپر ہوا کی طرف بلند کیا نیچے لائی تو سونے سے بھرا ہوا تھا۔ یہ پیسے واپس لے لو مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے اس آیت کی تلاوت کی۔ (ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ) جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے۔ اس عورت نے کہا کہ میرا رزق کی طرف سے ہے۔ میں نے عرض کیا یہ مقام تو نے کہاں سے حاصل کیا ہے؟ اس نے کہا خدا پر توکل کرنے سے۔ اس کے بعد میرا ابھی خدا پر توکل ہو گیا اور باقی عمر میں نے آرام سے گزاری۔

روزی چہ از خزانہ خالق مقدر است   دون ہمتی بود زرد خلق خواستن

ترجمہ: ہر انسان کی روزی خالق کے خزانہ میں مقدمہ ہو چکی ہے۔ اس لیے مخلوق سے روزی کو طلب کرنا اور مخلوق کے دروازے پر جانا بے ہمتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

رزق کی تیسری قسم: رزق مکسوب ہے۔ یہ وہ رزق ہے جو ضرورت کے رزق سے زیادہ ہوتا ہے۔ جس قدر انسان کوشش کرے اور محنت کرے اتنا ہی حاصل ہو جائے گا۔ اس لیے کتنے لوگ ہیں جو تجارت کر کے دولت مند ہو گئے۔ خدا فرماتا ہے (لیس الانسان الا ما سعی) انسان جتنی کوشش کرتا ہے اتنا ہی اسے ملتا ہے۔

هر کجه را دیدی به زر و سیم فرد　　دان که اندر کسب کردن صبر کرد

ترجمہ: اگر کسی انسان کو مال دار اور دولتمند دیکھتا ہے سمجھ لے اس نے کسب اور کاروبار میں صبر کیا ہے۔

ایک مرد کا کسب کے ذریعے صاحب ثروت بننا:

لآلی اخبار اور بحار الانوار میں لکھتے ہیں۔ اصحاب پیغمبرؐ میں سے ایک بہت زیادہ فقیر ہو گیا۔ اس کی بیوی نے کہا۔ رسول خداؐ کے پاس جا کر کسی چیز کو مانگو۔ وہ مرد حضرت کی خدمت میں آیا۔ اس نے سنا۔ حضورؐ نے فرمایا "من سئلنا اعطینا و من استغنی اغناه الله" جو ہم سے سوال کرے گا ہم اسے عطا کریں گے اور جو سوال نہ کرے گا خدا اسے غنی کرے گا۔ یہ سن کر اس مرد نے سوال نہ کیا اور گھر واپس آ گیا اور اپنی بیوی کو پوری بات بتائی۔ اس کی بیوی نے کہا اے مرد پیغمبر بشر ہے جاؤ اور انہیں اپنے حالات سے آگاہ کرو۔ وہ دوبارہ آیا۔ پھر حضرت نے وہی کلام فرمایا: گھر گیا تو اس کی بیوی نے پھر بھیج دیا۔ تیسری مرتبہ حضور کی بات سن کر گھر جانے کی بجائے۔ کسی ہمسایہ سے ایک اسی اور کلہاڑی ادھار لی۔ صحرا میں جا کر لکڑیاں کاٹی اور لا کر بیچ دیں۔ جو پیسے ملے کچھ گھر خرچ کر لیے اور باقی جمع کر لیے۔ کچھ دن اسی طرح کرتا رہا۔ کچھ پیسے جمع ہو گئے تو ایک اونٹ خرید لیا۔ پھر ایک غلام خرید لیا۔ آہستہ آہستہ اس کا مال زیادہ ہو گیا۔ ایک دن حضورؐ کی خدمت میں آیا تفصیلات سے آگاہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا: میں نے کہا تھا، جو مجھ سے مانگے گا اُسے دونگا۔ اور جو نہ مانگے گا خدا اُسے دے گا۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اپنی محنت پر انحصار نہ کرے بلکہ خدا پر توکل کرے اور باقی سب چیزوں کو اسباب سمجھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

کاروبار کی اقسام :

کتاب اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کاروبار کرنے والوں کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) کچھ کافر ہیں (۲) کچھ مشرک ہیں (۳) کچھ فاسق ہیں (۴) کچھ منافق ہیں اور (۵) کچھ مومن ہیں۔

جو کافر ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی روزی کو اپنے کاروبار کے ذریعے سے جانتے ہیں نہ کہ خدا سے۔ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ روزی خدا اور کاروبار دونوں سے تعلق رکھتی ہے وہ مشرک ہے، وہ لوگ روزی کو خدا سے جانتے ہیں اور کاروبار کو روزی پہنچنے کا ذریعہ اور سبب سمجھتے ہیں لیکن متزلزل ہیں یقین نہیں ہے کہ اُن تک روزی پہنچے گی یا نہیں۔ یہ لوگ منافق ہیں۔ وہ لوگ جو روزی کو خدا سے اور کسب وتجارت کو ذریعہ سمجھتے ہوئے شرعی احکام کے مطابق تجارت کرتے ہیں یہ لوگ مومن ہیں۔

پس انسان کو روزی کو طلب کرتے ہوئے خدا پر توکل کرنا چاہئے تاکہ آفات سے محفوظ رہے اور اُسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ خدا کی مرضی کے بغیر یہ کوشش بے فائدہ ہوگی، زیادہ حرص بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ آخرت میں یعنی قیامت کے دن جواب دہ ہوگا۔ اور جس شخص کو حرص ولالچ کی بیماری ہوتی ہے وہ کبھی یہ نہیں کہتا ہے کافی ہے بلکہ اور زیادہ کے پیچھے ہوتا ہے۔

حریص را نکند دو عالم سیر　　همیشه آتش سوزنده اشتهادارد

ترجمہ :۔ حریص اور لالچی شخص کو دو جہان بھی سیر نہیں کر سکتے اُس کے اندر ہمیشہ حرص ولالچ کی آگ جلتی رہتی ہے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جن کا توکل خدا پر نہ تھا۔ اتنی محنت اور کوشش کے باوجود بھی کچھ حاصل نہ کر سکے۔ لیکن وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے خدا پر توکل کیا قناعت کی خدا نے اُن کو وسیع رزق دیا اور غنی کر دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

چنان روزی بہ نادان رساند　　　کہ صد دانا دراو حیوان بماند

ترجمہ:۔ خدا نادان لوگوں کو اس طرح رزق دیتا ہے کہ عقلمند لوگ بھی حیران رہ جاتے ہیں

۔صافی میں لکھتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی "ومن یتق اللہ ......)

تو بہت سے اصحاب رسولؐ اپنے گھر جا کر تمام کام کاج چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ نبی اکرمؐ نے حکم دیا۔ کہ ان کو حاضر کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا: کس چیز نے تمہیں اس کام پر مجبور کیا ہے۔ انہوں نے کہا خدا ہمارے رزق کا ضامن ہے۔ حضرت نے فرمایا: "اطلبوا الا رزق من اسبابھا و ادخلوا البیوت من ابوابھا" اپنا رزق اسباب کے ذریعے حاصل کرو اور اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو۔

رمز الکاسب حبیب الہ شنو　　　از توکل درس بب کاھل مشو

گر توکل می کنی در کار کن　　　کشت کن پس تکیہ پر جبار کن

ترجمہ: تجارت کرنے والا خدا کا دوست ہے۔ اس فرمان کے راز کو سنو۔ توکل کی وجہ سے اسباب وذرائع پیدا کرنے میں سستی مت کر۔

کام میں توکل کرو۔ لیکن پہلے محنت کرو اور پھر خدا پر بھروسہ کرو۔ اپنے اور اہل وعیال کے لیے روزی کمانا واجب ہے۔ ہمیں حلال روزی کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور ساتھ ساتھ تقوی کو اپنا پیشہ بنائیں۔ پیغمبر اکرم فرماتے ہیں۔ اگر تم تک روزی دیر سے پہنچے تو یہ چیز تمہیں گناہ اور خدا کی نافرمانی کے ذریعے سے روزی حاصل کرنے پہ مجبور نہ کرے "فان اللہ تعالی قسم الارزاق حلالا ولم یصتسمھا جراما" خدا نے حلال رزق تقسیم کیا ہے۔ نہ کہ حرام۔ پس جو شخص خدا سے ڈرے اور صبر کرے خدا کی طرف سے اسے روزی مل جائے گی۔ جو شخص بے صبری کرے اور وحرام کے ذریعے سے روزی حاصل کرے تو اس کہ اتنی ہی حلال روزی کم ہو جائے گی اور قیامت کے دن اس کا حساب بھی ہوگا۔

انوار النعمانیہ میں لکھتے ہیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام خچر پر سوار تھے۔ کوفہ کو مسجد کے پاس

https://www.shiabookspdf.com/

پہنچ کر سواری سے اتر گئے۔ لجام کسی کو دی تا کہ وہ خیال رکھے۔ حضرت جب مسجد سے باہر نکلے تو آپ کی جیب میں دو درہم تھے۔ وہ آپ نے اس مرد کو دینے کا ارادہ کیا۔ دیکھا وہ شخص لجام لے کر چلا گیا ہے۔ حضرت نے وہ دو درہم غلام کو دیئے تا کہ بازار سے لجام خریدے۔ اتفاق سے غلام اسی لجام کو بازار سے خرید لایا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: بندہ اپنی بے صبری کی وجہ سے حلال رزق کو حرام کر لیتا ہے۔ اس کے لیے جو چیز معین ہو چکی ہے۔ اس سے زیادہ نہ ہوگی اور وہ معین چیزی اس پر روز مل جائے گی۔ یہ جو وہ کوشش کرتا ہے کہ زیادہ ہو جائے ایسا ممکن نہیں ہے۔ ہاں کچھ ایسی چیزیں ہیں۔ اگر انسان ان پر عمل کرے تو رزق کے اسباب میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

ان چیزوں میں سے ایک چیز راہ خدا میں خرچ کرنا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔ (ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما آتاہ اللہ) وہ شخص جس کو خدا نے ایک معین مقدار میں رزق دے رکھا ہے۔ وہ اس میں سے دے جو خدا نے اسے عطا کیا ہوا ہے۔

دوسری چیز جو رزق کی وسعت کا سبب بنتی ہے۔ استغفار کرتا ہے۔ جیسے حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "اکثروا الاستغفار تجلبوا الرزق" زیادہ استغفار کیا کرو تا کہ تم روزی کو اپنی طرف جلب کرو۔

تیسری چیز شکر کرنا ہے جیسے خدا فرماتا ہے۔ (ولان شکر تم لازید نکم) اگر تم شکر کرو گے تم ہم تمہارے رزق میں اضافہ کریں گے۔

چوتھی چیز جو رزق کے زیادہ ہونے کے سبب بنتی ہے۔ دعا ہے۔ خاص طور پر نماز صبح کے بعد یہ دعا کرنی چاہیے۔ "اللھم ان کان رزقی فی السماء فانزلہ" اے پروردگار اگر میرا رزق آسمان میں ہے تو اسے نازل فرما۔ ایک مرد نے گائے کو ذبح کیا اور اسکا مالک پہنچ گیا۔ تفسیر نیشاپوری، روضۃ الصفا اور منہج الصادقین میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد کے زمانے میں ایک شخص بے کار اور فقیر تھا۔ جو ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا "اللھم ارزقنی رزقا حلالہ واسعا" اے میرے پروردگار مجھے حلال اور وسیع رزق عطا فرما۔

https://www.shiabookspdf.com/

این دعا می کرو کای خدا ثروتی بی رنج روزی کن مرا

ترجمہ: وہ ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا۔ کہ اے خدا مجھے کسی محنت و مشقت کے بغیر دولت عطا کر۔

لوگ اس کا مذاق اڑاتے تھے کہ عجیب احمق اور بیوقوف آدمی ہے۔ خدا سے زحمت کے بغیر ہی روزی طلب کرتا ہے۔ حالانکہ لوگ محنت و مشقت کر کے روزی حاصل کرتے ہیں۔ حتی کہ حضرت داؤدؑ بھی محنت کر کے روزی کماتے ہیں۔ لوگ اسے طعنہ دیتے اور کہتے کہ اگر کوئی چیز ملے تو اکیلے نہ کھانا ہمیں بھی دینا اور وہ مرد ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا۔

تا کہ شد مشہور در شہر و شہیر گہ زانبان تھی جو ید پنیر

ترجمہ: یہاںتک کہ وہ ہر شہر اور جگہ میں اس کی یہ شہرت ہوگئی تھی کہ وہ بکری کی کھال سے پنیر تلاش کرتا ہے۔

ایک دن گھر میں بھوکا بیٹھا ہوا تھا۔ اور دعا میں مشغول تھی اچانک گھر کا دروازہ کھلا اور ایک گائے اندر آگئی اس نے کہا یہ خدا نے میرے لیے بھیجی ہے۔ اٹھا گائے کو ذبح کیا اور اسکے گوشت کے کباب بنا کر کھا رہا تھا۔ کہ گائے کے مالک کو پتہ چلا تو اس مرد کے گھر کی طرف بھاگتا ہوا آیا۔ جب اس نے گائے کو دیکھا تو کہنے لگا کہ تو نے گائے کو ذبح کیا ہے؟ لاس نے کہا میں کافی مدت سے اپنے خدا سے حلال روزی مانگ رہا تھا۔ آج اس نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ میری دعا قبول ہوئی ہے۔ گائے کے مالک نے اس مرد کے سر پر تھپڑ مارے اور اسے حضرت داؤد کے پاس لے گیا اور کہا اے اللہ کے نبی اس نے میری گائے ذبح کردی ہے۔ اس سے پوچھیں اس نے کیوں میری گائے ذبح کی ہے؟ حضرت داؤد نے پوچھا۔ تو نے گائے کو کیوں ذبح کیا ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی آپ لوگوں سے پوچھ لیں میں کافی مدت سے خدا سے دعا کر رہا ہے۔ کہ مجھے حلال روزی دعطا فرما۔ آج اس کی طرف سے مجھے روزی ملی ہے۔

گفت داؤد این سخنہا رابشنو حجت شرعی در این دعوی بگو

ترجمہ: حضرت داؤد نے فرمایا: میری باتیں سنو اور اپنے دعوی پر شرعی گواہ پیش کرو۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس مرد نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی کیا خدا کے وعدے جھوٹے ہیں۔ خدا فرماتا ہے مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔

این بگفتو گریہ در شد ہای ہای تا ول داؤد بیرون شد زجای

ترجمہ: یہ بات کرنے کے بعد اس مرد نے رونا شروع کر دیا یہ دیکھ کر حضرت داؤد کا دل بھی نرم پڑ گیا۔

حضرت داؤد نے گائے کے مالک سے فرمایا: میں چاہتا ہوں آج چلے جاؤ کل آنا مولانا رومی کہتے ہیں۔

تا روم من سوی خلوت در نماز ہر سم این احوال از دانای راز

ترجمہ: تاکہ میں علیحدگی میں نماز ادا کرو اور حقیقی راز داں سے اصلی صورت حال پوچھوں۔

حضرت داؤد رات کو مناجات کرتے رہے اور خدا سے التجا کی کہ اس مسئلہ کو حل مجھے بتا۔ خدا نے داؤد کے لیے تمام صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ دوسرے دن گائے کا مالک اس شخص کو حضرت داؤد کے پاس لے کر آیا۔ اور کہنے لگا۔

روز گاوم را بدہ ای نابکار از خدای خویشتن شرمی بدار

ترجمہ: اے بد بخت جلدی کرو میری گائے لاؤ اپنے خدا شرم کرو۔ حضرت داؤد فیصلہ کرنے کے لیے آئے تو گائے کے مالک سے فرمایا: تو امیر آدمی ہے اور یہ بیچارہ غریب ہے۔ اسے اپنی گائے حلال کر دے۔ مالک نے کہا یا نبی اللہ میں ایسا نہ کرونگا۔ اگر میں نے اپنی گائے کی قیمت نہ لی تو دوسرے لوگ بھی میرا مال اس طرح کھا پی جائیں گے۔ اور میں فقیر ہو جاؤنگا۔ حضرت داؤد نے فرمایا جاؤ اور تمام مال اس مرد کے سپرد کر دو اور شکر کرو اس نے تجھے لوگوں کے سامنے رسوا نہیں کیا۔ اگر سارا مال اسے نہ دو گے تو بہت برا ہوگا۔ یہ سن کر اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ حضرت داؤد یہ کیسا فیصلہ کر رہے ہیں۔ یہ کیسی شریعت ہے یہ تو میرے اوپر ظلم ہے۔ حضرت داؤد نے فرمایا خدا کا یہی حکم ہے۔ کہ جو کچھ بھی تیرے پاس ہے اس مرد کا ہے۔ تیرے بچے اور بیوی سب اس مرد کے غلام اور کنیز ہیں۔ یہ سن کر گائے کے

https://www.shiabookspdf.com/

مالک نے اپنے سر پر مارنا شروع کر دیا اور ادھر ادھر بھاگ کر شکایت کرنا شروع کر دی۔ دوسرے تمام لوگ بھی طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ کہ یہ کیسا حکم ہے۔ ایسا ظلم آج تک نہیں سنا اور نہ کسی پر ہوا ہے۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت داؤد نے فرمایا: کہ یہ شخص اس مرد کے باپ کے غلام تھا۔ ایک سفر سے آ رہے تھے اس بد بخت نے اپنے مالک کو ایک درخت کے نیچے آرام کرتے ہوئے قتل کر دیا اور چھری اس درخت کے نیچے چھپا دی اور اس کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

تا کنون از بھریک گائوی این لعین   می زند فرزند اور رابر زمین

ترجمہ: اب اس کا حال یہ ہے کہ یہ ملعون صرف ایک گائے کی وجہ سے اپنے مالک کے بیٹے کو زمین پر مارنا چاہتا ہے۔ اور اسے ختم کرنا چاہتا ہے۔

اس کے بعد تمام لوگ حضرت داؤد کے ساتھ اس درخت کے نیچے گئے۔ وہاں سے مقتول اور آلہ قتل نکالا۔ لوگوں نے چھری اس مرد کو دی اس نے اسی بد بخت کو قتل کر گیا اور اپنا تمام مال اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پس دعا کرنے سے انسان کے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک اپنی روزی طلب کرو۔ اس وقت روزی کو طلب کرنا سفیر تجارت پے جانے سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب خدا اپنے بندوں کی روزی تقسیم کرتا ہے۔

ایک اور چیز جو رزق کی وسعت کا سبب بنتی ہے۔ نماز شب ہے۔ لآلی الاخبار میں لکھتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت صادق علیہ السلام سے شکایت کی کہ میں فقیر اور تنگدست ہوں۔ قریب تھا یہ کہے کہ میں اس وقت بھی بھوکا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: کیا تو نماز شب نہیں پڑھتا؟ عرض کیا: ہاں پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا "کذب من زعم اله یصلی باللیل ویجوع بالنهار ان الله عزوجل ضمنبصلاة اللیل قوت الھنار" "جھوٹ بولتا ہے۔ وہ شخص جو یہ کہتا ہے۔ کہ وہ نماز شب پڑھتا ہے اور دن کو بھوکا رہتا ہے۔ بے شک خدا تعالی نے ضمانت لی ہے کہ جو نماز شب پڑھے گا اسے دن روزی ضرور ملے گی۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی وجہ سے ہمارے آئمہ علیہم السلام نماز شب پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔ جبرئیل نے نماز شب کی اتنی تاکید کی میں نے گمان کیا یہ نماز میری امت پر واجب ہو جائے گی۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کبھی بھی نماز شب کو ترک نہ کیا۔ حتیٰ کہ جنگ صفین میں بھی ترک نہ ہوئی۔ باقی آئمہ بھی نماز شب کو ترک نہ کرتے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور عبادت کے لیے جو مہلت مانگی تھی وہ بھی اسی نماز شب کے لیے تھی۔ حضرت ساری رات خدا کے ساتھ مناجات کرتے رہے اور دعاؤں میں مشغول رہے اور گریہ کرتے رہے۔

عشاور کی رات سید الشہداء کا خواب:

بحار الانوار اور عوالم میں ہے شب عاشور سحری کے وقت حضرت نے خواب دیکھا۔ بیدار ہو کر اصحاب سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ اصحاب نے عرض کیا آپ نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: "آیت کلابا قد شدت علی لتنهشنی و فیها کلب البقع رآیته اشدها علی و اظن ان الذی یتولی قتلی رجل البرص" میں نے خواب میں دیکھا بہت سے کتے مجھ پر حملہ آور ہیں۔ ان میں سے ایک کتا سیاہ سفید رنگ کا ہے۔ جو سب سے بڑھ بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ میرے خیال میں جو شخص مجھے قتل کرے گا وہ برص کی بیماری والا ہوگا۔ یہ تعبیر اس وقت ظاہر ہوئی جب حضرت زینب خیموں میں تشریف فرما تھیں۔ اچانک تاریکی چھا گئی۔ زمین میں زلزلہ آیا بھاگ کر خیمے سے باہر آئیں تلہ زینبیہ کے اوپر جا کر قتل گاہ کی طرف دیکھا۔ دیکھتے ہی زینب کے پاؤں چلتے چلتے رک گئے۔ کیا دیکھا۔ شمر بھائی کے سینے پر بیٹھا ہے۔ امام نے آنکھ کھول کر بہن کو دیکھا۔ فرمایا میری بہن واپس چلی جاؤ۔ زینب واپس آ گئیں۔ کیونکہ واجب اطاعت امام کا حکم تھا۔ گویا امام زبان حال سے فرما رہے تھے۔

برو تا زیر شمشیرم نبینی همین ساعت به مرگم می نشینی
برو خواهر کے کارم رفت از دست برو خواهر که زهرا چشم من بست

https://www.shiabookspdf.com/

حلالم از حقوق خواهری کن　　　　برو باطفل هایم مادری کن

ترجمہ: چلی جاؤ مجھے تلوار کے نیچے نہ دیکھو اور اسی وقت میری عزا میں نہ بیٹھو۔ میری بہن چلی جاؤ۔ میرا کام ختم ہو چکا ہے۔ میری ماں زہرا ؑ نے میری آنکھیں بند کر دی ہیں۔

میری گردن پر تیرے حقوق تھے۔ وہ معاف کر دے جاؤ اور جا کر میرے بچوں کا خیال رکھو بحر المصائب میں لکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا" یا اختاه ارجعی الی الخیام و لا تشمتی حتی الاعداد و علیک با بصرو تسلیة الاتیام" اے میری بہن واپس خیام کی طرف چلی جاؤ صبر کرو اور میرے بچوں کو تسلی دو۔

زینب واپس خیموں کی طرف گئیں معلوم نہیں خیموں تک پہنچیں یا نہیں ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا بھائی کا سر نیزے پر سوار تھا۔

رضا یم آنکه سرم را ازتن جدا بکنی　　　　به شرط آنکه به زینب و گر جفا نکنی

به پای چکمه اگر می زنی به سینه من　　　　مزن طبانچه لعین براوری سکینه من

در آفتاب بیانداز نعش اظهر من　　　　ز آفتاب تو بردار نعش اکبر من

ترجمہ: میں راضی ہوں کہ میرا سر تن سے جدا کر لو لیکن اس شرط سے کہ زینب پر ظلم نہ کرنا۔ اگر اپنے پاؤں میرے سینے پر لیکر چڑھے تو اب اے لعین میری سکینہ کو طمانچہ نہ مارنا۔

میری لاش کو دھوپ میں چھوڑ جا۔ لیکن میرا اکبر کی لاش کو دھوپ سے اٹھا لے۔ حضرت نے شمر سے فرمایا: تجھے معلوم ہے آج کون سا دن ہے؟ اس نے کہا آج عاشور کا دن ہے۔ حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے کہ میں نواسہ رسولؐ ہوں۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا اے شمر "انکان لا بد من قتلی فاسقنی شربة من الما" اگر لازمی مجھے قتل کرنا ہے تو ایک گھونٹ پانی ہی دے دو۔ زینب تلہ زینبیہ سے نیچے آئیں۔ تا کہ خیموں کی طرف جائیں۔ ایک مرتبہ ہر طرف شور کی آواز سنی پیچھے مڑ کر دیکھا تو بھائی کا سر نیزے پر سوار تھا۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۱

خوش است عمر دریغا کہ جاو دانی نیست　　پس اعماد بر این چند روز فانی نیست
گلی است خرم و خندان و تازہ و خوشبو　　و لیک امید تباتش خیانکہ دانی نیست
چہ حاجت امت عیان رابہ استماع بان　　کہ بی وفا لی دور فلک نہانی نبست
اگر ممالک روی زمین دست آری　　بھانئی مہلت بی روز زندگانی نبست
کدام باد بھاری وزید در آفاق　　کہ باز دو عقبش نکبت خزانی نبست
دل ای رفیق بر این کاروان سرای مبند　　کہ خانہ ساختین آئین کاوانی نبست

ترجمہ: خوشی کی بات ہے کہ یہ عمر ہمیشہ کے لیے نہیں ہے۔ پس زندگی کے ان چند روز پر اعتماد نہیں ہے۔

زندگی ایک خوش وخرم تازہ اور خوشبودار پھول ہے۔ لیکن جس طرح تو اس کے باقی رہنے کی امید رکھتا ہے یہ ویسے باقی رہنے والا نہیں ہے۔

جو چیز ظاہر اور روشن ہو گیا اس کے بیان کو سننے کی طرف کوئی حاجت ہے؟ کہ اس جہان میں بے وفائی چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اگر دنیا کے تمام ممالک تیرے قبضے میں ہوں تب بھی ایک دن کی زندگی کا بدلہ نہیں ہو سکے۔

اس کائنات میں کونسی بہار کی ہوا چلی ہے۔ کہ اس کے بعد خیزان کی مصیبت نہ آئی ہو۔

اے دوست دنیا کے اس مسافر خانے کے ساتھ دل نہ لگا بیٹھ۔ کیونکہ کسی کاروان کا کام نہیں ہے کہ وہ سفر میں گھر بنائے۔

خدا فرماتا ہے (ان اللہ عندہ علم اساعۃ و ینزا الغبث و یعلم مانی الارحام و ماتدری نفس ماذا تکسب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر) بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم وہ بارش برساتا ہے۔ اور جو کچھ ارحام میں ہے وہ جانتا ہے۔ کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ کل اس نے کیا کرنا ہے۔ اور نہ ہی کوئی نفس یہ

https://www.shiabookspdf.com/

جانتا ہے کہ اس کس زمین میں مرنا ہے۔ بے شک خدا جاننے والا اور آگاہ ہے۔
اس آیت میں خدا کے پانچ چیزوں کے علم کی نسبت اپنی طرف دی ہے۔ یہ پانچ علم ایسے ہیں کہ ذات خدا کے سوا کوئی نہیں رکھتا۔

پہلا: قیامت کا علم:

قیامت کب آئے گی کوئی نہیں جانتا۔ صرف خدا جانتا ہے نہ کوئی فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی و رسول۔ سورہ اعراف کے آخر میں خدا فرماتا ہے۔ (ویسئلونک عن اساعة ایان مرسیها قل انما علمها عند ربی) اے رسول تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی ان سے کہہ دو۔ قیامت کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے۔ علم قیامت ایک ایک مسئلہ تھا۔ کہ قیامت کے بارے میں نہ جاننے کو رسول کی علامات میں سے ایک علامت جانتے تھے۔
علما یھود کفار قریش سے کہتے تھے کہ محمدؐ سے سوال کرو قیامت کب آئے گی۔ اگر اس نے بتا دیا کہ اتنے سال بعد آنیوالی ہے۔ یعنی دس سو یا ہزار سال بعد آنیوالی ہے تو سمجھ لینا کہ وہ نبی نہیں ہے۔ اور اگر قیامت کے وقت کو معین نہ کیا تو یہ ان کے نبی ہونے کی علامت ہے۔ کیونکہ قیامت کے بارے میں سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ نہ کوئی فرشتہ اور نہ ہی کوئی پیغمبر۔
بعض روایات میں ساعت سے مراد امام زمان علیہ السلام کے ظہور کے وقت کو لیا گیا ہے۔
یہ بھی اوقات میں سے ہے جن کا خدا کے سوا کسی کو علم نہیں ہے۔
علامہ مجلسی بحار الانوار اور حق الیقین میں اور دار السلام میں مفضل بن عمر سے ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے میں نے اپنے آقا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کیا حضرت امام مہدی کے ظہور کے لیے کوئی خاص وقت معین ہے۔ جس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا: ہرگز ایسا نہیں ہے۔ خدا نے ایسا وقت معین نہیں کیا جس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ میں نے عرض کیا۔ کیوں ایسا نہیں ہے۔ حضرت نے

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا: ظہور کے وقت وہی وقت ہے جس کے بارے میں خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ (یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسیھا قل علمھا عند ربی) اور فرمایا (و عندہ علم الساعۃ) نیز فرمایا (اقتربت الساعۃ و انشق القمر) اس کے بعد حضرت نے فرمایا: جو کوئی ہمارے مہدی کے لیے وقت معین کرے اس نے علم غیب میں خدا کا شریک بنایا اور اپنے آپ کو خدا کے رازوں کا عالم سمجھا۔

علامات ظہور امام زمان علیہ السلام:

امام زمانؑ کے ظہور کے لیے علامات ہیں۔ کچھ آسمانی علامات ہیں کچھ زمینی کچھ شرقی اور کچھ غربی کچھ قریب کی علامات کچھ بعید کی۔ اور یہ تقریباً تین سو علامات ہیں۔ جب یہ علامات ظاہر ہو گئیں۔ امام مہدی کا ظہور ہو جائے گا۔ ان علامات میں زیادہ ظاہر ہو چکی ہیں۔

ان علامات میں سے ایک یہ ہے کہ جھوٹ لوگوں کے درمیان عام ہوگا۔ دوسری یہ کہ مال میں سے برکت ختم ہو جائے گی۔ بازاروں میں مندی ہوگی۔ سود خوری کا رواج ہوگا۔ مرد عورتوں کے اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہونگے۔ غیبت اور گالی گلوچ لوگوں کے درمیان عام ہوگا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا گیا ہوگا۔ عمریں کم ہونگی۔ زنا اور لواطہ عام ہوگا۔ ملاوٹ اور دھوکہ دہی کے مرتکب ہونگے۔ دیانت اور امانت ختم ہو جائے گی۔ یہ وہ علامت ہے۔ جو اس وقت ظاہر ہو گئی۔ یہ وہ علامت ہے جو اس وقت ظاہر ہو گئی ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی علامات ہیں۔ جب ظاہر ہونگی امام ظہور فرمائیں گے۔ اور گناہوں کی کدورتوں کو ختم کر دیں گے۔ اور پاک وصاف کر دیں گے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جیسے کہ وہ ظلم و جور سے پر ہو چکی ہے۔

دوسرا: کوئی ان علوم میں سے خدا کے ساتھ خاص ہے۔ بارش کے برسنے کا علم ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی کہاں آئے گی اور کتنی آئے گی۔ یہ جو کچھ لوگ بارش کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں یہ صرف اندازے ہوتے ہیں۔ یقینی علم خدا کے پاس ہوتا ہے۔

تیسرا: ارحام میں جو کچھ ہے اس کا علم۔ کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کسی حاملہ عورت یا حیوان کے

https://www.shiabookspdf.com/

حرم میں کیا ہے۔ لڑکا ہے یا لڑکی۔ نر ہے یا مادہ۔ صحیح و سلام خلقت والا ہے یا نہیں۔ نیک ہے یا بد۔ اہل بہشت ہے یا اہل دوزخ۔ بخیل ہے یا سخی۔

چوتھی: چیز جس کا علم خدا کے پاس ہے وہ یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کل کیا کرتا ہے۔

نداند بہ جز ذات پروردگار   کہ فردا چہ بازی کجند روز گار

ترجمہ: خدا کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔

کبھی ایسے ہوتا ہے۔ کہ انسان بڑا پختہ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں کام کرے گا۔ لیکن پھر اس ارادہ سے منحرف ہو جاتا ہے۔ اور وہ کام نہیں کرتا اور جس مقصد کا ارادہ کیے ہوئے ہوتا ہے اس تک نہیں پہنچ پاتا۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے (ولا تقولن لشئی انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ) ہرگز نہ کہاں کرو کہ کل میں یہ کرونگا۔ مگر یہ کہ انشاءاللہ کہہ لیا کرو۔ اثنی عشریہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام نقل کرتے ہیں جو حضرت نے اس آیت کی تائید میں فرمایا ہے۔ حضرت سے سوال کیا گیا کہ (بما عرفت ربک) آپ نے اپنے رب کو کس طرح پہچانا۔ آپ نے فرمایا "عرفت اللہ بفسخ العزائم و نقص الھمم" میں نے اپنے خدا کی معرفت اپنے ارادوں کو ٹوٹ جانے کے ذریعے کی ہے۔ یعنی جب بھی میں نے کسی چیز یا کام کے کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ خدا کی قضاء و قدر اس کے خلاف ہوگئی۔ تو میں جان گیا کہ مدبر اور اصل ارادے کا مالک کوئی اور ہے۔

عقلان از بی مراد بھای خویش   با خبر گشتند از مولای خویش

تو غربمت لی کنی ھر منعر   اور عنایت می کشد جای دیگر

ترجمہ: عقلمند لوگ اسوقت اپنے خدا سے آگاہ ہو گئے جب انہوں نے اپنے ارادوں کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا۔ تو کسی طرف سفر کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور وہ ذات تجھے کسی اور طرف لے جاتی ہے۔

پانچویں: وہ مقام جو خدا نے علم کے اعتبار سے اپنے ساتھ خاص کیا ہے۔ وہ ہے موت سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے کب مرنا ہے کہاں اور کیسے مرنا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(وما تدری نفس بای ارض تموت) کوئی بھی نفس یہ نہیں جانتا کہ اسے کہاں موت آنی ہے۔

کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجا است　　این قدر ہست کہ بانگ جرسی می آید

ترجمہ: کسی کو علم نہیں ہے کہ اس کی منزل مقصود کہاں ہے۔ اتنا ہے۔ گھنٹی کی آواز آ رہی ہے۔

ابوصمصام عبسی کا رسول خدا کی خدمت میں آنا:

غایۃ المرام اور مدینۃ المعاجز میں ثاقت المناقب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ صمصام عبسی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اگر آپ نبی ہیں تو بتائیں قیامت کب آئیگی؟ بارش کب آئے گی۔ اونٹنی کے شکم میں کیا ہے؟ میں کل کیا کرونگا؟ میں کب مرونگا؟ اسوقت جبرئیل آیا اور اس آیت کی تلاوت کی (ان اللہ علم الساعۃ) بے شک قیامت کا علم خدا کے پاس ہے۔

اس مرد نے عرض کیا: مجھے آپ کیا دیں گے۔ اگر میں اپنے تمام رشتہ داروں کو لاکر مسلمان بنادوں اور وہ کلمہ پڑھ لیں۔ حضرت نے فرمایا: اگر تو ایسے کرے گا تو میں تجھے اسی ایسے اونٹ دونگا جن کی پشت سرخ ہوگی۔ شکم سفید ہوگا۔ آنکھ سیاہ ہوگی اور ان کے اوپر یمن وحجاز کا مال ہوگا۔

اس کے بعد وہ چلا گیا۔ حضور کی وفات کے بعد آیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا۔ حضرت نے اپنے بیٹے امام حسن کو اسکے ساتھ مدینے سے باہر بھیجا وہاں ایک ریت کا ٹیلہ تھا۔ امام حسن علیہ السلام نیاس ٹیلے کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد پیغمبر کا عصا اس ٹیلے پر مارا۔ ایک پتھر نمودار ہوا۔ جیسے پتھر کو اٹھایا گیا تو ناقہ کی مہار نظر آئی۔ حضرت نے پکڑ کر ابوصمصام کو دے دی۔ خدا کی قدرت سے اوی اونٹ نکل آئے جن کی پشت سرخ، پیٹ سفید، آنکھ سیاہ اور یمن وحجاز کا مال لدا ہوا تھا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا مجھے رسول اکرم نے بتایا تھا کہ خدا نے یہ اونٹ حضرت صالح نبی کی ناقہ سے دو ہزار سال پہلے اس ٹیلے میں پتھر کے نیچے پیدا کی ہوئی تھیں۔ پس کسی کو معلوم نہیں ہے۔ کہ وہ کب مرے گا اور کہاں مرے گا۔ ہاں کچھ لوگ اپنی قبر بنا لیتے ہیں یہ اگر چہ ٹھیک

https://www.shiabookspdf.com/

ہے تا کہ موت کے لیے آمادہ رہے۔ لیکن یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی یہی قبر ہے۔ اور اسی مقام میں وہ دفن ہوگا۔ بلکہ انسان کی قبر اسی جگہ بنتی ہے جہاں سے اس کی مٹی لی گئی ہوگی۔ علامہ مجلسی سماء العالم میں لکھتے ہیں۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا جب کسی انسان کا نطفہ اس کی ماں کے رحم میں جاتا ہے۔ تو خدا ایک فرشتے کو بھیجتا ہے کہ اس جگہ سے کچھ مٹی اٹھا کر لا جہاں اسے دفن ہونا ہے۔ پھر اس مٹی کو نطفہ کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں۔ جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو ہر وقت اس کا دل اس جگہ کی طرف رغبت کرتا ہے جہاں اس کی مٹی اٹھائی گئی ہوئی ہے۔ آخر کار ایک دن اس جگہ جا کر دفن ہو جاتا ہے۔ اسے لیے مشہور ہے لوگ کہتے ہیں کہ مٹی کی محبت فلاں شخص کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

منہج الصادقین میں روایت کرتے ہیں کہ جب خدا کسی بندے کی روح کو قبض کرنا چاہتا ہے۔ تو جس زمین میں روح کے قبض کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اس طرف بندے کے لیے کوئی کام پیدا کر دیتا ہے۔ تا کہ وہ کام کے لیے اس زمین اور علاقے کی طرف جائے اور وہ اسے موت آ جائے۔ جیسے کہ ہم نے دیکھا ہے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو آئمہ کی قبور کے پاس جا کر رہتے ہیں تا کہ انہیں وہاں موت آئے اور دفن بھی وہیں ہوں۔ لیکن کسی کام کے لیے دوسرے شہر جاتے ہیں یا اپنے وطن واپس آتے تو وہیں پر انہیں موت آ جاتی ہے کیونکہ ان کی خاک اس جگہ سے ہوتی ہے۔

ملک الموت کا حضرت سلیمان کے زیارت کے لیے آنا:

منہج الصادقین میں لکھتے ہیں۔ ایک دن ملک الموت حضرت سلیمان کی زیارت کے لیے آیا۔ اس وقت ایک شخص حضرت سلیمان کی خدمت میں موجود تھا۔ ملک الموت اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ جب ملک الموت چلا گیا تو اس شخص نے پوچھا یا حضرت یہ مرد کون تھا۔ جو بڑے غور سے میری طرف دیکھ رہا تھا؟ حضرت سلیمان نے فرمایا: یہ ملک الموت تھا۔ اس نے عرض کیا۔ یا نبی اللہ۔ ہوا کو حکم دو کہ مجھے ہندوستان لے جائے۔ میں ملک الموت سے ڈر گیا ہوں۔ مولانا رومی کہتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

پس سلیمان گفت باباد این برات تا برد اورابہ سوی سومنات

ترجمہ: حضرت سلیمان نے ہوا سے فرمایا کہ اس شخص کو سومنات یعنی ہندوستان کی طرف لے جاؤ۔

دوسرے دن جب ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آیا تو پوچھا اس ان تو اس بیچارے مسلمان کی طرف اتنے غور سے کیوں دیکھ رہا تھا۔ وہ بیچارہ ڈر کے مارے ہندوستان کی طرف چلا گیا ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا۔

مرا فرمود حق کا سروزھان جان اور راتو بہ ہندوستان ستان

دیدمش اینجا و پس حیران سندم در تفکر رفتہ سر گردان شدم

ترجمہ: مجھے خدا نے حکم دیا تھا کہ آج ہی اسی وقت اس شخص کی ہندوستان میں روح قبض کرلے۔

میں نے اسے جب یہاں دیکھا تو حیران رہ گیا۔ سوچ میں پڑ گیا اور بڑ افکر مند ہوا۔ ملک الموت نے عرض کیا۔ مجھے حکم ہوا تھا۔ کہ اسی روز ہندوستان میں اس کی روح قبض کروں اسے یہاں دیکھ کر میں حیران تھا۔ کہ اگر اس کے ایک ہزار بھی بال و پر ہوں تب بھی یہ آج ہندوستان نہیں پہنچ سکتا۔

چون بہ امر حق بہ ہندوستان شدم دیدمش آنجاہ جانش بسندم

ترجمہ: جب میں خدا کے حکم سے ہندوستان گیا تو میں نے اسے وہاں پایا اور اس کی روح قبض کرلی۔

حضرت ادریس کا قصہ اور ان کا چوتھے آسمان کی طرف جانا:

علامہ مجلسی بحارالانوار میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا فرشتوں میں سے ایک فرشتے پر غضبناک ہوگیا۔ جس کا نام فطرس تھا اس فرشتے کے پر توڑ کر اسے سمندر میں جزیروں میں سے ایک جزیرے میں پھینک دیا۔ اور عرصہ دراز تک وہ اسی حالت میں رہا۔ اس عرصہ میں حضرت ادریس نبوت پر مبعوث ہوئے۔ وہ فرشتہ حضرت

https://www.shiabookspdf.com/

ادارلیس کے پاس آیا اور عرض کی ۔ اے خدا کے رسول دعا کریں خدا مجھ سے راضی ہو جائے ۔ اور وہ دوبارہ مجھے پر عطا فرما دے ۔ حضرت ادریس نے دعا کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ادریس نے تین دن روزہ رکھا اور شام کو افطار نہ کیا۔ سحری کے وقت اس فرشتے کے لیے دعا کی خدا نے حضرت ادریس کی دعا قبول فرماتے ہوئے ۔ فرشتے کو پر عطا کر دیئے۔ اور اس سے راضی ہو گیا ۔ اسے حکم دیا کہ دوبارہ اپنے مقام پر واپس آ جائے ۔ وہ فرشتہ جب آسمان کی طرف جانے لگا تو حضرت ادریس کے پاس آیا۔ عرض کی کیا کسی کام میں میری مدد کی ضرورت ہے۔ تاکہ میں بھی آپ کے کام آسکوں اور آپ کے احسان کا بدلہ دے سکوں ۔ حضرت ادریس نے فرمایا: میں چاہتا ہوں مجھے چوتھے آسمان پر ملک الموت کے پاس لے چل ۔ تاکہ کچھ دیر اس کے ساتھ محبت پیدا کروں ۔ کیونکہ اس کے خوف نے میری زندگی کو ناخوش کر رکھا ہے ۔ اس فرشتے نے حضرت ادریس کو اپنے پر پر بٹھایا اور چوتھے آسمان پر لے گیا۔ حضرت ادریس جب چوتھے آسمان پر پھونچے تو ملک الموت کو دیکھا۔ بیٹھا ہوا تعجب سے اپنے سر کو ہلا رہا ہے۔ حضرت ادریس نے سلام کیا اور کہا۔ اپنے سر کو ہلا کیوں رہا ہے ۔ اس نے کہا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ اس وقت چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان آپ کی روح قبض کر لو میں سوچ رہا تھا کہ آپ تو زمین پر ہیں ۔ پس اسی جگہ پر حضرت ادریس کی روح کو قبض کر لیا ۔ اس وقت بھی حضرت ادریس چوتھے آسمان پر ہیں ۔ خدا فرماتا ہے ۔ (ورفعناه مكانا عليا) ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔

پس موت اور ملک الموت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ (قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم) کہدو بے شک جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم سے ملاقات کرے گی۔

ای که می ترسی زمرگ اندر فرار — هان ز خود ترسان و ایجان هوشداد

ترجمہ: اے وہ جو موت سے ڈر کر بھاگتا ہے۔ بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہوشیار رہنا چاہیے۔

https://www.shiabookspdf.com/

روی زشت نست نہ رخسار   جان تو همچون درخت و مرگ برگ

مرگ هریک ای بسر همرنگ اوست   پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست

ترجمہ: نہ تیرا چہرا برا ہے اور نہ ہی موت کے رخسار۔ تیری جان درخت، موت اور پتے کی طرح ہے۔

اے بیٹے ہر شخص کی موت اس کی مانند ہے۔ دشمن کے پاس موت دشمن اور دوست کے پاس دوست ہوتی ہے۔

ان اشعار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر تو اچھا ہوگا تو تیری موت بھی اچھی ہوگی۔ اور اگر تو برا ہو گا تو تیری موت بھی بری ہوگی۔

حشر تو بر صورت اعمال تو است   آنچه بینی نیک و بد افعال تست

ترجمہ: تیرا حشر تیرے اعمال کی شکل میں ہوگا۔ جو تو دیکھ رہا ہے یہ تیرے اچھے اور برے اعمال ہیں۔

تفسیر صافی اور بحار الانوار کی جلد ۲۶ میں کثرت سے روایات موجود ہیں۔ آئمہ علیہم السلام فرماتے ہیں کہ ان پانچ علوم کی تفصیل اور تحقیق کے ساتھ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ ہمارے آئمہ ان علوم کو اجمالا جانتے ہیں اور پیغمبر اسلام کے اور آئمہ علیہم اسلام کے اکثر معجزات انہی پانچ علوم ہی کے بارے میں تھے۔ اس لیے مرحوم قبض فرماتے ہیں کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام ان پانچ چیزوں کے بارے میں وحی اور الہام کے ذریعے سے علم رکھتے تھے پس ذاتی علم ان کے بارے میں خدا کا ہے ان حضرت کو خدا نے علم عطا کیا ہے۔

علی بن حمزہ کا یعقوب مغربی کے ساتھ خانہ کعبہ میں ملاقات کرنا:

مدینۃ المعاجز میں علی بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں کہتا ہے میں حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت نے مجھے فرمایا۔ کل تو ایک مرد سے ملاقات کرے گا۔ اس سے کہنا کہ حضرت موسی کاظم اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام کے حکم سے امام ہیں۔ اگر وہ حلال وحرام کے بارے میں سوال کرے تو میری طرف سے جواب دے دینا۔

https://www.shiabookspdf.com/

میں نے عرض کیا کہ اس مرد کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس مرد کا لمبا قد اور بڑے جسم والا ہے۔ نام اس کا یعقوب ہے۔ اگر میرے پاس آنا چاہیے تو لے آنا۔ کہتا ہے صبح ہوئی تو میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اچانک میں نے ایک مرد کو دیکھا۔ جس کا لمبا قد تھا۔ انہی اوصاف کا مالک جو حضرت نے فرمائے تھے میں اس کے پاس گیا۔ نام پوچھا۔ اس نے کہا یعقوب میں نے کہا کہاں کا رہنے والا ہے؟ جواب دیا مغرب کا اس کے بعد اُس نے میرا نام لیا میں نے کہا تو کس طرح میرا نام جانتا ہے؟ اُس نے کہا رات میں نے کسی کو دیکھا جو مجھ سے کہہ رہا تھا کل تو علی بن حمزہ سے ملاقات کرے گا جو چاہتا ہے اُس سے پوچھ لینا اب میں تجھ سے سوال پوچھوں گا۔ راوی کہتا ہے میں نے اُس سے کہا بیٹھ جاؤ تاکہ میں طواف سے فارغ ہو جاؤں پھر میں تجھے تیری منزل مقصود تک لے جاؤنگا۔ وہ بیٹھ گیا میں نے طواف سے فارغ ہو کر اُس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا۔ اے یعقوب کل تو نے اپنے بھائی کے ساتھ جھگڑا کیا ہے اور فلاں جگہ تو نے اُسے گالیاں دی ہیں۔ یہ بات ہمارے دین کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی یہ میرے آباؤ واجداد کا دین ہے اور کسی نے تجھے اس چیز کی اجازت نہیں دی ہے کہ تم کسی دوسرے سے اس طرح پیش آؤ۔ خدا سے ڈرو۔ یقیناً خدا تجھے اس کام کی وجہ سے موت کی شکل میں سزا دیتا ہے تیرا بھائی سفر پر جائے گا اور اپنے اہل وعیال تک پہنچنے سے پہلے ہی اُسے موت آجائے گی تجھے بھی جلدی موت آجانی تھی، لیکن تو نے اپنی پھوپھی کے ساتھ صلہ رحمی کی ہے اس لیے تیری زندگی میں اضافہ ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں یعقوب سے ملاقات ہوئی تو میں نے اُس کے بھائی کے بارے میں پوچھا، پتہ چلا کہ وہ سفر پر گیا تھا اور راستے ہی میں مر گیا۔

پس موت وغیرہ کا علم اگر خدا کے علاوہ کسی کے پاس ہے تو وہ خدا نے اُسے وحی یا الہام کے ذریعے سے عطا کیا ہے جیسے کہ ہمارے آئمہؑ کے پاس تھا۔ لوگوں کو ان پانچ چیزوں کا علم اس لیے نہیں کیونکہ اگر ہو تو اس سے نظام کائنات میں فساد پھیل جائے گا۔ مثلاً اگر کسی کو علم ہو کہ

https://www.shiabookspdf.com/

وہ کب مرے گا اور کہاں دفن ہوگا، تو زندگی کے معاملات معطل ہو جائیں گے اگر کوئی یہ جانتا ہو کہ پانچ یا دس سال بعد یقیناً مر جانا ہے تو وہ کوئی کام نہ کرے گا، نہ کوئی کاروبار کرے گا کہ کس لیے مال و دولت جمع کرے بس لوگ جو ہر وقت دُنیا کے کاموں میں مگن رہتے ہیں اس وجہ سے ہے کہ وہ نہیں جانتے کہ موت کب آئے گی۔ ہو سکتا ہے وہ سو سال تک زندہ رہے پس اُمید پر دُنیا قائم ہے۔

موت کا وقت اگر معلوم ہو تو اس میں ایک اور بُرائی یہ ہے کہ انسان سوچے گا جوانی میں گناہ کر لیتا ہوں۔ آخری عمر میں توبہ کر لوں گا۔ لیکن جب انسان کو معلوم نہیں کہ موت کب آئے گی اس لیے وہ خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے ڈرتا ہے اور گناہ کرنے کی زیادہ جرأت نہیں کرتا کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ پتہ نہیں موت کب آ جائے اور مجھے توبہ کی مہلت نہ ملے لہذا وہ نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتا ہے۔

انوار نعمانیہ میں ہے کہ حضرت ابراہیم کے زمانے میں لوگ کسی بیماری اور علت کے بغیر ہی مر جاتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے عرض کیا (یا رب اجعل للموت علة یوجر بها المیت ویسلی بها عن المصاب) اے پروردگار موت کے لیے کوئی علت اور بیماری قرار دے تاکہ اسے کے ذریعے سے میت کو اجر ملے اور اسے تسلی دی جا سکے۔ اس دعا کے بعد خدا نے بیماری اور دوا بھیجی۔ پھر دوا کے ساتھ بیماری کا علاج ہونے لگا۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ پھر اس وقت کچھ لوگ کیوں بیماریا ورعلالت کے بغیر مر جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ لوگ موت سے غافل نہ ہو جائیں۔ اور یہ نہ سوچیں کہ جب وہ بیمار ہونگے تو تبھی گناہوں سے توبہ کریں گے۔ بلکہ انہیں ہر وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہیے اور گناہوں سے تائب ہونا چاہیے اور وصیت وغیرہ کر لینی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کو اپنی موت کا علم عطا نہیں کیا گیا۔ ہمارے آئمہ علیہم السلام جو اپنی عمر اور مقام دفن کو جانتے تھے۔ ان کا موت کے بارے میں جاننا یہ تو ان میں غفلت اور غرور پیدا کرتا تھا۔ اور نہ ہی ان کی زندگی کے نقصان کا باعث بنتا تھا۔ بلکہ ہمارے آئمہ ہمیشہ خدا کی

https://www.shiabookspdf.com/

ملاقات کے مشتاق تھے۔ اور خدا کے لیے مرنے کو ایک تحفہ اور راحت وسکون کا سبب جانتے تھے۔ ہمیشہ موت کا انتظار میں رہتے تھے۔ بلکہ کبھی وہ خود خدا سے موت کی تمنا کرتے تھے اور کبھی لوگوں کو اپنی موت کی اطلاع دیتے اور اپنے دفن ہونے کے مقام سے بھی آگاہ کرتے تھے۔

اصبغ اور حضرت امیر کی نجف کی زمین میں حکایت اور دو آدمیوں کا جنازہ لانا:

شیخ رجب برسی مشارق الانوار میں اور مدینۃ المعاجز میں روایت کرتے ہیں کہ اصبغ بن نباتہ کہتا ہے میں حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ نجف کی سرزمین پر بیٹھا تھا۔ حضرت نے اپنے اطراف میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرمایا: جو میں دیکھ رہا ہوں کون دیکھ سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ آپ کیا دیکھ رہے ہیں یا امیر المومنین؟ حضرت نے فرمایا: میں ایک اونٹ کو دیکھ رہا ہوں۔ اس پر جنازہ باندھا ہوا ہے۔ ایک شخص اونٹ کو ہانک رہا ہے اور دوسرے نے مہار پکڑی ہوئی ہے۔ اور تین دن بعد آئیں گے۔

راوی کہتا ہے تین دن کے بعد جب وہ آئے۔ تو حضرت نے ان سے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا یمن سے۔ حضرت نے فرمایا یہ کس کا جنازہ ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے باپ کا۔ جب اس دنیا سے جا رہا تھا تو اس نے وصیت کی کہ مجھے اس زمین میں لایا جائے۔ ہم نے اس سے کہا یہ زمین ہمارے شہر سے بہت دور ہے۔ کس لیے تجھے اس زمین میں لے جا کر دفن کریں؟ اس نے کہا: تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔ اس زمین وہ بہر دفن ہوگا۔ اگر چاہے تو قیامت کے دن تمام اہل محشر کی شفاعت کر سکتا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا "انا و اللہ ذالک الرجل انا و اللہ ذلک الرجل" اللہ کی قسم میں ہی وہ مرد ہوں میں ہی وہ مرد ہوں۔

اسی طرح حضرت آخری عمر میں کئی بار اپنی شہادت کی خبر دیتے رہے اور حضرت جانتے تھے

https://www.shiabookspdf.com/

کہ کس دن اور کس وقت شہید ہونگے۔

ایک یہودی کا حضرت امیر علیہ السلام سے سات سوالات کرنا:

کتاب خصال اور کمال الدین اور بحار الانوار کی جلد 10 میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے زمانے میں ایک یہودی عالم اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں سات مسئلے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر جواب دے دیا تو میں مسلمان ہو جاؤنگا۔ اور اگر تم سے کوئی زیادہ علم رکھنے والا ہے تو اسکا پتہ دے تاکہ اس سے جا کر پوچھ لوں۔ حضرت عمر نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں بتایا۔ یہودی حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بتائیں سب سے پہلے کونسا پتھر زمین پر رکھا گیا۔ زمین پر سب سے پہلے کونسا درخت اگا۔ سب سے پہلے زمین پر کونسا چشمہ جاری ہوا۔ حضرت نے فرمایا: تمہارا خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے بیت المقدس کا پتھر زمین پر آیا ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ سب سے پہلے جو پتھر زمین پر آیا وہ حجر الاسود تھا۔ جسے حضرت آدم بہشت سے لے کر آئے تھے۔ تمہارے خیال میں سب سے پہلے درخت جو زمین پر اگا وہ زیتون تھا۔ جھوٹ ہے بلکہ وہ درخت عجوہ تھا جسے حضرت آدم اپنے ساتھ بہشت سے لے کر آئے۔ سب سے پہلے جو چشمہ زمین پر جاری ہوا وہ عین الحیات ہے۔ یعنی زندگی کا چشمہ جس سے حضرت خضر نے پانی پیا تھا اور وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور اس سے جو بھی پیئے گا ہمیشہ زندہ رہے گی۔

یہودی نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ یہ تمام باتیں حضرت موسی نے فرمائی اور ہارون نے لکھی ہیں۔ فرمائیں اس امت میں ہدایت کرنے والے کتنے امام ہیں؟ آپ نے فرمایا: بارہ امام ہیں۔ اس نے عرض کیا۔ آپ کے پیغمبر بہشت میں کس جگہ رہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: اعلی درجات اور جنت عدن کے اشرف ترین مکانات میں رہتے ہیں۔ اس نے عرض کیا کوئی ان کے ساتھ وہاں رہتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: بارہ امام ان کے ہمراہ ہیں۔ جوان کی ذریت سے ہیں۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ایک اور مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور پھر مسلمان ہو جاؤنگا۔ آپ بتائیں کہ آپ کے پیغمبر کا وصی پیغمبر کے بعد کتنی دیر اس دنیا

https://www.shiabookspdf.com/

میں زندہ رہے گا؟ حضرت نے فرمایا: تمیں سال۔ اس نے عرض کیا۔ فوت ہوگا یا قتل؟ فرمایا قتل ہوگا اور اس کی ریش خون سے خضاب ہوگی۔ یہ سن کر وہ اسلام لے آیا۔ پس غالبا ہمارے آئمہ اپنی شہادت کی خبر دیتے رہے۔ جیسے رسول خدا بار بار سید الشہداء کی شہادت کی خبر دیتے رہے۔ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب فاطمہ کو حسین علیہ السلام کی شہادت کی اطلاع ملی تو گریہ کرنا شروع کر دیا۔ اسی طرح حضرت سید الشہداء نے اپنی شہادت کی خبر دی۔ بلکہ ام سلمہ کو اپنے دفن کا مقام بھی دکھایا۔

شہادت حضرت امیر علیہ السلام:

ارشاد شیخ مفید بحار الانوار اور جلاء العیون میں روایت کرتے ہیں۔ جب رمضان کا مہینہ آیا تو حضرت ہر روز اپنے کسی بیٹے یا بیٹی کے ہاں روزہ افطار کرتے تھے۔ کبھی حسن کے ہاں کبھی حسین کے ہاں کبھی عبداللہ عباس کے ہاں۔ اور تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے۔ ایک رات حضرت سے پوچھا گیا کہ آپ اتنا کم کھانا کیوں تناول فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک یا دو راتوں کے بعد میں اس دنیا سے چلا جاؤنگا۔ میں چاہتا ہوں بھوکا جاؤں۔ انیس رمضان المبارک کی رات حضرت اپنی بیٹی کے ہاں مہمان تھے۔ ساری رات بیدار رہے۔ بار بار حجرے سے باہر آتے آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے۔ خدا کی قسم مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا۔ یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ پھر اپنے مصلے پر چلے جاتے اور عرض کرتے "**اللھم بارک لی فی الموت**" اے پروردگار مجھ پر موت مبارک فرما: اور بار بار فرمارہے تھے۔ "**انا اللہ و انا الیہ راجعون**" اور بہت زیادہ استغفار کررہے تھے۔

ام کلثوم نے عرض کیا۔ بابا جان آج رات آرام کیوں نہیں فرمارہ؟ حضرت نے فرمایا: اے میری بچی تیرے باپ نے عرب کے شجاع لوگوں کو قتل کیا۔ اس وقت اتنا خوف نہیں آیا۔ لیکن آج رات بڑا خوف آرہا ہے۔ ام کلثوم نے عرض کیا: بابا جان آج رات اپنی موت کی پلکوں خبر دے رہے ہو؟ حضرت نے فرمایا: میری بچی میری موت قریب ہے۔ میری آرزو

https://www.shiabookspdf.com/

ختم ہو چکی ہے۔ میری بچی جب اذان کا وقت ہو تو مجھے بتانا۔ پھر آپ مصلے پر جا کر نماز و دعا میں مشغول ہو گئے اور گریہ وزاری کرنے لگے۔ ام کلثوم کہتی ہیں میں خیال رکھے ہوئے تھی۔ جب صبح کے آثار نمودار ہوئے تو میں پانی لیکر گئی بابا نے تجدید وضو فرمایا اپنا لباس پہنا اور حجرے سے باہر تشریف لے آئے۔ گھر میں چند مرغابیاں تھیں جو بھائی حسین کے لیے ہدیہ آیا تھا۔ حضرت کے سامنے آ کر شور مچانے لگیں۔ اس سے پہلے وہ کبھی اس طرح شور نہ کرتی تھیں۔ حضرت نے فرمایا: یہ آوازیں بعد میں گریہ میں تبدیل ہو جائیں گی۔

پھر فرمایا: اے میری بیٹی، میں تجھے اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ ان کو رہا کر دینا۔ کیونکہ ان کی زبان نہیں ہے۔ نہیں بتا سکتیں کہ بھوک یا پیاس لگی ہے۔ یا یہ کہ ان کے دانہ اور پانی کا خیال رکھنا۔ یہ حالت اس وقت کے ساتھ بشاہت رکھتی ہے۔ جب حضرت سید الشہداء اپنے اہل و عیال کے ساتھ وداع کرنے کے لیے آگے اور زینب سے فرمایا میرے بچوں کا خیال رکھنا۔ جب حضرت خیمے سے باہر آئے تو عورتوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ حضرت نے انہیں چپ کروایا اور صبر کرنے کو کہا۔ ان گریہ کرنے والوں میں سے گویا سکینہ سب سے زیادہ گریہ کر رہی تھی۔ اور زبان حال سے عرض کر رہی تھی۔

هوای کیست پدر جان بگوبه من سرداری شنیده ام که سر عالم دیگر داری

مرا بس است همین تشنگی و خون جگری منه به سینه من درد داغ بی پدری

مکن زدامن خود دستم ای پدر کوته روی چو جانب میدان مرا ببر همراه

ترجمہ: اے بابا جان آپ کہاں جانا چاہتے ہو۔ میں نے سنا ہے۔ آپ دوسرے جہان کی طرف جا رہے ہے۔

میرے لیے یہ پیاس خون جگر ہی کافی ہے۔ اب میرے سینے کو یتیمی اور بے پدری کا داغ مت دو۔

اے بابا مجھے اپنے سے دور مت کرو۔ میدان کی طرف جا رہے ہو مجھے بھی ہمراہ لے جاؤ۔

"قالت یا ابتاه ردنا الی حرم جدنا قال علیه السلام هیهات لو ترک القطا

https://www.shiabookspdf.com/

لسـام" سکینہ نے کہا بابا جان ہمیں نانا کے حرم پہنچا دیں۔ امام نے فرمایا: ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ یعنی اگر یہ لوگ مجھے چھوڑ دیتے تو میں کبھی بھی مدینے سے باہر نہ آتا۔

حضرت اپنی بیٹی سکینہ کو اپنے سینے سے لگانے اور اپنی عبا کے دامن سے آنسو صاف کر کے فرما رہے تھے۔

سیطول بعدی یا سکینہ فاعلمی منک البکاء اذا الحمام دھانی

لا تحرقی قلبی بد معک حسرۃ مادام من الرواح فی جسمانی

ترجمہ: اے میری بیٹی سکینہ میرے بعد تو بہت دیر تک گریہ کرے گی۔ اس وقت آنسو بہا کر اپنا دل مت جلاؤ۔ جب تک میرے بدن میں روح ہے گریہ نہ کرو۔

یہ اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ اے بیٹی اس رونے کو اس وقت کے لیے رکھ لو جب تو دیکھے گی میرا سر نیزے پر ہے اور میرا بدن خاک پر پڑا ہے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۲

ایھا الناس جہان جای تن آسایی نیست مرد دانا بہ جہان داشتن ارزانی نیست

خفتگان راخبر زمزمہ مرغ سحر حیوان راخبر از عالم انسانی نیست

داروی تربیت از پیر طریقت بستان کادمی را بتر از علت نادانی نیست

روی اگر چند پر بچہرہ و زیبا باشد نتوان دید در آینہ کہ نورانی نیست

شب مردان خدا روز جہان افروز است روشنان رابہ حقیقت شب ظلمانی نیست

طاعت آن نیست کہ بر خاک نھی پیشانی صدق پیش آرہ کہ اخلاص بہ پیشانی نیست

عالم و عابد و صوفی ہمہ طفلان رہند مرد اگر ہست بہ جز عالم ربانی نیست

ترجمہ: اے لوگو: یہ دنیا اس بدن کے آرام کی جگہ نہیں ہے۔ آگاہ اور دانا مرد اس دنیا میں اپنے آپ کو معمولی چیز تصور نہیں کرتا۔

جو لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں انہیں کیا معلوم کہ سحری کے وقت مرغا کیا کہتا ہے حیوان کو کیا معلوم کہ انسان کی دنیا کیا ہے۔

تربیت کا دارو پیر طریقت سے سیکھ یہ کہ آدمی کی سب سے بڑی بیماری جہالت ہے۔ انسان کا چہرہ کتنا بھی پری کی طرح اور خوبصورت ہو لیکن پھر آئینہ میں نورانی دکھائی نہیں دیتا۔

خدا کے بندوں کے لیے رات بھی روشن جہان کی طرح ہوتی ہے جو صاحب نظر ہوتے ہیں حقیقت میں ان کے لیے رات تاریک نہیں ہوتی۔

اطاعت یہ نہیں ہے کہ انسان خاک پر پیشانی رکھے سچائی کو اپنا پیشہ بناؤ اخلاص پیشانی میں نہیں رکھا ہوا۔ عالم و عابد اور صوفی سب راہ حقیقت کے بچے ہیں۔ مرد اگر ہے تو صرف عالم ربانی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں "الناس ثلاثۃ فعالم ربانی و

https://www.shiabookspdf.com/

متعلم علی سبیل نجاۃ و ھمج رعاع اتباع کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یستضیؤا بنور العلم" لوگ تین طرح کے ہیں۔ ایک عالم ربانی اور دوسرا نجاۃ کے راستے کے متعلم تیسرا وہ ناپختہ عقیدے کا مالک ہے۔ ہوا کے ساتھ کبھی ادھر چلا جاتا ہے کبھی ادھر۔ وہ نور علم سے روشنی حاصل نہیں کرتے۔ اکثر کتابوں میں کمیل بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ کہتا ہے ایک رات میں مسجد کوفہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں مشرف تھا۔ عشاء کی نماز پڑھی تو حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مجھے کوفہ سے باہر لے آئے۔ جب ہم صحرا میں پہنچے تو حضرت نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا: اے کمیل یہ دل برتنوں کی طرح ہیں۔ بہترین وہ دل ہے جو علم کے لیے زیادہ جگہ اور مقام رکھتا ہو۔ جو میں تجھے کہنا چاہتا ہوں اسے یاد کرلو۔ پھر آپ نے فرمایا: لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عالم ربانی ہے یعنی ایسا عالم جو خدا کی معرفت رکھتا ہے اور خدا کی اطاعت علم و معرفت سے کرتا ہے۔ لوگوں کی دوسری قسم وہ ہے جو دین کے احکام سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جو صحیح ایمان نہیں رکھتے۔ جاہل ہیں جو بھی انہیں بلاتا ہے اس طرف چل پڑتے ہیں۔ کبھی ان کا عقیدہ کچھ ہوتا ہے اور کبھی کچھ۔ یہ ان مکھیوں اور مچھروں کی طرح ہیں جو ہوا کے جھونکوں سے کبھی ادھر اور کبھی ادھر چلے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے نور علم سے فائدہ نہیں اٹھایا ہوتا۔ بلکہ جہالت کی وادی میں غوطہ زن ہیں۔ اے کمیل تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ علم مال سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تو حفاظت کرتا ہے۔ علم تجھے ضلالت اور گمراہی کی وادی سے نجات دیتا ہے۔ مال تجھے زحمت اور مشقت میں ڈالتا ہے اور تیری آخرت خراب کرتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے لیکن علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔ "یا کمیل ھلک خزان الاموال و ھم احیاء و العلماء باقون مابقی الدھر اعیا نھم مفقودہ و امثالھم فی القلوب موجودہ" اے کمیل صاحبان مال ہلاک ہیں اگرچہ ظاہرا زندہ ہیں۔ اور علماء ہمیشہ زندہ ہیں اور کبھی مرنے والے نہیں ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

ترجمہ: جس کا دل عشق سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا۔ اس کتاب دنیا کی کتاب پر ہمارا ہمیشہ رہنا لکھا جا چکا ہے۔

علماء اگر چہ اس دنیا سے باقی نہیں ہیں۔ لیکن ان کے کلمات اور بیانات دلوں میں محفوظ ہیں۔ ہمیشہ لوگ انہیں یاد کرتے ہیں اور ان کے ذہن ودماغ میں رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جب ایک عالم اس دنیا سے جاتا ہے تو مومن اور نیک لوگ ایک مدت تک اسے یاد کر کے افسوس کرتے ہیں اور ہمیشہ اس کی باتیں کرتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو۔ عالم ان کا روحانی باپ تھا۔ لوگوں کی حقیقی زندگی علماء ہی کے سبب سے ہے۔ جو بھی نجات پیدا کرتا ہے۔ انہیں کے وجود کے سبب سے ہے علماء علم کے ذریعے سے لوگوں کو زندگی دیتے ہیں۔

اسی لیے خدا فرماتا ہے (من احیاھا فکانما احی الناس جمیعا) جس نے ایک شخص کو زندہ کیا گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا۔

علماء پیغمبر کے وارث ہوتے ہیں۔ اس لیے لوگ ان کے فوت ہونے پر غم کرتے ہیں۔ رسول خداؐ ہمیشہ علماء کے حق میں دعا فرماتے تھے خدا کے سامنے عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار میرے خلفاء پر رحمت کر۔ پوچھا گیا یا حضرت آپ کے خلفا کون ہیں؟ جواب دیا جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثیں بیان کریں گے۔ لوگوں کو میری سنت کی تعلیم دیں گے۔ اور ان کی ہدایت کریں گے۔ علماء لوگوں پر حضرت امام زمان علیہ السلام کی طرف سے حجت ہیں۔ علامہ مجلسی بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ اسحاق ابن محمد نے چند مشکل مسئلے حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں لکھ کر بھیجے حضرت نے جواب تحریر فرمایا "واما الحوادث الواقعہ فارجعوا فیھا الٰی رواۃ حدیثنا فاھم حجتی علیکم و انا حجۃ اللّٰہ علیھم" وہ مسائل جو نئے پیدا ہوں ان میں ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کریں وہ تم پر حجت ہیں اور میں ان پر حجت ہوں۔ اسی لیے روایات میں ملتا ہے کہ علماء کا احترام پیغمبر اور آئمہ کا احترام ہے۔ علماء کی توہین پیغمبر کی توہین ہے۔ انبیاء اور اولیا کے بعد

https://www.shiabookspdf.com/

خدا کے نزدیک سب سے افضل مقام اور درجہ علماء کا ہے۔ اسی لیے رسول اکرمؐ نے فرمایا:
''علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل'' میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ خدا کے نزدیک علماء کا بڑا مقام ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اس دنیا میں عالم کا مقام خدا کے نزدیک یہ ہے کہ عالم کا سونا عبادت ہے۔ عالم کی طرف دیکھنا عبادت۔ عالم کو سلام کرنا عبادت۔ عالم جس قبرستان سے گزر جائے خدا چالیس دن تک اہل قبور پر عذاب نہیں کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص عالم کو ایک درہم دے تو خدا اس کے عوض میں سات لاکھ درہم عطا فرماتا ہے۔ اور اس شخص کو دنیا و آخرت میں درجات بھی دیتا ہے۔

سلطان محمود کا خواب:

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سلطان محمود کو تین چیزوں میں شک تھا۔ ایک یہ کہ کیا وہ حقیقت میں سبکتگین کا بیٹا ہے یا نہ۔ دوسرا اس حدیث میں العلماء ورثۃ الانبیا۔ تیسرا قیامت کے بارے میں۔

ایک رات لباس سلطانی تبدیل کر کے بازار میں گزر رہا تھا۔ ایک سبزی فروش کی دکان پر اس نے ایک طالب علم کو دیکھا جو چند ورق ہاتھ میں لیے ہوئے کچھ پڑھ رہا ہے۔ چلا جاتا ہے اور پھر آ کر کچھ مطالعہ کرتا ہے۔ اور پھر چلا جاتا ہے۔ سبزی فروش اس طالب علم سے کہتا ہے۔ مولوی صاحب اتنا پڑھ کر کیا کرو گے۔ اور یہ جو تو بار بار آ کر ایک دومنٹ کے لیے پڑھتا ہے اس سے کیا تو مجتہد بن جائے گا۔ سلطان محمود یہ صورت دیکھ کر سمجھ گیا کہ اس طالب علم کے پاس چراغ نہیں ہے۔ بیچارہ غریب ہے۔ مطالعہ کرنے اس جگہ آتا ہے سلطان نے کچھ پیسے اسے دیئے اور کہا جاؤ جا کر چراغ خریدو اور وہاں پر مطالعہ کرو۔ اس رات سلطان محمود نے پیغمبر اکرمؐ کو خواب میں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا ''یا بن سبکتکین عزک اللّٰہ فی الدارین کما عزت ورثتی'' اے سبکتگین کے بیٹے خدا تجھے دونوں جہانوں میں عزت بخشے جس طرح تو نے میرے وارث کو عزت دی ہے۔ اس خواب

https://www.shiabookspdf.com/

سے اس کے تینوں شک دور ہو گئے۔

عالم کا مرتبہ یہ ہے کہ جو بھی کسی عالم کی زیارت کے لیے جائے۔ تو ستر طواف خانہ کعبہ کا ثواب اسے ملے گا۔ جو کوئی بھی عالم کا احترام کرے اور اس کے آگے احترام کرتے ہوئے کھڑا ہو تو خدا تعالی اسے دنیا اور آخرت میں درجات عطا کرے گا۔

اسماعیل سامانی کا خواب:

لکھتے ہیں کہ امیر اسماعیل سامانی جو خراسان کا بادشاہ تھا۔ سات قدم عالم کے پیچھے چلا۔ خواب میں رسولؐ خدا کو دیکھا حضرت نے فرمایا: اے اسماعیل تو نے میرے بیٹے کی عزت کی ہے اور اس کا احترام کیا ہے۔ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تجھے ذلیل نہ کرے۔ اور تیری اولاد میں سے سات افراد حکومت کریں۔ یہ ان سات قدموں کا عوض ہے جو تو نے ایک عالم کے احترام میں اٹھائے تھے۔

علماء کا احترام ان کی موت کے بعد یہ ہے کہ تمام چیزیں ان کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ آسمان اور زمین ان کے لیے گریہ کرتے ہیں۔ خاک ان کے بدن کو کچھ نہیں کہتی۔ جیسے کہ مرحوم کلینی کے بارے میں ملتا ہے۔

مرحوم کلینی کی قبر کھولنا:

روضات الجنات میں محمد بن یعقوب کلینی کے احوال میں لکھتے ہیں۔ بغداد میں ایک حاکم تھا۔ جو یہ کہتا تھا کہ رافضی (شیعہ) اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے اماموں کے جسموں کو قبر کی مٹی کچھ نہیں کہتی۔ اور ان کے بدن مٹی نہیں بنتے۔ اس نے کہا کہ میں امتحان کرونگا۔ اور موسی ابن جعفر کی قبر کو کھول کر دیکھوں گا۔ تا کہ حقیقت حال معلوم ہو سکے۔ حاکم کے وزیر نے کہا کہ یہ لوگ اپنے علماء کے بارے میں بھی یہی کہتے ہیں شہر میں ان کے ایک عالم محمد بن یعقوب کلینی کی قبر ہے۔ اس کی قبر کو کھول کر دیکھتے ہیں مطلب خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ حاکم نے حکم دیا کہ قبر کھولی جائے۔ جب قبر کھولی گئی تو اندر سے بالکل تر و تازہ ان کا بدن نظر آیا جیسے ابھی اسی وقت دفن کیا ہو۔ حالانکہ ان کے دفن کو مدت گزر چکی تھی۔ حاکم

https://www.shiabookspdf.com/

نے حکم دیا کہ قبر کو بند کر دیا جائے۔ پھر اس پر ایک قبہ تعمیر کروایا گیا۔ جو آج بھی سب کو معلوم ہے۔ یہ تو اس دنیا میں احترام تھا کے عالم کے مرنے کے بعد۔

آخرت میں علماء کو لباس عزت وکرامت پہنایا جائے گا۔ علماء کو شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ حضرت نبی اکرمؐ نے فرمایا: عالم اگر ایک گھنٹہ آرام سے بیٹھ کر غور وفکر کرے اور اپنے علم میں نظر کرے تو ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا: یاعلی عالم کا سونا ایک ہزار رکعت سے افضل ہے۔

پیغمبرؐ فرماتے ہیں۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا: خدا کے نزدیک علماء کا زیادہ مقام ہے یا شہداء کا۔ اس نے کہا ایک عالم ہزار شہدا سے زیادہ مقام رکھتا ہے۔ کیونکہ علماء اقتداء کرتے ہیں۔ انبیاء کی اور شہداء علماء کی اقتداء کرتے ہیں۔ پیغمبر کی شریعت کے نظام کی بقاء علماء سے ہے اگر علماء نہ ہوں تو کوئی ایک رکعت صحیح نماز نہ پڑھے۔ روزہ صحیح نہ رکھے اور ایک لقمہ حلال نہ کھائے اگر علماء نہ ہوں کوئی خدا کی عبادت نہ کرے۔ کسی کے پاس بہشت جانے کی اہلیت نہ ہو۔ اگر علماء نہ ہوں تو تمام لوگوں کو شیطان گمراہ کر دے اور انہیں جہنمی بنا دے۔ اسی وجہ سے شیطان علماء کو سب سے بڑا دشمن سمجھتا ہے۔ کیونکہ علماء شیطان کے دھوکے میں نہیں آتے۔ بلکہ لوگوں کو بھی اس کے دھوکے سے بچاتے ہیں اور شیطان کو ناکام کرتے ہیں۔

روایت میں ہے" مامن احدی یموت من المومنین احب الی ابلیس من موت فقیہ" شیطان مومنین میں سے سب سے زیادہ فقیہ یعنی عالم کی موت پر خوشی مناتا ہے۔

جب عالم مرتا ہے تو دین میں ایک رخنہ پڑ جاتا ہے۔ جسے کوئی چیز پورا نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی عالم کی موت پر خوش ہو تو وہ شیطان کا ساتھی ہے۔ کیونکہ شیطان بھی علماء کی موت پر خوش ہوتا ہے۔ اس تمام دنیا میں لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح ہیں اور علماء ان کے نگہبان اور شیطان ایک بھیڑیے کی مانند ہے۔ اور صحیح بات واضح ہے کہ اگر نگہبان نہ ہو تو

https://www.shiabookspdf.com/

بھیڑیا آ کر بھیڑ بکریوں پر حملہ کر دے گا۔ کسی کو چیر پھاڑ دے گا کسی کو زخمی کر دے گا۔ کسی کو اٹھا کر لے جائے گا اور ریوڑ کو ادھر ادھر بکھیر دے گا۔ اسی طرح اگر علماء نہ ہوں تو شیطان جو بھیڑیا ہے لوگوں کو اپنے فریب کے جال میں پھنسائے گا اور انہیں گمراہ کر کے ہلاک کر دے گا۔ اس لیے مثل مشہور ہے کہ چور بازار میں خوش خوش پھر رہا ہے۔

مهر فروزنده چو پنهان شود   شب پره بازیگر میدان شود

ترجمہ: جب روشن اور چمکنے والا وجود چھپ جاتا ہے تو پھر تاریکی میں اڑنے والا بھی میدان کا شیر بن جاتا ہے۔

پس ہمیں علماء کی قدر کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ بیٹھنے کو غنیمت جانیں۔ ان کی اتباع کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اے ابوذر اس مجلس میں ایک گھنٹہ کے لیے بیٹھنا جس میں علمی گفتگو ہو ہزار مرتبہ قرآن کے ختم کرنے سے افضل ہے۔

پس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس نے بھی نجات حاصل کی علماء کی پیروی کرنے سے کی۔ جو بھی جہنم میں گیا۔ علماء کی مخالفت کی وجہ سے گیا۔ بلکہ اس پوری دنیا میں مشرق سے مغرب تک ہر رحمت اور برکت کا سبب علماء ہیں۔ بلکہ تمام لوگوں کے وجود کا سبب علماء کا وجود ہے۔

سید جزائری اپنی کتاب درالاخبار میں روایت ذکر کرتے ہیں۔ "ان العمماء هم اوتادالارض ولو لاهم لساجت الارض باهلها" بے شک علماء زمین کے لیے میخیں ہیں۔ اگر علماء نہ ہوتے تو زمین ہر چیز کے ساتھ ختم ہو جاتی۔ پس یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جو بلا اور مصیبت لوگوں پر آتی ہے علماء سے دور ہونے کی وجہ سے ہے۔ علماء کا احترام نہیں کرتے اور ان کا خیال نہیں رکھتے جامع الاخبار میں روایت ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا "سیاتی زمان علی امتی یفرّون من العلماء کما یفرّا لغنم عن الذیب فاذا کان کذالک ابتلا هم الله تعالٰی بثلاثة اشیاء الاول یرفع البرکة من

https://www.shiabookspdf.com/

اموالهم و الثانی سلط اللّٰه علیهم سلطاناً جائرا و الثالث یخرجون من الدنیا بلا ایمان" عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگ علماء سے اس طرح بھاگیں گے جیسے بکریاں بھیڑیے سے بھاگتی ہیں۔ جب ایسا ہوگا۔ تو خدا لوگوں کو تین چیزوں میں مبتلا کرے گا۔ ایک ان کے مال سے برکت ختم ہو جائے گی۔ دوسری خدا ان پر ایک ظالم حکمران مسلط کریگا۔ تیسری اس دنیا سے بے ایمان جائیں گے۔ پس علما کا احترام بہت ضروری ہے اور ان کی قدر کرنی چاہیے۔ کیونکہ علماء دن رات اس فکر میں ہوتے ہیں کہ کسی گمراہ شخص کو ہدایت کے راستے پر لے آئیں۔

صاحب دلی به مدرسه آمدز خانقاه بشکست عهد صحبت اهل طریق را
گفتم میان عالم و عابد چه فرق بود تا اختیار کر دی از آن این فریق را
گفت آن گلیم خویش بدر می برد زموج وین سعی می کند که بگیرو غریق را

ترجمہ: ایک صاحب دل خانقاہ سے مدرسہ آ گیا اور اہل طریق کے ساتھ رہنے کے عہد کو توڑ دیا۔ یعنی عبادت کو چھوڑ کر علم حاصل کرنے لگا۔

میں نے پوچھا کہ عالم اور عابد میں کیا فرق تھا۔ کہ تو نے وہ راستہ چھوڑ کر اس راہ کو اختیار کیا ہے۔

اس نے جواب دیا کہ عابد کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو موجوں سے بچا کر کنارے لے جائے اور عالم خود تو بچتا ہی ہے غرق ہونے والوں کو بھی بچاتا ہے۔

علم چند لحاظ سے ہر چیز سے افضل ہے حتی کہ مال سے بھی۔

پہلا: مال کی حفاظت کرنا پڑتی ہے جب کہ علم صاحب عالم کی حفاظت کرتا ہے اور اسے گمراہی کے خطرے سے محفوظ کرتا ہے۔

دوسرا: مال خرچ کرنے سے ختم ہوتا ہے علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

تیسرا: مال کے چوری ہونے کا خطرہ ہے۔ علم چوری نہیں ہوسکتا۔

چوتھا: مال صاحب مال کے ساتھ قبر میں نہیں جاتا۔ لیکن علم صاحب علم سے جدا

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہوتا۔ پانچواں: مال سداد فرعون کی میراث ہے۔ جبکہ علم انبیاء کی میراث ہے۔
چھٹا: مال مغضوب خدا ہے اور علم محبوب خدا ہے۔
ساتواں: سب لوگ صاحب مال کے محتاج نہیں ہوتے۔ لیکن صاحب علم کے سب محتاج ہوتے ہیں۔ چاہے کوئی امیر ہے یا غریب۔
آٹھواں: صاحب مال کو پل صراط پر روک لیا جائے گا۔ حساب لیں گے کہاں سے حاصل کیا تھا اور کہاں خرچ کیا۔ لیکن صاحب علم بجلی کی مانند گزر جائے گا۔
نواں: صاحب مال کے سب دشمن ہوتے ہیں حتی کہ اہل وعیال بھی۔ اس کی موت کے منتظر رہتے ہیں۔ لیکن صاحب علم کے ساتھ ہر ایک راضی ہوتا ہے۔ ایک باپ کے بیٹے نے کہا کہ میں فقط اس پر راضی نہیں ہوں۔ کہ میرا باپ مرجائے بلکہ اسے قتل کر دیا جائے تا کہ اس کی وراثت بھی حاصل کروں اور دیہ بھی یعنی خون بہا بھی۔
یہ جو ہم نے عالم شخص کے لیے درجات اور مراتب بیان کئے ہیں یہ عالم باعمل کے لیے ہیں۔ وگرنہ جاہل اور عالم بے عمل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ عالم بے عمل اس سے پست تر ہے۔ رسول خدا فرماتے ہیں "العالم بلا عمل کشجر بلا ثمر" یعنی عالم بے عمل اس درخت کی طرح ہے جو پھل نہ دیتا ہو۔ جس طرح پھل نہ دینے والے درخت کو کاٹ لیتے ہیں عالم بے عمل کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ کاٹنے کے لائق ہے۔ خدا قرآن میں عالم بے عمل کو ایک مقام پر کتے کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے جیسے فرماتا ہے (مثلہ کمثل الکلب) اس کی مثال کتے جیسی ہے دوسری جگہ گدھے کے ساتھ تشبیہ دیتاہ جیسے فرماتا ہے (کمثل الحمار) جیسے گدھا ہو۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سےپوچھا گیا انبیاء اور اولیاء کے بعد سب سے بہترین مخلوق خدا میں سے کون ہیں۔ حضرت نے فرمایا نیک علماء ہیں۔ پوچھا گیا کہ شیطان، بلعم باعورا اور فرعون کے بعد سب سے بدتر کون ہے۔ حضرت نے فرمایا دو طرح کے لوگوں نے میری پشت توڑ دی ہے۔ "عالم متھتک و جاھل متنسک" ایک وہ عالم جو بے عمل ہے اور جو جاہل اپنی

https://www.shiabookspdf.com/

جاہلیت پر ڈٹا ہوا ہو۔ قرآن میں کئی مقامات پر بے عمل علماء کی مذمت ہوئی ہے۔ خدا فرماتا ہے(ویل للذین یکتبون الکتاب با یدیھم ثم یقلون ھذا من عند اللہ یستروابہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم ممایکسبون) ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے تا کہ اسے تھوڑے سے پیسوں کے بدلے بیچ دیں۔ ان کے لیے ہلاکت ہے جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے اور ہلاکت ہے ان کے لیے جو کچھ انہوں نے کسب کیا ہے۔ ایک اور مقام پر فرماتا ہے(لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتا عنداللہان تقولوا مالا تفعلون) جو کرتے نہیں وہ کہتے کیوں ہیں۔ خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ بات کرو جو کرتے نہیں ہو۔

اس لیے امام علیہ السلام فرماتے ہیں"نعوذ باللہ من علم لا ینفع" میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے۔ کیونکہ قیامت کے دن اگر عالم کا ایک گناہ معاف ہو گیا۔ تو جاہل کے ستر گناہ معاف ہو جائیں گے۔ قیامت کے دن دو آدمی سب سے زیادہ پشمان ہونگے۔ ایک وہ مالدار جس نیراہ خدا میں مال خرچ نہ کیا ہو اور لوگوں کے حقوق ان تک نہ پہنچائیں ہوں۔ اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے مال تقسیم کر لیا اور وہ راہ خدا میں خرچ کریں۔ اور خود کو جہنم کی آگ سے بچا لیں۔ اس مالدار کو حساب کے لیے حاضر کیا جائے گا۔ اس کے مال و دولت کے بارے میں سوال ہوگا۔ آخر کار اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرا وہ عالم جس کے علم کی وجہ سے دوسرے لوگ عمل کر کے بہشت میں جائیں گے اور خود عمل نہ کرنے کیوجہ سے جہنم میں جائے گا۔

وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو۔ قرآن میں خدا اسے ظالم، خاسر اور کافر کے نام کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ ایک جگہ خدا فرماتا ہے(و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون) دوسری جگہ فرماتا ہے(ھم الخاسرون) تیسری جگہ فرماتا ہے(ھم الظالمون) جو لوگ خدا کے خلاف حکم کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

خسارے میں ہیں وہ ظالم ہیں۔

شائد کوئی خیال کرے کہ عالم سے مراد صرف وہ ہے جو نماز پڑھاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ عالم بے عمل ہوگا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہر شخص چاہے وہ نماز پڑھاتا ہو یا پیچھے پڑھنے والا ہو۔ اگر وہ اپنے علم پر عمل نہ کرے گا تو عالم بے عمل کہلائے گا۔ لہذا ہم جو جانتے ہوں۔ لیکن اس پر عمل نہ کریں گے تو ہم عالم بے عمل ہونگے۔ مثلا ایک شخص جانتا ہے کہ غیبت حرام ہے۔ گالی دنیا اور جھوٹ بولنا گناہ ہے اور گن اہان کبیرہ میں سے ہے۔ اس کے باوجود پرہیز نہ کرے بلکہ ان گناہوں کا ارتکاب کرے تو وہ عالم بے عمل ہوگا۔

ایک شخص جانتا ہے کہ سود کا ایک درہم اپنی ماں کے ساتھ ستر بار خانہ کعبہ میں زنا کرنے کے برابر ہے۔ اس کے باوجود وہ ایسے کرے تو یہ عالم بے عمل ہوگا۔ علم کا حاصل کرنا اچھی بات ہے لیکن علم پر عمل بھی کرے۔ اگر کوئی علم حاصل کرتا ہے تو وہ اپنی دنیا اور آخرت کو آباد کرتا ہے۔ رسول خدا فرماتے ہیں۔ "طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة"

ہر کسی کی شرافت اور فضلیت اس کے علم کی مقدار کے مطابق ہے۔ علم چاہیے دینی ہو یا دیناوی دونوں کی عزت ہے۔ حتی کہ شکاری کتے کی بھی وہ دوسرے کتوں سے عزت زیادہ ہے۔ جب کہ اسے تین لفظ سکھائے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جاؤ و چلا جاتا ہے۔ دوسرا پکڑ لو و پکڑ لیتا ہے۔ تیسرا واپس آ جاؤ وہ آ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے شکاری کتے کی خرید و فروخت جائز ہے۔ بلکہ اگر کوئی شکاری یا گھر کی رکھوالی کرنے والے کتے کو مار دے تو مالک کو قیمت ادا کرے۔

انسان بھی اسی علم ہی کی وجہ سے دوسروں سے فرق رکھتا ہے اگر اس کے پاس علم نہ ہو تو حیوانوں کی طرح ہے بلکہ ان سے بھی پست تر ہے (ان ھم الا کالا نعام بل ھم اضل سبیلا) یہ نہیں ہیں مگر حیوانوں کی طرح بلکہ ان سے بھی گمراہ تر ہیں۔

تمام عبادات علم ہی کی وجہ سے قبول ہوتی ہیں۔ جو بغیر علم کے عبادت کرے گا اس

https://www.shiabookspdf.com/

کی عبادت باطل ہے۔

علماء فرماتے ہیں۔ تین علوم کو حاصل کرنا ہر مکلف پر واجب ہے اور حضور نے جو فرمایا ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم کا حاصل کرنا واجب ہے تو وہ تین علوم ہیں۔ کوئی اور نہیں۔

ایک اصول دین کا علم:

یعنی خدا کو اس کی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے ساتھ جاننا۔ پیغمبر اور امام کو نبوت اور امامت کی علامات کے سے جاننا۔ قیامت پر اعتقاد رکھنا۔ علماء کا اتفاق ہے کہ اصول دین کی معرفت انسان خود کوشش کر کے دلیل اور اجتہاد سے حاصل کرے۔ تقلید فائدہ نہ دے گی۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ میرے باپ نے کہا ہے خدا عادل ہے اس کا کوئی فادہ نہیں ہے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ جا کر علم حاصل کرے تا کہ دلیل کے ذریعے سے توحید اور عدل کی معرفت حاصل ہو۔

دوسرا فروغ دین کا علم:

فروغ دین کے علم میں انسان کو اختیار ہے کہ وہ اجتہاد سے حاصل کر یا تقلید سے ۔ اس لیے یا تو دلیل عقلی سے ثابت کرے یا دلیل نقلی سے کہے۔ اس علم میں یا تو انسان خود مجتہد ہو۔ وگرنہ کسی مجتہد کی تقلید کرے۔ اگر ایک شخص اجتہاد کی قدرت رکھتا ہو۔ اس کے باوجود وہ ایک جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرے تو اس کی تمام عبادات باطل ہیں اور یہ جاہل مقصر بھی ہوگا۔ یعنی خود کوتاہی کی ہے اور اجتہاد نہیں کی۔

تیسرا علم جس کا حاصل کرنا واجب ہے علم اخلاق ہے۔ اس سے مراد اچھی اور بری صفات کو جاننا۔ حیوان اور انسان کے درمیان فرق کرنا۔ پس انسان کو چاہیے کہ اچھی صفات کو حاصل کرے اور اپنے اندر پیدا کرے۔ اور بری صفات کو اپنے سے دور کرے۔ (قد افلح من زکیھا و قدر خاب من دسیھا) جس نے تزکیہ کیا بے شک وہ کامیاب ہو گیا اور جو گناہوں میں پڑ گیا وہ برباد ہو گیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

انسان کی نجات اس میں ہے کہ اپنے نفس کو بری صفات سے پاک کرے۔
کیونکہ ہر مصیبت، بلا اور فتنہ وفساد ان بری صفا کی وجہ سے ہے۔ اور دوسری طرف ہر خیر و فضیلت اور شرافت اچھے اخلاق اور صفات حمیدہ کی وجہ سے ہیں۔

کچھ علماء کے نزدیک علم اخلاق علم اصول سے پہلے حاصل کرنا چاہیے۔ کیونکہ بُری ایسی صفات رذیلہ ہیں جن کی وجہ سے انسان مومن سے کافر ہو جاتا ہے۔ بلکہ اسلام اور ایمان کے قبول کرنے سے مانع ہوتا ہے۔

صفات رذیلہ میں سے صفت تکبر حرص اور حسد ہیں۔ اس لیے معصوم فرماتے ہیں "اصول الکفر ثلاثة الحرص و الا ستکبا رو الحسد" کفر کی تین چیزیں ہیں۔ حرص، تکبر اور حسد۔

بری صفات میں سے طمع، کنجوسی اور دل کا سخت ہونا ہے۔ ان میں سے ہر ایک ہلاک کرنے والی ہے۔ یہ صفات جس میں بھی پائی جاتیں اسے کافر کر دیتی ہیں بلکہ کتنے ایسے عبادت گزار اور متقی لوگ تھے جب ان میں یہ صفات پیدا ہوتیں تو جہنم کی طرف چلے گئے۔ جیسے کہ بحار الانوار اور حیات القلوب میں ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ ایک تھا دو آدمی مرغی کا بچہ لا کر اس کے سامنے اس کے پر اکھاڑنے لگے اور وہ بچہ شور مچانے لگا۔ وہ عابد دیکھتا رہا اور پرواہ نہ کی۔ وہ مرغی کا بچہ مر گیا۔ زمین کو خطاب ہوا اس عابد کو اپنے اندر دھنس لے۔ زمین نے اپنا منہ کھولا اور اپنے اندر لے گئی۔ اور وہ عابد جہنم میں چلا گیا۔

آپ نے دیکھا کہ ایک عابد کی بے رحمی کی وجہ سے خدا رحیم و کریم نے اسے جہنم بھیج دیا۔ حالانکہ اس نے ستر سال تک عبادت کی تھی۔

شہادت علی اصغر:

پس خدا ان لوگوں کے ساتھ کیا کرے گا جو نواسہ رسول کے ساتھ کربلا میں جنگ کرنے کے لیے آئے۔ اہل بیت پیغمبر پر پانی بند کر دیا۔ اور ایک گھونٹ پانی بھی چھ مہینے کے بچے کو نہ دیا۔ آخر کار امام اس بچے کو اٹھا کر میدان میں لے آئے اور فرمایا۔

https://www.shiabookspdf.com/

فدعا للقوم باللہ و الخطیب الفضیع نبونی ھل انا المذنب ام ھذا الرضیع

اگر بہ زعم شما من گناهکار شمایم نکرده هیچ گناهی علی اصغر است این

به طفل بی گنه من دهید جرعه آبی که یادگار به جای علی اکبر است این

ترجمہ: امام نے قوم اشقیاء کو پکارا اور کہا مجھے بتاؤ میں گناہگار ہوں یا یہ بچہ اگر تمہارے خیال میں میں گناہگار ہوں تو اس علی اصغر نے تو کوئی گناہ نہ کیا ہے۔ اس بے گناہ بچے کو ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ یہ علی اکبر کی یادگار ہے۔

"اما ترونھکیف تیلظی عطشا" کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ بچہ پیاس کی وجہ سے کس طرح ہاتھ پاؤں مار رہا ہے "فینما بھو یخا طبھم اذا اتار سھم مسموم لہ ثلاثۃ شعب" اتنے میں کہ حضرت لشکر سے مخاطب تھے کہ حرملہ نے چلہ کمان میں تر رکھا اور بچے کی طرف چلا دیا۔

کہ ایک تین شعبہ تر آ کر بچے کو لگا اور امام کو اپنی کلام بھی تمام نہ کرنے دیا۔ معلوم نہیں یہ کیسا تیر تھا جس نے تلوار کا کام کیا "فذبح الطفل من الاذن الی الی الاذن" اس تیر نے بچے کو ایک کان سے دوسرے کا تک ذبح کر دیا۔ ترجمہ: امام نے قوم اشقیاء کو پکارا اور کہا مجھے بتاؤ میں گناہگار ہوں یا یہ بچہ اگر تمہارے خیال میں

زضربتیر خیان دست و پای خود گم کرد که خواست گریه کند در عوض تبسم کرد

ترجمہ: تیر کا زخم کھانے کے بعد ہاتھ پاؤں اس طرح بے جان ہوئے کہ رونے کی بجائے مسکرانا شروع کر دیا۔

اس بچے نے ایک نظر اپنے بابا کی طرف دیکھا اور روح پرواز کر گئی۔ منادی نے اوضر ندادی "دعہ یا حسین فان لہ مرضعا فی الجنۃ" اے حسین اس بچے کو ہمارے سپرد کر دو اس کے دودھ پینے کا انتظام ہم نے جنت میں کر رکھا ہے۔ یعنی اے حسین تجھے مبارک ہو تیری قربانی ہمارے دربار میں قبول ہے۔

بچه ناقه صالح بت ای داور من نیست در رتبه فزون تر ز علی اصغر من

https://www.shiabookspdf.com/

جون کہ تو خواستہ ای بلافدای رہ تو سر من پیکر من اکبر من اصغر من

حکمت کردہ تقاضا کہ بہ خون غرقہ شوند پسرانم ہمہ در پیش دو چشم من

ترجمہ: اے حکم کرنے والی ذات صالح نبی کی اونٹی کا بچہ میر علی اصغر سے کوئی بڑھ کر تو نہ تھا۔

یہ تو تو نے چاہا تھا۔ کہ تیرے راستے میں میرا سر میرا بدن میرا اکبر اور میرا اصغر قربان ہوں اس لیے قربان کر دیے ہیں۔

یہ تو تیری حکمت نے تقاضا کیا تھا۔ کہ میری آنکھوں کے سامنے میرے سب بیٹے خون میں غرض ہوں۔

بحارالانوار اور عوالم میں ایک روایت کے مطابق امام علیہ السلام بچے تو اٹھا کر خیموں کے پیچھے لائے۔ تلوار کی نیام کے ساتھ قبر بنائی اور بچے کو دفن کر دیا۔ خدا لعنت کرے بنوامیہ پر۔ ایک روایت کے مطابق امام کی شہادت کے بعد ملعون آئے۔ بچے کو نکال کر ننھے سے بچے کا سر تن سے جدا کر دیا۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۳

علت ابلیس انا خیر بداست — این مرض در نفس ہر مخلوق ہست

نزد بان خلق این ما ومنیست — عاقبت زین نزدبان افتاد نیست

ہر کہ بالا تر دو دابلہ تراست — کاستخوان او بتر خواہد شکست

ترجمہ: ابلیس کی یہ بیماری کہ میں بہتر ہوں بڑی بری بیماری ہے یہ بیماری تمام مخلوق میں پائی جاتی ہے۔

لوگوں کے پاس بڑا بننے کے لیے یہی تو ہے کہ میں یا ہم دوسروں سے بہتر ہیں۔ حالانکہ اس میں کا نتیجہ نیچے گرنا ہے۔

جو جتنا اپنے آپ کو بڑا اور بلند کرے گا اتنا ہی زیادہ بیوقوف ہوگا۔ کیونکہ اس کی اتنی ہی زیادہ ہڈیاں ٹوٹیں گی۔

خدا فرماتا ہے (ھو الذی بعث فی المبین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمہ) خدا نے تمام انبیاء کو دنیا میں اس لیے بھیجا ہے۔ تاکہ تین چیزوں کی تعلیم دیں۔ ایک خدا کی آیات کی تلاوت کریں خدا کی معرفت کروائیں دوسرا عبادت کرنے کا طریقہ سکھائیں۔

تیسرا لوگوں کو صفات رذیلہ یعنی بری صفات سے پاک کریں۔

تزکیہ کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک بدن کا تزکیہ کرنا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک اپنے آپ کو ظاہر کثافتوں سے پاک کرنا۔ مثلا ناخن اتارنا، مونچھیں کٹوانا۔ ناف کے نیچے بال اتارنا۔ سر کے بال اتارنا۔ دوسرا بدن کو ظاہر نجاسات سے پاک کرنا۔ مثلا پیشاب و پاخانہ اور خون و منی وغیرہ سے پاک کرنا۔ تیسرا بدن کو پاک کرنا ان چیزوں سے جو عارض ہوئیں ہے۔ مثلا غسل جنابت کرنا تاکہ رحمت خدا سے دور نہ ہو۔ اسی وجہ سے

https://www.shiabookspdf.com/

اصحاب پیغمبر غسل جنابت میں تاخیر نہ کرتے تھے۔

جبرئیل بہشت سے حضرت امیر علیہ السلام کے لیے غسل کا پانی لائے:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام غسل کرنا چاہتے تھے۔ تا کہ حضور نبی اکرمؐ کے ساتھ نماز میں شریک ہوں۔ لیکن پانی نہ تھا۔ حسنین شریفین کو پانی لینے کے لیے بھیجا۔ لیکن انہوں نے دیر کر دی۔ جبرئیل اور میکائیل بہشت کا پانی اور لباس بہشتی حضرت کے لیے لیکر آئے۔ حضرت نے غسل کیا اور مسجد میں تشریف لا آئے۔ جب پیغمبر اکرمؐ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت امیر المومنین کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ یا علی آج نماز کے لیے دیر کیوں ہوئی ہے؟ عرض کیا میں نے غسل کرنا تھا۔ پانی نہیں تھا۔ حسنین کو بھیجا۔ انہوں نے دیر کر دی ۔ میں نے اچانک ایک آواز سنی۔ دیکھا تو پانی کا ایک برتن اور لباس میرے لیے موجود تھا۔ وہ پانی مکھن سے تر متر اور مشک سے خوشبو تر تھا۔ پھر میں غسل کیا اور حاضر ہو گیا ہوں۔

پیغمبر نے فرمایا: جب میں رکوع میں گیا تو اسرافیل نے میرے گھٹنے پر ہاتھ رکھ لیا ۔ جب تک تو حاضر نہ ہوا۔ مجھے رکوع سے اٹھنے نہ دیا۔ یا علی جان لو کہ آج کی صبح تیرے لیے مبارک ہے کہ جبرائیل اور میکائیل خدمت کر رہے ہیں۔

تزکیہ کی دوسری قسم: نفس کو پاک کرنا ہے۔ یعنی ان صفات سے پاک کرنا۔ جو شیطانی صفات ہیں۔ پس عقلمند انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اس طرح کی کثافات سے پاک رکھے اور اچھے اخلاق کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اور اسے معلوم ہونا چاہیے کہ بری صفات جس میں موجود ہوں۔ اسے ہلاک کر دیتی ہیں۔ بلکہ کافر اور جہنمی بنا دیتی ہیں اور جس میں یہ صفات پیدا ہو جائیں۔ اچھی صفات کو ختم کر دیتی ہیں۔

کتاب اثنی عشریہ میں ہے ایک دن حضرت آدم کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ چھ صورتیں ان کے پاس آئیں۔ تین سفید اور تین سیاہ۔ حضرت آدم نے اس سفید ار و نورانی صورتوں کی طرف نگاہ کی جو دائیں طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک سے پوچھا "من انت" تم کون ہے؟ اس نے کہا "انا العقل" میں عقل ہوں۔ تیرا مقام کہاں ہے۔ اس نے کہا دماغ

https://www.shiabookspdf.com/

دوسری سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے عرض کیا میں حیا ہوں۔ تیرا مقام کہاں ہے۔ اس نے عرض کیا میں مقام آنکھ ہے۔ تیسری سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نیعرض کیا میں شفقت ومہربانی ہوں۔ اس سے پوچھا تو کہاں رہتی ہے۔ عرض کیا میں مقام دل ہے۔

حضرت آدم نے تین سیاہ صورتوں کی طرف دیکھا اور ایک سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا تکبر ہوں۔ تیرا مقام کہاں ہے۔ اس نے عرض کیا میرا مقام دماغ ہے۔ حضرت آدم نے فرمایا دماغ تو عقل کا مقام ہے۔ تکبر نے کیا جب میں آجاؤں تو عقل چلی جاتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس قدر دماغ میں تکبر پیدا ہو گیا اتنی عقل ختم ہو جائے گی۔ اصول کافی میں حضرت امام سجاد علیہ اسلام فرماتے ہیں "عجیب للمتکبر الفخور الذی کان بالاس نطفة ثم ثهو غدا جفة" مجھے تعجب ہے اس تکبر اور فخر کرنے والے پر جو کل نطفہ تھا اور آئندہ کل مردار ہو گا۔ ایسا مردار کہ جو سب مرداروں سے گندہ تر ہے۔ کیونکہ اگر غسل سے پہلے اسے ہاتھ لگ جائے تو غسل مس میت واجب ہو جاتا ہے۔ جبکہ سور، کتا اور دیگر کے مردار کو اگر ہاتھ لگ جائے تو غسل واجب نہیں ہوتا۔

پس جس کی ابتدا اور انتہا نجاست سے وہ تکبر کرتا ہوا عجیب لگتا ہے اور خود کو دوسروں سے بہتر کہتا ہوا بیوقوف دکھائی دیتا ہے۔ حالانکہ انسان کا اچھا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

بر عمل تکیہ مکن خواجه که در روز اول　　تو چه دانی قلم صنع به نامت چه نوشت

ترجمہ: اپنے عمل پر بھروسہ نہ کرو۔ تجھے کیا معلوم ازل سے قلم نے تیرے نام کے ساتھ کیا لکھ رکھا ہے۔

کتنے ایسے زاہد و عابد تھے جو ستر اسی سال تک عبادت کرتے رہے۔ لیکن آخر میں کافر ہو گئے اور جہنمی بن گئے۔ اور کتنے ایسے فاسق و فاجر تھے۔ جو گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے لیکن جب ان پر خدا کا لطف و کرم ہوا تو توبہ کر کے بہشت میں چلے گئے۔ مولوی

https://www.shiabookspdf.com/

کہتا ہے۔

ہیچ کافر رابہ خواری منگرید — کہ مسلمان مردنش باشد امید

ترجمہ: کسی کافر کو بھی ذلیل خیات نہ کر۔ کیونکہ مسلمان کا مرنا امید پر قائم ہے۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے۔ کہ ہر فاسق و فاجر شخص سے دوستی کرلے اور اس کے ساتھ آنا جانا رکھے۔ بلکہ ظاہر اس کے گناہوں کی وجہ سے دور رہے لیکن باطن میں خود کو حیوانات سے پست تر سمجھے۔

انوارنعمانیہ میں لکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ سے خطاب ہوا"اذ اجئت للمناجات فاصحب معک من تکون خیر امنہ" جب مناجات کے لیے جاؤ تو اپنے ساتھ اس کو لاؤ جس سے تو بہتر ہو۔ دوسرے دن جب موسیٰ مناجات کے لیے جانے لگے تو لوگوں کے درمیان نگاہ کی تو کوئی ایسان نہ پایا جس سے خود کو بہتر سمجھے اور اسے اپنے ہمراہ لے جاتے۔ حیوکانات میں آئے ایک کتا ملا۔ خیال کیا اسے ساتھ لے چلتا ہوں۔ اس کی رسی پکڑی اور چند قدم چل کر پھر چھوڑ دیا۔ اکیلے مناجات کے لیے چلے گئے۔ خطاب ہوا اے موسیٰ اگر آج کسی کو اپنے ہمراہ لے آتے تو میں تیرا نام پیغمبروں کی صف سے خارج کردیتا۔ یہ حدیث ابن فہد کی کتاب عدۃ الداعی میں موجود ہے۔

از آن بر ملائک شرف داشتند — کہ خود رابہ از سگ نپند اشتند

ترجمہ: اس وجہ سے ملائکہ سے افضل ہوگئے کہ انہوں نے اپنے آپ کو کتے سے بھی بہتر نہ سمجھا۔

پس معلوم ہوا کہ تکبر ایک بری صفت ہے۔ اسی لیے خدا نے پسند نہیں کیا کہ موسیٰ جو خدا کا کلیم نبی ہے۔ خود کو کتے سے بھی بہتر سمجھے ورنہ ان کی کلیمی گئی تھی۔ حالانکہ پیغمبر تمام مخلوقات سے افضل ہوتا ہے۔ لیکن خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنے آپ کو دوسری مخلوق سے بہتر سمجھے۔ یہی وجہ ہے کہ تکبر کرنے والے آدمی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے(فلبس مثوی المتکبرین) تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ بہت برا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

حدیث نبویؐ میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہو گا وہ بہشت میں داخل نہ ہو گا۔ تکبر سے مراد حق کا انکار کرنا اور مخلوق خدا کے حقیر و ذلیل سمجھنا۔

تکبر کی اقسام:

تکبر کی ایک قسم خدا کے ساتھ تکبر کرنا ہے۔ یہ ایک قسم کا کفر ہے۔ جیسے شیطان فرعون، نمرود اور شداد نے خدا کے ساتھ تکبر کیا۔ اور خدا کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا خدا کے دربار سے نکال دیئے گئے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں "فاعتبروا بما کان من فعل الله بابلیس اذا حبط عمله الطویل وجهده الجهید و قد عبدالله ستة آلاف سنة لایدری امن سنی الدنیا ام من سنی الاخرة عنکبو ساعة واحدة" عبرت حاصل کرو۔ اس سے کہ خدا نے شیطان کے تمام اعمال ضائع کر دیئے صرف ایک گھڑی تکبر کرنے کی وجہ سے حالانکہ اس نے چھ ہزار سال خدا کی عبادت کی معلوم نہیں دنیا کے سال تھے۔ یا آخرت کے

تکبر کی دوسری قسم: انبیاء کے ساتھ تکبیر کرنا ہے اور یہ تکبر کفار اور مشرکین کے درمیان تھا جس کی وجہ سے وہ انبیاء کی کوئی بات ماننے کو تیار نہ تھے۔ جیسے کہ ابو جہل اور ابو لہب مولا نا رومی کہتے ہیں۔

آن ابو جهل از محمد ننگ داشت　　وز حسد خود رابه بالا می فراشت

بوالحکم ناش بدو بوجهل شد　　ای بسا اهل از حسد نا اهل شد

ترجمہ: ابوجہل حضرت محمدؐ کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا۔ حسد کی وجہ سے خود کو بلند سمجھتا تھا۔ نام اس کے ابوالحکم تھا۔ لیکن ابوجہل ہو گیا۔ بہت سے اہل لوگ حسد کی وجہ سے نا اہل ہو گئے۔

اکثر لوگ اس تکبر کی وجہ سے دنیاوی اور آخرت کے فیض سے محروم ہیں۔ تکبر کی ایک اور قسم خدا کے بندوں کے ساتھ تکبر کرنا ہے۔ بعض اوقات ایک شخص اسی تکبر کی وجہ سے کسی محفل یا مجلس میں آتا ہے لیکن سلام نہیں کرتا فقیر آدمی کو اپنے پاس بٹھانے کے لیے راضی

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہوتا۔ اگر بیٹھ جاتے تو اپنے کپڑے سنبھالتا ہے۔ گویا فقیر آدمی نجس ہے۔

یا رب این نو دولتان را بر خر خود شان نشان کاین ہمہ فخر از غلام و اسب و استر می کند

ترجمہ: اے پروردگار یہ لوگوں کا مال جمع کر کے دولت مند بننے والوں کو عقل کے ناخن عطا کر۔ کہ یہ لوگ غلام نوکر و چاکر، گھوڑے اور دیگر چیزوں کی وجہ سے دوسروں پر فخر کرتے ہیں۔

متکبر شخص نہ علماء کی بات ماننے کو تیار ہے اور نہ ہی حکماء کی۔ جو شخص خدا کے بندوں کے ساتھ تکبر کرتا ہے۔ خدا اسے دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ جیسے معصوم فرماتے ہیں ''من تواضع اللہ رفعہ اللہ و من تکبر وضعہ اللہ'' جو خدا کے دربار میں جھک کر رہے خدا اسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرے خدا اسے ذلیل کرتا ہے۔

زخاک آفریدت خداوند پاک پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک

تواضع سر رفعت افرازدت تکبر بہ خاک اندر اندازدت

خدوند قدوس نے تجھے خاک سے پیدا فرمایا ہے۔ پس اے بندے تو بھی خاک کی طرح جھکا رہ۔

تو اگر جھکے گا تو تیرا سر بلند ہوگا۔ اگر تکبر کرے گا تو وہ تجھے خاک پر گرا دے گا۔

بس جو اپنی دنیا اور آخرت تو بچانا چاہتا ہے۔ اسے چاہیے تکبر کی صفت سے خود کو پاک کرے اور اپنے بزرگوں کی زندگی اور سیرت پر عمل کرے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ایک دن چند فقیروں کے پاس سے گزرے جو ایک جگہ پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت اپنی سواری سے نیچے اترے اور ان کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھ گئے۔ اور انہیں اپنے گھر دعوی دی اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ حضرت سید الشہداء علیہ السلام بھی اسی طرح جب دستر خوان بچھاتے تو اپنے غلام، نوکر اور تمام متعلقہ افراد کو ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ گروہ ایسے ہیں جو نہ دنیا میں سکون سے ہیں اور نہ ہی آخرت میں۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک تکبر کرنے والے۔ جو دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا ہیں۔ ان کو دنیا میں سکون نہیں ملتا کیونکہ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی عزت کریں۔ جبکہ ایسا نہیں ہوتا۔ لہذا ہر وقت غصے میں رہتے ہیں۔

دوسرا: کنجوس یہ شخص جب دنیا میں ہوتا ہے تو فقیروں کی طرح زندگی گزارتا ہے۔ حالانکہ دولت پاس ہوتی ہے۔ اگر کوئی دروازے پر آ جائے تو ایک روٹی بھی دینے کو تیار نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے ہوتا ہے جیسے موت آ گئی ہے۔

تمام دولت جمع کر رہا ہے۔ کسی کو ایک ٹکا بھی دینے کو تیار نہیں ہوتا اور نہ ہی خود اپنے اوپر خرچ کرتا ہے۔ شیخ سعدی کہتے ہیں۔

یکی زهره خرج کردن نداشت	زر ش بود و یاری خوردن نداشت
نه خوردی که خاطر به آسایدش	نه دادی که فردا بهکار آیدش
بدانست روزی پسر در کمین	که فمیسک کجا کرد زد در زمین
زخاکش بر آوردو برباد داد	شنیدم کی سنگی در آن جانهاد
پدر زارو گریان همه شب نخفت	پسر با مدادان بخندیدو گفت
زراز بهر خوردن بودای پدر	زبهر نهادن چه سنگ و چه زر

ترجمہ: کوئی اس ہے کہ زہر کو بھی سنبھا کر بیٹھا ہے۔ اگرچہ اس کے پاس پیسے تھے۔ لیکن خرچ کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔

کھایا اس لیے نہیں تا کہ ذہن مطمئن رہے کہ مال پڑا ہے اور کسی کو اس لے نہ دیا کہ کل میرے کام آئے گا۔

ایک دن لڑکا چھپ کر دیکھتا رہا کہ باپ نے مال کہاں چھپایا ہے۔

ایک دن وہاں سے مال نکال کر کھا پی گیا اور وہاں پتھر رکھ دیا۔

باپ کو پتہ چلا تو ساری رات روتا رہا اور سو نہ سکا۔ بیٹے نے صبح تک خوشی منائی اور کہنے لگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اے بابا جان پیسے کھانے کے لیے ہوتے ہیں۔ اگر رکھتے ہیں تو پھر کوئی فرق نہیں پیسے رکھ دو یا پتھر۔

ایک کنجوس کا ہمسایہ فقیر و غریب آدمی تھا۔ وہ فقیر کبھی آتا اس کے چراغ سے اپنا چراغ جلاتا اور کبھی اس کا آئینہ اٹھا کر اپنی صورت دیکھتا اور چلا جاتا۔ ایک دن کنجوس کو غصہ آیا اور کہنے لگا۔ تو نے کیا مذاق بنا رکھا ہے ہر روز چلے آتے ہو۔ میں نے کوئی خزانہ چھپا رکھا ہے۔ یا میرے پاس قارون کی دولت ہے۔ کبھی چراغ جلانے بہانے اور کبھی آئینہ دیکھنے کے بہانے آ جاتے ہو۔ پس آپ نے بخیل شخص کی حالت کا اندازہ لگایا کہ تمام لوگ اس کے دشمن ہوتے ہیں۔ حتی کہ اس کے اہل و عیال بھی۔ بلکہ وہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ کب مرے اور ہم کب پیٹ بھر کر کھائیں۔ اور آخرت میں بھی ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

کنجوس شخص نہ خمس دیتا ہے اور نہ ہی زکوۃ۔ حج نہیں کرتا، صدقات و خیرات نہیں کرتا۔ دوسرے واجب حقوق ادا نہیں کرتا۔ دن رات اس کے لیے مشکل سے گزرتے ہیں۔ کسی کنجوس سے پوچھا گیا کہ شجاع اور بہادر ترین شخص کون ہے؟ کہنے لگا وہ شخص جو دستر خوان پر بیٹھے لوگوں کے منہ کی آواز ترسنے لیکن اس کا پتہ پانی نہ ہو یعنی اس پر کوئی اثر نہ ہو۔

ایک کنجوس کا اپنی بیٹی کے ہاتھ کو کاٹنا:

دار السلام اور جامع الاسرار میں روایت ہے۔ کہ بنی امیہ کے خلفاء میں سے کسی ایک زمانے میں ایک شخص دشمن اہل بیت تھا۔ اس کی ایک بیٹی تھی۔ جو محب اہل بیت تھی۔ ایک دن دروازے پر سائل نے صدا دی کہ محبت اہل بیت میں کوئی چیز دو۔ بچی نے دو روٹیاں اس سائل کو لا کر دیں۔ اس کنجوس کو پتہ چلا تو بچی کا ہاتھ کاٹ دیا اور اسے گھر سے باہر نکال دیا۔ بچی صحرا کی طرف چلی گئی۔ اتفاق سے بادشاہ شکار کے لیے گیا ہوا تھا۔ بادشاہ نے بچی کی حالت دیکھی تو اسے گھر لے آیا اور اپنے ایک بیٹے کے ساتھ شادی کر دی۔ شب زفاف لڑکے کو پتہ چلا کہ لڑکی کا ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ غصے میں آ کر کسی جگہ چھپ کر سو گیا۔ اس لڑکی نے سجدہ میں سر رکھا اور اتنا گریہ کیا کہ اسے اسی حالت میں نیند آ گئی۔ اس نے خواب

https://www.shiabookspdf.com/

میں دیکھا کہ اوپر سے ایک تخت آیا ہے۔ جس پر ایک عورت اور چار مرد تھے۔ عورت تخت سے نیچے آئی اس لڑکی کو سینے سے لگایا اور تسلی دی۔ اور فرمایا پریشان نہ ہو۔ میں فاطمہ زہرا ہوں۔ اور وہ میرے بابا، شوہر اور دو بیٹے ہیں۔ پھر حضرت امیر المومنین علیہ السلام اٹھے اوپر ہاتھ بلند کیا اور اس لڑکی کا کٹا ہوا ہاتھ لا کر اس کی جگہ پر لگا دیا۔ سورہ حمد پڑھی تو اس کا ہاتھ صحیح وسالم ہو گیا۔ لڑکی خواب سے بیدار ہوئی تو دیکھا کہ اس کا ہاتھ صحیح و سالم ساتھ لگا ہوا ہے۔ بڑی خوش ہوئی بادشاہ کو بتایا تو سب خوش ہو گئے۔

تیسرا گروہ جن کے پاس نہ دینا ہے اور نہ ہی آخرت وہ ہیں جو حرص اور لالچ کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس جتنا بھی ہو پھر بھی ادھر ادھر ہاتھ مارتے ہیں اور دوڑتے ہیں کہ جتنا بھی مال ملے کم ہے۔ ان کے لیے یہ فرق نہیں ہوتا کہ حلال ہے یا حرام۔ ان کا ٹھکانہ بھی جہنم ہے۔

حریص رانکند نعمت دو عالم سیر — ہمیشہ آتشہ سوزندہ اشتہادارہ

ترجمہ: لالچی شخص کے لیے دو جہان کی نعمتیں بھی کم ہیں۔ اس کے اندر ہمیشہ شہوت کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔

چند طرح کے لوگ کبھی بھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک محبّ اپنے محبوب کو دیکھنے سے سیر نہیں ہوتا۔ دوسرا پیاسا پانی سے سیر نہیں ہوتا۔ تیسرا ملائکہ خدا کی عبادت سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ کچھ ہمیشہ سے رکوع میں ہیں کچھ سجدے میں اور کچھ قیام و تشہد میں۔ چوتھا آنکھ دیکھنے سے اور کان سننے سے نہیں تھکتے۔ خاص طور پر اگر خدا کی مخلوقات اور اس کی کائنات کو دیکھے اور اچھی اچھی آوازیں سنے۔ پانچواں طالب علم جو علم کے حاصل کرنے سے نہیں تھکتا۔ ہر وقت کسی نہ کسی چیز کے حاصل کرنے کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔

جیسے کہ حضرت موسیٰ باوجود اس کے کہ خدا کی طرف سے انہیں علوم عطا ہوئے تھے۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ ایک شخص ایسا ہے۔ جس کے پاس ان سے بھی زیادہ علم ہے تو اس سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ تاکہ اس سے ملے اور علم حاصل کرے۔

https://www.shiabookspdf.com/

جیسے حیات القلوب میں لکھتے ہیں۔ کہ جب خدا نے حضرت موسی پر تورات نازل کی اور انہوں نے بنی اسرائیل کے سامنے اس کی تلاوت کی تو ان کے خیال میں آیا کہ خدا نے ان سے زیادہ عالم کسی کو پیدا نہیں کیا۔ جبرئیل کو خطاب ہوا۔ موسی کا خیال کرو کہیں اسے یہ خیال ہلاک نہ کر دے۔ اس سے جا کر کہو فلاں دریا کے پاس جاؤ وہاں پتھر کے پاس ایک شخص ملے گا جو تجھ سے بھی بڑا عالم ہے اس سے علم حاصل کرو۔ جبرئیل نے نازل ہو کر حضرت موسی کو وحی پہنچائی۔ موسی نے فرمایا: اس شخص کو میں کس طرح پہچانو کہ یہ وہی ہے؟ جبرئیل نے کہا: جب تو پتھر کے پاس جائے گا تو تیری مچھی گم ہو جائے گی۔ اس کے بعد حضرت موسی اپنے وصی یوشع کے ساتھ سفر پر چل پڑے اور ایک مچھلی اپنے ساتھ لے لی تا کہ سفر میں اسے کھائیں گے۔ حضرت موسی جب دریا کے کنارے اس پتھر کے پاس پہنچے تو حضرت خضر وہاں سوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا لیکن پہچان نہ سکے۔ موسی کے وصی یوشع نے مچھلی نکال کر دھونے کے بعد پتھر پر رکھی تا کہ اس کو کھائیں تو وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ خدا فرماتا ہے (فلما بلغا مجمع بينهما نسيا حوتهما) پس وہ دونوں جب اکٹھے ہونے کی جگہ پر پہنچے تو مچھلی کو بھول گئے۔

جب مچھلی دریا میں چلی گئی تو یوشع نے حضرت موسی کو یہ بات نہ بتائی۔ جب وہ آگے نکل گئے تو حضرت موسی نے فرمایا: مچھلی لاؤ تا کہ کھائیں اس سفر میں بڑی تھکاوٹ ہو گئی ہے یوشع نے مچھلی کے زندہ ہو کر دریا میں جانے کا قصہ بیان کیا۔ حضرت موسی نے فرمایا: ہم جس سے ملنے کے لیے آئے تھے وہی تھا۔ جو پتھر پر سویا ہوا تھا۔ (فارتد اعلی آثار هما قصصا) جس راہ سے گئے تھے اسی راہ پر واپس آ گئے دیکھا حضرت خضر نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان پر سلام کیا۔ پھر موسی نے کہا میں چاہتا ہوں کچھ مدت کے لیے آپ کے ساتھ رہوں۔ اس شرط کے ساتھ کہ خدا نے جو علوم آپ کو عطا کئے ہیں۔ وہ مجھے تعلیم کریں۔

(قال انک لن تستطيع معی صبرا) خضر نے کہا تو میرے ساتھ رہ کر صبر

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تو مجھ سے جو چیزیں دیکھیگا اس پر کیسے صبر کر سکتا ہے جو ظاہر اً برا نظر آئے گا لیکن باطن میں اچھا ہوگا جس کا تجھے علم نہ ہوگا۔ کیونکہ موسیٰ ظاہری علوم سے واقف تھے اور حضرت خضر باطنی علوم سے۔

(قال ستجدنی انشاء الله صابرا و لا اعصی لک امرا) موسیٰ نے کہا: انشاءاللہ میں صبر کرونگا۔ اور آپ کی نافرمانی نہیں کرونگا۔ خضر نے کہا: اگر میرے ساتھ آنا چاہتے ہو تو شرط یہ ہے کہ جو دیکھو اس پر صبر کرو اور کچھ نہ بولو۔ میں خود اس کی وجہ بیان کرونگا۔ حضرت موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے۔ (فانطلقا حتی اذا رکبا فی السفینۃ خرقها) دونوں گئے جب کشتی پر سوار ہوئے تو خضر نے کشتی میں سوراخ کر دیا (قال اخرقتها لتغرف اهلها لقد جئت شیا امرا) حضرت موسیٰ نے کہا کشتی میں سوراخ کر دیا ہے تا کہ اس پر سوار لوگوں کو غرق کردے۔ (قال الم اقل انک لن تستطیع صبرا) خضر نے کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو صبر نہیں کر سکتا؟ موسیٰ نے کہا اس کو میں بھول گیا اب صبر کرونگا۔

فانطلقا

(فانطلقا حتی اذا لقیا غلاما فقتله قال اقتلت نفسا زکیة بغیر نفس لقب جئت امر نکرا) تھوڑا چلنے کے بعد کشتی سے نیچے اترے۔ حضرت نے ایک بچے کو دیکھا اسے پکڑا اور قتل کر دیا۔ موسیٰ نے حضرت کو پکڑ کر زمین پر دے مارا اور کہا اس بچے کو کیوں ناحق قتل کر دیا (قال الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا) خضر نے کہا کیا میں نے تجھ سے کہا نہیں تھا کہ تم صبر نہیں کر سکتے؟ موسیٰ نے کہا اس کے بعد اگر میں نے سوال کیا تو پھر مجھے اپنے ساتھ مت لے جانا۔ (فانطلقا حتی اذا اتیا اهل قریة استطعما فابوا ان یضیفوهما فوجدا فیها جدارا یرید ان ینقض فاقامه قال لو شئت لا تخذت علیه اجرا) اس کے بعد وہ چلے اور ایک قصبہ (انطاکیہ یا ناصریہ) میں جا پہنچے۔ قصبہ والوں سے کھانا مانگا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ اور انہیں اپنا مہمان نہ بنایا۔ پھر اس قصبہ میں ایک دیوار کو دیکھا جو گرنے والی تھی۔ خضر نے اس دیوار کو

https://www.shiabookspdf.com/

تعمیر کر دیا یا کسی طرح اسے صحیح کر دیا تا کہ خراب نہ ہو اور گرے نہ۔ حضرت موسیٰ نے کہا جس قصبہ کے لوگوں نے ہمیں کھانا دینے سے انکار کر دیا ان کی دیوار کیوں بنائی ہے اگر چاہتے تو ان سے اجرت لے سکتے تھے یا خراب ہونے دیتے۔

(قال هذا فراق بيني وبينك) خضر نے کہا: اب تیرے اور میرے راستے جدا ہیں موسیٰ نے کہا مجھے یہ تو بتائیں کہ یہ تین کام آپ نے کیوں کئے ہیں؟ خضر نے کہا: (اما السفينة فكانت لمساكين يعلمون في البحر فاردت ان اعيبها و كان ورائهم ملك يا خذ كل سفينة غصبا) کہ وہ کشتی غریب و مسکین لوگوں کی تھی جو دریا میں محنت و مزدوری کرتے تھے آگے ایک بادشاہ تمام کشتیوں کو پکڑ کر غصب کر رہا تھا۔ میں نے کشتی کو توڑا تھا تا کہ وہ بادشاہ بیچاروں کی کشتی نہ پکڑے۔

(واما الغلام فكان ابواه مومنين فخشيان ان يُرْ هقهما طغينا و كفرا) اور وہ لڑکا دو مومن والدین کا بچہ تھا۔ ہمیں ڈر تھا کہ وہ انہیں تکلیف دے گا سرکشی کرے گا اور کافر ہو جائے گا۔ یا انہیں کافر بنا دے گا۔ پس ہم نے اس کو قتل کر دیا تا کہ خدا انہیں نیک اور اچھا بچہ عطا کرے۔ جو مومن ہو اور ماں باپ کے حق میں مہربان ہو۔

(واما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينة و كان تحته كنز لهما و كان ابوهما صالحا فارا د ربك ان يبلغا اشد هما و يستخرجا كنز هما رحمة من ربك) اور وہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی۔ اس دیوار کے نیچے خزانہ تھا۔ جو ان کے باپ نے ان کے لیے چھپا کر رکھا تھا۔ ہم نے اس پر دیوار بنا دی تا کہ خزانہ اس وقت تک کسی کو نظر نہ آئے جب تک وہ بڑے نہ ہو جائیں۔ اور خود نہ اٹھا لیں۔ پس تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے کوئی کام خدا کے حکم کے بغیر نہیں کیا۔ (ذلك تاويل مالم تسطع عليه صبرا) یہ ان کاموں کی تاویل تھی جن پر تو صبر نہیں کر سکا۔

چھٹی چیز جس سے اس کے طلب کرنے والا سیر نہیں ہوتا وہ مال ہے۔ انسان کے پاس جتنا بھی مال ہو کم خیال کرتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک انسان پہلے گدا گر ہوتا ہے۔ راستے میں بیٹھ کر خدا سے ایک لقمہ روٹی مانگتا ہے۔ تاکہ کھائے اور کسی کا محتاج نہ ہو۔ خدا اسے دیتا ہے۔ لیکن پھر کہتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ ملنا چاہیے میں کسی کا محتاج کیوں ہوں لوگ میرے محتاج ہونے چاہیں۔ خدا اور دیتا ہے اور کاروبار شروع کرتا ہے تو اور لالچ پیدا ہوتی ہے اور کہتا ہے کہ مجھے ایک بڑا تاجر ہونا چاہیے بلکہ تاجروں کا صدر ہونا چاہیے۔ پھر بھی سیر نہیں ہوتا۔ بلکہ چاہتا ہے کہ حاکم بن جائے۔ پھر بھی سیر نہیں ہوتا۔ بلکہ بادشاہ بننے کی خواہش کرتا ہے۔ پھر بھی سیر نہیں ہوتا بلکہ شہنشاہ بننے کی خواہش کرتا ہے۔ پھر بھی سیر نہیں ہوتا بلکہ کہتا ہے کہ میں کا دعوی کر بیٹھتا ہے۔ فرعون، نمرود اور شہداد بن جاتا ہے۔

معصوم فرماتے ہیں "منهوما ن لا يشبعان منهوم با لمال و منهوم با لعلم" دو گروہ کبھی سیر نہیں ہوتے ایک مال کو طلب کرنے والا اور طالب علم۔

آدم اور حوا کے بہشت سے نکلنے کی وجہ حرص تھی۔ جب خدا نے ان سے فرمایا (یا آدم اسكن انت و زوجك الجنة و كلا منها رغداً حيث شئتما و لا تقربا هذا الشجرة فتكونا من الظالمين) اے آدم تو اور تیری زوجہ اس جنت میں رہو اور اس سے جو مرضی کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

جب آدم اور حوا کو درخت کے پاس جانے سے منع کیا گیا۔ تو شیطان ان کے پیچھے لگ گیا تاکہ ان کو جنت سے باہر نکالے۔ اس نے بہشت میں داخل ہونے کی کوشش کی فرشتوں نے آگ کے کوڑے لیکر اسے بھگا دیا۔ جب وہ مایوس ہو گیا تو سانپ کے پاس آیا اس سے کہنے لگا تو میرے لیے کچھ کر سکتا ہے۔ اس نے کہا کیا کروں؟ شیطان نے کہا مجھے بہشت میں لے جا۔ سانپ اپنے دانتوں میں چھپا کر بہشت لے گیا۔ اس نے وہاں آدم اور حوا کو فاخرہ لباس پہنے ہوا دیکھا۔ جنت کے جواہرات پہن کر ہر طرف سیر کر رہے ہیں۔ اور جنت کے درخت انہیں آوازیں دیتے ہیں۔ شیطان کے اندر یہ دیکھ کر حسد پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ بہتر یہ ہے کہ آدم اور حوا کے پاس جا کر انہیں ورغلاتا ہوں تاکہ جس درخت

https://www.shiabookspdf.com/

سے انہیں روکا گیا ہے وہ کھائیں اور بہشت سے نکل جائیں۔ پہلے آدم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے آدم مجھے تیرے حال پر افسوس آ رہا ہے۔ آدم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا: یہ مقام اور شان و شوکت خدا نے تجھے دی ہے یہ ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہے۔ جلدی ختم ہو جائے گی۔ اور تم مر جاؤ گے۔ آدم پریشان ہوا اور کہا مجھے کیا کرنا چاہیے کہ میں ہمیشہ جنت میں رہو۔ شیطان نے کہا گھبراؤ نہیں میری نظر میں ایک راستہ ہے۔

(ھل ادلک علی الشجرۃ الخلدو ملک لایبلی) کیا میں تمہیں ایسے درخت کے بارے میں بتاؤں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور کبھی ختم نہ ہوگا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ شیطان نے کہا جس درخت سے تمہیں روکا گیا ہے یہی وہ درخت ہے۔ اس سے کھالو پہلے تو انہوں نے انکار کیا۔ کہ خدا نے کھانے سے ہمیں منع فرمایا ہے۔ اور خدا ہمارے ساتھ خیانت نہیں کر سکتا۔ جو ہمارے لیے بہتر تھا وہ اس نے ہمارے لیے چاہا ہے۔ ہم کیسے خدا کی مخالفت کریں؟ (وقاسمھا انی لکما لمن الناصحین) دونوں کی قسم دی کہ بے شک میں تمہارے لیے خیر خواہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں اس درخت سے کھالو تا کہ ہمیشہ جنت میں رہو اتنا وسوسہ پیدا کیا کہ انہیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا اور وہ درخت کی طرف چلے گئے۔ پہلے حوا نے ہاتھ بڑھایا۔ ایک گچھا توڑا اور کھالیا۔ آدم نے دیکھا حوا نے کھایا ہے اور اسے کچھ نہیں ہوا۔ آگے بڑھے اور لالچ میں دو گچھے توڑ کر کھا لیے۔ اسی دن مردوں کو عورتوں سے دگنا ارث ملنا لگا ہے۔ جب پھل حلق سے نیچے گیا تو اس نے اپنا اثر دکھا اور انہیں بیت الخلاء کی حاجت محسوس ہوئی۔ جس کا بہشت میں کوئی انتظام نہ تھا۔ کیونکہ وہ پاک جگہ ہے۔ پس ادھر ادھر بھاگنے لگے اور پریشان ہو گئے۔ اچانک کیا دیکھا کہ ان کے بہشت لباس اتر گئے ہیں۔

(وطفقا یخصفان علیھا من ورق الجنۃ) اپنے اوپر درخت کے پتے لپٹنے لگے۔ جبرئیل ان کے پاس آیا اور کہا: خداوند عالم فرماتا ہے کیونکہ تم نے نافرمانی کی ہے۔ اس لیے بہشت سے باہر چلے جاؤ۔ (وقلنا اھبطوا بعضکم بعض عدو) ہم نے کہا نیچے

https://www.shiabookspdf.com/

زمین پر چلے جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ (ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حسین) اور تمہارے لیے زمین میں ایک خاص وقت یعنی مرنے کے وقت تک رہنے کی جگہ اور فائدہ ہے۔ اس کے بعد آدم حوا اور سانپ و شیطان کو زمین پر بھیج دیا گیا۔

پس اگر آدم و حوا لالچ نہ کرتے اور اس درخت سے نہ کھاتے تو بہشت اور حیات ابدی سے محروم نہ ہوتے۔

راوی نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا۔ کہ یہ چار یعنی آدم، حوا، سانپ اور شیطان" کس جگہ زمین پر اترے۔ حضرت نے فرمایا: آدم ہندوستان میں حواجدہ میں، سانپ اصفہان میں اور شیطان بصرہ میں۔ اہل بصرہ اسی لیے اتنے برے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اہل بصرہ اور بصرہ کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایا "والعم ان البصرہ مهبط ابلیس و مغرس الفتن " جان لو بصرہ ابلیس کے اترنے اور فتنہ و فساد کی جگہ ہے۔

اتنی جنگیں اور فتنہ و فساد بصرہ ہی میں ہوئے ہیں۔ وہیں سے ان کی ابتداء ہوئی ہے۔ جیسے جنگ جمل و صفین۔ امام حسین علیہ السلام اور معاویہ کی جنگ۔ واقعہ کربلا، تمام آئمہ پر مصیبتیں بصرہ ہی سے آئیں۔ کیونکہ عائشہ نے جنگ جمل شروع کی تھی۔ اگر اہل بصرہ اس کی مدد نہ کرتے تو یہ جنگ نہ ہوتی۔ اسی طرح ان کے ساتھ معاویہ وغیرہ نے جو حشر کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

اخلاق بد: پانچویں: بداخلاق آدمی دنیا اور آخرت میں غصہ کی آگ میں جلے گا۔ قبر میں بھی عذاب ہوگا۔ اگر متقی اور پرہیزگار ہو۔

انوار النعمانیہ اور حق الیقین میں روایت ہے۔ جب سعد معاذ اس دنیا سے گیا اور اس کا جنازہ اٹھایا گیا تو ستر ہزار فرشتے اس کے جنازے کے ساتھ نکلے۔ امالی میں شیخ صدوق کی روایت کے مطابق پیغمبرؐ جوتے اور عبا کے بغیر جنازے میں شریک ہوئے۔ کبھی دائیں طرف سے اور کبھی بائیں سے اٹھاتے تھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

رسول خداؐ نے خود قبر میں داخل ہو کر اسے دفن کیا۔ اور قبر کو بند کیا۔ جب قبر بند ہو گئی تو سعد کی ماں نے کہا "یا سعد هینا لک الجنة" اے سعد تجھے جنت مبارک ہو۔ حضورؐ نے فرمایا: اے سعد کی ماں۔ اس کی بہشت کے بارے میں اتنے یقین سے نہ کہے۔ اس وقت وہ فشار قبر میں گرفتار ہے۔ اصحاب نے عرض کیا: کیا طہارت کا خیال نہیں رکھتا تھا؟ حضرت نے فرمایا: معاذ اللہ بلکہ اہل خانہ کے ساتھ بد اخلاق تھا۔ پس جو آدمی بد اخلاق ہوگا وہ دنیا اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوگا۔

آفتی بنود تر از خلق بد　　خاصه از بخل و تکبر و ز حسد

ترجمہ: برے اخلاق سے بدتر کوئی آفت نہیں ہے۔ خاص طور پر کنجوسی، تکبر اور حسد سے بھی بری چیز ہے۔

حضرت آدم کے پاس جب تین سیاہ صورتیں آئی تھیں تو ایک سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں طمع ولالچ ہوں۔ آدم نے کہا تیرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آنکھ میں ۔ حضرت پدم نے کہا کیا آنکھ حیاء کا ٹھکانہ نہیں ہے؟ اس نے کہا جب میں آجاؤں تو حیاء نکل جاتی ہے۔ اور جب حیاء نہ ہو۔ ایمان بھی چلا جاتا ہے۔ اس لیے معصوم کا فرمان ہے "الحیاء من الایمان) حیاء ایمان کی علامت ہے۔

پس جس میں یہ لالچ ہو اس میں ایمان نہیں ہوتا۔ اس لیے روایات میں طمع ولالچ کی بڑی مذمت ہوئی ہے۔ لالچی شخص ہمیشہ مخلوق کا غلام رہتا ہے اور جو لالچی نہ ہو وہ ہمیشہ کامیاب اور سرفراز ہوتا ہے۔ اور اپنے آپ کو دوسرے کے سامنے خاص طور پر امراء کے سامنے حقیر نہیں بناتا۔ اکثر طور پر بے دینی اس طمع اور لالچ کی وجہ سے ہے جھوٹ۔ جھوٹی گواہی چوری اور دیگر گناہ اسی وجہ سے ہیں۔ لالچ آدمی مانگنے سے بھی نہیں گھبراتا۔ حالانکہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جو شخص گداگری کا دروازہ اپنے لیے کھولتا ہے تو خدا ستر دروازے فقر و غربت کے اس کے لیے کھولتا ہے۔ طمع رکھنے والے شخص کی عقل بھی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ دوسرے لوگ جو بھی کہتے ہیں اسے قبول کر لیتا ہے۔ اگرچہ محال چیز ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ

https://www.shiabookspdf.com/

عقل اسے قبول نہیں کرتی۔

ایک لالچی شکاری اور عقلمند پرندے کی دستان:

مجموعہ ورام اور انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں۔ایک شکاری نے پرندے کا شکار کیا اور اس کولا کر پنجرے میں بند کر دیا۔ پرندے نے شکاری سے پوچھا میرا کیا کرو گے؟ اس نے کہا: ذبح کر کے کھاونگا۔ پرندے نے کہا: میرا کتنا گوشت ہوگا؟ تو اس سے سیر نہ ہوگا۔

مولانا رومی نے کہا:

تو شتر بسیار قربان کرده ای　　تو بسی گاوان و میشان خورده ای

تو یکی مرغ ضیعفی همچومن　　صبد کرده خورد گیر الدر زمن

ترجمہ: تو نے بہت سے اونٹ قربان کیئے ہیں۔ بہت سی گائے اور بھینسیں کھا چکا ہے۔ تو نے مجھ جیسے ضعیف و کمزور پرندے کو پکڑ کر کھا لیا ہے۔ مجھے چھوڑ اور مجھ سے چند نصیحتیں حاصل کرو۔

پرندے نے کہا: تو میرے کھانے سے سیر تھوڑا ہوگا۔ مجھے چھوڑ دے میں تمہیں تین نصیحتیں کرتا ہوں۔ایک تیرے ہاتھ پر دوسری درخت پر اور تیسری اور وقت جب میں جاونگا۔شکاری نے کہا پہلی نصیحت کرو۔ پرندے نے کہا جو گزر گیا ہے اس کا غم نہ کرو۔ پھر وہ پرندے اڑ کر درخت پر بیٹھ گیا اور کہنے دوسری نصیحت یہ ہے کہ محال اور ناممکن چیز کا خیال ذہن سے نکال دے۔ پھر کہنے لگا میرے پیٹ میں دو دانے جوہر کے ت تھے جن کا بیس مثقال وزن تھا۔اگر تو مجھے ذبح کرتا تو نکال لیتا لیکن اب تو میں جا رہا ہوں۔

مولانا رومی کہتے ہیں۔

آنچنان که وقت زادن حامله　　ناله دارد خواجه دغلغله

ترجمہ: جس طرح بچہ جننے والی عورت شور مچاتی ہے اور روتی ہے اس طرح وہ شکاری شور مچانے لگا۔

پس وہ مرد شکاری افسوس کرنے لگا اور اپنے لب کاٹنے لگا۔ پرندے نے کہا:

https://www.shiabookspdf.com/

اے احمق۔ میری پہلی نصیحت پر عمل کر اور میرے ہاتھ نہ آنے پر غصہ نہ کر۔ میری دوسری نصیحت یہ تھی کہ محال چیز کا خیال دل میں نہ رکھ تو ذرسوچ میرا نیا وزن ایک مثقال کے برابر ہے۔ تو کس طرح اس میں بیس مثقال کا پتھر ہو سکتا ہے؟ شکاری پرندے کی بات سن کر بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا۔ تیسری نصیحت کرو۔ اس نے کہا تو نے پہلی دو پر عمل کیا نہیں اب تیسری کا کہہ رہا ہے۔ پھر وہ اڑ کر چلا گیا۔ اس حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ لالچی شخص پر کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی۔

جیسے قول مشور ہے۔ "حب الشی یعمی و یصم" انسان جس چیز سے محبت کرتا ہے۔ اس کی آفتوں سے اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے۔ جیسے یزید بن معاویہ امام علیہ السلام کی خلافت کو لینے میں اتنا اندھا ہو گیا کہ امام کو شہید کر دیا۔ یہ سب کچھ اسے خلافت کی لالچ نے کروایا۔

یثرب بہ یاد رفت بہ تعمیر ملک شام بطحا خراب شد بہ تمنای ملک دی

ترجمہ: شام کو آباد کرنے کی لالچ میں مدینہ برباد ہو گیا۔ ملک دی کی خواہش نے مکہ کو تباہ کر دیا۔

عمر سعد بھی ری کی حکومت اور طبرستان کی ریاست حاصل کرنے کے لیے امام علیہ السلام کے مقابلے میں جنگ کرنے آگیا۔ اور اس پر امام علیہ السلام کی اصمت کا کوئی اثر نہ ہوا۔

پس جو شخص طمع اور لالچ کا مریض ہوتا ہے وہ دن رات لوگوں کی غلامی کرتا ہے اور حکمرانوں کی نوکری کرتا ہے بلکہ برے کام کرنے کے لیے ان سے رقم وصول کرتا ہے۔

ایک شخص نے دو آدمیوں کو دیکھا جو گزر رہے تھے۔ دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک روٹی تھی۔ ایک کی روٹی پر تھوڑا سا شہد لگا ہوا تھا۔ دوسرے نے اس سے مانگا تو کہنے لگا۔ میرا کتا بن جاؤ اور لے لو۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ بن جاتا ہوں اس نے ایک رسی اس شخص کے منہ میں دی وہ آگے آگے اور دوسرا پیچھے پیچھے ایسے بھاگ رہا تھا جیسے کتا ہو اور کتے کی

https://www.shiabookspdf.com/

طرح آواز بھی نکال رہا تھا۔ پس اگر یہ آدمی اپنی روٹی کو کافی سمجھتا اور لالچ میں نہ پڑتا تو کتا بننے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جو شخص لالچی ہوتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں ہمیشہ ذلیل خوار ہوتا ہے۔ ایسا آدمی لوگوں سے مال حاصل کرنے کے لیے لوگوں پر خدا سے زیادہ اعتماد کرتا ہے۔ تا کہ ان سے مال حاصل کر سکے۔ اگر خدا پر اعتماد ہوتا تو دوسرے سے طمع نہ رکھتا۔

ایک درویش کسی سخی کے گھر گیا:

ایک تنگ درویش ایک سخی شخص کے گھر کے دروازے پر گیا اور کہنے لگا۔ میں نے سنا ہے تو نے منت مانی ہے کہ خدا کی راہ میں درویشوں اور فقیروں کو مال دے گا۔ میں بھی ایک فقیر ہوں۔ اس شخص نے کہا میں نے اندھوں کو دینے کی نذر کی ہے۔ لیکن تو اندھا نہیں ہے۔ اس درویش نے کہا کہ اے سخی حقیقی اندھا تو میں ہوں جو کریم خدا کے دروازے کو چھوڑ کر تیرے دروازے پر آ گیا ہے یہ کہہ کر چلا گیا۔ وہ شخص درویش کی بات سن کر بڑا متاثر ہوا۔ اسے کے پیچھے گیا تا کہ اسے مال دے لیکن اس نے قبول نہ کیا۔

گر گدایی کنی از درگه آن کن باری　　که گدایان درش را سر سلطانی نیست

ترجمہ: اگر مانگنا ہی چاہتے ہو تو اس خداوند کریم سے مانگو۔ کیونکہ اس کے دروازے نے گدا اگر کبھی بادشاہ نہیں بن سکتے۔

صفت حسد:

اس کے بعد حضرت آدم نے تیسری سیاہ صورت کی طرف دیکھا اور کہا "من انت" تو کون ہے؟ اس نے کہا "انا الحسد" میں حسد ہوں۔ آدم نے کہا تیرا مقام کہاں ہے؟ اس نے کہا دل میں۔ حضرت آدم نے کہا وہ تو رحم و شفقت کی جگہ ہے؟ اس نے کہا جب میں آ جاتا ہوں تو وہ چلا جاتا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس میں تکبر ہو اس کے پاس عقل نہیں ہوتی۔ جس میں طمع ہو اس کے پاس حیا نہیں ہوتا۔ جو حسد رکھتا ہو وہ رحم نہیں رکھتا۔

https://www.shiabookspdf.com/

از حسد بگریز ای جان عزیز   خاک بر فرق حسد همواره ریز

ترجمہ: اے میری پیاری جان حسد سے بچو۔ اور ہمیشہ حسد کے سر پر مٹی ڈالو۔ اسی طرح جس کے اندر بری صفات پیدا ہو جاتیں تو اچھی صفات نکل جاتی ہے۔ جو کنجوس ہو وہ سخی نہیں ہوتا۔ جو بداخلاق ہو وہ حسن خلق سے خالی ہوگا۔ غبطہ (رشک)

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حسد اور چیز ہے اور غبطہ یعنی رشک اور چیز۔

حاسد شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے کے پاس کچھ نہ رہے۔ سب کچھ میرے پاس آجائے۔ لیکن رشک ایسے نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کربلا اور مشہد جاتا ہے۔ مسجد بناتا ہے مجلس پڑھواتا ہے۔ تو دوسرے کے دل میں رشک پیدا ہوتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی یہ سب کچھ کرتا۔ خدا سے تمنا کرتا ہے کہ مجھے بھی مال دے اور میں بھی یہ اچھے کام کروں۔ اس تمنا ہی کی وجہ سے خدا ان تمام اعمال کا ثواب اسے عطا کرتا ہے۔

وہ چیزیں جو دل کے سخت ہونے کا سبب بنتی ہیں:

پس ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ جب ہمارے دل میں حسد آجاتا ہے تو رحم نکل جاتا ہے۔ جب رحم نکل جائے تو دل سخت ہو جاتا ہے جب دل سخت ہو جائے تو اس میں قساوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور انسان کا دل اس کے تمام بدن کے اعضا پر اثر کرتا ہے۔ کیونکہ دل بدن میں بادشاہ کی مانند ہے۔ جب دل مریض ہو گیا یعنی سخت ہو گیا تو بدن کے دوسرے اعضا خود بخود مریض ہو جاتے ہیں۔ یعنی جب دل میں گناہ پیدا ہو گیا تو دوسرے اعضاء بھی گناہ کرنے لگیں گے۔ آنکھ نامحرم کو دیکھے گی کان گانے اور موسیقی سنیں گے۔ ہاتھ چوری اور خیانت کریں گے۔ زبان جھوٹ بولے گی۔ گالی دے گی۔ غیبت کرے گی۔ تمام اعضاء گناہ کرنے میں مشغول ہو جائیں گے۔

پس پہلے دل کو صحیح کرنا چاہیے کیونکہ اگر کوئی دل کی قساوت لیکر مر گیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے (فویل للقاسیة قلوبهم) ہلاکت ہے دلوں میں

https://www.shiabookspdf.com/

قساوت رکھنے والوں کے لیے۔ اسی وجہ سے قسی القلب شخص کافر مرتا ہے۔ جیسے اثنی عشریہ میں روایت ہے رسول خداؐ نے فرمایا "یا علی خمسة تقسی القلب فاذا قسی القلب کفر الانسان" یا علی پانچ چیزیں دل کو سخت کرتی ہیں۔ جب دل سخت ہو جاتا ہے تو انسان کافر ہو جاتا ہے۔ ایک چیز گناہ پر گناہ کرنا۔ دوسری پیٹ بھرا ہوا اور کھانا کھایا جائے۔ تیسری چیز دوسروں پر ظلم کرنا۔ چوتھی نماز کو اول وقت سے آخری وقت تک تاخیر کرنا۔ پانچویں بائیں ہاتھ سے کھانا پینا۔

ایک اور چیز جو دل کو سخت کرتی ہے۔ لمبی لمبی امید باندھنا ہیں۔ جیسے خدا فرماتا ہے (ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیهم الا مد فقست قلوبهم) یعنی یھود اور نصاریٰ کی طرح بنیں کہ ابتداء میں بڑے عبادت گزار ہوتے ہیں۔ لیکن جیسے جیسے ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں تو اس لمبی ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں تو انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور آخرت کو بھول جاتا ہے۔ ایک اور چیز جو دل میں قساوت پیدا کرتی ہے۔ وہ زیادہ سونا اور کھانا ہے۔ جیسے مصابح الشریعۃ میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ زیادہ کھانے اور پینے سے زیادہ نیند آتی ہے۔ زیادہ کھانا پینا۔ نفس کو خدا کی اطاعت سے دور رکھتا ہے۔ اور دل میں سے خوف اور سوچنے کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ پس انسان دیکھے اگر اس کا دل سخت نہ ہو تو خدا کا شکر ادا کرے اور اگر یہ مرض دل میں ہو تو اس کا جلدی علاج کرے۔

دل کے سخت ہونے کی علامت:

ایک یہ ہے کہ جس شخص کا دل سخت ہوتا ہے اس کی آنکھوں میں سے آنسو نہیں نکلتے۔ اور ایسے لوگ بڑی بڑی نعمتوں سے محروم ہوتے ہیں۔ مولانا رومی کہتا ہے۔

طفل یک روزہ همی داند طریق　　که بگریم تا رسد دایه شفیق

تو نمی دانی که دای دایگان　　کی دهدبی گریه شیرت رابگان

گفت فلیبکوا کثیرا گوشدار　　تابریزد شیر فضل کردگار

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: یہ تو بچے کو بھی معلوم ہے کہ اگر روئے گا تو اس کی دایہ اسے اٹھائے گی۔ یہ تو تجھے بھی معلوم ہے دایہ بھی بلاوجہ کسی بچے کو دودھ دیتی ہے۔

خدا کا فرمان ہے کہ گریہ زیادہ کیا کرو۔ اس پر عمل کرو تا کہ خدا کا فضل وکرم جاری ہو۔

رسول خدا ابوذر کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یا ابا ذر من استطاع ان تبکی فلیبک و من لم یستطع فلیشعر قلبه الحزن و یستباک ان القلب القاسی بعید من الله تعالی" اے ابوذر جو روسکتا ہے اسے رونا چاہیے اور جو نہ روسکتا ہو اسے چاہیے رونے کی شکل بنائے۔ بے شک سخت دل والا انسان خدا سے دور ہوتا ہے۔

چون گواهرحم اشک دیده ها است　　دیده تو بی نم و گریه چرا است

ترجمہ: جب رحم کی گواہی دینے والا آنکھ کا آنسو ہے تو پھر تیری آنکھ میں آنسو اور گریہ کیوں نہیں ہے۔

امام علیہ السلام اس آنکھ سے پناہ مانگتے ہیں جس میں آنسو نہ ہوں۔ ایک اور چیز جو دل کے سخت ہونے کی علامت ہے۔ خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری نہ کرنا ہے۔ جیسے خدا سورہ انعام میں فرماتا ہے (فلولا اذا جائهم باسنا تضرعوا و لکن قست قلوبهم وزین لهم الشیطان ما کانوا یعملون) پس جب ان تک ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے ہمارے دربار میں گریہ وزاری کیوں نہ کی۔ اگر کرتے تو عذاب دور ہو جاتا۔ لیکن ان کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے دل سخت ہو گئے ہیں۔

زورا بگذار زاری بگیر　　رحم سوی زاری ای فقیر

کام تو موقف زاری دل است　　بی تضرع کام یا بی مشگل است

ترجمہ: زور اور طاقت کو رہنے دو اور گریہ وزاری کرو کیونکہ اے فقیر خدا کا رحم گریہ وزاری کرنے والے کی طرف آتا ہے۔

تیرا ہر کام گریہ وزاری پر موقوف ہے گریہ وزار کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔ بلکہ

https://www.shiabookspdf.com/

خدا جو اپنے مومن بندوں کو بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے۔اس کی وجہ بھی یہی ہے تا کہ وہ خدا کے دربار میں گریہ وزاری کریں۔

نالہ مومن همی داریم دوست گو تضرع کن که این اعزاز او است

ترجمہ: جو مومن بندہ گریہ وزاری رکھتا ہے یہ اس کے لیے خدا کی طرف سے ایک انعام واعزاز ہے۔اسے چاہیے کہ وہ گریہ کرے۔

دل کے سخت ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ وعظ ونصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

سیه دل چه سود خواندن وعظ نرود میخ آهنین بر سنگ

ترجمہ: سیاہ دل پر وعظ ونصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔کبھی پتھر میں بھی میخ گئی ہے۔

اگر دل سخت ہو جائے تو اس پر نواسہ رسول کی وعظ ونصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

حضرت ابوالفضل کی شہادت:

حضرت عباس علمدار نے عمر سعد کی فوج کو بڑی نصیحت کی لیکن جب ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو اپنے بھائی سید الشہداء علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا" یا اخی هل من رخصة" بھائی کیا مجھے میدان کی طرف جانے کی اجازت ہے۔تا کہ ان سے اپنے بھائیوں کے خون کا انتقام لوں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے بھائی تو میرے لشکر کا علمدار ہے اگر تو چلا گیا تو میرا لشکر کیا کرے گا۔حضرت عباس نے عرض کیا۔آقا میں اب جینا نہیں چاہتا۔

چند دور از طاہران گلشنم گر دهی رخصت قفس را بشکنم

موسم قربان شدن تاخیر شد صبر نتوانم بردار دبر شد

موسم فیض شهادت یا من است بر ان گوی سعادت یا من است

ترجمہ: میں اپنے گلشن کے پرندوں سے کتنا دور ہوں اگر مجھے اجازت دیں تو میں پنجرے کو توڑ کر چلا جاؤں۔

قربان ہونے کے موسم کو دیر ہو چکی ہے میں صبر نہیں کر سکتا بڑی دیر ہو چکی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

شہادت کا فیض حاصل کرنے کا موسم میرے ساتھ ہے گویا کہ سعادت حاصل کرنے میرا مقدر ہے۔

حضرت نے فرمایا: اے بھائی تم جا کر بچوں کے لیے پانی لے آؤ۔ عباس گھوڑے پر سوار ہوئے۔ نیزہ اٹھایا کندھے میں مشک ڈال کر میدان کی طرف آئے۔ دیکھا چار ہزار آدمی دریائے فرات کے کنارے متعین تھے۔ حملہ کیا اور سب کو بھگا دیا اور خود دریا میں داخل کر دیا۔ ہاتھ میں پانی لیا تا کہ پئیں۔

آمدبہ یادش از لب خشک برادرش — شد غیرت فرات دو چشمہ زخون ترش
گفتار نخوردہ آب گلستان حیدری — داری تو میل آب کی شد برادری

ترجمہ: بھائی کے خشک لبوں کی یاد آئی تو حضرت کی غیرت کو بھی رونا آ گیا۔ عباس نے کہا حیدری گلستان نے پانی نہیں پیا۔ تو پانی پینا چاہتا ہے بھائی چارہ کہاں گیا۔

عباس علمدار نے پانی نیچے پھینک دیا۔ مشک پانی سے بھری۔ دریا سے باہر آئے اور خیموں کی طرف چل پڑے۔

بہ دریا یا نہاد و خشک لب بیرون شد — مروت بین جوانمردی نگر غیرت تماشا کن

ترجمہ: دریا میں پاؤں رکھا اور پانی پیئے بغیر باہر نکل آئے۔ یہ تھی عباس کی مروت اور غیرت۔

عمر سعد نے لشکر کو آواز دی۔ اگر ان دو بھائیوں نے پانی پی لیا تو تم میں سے ایک آدمی بھی باقی نہ رہے گا۔ انہوں نے کہا کیا کریں؟ عمر سعد نے کہا: "ارشقوا القربة بالنبل" سب مل کر عباس پر تیر بارانی کرو۔ ابومخنف کہتا ہے۔ عباس پر اتنے تیر لگے کہ سارا بدن تیروں سے بھر گیا۔

در اندیشہ آن سید محشرم — کہ آبی رساندبہ اہل حرم
نظر بہ یمین و یسار سیاہ — دش گرم نظارہ خیمگاہ
گرفتندس از چار سو درمیان — سپاہ مخالف بہ تیر و سنان

https://www.shiabookspdf.com/

یکی نیزہ می زدبہ پھولی او　　یکی نیش خنجربہ بازوی او

ترجمہ: یہ محترم سید اس فکر میں تھا کہ پانی اہل حرم تک پہنچا دے اپنے دائیں بائیں لشکر کو دیکھ رہا ہے اور دل کی گرم نگاہ خیموں کی طرف ہے۔ اتنے میں چاروں طرف سے ان کو لشکر نےگھیر لیا جو تیر اور نیزے اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے۔ کسی نے ان کے پہلو میں نیزہ مارا اور کسی نے خنجر کے ساتھ ان کے بازو پر وار کیا۔ عباس شیر کی طرح جنگ کر رہے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ فوج نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے تو حضرت مشک کو بچانے کے لیے کھجوروں کے درختوں کی طرف چلے گئے۔

تاکہ پانی محفوظ ہو جائے اور خیموں تک چلا جائے۔ ایک ظالم کھجور کے ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا جب حضرت عباس اس درخت کے قریب سے گزرنے لگے تو ان کے دائیں ہاتھ پر وار کیا حضرت کا دایا بازو کٹ گیا۔ آپ نے تلوار کو بائیں ہاتھ میں لیا اور فرمایا۔

واللہ قطعتمو ایمنی　　انی احامی ابد عن دینی

و عن امام صادق الیقین　　سبط النبی الطاہر الامن

ترجمہ: انہوں نے خدا کی قسم میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا ہے۔ لیکن میں پھر بھی اپنے دین اور اپنے سچے امام طاہر الامین نبی کے نواسے کی مدد کرتا ہونگا۔

افتاد دست راست خدایا زپیکرم　　بردامن حسین رسان دست دیگرم

دست چپم بہ جاست اگر نیست و سلوات　　امام ہزار حیف کہ یک دست بی صدا است

ترجمہ: اے خدا میرا دایاں ہاتھ میرے بدن سے جدا ہو گیا ہے۔ میرا دوسرا ہاتھ میرے حسین تک پہنچا دے۔

اگر میرا دایاں ہاتھ نہیں ہے تو بایاں تو موجود ہے لیکن ہزار افسوس کہ ایک ہاتھ بے آواز ہے۔ یعنی ناکافی ہے۔

پھر عباس جنگ کرنے لگے ایک اور ظالم نے کھجور کے درخت کے پیچھے چھپ

https://www.shiabookspdf.com/

کروار کیا اور بایاں ہاتھ کاٹ دیا۔ عباس نے مشک دانتوں میں لی اور خیموں کی طرف چل پڑے۔

یا رب سببی کہ رہ بہ جانان ببرم　　این مشک پر آب نزد طفلان ببرم

من مورم و مشک آب من ران مسلخ　　ران ملخی نزد سلیمان ببرم

ترجمہ: اے پروردگار کوئی ایسا سبب پیدا فرما کہ پیاروں تک چلا جاؤں۔ اور یہ مشک پانی سے بھری ہوئی بچوں تک لے جاؤں۔

میں چیونٹی ہوں اور یہ مشک ٹڈی کا ران مجھے مہلت دے کہ یہ ٹڈی کا ران میں سلیمان وقت تک پہنچا دوں۔

عباس مشک کو دانتوں میں لے کر خیموں کی طرف جا رہے تھے کہ ایک نیز آ کر مشک کو لگا۔ مشک کا پانی زمین پر بہہ گیا۔ عباس کی امید نا امیدی میں تبدیل ہو گئی۔ اے پوردگار کسی کی امید و نا امیدی میں نہ بدلنا۔ اب نہ تو ہاتھ ہیں کہ جنگ کر سکے اور نہ ہی پانی ہے کے خیموں کی طرف لے جائے۔ اکابوں سے پاؤں نکال لے۔ ایک ظالم سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ عباس تیری بہادری کہاں ہے؟ حضرت عباس نے فرمایا: اب آیا ہے جب میرے ہاتھ نہیں ہیں۔ اس وقت آتا جب میں ہاتھ تھے تب بتا تا کہ بہادر کون ہے۔ اس ظالم نے آواز دی اے عباس اگر تیرے ہاتھ نہیں ہیں میرے تو ہیں۔ پس ایسا گرز سر مبارک پر مارا کہ زین سے زمین پر آ گئے اور آواز دی "یــا اخــاہ ادرک اخــاک" اے بھائی اپنے بھائی کی مدد کرو۔ امام جلدی سے بھائی کی لاش کے پاس آئے۔ جب بھائی کو دیکھا کہ سر پھٹا ہوا ہے۔ اور ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ ایک چیخ ماری اور کہا "و اخاہ و اعبا ساہ الان انکسر ظھری و قلت حیلتی" اے میرے عباس بھائی میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور حیلہ ختم ہو گیا ہے۔

نہ دست در بدن و نہ بہ تن زمن داری　　نجواب جان بردار نجواب حق داری

ترجمہ: نہ جسم کے ساتھ ہاتھ ہیں اور نہ ہی بدن میں جان۔ میرے پیارے بھائی

https://www.shiabookspdf.com/

تو حق رکھتا ہے۔ سو جا بس اب سو جا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: عباس بھیا کوئی وصیت ہے؟ عباس نے عرض کی۔ میری وصیت یہ ہے کہ میری لاش کو خیمے نہ لیجانا۔ امام نے فرمایا: کیوں کہنے لگے۔ آقا مجھے سکینہ آپ کی بیٹی سے شرم آتی ہے۔ کیونکہ میں اس سے پانی کا وعدہ کر کے آیا تھا۔ حضرت اٹھے اور خیموں کی طرف چل پڑے۔ جب خیموں میں پہنچے تو سکینہ نے کہا۔ بابا جان میرے چچا عباس کی خبر ہے؟ امام نے فرمایا: میری بیٹی تیرے چچا کو قتل کر دیا گیا ہے۔

زکوشش ھای عباس و سکینہ معلومم شد   کہ قدر آب رالعل لب خشکیدہ می داند

ترجمہ: عباس اور سکینہ کی کوششوں سے مجھے پتہ چلا کہ پانی کی قدر و قیمت کا علم خشک لبوں کی سرخی کو ہے۔

الالعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۴

گفت پیغمبر کہ دائم بھر پند ‏ دو فرشتہ خوش منادی می کند
کای خدایا منفقان را سیر دار ‏ ھر در مشان راعوض دہ صدھزار
ای خدایا ممسکان رادرجھان ‏ تو مدہ الا زیان اندر زیان
ای بسا امساک کز انفاق بہ ‏ مال حق راجز بہ امر حق مدہ
تاعوض یابی تو گنج بی کران ‏ تا بنباشی از عداد کافران

ترجمہ: پیغمبر نے فرمایا: دو فرشتے نصیحت کرنے کی خاطر ہمیشہ ایک صدا دیتے ہیں کہ اے خدا جو تیرے راستے میں خرچ کرتے ہیں انہیں سیر کردے اور ایک درہم کے بدلے انہیں ایک لاکھ درہم عطا فرما۔

اے خدا جو مال کو تیری راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں سوائے خسارے کے اور کچھ نہ دے۔ کبھی مال کو خرچ نہ کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ مال حق کو حق کے حکم کے بغیر خرچ مت کرو۔ تا کہ تجھے بے بہا بدلہ ملے اور کافروں کی صفت میں داخل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کریم میں فرماتا ہے (قدا فلح من زکیھا و قد خاب من دسیھا) تمام علماء امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر مکلف انسان پر تین علوم کا حاصل کرنا واجب ولازم ہے۔

پہلا: اصول دین کا علم۔ دوسرا: فروغ دین کا علم۔ تیسرا: اخلاقیات کا علم۔ یعنی اچھے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کرنا اور بری صفات کو خود سے دور رکھنا۔

سخاوت: اچھی صفات میں سے ایک صفت سخاوت ہے۔ خدا تعالیٰ اس صفت کو پسند کرتا ہے اور سخی شخص کو جہنم کی آگ میں نہیں ڈالتا۔ رسول خداؐ کا فرمان ہے "کافر اسخی ارحی الی الجن من مومن شحیح" سخی کافر کے جنت میں جانے کی کنجوس

https://www.shiabookspdf.com/

مومن سے بھی زیادہ امید ہے۔

جامع الاخبار میں روایت ہے رسول اکرمؐ نے فرمایا "الجنة دار الاسخياء" جنت سخی لوگوں کا گھر ہے۔ ایک اور حدیث ہے کہ سخی آدمی خدا بہشت اور لوگوں کے زیادہ نزدیک ہے۔

کبھی سخاوت کی وجہ سے انسان قتل ہونے سے بچ جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا تھا کہ سامری کو قتل نہ کرو کیونکہ وہ سخی تھا۔

خصال شیخ صدوق اور اثنی عشریہ میں ہے کہ چند قیدی پیغمبر کی خدمت میں لائے گئے۔ حضرت نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور ایک کو رہا کر دیا۔ اس رہائی پانے والے قیدی نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے۔ اس میں پانچ صفات ایسی ہیں جن کو خدا پسند کرتا ہے۔ پہلی اپنے اہل و عیال کے متعلق بڑی غیرت رکھتے ہو۔ دوسری حسن خلق رکھتے ہو۔ تیسری سچ بولتے ہو۔ چوتھی شجاعت رکھتے ہو۔ پانچویں تو ایک سخی آدمی ہے۔ اس لیے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تجھے قتل نہ کرو۔ وہ شخص یہ سن کر مسلمان ہو گیا اور کسی ایک جنگ میں سید کائنات کا ہمراہ شہادت کے درجے پر فائز ہوا۔

تین آدمیوں کا رسول خدا کو قتل کرنے کے لیے آنا حضرت امیر نے ان تینوں کو قتل کر دیا:

امالی مدینة المعاجز معالم اور اثنی عشریہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن پیغمبرؐ نے صبح کی نماز مسجد میں پڑھی پھر اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تم میں سے کوئی ہے جو ان تین آدمیوں کو قتل کرنے کے لیے جائے جو مجھے قتل کرنے کے لیے آ رہے ہیں؟ تمام لوگ چپ ہو گئے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرت نے فرمایا: میرے خیال میں علی ابن ابی طالب تمہارے درمیان موجود نہیں ہے۔ عامر بن قتادہ

https://www.shiabookspdf.com/

اٹھا اور عرض کیا یا حضرت انہیں کل رات سے بخار ہے وہ جماعت میں بھی حاضر نہیں ہوئے ۔آپ اجازت فرمائیں تو میں جا کر انہیں اطلاع کرتا ہوں؟ اجازت لیکر گیا اور امیر المومنین کو اطلاع دی اور انہیں حضور کی خدمت مسرت میں لے آیا۔ امیر المومنین نے عرض کیا: یا رسول اللہ کس لیے مجھے یاد فرمایا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ تین آدمی مجھے قتل کرنے کے لیے آرہے ہیں۔ عرض کیا میں جاتا ہوں اور انہیں روکتا ہوں۔ نبی اکرمؐ نے اپنا عمامہ ان کے سر پر باندھا۔ اپنی تلوار انہیں دیا اور اپنے گھوڑے پر سوار کیا۔ امیر المومنین ان تین آدمیوں کی تلاش میں نکل پڑے۔ تین دن تک ان کے متعلق کوئی اطلاع نہ آئی۔ جبرئیل نے بھی کوئی اطلاع نہ دی۔ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے حسینؑ کو اٹھایا اور پیغمبر کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ مجھے گمان ہے کہ یہ میرے دو بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ رسول خداؐ نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا: تم لوگوں میں سے کون ہے جو علیؑ کے بارے میں کوئی خبر لائے اس میں بہشت کی خوشخبری دیتا ہوں۔ لوگ حضرت امیر المومنین کو تلاش کرنے کے لیے ادھر ادھر نکل پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد عامر بن قتادہ آیا اور شاہ ولایت کے آنے کی خبر دی۔ حضرت امیر علیہ السلام تشریف لائے۔ ان کے پاس دو قیدی۔ ایک سر تین گھوڑے اور تین اونٹ تھے۔ جبرئیل نے آکر تمام واقعات کی حضور کو اطلاع دی۔ حضرت نے فرمایا: یا علی واقعات بیان کرو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میں صحرا کی طرف گیا تو دیکھا یہ تین آدمی اپنے اونٹوں پر سوار ہیں اور آرہے ہیں۔ "فنا دونی من انت فقلت انا علی ابن ابی طالب ابن عم رسول اللہ" انہوں نے مجھے آواز دی کہ تم کون ہو میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچازاد بھائی علی ابی طالب ہوں۔ انہوں نے کہا ہمارے لیے کوئی فرق نہیں ہے۔ کہ ہم تجھے قتل کریں یا محمد کو۔ پس جس شخص کا سر میرے ہاتھ میں ہے اس نے حملہ کر دیا اور دوسرے پر ہم نے کئی وار کیے آخر کار میں نے وار کر کے اسے قتل کر دیا اور سر میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کے دوسرے دو ساتھیوں نے جب اسے قتل ہوئے دیکھا تو کہنے لگے۔ یہ شخص ہزار سوار آدمیوں کا مقابلہ

https://www.shiabookspdf.com/

کرتا تھا۔ ہمیں قتل نہ کرو۔ ہم نے سنا ہے کہ محمد بڑے رؤف و رحیم ہیں ہمیں زندہ ان کے پاس لے چلو۔ میں انہیں لے آیا ہوں۔

حضورؐ نے ان میں سے ایک کو طلب کر کے فرمایا "قل لا الہ الا اللہ و اشھد بانی رسول اللہ" اس نے کہا: اس کلمہ کے پڑھنے سے کوہ ابوقیس کو میرے لیے اٹھانا زیادہ آسان ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: اسے قتل کردو اور دوسرے کو لاؤ۔ اسے لایا گیا حضرت نے فرمایا کہ کلمہ پڑھو۔ اس نے انکار کیا اور کہا میں بھی نہ پڑھوں گا۔ مجھے بھی اپنے دوست کے پاس بھیج دو۔ حضورؐ نے فرمایا: یا علی اسے بھی لیجا کر قتل کردو۔ حضرت امیر المومنین اٹھے تلوار نکالی تا کہ اسے قتل کریں۔ تو جبرئیل نازل ہوا۔ یا رسول اللہ خدا آپ کو سلام بھیج رہا ہے اور فرماتا ہے "لا تقتلہ فانہ حسن الخلق و سخی قومہ" اسے قتل نہ کرو۔ کیونکہ یہ اچھے اخلاق کا مالک ہے۔ اور قوم کا سخی آدمی ہے۔ اس مرد نے جب یہ بات سنی تو تلوار کے نیچے سے آواز دی یا رسول اللہ خدا کی طرف سے فرشتے نے یہ خبر دی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کیا ہاں خدا کی قسم جب میں کسی کو محتاج دیکھتا تھا۔ تو اسے دے دیتا تھا "وانا اشھدان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ" "فقال رسول اللہ ھذا من جرہ حسن خلقہ و سخائہ الی جنات النعیم"۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جیسے اس کے اچھے اخلاق اور سخاوت نے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ پس پتہ چلا کہ سخاوت کی صفت ایک بڑی اچھی صفت ہے۔ حضرت امیرؑ کا فرمان ہے "من جاد ساد" جس نے سخاوت کی وہ سردار ہو گیا۔

فریدون فرخ فرشتہ نبود زمشک و زعنبر سرشتہ نبود
بدادو دھش یافت آن نیکوبی تو دادو دھش کن فریدون توبی

فریدون بادشاہ کوئی فرشتے کا بچہ نہ تھا اور نہ ہی مشک و عنبر سے بنا تھا۔

بلکہ اس میں سخاوت کا انصاف جیسی اچھی صفات پائی جاتی تھیں تو بھی یہ صفات پیدا کرے تو بھی فریدون بن جائے گا۔

سخی آدمی خالق اور مخلوق کے نزدیک محبوب تر ہوتا ہے۔ اور آخرت میں بھی

https://www.shiabookspdf.com/

کامیاب۔

تو بنا خلق نیکی کن ای نیک بخت   کہ فردا نگیرد خدا بہ تو سخت

ترجمہ: اے نیک بخت مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو تا کہ کل خدا تجھ پر سختی نہ کرے۔

یہ ایک اچھی صفت ہے اور سخی شخص کو خدا پسند کرتا ہے۔ اس لیے تمام انبیاء اور خاص طور پر ہمارے نبی اکرمؐ کے پاس جو بھی آکر کوئی چیز مانگتا تھا۔ اسے عطا کرتے تھے۔

پیغمبرؐ نے اپنا قمیص سائل کو دے دیا:

تفسیر صافی میں ہے کہ ایک بوڑھی عورت نے اپنے بیٹے کو رسول خداؐ کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان سے کوئی چیز مانگے اور کہا اگر فرمائیں کچھ نہیں ہے تو کہنا اپنا قمیص ہی دے دو۔ وہ آدمی آیا اور سوال کیا۔ حضرت کے پاس دینے کو کوئی چیز نہ تھی۔ جواسے دیتے اس نے عرض کیا اپنا قمیص ہی دے دیں۔ حضرت اپنے گھر گئے اور قمیص اتار کر اس کے لیے بھیج دیا۔ کوئی اور لباس نہ تھا جو پہن کر مسجد تشریف لاتے۔ گھر بیٹھ گئے۔ اتنے میں جبرئیل نازل ہوا۔ اور یہ آیت لیکر آیا "ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد محسوا" نہ ہاتھ باندھ کر رکھ کہ کسی کو کوئی چیز نہ دے اور نہ ہی اتنا دے کہ تیرے پاس کوئی چیز نہ رہے اور پھر پریشان حالت میں بیٹھ جائے۔ پیغمبر اسلامؐ کے بعد ہمارے آئمہ علیہم السلام سب سے زیادہ سخی تھے۔

سخاوت کے درجات:

سخاوت کے تین درجات ہیں۔ ایک واجب حقوق کا ادا کرنا۔ یعنی خمس، زکوۃ، حج اور دیگر واجبات کو ادا کرنا۔

دوسرا: یہ کہ اپنی ضرورت سے زیادہ فقرا اور مساکین میں تقسیم کر دے اور یہ بھی ایک اچھی صفت ہے اور جس میں یہ صفت پائی جاتی ہو وہ جنت میں جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک سیدزادی اور مجوسی کا قصہ شہر بلخ میں سردی کا موسم تھا:

علامہ مجلسی بحار الانوار میں ابن جوزی تذکرہ میں اسی طرح اثنیٰ عشریہ اور کلمہ طیبہ میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ سابق زمانے میں شہر بلخ میں ایک سید رہتا تھا۔ جس کی ایک بیوی اور بیٹیاں تھیں ۔ جب وہ مرد فوت ہوگیا تو وہ خاتون اپنی بچیوں کو ساتھ لیکر سمرقند کی طرف چلی گئی جب سمرقند داخل ہوئی تو سردی کا موسم تھا۔ مسجد میں چلی گئیں۔ بچیوں کو وہاں بٹھایا اور کھانے وغیرہ کی چیزیں تلاش کرنے نکل گئی۔ اس نے دیکھا لوگ ایک مرد کے ارد گرد جمع ہیں۔ خاتون نے پوچھا یہ کون ہے۔ جواب ملا یہ اس شہر کا ایک بڑا آدمی ہے۔ اس کے پاس گئی اور اپنا حال بیان کیا۔ اس مرد نے کہا کوئی گواہ لیکر آؤ کہ تو سیدزادی ہے۔ وہ خاتون مایوس ہوکر مسجد کی طرف آگئی۔ راستے میں آتے ہوئے ایک دکان پر چند لوگ جمع دیکھے جو ایک مرد کے ارد گرد جمع تھے۔ خاتون نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا یہ ایک مجوسی شخص ہے جو اس شہر کا سردار ہے۔ خاتون نے سوچا۔ شائد یہ شخص میری ضرورت پوری کردے۔ اس کے پاس جا کر اپنی تمام صورت حال بیان کی اور اس آدمی کا بھی بتایا جس نے سیدزادی ہونے پر گواہ مانگا تھا۔ اس مجوسی مرد نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا میری بیوی کو بلاؤ اور جب وہ آئی تو اپنی بیوی سے کہا جا کر مسجد سے خاتون کی بچیوں کو گھر لے آؤ۔ وہ گئی اور انہیں اپنے گھر لے آئی۔ ان کے نہانے کا انتظام کیا اور فاخرہ لباس پہننے کے دیئے۔ اچھے اچھے لذیز کھانے تیار کیئے اور انہیں پیٹ بھر کر کھلایا۔

دوسری طرف وہ مسلمان بزرگ شخص جس نے سیدازدی خاتون سے سید ہونے پر گواہی مانگی تھی رات کو خواب دیکھا قیامت کا میدان ہے۔ رسول خداؐ لوائے الحمد لیکر تشریف فرمائیں۔ اس شخص نے ایک سبز زمرد کا محل دیکھا۔ سوال کیا یہ کس کا ہے۔ اسے جواب ملا۔ جو موحد مسلمان کا۔ حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے۔ حالانکہ میں ایک موحد مسلمان ہوں۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جاؤ اور جا کر گواہ لیکر آؤ کہ تو مسلمان ہے۔ وہ شخص بڑا حیران ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com/

کیا تو بھول گیا ہے کہ اس خاتون کو تو نے کیا کہا تھا۔ یہ محل اس مجوسی کا ہے جواب مسلمان ہے اور جس کے گھر میں وہ خاتون اور بچیاں ہیں۔ جب نیند سے بیدار ہوا۔ تو اپنے غلاموں کو ادھر ادھر بھیجا تا کہ اس خاتون اور بچیوں کی اطلاع لائیں۔ انہوں نے آ کر بتایا کہ وہ فلاں مجوسی کے گھر ہیں۔ وہ خود اس مجوسی کے گھر آیا اور کہنے لگا وہ سیدزادی کہاں ہے؟ اس نے کہا اسے لے آؤ۔ مجوسی نے کہا تیرا اس کے ساتھ کیا کام۔ اس شخص نے کہا مجھ سے ہزار دینا لے لو اور انہیں میرے ساتھ بھیج دو۔ اس مجوسی نے کہا۔ اگر تو ایک لاکھ دینار بھی دے تو تب بھی یہ نہ ہوگا۔ جو خواب تو نے رات کو دیکھی ہے میں نے بھی خواب میں اس محل کو دیکھا ہے۔ تو اپنے اسلام کا مجھ پر فخر کرتا ہے؟ خدا کی قسم گذشتہ رات میں اور میرے اہل خانہ ساری رات نہیں سوئے۔ جب ہم اس سیدزادی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تو میں نے خواب میں پیغمبر اسلام کو دیکھا جو فرما رہے تھے یہ محل تیرا اور تیرے اہل خانہ کا ہے۔ کیونکہ تو جو سیدزادی اور اس کی بچیوں کی خدمت کی ہے اس کا صلہ ہے۔ پس وہ مسلمان شخص مایوس ہو کر اپنے گھر واپس چلا گیا۔

سخاوت کا تیسرا درجہ ایثار ہے۔ یعنی اپنی ضرورت کے باوجود دوسروں کو خود سے زیادہ حقدار سمجھنا۔ مثال کے طور پر ایک روٹی پاس ہو خود بھی بھوکا ہو لیکن کسی دوسرے کو بھوکے کو دے دے۔ خود کو بھی پیاس لگی ہو لیکن اپنا خیال کئے بغیر دوسرے کو دے دے۔ یہ سب سے بلندترین سخاوت ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایثار اور سخاوت کے بلندترین درجے پر فائز تھے۔ علماء امامیہ اور علماء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ آیہ شریفہ (ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ) حضرت امیر علیہ السلام کے حق ہی میں نازل ہوئی ہے جب حضرت کے گھر ایک مہمان آیا آپ نے اپنا اور اہل خانہ کا کھانا اس کے سامنے پیش کیا اور چراغ بند کر دیا تا کہ مہمان شرم نہ کرے اور اچھی طرح کھانا کھا لے۔ جب مہمان سیر ہو گیا۔ اور چراغ جلایا گیا تو کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا تھا۔ بلکہ خود اور اہل بیت نے بھی کھایا اور ختم نہ ہوا۔ حتی کہ ہمسایوں کے گھر بھی بھیجا صبح ہوئی تو جبرئیل یہ آیت لیکر نازل ہوا۔

https://www.shiabookspdf.com/

شب ہجرت حضرت علی علیہ السلام بستر پیغمبر پر سو گئے،

حضرت علی علیہ السلام کے ایثار اور قربانی کا یہ مقام تھا کہ شب ہجرت رسول خداؐ کے بستر سے حکم رسول کے بمطابق سو گئے اور رسول خداؐ کی زندگی پر اپنی زندگی کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ جبکہ کفار قریش اس رات پیغمبر اکرمؐ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے خدا فرشتوں میں فخر و مباہات کرتا ہوا فرماتا ہے (و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ) حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بعد دوسرے آئمہ بھی ان صفات حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک مجوسی شخص سید زادی کا احترام کرنے کے ساتھ بہشت میں داخل ہو گیا۔ لیکن شام میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اہل بیت پیغمبرؐ کا احترام کرتا اور انہیں خرابہ سے نکال کر کسی چھت کے نیچے جگہ دیتا اور انہیں کھانا پانی دیتا۔

علامہ مجلسی بحار الانوار مزار میں لکھتے ہیں کہ اہل بیت شام میں ایک مہینہ رہے ایسے مکان میں ان کو ٹھہرایا گیا جو نہ سردی سے محفوظ تھا اور نہ ہی گرمی سے۔

همه گرسنه و لیکن ز زندگی سیر ندا شتند متاعی به جز غل و زنجیر

ترجمہ: سب بھوکے تھے لیکن زندگی سے سیر ہو چکے تھے۔ ان کے پاس کچھ نہ تھا سوائے ہتھکڑیوں اور زنجیروں کے۔

الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۵

خدا تعالیٰ فرماتا ہے (قد افلح من زکیها و قد خاب من دسیها) ہر بلاو مصیبت اور تنگی سے نجات تزکیہ نفس کے ذریعے سے ہے۔

صفات حمیدہ میں سے دوسری صفت جسے حاصل کرنا چاہیے وہ شجاعت ہے۔ جو تمام انبیاء اور اولیاء میں پائی جاتی تھی۔ اگرچہ اسے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ظاہر کرنے کا مقام نہیں تھا۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ تین چیزیں صرف تین مقامات پر معلوم ہوتی ہیں۔ ایک دوستی جب دو آدمی آپس میں دوستی کا دعویٰ کریں تو اس وقت تک اس دعویٰ میں سچائی کا پتہ نہیں چلتا جب تک ایک کو دوسرے سے کوئی احتیاج اور ضرورت پیدا نہ ہو۔ اگر تو ایک دوست دوسرے کے کام آ گیا اور اس کی ضرورت کو پورا کر دیا تو حقیقی دوستی ہے۔ اگر انکار کر دیا تو دوستی کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

دوسری چیز شجاعت ہے یہ بھی صرف میدان جنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ کچھ پہلوان ہر جگہ اس کا اظہار نہیں کرتے بلکہ جنگ کے موقع پر کرتے ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں "زكوة الشجاعة الجهاد فی سبيل الله" شجاعت و بہادری کی زکوٰۃ راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔

اور جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جہاد اصغر یعنی دین کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا اور دوسری قسم جہاد اکبر۔ جو نفس کے ساتھ جہاد ہے۔ کچھ لوگوں کے خیال میں شجاعت یہ ہے کہ کسی کے ساتھ کشتی کی جائے اور انہیں زمین پر گرایا جائے۔ اور لوگوں کے ہاتھ پاؤں توڑ دیئے جائے۔ حالانکہ ایسے نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی شجاع اور بہادر وہ ہے شہوت اور غصے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو۔ اور نفس امارہ کو روک کر رکھے۔ جب انسان کو غصہ آتا ہے۔ تو کسی کو مار بھی سکتا ہے۔ قتل بھی کر سکتا ہے اور گالی بھی دے سکتا ہے۔ لیکن اگر نفس امارہ کو

https://www.shiabookspdf.com/

اپنے اختیار میں رکھے اور اسے اپنے اوپر غالب نہ آنے دیا تو وہ سب سے بڑا شجاع ہوگا۔

مردی گمان مبر کہ زور است و پردلی   با نفس اگر جہاد کنی مرد کامل

ترجمہ: اے مرد گمان نہ کر زور بازو سے تو شجاع کہلائے گا۔ نفس کے ساتھ اگر جہاد کرو گے تو تو ایک کامل مرد ہو گے۔

اگر کوئی انسان شیطان کو خود پر غالب آنے کے وقت اس پر غالب آ جائے تو وہ بڑا شجاع ہوگا۔

شیطان نوح کی خدمت میں آیا:

خصال اور اثنی عشریہ کے مطابق تین مقامات ایسے ہیں جہاں شیطان غالب آ جاتا ہے۔ جب حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے لیے بدعا کی اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔ تو شیطان حضرت نوح کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ آپ نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں اس کا بدلہ دنیا چاہتا ہوں۔ حضرت نوح نے فرمایا۔ میں نے یرے اوپر کون سا احسان کیا۔ اس نے کہا بدعا کر کے پوری قوم کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب کوئی نہیں رہا کہ جسے میں گمراہ کروں۔ اب کچھ دیر کے لیے مجھے سکون ہے۔ حضرت نوح نے فرمایا: اب تو اس کا کیا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ اس نے کہا تین مقامات ایسے ہیں جہاں میں موجود ہوتا ہوں میرا خیال رکھا کرو۔

ایک اس وقت جب دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ دوسرا اس وقت جب کسی نامحرم عورت کے ساتھ اکیلے ہو۔ تیسرا اس وقت جب غصہ آتا ہے۔ میں موجود ہوتا ہوں اور لوگوں کو گمراہی کی طرف آسانی سے لے جاتا ہوں اور انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔ اس لیے مولانا رومی کہتے ہیں۔

وقت خشم و وقت شہوت مرد کو   طالب مردی دو انم کو بکو

کو در این دو حال مردی در جہان   نا فدای او کنم امروز جان

ترجمہ: غصے اور شہوت کے وقت مرد کہاں ہے میں نے ایسے مرد کی تلاش میں کوچہ کوچہ گھوما ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ان دو حالتوں میں اس جہاں میں کوئی مرد کہاں ہے۔ تاکہ آج میں اس پر اپنی جان قربان کردوں۔

حلم اور بردباری:

ان چیزوں میں سے جو صرف اپنے مقام پر ظاہر ہوتی ہیں ایک حلم اور بردباری ہے۔ یہ صرف غصے کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ حلم اور بردباری شجاعت کا پہلا درجہ ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا "ای الخلق اقوی" لوگوں میں سے کون سب سے زیادہ شجاع اور بہادر ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ جو حلم رکھتا ہو۔ یعنی جو لوگوں کی طرف سے برائی اور بداخلاقی دیکھے لیکن صبر کرے۔

کچھ لوگ کمزوروں اور بیچاروں پر ظلم کرنے کو شجاعت سمجھتے ہیں۔ کچھ حاضر جوابی لطیفہ گوئی اور گالی گلوچ دینے کو شجاعت جانتے ہیں۔

یہ ایک ایسی صفت ہے جو اچھے اخلاق میں سے ہے۔ اسی درجہ سے انبیاء اور اولیاء اس صفت کے مالک تھے۔ خاص طور پر ہمارے پیغمبر خلق عظیم کے مالک تھے۔ جیسے خدا فرماتا ہے (وانک لعلی خلق عظیم) یہ حضورؐ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے ایک تھوڑی سی مدت میں جاہل اور متعصب عربوں کو جہالت سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے اور انہیں راہ ہدایت پر لے آئے۔

بہ حسن خلق تو ان کرو صید اہل نظر   بہ دام و دانہ بگیر ند مرغ دانا دا

ترجمہ: حسن خلق کی وجہ سے اہل نظر کو اپنا بنایا جا سکتا ہے۔ جال اور دانے ہی کے ذریعے سے سمجھدار پرندے کا شکار کیا جاتا ہے۔

جو انسان حسن خلق کا مالک ہوتا ہے تمام لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور جو بد اخلاق ہوتا ہے اس سے نفرت کرتے ہیں اور دور بھاگتے ہیں۔

مولانا رومی کہتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

بهترین چیز ها خلق نکوست مردمان خلق نکو دارند دوست

من ندیدم در جهان جستجو هیچ اهلیت به از خلق نکو

تیغ حلم از تیغ آهن تیزتر ، بل زصلا لشکر ظفر انگیز تر

ترجمہ: سب سے بہترین چیز اچھا اخلاق ہے۔ لوگ اچھے اخلاق کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے تمام جہان میں غور وفکر کیا۔ مجھے اچھے اخلاق سے زیادہ اہلیت والی چیز نہ ملی حلم و بردباری کا ہتھیار لوہے کے ہتھیار سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔ بلکہ ایک سو لشکروں سے بھی کامیاب تر ہوتا ہے۔

عفو یعنی معاف کرنا:

تیسری صفت جو ضروری ہے کہ لوگ اسے حاصل کریں۔ عفو ہے جیسے خدا فرماتا ہے (خذا العفو وامر بالعرف) عفو کو شیوا پکڑ و اور نیکی کا حکم دو۔ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے (ولیعفوا ولیصفحوا) عفو اور درگزر کرو۔ یہ ایسی صفت ہے جو خدا اور لوگوں کو پسند ہے۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے پروردگار۔ سب سے زیادہ تیرے نزدیک کون عزیز اور محترم ہے۔ خطاب ہوا وہ شخص جو طاقت رکھنے کے باوجود معاف کردے اور اگر اس پر ظلم ہو تو صبر کرے اور انتقام نہ لے۔

کشف الغمہ میں ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے میدان میں جب سب لوگ جمع ہونگے تو ایک منادی ندا دے گا۔ اہل فضل کہاں ہیں؟ ایک جماعت کھڑی ہوگی ان سے خطاب ہوگا بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ ملائکہ ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ کہا جا رہے ہو؟ وہ کہیں گے ہم اہل فضل ہیں اور بہشت کی طرف جا رہے ہیں۔ وہ کہیں گے تمہارا فضل کیا ہے؟ وہ کہیں گے ہم وہ ہیں جب ہم پر ظلم ہوتا تھا تو ہم معاف کر دیتے تھے۔ ملائکہ ان سے کہیں گے کہ جاؤ بہشت میں داخل ہو جاؤ (فنعم اجر العاملین) پس عمل کرنے والوں کے لیے بہترین اجر ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس صفت کی فضیلت اور شرافت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ یہ خدا کی پسندیدہ صفت ہے اور اس کی حمد وثناہ کرتے وقت اس صفت کو بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مناجات کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔" انت الذی سمیت نفسک بالعفو فاعف عنی" تو وہ ہے جس نے اپنا نام غفور رکھا ہے۔ پس مجھے معاف کر دے۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء اور اولیاء اس صفت کے مالک تھے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام وضو کر رہے تھے کنیز کے ہاتھ سے پانی کا برتن گرا اور حضرت کے سر پر جا لگا اور ٹوٹ گیا۔ حضرت کو غصہ آ گیا۔ کنیز نے پڑھا۔ (والکاظمین الغیظ) حضرت نے فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اس نے بقیہ آیت کی تلاوت کی (ولا یحب المحسنین) حضرت نے فرمایا: میں نے تجھے خدا کی راہ میں آزاد کر دیا۔

رحم کی صفت:

چوتھی صفت جو ہر انسان عاقل و کامل اور مومن میں ہونی چاہیے وہ رحم ہے۔ خدا کے اسماء اعظم میں سے ایک رحیم ہے۔ اس صفت کے حامل افراد کو خدا پسند کرتا ہے۔

تاریخ میں لکھتے ہیں کریم خان زند بار بار اس بات کا اظہار کرتا تھا کہ جب میں نادر شاہ کے لشکر گاہ میں تھا۔ مجھے غربت اور تنگدستی نے مجبور کیا۔ میں نے سونے کی زین بنانے کی جگہ سے زین چوری کر لی۔ چوری ہونے والی زین ایک افغان حاکم کی تھی۔ دوسرے دن میں نے سنا کہ زین بنانے والا قید میں ہے اور اسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ میرے دل میں اس پر رحم آ گیا۔ اور زین جس جگہ سے چوری کی تھی اسی جگہ پر رکھ دی اور صبر کیا۔ جب زین ساز کی بیوی نے زین کو دیکھا تو بڑی خوش ہوئی۔ خوشی کے مارے زین پر گری اور دعا کرنے لگی اے پروردگار جو اس زین کو واپس لایا ہے اسے اتنا عطا فرما کہ اس کے پاس سو زین بنانے والے ہوں۔ وہ کہتا ہے مجھے یقین ہے کہ اس دعا کی وجہ سے میں مقام سلطنت پر پہنچا ہوں۔ شائد یہی وجہ تھی کہ لوگوں کے ساتھ عدالت اور انصاف سے

https://www.shiabookspdf.com/

پیش آتا تھا۔ ہر روز ایک وقت معین کیا ہوا تھا جس میں عدالت عظمیٰ کے محکمہ میں آکر بیٹھتا اور لوگوں کے کام کرتا تھا۔ ایک دن کافی دیر تک عدالت میں بیٹھا رہا اور لوگوں کے زیادہ آنے جانے کی وجہ سے تھک گیا۔ جب وقت ختم ہوا اور اٹھنے لگا۔ تو ایک شخص شور مچاتا ہوا داخل ہوا اور انصاف کی درخواست کی۔ کریم خان اٹھا اور اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک تاجر ہوں۔ میرا مال چور لے گئے ہیں۔ کریم خان نے پوچھا جب تیرا مال چوری ہوا تو کیا کر رہا تھا؟ اس نے کہا میں سویا ہوا تھا۔ خان نے کہا کیوں سوئے تھے؟ جواب دیا۔ میں سوچا تھا کہ آپ جاگ رہے ہیں۔ کریم خان اس کی باتؒ سے بڑا خوش ہوا ۔اور حکم دیا حساب کر کے جتنی اس کی چوری ہوئی ہے بیت المال سے ادا کر دی جائے اور کہاں کہ ہم مال چور سے لیں گے۔

تفسیر صافی میں ہے کہ خدا کی رحمت کے سو جز ہیں۔ اس نے ایک جز اس دنیا میں مخلوقات کو دیا ہے۔ یہی وہ رحم ہے جو باپ اور ماں کا اولاد کے ساتھ ہے۔ اور مومنین آپس میں رکھتے ہیں اور حیوانات میں پایا جاتا ہے۔ سو میں سے ننانوے جزاء رحمت کے خدا کے پاس ہیں۔ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم کرے گا اسی صفت رحم کی وجہ سے خدا نے موسیٰ کو مقام نبوت پر فائز کیا۔

انوار نعمانیہ میں ہے۔ حضرت موسیٰ نے خطاب ہوا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے تجھے پیغمبر کیوں بنایا ہے؟ موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار تو بہتر جانتا ہے۔ خطاب ہوا تجھے یاد ہے تو ایک دن فلاں مقام پر بھیڑیں چرا رہے تھے۔ ایک بھیڑ وہاں سے بھاگ نکلی ۔تو اس کے پیچھے بھاگا تھک کر وہ بیٹھ گئی تو نے اسے کچھ نہ کہا اور اس سے کہا کہ اے حیوان تو نے مجھے اور خود کو تکلیف میں ڈالا ہے اور اسے بڑے پیار سے دوسری بھیڑوں میں واپس لے آیا۔ جب میں نے تجھ سے اس حیوان کے بارے میں اتنی رحمت اور شفقت دیکھی تو تجھے نبوت کے درجے پر فائز کر دیا۔

با ملائک گفت یزدان آن زمان   کہ نبوت را ھمی زینت فلاں

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: اسی وقت خدا ملا کہ سے مخاطب ہوا اور فرمایا اسی وقت میں فلاں کو نبوت پر فائز کر رہا ہوں۔

پس یہ ایسی صفت ہے جو مومنین میں بھی ہونی چاہیے اور اس صفت میں اپنے آقا و مولی کی سیرت پر عمل کریں۔ کیونکہ ان کا خدا رحیم ہے پیغمبر رحیم ہے۔ امام رحیم ہے۔ پس انہیں بھی رحیم ہونا چاہیے۔ خدا مومنین کی صفات بیان کرتا ہوا فرماتا ہے (اشداء علی الکفار رحماء بینھم) کافروں سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔

چند لوگ ایسے ہیں جن پر رحم کرنا چاہیے:

ایک وہ غیرت دار جو ذلیل ہو گیا ہو۔ دوسرا وہ غنی جو فقیر ہو گیا ہو۔ تیسرا وہ عالم جو جاہلوں کے درمیان پھنسا ہوا ہو۔

مولانا رومی کہتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ با این گروہ رحیم آرید ار زسنگید و زکوۃ

انک اور بعداز رئیسی کوارشد وآن تونگر هم کی بی دینار شد

زآنک از عزت نجواری آمدن ہمچو قطع عضو باشدازبدن

وآن شوم آن عالمی کاندر جهان مبتلا گردو میان ابلهان

ترجمہ: پیغمبر نے فرمایا ان تین طرح کے اشخاص کے ساتھ جتنا رحم ہو سکتا ہے کرو۔ ایک وہ جو عزت و ریاست کے بعد ذلیل ہوا ہو۔ دوسرا وہ جو امیری کے بعد فقیری میں مبتلا ہوا ہو۔

کیونکہ عزت کے بعد ذلیل ہونا ایسے ہے جیسے بدن کا ایک عضو کاٹ لیا گیا ہو۔

تیسرا وہ عالم جو اس دنیا کے اندر جاہلوں میں پھنسا ہوا ہو۔ چوتھا گروہ جس کے بارے میں رحم کرنے چاہیے وہ یتیم ہیں۔ کتاب کلمہ طیبہ میں رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں۔ جو شخص کسی یتیم کے سر پر مہربانی سے ہاتھ پھیرے تو خدا سر کے ہر بال کے بدلے میں اسے ایک محل عطا فرمائے گا۔ جو اپنا اور اس کی تمام چیزوں سے بڑا ہوگا اور اس میں ہر وہ چیز

https://www.shiabookspdf.com/

ہوگی جسے اس کی جی چاہے گا۔

کلمہ طیبہ اور اثنی عشریہ میں حدیث معراج کو ذکر کرتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا میں نے معراج پر جاتے ہوئے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا "لا الــه الا اللــه محمد رسول الله علي ولي الله لكل شئي حيلة و حيلة السرور في القيامة اربــع حــضــال" ہر شئی کے لیے حیلہ ہے سرور اور خوشحالی کے لیے قیامت کے دن چار خصلتیں ہیں۔ ایک بیوہ عورتوں کے ساتھ مہربانی کرنا۔ دوسری مسلمانوں کی ضروریات کو پوا کرنے کی کوشش کرنا۔ تیسری فقرا اور مساکین کی دیکھ بھال کرنا۔ چوتھی یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور ان پر مہربانی کرنا۔

پس جو کوئی کسی یتیم کے ساتھ تھوڑی سی بھی مہربانی کرے گا خدا اسے بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ سعدی کہتا ہے۔

نــوازش نــمــاهــان دمی بــر یتیم   کــه از بیــنــوائی بــود دل دویتم
میــاش ای پســـر اشک چشــم   که لرزد از این روی عرش عظیم
بـه فـرزنـد خود مهربانی خطا است   چه بیـنـی یتیمی تورا درقفا است

ترجمہ: یتیم کے ساتھ تھوڑی سی مہربانی فرما کیونکہ یتیمی کے دکھ کی وجہ سے اس کا دو ٹکڑے ہو چکا ہے۔

اے بیٹے یتیم کے آنسو بہنے دینا کیونکہ اس سے خدا کا عرش عظیم لرزتا ہے۔

اگر کسی یتیم کو روتا ہوئے دیکھے تو اس وقت اپنے بچے کے ساتھ پیار کرنا گناہ ہے

پانچویں گروہ جس پر رحم کرنا چاہیے۔ بیمار ہیں۔ بحار الانوار، لآلی الاخبار اور نجات العباد میں ہے کہ جو کسی مریض کی عیادت کے لیے جائے۔ تو گھر سے جانے سے لیکر واپس آنے تک جتنے قدم ناجائے گا۔ ہر قدم کے مقابلے میں سات لاکھ نیکیاں اس کے نامہ عمل میں لکھی جائیں گی اور ستر ہزار درجات بلند ہونگے۔ ستر ہزار گناہ معاف ہونگے۔ حدیث کے آخر میں ہے کہ خدا ستر ہزار ملائکہ کو اس کی قبر پر معین کرے گا جو تنہائی میں اسکے

https://www.shiabookspdf.com/

ساتھی ہونگے اور قیامت تک کے لیے استغفار کریں گے۔

چھٹا گروہ جس پر رحم کرنا چاہیے قیدی ہیں۔ جیسے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے امام حسن کو ابن معلجم ملعون کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔

ساتواں گروہ جس پر رحم کرنا چاہیے غریب الوطن ہے۔ ان پر احسان اور ترحم اس لیے کرنا ضروری ہے کہ یہ لوگ دل شکستہ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی طرف خدا بھی اپنی نظر کرم فرماتا ہے۔ ایسے لوگوں کی جو دلجوئی کرے گا وہ خدا کی رضا حاصل کرے گا۔ ملک الموت جس کے دل میں خدا نے رحم پیدا نہیں کیا وہ بھی غریب الوطن اور پردیسی پر رحم کرتا ہے۔ روایت میں ہے کہ کسی نبی نے عزرائیل سے سوال کیا۔ تجھے بھی کبھی کسی پر رحم آیا؟ اس نے کہا خدا نے میرے دل میں رحیم پیدا نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں کسی پر رحم کرتا ہوں صرف غریب الوطن پر جب اس کی روح قبض کرنے لگتا ہوں اور اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھتا ہوں تو اس پر مجھے رحم آجاتا ہے۔ اور اس کی روح آسانی سے نکالتا ہوں۔ ہاں یہ رحم بھی در حقیقت خدا ہی کا رحم ہے۔ کیونکہ عزرائیل جانتا ہے کہ خدا غریب الوطن پر رحم کرتا ہے۔ کبھی ایسے روتا ہے کہ ایک شخص ساری عمر گناہوں میں گزارتا ہے۔ جب اس دنیا سے جانے کا وقت آتا ہے تو پردیس کی طرف سفر کر جاتا ہے جب موت آتی ہے تو خدا اس کی غریب الوطنی پر ترس کھاتے ہوئے اسے معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک فاسق جوان کا قصہ:

فخر البکاء اور فی مجالس المتقین میں لکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک فاسق جوان تھا۔ شہر والے اسکے گناہوں کی وجہ سے بڑے تنگ تھے۔ حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا۔ اس جوان کو شہر باہر نکال دو۔ باہر نکال دیا گیا۔ کسی دیہات میں آیا وہاں سے بھی باہر نکال دیا گیا۔ کسی پہاڑ پر غار میں چلا گیا اور بیمار ہو گیا۔ کوئی نہ تھا جو اسکی تیمارداری کرتا۔ اپنا چہرہ زمین پر رکھ کر کہنے لگا "یا رب لو کانت ولدتی عندراسی لرحمتنی و بکت علی ذلیو غوبتی" اے پروردگار اگر میری ماں میرے پاس ہوتی تو مجھ پر رحم کرتی میری

https://www.shiabookspdf.com/

ذلت اور غربت پر گریہ کرتی۔ اے پروردگار میرے ماں باپ کو مجھ سے دور کر دیا ہے۔ اپنی رحمت مجھ سے دور نہ فرما۔ لاان کی جدائی میں جس طرح میرا دل جل رہا ہے۔ اب اپنے غضب کی آگ میں مت جلا۔ جب اس نے یہ مناجات کہیں۔ تو حور وغلمان کو حکم ہوا اس کے ماں باپ کی شکل میں اس کے پاس جاؤ۔ جب جوان نے آنکھ کھولی تو انہیں اپنے سامنے پایا اور بڑا خوش ہوا۔ حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا"قدمات ولی من اولیائی فی موضع کذاب فاذهب الیه فغسله و عفنه و صل علیه و ادفنه" میرے دوستوں میں سے ایک دوست فلاں جگہ مر گیا جاؤ اسے غسل وکفن دے کر نماز پڑھواور دفن کرو۔ حضرت موسیٰ اس غار میں آئے دیکھا یہ تو وہی جوان ہے عرض کیا اے پروردگار یہ تو وہی فاسق ہے جسکو شہر سے باہر نکالنے کا حکم دیا تھا۔ خطاب ہوا اے موسیٰ یہ جوان بیمار ہو گیا تھا۔ اس نے وطن سے دور پردیس میں اپنے گناہوں کا اقرار کیا تو میں نے رحم کرتے ہوئے اسے معاف کر دیا۔ اے موسیٰ جب کوئی غریب الوطن مرتا ہے تو آسمان وزمین کے ملائکہ کو ان پر رحم آتا ہے اور اس پر گریہ کرتے ہیں۔ میں تو ان سب کا خالق ہوں میں کس طرح رحم نہ کروں۔ حالانکہ وہ غریب الوطن اور میں ارحم الرحمٰن ہوں۔

آٹھواں گروہ جن پر رحم کرنا چاہیے۔ فقراء ہیں۔ نواں گروہ جن پر رحم کرنا چاہیے جاصل لوگ ہیں۔ ان لوگوں پر رحم یہ ہوگا کہ انہیں علم سکھایا جائے اور انہیں جہالت وگمراہی کی وادی سے باہر نکالا جائے۔

دسواں گوہ جن پر رحم کرنا چاہیے بچے ہیں۔ یعنی ان کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھا جائے اور ادب سکھایا جائے۔

گیارواں گروہ جن پر رحم کرنا چاہیے غلام اور کنیزیں ہیں۔ جو اپنے مالک کے قیدی ہوتے ہیں اور کبھی یہ لوگ وطن سے بھی دور ہوتے ہیں۔ بس ان پر رحم کرنا چاہیے۔

ایک قصاب کا قصہ:

مجالس المتقین اور دلائل الاعجاز میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت امیر

https://www.shiabookspdf.com/

المومنین علیہ السلام ایک کوچے سے گزر رہے تھے ایک کنیز کو دیکھا بیٹھی گریہ کر رہی تھی۔ آپ نے قریب آکر رونے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا میں اپنی مالکہ کے لیے گوشت خرید کر لائی ہوں لیکن اس نے قبول نہیں کیا۔ میں تین مرتبہ گوشت بدل کر لے گئی لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ تیسری مرتبہ جب میں قصاب کے پاس گوشت کرنے کے لیے لے کر گئی تو اس مجھ سختی سے کہا مجھے مولائ متقیان کی قسم اگر اب گوشت لے کر آئی تو واپس نہیں کرونگا۔ جب گوشت لے کر واپس گئی تو میری مالکہ نے پھر قبول نہ کیا اور قسم کھائی کہ اگر اب اچھا گوشت نہ لائی تو سزا دونگی۔ اب نہ تو میں قصاب کے پاس جا سکتی ہوں اور نہ ہی مالکہ کے پاس اب میں حیران و پریشان ہو کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا جس کے پاس جانا چاہو چلتے ہیں۔ میں تیری شفاعت کرونگا۔ کنیز بولی اگر مالکہ کے پاس گئے تو وہ ناراض ہوگی کہ مولا کو ساتھ لیکر کیوں آئی ہوں۔ ہم قصاب کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت کنیز کے ہمراہ قصاب کے پاس آئے۔ قصاب حضرت کے خالص شیعوں میں سے تھا۔ مدائن کا رہنے والا تھا۔ حضرت کی زیارت کے لیے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر آیا تھا۔ کوفہ پہنچا تو معلوم ہوا حضرت جہاد پر گئے ہوئے ہیں۔ وہیں رک گیا اور قصابی کا کام شروع کر دیا۔ اس نے امام کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ حضرت کنیز کے ساتھ قصاب کے پاس آئے تو نہ پہچانا۔ حضرت نے فرمایا اب بھی اس کنیز سے گوشت واپس لے لے۔ اس نے کہا اے جوان عرب یہ چوتھی مرتبہ ہے۔ کہ یہ عورت گوشت واپس لائی ہے۔ میں نے اسے قسم دی تھی کہ دوبارہ گوشت تبدیل نہیں کرونگا۔ حضرت نے فرمایا: میں تیری جگہ خدا سے کہوں گا کہ قسم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے تجھ پر ناراض نہ ہو۔ قصاب نے حضرت کے سینے پر ہاتھ مارا کہ دکان سے دور ہو جاؤ۔ میں تیری بات قبول نہ کرونگا۔ حلم و رحمت کے خزانے امام نے اسے کچھ نہ کہا۔ نیچے سر کر کے کنیز سے فرمایا۔ چلو تیری مالکہ کے پاس چلتے ہیں شائد میری سفارش قبول کر لے۔ جب مالکہ کے دروازے پر آئے دستک دی۔ مالکہ نے دروازے کے پیچھے سے آکر دیکھا تو حضرت کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی فوراً مولا کے قدموں میں گر گئی۔ یہ عورت احمد بن حسن کوفی کی زوجہ

https://www.shiabookspdf.com/

تھی۔ حضرت نے فرمایا: اے عورت کیا تو نے سنا ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جسے غضبان کہتے ہیں۔ اس میں وہ جائے گا جو غلام اور کنیز پر ظلم کرے گا۔ کیا اس کنیز کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ دو افراد کی بندگی کرے ایک خداوند اعلیٰ کی اور دوسری مخلوق کی؟ اس نے عرض کیا: میرے مولا میری جان آپ کے قدموں پر قربان۔ اس کنیز کو میں نے آپ کو بخش دیا۔ امام نے فرمایا: میں نے اسے آزاد کر دیا۔

اس کے بعد اس عورت نے عرض کیا یا حضرت میری خواہش ہے کہ اپنے قدم مبارک میرے گھر میں رکھیں اور کچھ کھجوریں تناول فرمائیں۔ حضرت اس کے گھر گئے۔ اسی دوران عورت کا شوہر حسن کوفی بھی آ گیا۔ عورت نے اپنے شوہر سے کہا تجھے مبارک ہو آج امیر المومنین کنیز کی سفارش کرنے ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ شوہر نے کہا کیا حضرت کو راضی کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کنیز حضرت کو بخش دی ہے۔ شوہر نے کہا اس کام کے بدلے میں میں نے بھی تجھے اپنے باغات بخش دیئے ہیں۔ حضرت کھجور کھانے میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ اٹھے اور مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ حذیفہ مسجد میں نماز جماعت کے لیے انتظار کر رہا تھا۔ جب تھوڑی سی دیر ہوئی تو حذیفہ قصاب کی دکان پر گیا اور پوچھا حضرت تیری دکان سے کہاں گئے ہیں؟ قصاب نے کیا کہاں میں اور کہاں یہ عظیم سعادت کہ حضرت خود میری دوکان پر آئے ہوں۔ میں مدائن سے اس غرض سے آیا ہوں تا کہ حضرت کی زیارت کروں اپنے ساتھ کچھ عطر بھی لایا ہو۔ جمعہ کے دن حضرت کی خدمت میں جاؤنگا۔

حذیفہ نے کہا: جو جوان اس کنیز کی شفاعت کے لیے آیا تھا وہ امیر المومنین علیہ السلام تھے۔ قصاب نے کہا: میں برباد ہو گیا۔ انہوں نے کونسا لباس پہنا ہوا تھا؟ حذیفہ نے کہا پشمی لباس تھا اور کھجور کے پتھو سے ٹانکے لگے ہوئے تھے۔ ان کی پیشانی سے نور چمک رہا تھا۔ قصاب حیران و پریشان بھاگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا میں برباد ہو گیا۔ میری بدبختی پر افسوس ہے۔ فقراء کو جمع کیا تمام گوشت اور اپنا دوسرا سارا مال ان میں تقسیم کر دیا۔ اس کے

https://www.shiabookspdf.com/

بعد اپنے ہاتھ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ مجھے وہ ہاتھ نہیں چاہیے جس نے میرے مولا کے ساتھ بے ادبی کی ہے۔ اپنے ہاتھ کو تختے پر رکھا اور ٹوکے کے ساتھ اپنا ہاتھ کاٹ دیا۔ اپنے کٹے ہاتھ کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔

خون میں غلطان روئے جارہا تھا۔ اطراف میں لوگ جمع ہو گئے تھے۔

حضرت امام حسن فرماتے ہیں: جب میرے بابا جان نماز سے فارغ ہوئے میں نے دیکھا ان کا رنگ مبارک تبدیل ہے۔ مجھ سے فرمایا: اے حسن اٹھو میرے دوست نے میری محبت میں اپنا ہاتھ کاٹ لیا ہے۔ اس عبا کو لے جاؤ اسکے اوپر ڈال کر میرے پاس لے آؤ۔ وہ قصاب اسی طرح خون میں غلطان پڑا ہوا تھا۔ اچانک ایک نورانی چہرے والے جوان کو دیکھا۔ لوگوں نے کہا یہ حسن ابن علی ہیں۔ قصاب نے خود کو حضرت کے پاؤں میں گرادیا۔ حضرت نے عبا کو اس کے اوپر ڈالا اور اس سے کہا پریشان نہ ہو مولا تیرے بارے میں فکر مند ہیں اور تجھے اپنے پاس بلا رہے ہیں۔ اس نے کہا "واخجلتا بتنی کنت علمیا" ہے مجھے شرم آتی ہے کاش میں اندھا ہوتا۔ کس منہ سے مولا کے سامنے جاؤنگا۔ اٹھا اور بڑی مشکل سے آیا۔ دیکھا ایک نورانی جوان آرہا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے۔ قصاب کو سینے سے لگا اور محبت سے پیش آئے اور فرمایا اے جوان تو نے اپنا ہاتھ کیوں کاٹ دیا ہے؟ ڈر نہیں خدا کی قسم میں نے اسی وقت تیرے لیے استغفار کیا تھا۔ جب تو نے میرے سینے پر ہاتھ مارا تھا۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ کٹی ہوئی جگہ پر رکھا۔ اپنا لعاب دہن اس پر لگایا اور خدا سے دعا کی فی الفور ہاتھ پہلے کی طرح درست ہو گیا۔ اے مولا میں آپ کے رحم و کرم پر قربان آپ اتنا بھی برداشت نہ کر سکے کہ ایک محبّ کا ہاتھ ایک گھڑی کے لیے اس کے بدن سے جدا رہے۔ اس وقت کہاں تھے جب آپ کے بیٹے عباس کے دونوں بازو ایک مشک کی خاطر کاٹ دیئے گئے؟ اس وقت جب عباس دریائے فرات میں داخل ہوئے اور ایک چلو پانی کا بھرتا کہ پئیں۔

آمد بہ یادش از لب خشک برادرش   شد غیرت فرات دو چشمہ زخون ترش

https://www.shiabookspdf.com/

گفتا نخوردہ آب گلستان حیدری دارى تو میل آب کى سد بر دارى

تشنه است آنکه نو گل باغ فتوت است لب ترمکن به آب که دوراز مروت است

ترجمہ: بھائی کے خشک لبوں کی یاد آئی تو فرات کی غیرت خود پانی پانی ہوگئی۔

عباس نے کہا گلستان حیدری نے پانی نہیں پیا۔تو پانی پی رہا ہے یہ کوئی بھائی چارہ تو نہیں ہے۔

اس باغ کا تازہ پھول بھی پیاسا ہے۔لب تر نہ کرو پانی سے کیونکہ یہ خلاف مروت ہے۔پانی کو پانی پر پھینکا۔مشک پانی سے بھری دریا سے باہر آئے خیموں کی طرف چل پڑے۔

به دریا پا نہا خشک لب بیرون مروت بین جو انمردی نگر غیرت

شد از دریا تماشا کن

ترجمہ: دریا میں پاؤں رکھا لیکن خشک لب باہر آگئے۔دیکھو یہ ہے مروت اور جوانمردی غیرت دیکھنی ہے تو ادھر دیکھو۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۶

از خدا جوئیم توفیق ادب　　بی ادب محروم شد از لطف رب
بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
درمیان قوم موسیٰ چند کس　　بی ادب گفتند کو سیر و عدس
منقطع شد نان و خوان آسمان　　ماند رنج زرع و بیل ودا سمان
باز عیسیٰ شون شفاعت کرد حق　　خوان فرستاد و غنیمت بر طبق

ترجمہ: میں خدا سے ادب کی توفیق طلب کرتا ہوں کیوں کہ بے ادب شخص خدا کے لطف سے محروم ہوتا ہے بے ادب انسان اکیلا برا نہیں ہوتا بلکہ پوری دنیا میں آگ لگا دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ کی قوم میں چند بے ادب لوگوں نے کہا دال اور لہسن کہاں ہیں۔

آسمان سے من وسلویٰ آنا بند ہو گیا اور صرف زراعت، بیل اور درانتی کی مشقت باقی رہ گئی۔ ایک بار پھر عیسیٰ علیہ السلام نے خدا سے شفارش کی اس نے حسب سابق پھر دستر خوان بھیج دیا۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

"واسبغ علیکم نعمه ظاهرة وباطنة"

خدا نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو تم پر تمام کر دیا ہے۔ جس طرح خدا کی نعمتوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا اسی طرح انسان خدا کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ امام زین العابدین علیہ السلام صحیفہ سجادیہ کی ایک دعا میں عرض کرتے ہیں:

"فاشکرُ عبادک عاجز عن شکرک"

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: اے خدا تیرے شکر گزار ترین بندے بھی تیری نعمتوں کے شکر ادا کرنے سے عاجز ہیں۔

از دست و زبان کہ بر آید کز عہدہ شکرش بہ در آید
گر ہر سر موی من گردد زبان شکر ہای تو نیاید دربیان

ترجمہ: کس کے بس کی بات ہے کہ وہ زبان اور ہاتھ سے اس ذات کا شکر ادا کر سکے۔ اگر میرے تمام بالوں کے سرے زبان بن جائیں تب بھی تیرا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ خدا کی نعمتیں چار طرح کی ہیں۔ ظاہر، باطنی، بڑی اور چھوٹی۔

عقل: خدا کی تمام ظاہری اور باطنی، چھوٹی اور بڑی نعمتوں میں سے افضل ترین نعمت عقل ہے۔ درحقیقت یہ نعمت تمام خیرات اور خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ حیوانات اور انسانوں کے درمیان فرق تمیز پیدا کرتی ہے۔ عقل جس کے پاس ہے دنیا بھی اس کے پاس ہے اور آخرت بھی۔ جس کے پاس عقل نہ ہو اس کے پاس نہ تو دنیا ہے اور نہ ہی آخرت پس خدا نے جس کو عقل عطا کی ہو اس کے لیے خدا کی طرف سے تمام نعمتیں کامل ہو جاتی ہیں۔

اصول کافی میں روایت ہے رسولؐ خدا کا فرمان ذکر ہے

"ما قسم اللّٰہ للعباد شیئاً افضل من العقل" خدا نے اپنے بندوں کے درمیان عقل سے افضل کسی چیز کو تقسیم نہیں کیا: بعض روایات میں ہے "ان الثواب علی قدر العقل" بے شک ثواب عقل کے مطابق ہے۔ یعنی جتنی عقل اتنا ثواب۔ عقل کی دو قسمیں ہیں۔ عقل مسموع، عقل مطبوع: عقل مطبوع وہ عقل ہے جو خدا ہر کسی کو اس کی استعداد کے مطابق دیتا ہے۔ اور کم وزیادہ بھی نہیں ہوتی۔

لیکن عقل مسموع مواعظ ونصائح کے سننے اور تجربات سے حاصل ہوتی ہے اور کم زیادہ بھی ہوتی ہے۔ پس جو وعظ ونصیحت زیادہ سننے، تجربات زیادہ ہوں اس کی عقل مسموع

https://www.shiabookspdf.com/

بھی زیادہ ہوتی ہے۔

اس لیے مولوی کہتا ہے۔

عقل دو عقل است اول مکسبی   کہ در آموزی چو ں در مکتب صبی

از کتاب و استاد و فکر و ذکر   لیک تو باشی زحفظ آن گران

عقل دیگر بخشش یزدان بود   چشمہ آن درمیان جان بود

ترجمہ: عقل دو طرح کی ہے ایک وہ عقل جو محنت سے حاصل ہوتی ہے جسے سکول میں مدرسہ میں بچوں کی طرح حاصل کیا جاتا ہے۔

یہ عقل کتاب واستاد اور فکر و ذکر اور معانی وعلوم سے اچھی طرح حاصل ہوتی ہے۔ دوسری عقل خدا کی طرف سے دی ہوئی ہوتی ہے جو خدا اپنے مکلف بندوں کو عطا فرماتا ہے اگر انسان اس قوت کو اطاعت اور عبادت میں خرچ کرے تو اسے عقل کہتے ہیں۔ اگر اسے دنیاداری اور خواہشات نفسانی کی پیروی میں خرچ کرے تو اسے شیطانیت کہتے ہیں۔ اصول کافی میں ہے: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ عقل کیا چیز ہے آپ نے فرمایا: "ماعبد به الرحمٰن و اکتسب به الجنان" یہ ایسی طاقت ہے جس کے ذریعے سے خدا کی عبادت کی جاتی ہے اور جنت کمائی جاتی ہے۔ راوی نے پوچھا: پس جو معاویہ اور اس کے ہم جنسوں میں تھا وہ کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا: "تلک النکری والشیطنة" وہ شیطانیت تھی۔ جو عقل کے مشابہ ہے لیکن عقل نہیں ہے۔

عقل کی علامات:

عاقل انسان کی پہچان کے لیے کچھ علامات ہیں۔ جن سے اس کی شناخت ہوتی ہے۔ ایک علامت یہ ہے کہ عاقل آدمی علم اور کمال کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ

https://www.shiabookspdf.com/

وہ جانتا ہے کہ علم کے بغیر اطاعت اور خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی۔ اور اطاعت کے بغیر انسان دنیا و آخرت کی مشکلات سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔

کافی میں امام فرماتے ہیں: "لا نجاۃ الا بالطاعۃ و الطاعۃ بالعلم و العلم بالتعلم و التعلم بالعقل" "نجات علم کے ساتھ ہے۔ علم (یاد کرنا) تعلم کے ساتھ ہے اور تعلم عقل کے ساتھ۔ عقل کی دوسری علامت یہ ہے کہ عاقل انسان خدا کی معرفت رکھتا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے "ان فی خلق السموت و الارض و اختلاف اللیل و النھار لآیات لاولی الالباب" بے شک آسمانوں اور زمین کی خلقت میں رات اور دن کے اختلاف میں صاحبان عقل کے لیے نشانیاں ہیں۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار　　　ہر ورقش دفتریست معرفت کردگار

ترجمہ: عقلمند انسان کی نظر میں سبز درختوں کا ہر پتہ خدا کی معرفت کا ثبوت ہے۔

عقلمند انسان آسمان و زمین اور مخلوقات کے عجائب میں غور و فکر کرتا ہے۔ جس سے وہ خالق اور صانع تک پہنچ جاتا ہے۔ جس سے اس کا توحید کے بارے میں عقیدہ مضبوط ہوتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ خدا کی معرفت تمام مخلوقات میں فطری طور پر موجود ہے۔ یعنی کائنات کی ہر چیز اعلیٰ درجے کی معرفت رکھتی ہے اسی لیے اس کی تسبیح میں ہر چیز مشغول رہتی ہے جیسے خدا فرماتا ہے (ان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم) ہر شی خدا کی تسبیح کرتی ہے تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ مولانا رومی کہتے ہیں:

چوں مسبح کردہ ای ہر چیز را　　　وان جماد الدر عبادت اوستاد

گر تو اورامی نبینی در نظر　　　فہم کن اورابہ اظہار اثر

تن بہ جان جنبد نمی بینی تو جان　　　لیک از جنبیدن تن جان بدان

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ:اے پروردگار تو نے ہر چیز کو تسبیح کرنے والا کر دیا ہے۔ چاہے وہ عقل رکھتا ہے یا نہیں آدمی جمادات کی تسبیح سے غافل ہے اور جمادات اس کی عبادت میں لگ گیا۔

اگر تو اسے آنکھ کے ساتھ نہیں دیکھ سکتے تو اس کی معرفت اس کے اثر کے ظاہر ہونے سے حاصل کر۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ بدن روح سے حرکت کرتا ہے۔ لیکن بدن کی حرکت سے جان بھی روح کی معرفت حاصل کرو۔

عقل کی علامات میں سے ایک باادب ہونا ہے۔ جیسے حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کلمات قصار میں فرماتے ہیں۔ "الادب فی الانسان شجرة اصلها العقل" ادب انسان کے اندر ایک درخت ہے جسکی جڑ عقل ہے۔

از خدا جو ییم تو فیق ادب   بی ادب محروم شد از لطف رب

یہ اشعار اور ان کا ترجمہ اس مجلس کے شروع میں گذر چکا ہے۔

بنی اسرائیل ایک بیابان میں سرگردان ہیں:

خدا نے بنی اسرائیل کو تیہ کے صحرا میں بے ادبی کی وجہ سے چالیس سال تک سرگردان رکھا۔ جب بنی اسرائیل نے دریا کو عبور کیا تو ایک بیابان میں جا پہنچے۔ وہاں اُتر گئے۔ اور کہنے لگے تو نے ہمیں ہلاک کر دیا۔ ہمیں آبادی سے نکال کر بیابان میں لے آئے ہو۔ جس میں نہ کوئی سایہ ہے اور نہ کوئی درخت نہ پینے کے لیے پانی۔ خدا تعالیٰ نے ایک بادل ان کے اوپر سایہ کرنے کے لیے بھیجا۔ جب شام کا وقت ہوتا تو بھنے ہوئے پرندے ان کے کھانے کے برتنوں میں آجاتے۔ کھا کر سیر ہو جاتے اور خدا کے حکم سے دوبارہ پرندے زندہ ہو کر اُڑ جاتے۔

حضرت موسیٰ کے پاس ایک پتھر تھا، جس پر عصا مارتے اس سے بارہ چشمے جاری

https://www.shiabookspdf.com/

ہو جاتے ایک چشمہ ایک قبیلہ کی طرف جاری ہو جاتا تھا جس سے وہ پانی پیتے تھے۔

کافی دیر تک ایسے ہی رہا، ایک دن عرض کرنے لگے (یا موسیٰ لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها و قثائها و فومها و عدسها و بصلها)

اے موسیٰ ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کر سکتے اپنے رب سے دعا کر ہمارے لیے زمین سے دال ساگ اور لہسن پیاز جیسی سبزیاں اُگائے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: کیا تم اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنی کو مانگ رہے ہو۔ پس تم مصر یا دوسرے کسی شہر کی طرف چلے جاؤ جو تم مانگتے ہو وہ مل جائے گا۔

روایت میں ہے حضرت موسیٰ سے خطاب ہوا۔ بنی اسرائیل سے کہو مقدس زمین کی طرف چلے جاؤ۔ کافر وہاں سے نکل جائیں گے تم جا کر سکونت اختیار کرو۔ بنی اسرائیل اُس وقت چھ لاکھ افراد تھے۔ حضرت موسیٰ نے قوم سے فرمایا: مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت موسیٰ کی قوم کے بد بخت لوگوں نے کہا۔ اے موسیٰ اس سرزمین میں تو بڑے ظالم و جابر لوگ رہتے ہیں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم اس وقت تک اس شہر میں داخل نہیں ہونگے جب تک وہ شہر میں ہیں۔ موسیٰ کی قوم میں دو آدمی ایسے تھے جن کے پاس خدا کی توفیق تھی۔ ایک یوشع بن نون اور دوسرے کالب بن یوحنا۔ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ ان دونوں نے کہا سرزمین مقدس میں داخل ہو جائیں وہ خود بخود نکل جائیں گے۔ انہوں نے کہا ہم ہرگز داخل نہیں ہونگے۔ حضرت موسیٰ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ بات نہیں مان رہے تو عرض کی اے پروردگار میں سوائے اپنے اور اپنے بھائی ہارون کے جان کے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ بس ہمارے اور ان کافروں کے گروہ میں جدائی ڈال دے۔ خطاب ہوا: اے موسیٰ ان پر ارض

https://www.shiabookspdf.com/

مقدس میں داخل ہونا حرام ہو گیا ہے کیونکہ انہوں نے اطاعت نہیں کی تھی اس لیے چالیس سال تک اسی صحرا میں سرگردان رہیں گے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ لوگ چودہ میل کے علاقے میں سرگردان تھے۔ جب شام کا وقت ہوتا۔ تو ایک آدمی آواز دیتا شام ہو گئی ہے اپنا سامان لاد لو۔ سامان لاد کر روانہ ہوتے صبح تک چلتے رہتے۔ خدا زمین کو حکم فرماتا کہ انہیں دوبارہ اسی جگہ واپس پلٹا دے۔ چالیس سال تک اسی طرح رہے آخر کار توبہ کی۔ خدا نے ان کی توبہ قبول کر لیا۔ یہ مصیبت اور بلا ان پر اس لیے آئی کہ انہوں نے ذات پروردگار کے بارے میں بے ادبی کی تھی۔ پس ادب انسان کو قابل عزت و احترام بناتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کلمات قصار میں فرماتے ہیں: "حلی النساء الذهب و حلی الرجال الادب" عورتوں کی زینت سونا ہے اور مردوں کی زینت ادب۔

لیس الجمال باثواب تزیننا بل الجمال جمال العقل و الادب

ترجمہ: خوبصورتی اچھے لباس پہننے کے ساتھ نہیں ہے بلکہ خوبصورتی عقل اور ادب سے ہے۔

جو شخص قرآن کی تلاوت کرے اس کے معانی کو بھی سمجھے اہل بیت علیہم السلام کی روایات میں غور و فکر کرے۔ بزرگوں کے قصے حکایات اور حالات کا مطالعہ کرے تو با ادب ہو جائیگا۔

امام زین العابدین علیہ السلام دعاء ابو حمزہ ثمالی میں عرض کرتے ہیں۔" الهی لا تؤدبنی بعقوبتک " اے پروردگار مجھے اپنی عقوبت کے ساتھ ادب نہ سکھا۔ اس دنیا میں جو بھی کسی مقام اور درجہ پر فائز ہوا ادب ہی کی وجہ سے ہوا۔ اور جو بھی بلا و مصیبت میں مبتلا ہوا بے ادبی کی وجہ سے ہوا۔ جیسے شیطان ملعون خدا کے دربار سے نکالا گیا تو بے ادبی کی وجہ سے کیونکہ اس نے اپنی گمراہی اور نافرمانی کی نسبت خدا کی طرف دی اور خدا سے بحث

https://www.shiabookspdf.com/

کرنے لگا۔

شیطان کا خدا سے بحث کرنا:

ریاض الحکایات میں ہے: شیطان نے خدا سے عرض کیا کہ میں چند باتوں میں آپ سے بحث کرنا پوچھنا چاہتا ہوں لیکن اُن کا اظہار کرنے سے ڈرتا ہوں۔ خطاب ہوا ڈرو نہیں پوچھو: اس نے کہا میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میرا خدا اپنے افعال میں قادر، عالم اور حکیم ہے مجھے پیدا کرنے سے پہلے جانتا تھا کہ میں کیا کرونگا۔ پھر مجھے پیدا کیوں کیا؟۔

دوسرا یہ کہ مجھے اپنی اطاعت اور عبادت کا حکم کیوں دیا۔ حالانکہ میری عبادت کا تجھے کوئی فائدہ نہ تھا اور نہ تیری خدائی میں کوئی اضافہ ہوا ہے اور میری نافرمانی سے تیری سلطنت میں کمی نہیں ہوگی۔

گر جملہ کائنات کافر گردن   سر دامن کبر باکش تنشیند گرد

ترجمہ: اگر تمام کائنات کافر ہو جائے تو تب بھی تیری کبریائی میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔ تیسری یہ کہ جب میرے اوپر اپنی اطاعت اور عبادت لازم کی تھی تو پھر آدم کو سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا؟۔ چوتھا یہ کہ سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے میرے اوپر لعنت کیوں کی حالانکہ میں نے کئی سال تیری عبادت کی ہے۔ صرف اتنا کہنے پر کہ تیرے سوا کسی کو سجدہ نہ کرونگا مجھ پر ناراض ہو گیا ہے۔

ترک سجدہ از حسد گیرم کہ بود   این حسد از عشق خیزنی از جحود

ترجمہ: میں نے تیری بات نہیں مانی اور سجدہ نہیں کیا یہ حسد کی وجہ سے نہ تھا یہ حسد اگر تھا بھی تو تیرے عشق میں تھا نہ تیری نافرمانی میں۔

https://www.shiabookspdf.com/

پانچواں پھر مجھے بہشت میں جانے کی اجازت کیوں دی تا کہ میں اسے دھوکہ دے سکوں اور اسے ورغلاؤں؟ چھٹا تیرے نزدیک میں آدم کا دشمن تھا پھر تو نے آدم کی اولاد پر کیوں اختیار دیا ہے کہ میں ان لوگوں میں جا سکتا ہوں وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے میں ان کو دیکھ سکتا ہوں؟

آٹھواں پھر مجھے قیامت تک مہلت کیوں دی ہے؟ اگر مجھے ہلاک کر دیتا تو سب سکون سے ہوتے یہ سات سوال کیے۔اور سب کا ایک جواب سنا۔خطاب ہوا مجھے حکیم جانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں خدا نے فرمایا پھر تیری یہ تمام باتیں بے جا اور غلط ہیں حکیم کے ساتھ بحث نہیں کی جاتی۔

ایک اور بے ادبی جو شیطان نے خدا کے دربار میں کی وہ یہ تھی کہ اپنے گناہوں کی نسبت خدا کی طرف دی۔جب خدا نے اس سے کہا۔میری نافرمانی کیوں کی ہے؟ اس نے کہا (قال فبما اغوتینی) کیونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے۔

گفت شیطان کہ بہ ما اغوتینی کبرد ینھان فعل خودرا آن دنی

ترجمہ: شیطان نے یہ جو کہا (فبما اغویتنی) اس نے خدا سے اپنا فعل چھپانے کی کوشش کی ہے پس شیطان ان بے ادبیوں کی وجہ سے بارگاہ ایزدی سے مردود ہوا۔ اور آدم ادب کے سبب کامیاب ہو گیا۔خدا نے فرمایا شیطان کی اطاعت کیوں کی؟ عرض کیا: (ربنا ظلمنا انفسنا) اے پروردگار ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

گفت آدم کہ ظلمنا انفسنا او زفعل خود بند غافل چوما

از ادب حق تو بہ تلقینش نمود توبہ اش را اختیناہ فرود

ترجمہ: آدم نے جو یہ کہا ظلمنا انفسنا تو وہ ہماری طرح اپنے فعل سے غافل نہ تھا۔اس ادب کی وجہ سے خدا نے آدم کو توبہ کا سبق سکھایا۔اور اس کی توبہ کو قبول کیا بھی فرمالیا

https://www.shiabookspdf.com/

اسی ادب کے سبب اور گناہ کا اقرار کرنے کی وجہ سے خدا نے آدمؑ کو توبہ کا درس دیا۔ (فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ) بس آدم نے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات حاصل کیے جن کی برکت سے خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول کر لی۔

علامہ مجلسی بحار الانوار کی جلد ۱۰ اور دوسری بہت سی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ وہ کلمات پنجتن پاک علیہم السلام کے مبارک نام تھے۔ جبرئیل نے کہا یا آدم قل یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی یا فاطر بحق فا طمه ،یامحسن بحق حسن یا قدیم الا حسان بحق حسین............

الا لعنة الله على القوم الظا لمين

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۷

جادوگروں نے حضرت موسیٰ کا ادب کیا۔ اسی ادب کے سبب ایمان کے درجہ پر فائز ہو گئے۔ پس جو بھی ادب کرے گا وہ نجات پیدا کر لے گا۔ جو بے ادب ہو گا وہ ہلاک ہو گا حتی کہ حیوانات میں بھی یہ ادب موجود ہے۔

شیر، بھیڑیا اور لومڑی کی داستان: جسے ملا رومی نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

شیر و گرگ و روبھی بھر شکار رفتہ بودند از طلب در کوھسار

ہر سہ با ہم اندر آن صحرای ژرف صیدھا گیر ند بسیار و شگرف

گر چہ زا یشان شیر نر را ننگ بود لیک کر د اکرام و ہمرا ہی نمود

ترجمہ: شیر، بھیڑیا اور لومڑی شکار کرنے صحرا کی طرف گئے تھے۔

تینوں اکٹھے ایک گہرے صحرا میں بڑے شکار پکڑ تے تھے۔

اگر چہ شیر نر کو ان دو کے ساتھ دشمنی تھی لیکن اس کے باوجود ایک دوسرے کا اکرام وعزت کرتے تھے ان تینوں نے تین جانوروں کا شکار کیا۔ بھیڑ، خرگوش اور پہاڑی گائے۔ شیر نے کہا: اے بھیڑیے ان کو آپس میں تقسیم کرو۔

نایب من باش در قسمت گری تا بدید آید کو توجہ گوہری

ترجمہ: تقسیم کرنے میں تو میرا نائب بن تا کہ پتہ چلے کہ تو کتنے پانی میں ہے۔

بھیڑیے نے کہا: اے بادشاہ: گائے تیرے لیے بھیڑ میرا حصہ اور خرگوش لومڑی کا، شیر یہ سن کر اُچھلا اور بھیڑیے کا سر کاٹ دیا اور اسے مار دیا۔ پھر لومڑی سے کہا اب تو حصے کر۔ لومڑی نے کہا اے بادشاہ تو ابھی تھکا ہوا آیا ہے اس لیے گائے کھالو۔ اور خرگوش تیرے عصر

https://www.shiabookspdf.com/

کے وقت کھانے کے لیے رکھ لیتے ہیں۔اور بھیڑ تیرے شام کے کھانے کے لیے سنبھال لیتی ہوں اور تیرا بچا ہوا تبرک کے طور پر میں کھالونگی۔شیر بڑا خوش ہوا۔اور کہنے لگا: اے لومڑی تو نے اس طرح تقسیم کرنا اور حصہ کرنا کس سے سیکھا ہے۔لومڑی نے کہا میں نے بھیڑیے کے کٹے ہوئے سر سے سیکھا ہے۔

حافظ علم و ادب و رز کہ در مجلس شاہ　　　ہر کہ رانیست ادب لایق صحبت نبود۔

حافظ علم وادب کا خیال رکھ کیونکہ جس کو ادب کا لحاظ نہیں ہے اسے بادشاہ کی مجلس میں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

پس ادب ایک لازمی چیز ہے خاص طور پر بزرگوں کے سامنے بلند آواز سے نہیں بولنا چاہیے دو آدمی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس کسی جھگڑے کا فیصلہ کروانے آئے ایک بے خیالی میں اونچی آواز سے بولنے لگا۔حضرت نے فرمایا:"اخسئا" یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہ شخص کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مناجات کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں "الٰھی لا تؤ دبنی بعقوبتک" خدا بھی اپنے پیغمبر کو ادب کا حکم دیتا ہے۔"خذا العفو وأمر بالمعروف" معاف کرو اور نیکی کا حکم دو۔خدا موسیٰ بن عمران کو وادی ایمن میں ادب سکھا رہا ہے"فاخلع نعلیک انک بالوادالمقدس طوی"اپنے دونوں جوتے اتار دے کیونکہ تو ایک مقدس وادی طوی میں ہے۔معراج کی رات جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ کا واقعہ یاد آیا تو جوتے اتارنے لگے خطاب ہوا اے میرے حبیب تو اپنے نعلین کے ساتھ آجا تا کہ میرے عرش کو زینت حاصل ہو۔

غرض رسیدن نعلین برسر عرش　　لایق مشانت نبود این معراج

ترجمہ: اصل مقصد تیرے جوتوں کو عرش پر لانا تھا ورنہ یہ معراج تیری شان کے

https://www.shiabookspdf.com/

لایق نہ تھی پھر ہر ایک کا ادب جدا جدا ہے، خدا کا ادب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اسکی نافرمانی نہ کرے۔ اور جو کچھ اس کے لیے مشکلات آئیں ان کو خوشی سے قبول کرلے۔ قرآن کا احترام یہ ہے کہ اسے چومنے کے ساتھ اس کے احکامات پر عمل کریں خدا فرماتا ہے (ورتل القرآن ترتیلا) امیر المومنین علیہ السلام ترتیل سے مراد وقوف کا خیال رکھنا اور حروف کو ادا کرنا فرماتے۔ پیغمبرؐ اور آئمہ علیہ السلام کا ادب یہ ہے کہ ان کا نام احترام کے ساتھ لے اور جب نام سنے تو درود بھیجے۔

سبزواری کتاب شیطان میں لکھتے ہیں۔ رسول خدا گھر میں تشریف لائے۔ ہر ایک کا نام لیکر حال پوچھا۔ سوائے امیر المومنین علیہ السلام کے۔ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے عرض کیا بابا جان آپ نے سب کا پوچھا نام امیر المومنین کا کیوں نہیں پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا کیونکہ میں وضو کے ساتھ نہ تھا اس لیے میں نہیں چاہتا تھا کہ ان کا نام بغیر وضو کے لوں۔

آپؐ کے چچا عباس سے پوچھا گیا۔ آپ بڑے ہیں یا پیغمبرؐ؟ انہوں نے فرمایا پیغمبرؐ بڑے ہیں لیکن عمر میری زیادہ ہے۔ حضرت عباس کا یہ ادب تھا کہ پیغمبر نے انہیں باراز عکاظان بخش دیا۔

از ادب پر نور گشتہ است کہ فلک　　از ادب معصوم پاک آمد ملک

ترجمہ: ادب کی وجہ سے آسمان پر نور ہوا ہے اور ادب ہی کی وجہ سے فرشتہ معصوم بنا ہے ایک شکاری خسرو پرویز کے لیے مچھلی لایا۔ اس نے اسے ایک ہزار درہم دیئے۔ شیریں نے کہا: ایک مچھلی کے بدلے ہزار درہم نہیں دینا چاہیے تھا۔ جاؤ شکاری کو پکڑ کر اس نے کہا اس سے پوچھنا کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ؟ وہ جواب نہ دے سکے گا۔ پس اس سے ہزار درہم واپس لے لینا شکاری کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ مچھلی نر ہے یا مادہ؟ اس نے کہا خنثی ہے۔ خسرو پرویز بڑا خوش ہوا۔ ہزار درہم اور دے دو جب جانے لگا تو ایک درہم زمین

https://www.shiabookspdf.com/

پر گر گیا اٹھانے لگا ور کہنے لگا۔ تو شیریں کہنے لگی کتنا لالچی ہے۔ ہزار درہم بھی پاس ہے ایک درہم گر گیا تو میرے سامنے جھک رہا ہے تا کہ اسے اٹھا لے۔ شکاری نے کہا: یہ لالچ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ درہم پر بادشاہ کی تصویر اور نام ہے میں نے اسے اٹھایا ہے کہ کہیں کسی کا پاؤں اوپر نہ آ جائے اور میں اس بے ادبی کا سبب نہ بن جاؤں۔ بادشاہ نے ایک ہزار درہم اور دینے کا حکم دیا لکھتے ہیں: ایک دن ایک خلیفہ کھانا کھا رہا تھا اتنے میں ایک شخص آ گیا خلیفہ نے کہا بیٹھ جاؤ کھانا کھاؤ اس نے کہا مجھے بھوک نہیں ہے خلیفہ نے حکم دیا کہ اس سے ایک سو دینار لے لیا جائے۔ اس نے پوچھا اس جرمانے کی وجہ کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا تیری بے ادبی کی وجہ سے لوگ خلفاء اور بادشاہوں کے دستر خوان پر صرف بیٹھنے کو فخر سمجھتے ہیں۔ اور تجھے اس ادب کا خیال ہی نہیں ہے۔

چند گروہ ایسے ہیں جن کا ادب کرنا چاہیے۔

ایک گروہ وقت کے حکمران ہیں اگر نیک اور صالح ہوں تو ان کا ادب کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ لوگ معاشرے کے امن و امان کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی قدر انسان کو اسی وقت میں معلوم ہوتی ہے جب وہ مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے ان میں سے ایک صحت دوسری امن و امان ہے۔ صحت کی قدر کا پتہ نہیں چلتا مگر اس وقت جب انسان مریض ہو۔ امن و امان کی قدر اس وقت معلوم ہوتی ہے جب یہ نہ ہو جیسے معصوم کا فرمان ہے "نعمتان مجهولتان الصحة و الامان ۔ دو نعمتیں ہیں جو مجہول ہیں ایک صحت اور دوسری امان۔ دوسرا گروہ جن کا ادب کرنا چاہیے۔ علماء ہیں۔ سلطان محمود ایک عالم کا احترام کرنے کی وجہ سے بادشاہ بنا۔

تیسرا گروہ جن کا ادب کرنا چاہیے وہ بوڑھے لوگ ہیں۔ معصوم فرماتے ہیں "و قروا كبار كم " اپنے بزرگوں کی عزت کرو، کچھ لوگ بزرگوں کو آگے بٹھانے کو اچھا نہیں سمجھتے

https://www.shiabookspdf.com/

اوران کی بے احترامی کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم نہیں ہے کہ ایسا کرنے سے ان کی عمر کم ہوتی ہے۔

گرامی بدار پیران کہن را   کہ در پیری بدانی این سخن را

بزرگ آدمیوں کا احترام کیا کرو اس بات کی قدر تمہیں بڑھاپے میں معلوم ہوگی

چوتھا گروہ جن کا ادب کرنا چاہیے وہ معلمین یعنی استاد ہیں کیونکہ استاد روحانی باپ ہوتا ہے۔ اس کا احترام باپ سے بھی زیادہ ہوتا ہے جو کہ جسمانی باپ ہوتا ہے۔ روح جسم سے افضل ہے اس لیے روحانی استاد کا احترام بھی فضیلت اور درجہ زیادہ رکھتا ہے۔ کسی عقلمند سے پوچھا گیا کہ تم استاد کا زیادہ احترام کرتے ہو یا باپ کا جواب دیا استاد کا کیونکہ باپ نے مجھے طبیعت کے گھر میں قید کیا ہے اور استاد نے مجھے اس گھر سے باہر نکالا ہے یعنی طبیعت اور اس دنیا سے آزادی عطا کی ہے۔

زجور معلم نرش رومباش   چه دستت بگیرد نرن بوسه پائیں

ترجمہ: استاد کے مارنے سے غصہ نہ کر کیونکہ اس نے تیرا ہاتھ پکڑا ہوا ہوتا ہے اس کے پاؤں کا بوسہ دو۔

همی بوسه ان دست و پا یش   که روزی به گیتی سوی خود کسی

ترجمہ: پس استاد کے ہاتھ پاؤں چوما کرو۔ تا کہ کل تیرا احترام کیا جائے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان اس بات کی تائید کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا "من علمنی حرفاً فقد صیّرنی عبداً" جس نے مجھے ایک حرف تعلیم دیا اس نے اپنا غلام بنالیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ استاد کا احترام باپ سے بھی زیادہ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

سعدی کہتا ہے:

بگفتندر فرخندگان نظر کہ جرش بسی بہ زمھر بدر
بدر مر تورا در جھان آورد معلم تورا جان و تن پرورد

ترجمہ: صاحبان نظر لوگوں کا قول ہے کہ استاد کی مار باپ کی محبت سے بہتر ہے۔
کیونکہ باپ نے تجھے اس دنیا میں لایا ہے۔ اور استاد تیری روح اور بدن کی پرورش کرتا ہے۔

پانچواں گروہ جن کا احترام کرنا چاہیے۔ والدین ہیں۔ بے ادب بچے کو جوانی میں ہی موت آجاتی ہے۔ خدا فرماتا ہے: (فلا تقل لھما اف) ماں باپ کو اُف نہ کہو۔ ان کے سامنے آواز اُونچی نہ کرو ان کے سامنے مت لیٹو۔ ان کے سامنے پاؤں دراز مت کرو۔ ان کے نام کے ساتھ مت بلاؤ ان کی اجازت کے بغیر مت بیٹھو۔ ان کی بات کو سنو ان کی اطاعت کرو۔ عاقِ والدین مت بنو۔ کیونکہ عاقِ والدین ایسے ہے جیسے خدا کے ساتھ شرک کیا ہو۔ جس طرح مشرک کے لیے معافی نہیں ہے اسی طرح عاقِ والدین کے لیے بھی معافی نہیں ہے اگر چہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے برابر عبادت کی ہو۔ کتاب نفائس الاخبار میں لکھتے ہیں رسول خداؐ نے فرمایا: جبرئیل میرے پاس آیا اور کہا۔ خدا فرماتا ہے: (بعزتی و جلالی لو اتانی العاق لو الدیہ با عمال الانبیاء لم قبلھا منہ)

مجھے قسم ہے میری عزت و جلالت کی اگر عاقِ والدین تمام انبیاء کی عبادت کے برابر عبادت کر کے میرے پاس آئے تب بھی میں اس سے قبول نہ کرونگا۔ اسی کتاب میں ہے کہ ایک شکاری پیغمبر اسلامؐ کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ: میں گناھگار ہوں مجھے کوئی ایسا کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے سبب میں آگ سے نجات حاصل کرلوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تیرے والدین ہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں حضرت نے فرمایا۔ ان کی

https://www.shiabookspdf.com/

خدمت کرو یقیناً خدا تجھ سے راضی ہو جائے گا۔ "والجنة تحت قدوم لاالمهات" جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

جنت کہ رضای مادر آن است اندر کف پای مادر ان است
خواهی کہ رضای ما بیابی آن کن کہ رضای مادر آن است

ترجمہ: جنت جس میں ہماری رضا پائی جاتی ہے وہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے اگر ہماری خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو وہ کام کرو جو ماں چاہتی ہے۔

روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری واجب ہے اسی طرح والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری لازم اور واجب ہے ہاں صرف اس وقت والدین کی اطاعت لازم اور ضروری نہیں ہے جب وہ واجب کے ترک کرنے اور فعل حرام کے بجالانے کا حکم دیں۔ مثلاً کہیں کہ نماز نہ پڑھو۔ روزہ نہ رکھو۔ یا کسی حرام کام کے بجا لانے کا حکم دیں۔

مستحب کاموں میں والدین کا راضی ہونا شرط ہے مثلاً اگر والدین کہیں کہ مستحب روزہ نہ رکھو تو رکھنا جائز نہیں ہے یا کہیں کہ نماز تہجد نہ پڑھو یا نماز جماعت میں روزانہ جانے سے منع کریں۔ تو ان کاموں میں نافرمانی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر وہ زیارات سے روکیں۔ تو مت جاؤ۔ اگر جاؤ گے گناہ کرو گے۔ اول ان سے اجازت لینی چاہیے اگر دے دیں تو جاؤ۔ اگر نہ دیں تو مت جاؤ۔

اصول کافی اور وسائل الشیعہ میں نقل کرتے ہیں ایک شخص رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کی۔ میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ میرے بوڑھے ماں باپ ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میرے جانے پر راضی نہیں ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ان کی اطاعت کرو۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تیرا ایک دن رات ماں

https://www.shiabookspdf.com/

باپ کی خدمت کرنا۔ ایک سال کے جہاد سے بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔

زبدۃ التصانیف میں لکھتے ہیں اگر کوئی پوری دنیا کی عمر کے برابر ماں کی خدمت میں ایک پاؤں پر کھڑا رہے۔ تب بھی ماں کے ایک دودھ پلانے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی انسان والدین کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔ اس کی عمر کم ہو جاتی ہے اور اس کا مال و جان تباہ ہو جاتا ہے۔

ایک بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کو خدمت پیغمبر میں لایا:

علامہ مجلسی عین الحیات میں تفسیر امام حسن عسکری سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا ایک بوڑھا شخص اپنے بیٹے کو حضورؐ کی خدمت میں لے کر آیا۔ رو رہا تھا اور کہنے لگا یا رسولؐ اللہ۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ بچپن میں میں نے اسے مال خرچ کر کے پالا ہے اب میں فقیر ہو گیا ہوں۔ اور میرے اس بیٹے کے پاس گندم، جو، کھجور اور دیگر اجناس اور میوے کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ سونے چاندی وافر مقدار میں ہے لیکن مجھے کچھ نہیں دیتا۔ حضورؐ نے اس جوان کی طرف رخ کیا اور فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میرے پاس میرے اور اہل و عیال کے اخراجات سے زیادہ نہیں ہے حضورؐ نے فرمایا: اس مہینے میں ہم خرچ دیں گے اور باقی مہینوں میں تو دے گا۔ حضرت اسامہ کو بلایا اور فرمایا۔ ایک سو درہم اس مرد کو دے دو جس سے اپنے اور اہل و عیال کے اخراجات پورے کرے جب ایک مہینہ گذر گیا۔ باپ پھر اپنے بیٹے کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں لایا اور خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ یہ میرا بیٹا پھر مجھے کوئی چیز نہیں دیتا۔ بیٹے نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ جھوٹ بول رہے ہو۔ تیرے پاس بہت مال ہے لیکن آج شام تک تیرے پاس کچھ باقی نہ رہے گا اور تو اپنے باپ سے بھی فقیر

https://www.shiabookspdf.com/

ہو جائے گا۔ جب وہ جوان اپنے گھر واپس آیا تو اس کے ہمسائے جمع ہو گئے اور کہنے لگے اپنے مال اور اجناس وغیرہ کو دیکھو ہم تو گندی بدبو سے مرے جا رہے ہیں۔ جب اس نے دیکھا۔ تو گندم، جو اور کھجوریں گل سڑ چکی تھیں اور ان سے بدبو آرہی تھی۔ ہمسایوں نے اسے کہا یہ گندی چیزیں اٹھا کر مدینے کے باہر پھینکو۔ جب مزدور بلائے گئے تو انہوں نے پھینکنے کی مزدوری بہت زیادہ مانگی۔ جب مزدور گلا سڑا مال باہر پھینک کر آئے اور اپنی مزدوری طلب کی جب اس جوان نے اپنے دیناروں کی تھیلیاں وغیرہ دیکھی تو سب پتھر بن چکے تھے۔ مزدوروں کی اُجرت دینے کے لیے اسے اپنے گھر کا تمام سامان بیچنا پڑا۔ حتیٰ کہ گھر فروخت کر کے جان چھوٹی۔ اور خود مریض ہو گیا اور مر گیا۔ پھر رسول خداؐ نے فرمایا۔ جو عاق والدین ہیں ان کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح اس دنیا میں اس شخص کا مال بدبودار ہوا اسی طرح آخرت میں اس کے لیے جو درجات جنت میں تھے سب ختم ہو گئے ہیں اور جہنم میں اس کے لیے درکات بن گئے ہیں سید جزائری لکھتے ہیں کہ والدین سے مراد ایک تو وہ ہیں جو دینی تعلیم دیتے ہیں دوسرے انسان کے اپنے ماں باپ اور تیسرے والدین سے مراد رسول خداؐ اور امیر المومنین علیہما السلام ہیں۔ جیسے کہ رسول خداؐ کا فرمان ہے: ''انا و علی ابو ا ھذہ الامۃ'' میں اور علی اس امت کے باپ ہیں۔ پس یہ دو ہستیاں حقیقی والدین ہیں۔ کیونکہ اگر رسول اکرمؐ اور حضرت امیر علیہ السلام نہ ہوتے تو کچھ بھی موجود نہ ہوتا۔ جیسے خدا فرماتا ہے ''لولاک لما خلقت الافلاک'' اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ جسے بھی کوئی مقام اور درجہ ملا ہے یا بہشت میں گیا ہے انہی کے وجود سے ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

مسجدِ کوفہ میں تیس ہزار آدمیوں کا حضرت امیرؑ کے قتل کے لیے جمع ہونا:

انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر فرمایا: یہ جو خدا قرآن میں فرماتا ہے۔(وبالوالدین احساناً) اس سے مراد میں اور رسولؐ خدا ہیں۔ جب حضرت نے یہ فرمایا تو نیچے سے ایک مرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے فرزند ابوطالبؑ پہلے اہل حجاز پر جادو کیا اور اب اہل عراق کو اپنے جادو میں پھنسانا چاہتے ہو؟

حضرت نے اس کی طرف اپنی آنکھ کے گوشہ سے دیکھا تو وہ کوا بن گیا اور اُڑ کر دیوار پر جا بیٹھا۔ چیخ چیخ کر آوازیں نکالنے لگا۔ اور لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: علی ابن ابیطالب لوگوں کو مسخ کر دیتا ہے خدا کی قسم اگر اس کو جلدی قتل نہ کیا تو ہمارے ساتھی والا سلوک ہمارے ساتھ کرے گا۔ اس وقت تیس ہزار آدمیوں نے ایک دوسرے کے ساتھ عہد کیا کہ جمعہ کے دن جب جمعہ کے خطبہ اور نماز سے فارغ ہو کر علی منبر سے نیچے اُترے گا ہم تلواریں لے کر قتل کر دیں گے۔ اور کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ کس نے قتل کیا ہے جب جمعہ کا دن ہوا۔ تو سب تلواریں اٹھا کر مسجد میں آگئے جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے انہوں نے تلواروں کو ہاتھ میں پکڑا تو ان کے ہاتھوں میں صرف دستے تھے تیغ ساتھ نہ تھے لوگ بڑے تعجب سے دیکھتے رہ گئے حضرت علی نماز ختم کر کے لوگوں کے مجمع کو چیرتے ہوئے اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں کے اس مکرو فریب کا حال اپنے اصحاب سے بیان فرمایا۔

راوی کہتا ہے حضرت نے مجھے فرمایا کل صبح کوفہ کے دروازے سے باہر جا کر فلاں جگہ پر دیکھنا ایک قافلہ آرہا ہوگا جس کے آگے آگے ایک شخص گھوڑے پر سوار ہوگا جب وہ آئے تو اسے میرا اسلام کہنا۔ اور اس سے کہنا قافلہ میرے سپرد کر دو اور حفظ و امان کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔ راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی میں اس مقام پر گیا جس کا حضرت نے فرمایا

https://www.shiabookspdf.com/

تھا۔ میں نے قافلہ کے آگے آگے اس سوار کو آتے ہوئے دیکھا میں نے حضرت کا پیغام دیا۔ اس نے قافلہ میرے سپرد کیا اور چلا گیا میں نے قافلے کی ہر چیز اسی طرح اٹھائی اور حضرت کے حضور لا کر سپرد کر دی۔ ہم نے سامان کھولا اور معلوم نہ تھا کہ اس میں کیا کچھ ہے حضرت نے فرمایا جاؤ ہمارے تمام شیعوں کو بلا کر لاؤ۔ جب وہ اکٹھے ہو گئے تو حضرت نے فرمایا: اس سامان کو کھولو اور جو کچھ ہے باہر نکالو جب ہم نے باہر نکالا تو میں نے کیا دیکھا کہ تیس ہزار تلواریں بغیر قبضہ کے ہیں۔ حضرت نے وہ تمام اپنے ماننے والوں میں تقسیم کر دیں۔ وہ لوگ تلواریں لے کر بازار میں بیچنے کے لیے لے گئے۔ لوگوں کو جب پتہ چلا تو زیادہ سے زیادہ قیمت سے خریدنے پر راضی تھے۔ اصحاب نے واپس آ کر عرض کیا یہ تلواریں کہاں سے آئیں؟ آپ نے فرمایا: جب تیس ہزار آدمیوں نے مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو خدا نے آسمان سے تیس ہزار فرشتے بھیجے۔ جنہوں نے ان کے ہاتھوں سے تلواریں پکڑ لیں اور ساتھ لے گئے اور اکٹھی کر کے اس شخص کو دے دیں جو سامان لے کر آیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ اہل کوفہ نے انہی تلواروں کو خرید کر تیز کیا اور غلافوں میں سنبھال کر رکھ لیا۔ اور عاشور کے دن اہل کوفہ نے انہی تلواروں کو تین جگہ پر استعمال کیا۔ ایک شہادت علی اکبر کے وقت دوسرا شہادت عباس اور تیسرا شہادت امام کے وقت۔ پس ہمیں ان روحانی والدین اور جسمانی والدین کا احترام کرنا چاہیے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ والدین کو مارنے سے بندہ عاق ہو جاتا ہے۔ گالی وغیرہ دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ روایات میں ہے کہ اگر کوئی انسان تھوڑی سی بھی بے ادبی کرے یا ان کیطرف سخت نگاہ سے دیکھے تو عاق ہو جائے گا۔ تھوڑی سی بے احترامی بھی عاق ہونے کا سبب بنتی ہے۔ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اس لیے نہ چلی کہ انہوں نے والدین کا احترام نہ کیا تھا۔

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت یعقوبؑ کا مصر میں ورود:

حضرت یعقوبؑ کے احوال میں لکھتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے حضرت یعقوبؑ کو خط لکھا کہ میں آپکی زیارت کرنا چاہتا ہوں آپ مصر تشریف لے آئیں۔ اس کے بعد دو سو سائٹھ فاخرہ لباس حضرت یعقوبؑ ان کی اولاد اور باقی اہل خانہ کے لیے بھیجے۔ تا کہ وہ یہ لباس پہن کر عزت و اکرام کے ساتھ آئیں۔ جب حضرت یوسفؑ کا خط ملا تو حضرتؑ یعقوبؑ نے تیاری شروع کر دی۔ اور اپنی اولاد اور پوتوں میں سے ستر افراد کے ساتھ سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت یوسفؑ نے ہر منزل پر ان کی مہمانداری کا انتظام کیا ہوا تھا۔ جہاں ان کی خدمت کرتے تھے۔ بڑی شان و شوکت کے ساتھ مصر کے باہر پہنچے دوسری طرف سے حضرت یوسفؑ تیس لاکھ سوار اور بارہ ہزار علمداروں کے ساتھ بڑی شان و جلال کے ساتھ استقبال کے لیے باہر آئے۔ جب حضرت یعقوبؑ کی نگاہ حضرت یوسفؑ پر پڑی تو اپنے آپکو بے اختیار زمین پر گرا دیا۔ اور اپنے بیٹے یہودا کا سہارا لے کر پیدل یوسفؑ کی طرف چل پڑے لیکن یوسف پیدل نہ ہوئے۔ کیونکہ اس سے کہا گیا تھا کہ پیدل ہونا بادشاہوں کی شان کے خلاف ہے۔ اسی وقت جبرئیل نازل ہوا۔ کہ اے یوسف تیرا بوڑھا باپ پیدل اور تو سوار یہ ادب کے خلاف ہے خدا فرماتا ہے کہ کسی نبی کا بدن قبر میں مٹی نہیں بنے گا مگر تیرا کیونکہ تو نے اپنے باپ کا احترام نہیں کیا۔ "انک لا تحترم لابیک فقطع منک نسل النبوۃ" جبرئیل نے کہا خدا کا ارادہ تھا کہ تیری نسل سے ستر نبی بھیجے لیکن تیری اس بے احترامی کی وجہ سے جو تو نے اپنے باپ کے ساتھ کی ہے تیری نسل سے نبوت ختم کر دی گئی ہے۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں: حضرت یعقوب نے پوچھا اے بیٹے مجھے بتا تیرے بھائی جب تجھے مجھ سے لے گئے۔ تو تیرے ساتھ کیا کیا؟ حضرت یوسف نے کہا اے بابا جان

https://www.shiabookspdf.com/

مجھے اس بات سے معاف رکھیں حضرت یعقوب نے کہا اگر سب کے سامنے بتانا نہیں چاہتے تو مجھے بتا دو۔ حضرت یوسف نے کہا بابا جان جب مجھے کنویں کے پاس لے گئے تو کہنے لگے اپنا کرتا اُتارو۔ میں نے کہا میرے بھائیوں خدا سے ڈرو اور مجھے ننگا نہ کرو۔ انہوں نے چھری نکالی اور کہنے لگے اگر تو نہیں اتارے گا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ پس میں نے مجبوراً اپنا قمیض اُتارا اور انہوں نے مجھے کنویں میں ننگا پھینک دیا۔ جب حضرت یعقوب نے یہ بات سنی تو "فشهق شهقة واغمی علیه" ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئے۔

عزادارو یعقوب نبی اتنا برداشت نہ کر سکے کہ یوسف کے بھائی یوسف پر چھری نکالیں اور بیہوش ہو گئے لیکن ذرا یعقوب کربلا کے درد دل کا حال دیکھئے جب یوسف کربلا نے آواز دی۔ بابا جان میں جا رہا ہوں خدا حافظ۔ میرے دادا نے مجھے ایسا جام سے سیراب کیا ہے کہ کیا ہے اب میں کبھی پیاسا نہیں ہونگا۔ امام جلدی سے اپنے جوان بیٹے کی لاش پر آئے دیکھا بیٹے کا سر زخمی ہے اور بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے۔ علی اکبر کے سرہانے بیٹھ گئے اور سر گود میں رکھا۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۸

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کنی دلی | زنہار بد مکن کہ نکرد است عاقلی
این پنج روزہ مہلت ایام آدمی | آزار مردمان نکند جز مغفلی
باری نظر بہ خاک عزیزان رفتہ کن | تا مجمل وجود بہ بینی مفصلی
درویش و بادشاہ نشنیدم کہ کردہ اند | بیرون ازاین دو لقمہ رزدی تناولی
زان گنجھای نعمت و خروارھای مال | باخو یشتن بہ گور نبردند خردلی
از مال وجاہ ومنصب وفرمان وتخت وبخت | بہتر ز نام نیک نکردند حاصلی
بعد از ہزار سال کہ نوشیرواں گذشت | گویند ازو ہنوز کہ بودہ است عادلی
دنیا مثال بحر عمیق است پر نہنگ | آسودہ عارفان کہ گرفتند ساحلی

ترجمہ: دنیا کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے تو اپنا دل پریشان کر رہا ہے۔ اپنے عہد کو خراب نہ کرو کیونکہ کوئی عقلمند ایسے نہیں کرتا۔

دنیا کی اس پانچ روزہ زندگی میں سوائے غافل شخص کے کوئی بھی لوگوں کو دکھ نہیں دیتا ایک مرتبہ اپنے ان رشتہ داروں اور عزیزوں کی طرف نگاہ کرو جو مٹی میں جا چکے ہیں۔ تاکہ تجھے حقیقتِ حال سے آگاہی ہو۔

میں نے نہیں سنا کہ درویش اور بادشاہ دو نعمتوں کے سوا کچھ کھاتے ہیں۔ اپنے خزانوں اور مال کے ڈھیروں میں سے ایک دانہ رائی برابر بھی نہ لے جا سکے۔ اپنے مال جاہ ومنصب، حکم اور تخت و بخت میں سے سوائے اچھی شہرت کے اور کچھ نہیں لے کر گئے۔ اگر کوئی چیز ان کی باقی ہے تو اچھے کام ہیں۔ اور کچھ نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوشیروان عادل کو گئے ہوئے ایک ہزار سال گذر گئے آج بھی لوگ اس کی عدالت کو یاد کرتے ہیں۔

دنیا ایک گہرا سمندر ہے جو مگرمچھوں سے بھرا پڑا ہے۔ صرف با معرفت لوگ ہی آرام سے ہیں جو ساحل تک پہنچ گئے۔

قال اللّٰہ الحکیم فی کتابہ الحکیم :(وان تعد و النعمت اللّٰہ لا تحصوھا) اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہیں کر سکتے۔

خدا کی نعمتیں بے شمار ہیں جن کی کوئی حد نہیں ہے۔

ترجمہ: خدا کی نعمتوں میں سے ایک عقل ہے۔ عقل کی فضیلت میں یہ روایت کافی ہے۔ کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ''یا ھشام ان اللّٰہ علی النا س حجتین حجۃ ظا ھر ۃ وحجۃ باطنۃ '' اے ہشام بندوں پر خدا کی دو حجتیں ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسری باطنی'' فاما الظاھرۃ فالر سل و الا نبیا ء والائمۃ و اماالباطنۃ فا لعقو ل '' ظاہری حجت رسول انبیاء اور آئمہ علیہم السلام ہیں اور باطنی حجت عقول ہیں عقل نفوس قدسیہ کے مقابلے میں ایک حجت ہے۔ جس کے پاس عقل ہوتی ہے اس کے پاس ہر چیز ہوتی ہے۔ جس کے پاس عقل نہ ہو اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ اس میں اور حیوانات میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ یہ خدا نے احکام جاری کیے ہیں یہ صرف عقل والوں کے لیے ہیں۔ بے عقل لوگوں سے خدا کوئی توقع نہیں رکھتا جیسے کہ خدا فرماتا ہے (لیس علی المجنون حرج)۔ یعنی بے عقل لوگوں پر کوئی حرج نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

صفتِ حیاء:

عاقل آدمی کی علامات میں سے ایک علامت صفتِ حیاء ہے۔اصول کافی اور خصال میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر آئے تو جبرئیل ان کے پاس آئے اور کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کو تین چیزوں میں سے ایک میں اختیار دوں۔ایک عقل دوسری دین اور تیسری حیاء۔حضرت آدمؑ نے فرمایا میں عقل کو اختیار کرتا ہوں۔اس سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس عقل ہو اس کے پاس دین بھی ہے اور حیاء بھی۔صفتِ حیاء کی دو قسمیں ہیں۔ایک خدا سے حیاء کرنا جو خدا سے حیا کرے اور خدا کو ہر جگہ حاضر سمجھے ممکن نہیں ہے کہ وہ گناہ کرے۔جیسے کہ حضرت یوسفؑ کے حالات میں لکھتے ہیں۔کہ جب زلیخا انہیں خاص کمرے میں لے گئی اور دروازہ بند کرلیا۔اس کمرے میں ایک بت تھا۔اٹھی اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا۔حضرت یوسفؑ نے فرمایا یہ کیوں کیا ہے ؟زلیخا نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس کے سامنے برا فعل انجام دوں۔حضرت یوسفؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر۔اس پتھر کے بنے ہوئے بت سے حیاء کر رہی ہے۔جو نہ دیکھتا ہے اور نہ ہی سنتا ہے کیا میں اس خدا سے حیاء نہ کروں جو تمام افعال سے آگاہ ہے اور ہر چیز دیکھتا بھی ہے اور اس سے کوئی چیز چھپی نہیں ہے اس کے بعد حضرت یوسفؑ اٹھ کر بھاگ گئے پس جس نے بھی خدا سے حیاء کیا وہ کبھی گناہ نہیں کرسکتا اور جو گناہ نہ کرے گا وہ نجات حاصل کر جائے گا۔

انوار نعمانیہ اور معالم الزلفی میں روایت ہے: رسول خداؐ نے فرمایا"اذا کان یوم القیامة انبت اللّٰه تعالی لطائفة من اُمتی اجنحة فیطیرون من قبورهم الی الجنان"جب قیامت کا دن ہوگا۔تو میری اُمت میں سے کچھ لوگوں کو خدا پر دے گا جن سے وہ اُڑ کر جنت کی طرف چلے جائیں گے۔ملائکہ اُن سے پوچھیں گے تم حساب سے

https://www.shiabookspdf.com/

فارغ ہو گئے ہو؟ وہ کہیں گے ہم حساب کے بغیر آ گئے ہیں۔ فرشتے کہیں گے کیا تم نے پل صراط عبور نہیں کیا؟ وہ کہیں گے ہم محمدؐ کی اُمت سے ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے دنیا میں تمہارا کیا عمل تھا کہ اس بلند مرتبہ پر فائز ہوئے ہو؟ وہ کہیں گے ہمارے اندر دو صفتیں تھیں جن کی وجہ سے خدا نے ہمیں یہ بلند مقام دیا ہے ایک یہ کہ دنیا میں خدا نے ہمیں جو دیا تھا ہم اس پر راضی تھے دوسرا یہ کہ جب خلوت میں ہمارے لیے گناہ کے اسباب فراہم ہوئے تو ہم خدا سے حیاء کرتے اور گناہ نہ کرتے تھے۔

اب ہمیں اپنی طرف دیکھنا چاہیے کیا ہم نے خوف خدا سے گناہ کو ترک کیا ہے۔ ہم بچے سے تو حیاء کرتے ہیں لیکن خدا سے حیاء نہیں کرتے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام اسحاق بن عمار سے فرماتے ہیں: خدا سے ایسے ڈرو گویا تم خدا کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ اگر خدا کے بارے میں شک کرتے ہو کہ آیا وہ دیکھتا ہے یا نہیں تو کافر ہو جاؤ گے۔ اور اگر یقین رکھ کر پھر گناہ کرو گے تو خدا کو پست ترین دیکھنے والا قرار دیا ہے۔ اُمید ہے کہ ہمارے گناہ غلط اعتقاد کی وجہ سے نہ ہوں بلکہ غفلت اور شقاوت کی وجہ سے ہو۔ لوگ گناہ کرنے میں دوسرے لوگوں سے شرم کرتے ہیں لیکن خدا سے شرم نہیں کرتے۔

دوسری قسم:

حیاء کی دوسری قسم مخلوق سے حیاء کرنا ہے۔ جو شخص مخلوق سے حیاء کرتا ہے وہ ان کی برائی نہیں کرتا، غیبت نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا، گالی نہیں دیتا، یتیم بچوں کا مال نہیں کھاتا چغلخوری نہیں کرتا، ظلم نہیں کرتا، لوگوں کو دکھ نہیں دیتا، دوسرے برے اعمال انجام نہیں دیتا۔ اگر کسی کے اندر حیاء ہو تو وہ کسی سائل کو خالی واپس نہیں کرتا۔ کوئی اس سے کچھ مانگے تو انکار نہیں کرتا۔ جیسے خدا تعالیٰ بھی سائل کو خالی واپس نہیں کرتا۔ کوئی اس سے کچھ مانگے تو انکار نہیں کرتا، جیسے خدا تعالیٰ بھی سائل کو محروم کرنے سے حیاء کرتا ہے، جو اس کے دروازے

https://www.shiabookspdf.com/

پر جائے وہ اسے خالی ہاتھ نہیں جانے دیتا۔

قیامت کے دن بندوں کے اعمال خدا کے سامنے پیش ہونگے:

خزائن الاخبار اور مجالس المتقین میں منقول ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے رسول خداؐ سے سوال کیا کہ مجھے بتائیں کس طرح بندوں کے اعمال خدا کے سامنے پیش ہونگے۔ حضورؐ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے سوال پر گریہ کرنے لگے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ گریہ کیوں کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اُس دن خدا کی رحمت کے اس کے بندوں پر وسیع ہونے کی وجہ سے۔ اے خدیجہ جب قیامت کے دن بندہ خدا کے دربار میں حاضر ہوگا تو اسے خطاب ہوگا: اے میرے بندے تجھے یاد ہے کہ فلاں دن اور فلاں رات تو نے کیا کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: ہاں پروردگار پس سب گناہ اس کے سامنے بیان کیے جائیں گے اور وہ اقرار کرے گا۔ یہاں تک کہ اس گناہ کا نام آئے گا جو بہت زیادہ برا ہوگا۔ پس اس وقت بندہ شرم کے مارے اپنا سر نیچے کرلے گا۔ اُس کے چہرے پر پسینہ آجائے گا اُس وقت خدا فرمائیگا اے میرے بندے چپ کیوں ہو جواب کیوں نہیں دیتا؟ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار میں شرمسار ہوں جواب دینے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ خطاب ہوگا: اے بندے تو لیئم اور کنجوس ہونے کے باوجود مجھ سے شرم کر رہا ہے۔ میں اپنی کریمی کے ساتھ تجھ سے شرم کیوں نہ کروں۔ اے بندے تیرا حیاء تیری ندامت اور پشیمانی ہے میرا حیاء میرا کرم ہے۔ اور دو حیاؤں کے درمیان گناہ باقی نہیں رہتا۔ پس اس وقت خدا اپنے کرم سے اس بندے کو معاف کردے گا۔ اور بہشت میں داخل فرمائیگا۔

تواضع:

عقل کی علامات میں سے ایک تواضع ہے۔ ایک تواضع با خدا ہے۔ جیسے حضرت

https://www.shiabookspdf.com/

لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں۔ ''یا بنی تواضع للحق تکن اعقل الناس'' خدا کے لیے تواضع کرو۔ تا کہ تمام لوگوں سے زیادہ عقلمند بنو۔ یعنی خدا کی اطاعت کرو جس کی وجہ سے تیری عقل تمام لوگوں سے بلند ہو جائے گی۔ ایک تواضع مخلوق کے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ انسان خود کو دوسروں سے بہتر نہ جانے۔ یہ ایک شریف ترین صفت ہے اور ایک بہترین خصوصیت ہے۔ اس کی فضیلت میں بہت سی روایات ہیں پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: جو بھی تواضع کرتا ہے خدا اسے لوگوں کے درمیان بلند کر دیتا ہے۔

از خاک آفریدت خدا وند پاک   پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک
تواضع سر رفعت افزازدت   تکبر بخاک اندر اندازدت
بعزت ہر آنکو فروتر نشست   بخاری نیفتد زبالا بہ پست

ترجمہ: خداوند قدوس نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے تو بھی اے بندے خاک کی طرح جھکا رہ تواضع تیرے سر کو بلند کرے گا اور تکبر تجھے خاک پر گرا دے گا۔

قسم ہے مجھے اپنی عزت کی کہ جو اپنے آپ کو نیچا رکھے گا وہ اوپر سے نیچے کانٹے پر نہیں گرے گا۔ حضرت موسیٰؑ کو خطاب ہوا۔ میں اس کی نماز قبول کرلوں گا جو میری عظمت کے سامنے تواضع کرتا ہے اور میری مخلوقات پر تکبر نہیں کرتا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو تواضع کرتے ہیں قیامت کے دن یہ لوگ منبروں پر بیٹھے ہونگے۔ اور تمام لوگوں سے ان کا درجہ بلند تر ہوگا۔ خدا نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ جس طرح خدا کے نزدیک ترین لوگ تواضع کرنے والے ہیں اسی طرح خدا سے دور ترین لوگ تکبر کرنے والے ہیں۔ پس ہمیں چاہیے کہ اپنے بزرگوں کی اقتداء کریں تا کہ اچھے اخلاق پیدا کریں۔

ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے گھر آیا اور حضرت نے انکے ہاتھ دھلائے آپ ملاحظہ کریں۔ حضرت جو تمام لوگوں سے افضل تھے۔ لوگوں کے ساتھ کس طرح تواضع سے پیش آتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ ایک دن

https://www.shiabookspdf.com/

ایک باپ اور بیٹا حضرت امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اٹھ کر ان کا اکرام کیا۔ آگے بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے اور حکم دیا کہ ان کے لیے کھانا لایا جائے جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو قنبر ایک لوٹا اور طشت لایا تا کہ ان کے ہاتھ دھلائے۔ حضرت نے اُٹھ کر قنبر کے ہاتھ سے لوٹا پکڑ لیا تا کہ خود ہاتھ دھلائیں۔ اس نے عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ میں ایسے نہیں کر سکتا کہ آپ میرے ہاتھ دھلائیں اور خدا مجھے دیکھ رہا ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ تم بیٹھو اور اپنے ہاتھ دھولو۔ خدا دیکھ رہا ہے کہ تیرے اور تیرے اس بھائی کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اور تیرا یہ بھائی تیری خدمت کرنے سے تمام اہل دنیا سے دس گنا زیادہ بہشت میں بلند مقام حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ آدمی بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا: تجھے واسطہ دیتا ہوں اپنے اس عظیم حق کا جو میرا تجھ پر ہے بڑے سکون سے ہاتھ دھونا۔ ایسے سمجھو جیسے قنبر ہاتھ دھلا رہا ہے۔ اور تیرے ہاتھوں پر قنبر پانی ڈال رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اس کے ہاتھ دھلائے۔ پس ہمیں بھی حضرت کی اقتدا کر کے اچھے اخلاق حاصل کرنے چاہئیں۔

قناعت:

عقل کی علامات میں تیسری چیز قناعت ہے حضرت امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں: میں نے تورات، زبور، انجیل اور قرآن کا مطالعہ کیا اور ان سے ایک ایک کلمہ کو اختیار کیا ہے۔ تورات سے یہ اختیار کیا ہے "من صمت نجی" جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ جیسے کہ فرمان ہے "سلامة الانسان فی حفظ اللسان" انسان کی حفاظت اس کی زبان کی حفاظت میں ہے۔

زین سبب گفتند اکابر در جہان　　راحة الانسان فی حفظ اللسان

ترجمہ: اسی وجہ سے اس دنیا میں بزرگوں کا کہنا ہے کہ انسان کی راحت اس کی

https://www.shiabookspdf.com/

زبان کو بند کر لینے میں ہے۔

بہت سے گناہ زبان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن خدا جتنا عذاب زبان کو دے گا اور کسی عضو کو نہیں دے گا۔

حضرت نے فرمایا: میں نے زبور سے یہ بات چنی ہے "من ترک الشھوات مسلم من الافات" جس نے شہوات کو ترک کر دیا وہ آفات سے سالم رہا۔

ترک شھوت کن اگر خواہی تو ھوش   زانکہ شھوت باز بند دچشم و گوش

ترجمہ: اگر عقلمند بننا چاہتا ہے تو شہوت کو ترک کر دے۔

حضرت نے فرمایا: میں نے قرآن سے اس بات کو چنا ہے۔ "ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" جس نے خدا پر بھروسہ کیا تو وہی اس کے لیے کافی ہے۔

تو کار خود بہ خدا وا گذار و دل خوش دار   کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند

ترجمہ: تو خدا پر بھروسہ کر اور اپنے دل کو خوش رکھ کیونکہ اگر مدعی رحم نہیں کرے گا خدا تو رحم کرنے والا ہے۔

حضرت نے فرمایا: میں نے انجیل سے اس بات کو چنا ہے "من قنع شبع" "جس نے قناعت کی وہ ہمیشہ سیر ہوتا ہے کبھی بھوکا نہیں ہوتا۔ کیونکہ "القناعۃ کنز لا یفنی" قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

چون قناعت را پیغمبر گنج گفت   ہر کسی را کہ رسد گنج نھفت

ترجمہ: جب پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ قناعت ایک خزانہ ہے تو ہر کسی کو یہ خزانہ کس طرح مل سکتا ہے۔

تمام برائیاں قناعت نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر انسان قناعت رکھتا ہو تو دنیا کا مال جمع کرنے کے لیے دن رات ایک نہ کرے اور اتنا لالچ اور حرص بھی نہ کرے

https://www.shiabookspdf.com/

انسان اگر اپنے لیے مال جمع کرتا ہے تو اس دنیا میں چند لقموں کے سوا کچھ نہ کھائے گا۔

اور اس دنیا سے جاتے ہوئے بھی صرف کفن قبر میں لے کر جائے گا۔ اور اگر اولاد کے لیے جمع کر رہا ہے۔ تو جو خدا تجھے روزی دے رہا ہے وہ تیری اولاد کو بھی دے گا۔ تو اس اولاد کے لیے فکر مند ہے جو تیرے نطفہ سے پیدا ہوا۔ کیا وہ ذات اس کی فکر نہ کرے گی جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔ وہ تجھ سے زیادہ مہربان ہے اور اس کے پاس تجھ سے زیادہ قدرت ہے۔ اگر خدا اسے وسیع رزق دیتا ہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اگر خدا نے اس کا رزق کم لکھا ہے تو کوئی زیادہ نہیں رکھ سکتا۔ اگر تو اپنی اولاد کے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہ جائے تو وہ ذات اسے اپنے خزانے سے عطا فرمائے گی۔ تو اس کی عمر اور زندگی تو نہیں دے سکتا۔ تو پھر اس کے رزق کی فکر میں کیوں ہے؟

نگارندۂ کودک اندر شکم نگارندۂ عمر و روزیست هم

ترجمہ: جو بچے کو ماں کے شکم میں شکل وصورت عطا کرتا ہے وہ اس کی عمر اور روزی کا بھی ذمہ دار ہے۔

اگر انسان تھوڑا سا فکر کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ کتنے ایسے والدین ہیں جو اپنی اولاد کے لیے بہت سا مال چھوڑ کر گئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے تنگدستی کی حالت میں زندگی گذاری۔ اور کتنے ایسے والدین ہیں جو اس دنیا سے جاتے ہوئے اولاد کے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہ گئے۔ اس کے باوجود ان کی اولاد نے بڑی اچھی اور سکون و آرام کی زندگی گزاری۔ انسان کو کیا پتہ کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ اگر کوئی مال و دولت جمع کرنا چاہتا ہے تو پہلے اسے اپنی عمر کو معین کر لینا چاہیے۔ اور اس عمر کے مطابق مال جمع کرے تو جب عمر معین نہیں ہو سکتی تو پھر مال کیوں جمع کر رہا ہے۔ پتہ نہیں کب موت آجاتی ہے۔

اگر فکر کریں تو خود بخود قناعت کی اہمیت آپ کے لیے واضح ہو جائے گی۔ اور معلوم

https://www.shiabookspdf.com/

ہو جائے گا کہ حرص اور لالچ سوائے زحمت اور مشقت کے اور کچھ نہیں دیتا۔

شنیدستم کہ وقتی تاجری | در بیابانی بیفتاد از ستور
گفت چشم تنگ دنیا دار را | یا قناعت پر کند یا خاک گور

ترجمہ: سنا گیا جب ایک تاجر بیابان میں سواری سے گرا تو اس نے کہا دنیا دار اور لالچی کی آنکھ یا قناعت پر کر سکتی یا قبر کی خاک۔

پس جو قناعت کرے گا وہ دنیا میں مشکلات سے محفوظ رہے گا۔ اور سکون سے رہے گا اور لوگوں میں عزت و اکرام حاصل کرے گا۔ جیسے معصومؑ کا فرمان ہے۔ "عز من قنع و ذل من طمع" عزت پا گیا جس نے قناعت کی۔ ذلیل ہوا وہ جس نے لالچ کی۔

بہ قناعت کسی کہ شاد بود | تا ابد محتشم نہاد بود
آنکہ با آرزو کند خویشی | اُفتد از خواجہ گی بہ درویشی

ترجمہ: جو قناعت کے ساتھ خوش ہو وہ ہمیشہ کے لیے خوش رہتا ہے۔ اور جو شخص اُمیدیں لگائے ہوئے ہو وہ بلندی سے نیچے گرتا ہے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا: جو قناعت کرے گا وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا۔ اور خدا اسے بے نیاز کر دے گا اور جو اسراف کرے گا خدا اسے فقیر کر دے گا۔

قناعت توانگر کند مرد را | خبر کن حریص جہان گرد را
قناعت کن ای نفس براندکی | کہ سلطان و درویش بینی یکی

ترجمہ: قناعت مرد کو بے نیاز کر دیتی ہے یہ خبر دنیا گھومنے والے حریص و لالچی شخص کو دو۔ اے نفس تھوڑا سا قناعت کرو۔ پھر تیری نظر میں بادشاہ اور فقیر برابر ہو نگے۔

اگر کسی کا اعتقاد کامل ہو تو وہ حرص نہیں کرتا۔ اور دن رات مال جمع کرنے میں اپنی عمر ضائع نہیں کرتا۔ کیونکہ خدا نے جو اس کے مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ اسے مل جاتا ہے۔ اس

https://www.shiabookspdf.com/

سے زیادہ نہیں مل سکتا لہٰذا لالچ کرتے ہوئے زحمت کرنا بے سود ہے۔

ما آبروی فقر و قناعت نمی بریم　　　با بادشاه بگوی که روزی مقدر است

ترجمہ: ہمیں فقر اور قناعت کی عزت کا علم نہیں ہے۔ بادشاہ سے کہو روزی مقدر ہے۔ جو شخص قناعت کرتا ہے وہ دنیا کی طرف رغبت نہیں کرتا ہمیشہ سفر آخرت کی تیاری کرتا ہے اور اس کے لیے سامان تیار کرتا ہے۔

پیغمبر اکرم فرماتے ہیں: "**الدنیا دار من لا دار لہ ولھا یجمع من لا عقل لہ**" دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو۔ اور دنیا کے لیے وہ شخص مال جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔

گفت مال تو بلای جان تست　　　این سرا و باغ تو زندان تو است

ترجمہ: کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ تیرا مال تیری جان کے لیے بلا ہے۔ یہ تیرا گھر اور باغ تیرا زندان ہے۔

کلماتِ قصار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "**ینبغی للعاقل ان یحترز من سکر المال و سکر القدرۃ وسکرا لعلم و سکر المدح و سکر الشباب فان لکل ذالک ریاحاً خبیثۃ تسلب و تستخف الوقار**" عقلمند کو مال، طاقت، علم، تعریف اور جوانی کی مستی سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لئے گندی بو ہے جو عقل کو ختم کر دیتی اور وقار کو مجروح کرتی ہے۔

بادہ پر خوردن و هشیار نشستن سهل است　　　گر بہ دولت برسی مست نگر دی مردی

ترجمہ: شراب پی کر مست نہ ہونا آسان ہے مزا تو تب ہے اگر دولت ملے تو تجھے مستی نہ آئے پھر تجھے مرد کہیں گے۔

حضرت فرماتے ہیں: "**استعیذ باللّٰہ من سکر الغنا ء فان لہ سکرۃ**

https://www.shiabookspdf.com/

بعیدۃ الا فاقہ ''مال و دولت کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو۔ کیونکہ یہ ایسی مستی ہے، جس میں بڑی دیر سے ہوش آتا ہے۔

حقیقتِ حال بھی یہی ہے۔ جب تک لوگوں کے پاس مال و دولت نہیں ہوتا۔ غریبوں اور فقیروں کے ساتھ بیٹھتے ہیں خدا کی عبادت کرتے ہیں اس کے دربار میں دعا کرتے ہیں لیکن جیسے ہی تھوڑا سا مال و دولت مل جاتی ہے تو ان میں تکبر و غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت نہ خدا کا حکم مانتا ہے اور نہ ہی پیغمبر و نبی کا۔

یارب این نو دولتان را بر خر خود شان نشان کاین ہمہ فخر از غلام و اسب و استر ھی کنند

ترجمہ: اے پروردگار ان نئے دولتمندوں کو ذرا عقل دے کہ جو اپنے غلام، گھوڑے اور خچر پر فخر کرتے ہیں۔

ایک مالدار اور فقیر شخص پیغمبرؐ کی خدمت میں آیا:

ابواب الجنان میں لکھتے ہیں ایک مالدار شخص پیغمبرؐ اسلام کی خدمت میں بیٹھا تھا اتنے میں ایک فقیر شخص اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ مالدار شخص اپنے کپڑے سنبھالنے لگا۔ حضورؐ نے فرمایا: تو ڈر گیا ہے کہ اس کی فقیری تجھے نہ لگ جائے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: تو اس چیز سے ڈرا ہے کہ تیری امیری اور دولتمندی اس کے پاس نہ چلی جائے؟ اس نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا: پھر اس لیے کیا ہے کہ تیرے کپڑے گندے ہو نہ جائیں؟ اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہؐ: حضرت نے فرمایا: پھر تو نے ایسے کیوں کیا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ میرا ایک ساتھی ہے جو میرے ہر برے کام کو اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ اور وہ شیطان ہے۔ یا رسول اللہؐ میں اپنی اس غلطی کی وجہ سے اپنا آدھا مال اس شخص کو دیتا ہوں۔ حضرت نے اس فقیر کی طرف دیکھ کر فرمایا: تجھے قبول ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت نے فرمایا: کیوں؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میں بھی اس کی طرح متکبر اور مغرور نہ بن جاؤں۔

بہ مال غرہ چہ باشی کہ یک دو روزی چند   ھمہ نصیب میراث خوار خواھد شد

ترجمہ: مال و دولت پر غرور کیسا یہ تو چند دن بعد وارثوں میں تقسیم ہو کر ذلیل و خوار ہو گی

قارون کا حضرت موسیٰؑ پر الزام لگانا:

قارون نے علم کیمیا کے ذریعے سے بڑا مال و دولت جمع کیا ہوا تھا۔ جب وہ سوار ہوتا تو ایک ہزار گانا گانے والی کنیزیں ایسے سفید اونٹوں پر سوار ہوتی تھیں جن کے پٹے اور رکابیں جواہرات سے بنے ہوئے تھے اور سونے چاندی کی تاروں اور ریشم سے بنے ہوئے۔ خوبصورت دیباج سرخ کے لباس ان کے اوپر تھے۔ اور ایک ہزار غلام سونے اور چاندی کے بنے ہوئے جام اور طوق لے کر عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر ساتھ چلتے تھے۔ ہر روز بنی اسرائیل کو بلا کر کہتا سے جان چھڑاؤ۔ حضرت موسیٰ

دوسرے دن جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو وعظ کرنے کے لیے منبر پر گئے اور فرمایا کہ جو چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ جو زنا کرے گا سنگسار کرونگا۔ قارون اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ میرے پاس ایک عورت آئی ہے جو تیری شکایت کر رہی ہے کہ موسیٰ نے میرے ساتھ زنا کیا ہے اور اس سے میں حاملہ ہوں۔ وہ عورت اس وقت موجود ہے۔ پھر اس عورت کی طرف اشارہ کیا کہ کھڑی ہو کر قصہ بیان کر۔ لیکن اس عورت کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو گیا۔ اور دل میں سوچنے لگی۔ کہ میں کئی سالوں سے گناہ کر رہی ہوں اور اب خدا کے رسول پر تہمت لگاؤنگی تو پھر میرے لیے راہ نجات بند ہو جائے گا۔ پس اس عورت نے بنی اسرائیل کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے لوگو: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ قارون

https://www.shiabookspdf.com/

نے مجھے دو تھیلیاں رقم دی تھی تاکہ میں خدا کے اس نبی پر تہمت لگاؤں۔ پھر وہ عورت حضرت موسیٰ کے پاس گئی اور اپنے گناہ سے توبہ کی۔ موسیٰ اس قصے سن کر بڑے غمگین ہوئے سر سجدے میں رکھ کر خدا سے عرض کرنے لگے اے پرودگار: قارون کافر ہوگیا ہے۔ اگر میں تیرا نبی ہوں تو مجھے اس پر مسلط کر اب تک تو میں نے صبر کیا ہے لیکن اور صبر نہیں کرسکتا۔

خطاب ہوا: اے میں نے زمین تیرے اختیار میں دے دی ہے جو حکم دو گے وہ قبول کرے گی۔ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا: جو قارون کا ساتھی نہیں ہے اس سے دور ہو جائے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ غصے میں ہیں تو وہ لوگ جو قارون کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے وہ بھی اسے چھوڑ کر دور ہو گئے۔ اس کے ساتھ صرف دو آدمی باقی رہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: ''یا ارض خذیھم'' اے زمین ان کو پکڑ لے زمین نے زانو تک اپنے اندر دھنس لیا قارون نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور کو قسم دی کہ مجھ پر رحم کرے۔ حضرت موسیٰ نے کہا اے لاوی کے بیٹے میرے ساتھ بات نہ کرو۔ اور پھر زمین کو حکم دیا کہ اس کو پکڑ لے۔ زمین آہستہ آہستہ اسے اپنے اندر لے گئی اور جہاں ان کو جانا چاہیے تھا۔ زمین اپنے اندر لے گئی۔ پس یہ ہے نتیجہ ایسے لوگوں کا جو مال دنیا سے لو لگاتے ہی۔ اسی وجہ سے انبیاء اور اولیاء نے مالِ دنیا کو ترک کیا ہے اور قناعت کے ساتھ دنیا میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ اگر چاہتے تو آرام و سکون کی زندگی بسر کر سکتے تھے۔ اچھا لباس اور اچھی خوراک حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن ہمیشہ دنیا سے دور رہے اور دنیا و اہل دنیا کی مذمت کرتے رہے۔

دنیا کی تمام مشکلات اور نافرمانی صرف اس دنیا کی محبت کی وجہ سے ہے۔ اگر دنیا کی حرص و لالچ اور محبت لوگوں کے دلوں میں نہ ہو۔ تو وہ نہ تو شہرت کے طلبگار ہونگے اور نہ ہی حکومت و ریاست کے۔ یہ سب خرابیاں اس دنیا اور دولت کو حاصل کرنے کی وجہ سے ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

دنیا سے محبت کرنے والا اگر عالم ہے۔ تو خدا کے حکم کے خلاف فیصلہ کرے گا۔ رشوت لے گا۔ لوگوں کا مال کھائے گا۔ جھوٹا دعویٰ کرے گا۔ جھوٹی گواہی دے گا۔ جھوٹ بولے گا۔ غیبت کرے گا۔ لوگوں کی مذمت کرے گا۔ لوگوں کے ساتھ حسد کرے گا۔

اور اگر کوئی عبادت گزار دنیا دار بن جائے تو وہ اپنی عبادت میں ریا کاری کرے گا۔ اور اپنے اعمال کو غرور و حسد کی وجہ سے باطل کر بیٹھے گا۔ اگر دنیا دار تاجر ہے۔ تو ملاوٹ کرے گا جھوٹ بولے گا۔ لوگوں کو دھوکہ دے گا۔ سود کا کاروبار کرے گا۔ کنجوسی کرے گا۔ واجب حقوق ادا نہ کرے گا۔ تکبر کرے گا۔ اگر کسی کو کوئی چیز دے گا تو احسان اور منت جتلائے گا۔ زبان کا زخم لگائے گا۔

اگر کوئی فقیر دنیا دار اور لالچی بن جائے تو چوری کرے گا۔ لوگوں سے مانگے گا۔ امیروں کی تابعداری کرے گا۔ اگر چہ یہ تابعداری اسے مذہب سے باہر نکال دے۔

اس لیے رسول خداؐ نے فرمایا ''حب الدنیا راس کل خطیئة'' دنیا کی محبت ہر گناہ کا پیش خیمہ ہے۔ پس عاقل شخص وہ ہے جو نفس امارہ کے ساتھ جہاد کرے اور دنیا کی محبت کو دل سے نکال دے۔

لا جرم مرد عاقل و کامل نـنـهـد بـر حـیـات دنـیـا دل

ترجمہ: یقیناً عقلمند شخص زندگانی دنیا سے محبت نہیں کرتا۔

حماقت اور جہالت کی علامت دنیا کی محبت ہے عقلمندی اور سمجھداری کی علامت دنیا سے دوری ہے۔

هست دنیا جاهل و جاهل پرست عاقل آن باشد که از دنیا برست

ترجمہ: دنیا جاہل ہے اور جاہل پرست ہے۔ عقلمند وہ ہے جو دنیا سے دور رہے دنیا کو پیغمبرؐ اور آئمہ علیہ السلام نے مختلف چیزوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

رسول خداؐ نے فرمایا: اس دنیا کی مثال اس طرح ہے کہ کوئی شخص سخت گرمی کے دن میں ایک سایہ دار درخت کے نیچے تھوڑی دیر کے لیے سو جاتا ہے اور اٹھ کر اس درخت کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں: دنیا سانپ کی طرح ہے جس کا ظاہر نرم و ملائم لیکن باطن میں زہر ہے۔ عاقل اس سے دور بھاگتا ہے اور بچہ اس کی طرف رغبت کرتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

زهـر دار دردرون دنیـا چـه مـار   گرچه دار داز برون نقش و نگار

ترجمہ: دنیا کے اندر زہر چھپا ہوا ہے اگرچہ باہر سے خوبصورت نظر آتی ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس دنیا کی مثال سمندر کے کھارے پانی کی طرح ہے انسان جتنا بھی پیتا ہے سیراب نہیں ہوتا۔ پیاس ختم نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: دنیا کی مثال ابریشم کے کیڑے کی طرح ہے۔ وہ جتنے زیادہ بل کھاتا ہے اتنا ہی اس کا نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور آخر کار درمیان میں غصے سے مر جاتا ہے۔

کچھ لوگ دنیا کی مثال اس طرح دیتے ہیں کہ دنیا اس کنویں کی طرح ہے جس میں ایک شخص کو رسی کے ساتھ باندھ کر لٹکا دیا گیا ہو۔ اس کنویں کی تہہ میں ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا ہو کہ کب یہ شخص گرتا ہے اور میں کھاؤں۔ دو سیاہ اور سفید چوہے اس کی رسی کو کاٹنے میں مشغول ہیں۔ یہ شخص ان تمام چیزوں کو دیکھنے کے باوجود کنویں کی دیوار پر لگا ہوا تھوڑا سا شہد کھا رہا ہے جس پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے۔ اور بہت سی شہد کی مکھیاں اسے کاٹ بھی رہی ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ کنواں دنیا ہے، وہ اژدہا موت ہے، وہ رسی عمر ہے، دو سیاہ اور سفید چوہے دن اور رات ہیں اور وہ خاک ملا شہد دنیا کی لذتیں ہیں جو مصائب اور بیماریوں سے پُر ہیں۔ اور وہ مکھیاں اہل دنیا ہیں۔ پس اس دنیا کے لیے انبیاء اور اولیاء میں سے ہر ایک

https://www.shiabookspdf.com/

نے کوئی نہ کوئی مثال دی ہے۔تا کہ ہم سمجھ جائیں کہ دنیا کی محبت دل سے باہر نکال دینی چاہیے۔

اسی لئے خود بھی دنیا سے دور تھے کیونکہ وہ دنیا کے مقاصد اور نقصانات کو جانتے تھے انہوں نے دنیا کو ترک کیا اور دن رات آخرت کے لئے عمل انجام دیتے رہے۔خاص طور حضرت امیر المومنین علیہ السلام دن رات مدینے کے کوچوں میں چکر لگاتے تھے جہاں کوئی یتیم' قیدی' غریب اور بیوہ عورت کو دیکھتے تو اس کی مدد کرتے اسے سہارا دیتے۔اتنے بلند مرتبہ کے باوجود اپنی اور اہل وعیال کی روزی خود کماتے اور دن کے وقت لوگوں کی مزدوری کرتے تھے۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک بوڑھی عورت کی مشک اٹھاتے ہوئے اس کے گھر تک پہنچاتے ہیں بحار الانوار کی جلد 41 میں مناقب ابن شہر آشوب سے اور عین الحیات سے نقل کرتے ہیں ایک دن حضرت امیر المومنین کوچوں میں چکر کاٹ رہے تھے آپ نے دیکھا ایک بوڑھی عورت مشکیزہ اٹھائے جارہی ہے حضرت نے اس سے لیکر اس کے گھر پہنچادیا راستے میں جاتے ہوئے اس سے احوال پرسی بھی کرتے گئے اس عورت نے کہا۔میرے شوہر کو امیر المومنین نے ایک جنگ پر بھیجا اور وہ قتل ہو گیا۔اس کے چند چھوٹے بچے یتیم میرے پاس ہیں۔میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے مجبور ہو کر لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرتی ہوں جس سے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتی ہوں۔حضرت نے مشک اس کے گھر رکھنے کے بعد کچھ آٹا اور کھجوریں لیں اور واپس اس کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔عورت نے پوچھا کون ہے؟ حضرت نے فرمایا میں وہی ہوں جو تیری مشک گھر چھوڑ کر گیا ہے عورت نے کہا خدا تجھ سے راضی ہو۔میرے اور علی ابن ابیطالب کے درمیان فیصلہ کرے۔حضرت اندر گئے اور فرمایا میں ثواب حاصل کرنا چاہتا ہوں دو کاموں میں سے ایک مجھے دے میں کرتا ہوں۔تو آٹا گوندھ میں بچوں کو چپ کرواتا ہوں یا تو بچوں

https://www.shiabookspdf.com/

کو چپ کرواتیں آٹا گوندھتا ہوں۔ اس نے کہا میں آٹا گوندھتی ہوں حضرت نے بچوں کو گود میں لیا اور انہیں چپ کرانے لگے۔ جب عورت نے روٹی پکائی تو حضرت روٹی کے لقمے اور کھجور بچوں کے منہ میں ڈال کر کھلانے لگے اور ساتھ یہ فرما رہے تھے اے بچو علی کو معاف کر دینا۔

جب وہ عورت آٹا گوندھنے سے فارغ ہوئی تو کہنے لگی اے مرد میں نے آٹا گوندھ لیا ہے جا کر تنور میں آگ جلاؤ۔ حضرت اٹھے اور جا کر تنور میں آگ جلائی جب آگ کے شعلے اوپر اٹھتے تھے تو اپنا چہرہ قریب لیجا کر اپنے سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے۔ اے علی آگ کا مزہ چکھو تا کہ دوبارہ یتیموں اور بیواؤں کے حال سے تو غافل نہ ہو۔

اسی اثنا میں ایک ہمسایہ عورت آئی تا کہ آگ لے جائے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو تنور پر کھڑے دیکھا تو دوڑتی ہوئی اس عورت کے پاس گئی اور کہنے لگی یہ کون مرد ہے؟ جو تیرے لئے روٹی پکا رہا ہے؟ اس نے کہا کوئی عرب ہے میری مدد کے لئے آیا ہے۔ ہمسائی عورت نے کہا بڑا افسوس ہے تجھ پر یہ تو امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ وہ عورت بھاگی اور حضرت کے قدموں میں گر گئی۔ مجھ سے غلطی ہوگئی مجھے معلوم نہ تھا مجھے معاف کر دیں۔ حضرت نے فرمایا بلکہ تو مجھے بخش دے تو علی کو معاف کردے۔ علی جب تک زندہ رہے یتیموں، قیدیوں اور بیواؤں کے ساتھ اسی طرح پیش آتے رہے۔

لیکن ہائے افسوس علی کی بہو بیٹیاں جب بیوہ ہوئیں اور بچے یتیم ہوئے تو لوگوں نے ان پر ترس کھانے کی بجائے تین دن تک پیاسا رکھا۔ جب بچے بھوک اور پیاس کی وجہ سے روتے تھے تو تازیانے اور تھپڑ مارتے تھے۔

از کوفہ تا شام نخوردند نان سیر   آری شدند سیر ولکین زجان شدند

ترجمہ: کوفہ سے لیکر شام تک سیر ہو کر نہ کھایا ہاں اپنی زندگی سے ضرور سیر ہو گئے

https://www.shiabookspdf.com/

تھے۔ اہل بیت پیغمبرؐ کو جب شام لے گئے تو ایک بے چھت خرابے میں ٹھہرایا۔ اس میں نہ کوئی چراغ تھا اور نہ ہی فرش نہ پانی تھا اور نہ کھانا۔ اہل بیتؑ دن رات روتے رہتے تھے اس رات سے زیادہ سخت رات شاید اہل بیتؑ پر نہ گذری ہو جب تین سالہ بچی نے اپنے بابا کو خواب میں دیکھا تھا خواب سے بیدار ہوئی تو آواز دی۔

عمہ پدرم دیگر کجا رفت　　　آمد ز سفر دیگر چرا رفت

من بی ادبی نکردہ بودم　　　راز دل خویش می نمودم

ترجمہ: پھوپھی جان میرے بابا کہاں گئے ہیں۔ سفر سے ابھی ابھی واپس آئے تھے پھر کہاں چلے گئے میں نے بابا کے ساتھ کوئی بے ادبی تو نہیں کی میں تو اپنے دل کے راز بتا رہی تھی۔

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۰۹

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کنی دلی	زنہار بد مکن کہ نکردہ است عاقلی
این پنج روزہ مہلت ایام آدمی	آزار مردمان نکند جز مغفلی
از مال و جاہ و منصب و فرمان و تخت و بخت	بہتر ز نام نیک نکردند حاصلی
بعد از ہزار سال کہ نوشیروان گذشت	گویند از و ہنوز کہ بودہ است عادلی

ترجمہ: دنیا کی خاطر اپنا دل پریشان نہ کر اس کی وجہ سے اپنی عمر ضائع نہ کرو کیونکہ عقلمند آدمی ایسا نہیں کرتا۔

دنیا کی اس پانچ روزہ زندگی میں غافل کے سوا کوئی بھی لوگوں کو تکلیف نہیں دیتا۔

مال و دولت شان و شوکت اور تخت و تاج سے صرف نیک نامی ہی ان کی باقی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ اگر کوئی نیک کام انجام دیا ہوگا تو۔ نوشیروان کو گذرے ہوئے ایک ہزار سال ہو گیا کہتے ہیں کہ اس کی عدالت اب تک لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔

قال اللّٰہ الحکیم لا ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربٰی و ینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی۔

خدا اس آیت میں تین چیزوں کے کرنے کا حکم دے رہا ہے اور تین چیزوں سے منع فرما رہا ہے۔ جن تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے تمام اطاعتیں عبادتیں اور فیض و برکات ان میں جمع ہیں۔ اور جن تین چیزوں سے روکا ہے تمام گناہ آفات اور بلائیں ان میں موجود ہیں۔

مرحوم صافی لکھتے ہیں کہ اگر قرآن میں صرف یہ آیت بھی ہوتی تو پھر بھی قرآن

https://www.shiabookspdf.com/

کے متعلق یہ کہنا درست تھا کہ وہ ہر شئی کو بیان کرنے والی کتاب ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان میں تمام حکمتیں اور فائدے پوشیدہ ہیں اور جن چیزوں سے روکا ہے ان میں وہ تمام نقصانات اور مشکلات پائی جاتی ہیں جو دنیا میں لوگوں میں پائی جائیں گی۔ اس آیت میں سب سے پہلے خدا حکم فرما رہا ہے کہ عدل کرو۔ ظلم اور زیادتی نہ کرو ایک دوسرے کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ۔

فرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

"اعدل الناس مَن رضی للناس ما یرضی لنفسه و کره لهم مایکره لنفسه"

عادل ترین شخص لوگوں میں سے وہ ہے جو لوگوں کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے انسان اگر ہر صاحب حق کا حق ادا کردے تو وہ عادل ہے ورنہ ظالم ہوگا۔

وہ لوگ جن میں عدالت شرط ہے

علماء میں عدالت شرط ہے کیونکہ شریعت کا نظام اور استحکام ایک عادل عالم کے ذریعے سے ہے، بہت سے شرعی احکام کا تعلق عدالت کے ساتھ ہے مثلاً گواہی اگر گواہ عادل نہ ہوں تو ایک عالم اپنے علم کے ذریعے سے حکم نہیں لگا سکتا اور نہ ہی عمل کر سکتا ہے۔ اسی طرح طلاق بھی دو عادلوں کے سامنے جاری ہوتی ہے۔ اسی طرح لوگ جس کی تقلید کرتے ہیں اس عالم کو عادل ہونا چاہئے۔

اسی طرح قاضی میں بھی عدالت شرط ہے کیونکہ اگر قاضی عادل نہ ہوگا تو حکم خدا کے مطابق عمل نہیں ہوگا غیر عادل قاضی رشوت لے گا لوگوں کے مال میں تصرف کرے گا

https://www.shiabookspdf.com/

یتیموں کا مال کھائے گا وقف کے مال میں اپنا حق سمجھے گا۔

اسی طرح بادشاہ اور حاکم کو بھی عادل ہونا چاہیے اگر کوئی بادشاہ اپنی حکومت و سلطنت کو باقی رکھنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ عدالت کو ہمیشہ اختیار کرے۔

مامون کا نوشیروان کی قبر اکھاڑنا۔

کبریت احمر میں ہے کہ عادل بادشاہ کا بدن قبر میں محفوظ رہتا ہے خاک نہیں بنتا۔ مامون چاہتا تھا کہ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرے لہذا اس نے نوشیروان عادل کی قبر کھولنے کا حکم دیا۔ قبر کھولی گئی تو دیکھا اس کا بدن تر و تازہ ہے۔ ایسے پڑا ہے جیسے سویا ہوا ہو۔ اس کی انگلیوں میں تین انگوٹھیاں تھیں ایک پر لکھا ہوا تھا جس نے قناعت اختیار کی اس کی زندگی خوش گزرے گی دوسری پر لکھا ہوا تھا دوست اور دشمن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ تیسری پر لکھا ہوا تھا اپنے کاموں میں مشورہ کرو تا کہ مقصد تک پہنچ سکو۔ماموں کے وزیر نے کہا یہ انگوٹھیاں قیمتی ہیں اگر خلیفہ حکم دیں تو انہیں باہر نکال لیں کیونکہ ان کے قبر میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مامون غصے میں آ گیا اور کہنے لگا جس بادشاہ کا خاک نے احترام کیا ہے اور اس کے ساتھ خیانت نہیں کی تو اس کے ساتھ ایسی بری حرکت کرنا چاہتا ہے۔

جس طرح عادل بادشاہ کو قبر کی مٹی کچھ نہیں کہتی اسی طرح آگ بھی اسے کچھ نہیں کہتی جیسے رسولؐ خدا نے فرمایا معراج کی شب میں نے جہنم میں دو تخت دیکھے جن پر ایک ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جن کے ہاتھ میں پنکھا تھا جس سے آگ کو دور کر رہے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ اس نے کہا ایک نوشیروان عادل اور دوسرا حاتم طائی ہیں یہ کفر کی وجہ سے جہنم میں ہیں لیکن خدا نے عدالت اور سخاوت کو ان کے لئے پنکھا بنا دیا ہے جس سے آگ کو دور کرتے ہیں اور عذاب میں کمی ہوگئی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نوشیروان کو آج تک اس کی عدالت کی وجہ سے لوگ یاد کرتے ہیں۔

زینۃ التواریخ میں لکھتے ہیں کہ نوشیروان کی حکومت اس لئے پائیدار اور مستحکم تھی کیونکہ اس نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ حکم دیا کہ مزدکیت کو ختم کر کے خدا پرستی کا لوگوں میں رواج دیا جائے ہر طرف عدل کا دور دورہ تھا۔ حکومت و مملکت کے علماء کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا۔ یونان کے فلسفی افراد کا اس کے دربار میں آنا جانا تھا۔ ہر طرف اپنے جاسوس بھیجے ہوئے تھے تاکہ لوگوں کے حالات کا جائزہ لیں اور آکر اطلاع دیں اس لئے وہ عوام کے حالات سے آگاہ رہتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے نوش زاد کو لوگوں پر ظلم کرنے اور آتش پرست ہونے کی وجہ سے قید کر دیا اور آخر اسے قتل کر دیا عدل وانصاف کا اتنا خیال رکھتا تھا کہ کسی پر ظلم برداشت نہیں کرتا تھا۔

ایک دفعہ روم کے سفیر نوشیروان کے دربار میں بہت سے تحفے لیکر آئے ایک دن سفیر نوشیروان اور امراء کے ساتھ ایک شاہی کمرے میں بیٹھے اطراف کی زمینوں کو دیکھ رہے تھے زمین کا ایک ٹکڑا دیکھا جو باقی زمینوں سے الگ شکل وصورت کا تھا۔ سفیر نے اس کا سبب پوچھا بتایا گیا یہ ایک بوڑھی عورت کی ہے بادشاہ نے خریدنا چاہا تھا لیکن وہ راضی نہ ہوئی جب زبردستی کرنے لگے تو بادشاہ نے روک دیا اور کہا میری عدالت اجازت نہیں دیتی کہ ایک بوڑھی عورت پر ظلم کروں۔ اسی عدل وانصاف کی وجہ سے اسی سال حکومت کی۔ اور بڑے آرام وسکون کی زندگی گذاری اس کا نام آج بھی تمام عالم میں باقی ہے اور ایران کی قوم اور ملک کے لئے افتخار اور سربلندی کا باعث ہے۔

زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل گرچہ بسی گذشت کہ از وی نشان نماند

ترجمہ: نوشیروان کا نام اس کی عدالت کی وجہ سے اب تک زندہ ہے اگرچہ کتنے ایسے لوگ گذر گئے ہیں جن کا نشان تک باقی نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

تاریخ کی بعض کتابوں میں نقل کرتے ہیں کہ نوشیروان سے پوچھا گیا تو نے عدالت کہاں سے سیکھی ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک بیابان میں دیکھا کہ ایک شخص نے کتے کے پاؤں پر لکڑی مار کر اس کا پاؤں توڑ دیا۔ گھوڑے پر ایک سوار گذر رہا تھا گھوڑے نے لات مار کر اس شخص کا پاؤں توڑ دیا۔ گھوڑا تھوڑا سا آگے گیا تو اس کا پاؤں ایک سوراخ میں پھنسا اور وہ بھی ٹوٹ گیا اس سے میں سمجھ گیا کہ عدالت کرنی چاہئے۔ اگر کوئی بلاوجہ کسی پر ظلم کرے گا تو اسی طرح اس پر بھی ظلم ہوگا۔

ای کہ بد کردی بترس ایمن مباش　　زانکہ تخم است .و برو یاند خداش

از مکافات عمل غافل مشو　　گندم از گندم بروید جو ز جو

ترجمہ: اے وہ شخص جس نے کسی پر ظلم کیا ہے ڈرو اور خود کو محفوظ مت سمجھو کیونکہ جو بویا جائے گا وہی اُگے گا۔

مکافات عمل سے غافل نہ ہو　　گندم سے گندم اگتی ہے اور جو سے جو

عدالت خدا کی پسندیدہ صفت ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندوں میں بھی یہ صفت پائی جائے اور عدل کے مطابق عمل کریں خدا نے تمام انبیاؑ کو بھی اسی خاطر بھیجا ہے جیسے کہ دعائے عدیلہ میں موجود ہے "بعث الانبیا' لیبین عدلہ" انبیاء کو اس لئے بھیجا گیا تا کہ اس کے عدل کو ظاہر کریں۔

پس لوگوں کو اپنے تمام افعال و کردار میں عدالت کا خیال رکھنا چاہئے اگر عادل بن جائیں گے تو غور و فکر کریں گے آیا میرے مال میں خمس یا زکوۃ تو واجب نہیں ہے۔ اگر حج واجب ہے تو انجام دیں گے باقی تمام حقوق بھی انجام دیں گے۔ واجب حقوق میں سے ایک حق عورت کا ہے حلیۃ المتقین میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا دو کمزور افراد کے حق کے بارے میں ڈرو۔ ایک یتیم اور دوسرے عورتیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یتیم بچوں کے مال سے کاروبار کرتے ہیں مال کماتے ہیں اور انہیں واپس نہیں کرتے۔ عورتوں کے حق کو غصب کر کے اس کے ذریعے کاروبار کرتے ہیں اور اس بات کی بھی توقع رکھتے ہیں کہ خیر و برکت حاصل ہو رسولؐ خدا نے فرمایا تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ عدالت کرے۔ کیونکہ عورت مرد کی قیدی ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک پسندیدہ ترین لوگ وہ ہیں جو اپنے قیدیوں پر احسان کریں۔

بس عدالت ایک ایسی صفت ہے جو ہر مرد اور عورت میں ہونی چاہئے کیونکہ ہر چیز کی بنیاد عدالت پر ہے اور خاص طور پر حاکم وقت میں یہ چیز اعلیٰ درجے کی پائی جائے تا کہ نظامِ مملکت کو صحیح طرح سے چلا سکے کیونکہ اگر بادشاہ عادل ہوگا تو لوگ بھی ایک دوسرے کے ساتھ عدالت کریں گے اس لئے کہا گیا ہے

"الناس علی ندین ملوکھم"

لوگ بادشاہ کے دین پر ہوتے ہیں۔

اثنی عشریہ میں لکھتے ہیں حضرت امیرالمومنین نے فرمایا چھ چیزیں حُسن رکھتی ہیں یعنی اچھی ہیں۔ اگر چھ طرح کے افراد میں پائی جائیں تو وہ احسن ہوتے ہیں۔

"الورع حسن و من العلماء احسن" تقویٰ اچھی صفت ہے اگر علماء میں تقویٰ موجود ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ "السخاوۃ حسن و من الاغنیاء احسن" سخاوت اچھی صفت ہے اگر امیر لوگوں میں پائی جائے تو زیادہ اچھی ہے۔ "والصبر حسن و من الفقراء احسن" صبر اچھی صفت ہے اور فقیر لوگوں کا صبر کرنا زیادہ اچھا ہے۔ "والحیاء حسن و من النساء احسن" حیا اچھی صفت ہے اور عورتوں میں حیا زیادہ بہتر ہے۔ "التوبۃ حسن و من النسباب احسن" توبہ اچھی صفت ہے لیکن جوان کی توبہ زیادہ

https://www.shiabookspdf.com/

اچھی ہے۔' والعدالة حسن و من الامراء احسن" عدالت اچھی صفت ہے بادشاہوں میں زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں جس عالم میں تقویٰ نہ ہو اس درخت کی طرح ہے جو پھل نہ دیتا ہو۔ وہ غنی جو سخاوت نہ کرے اس بیابان کی طرح ہے جو سبزہ سے خالی ہو۔ جو فقیر صبر نہ رکھتا ہو۔ اس چراغ کی مانند ہے جس کی روشنی نہ ہو۔ جس عورت میں حیا نہ ہو اس کھانے کی مانند ہے جس میں نمک نہ ہو۔ وہ جوان جو توبہ نہ کرے اس نہر کی طرح ہے جس میں پانی نہ ہو۔ وہ بادشاہ جس میں عدالت نہ ہو اس بادل کی مانند ہے جو بارش نہ برسائے۔ پس بادشاہوں میں عدالت بہت ضروری ہے۔ تبھی ایک بادشاہ اپنی رعیت میں سے ایک شخص کی بات پر عمل کرنے کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں نجات پا گیا۔

سلطان ملک شاہ کا شکار پر جاتے ہوئے ایک بوڑھی عورت سے ملاقات کرنا:

زینة المجالس میں ہے کہ سلطان ملکشاہ سلجوقی اصفہان کے شہر میں شکار پر گیا ایک گاؤں کے پاس رکے وہاں سلطان کے ساتھیوں نے ایک گائے کو دیکھا جس کے ساتھ کوئی محافظ نہ تھا۔ غلاموں نے پکڑ کر ذبح کی اور کباب بنا لیئے وہ گائے ایک بوڑھی عورت کی تھی جس کے تین بچے تھے جو گائے کے دودھ پر گذر بسر کرتے تھے اس بوڑھی عورت کو جب پتہ چلا تو بڑی پریشان ہوئی آدھی رات کے وقت اس پل پر جا بیٹھی جہاں سے سلطان نے گذرنا تھا جب سلطان وہاں سے گذرنے لگا تو سامنے کھڑی ہو کر کہنے لگی۔ اے آلب ارسلان کے بیٹے۔ اگر اس پل پر مجھے انصاف نہ ملا تو قیامت کے دن پل صراط پر خدا کو میرا حساب ضرور دینا پڑے گا۔ اب تیرے اختیار میں ہے اس پل پر مجھے میرا حق دے گا یا پل صراط پر؟۔ ملک شاہ اس گفتگو سے ڈر کر سواری سے نیچے اتر آیا اور کہنے لگا میں اس پل پر تیرا حق تجھے دینے کو اختیار کرتا ہوں کیونکہ مجھ میں طاقت نہیں ہے کہ پل صراط پر رک سکوں مجھے بتا تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے کہا تیرے غلاموں نے میری گائے پکڑ کر ذبح کر کے کباب

https://www.shiabookspdf.com/

بنا کر اور کھا گئے ہیں وہ میرا تمام سرمایہ تھی اور بچوں کا سہارا تھی یہ مجھ پر ظلم ہوا ہے اور یہ ظلم بادشاہ سے ہوا ہے کیونکہ اگر بادشاہ اپنی مملکت کے حالات سے آگاہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ سلطان نے حکم دیا کہ اس گائے کے بدلے ستر گائے عورت کو دی جائیں اپنے غلاموں کو تنبیہ کی کہ ایسی حرکت پھر نہ کرنا۔

وہ بوڑھی عورت زمین پر اپنا چہرہ رکھ کر کہنے لگی اے پروردگار آلب ارسلان کے بیٹے نے میرے ساتھ انصاف کیا ہے اور مجھ پر سخاوت کی ہے تو اکرم الاکرمین ہے اگر اس پر اپنا فضل کرے تو کوئی بعید نہیں ہے۔ سلطان کی وفات کے بعد ایک اس کے قریبی ساتھی عابد وزاہد شخص نے اسے خواب میں دیکھا اس سے حال پوچھا اس نے کہا اگر اس بوڑھی عورت کی دعا نہ ہوتی جو میرے حق میں قبول ہوگئی ہے تو میری نجات مشکل تھی۔ پس جس نے عدل سے کام لیا اسے اس کی جزا مل گئی اور جس نے ظلم کیا اسے بھی اس کی سزا ملتی ہے۔

ہر بدکہ می کنی تو مپندار کان بدی ایزد فرو گذارد و دوران رھا کند
قرضی است فعلھای بدت پیش روزگار درھر کدام روزکہ باشد ادا کند

ترجمہ: تو جو بھی برا کام کرتا ہے یہ مت سوچ کہ اسے خدا معاف کر دے گا اور وہ تجھے چھوڑ دے گا۔

تیرا ہر برا فعل اس زمانے کے سامنے ایک قرض ہے ہر دن کا قرض اسی دن ادا کر دے۔ دوسری چیز جس کا خدا نے آیت میں لوگوں کو حکم دیا ہے وہ احسان ہے احسان ایک ایسی چیز ہے جس کے ثمرات دنیا اور آخرت میں انسان کو ملتے ہیں احسان سے بہتر اثر اور خاصیت رکھنے والی کوئی عبادت نہیں ہے۔

عبادت بجز خدمت خلق نیست بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: خدمت خلق کے علاوہ کوئی عبادت بہتر نہیں ہے عبادت صرف تسبیح اور نماز نہیں ہے احسان کی تین قسمیں ہیں۔ احسان قولی، فعلی، مالی۔ ان کی پھر چند قسمیں ہیں

احسان قولی: مسائل دینی اور احکام شرعی تعلیم دینا ایسے افراد کو جو نہ جانتے ہوں یہ احسان سب سے افضل ہے کیونکہ جاہل آدمی مردے کی مانند ہوتا ہے جو اسے تعلیم دے گا اور دین کے مسائل سکھلائے گا وہ اسے زندہ کردے گا۔ (ومن احیاھا فکا نما احیا الناس جمیعاً) جس نے ایک انسان کو زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے

من علمنی حرفاً فقد صیرنی عبداً

جس نے مجھے ایک حرف کی تعلیم دی اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا۔

دوسرا احسان قولی میں سے دعا کرنا ہے لوگوں کے حق میں دعا کرنا ایک بہت بڑا احسان ہے اگر کوئی مریض ہے دعا کرے خدا اسے شفا دے اگر کوئی فقیر ہے دعا کرے خدا اسے روزی عطا کرے۔ اگر کوئی مشکلات میں گرفتار ہے دعا کرے خدا اسے نجات دے۔ اگر کوئی مقروض ہے دعا کرے خدا اس کا قرض ادا کرے۔ اگر کوئی سفر میں ہے دعا کرے خدا اسے صحیح وسالم سفر سے واپس لے آئے۔

چار گروہ ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی:

حدیث میں فرمایا ہے کہ "اربعة لا ترد لھم دعوة" چار طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی ایک وہ شخص جو اپنے دینی بھائی کے لئے دعا کرے چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ۔ روایت کے الفاظ ہیں جو یہ کہے "اللھم اغفر للمؤمنین و المؤمنات" تو قیامت کے دن تمام مؤمنین اور مؤمنات اس کی شفاعت کریں گے۔ دوسرا

https://www.shiabookspdf.com/

والدین کی دعا اولاد کے حق میں رد نہیں ہوتی۔ تیسرا عالم عادل کی دعا۔ چوتھا مظلوم کی دعا ظالم کے خلاف۔ احسان قولی میں ایک وعظ ونصیحت کرنا ہے۔ سیدھے راستے کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرنا ہے اور انہیں گمراہی سے نجات دلاتا ہے۔ (و ذکر فان الذکریٰ تنفع المؤمنین) یاد دلاؤ بے شک یاد دلانا مؤمنین کو نفع دیتا ہے۔

احسانات قولی میں سے ایک کسی کی شفاعت کرنا اور سفارش کرنا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک کلمہ بولنے سے انسان کئی جانیں خرید لیتا ہے اور بہت سے مال محفوظ ہو جاتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ زبان کا صدقہ ہے عرض کیا کہ زبان کا صدقہ کیا ہے؟ فرمایا: شفاعت کرنا۔ اس کے ذریعے سے قیدی کو رہائی مل جاتی ہے اور خون معاف ہو جاتے ہیں۔ احسان کی دوسری قسم فعلی ہے یعنی ہاتھ پاؤں اور جسم کے ساتھ کسی پر احسان کرنا مثلاً کسی کا سامان گر جائے اسے اٹھا دو۔ کوئی پیدل ہو اسے سوار کر لو کسی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے چند قدم اٹھا کر چلے جاؤ۔ کلمہ طیبہ میں ہے معصوم فرماتے ہیں جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے کوشش کرے خدا اس کے لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھتا ہے۔ ان نیکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس شخص کے رشتہ داروں، قریبیوں، ہمسایوں اور بھائیوں کو بخش دیتا ہے۔

احسانات فعلی میں سے ایک یہ ہے کہ جس راستے سے لوگ گذرتے ہوں اس کو ٹھیک کرنا کلمہ طیبہ میں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے راستے سے ایسی چیز کو دور کرے جو انہیں تکلیف دیتی ہوں تو خدا اس کے نامہ اعمال میں ایسی چار سو آیات کا ثواب لکھتا ہے جن کا ہر حرف دس گنا ثواب رکھتا ہے۔ بحار الانوار، وسائل الشیعہ اور حق الیقین میں لکھتے ہیں حضرت عیسیٰ ایک قبر کے پاس سے گزرے اس قبر والے شخص پر عذاب ہو رہا تھا دوسرے سال گذرے تو اس پر عذاب نہیں ہو رہا تھا۔ خدا سے پوچھا

https://www.shiabookspdf.com/

کیا ماجرا ہے۔ خطاب ہوا اس شخص کا بیٹا بڑا ہوا اس نے ایک خراب راستے کو صحیح کیا اور ایک یتیم پر مہربانی کرتے ہوئے اس کو مکان دیا اس وجہ سے اسے معاف کر دیا گیا ہے۔

احسان فعلی میں سے ایک یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا ہے۔ کلمہ طیبہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت ہے جو شخص محبت وشفقت سے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر بال کے بدلے خدا بہشت میں اسے ایک محل دے گا۔ جو اس دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے وسیع تر ہوگا۔

احسان کی تیسری قسم احسان مالی ہے مثلاً صلح کرنا' کسی کو تحفہ دینا۔ قرض الحسنہ دینا' صدقہ دینا' کسی کی دعوت کرنا' کھانا کھلانا' پانی پلانا کسی کو لباس پہنانا' غلام آزاد کرنا' کسی کا قرض ادا کرنا جب کبھی انسان ایک چھوٹا سا احسان کرتا ہے لیکن اس کا ثواب بہت بڑا ملتا ہے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے خوش ہوتے ہیں۔ جیسے خدا فرماتا ہے (واللہ یحب المحسنین) ''اور خدا احسان کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔'' احسان کرنے والے کو لوگ بھی پسند کرتے ہیں اگر چہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے مثل مشہور ہے۔

الانسان عبید الاحسان''

انسان احسان کا غلام ہے۔

چیست احسان را مکافات ای پسر	لطف و احسان و ثواب معتبر
گر عدو باشد ہمین احسان نکواست	کہ بہ احسان احسان بس عدو گشتہ است دوست
ورنگرد د دوست کینش کم شود	زانکہ احسان کینہ را مرھم شود

ترجمہ: اے بیٹے احسان کا بدلہ کیا ہے لطف واحسان اور قابل قدر ثواب۔ اگر دشمن ہو تو احسان کرنا ہی بہتر ہے۔ احسان کے ساتھ دشمن دوست ہو جاتا ہے۔ اگر دوست نہ بنے تو اس کا کینہ کم ہو جاتا ہے کیونکہ احسان کینہ کے لئے مرہم ہے۔ احسان کا ایک اور

https://www.shiabookspdf.com/

فائدہ یہ بھی ہے آخرت کے اجر وثواب کے علاوہ احسان کرنے سے ایک ہمیشہ کے لئے اسے انعام ملتا ہے جو بروقت انسان کو ملتا ہے جب تک رہتا ہے جیسے خدا کا فرمان ہے (ان احسنتم احسنتم لا نفسکم وان اساتم فلها) اگر تم احسان کرو گے تو اپنے نفس کے لئے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو وہ بھی اپنے نفس کے لئے ہوگی۔

احسان کے فوائد اور بنی اسرائیل کے جوان کا علاج کرنا بادشاہ کی آنکھ کا:

کلمہ طیبہ میں کتاب اختصاص سے ابوحمزہ کے ذریعے سے اور مرحوم مجلسی بحار الانوار کی جلد نمبر 14 میں بنی اسرائیل کی اخبا کو نقل کرتے ہیں کہ نبیوں کی اولاد میں سے ایک مرد بڑا مال دار تھا جو فقیروں اور غریبوں کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ اس کی ایک نیک دل بیوی تھی جو فقراء ومساکین کا بڑا خیال رکھتی تھی کچھ مدت بعد اس کی دولت ختم ہوگئی۔ اس مرد کا ایک بیٹا تھا جو شخص بھی اس سے ملتا تھا اس کے باپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا تھا۔ لڑکا اپنی ماں کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا باپ کون تھا اور اس نے ایسا کونسا کام کیا ہے کہ ہر شخص اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے؟ اس کی ماں نے کہا تیرا باپ ایک نیک شخص تھا۔ اس کے پاس بڑا مال تھا وہ فقراء اور مساکین کا بڑا خیال رکھتا تھا میں بھی ایسا ہی کرتی تھی زیادہ دیر نہ ہوئی تیرے باپ کا مال ختم ہوگیا۔ لڑکے نے کہا اماں میرا باپ اپنا مال خرچ کرتا تھا۔ اس لئے اسے اجر وثواب ملے گا لیکن تو کسی کا مال دیتی رہی ہے گناہ کیا ہے۔ اس کی ماں نے کہا تو سچ کہہ رہا ہے لیکن مجھے پتہ نہ تھا کہ تو راضی نہ ہوگا۔ لڑکے نے کہا اب میں راضی ہوں جو آپ نے کیا ٹھیک کیا۔ اس وقت کوئی مال میرے باپ کا باقی ہے جس سے میں کاروبار کروں؟ شاید خدا اس میں برکت پیدا کر دے اس عورت نے کہا ہاں سو درہم پڑے ہیں لڑکے نے کہا لے آؤ اگر خدا نے چاہا تو برکت ہوگی۔ لڑکے نے ماں سے پیسے لئے اور باہر چلا گیا تاکہ کوئی چیز خرید لے جس سے فائدہ حاصل ہو۔ راستے میں جاتے ہوئے ایک مردہ

https://www.shiabookspdf.com/

کو دیکھا جو بے غسل وکفن تھا لڑکے نے اسی درہم اس میت کے غسل وکفن اور دفن کے لئے دیئے تا کہ اس پر نماز پڑھیں اور دفن کر دیں۔ بیس درہم باقی رہ گئے آگے کام کے لئے گیا تو راستے میں ایک مرد ملا اس نے پوچھا کہاں جا رہا ہے؟ لڑکے نے کہا کسی کام کے لئے جانا چاہتا ہوں اس نے پوچھا۔ رقم کتنی پاس ہے لڑکے نے کہا بیس درہم مرد نے کہا بیس درہم کے ساتھ کوئی بھی کاروبار ہوتا ہے ایسا کرو میرے ساتھ مل کر کام کرو رقم مجھے دو ملا کر کام کرتے ہیں جتنا منافع ہوگا آدھا کرلیں گے۔ لڑکے نے کہا ٹھیک ہے مرد نے کہا اس گھر میں چلے جاؤ۔ ایک خادم تیرے پاس آئے گا جس کے پاس سیاہ بلی ہوگی تو اس سے کہنا یہ بلی مجھے بیچ دو اور اصرار کرنا وہ کہے گا۔ بیس درہم دے کر خرید لو پھر بلی کا سر جدا کرنا اور آگ میں جلانا پھر اس کا مغز نکال کر فلاں شہر میں چلے جانا اس شہر کا بادشاہ اندھا ہو گیا ہے اور جا کر کہنا کہ میں بادشاہ کی آنکھ کا علاج کرونگا۔ ڈرنا نہیں چاہے جو چیز بھی تجھے نظر آئے کیونکہ اس سے پہلے جتنے لوگ بھی علاج کرنے آئے ہیں بادشاہ نے انہیں قتل کر دیا ہے کیونکہ وہ علاج نہیں کر سکے۔ بلی کے مغز کا بنا ہوا سرمہ سے بادشاہ کی آنکھ میں ایک سلائی ڈالنا۔ اگر کہے زیادہ ڈال تو مت ڈالنا پہلے دن ایسا کرنا۔ دوسرے دن بھی ایک سلائی ڈالنا۔ تیسرے دن بھی ایک سلائی ڈالنا۔ اس کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ بادشاہ جو تجھے دے اس میں میرا آدھا حصہ ہوگا۔ اس نے قبول کر لیا۔ وہ لڑکا گیا جیسے اس مرد نے کہا تھا اسی طرح عمل کیا۔ بادشاہ کی آنکھ ٹھیک ہوگئی۔ بادشاہ اس جوان سے بڑی محبت سے پیش آیا۔ اتنی زیادہ محبت کرنے لگا کہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کرنے لگا جوان نے کہا میری ایک بوڑھی ماں ہے جس سے میں علیحدہ نہیں رہ سکتا۔ بادشاہ نے کہا جب جانا چاہو چلے جانا۔ بادشاہ نے لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دی ایک سال تک بڑے احترام وعزت کے ساتھ وہاں رہا۔ سال بعد جانے لگا تو بہت سا مال و دولت اور بادشاہ کی لڑکی کو ساتھ لیکر اپنے وطن آ گیا

https://www.shiabookspdf.com/

راستے میں وہی مرد ملا جس نے اسے بادشاہ کے علاج کا مشورہ دیا تھا اور اس کے ساتھ کاروبار میں شریک بنا تھا اس نے کہا اپنے وعدہ کے مطابق جو کچھ تجھے ملا ہے اس کا آدھا مجھے دے دو اس کے پاس جتنا مال تھا۔ آدھا اس مرد کو دے دیا اور کہنے لگا راضی ہے وہ مرد کہنے لگا نہیں کیونکہ تیری بیوی بھی تجھے اس سفر میں منافع میں ملی ہے اس میں بھی میرا آدھا حصہ بنتا ہے جوان نے کہا میرا آدھا حصہ بھی لے لے اور میری بیوی میرے پاس رہنے دے۔ اس مرد نے کہا میں تیرا حق کیوں لوں جو میرا حق بنتا ہے وہی لوں گا جوان نے آری پکڑ لی اور اپنی بیوی کے دو حصے کرنے لگا وہ مرد فوراً بول اٹھا کہ بس رہنے دو تو نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جتنا مال ہے تیرا ہے میں ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے بھیجا ہے تا کہ تجھے اس کا بدلہ دیا جائے جو اسی درہم تو نے ایک مردے کے غسل و کفن اور دفن کے لئے خرچ کئے تھے اور تجھے تیرا مال دوں۔ یہ تیرے احسان کرنے کی جزا ہے۔

حکماء کہتے ہیں کہ انسان فطری طور پر ایک دوسرے کے محتاج ہیں چاہے وہ بادشاہ ہے یا گدا۔ اس لئے وہ ایک جگہ ایک شہر میں رہتے ہیں تا کہ ایک دوسرے کے کام آئیں ہر ایک اپنا اپنا کام کرے اور اس کے ذریعے سے ایک دوسرے کی مدد کرے کیونکہ ایک آدمی سب کام نہیں کر سکتا۔ ہر ایک اپنا اپنا کام کرتا ہے اور دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب لوگ ایک شہر میں اکٹھے رہتے ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ الفت و محبت کرتے ہوں اور محبت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور احسان نہ کیا جائے جیسے فرماتے ہیں "جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا" دلوں کی فطرت ہے کہ جو احسان کرتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک کو چاہئے کہ جس قدر ممکن ہو ایک دوسرے سے احسان اور نیکی کریں۔

کنون تا کہ دستت بہ تن بازھست   کنون تا کہ عمر تو در ناز ھست

https://www.shiabookspdf.com/

گشادستِ احسان ای ہوشمند وگر دست خود از تطاول بہ بند
کنون بہ تا کہ داری تو دستی بر آر کہ دستت شود آخر زکار

ترجمہ: اب کس وقت تک تیرا ہاتھ تیرے بدن میں آزاد ہے اب کب تک تیری عمر ناز ونخرے میں رہے گی۔

اے عقلمند اپنا ہاتھ احسان کی طرف کھول اپنے ہاتھ کو ظلم سے اب روک لو۔ کیونکہ آخر کار تیرا ہاتھ بیکار ہو جائے گا کب تک تو اپنے سے زیادتی کرے گا۔

اسی لئے خدا فرماتا ہے

ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربیٰ

ذی القربیٰ سے مراد دو گروہ ہیں۔ ایک انسان کے اپنے رشتے ہیں جن کے ساتھ انسان جتنا ممکن ہو مدد کرے اور احسان کرے۔

دوسرا: آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے لئے خدا نے خمس قرار دیا ہے جیسے خدا فرماتا ہے (فان للہ خمسہ و للرسول ولذی القربیٰ) بے شک اللہ اس کے رسول اور رسول کے قریبیوں کے لئے خمس ہے یعنی پانچواں حصہ اس کا جو تمہیں منافع ہو۔ پس آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولاد پیغمبرؐ پر احسان اور ان کا احترام کرنا ہر شخص پر لازم و واجب ہے۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں خدا اس کا اجر عطا کرے اور درجات و مقامات بلند کرے جیسے کہ بہت سی روایات اس مطلب کو بیان کرتی ہیں کہ جس نے بھی اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ احسان اور نیکی کی وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہے۔

کلمہ طیبہ میں نقل کرتے ہیں حضرت امام حسنؑ نے فرمایا ایک شخص کے اہل وعیال بھوکے تھے گھر سے باہر آیا تا کہ کوئی پیسوں کا انتظام کرے اور ان کے لئے کھانا تیار کرے

https://www.shiabookspdf.com/

اسے کہیں سے ایک درہم ملا جس سے ایک روٹی اور سالن خریدا اور اہل وعیال کی خاطر لا رہا تھا۔ راستے میں اولاد رسولؐ میں سے ایک مرد عورت جو بھوکے اور فقیر تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگا یہ زیادہ حقدار ہیں وہ روٹی اور سالن انہیں دے دیا۔ اب سوچ رہا تھا اپنے بیوی بچوں کو جو اب دے گا یہ سوچتے ہوئے آہستہ آہستہ کوچے میں جا رہا تھا اچانک ایک قاصد نظر آیا جو لوگوں سے اسی شخص کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ بتایا گیا کہ وہ ہے۔ قاصد اس کے پاس آیا ایک خط اسے دیا جو مصر سے لایا تھا ساتھ پانچ سو اشرفی بھی دیں اور کہا یہ تیرے چچازاد کا باقی مال ہے جو وفات پا چکا ہے ایک ہزار اشرفی اس کا مال مکہ اور مدینہ کے تاجروں کے پاس امانت ہے جو واپس کریں گے۔ اس کے علاوہ مصر میں اس کے بہت زیادہ مال و دولت موجود ہیں اس نے پانچ سو اشرفی لیں اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرنے کے لئے استعمال کریں۔ اسی رات خواب میں پیغمبر اسلام اور امیر المومنینؑ کو دیکھا جو اس سے کہہ رہے تھے ہم نے جو تجھ پر احسان کیا ہے کیسا تھا؟ کیونکہ تو نے اپنی اہل وعیال سے ہماری اولاد کو مقدم رکھا۔ اس کے بعد جن جن لوگوں کے پاس اس کے چچازاد کا مال تھا اسے لا کر دینے لگے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان سب لوگوں نے بھی خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جنہوں نے ان سب سے فرمایا صبح ہوتے ہی اس شخص کا مال اس کے چچازاد کو واپس کر دو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ سب لوگ مال لے آئے اور اس کے پاس ایک لاکھ اشرفی جمع گئیں۔ مصر میں بھی جس کے پاس بھی مال تھا اس کو خواب میں پیغمبرؐ اور حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ فوراً جا کر اس شخص تک پہنچا دیں۔ اس کے بعد اس شخص کے خواب میں آ کر فرمایا کیسا تھا ہمارا احسان جو تجھ پر کیا اس وجہ سے کہ تو نے ہماری اولاد کو اپنی اولاد پر ترجیح دی؟ اس کے بعد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ جو مال تیرے چچازاد کی طرف سے تجھے ملا ہے اور مصر میں ہے ہم مصر کے حاکم کو حکم دیں گے تاکہ وہ وہاں بیچ دے اور اس کے بدلے تو مدینہ

https://www.shiabookspdf.com/

میں فروخت کر لے؟ اس نے عرض کیا ہاں پس حاکم مصر نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو اسے حکم دے رہے تھے کہ اس شخص کی تمام املاک اور چیزیں بیچ دے اور رقم مدینے میں اس شخص تک پہنچا دے حاکم نے تمام املاک وغیرہ بیچ کر تین لاکھ اشرفی اسے بھیج دیں اس شخص کے پاس اتنا مال ہو گیا کہ مدینے کا امیر ترین شخص بن گیا۔ ایک دن اس مرد نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے کہ اے مرد یہ تیری اس نیکی کا بدلہ ہے جو تو نے میری اولاد کے ساتھ کی ہے یہ دنیا میں تھا جب قیامت کا دن ہوگا تو اس سے بڑھ کر دیا جائے گا۔

پس آپ نے دیکھا کہ اگر کوئی اولاد پیغمبرؐ کے ساتھ احسان کرتا ہے تو حضورؐ کس قدر اس سے محبت کرتے ہیں اسی طرح اگر کوئی دشمنی رکھے گا تو رسولؐ خدا اسی طرح اس سے انتقام لیں گے۔

جیسے کہ صافی اور بحار الانوار کی تیسری جلد میں روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں مقام محمود جو شفاعت کا مقام ہے پر کھڑا ہونگا اور اپنی امت میں سے ان لوگوں کی شفاعت کرونگا جنہوں نے گناہان کبیرہ کا ارتکاب کیا ہوگا لیکن جن لوگوں نے میری اولاد کو اذیت دی ہوگی ان کی شفاعت نہیں کروں گا۔ پس جن لوگوں نے نواسۂ رسول کو گھیر کر شہید کر دیا وہ دنیا میں بھی سزا پا گئے اور خدا نے بھی انہیں ان کے مقام پر پہنچا دیا ہے۔

کربلا میں ایک ایک لوہار

بحار الانوار، عوالم اور منتخب میں نقل کرتے ہیں ایک لوہار کہتا ہے جب کوفہ سے لشکر سید الشہدا ء سے جنگ کرنے کربلا جا رہا تھا تو میں نے بھی اپنا سامان اٹھایا اور ساتھ چلا گیا جو تلواریں، خنجر اور نیزے خراب ہوتے تھے میں ان کو ٹھیک کرتا تھا۔ جب امام حسینؑ اور ان

https://www.shiabookspdf.com/

کے اصحاب شہید ہو گئے میرے پاس کافی مال و دولت جمع ہو گیا تھا ہم نے اہل بیت کو قید کیا اور ابن زیاد کے پاس لے آئے۔ ابن زیاد نے انہیں شام بھیج دیا ایک رات میں ایک منزل پر سویا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا قیامت برپا ہے میں نے لوگوں کو دیکھا سب پیاس کی شدت سے اپنی زبانیں نکالے ہوئے ہیں مجھے سب سے زیادہ پیاس لگی ہوئی تھی اتنی پیاس لگی ہوئی تھی کہ اگر میرے ٹکڑے کر کے خون نکال کر پینے کو دیتے تو میں پی لیتا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ قیامت کا میدان نور سے چمک اٹھا میں نے دیکھا گھوڑے پر ایک بزرگ ہستی آ رہی ہے اس کے پیچھے ایک اور مرد دیکھا جو سواری پر آ رہا تھا جس کا چہرہ چاند کی طرح تھا۔ میرے خیال میں پہلا سوار رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دوسرا علی مرتضیٰ تھا۔ اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کرسی پر بیٹھ گئے اور حضرت علی سے فرمایا یا علیؑ کیا کر کے آئے ہو؟ عرض کیا حسینؑ کے تمام قاتلوں کو لے آیا ہوں حضرت ہر ایک سے پوچھ رہے تھے تو نے کیا کیا؟ ایک نے کہا میں نے حسین کا پانی بند کیا۔ ایک نے کہا میں نے پیاسا قتل کیا۔ ایک نے کہا میں نے شیر خوار بچے کے گلے پر تیر مارا۔ ایک نے کہا میں نے علی اکبرؑ کا سر پھاڑا۔ ایک نے کہا میں نے بیمار کے بدن پر تازیانہ مارا۔ حضرت نے سن کر چیخ ماری

و اولداہ و اقلۃ ناصراہ و احسیناہ و اعلیاہ

یہ سن کر تمام اہل محشر رونے لگے اس کے بعد حضرت نے حکم دیا کہ سب کو جہنم میں لے جاؤ۔ میں نے دیکھا ایک شخص کو لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو نے کون سا ظلم کیا؟ اس نے کہا میں نے کچھ نہیں کیا صرف اتنا کام کیا ہے کہ حصین بن نمیر کے خیمے کا عمود ٹوٹ گیا تھا اسے ٹھیک کیا تھا حضرت نے گریہ کیا اور اسے جہنم بھیج دیا۔ پھر مجھے لایا گیا حضرت نے فرمایا تو نے کیا ظلم کیا؟ میں نے اپنا کام بتایا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس کو کھینچ کر لے جاؤ۔ اتنے میں میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ راوی کہتا ہے اس کی

https://www.shiabookspdf.com/

زبان بند ہوگئی فقیر ہوگیا اور جہنم واصل ہوا۔

اینجا چنین دہند مکافات تادیگر | احوال ظالمان بہ صف حشر چون شود

ترجمہ: اس دنیا میں ایسے بدلہ ملتا ہے تاکہ انہیں پتہ چلے کہ قیامت کے دن انہیں ایسے عذاب دیا جائے گا۔

ہم بھی امید رکھتے ہیں کہ جو خدمت بھی غم حسینؑ میں انجام دی ہوگی وہ ان کے نانا کی خدمت میں عرض کریں گے کوئی کہے گا میں نے حسینؑ کی زیارت کی ہے کوئی کہے گا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں نے تیرے حسینؑ کی عزاداری کو برپا کیا۔ کوئی کہے گا میں نے ان کے غم میں گریہ کیا۔ ہر ایک اپنے اپنے کام پر فخر کرے گا۔

ابن زیاد کے دربار میں اہل کوفہ اپنے کاموں پر فخر کر رہے ہیں:

علامہ مجلسی اور صاحب عوالم لکھتے ہیں کوفے کے اشقیاء کا ایک گروہ ابن زیاد کے سامنے اپنے کارنامے بیان کر کے فخر کر رہے تھے۔

آن یکی گفت کہ من از ہمہ بدتر کردم | منع آب از حرم ساقی کوثر کردم

آن یکی گفت کہ من بادم شمیر جدا | دست از پیکر عباس دلاور کردم

آن یکی گفت من از شمر سرافراز ترم | کہ بہ نیزہ سرفرزند پیمبر کردم

ترجمہ: ایک ملعون نے کہا میں نے سب سے زیادہ ظلم کیا ساقی کوثر کے حرم پر پانی بند کیا۔ ایک نے کہا میں نے تلوار کے ساتھ عباسؑ دلاور کے بدن سے ہاتھ جدا کیے۔ ایک نے کہا میں شمر سے بھی آگے نکل گیا کیونکہ میں نے نواسۂ رسول کا سر نیزے پر بلند کیا۔

ایک ملعون ابن زیاد ملعون کے سامنے فخر کرنے لگا

املا رکابی فضۃ و ذھبا | انی قتلت سیدا محجبا

https://www.shiabookspdf.com/

قتلت خیر الناس اما وابا   و خیر هم ان ینسبون النسبا

ترجمہ: اے امیر میرا اونٹ سونے اور چاندی سے بھر دے کیونکہ میں نے ایک جلیل القدر سردار کو قتل کیا ہے۔

میں نے اسے قتل کیا ہے جس کی ماں اور باپ تمام لوگوں سے افضل ہے بلکہ وہ ہر اچھے نسب والوں سے افضل تھا۔

اس ملعون نے جب سید الشہداء کے نسب کی تعریف کی تو ابن زیاد کو غصہ آ گیا حکم دیا کہ اس ملعون کا سر قلم کر دو۔ پھر کسی نے جرأت نہ کی کہ کوئی حضرت کی مدح کرے۔ ہر ایک اپنے اپنے کام پر فخر کرتا تھا دس حرامزادے ابن زیاد کے سامنے پیش ہوئے اور فخر کرتے ہوئے کہنے لگے

نحن رفضنا الصدر بعد الظهر   بکل یعبوب شدید الاسر

ترجمہ: ہم وہ ہیں جنہوں نے پشت کے بعد حسینؑ کے سینے پر گھوڑے دوڑائے۔

ابن زیاد ملعون نہ سمجھ سکا کہ ان لوگوں نے کیا کیا ہے پوچھا تم نے زمین کربلا میں کیا کیا ہے ان حرامزادوں نے کہا ہم نے حسینؑ کی لاش پامال کی ہے۔

گبر این ستم کند نہ مجوس و یہود نہ   ھندو نہ بت پرست نہ فریاد ازین جفا

ترجمہ: نہ آتش پرست یہ ظلم کرتا ہے نہ مجوس اور نہ یہود۔ نہ ہندو اور نہ ہی بت پرست اتنا بڑا ظلم کرتا ہے لیکن کوئی فریاد نہیں کرتا ہے۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۰

اللہ فرماتا ہے

ان اللّٰہ یأ مر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون.

اس آیت میں خدا تین چیزوں کا حکم دیتا ہے اور تین چیزوں سے منع فرماتا ہے جن تین چیزوں کے بجالانے کا حکم دیتا ہے وہ عدل احسان اور قریبیوں کا حق ادا کرنا ہے جن کے بارے میں گذشتہ مجلس میں بحث ہو چکی ہے۔

وہ تین چیزیں جن سے منع کیا ہے ان میں سے ایک فحشاء ہے جس سے مراد ہر برا عمل ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد زنا ہے۔ دوسرا منکر ہے جس سے مراد شراب پینا ہے۔ تیسرا جس سے مراد ظلم ہے۔ تمام گناہ فساد اور برائیاں ان تین چیزوں میں آجاتی ہیں۔ زنا گناہاں کبیرہ میں سے ہے۔ یہ گناہ سب گناہوں سے بڑا ہے اس کا نقصان اور فساد بھی زیادہ ہے اسی لئے روایات میں اس کی بڑی مذمت ہوئی ہے اور خدا نے زنا کرنے والے کے لئے اس دنیا و آخرت میں سزا اور عذاب معین کر رکھا ہے۔

خصال اور امالی عشریہ میں رسولؐ خدا سے روایت ہے کہ خدا نے زنا کرنے والے کے لئے چھ سزائیں معین کر رکھی ہیں تین اس دنیا میں اور تین آخرت میں۔ دنیا میں تین یہ ہیں ایک زانی شخص کے چہرے سے نور ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کی آبرو ختم ہو جاتی ہے عزت باقی نہیں رہتی کیونکہ شریعت نے حکم دیا ہے کہ اسے لوگوں کے سامنے کوڑے لگائیں تاکہ دیکھنے والے عبرت حاصل کریں اور خود بھی شرمندہ ہوں۔ دوسرا یہ کہ زانی فقیر اور بیچارہ

https://www.shiabookspdf.com/

ہو جاتا ہے عمر کم ہو جاتی ہے۔ چالیس پچاس سالوں کے دوران مر جاتا ہے جن لوگوں میں زنا عام ہو جائے اگر توبہ نہ کریں تو خدا انہیں وباء طاعون اور اچانک موت جیسی بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے۔

لشکر یوشع میں وبا کا نزول:

جب یوشع بن نون کا لشکر عمالقہ کے جابروں اور طاغوت کے خلاف جنگ کرنے گیا اور ان کے سرداروں کا محاصرہ کر لیا تو اہل شہر بلعم باعورا کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ یوشع کے لشکر کے لئے بدعا کرے۔ اس نے کہا میری بدعا ان کے بارے میں قبول نہ ہوگی تم ایسا کرو فاحشہ اور بدکار عورتوں کو یوشع کے لشکر میں بھیج دو وہ بن سنور کر جائیں اگر وہ لوگ ان عورتوں کو اپنے پاس بلائیں تو انکار نہ کریں۔ پس فاحشہ عورتیں لشکر میں چلی گئیں اور وہ لوگ زنا میں گرفتار ہو گئے جس کی وجہ سے ان میں طاعون کی وبا پھیل گئی بہت سے لوگ مر گئے۔ حضرت یوشع نے حکم دیا عورت اور زنا کرنے والے مرد کو اکٹھے نیزے پر بلند کر دیں اور لشکر کے درمیان نصب کر دیں۔ حضرت یوشع کے منادی نے ندا دی کہ آئندہ جو بھی زنا کرے گا اس کی یہ سزا ہے پھر کسی نے زنا کرنے کی جرأت نہ کی۔ جب زنا ترک کر دیا تو طاعون کی بیماری بھی ختم ہو گئی۔

وہ تین سزائیں جو آخرت میں زنا کرنے والے کو ملیں گی۔ ایک عذاب خداوندی بڑا سخت ہوگا خدا اس پر غضبناک ہوگا دوسرا ہمیشہ جہنم میں رہے گا تیسرا اس کا حساب سخت ہوگا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نبی یا امام کے قتل خانہ کعبہ کے خراب کرنے اور زنا کرنے سے زیادہ کوئی برا کام اولاد آدم سے سرزد نہیں ہوتا۔ یعنی یہ سب سے برے عمل ہیں

"ما عجت الارض الی ربها عزوجل كعجيجها من ثلاثة

https://www.shiabookspdf.com/

ان تین گناہوں کی وجہ سے جتنا زمین چلاتی ہے کسی اور کی وجہ سے نہیں چلاتی۔

خصال اور اثنی عشریہ میں ہے زمین تین وقت خدا کے سامنے نالہ و فریاد کرتی ہے ایک اس وقت جب اس پر ناحق خون گرایا جائے دوسرا اس وقت جب کوئی طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان نماز پڑھنے کے بغیر سو جائے۔ تیسرا اس وقت جب زنا کرنے والا غسل کا پانی زمین پر گراتا ہے زمین اس پانی کو قبول نہیں کرتی۔ بخارات بن کر اوپر آسمان کی طرف چلا جاتا ہے۔ آسمان بھی قبول نہیں کرتا پھر واپس کنویں' چشموں اور دریاؤں کے پانیوں کی طرف آ جاتا ہے۔ پس پانی اور ہوا دونوں گندی ہو جاتے ہیں پھر وہ گندی ہوا لوگوں کے دماغ میں داخل ہو جاتی ہے اور وہ گندا پانی پیتے ہیں جس سے ان کے بدنوں میں گندہ اور فاسد مواد پیدا ہو جاتا ہے جو بعض اعضاء سے ظاہر ہوتا ہے اور باہر نکلتا ہے۔ خاص طور پر بچے اور غریب لوگ زیادہ مبتلا ہوتے ہیں غریب آدمی اس آب و ہوا سے مانوس نہیں ہوتا اس لئے ان پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔

زانی کی عقوبت:

اثنی عشریہ میں ہے چار چیزیں جب کسی گھر میں داخل ہو جاتی ہیں تو اس گھر کو خراب کر دیتی ہیں۔ ایک شراب نوشی' دوسری امانت میں خیانت' تیسری چوری، چوتھی زنا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک گندی ہوا چلے گی جس سے سب تکلیف میں ہونگے اور سانس بھی نہ لے سکیں گے اس وقت ایک منادی ندا کرے گا تمہیں معلوم ہے یہ کیسی بدبو ہے؟ اہل محشر کہیں گے ہمیں نہیں معلوم اس کی تکلیف بڑی ہے۔ منادی آواز دے گا یہ زنا کرنے والوں کی شرمگاہوں کی بدبو ہے جو توبہ کئے بغیر مر گئے۔ پس ان پر لعنت کرو تمام اہل محشر ان پر لعنت کریں گے جب زانی شخص کو جہنم میں ڈالیں گے تو ایک تابوت میں قید کریں گے اور اس آگ سے بنے تابوت کو

https://www.shiabookspdf.com/

لوہے کی میخوں سے بند کریں گے اور جب زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورت کو قبر میں ڈالیں گے تو جہنم کے دروازے اس کی قبر میں کھل جائیں گے جس سے سانپ، بچھو اور اژدہا قبر میں داخل ہونگے اور قیامت تک آگ میں جلاتے جائیں گے۔

یہ تو وہ عقوبات اور سزائیں تھیں جو آخرت میں زنا کرنے والوں کو ملیں گی اس دنیا میں بھی کچھ سزائیں ہیں۔

زانی کی سزا دنیا میں:

خدا نے اس دنیا میں زانی اور زانیہ کے لئے سزا معین کی ہے خدا فرماتا ہے (فاجلدوا کل واحد منہما ماۃ جلدۃ) ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ یہ سزا اور حد اس وقت ہے جب مرد اور عورت شادی شدہ نہ ہوں۔ وگرنہ ان کو سنگسار کیا جائے گا اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اگر غلام ہو تو پچاس کوڑے مارے جائیں اگر دیوانہ زنا کرے تو اس کو سزا دی جائے ہر ایک کی حد مخصوص ہے۔

صافی اور بحار الانوار کی جلد 14 میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس پانچ آدمی لائے گئے جنہوں نے زنا کیا تھا حضرت عمر نے حکم دیا کہ انہیں کوڑے لگائیں جائیں۔ حضرت امیر کو علم ہوا آپ نے فرمایا اے عمر ان سب کا حکم یہ نہیں ہے جو تو لگا رہا ہے۔ حضرت عمر نے کہا پھر آپ خود حد جاری کریں حضرت نے ایک کو قتل کر دیا دوسرے کو سنگسار کر دیا تیسرے کو سو کوڑے لگائے چوتھے کو پچاس کوڑے اور پانچویں پر تعزیر جاری کی حضرت عمر نے دیکھا تو بڑا حیران ہوا۔ سب لوگ بھی تعجب کرنے لگے۔ حضرت عمر نے عرض کیا آپ نے پانچ آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ سزا دی ہے حالانکہ سب نے زنا کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا پہلا کافر ذمی تھا۔ وہ زنا کرنے سے اپنے ذمہ سے خارج ہو گیا جس کی سزا قتل تھی۔ دوسرا شادی شدہ تھا جس کی سزا سنگسار کرنا تھا۔ تیسرا غیر شادی

https://www.shiabookspdf.com/

شدہ تھا اس کی سزا سو کوڑے تھے۔ چوتھا غلام تھا اس کی سزا پچاس کوڑے تھے۔ پانچواں دیوانہ تھا اس کی سزا تعزیر تھی زنا کرنے والے شخص کی اس دنیا میں ایک اور سزا یہ ہے کہ ”جیسا کرو گے ویسا بھرو گے“ کے تحت اس کی بیوی یا بیٹی کے ساتھ زنا کریں گے۔

ہر کہ شد با اھل مردم فسق جو اھل او را دان کہ قواد است او

ترجمہ: جو شخص لوگوں کے ساتھ فسق و فجور کرے گا اس کے اہل خانہ کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جائے گا۔

سید جزائری انوار نعمانیہ اور مجلسی بحار میں لکھتے ہیں کہ حضرت داوٴدؑ کے زمانے میں ایک فاسق آدمی نے زبردستی ایک عورت کو پکڑ کر اس کے ساتھ زنا کیا۔ اس عورت نے زنا کے دوران اس مرد سے کہا تو اس جگہ میرے ساتھ زنا کر رہا ہے دوسری طرف تیری بیوی کے ساتھ کوئی زنا کر رہا ہے۔ جلدی اٹھ کر گھر آیا دیکھا ایک مرد اس کی عورت کے ساتھ زنا کر رہا ہے۔ اسے پکڑ کر حضرت داوٴدؑ کے پاس لے آیا تا کہ وہ سزا دیں۔ خدا نے وحی بھیجی کہ اس مرد سے کہو ”کما تدین تدان“ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

خدا نے جو زنا کو حرام کہا ہے اور اس کے لئے سزا معین فرمائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے بہت زیادہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک خرابی تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے نسب کی پہچان ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں ”ترک الزنا تحصیناً للنسب“ زنا کے ترک کرنے سے نسب محفوظ ہوتے ہیں۔

خدا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے ذریعے محفوظ کرتا ہے:

روایت میں ہے خدا نے تمام شریعتوں میں پانچ چیزوں کے ذریعے سے پانچ چیزوں کی حفاظت کی ہے۔ پہلی: قصاص کے ذریعے سے لوگوں کی جان محفوظ کی ہے۔ (ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب) اے صاحبان عقل قصاص میں

https://www.shiabookspdf.com/

تمہارے لئے زندگی ہے۔ اگر قصاص نہ ہو تو بالکل ڈر ختم ہو جائے۔ دوسری مرتد کو قتل کرنے سے دین اور شریعت کو محفوظ کیا ہے۔ جو شخص مرتد ہو جاتا ہے اس کے لئے شریعت نے تین حکم جاری کئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی زندگی میں اس کے مال کو قرضہ ادا کرنے کے بعد اس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ دوسرا یہ کہ اس کی بیوی کا اس کی عدت وفات کے بعد طلاق کے بغیر کسی دوسرے سے نکاح کر دیں۔ تیسرا یہ کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

تیسری چیز شریعت میں چور کے ہاتھ کاٹنے سے لوگوں کے مال کو محفوظ کیا گیا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے (السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما) چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ اگر ایک دینار کا چوتھا حصہ بھی چوری ہو تو ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

چوتھی: شراب پینے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں تاکہ لوگوں کی عقل محفوظ رہے۔ پانچویں: زنا کی حد جاری کرنے سے نسب کو محفوظ کیا گیا ہے کیونکہ زنا کرنے سے بچہ حرامزادہ پیدا ہو گا جس کے باپ کا علم نہ ہو گا۔ ارث کے احکام میں خلل واقع ہو گا اور خاص طور پر حرامزادہ دشمن امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد کا دشمن ہو گا۔ اسی وجہ سے حضرت عمر نے متعہ حرام کیا تھا۔ لیکن متعہ پر راضی نہیں ہیں حالانکہ روایات میں متعہ کا ثواب کثرت سے ذکر ہوا ہے۔

متعہ کا ثواب:

منہج الصادقین اور لآلی الاخبار میں متعہ کی فضیلت میں بہت زیادہ روایات ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا وہ خدا کے غضب سے محفوظ رہا جس نے دو مرتبہ متعہ کیا قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ محشور ہو گا جس

https://www.shiabookspdf.com/

نے تین مرتبہ متعہ کیا وہ میرے ساتھ بیٹھے گا۔ دوسری حدیث میں ہے۔ جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ متعہ کرنے والا مرد اور متعہ کرنے والی عورت جب غسل کرتے ہیں تو ان کے بدن کے ہر بال کے برابر جن پر پانی لگا ہے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ پانی کے ہر قطرے کے برابر خدا ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک خدا کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے جس کا ثواب غسل کرنے والے کو دیا جائے گا۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو شخص متعہ کی خاطر دس درہم خرچ کرتا ہے ان ہزار درہم سے بہتر ہے جو کسی اور کام میں خرچ کرتا ہے۔

نو ماہ بعد بچہ خواب

شرح قصیدہ ابی فراس' دور المطالب' جامع المعجزات' زبدۃ التصانیف' ریاض الحکایات' شواہد النبوۃ' ناسخ' کنز المصائب اور سخ المباجج میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہتا ہے ایک دن صبح حضرت عمر مسجد میں آئے ایک عورت کو محراب میں سوئے ہوئے دیکھا ایک عورت کو آواز دی کہ اس عورت کو جگائے تا کہ نماز پڑھیں۔ وہ عورت جب قریب آئی تو کیا دیکھا وہ مرد ہے جس نے عورتوں والا لباس پہنا ہوا ہے ہاتھوں پر مہندری لگائی ہوئی ہے اور قتل ہوا پڑا ہے۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسے ایک طرف کر دو۔ نماز پڑھنے کے بعد حضرت عمر نے اس مشکل کے حل کے لئے امیر المومنینؑ کو بلایا اور حضرت کے سامنے تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اسے دفن کر دو نو مہینے کے بعد ایک بچے کو لا کر محراب میں رکھیں گے حضرت عمر نے کہا آپ کو کیسے پتہ ہے؟ حضرت نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے جب نو مہینے گذر گئے تو پھر ایک دن جب حضرت عمر مسجد آئے تو محراب میں ایک بچے کی آواز کو سنا۔ حضرت کا فرمان سچا ہو گیا۔ اس بچے کو ایک دایہ کے سپرد

https://www.shiabookspdf.com/

کر دیا گیا تا کہ اسے دودھ پلایا جائے اور اس کا خرچہ بیت المال سے معین کر دیا گیا۔ ایک مدت گذرنے کے بعد جب عید فطر آئی تو حضرت نے اس دایہ کو بلایا اور فرمایا کل اس بچے کو بغل میں پکڑ کر مصلیٰ (عید کی نماز پڑھنے کی جگہ) میں لے جانا اس جگہ جو عورت آئے اور اس بچے کو پکڑ کر بوسہ دے اور کہے "یا مظلوم و ابن الظالم" اے مظلوم ظالم کے بیٹے تو اس عورت کو پکڑ کر میرے پاس لے آنا۔ اس دایہ نے کہا ٹھیک ہے۔ دوسرے دن جب مصلیٰ میں گئی ایک عورت آئی بچے کو پکڑ کر بوسہ دیا اور کہنے لگی "یا مظلوم و ابن الظالم" اور بچے کو دایہ کے سپرد کرنے لگی تو دایہ نے اس عورت کو پکڑ لیا اور کہا حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے پاس آؤ۔ وہ عورت ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی مجھے ذلیل و رسوا نہ کرو۔ اگر تو علی ابن ابی طالبؑ پاس مجھے لے کر جائے گی تو وہ تجھے کچھ بھی نہ دیں گے میں تجھے اپنے گھر لے جاتی ہوں دو عراقی لباس 'دو برد یمانی' دو حلّے اصفہانی اور تین سو درہم ہجری دوں گی۔ وہ عورت دایہ کو اپنے گھر لے گئی جو وعدہ کیا تھا اسے دیا جب لوگ مصلیٰ سے واپس چلے گئے تو حضرت امیر علیہ السلام نے اس دایہ کو بلایا اور فرمایا اس عورت کی کیا اطلاع ہے؟ دایہ نے کہا میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ حضرت نے فرمایا تو جھوٹ بول رہی ہے تو نے اسے دیکھا ہے اس نے رشوت دی اور تو نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا ہاں آپ سچ فرما رہے ہیں۔ اگر اجازت دیں تو مجھے اس کے گھر کا پتہ ہے جا کر اسے لے آتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا جب تو اس کے گھر سے باہر نکلی ہے اس نے اپنا گھر بدل لیا ہے۔ اب اس بچے کو اپنے پاس رکھو۔ عید قربان پر پھر مصلیٰ لے جانا وہ آئے گی تب اسے مت چھوڑنا اور میرے پاس لے آنا۔

جب عید قربان آئی دایہ اسے پکڑ کر عیدگاہ لے گئی۔ دایہ نے اس عورت کو دیکھا تو اس کی چادر پکڑ کر کہا امیر المومنینؑ کے پاس چلو۔ اس عورت نے بڑی التجا کی لیکن دایہ نہ مانی اور اسے امیر المومنینؑ کے پاس لے آئی۔ حضرت نے فرمایا اس بچے کے بارے میں تو

https://www.shiabookspdf.com/

بتائے گی یا میں بتاؤں۔ اس نے عرض کیا میں خود بتاتی ہوں۔

میں ایک انصاری کی بیٹی ہوں میرا باپ سید کائنات کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید ہوگیا۔ میری ماں بھی حضرت ابوبکر کے زمانے میں فوت ہوگئی۔ میں اکیلی رہ گئی میرا کوئی محرم نہ تھا کبھی کبھی ہمسایہ عورتیں میرے ساتھ آ کر بیٹھ جاتیں اور باتیں کرتی تھیں ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی میں نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جس کے ہاتھ میں تسبیح تھی میرے گھر میں آ گئی۔ اس نے کہا تیرے ماں باپ یا شوہر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیسے اکیلی اس گھر میں رہتی ہو؟ میری ایک بیٹی ہے اگر تو کہے تو اس سے کہتی ہوں رات کو تیرے پاس آ کر سو جایا کرے گی میں نے کہا کوئی حرج نہیں ہے اس نے کہا اس کی شرط یہ ہے کہ جب میری بیٹی تیرے پاس ہو تو اور کوئی تیرے پاس نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری بیٹی تنہائی پسند ہے وہ کسی کے ساتھ رہنے کو پسند نہیں کرتی اور ہمیشہ عبادت میں مشغول رہتی ہے۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ جب وہ میرے پاس آئے گی تو کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دونگی۔ اس کے بعد اس نے پانی مانگا وضو کیا اور نماز میں مشغول ہوگئی۔ میں نے اتنے میں کھانا تیار کر لیا جب نماز سے فارغ ہوئی تو میں اس کے لئے کھانا لائی۔ اس نے کہا یہ میری غذا نہیں ہے میں نے کہا تیری غذا کیا ہے؟ اس نے کہا میری غذا روٹی اور نمک ہے اور فی الحال میرا روزہ ہے۔ شام کی نماز کے بعد افطار کروں گی۔ جب شام کی نماز سے فارغ ہوئی تو میں اس کے لئے کچھ روٹی اور نمک لے گئی۔ اس نے تین لقمے کھائے اور پھر نماز میں مشغول ہوگئی میں نے اپنی عمر میں اتنی اچھی عورت نہ دیکھی تھی۔ میں نے اس سے کہا اچھا ہے تو ہمیشہ میرے پاس رہا کر وہ بھی راضی ہوگئی۔ وہ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گئی اس کے ساتھ ایک عورت تھی کمرے میں چھوڑ کر واپس چلی گئی اور کہا دروازہ بند کر لو تا کہ کوئی آ نہ جائے۔ میں نے گھر کا دروازہ بند کیا کمرے میں آئی

https://www.shiabookspdf.com/

دیکھا وہ عورت اپنے منہ سے پردہ نہیں ہٹا رہی۔ میں نے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔ کیا دیکھا وہ ایک مرد تھا جس نے داڑھی منڈوائی ہوئی اور سرمہ لگایا ہوا پاؤں میں مہندی لگائی ہوئی تھی۔ میں حیران رہ گئی میں نے باہر نکلنا چاہا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا۔ زمین پر گرا کر میرے ساتھ زیادتی کرنے لگا جب گھر سے باہر جانے لگا تو اسے چکر آیا اور زمین پر گر گیا۔ میں نے اٹھ کر اس کی کمر سے بندھی ہوئی چھری نکالی اور اس کا سر بدن سے جدا کر دیا۔ جب رات ہوئی تو اسے اٹھا کر محراب میں رکھ دیا کیونکہ میں اس سے حاملہ ہو گئی تھیں۔ لہٰذا میں نے چھپائے رکھا پھر یہ بچہ پیدا ہوا اور میں اسے محراب میں چھوڑ گئی۔

حضرت عمر یہ بات سن کر کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "انا مدینۃ العلم و علی بابھا" یا علیؑ اس کے بارے میں حکم جاری کریں حضرت نے فرمایا یہ آدمی جو قتل ہوا اس کا دیہ نہیں ہے اور اس عورت پر بھی کوئی حد نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مجبور تھی۔ حضرت نے اس عورت سے فرمایا کیا تو اس بوڑھی عورت کو تلاش کر سکتی ہے؟ اس نے کہا ہاں اگر تین دن کی مہلت دیں تو میں اسے لے آؤں گی۔ اتفاق سے جب مسجد سے باہر نکلی تو وہ عورت نظر آ گئی اس نے پہچان لیا اور پکڑ کر حضرت کے پاس کھینچ کر لے آئی۔ حضرت نے فرمایا اے دشمن خدا یہ کیا بری حرکت کی ہے؟ سچ بتا وہ مرد کون تھا؟ اس نے کہا میں اس عورت کو نہیں پہچانتی اور مجھے اس واقعہ کے بارے میں کوئی پتہ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا کہ مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ جب اس نے ہاتھ رکھ کر قسم کھائی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اسے صحرا میں لے جا کر سنگسار کر دیا۔

صد گرگ لود میان گلہ بہتر کہ عجوزہ در محلہ

ترجمہ: بکریوں کے ریوڑ میں سو بھیڑیئے تھے محلّہ میں ایک بڑھیا بھیڑیا نما تھی یہ

https://www.shiabookspdf.com/

بچہ جب بڑا ہوا تو حضرت امیر المومنینؑ کے دوستوں میں سے تھا۔ جنگ صفین میں حضرت کی طرف سے جنگ کرتا ہوا شہید ہوا۔

جس طرح زنا کرنے والے کی مذمت ہوئی ہے اسی طرح زنا کو ترک کرنے والے کی مدح اور تعریف کی گئی ہے جس کے بارے میں بہت سی روایات ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ اپنے نفس کو گناہوں سے بچانے والے شخص کا ٹھکانا بہشت ہے جیسے خدا بھی فرماتا ہے

و امامن خاف مقام ربه و نهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هى الماوىٰ

جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اور اپنے نفس کو خواہشات نفسانی سے بچا کر رکھے اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں بہترین عبادت پاکدامنی اور اپنے نفس کو شہوات اور محرمات سے بچانا ہے آپ نے فرمایا تمہیں چاہئے کہ اپنی نگاہوں کو حرام سے بچا کر رکھیں دیکھنے سے تمہارا دل گناہ کی طرف میل کرے گا اور تم گناہ میں پڑ جاؤ گے۔

جو لوگ گناہ سے بچتے ہیں اور زنا جیسی برائی کے ارتکاب سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتے ہیں خدا ان کو عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جیسے اثنی عشریہ میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سات طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کو خدا عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس دن عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ایک امام عادل دوسرا وہ جوان جو خدا کی عبادت کو ترک نہ کرے۔ تیسرا وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد کی طرف ہو۔ چوتھا۔ وہ لوگ جو عبادت کی خاطر مسجد میں جمع ہوں۔ پانچواں وہ شخص جو خدا کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔ چھٹا وہ شخص جو اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ ساتواں وہ شخص جس کو خوبصورت عورت اپنی طرف بلائے لیکن وہ خوف خدا

https://www.shiabookspdf.com/

سے خدا کی نافرمانی نہ کرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے لئے گناہ کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے لیکن اپنے شہوت کو قابو میں رکھتے ہوئے گناہ سے محفوظ رہتے ہیں تو خدا ان کو بلند درجات عطا فرماتا ہے۔

اس لوہار کی داستان جو اپنے ہاتھ سے لوہے کی بھٹی سے لوہا نکالتا تھا:

اثنی عشریہ اور ابواب الجنان میں ایک نیک اور صالح شخص سے روایت کرتے ہیں کہتا ہے میں مصر میں گیا تو ایک لوہار کو دیکھا جو کسی آلہ کے بغیر اپنے ہاتھ سے لوہے کی گرم بھٹی سے لوہا نکال رہا تھا اور اسے کچھ نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ شخص کتنا نیک ہے جس کو آگ کچھ نہیں کہتی۔ میں اس کے پاس گیا سلام کیا اس نے جواب دیا میں نے اس سے کہا اے محترم تجھے اس خدا کا واسطہ جس نے تجھے یہ مقام عطا فرمایا ہے۔ مجھے بتا اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نے گریہ کیا اور کہا جب اس شہر میں قحط پڑا تو بہت سے لوگ بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ نہ آسمان سے بارش آتی تھی اور نہ ہی زمین پر کوئی چیز اُگتی تھی بازار میں بھوک کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا ہر طرف موت کا پہرہ تھا۔ لوگ رونے اور کمزوری کی وجہ سے چلنے کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے۔ لوگ بھوک کی وجہ سے ایک دوسرے کا گوشت کھاتے تھے ان سالوں میں میرا کام ٹھیک تھا اور ضرورت سے زیادہ میرے پاس مال تھا۔ ایک خوبصورت سیدہ خاتون میرے ہمسایہ میں رہتی تھی جس کے چند چھوٹے بچے تھے۔ ایک دن میں اس دکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ عورت مجبور ہو کر میرے پاس آئی اپنے اور بچوں کی حالت بیان کی اور مجھ سے کوئی چیز مانگی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے حسن کو دیکھ کر بے خود ہو گیا۔ میں نے اسے کہا تیرا مطلب تب پورا ہو گا جب تو میرا مطلب پورا کرے گی اس پاکدامن عورت نے میری بات سن کر تھوڑا سوچنے کے بعد کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہہ کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئی اور پھر مجھ سے کچھ لینے کا تقاضا کیا میرے پاس پھر وہی

https://www.shiabookspdf.com/

جواب تھا وہ گئی اور تیسری مرتبہ واپس آ کر کہنے لگی میں مجبور ہو کر تیری بات مانتی ہوں۔ میں نے دکان بند کی اور اس کے ساتھ گھر آ گیا۔ وہ عورت مجھ سے کہنے لگی اے مرد میرے بچے بھوکے ہیں اگر کچھ دینا چاہتا ہے تو مجھے دے تا کہ اپنے بچوں کو دے آؤں اور پھر تیرے پاس واپس آ جاتی ہوں۔ میں نے اسے سے پکا وعدہ لیا اور کچھ پیسے دے کر کہا جاؤ اور جلدی واپس آنا۔ وہ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گئی میں اسے ایک کمرے میں لے گیا اور دروازہ بند کر لیا وہ عورت کانپ بھی رہی تھی اور گریہ بھی کر رہی تھی اس نے پوچھا تو نے دروازہ کیوں بند کیا ہے؟ میں نے کہا لوگوں کے ڈر سے کہ کہیں ہمیں دیکھ نہ لیں۔ اس عورت نے کہا افسوس ہے تجھ پر لوگوں سے ڈرتا ہے جو علیم و بصیر اور خبیر ہے اور ہر کام سے آگاہ ہے اس سے نہیں ڈرتا اور ان چار فرشتوں سے نہیں ڈرتا جو تیرے اور میرے دائیں بائیں بیٹھے ہیں اور ہمارے ہر کام کو دیکھتے ہیں۔ جب میں نے یہ بات سنی تو بیہوش ہو گیا اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو گیا اور اپنے آپ سے کہنے لگا افسوس ہے تجھ پر وہ عورت ہو کر اتنی بڑی بات کر گئی اور خدا سے ڈر رہی ہے تو مرد ہو کر بھی اپنے نفس پر قابو نہیں پا سکتا۔ ذلیل ہے تو اگر ایسا کرے گا میں نے اپنی شہوت پر قابو کیا اور اٹھ کر اس عورت کو کچھ ضرورت کا سامان دے کر بھیج دیا۔

اس سیدہ نے میرے لئے دعا کی اے پروردگار جس طرح اس مرد نے اپنی شہوت کی آگ کو بجھایا ہے تو بھی اس پر دنیا اور آخرت کی آگ کو بے اثر کر دے۔ اس وقت سے دنیا کی آگ مجھ پر کوئی اثر نہیں کرتی میں امید کرتا ہوں کہ آخرت کی آگ بھی مجھ پر اثر نہ کرے گی۔

یہ ہے اس شخص کی جزا جو گناہ سے بچتا ہے اور خداوند کریم کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے اور جو شخص گناہ سے نہ بچے اور شہوت پر قابو نہ کر سکے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے دل میں قساوت پیدا ہو جاتی ہے وہ شہوت پر قابو نہیں کر سکتا۔ حیوان بن جاتا ہے اور اپنے محارم کے ساتھ زنا کرتا ہے بلکہ بعض اوقات مردوں کے ساتھ لواطہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

کفن چور کا واقعہ:

انوار نعمانیہ، امالی صدوق اور عین الحیات میں روایت کرتے ہیں ایک دن معاذ بن جبل پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ وہ گریہ کر رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کی وجہ پوچھی اس نے عرض کیا گھر کے دروازے پر ایک خوبصورت جوان کھڑا بچے کی طرح گریہ کر رہا ہے اور آپ کی خدمت میں آنے کی اجازت مانگ رہا ہے گویا شرم کر رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اسے لے آؤ معاذ گیا اور اسے آپ کی خدمت میں لے آیا اس نے سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا حضرت نے پوچھا کیوں رو رہا ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے ایسا گناہ کیا ہے اگر خدا چاہے تو اس گناہ کی تھوڑی سی مقدار کی وجہ سے بھی مجھے جہنم میں بھیج سکتا ہے حضرت نے فرمایا کیا تو نے کفر کیا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا قتل کیا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ حضرت نے فرمایا خدا گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ اگرچہ پہاڑوں کے برابر بڑے ہوں۔ اس نے عرض کیا میرا گناہ پہاڑوں سے بھی بڑا ہے۔ حضرت نے فرمایا خدا تیرے گناہوں کو معاف کر دے گا اگرچہ زمینوں، سمندروں اور درختوں کے برابر ہوں۔ عرض کیا میرا گناہ ان تمام چیزوں سے بڑا ہے جو آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا تیرا گناہ اگر سات آسمانوں عرش اور ستاروں کے برابر ہوگا تو خدا پھر بھی معاف کر دے گا اس نے عرض کیا میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ حضرت نے فرمایا تیرا پروردگار بڑا ہے یا تیرا گناہ؟ عرض کیا میرا پروردگار۔ حضرت نے فرمایا تیرے بڑے گناہ کو عظیم خدا معاف کر دے گا۔ بتا تو نے کیا کیا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے؟اس نے عرض کیا کئی سالوں سے میرا یہ کام تھا کہ میں قبریں کھول کر مردوں کے کفن چوری کیا کرتا تھا ایک دن انصار کی ایک لڑکی کو لا کر دفن کیا گیا۔ رات ہوئی تو میں نے جا کر قبر کھولی۔ لڑکی کو باہر رکھا اور اس کا کفن اتار لیا۔ شیطان نے میرے اندر وسوسہ ڈالا میں نے واپس آ کر اس کے ساتھ زنا کیا۔ میں جانے لگا تو پیچھے سے آواز سنی "ویل لک من دیان یوم الدین" قیامت کے دن جب حساب ہوگا تو تجھ پر افسوس ہے۔ اس گناہ کے ساتھ مجھے نہیں امید کہ میں بہشت کی بو بھی سونگھ سکوں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے فاسق دور چلا جا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں بھی تیری آگ میں جل نہ جاؤں۔ وہ جوان صحرا کی طرف چلا گیا۔ پہاڑوں کے اوپر جا کر اپنے ہاتھوں کو گردن کے پیچھے باندھ لیا اور چالیس دن تک گریہ وزاری کرتا رہا اور خدا کے دربار میں دعا و مناجات میں مشغول رہا چالیسویں دن عرض کرنے لگا۔

اے پروردگار اگر میری توبہ قبول ہوگئی ہے تو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اطلاع دے اگر نہیں تو آگ بھیج جو مجھے جلا دے۔ جبرائیلؑ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس نازل ہوئے اور اس آیت کی تلاوت کی

(والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكر واللّٰه فاستغفرو الذنوبهم و من يغفر الذنوب الا اللّٰه ولم يصرو اعلىٰ مافعلوا وهم يعلمون)

وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں پھر خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں خدا کے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا کون ہے اور وہ اپنے کئے پر اصرار بھی نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔

جبرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خدا فرماتا ہے "اتاک

https://www.shiabookspdf.com/

عبدی تائباً فترده فاین یذھب" تیرے پاس میرا بندہ توبہ کرنے آیا تھا تو نے اسے واپس پلٹا دیا۔ وہ کہاں جائے گا جاؤ اور اسے توبہ قبول ہونے کی بشارت دو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوش ہوئے معاذ بن جبل اور دوسرے اصحاب کو لے کر پہاڑ کے اوپر آئے کیا دیکھا سورج کی گرمی نے اس کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے زیادہ رونے سے اس کی پلکیں گر گئی ہیں اس کا گریہ اتنا زیادہ تھا کہ اطراف کے جانور درندے اور پرندے اس کے اردگرد جمع ہو گئے تھے اور اس کی حالت پر وہ بھی گریہ کر رہے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کے پاس گئے اس کے ہاتھ کھولے اس کے سر سے خاک صاف کی اور فرمایا اے بہلول تجھے مبارک ہو خدا نے تیری توبہ قبول کر لی ہے اور آگ سے نجات دے دی ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے صحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

ھکذا تدار کو الذنوب

اس طرح اپنے گناہوں کا تدارک کرو۔

اہل بیتؑ کا شام میں داخل ہونا:

جس مسلمان نے توبہ کی تھی خدا کا پیغمبرؐ برداشت نہ کر سکا کہ اس کے ہاتھ بندھے رہیں سب سے پہلے اس کے ہاتھ کھولے۔ اس وقت پیغمبرؐ کہاں تھے جب کربلا سے شام تک ان کے بیمار بیٹے زین العابدینؑ بے پلان اونٹ پر سوار تھے اور گلے میں طوق ڈالا ہوا تھا۔ راوی سھل بن سعید شہرزوری کہتا ہے شام کے دروازے کے قریب میں حضرت امام زین العابدینؑ کے پاس پہنچا آپ ایک بے پلان اونٹ پر سوار تھے حضرت کے گلے میں طوق تھا اور گریہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔

اقاد ذلیلا فی دمشق کاننی   من الزنج عبد غاب عنہ نصیر

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: مجھے دمشق میں ایسے لے جایا جا رہا تھا جیسے کوئی غلام ہو جس کا کوئی مددگار نہ ہو حالانکہ میرے ایک جد رسولؐ خدا اور دوسرے جد امیر المومنینؑ ہیں۔

فیالیت امی لم تلانی ولم اک یزید یرانی فی البلاد اسیر

ترجمہ: کاش میری ماں نے مجھے پیدا نہ کیا ہوتا اور یزید اس طرح مجھے شہروں میں قیدی بن کے نہ پھیراتا۔

اگر یہ قول حضرت کا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت پر اسیری بڑی سخت گذری ہے جب اہل بیت کو کوفہ کے شہر میں لائے گئے تو اہل کوفہ مکانوں کی چھتوں سے لقمے روٹی کے اور کھجوریں ان کے اوپر پھینک رہے تھے لیکن شام میں داخل ہوئے تو شامی چھتوں سے مسلسل پتھر مارتے رہے۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم الله الرحمن الرحیم

مجلس نمبر 111

اول آنکس کا بن قیا سکھا نمود پیش انوار خدا ابلیس بود

گفت نار از خاک بی شک بہتر آست من ز نار و اوز خاک اکدراست

در شرف من از کسی کم نیستم پس چرا در پیش دشمن بیستم

اوکجا بود اندر آن دوری کہ من ، صدر عالم بودم و فخر زمن

ترجمہ: سب سے پہلے جس نے قیاس کیا خدا کے انوار کے سامنے ابلیس تھا۔ جس نے کہا بے شک آگ خاک سے بہتر ہے میں آگ سے ہوں اور وہ گندی مٹی سے فضیلت میں کسی طرح سے میں اس سے کم نہیں ہوں۔ بس میں دشمن کے سامنے کیوں بیٹھ جاؤں وہ اس وقت کہاں تھا جب میں عالم کی صدارت اور زمانے کا فخر رکھتا تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون.

اس آیت میں خدا تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور تین چیزوں سے منع کرتا ہے وہ چیزیں جن کا حکم دیا ہے وہ عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ ہے۔ جن تین چیزوں سے منع فرمایا ہے فحشاء، منکر اور بغی ہے۔ فحشاء سے مراد زنا ہے منکر سے مراد ہر وہ چیز جس کا عقل انکار کرے اور عقلاء اسے برا جانیں جیسے زنا، غیبت، چوری، سود، شراب۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو آج کل لوگوں کی محافل میں عام رواج رکھتی ہیں۔ اکٹھے ہو کر غیبت کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں مذاق مذاق میں ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں۔ بڑے اور چھوٹے شراب پیتے ہیں حالانکہ شراب پینے کی مذمت اور اس کے نقصانات کے بارے میں کتنی روایات ہیں کہ

https://www.shiabookspdf.com/

دنیااورآخرت میں ضرردیتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے

"جمع الشرفی بیت و جعل مفتاحه شرب الخمر"

تمام شراورخرابیاں ایک گھر میں جمع ہیں اس گھر کی چابی شراب نوشی ہے۔

شراب پینے والے کی سزا:

شارب الخمر کے بارے میں جامع الاخبار میں روایت ہے کہ "شارب الخمر کعابد الوثن" شراب پینے والا بت پرست کی طرح ہے جوشخص ایک گھونٹ شراب پیتا ہے چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ شراب کے مفاسد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شراب پینے والے کواسی کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی تین دفعہ شراب پیتا ہےاور اس پر حد جاری ہوتی ہےتو اسے قتل کرنے کا حکم ہے۔ اگر شراب کنویں میں گر جائے تو تمام پانی نکالنا پڑے گا۔ شراب سے نجس شدہ برتن کوسات مرتبہ مٹی کے ساتھ مانج کر دھوئیں تو پاک ہوگا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کی ایک آیت حفظ کی ہواور شراب پیئے تو ایسے ہے جیسے اس نے قرآن پر شراب گرائی ہو۔ قیامت کے دن قرآن اس کے ساتھ مخاصمہ کریگا قرآن جس کا دشمن ہو جائے اللہ اس کا دشمن ہو جائے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ شراب پینے والے کی عیادت نہ کرو اس کے جنازے میں شرکت نہ کرو۔ اس پر نماز نہ پڑھواس پر سلام نہ کرو۔ اسے لڑکی کا رشتہ مت دو۔ اگر کوئی شراب پینے والے کولڑکی دے گا تو ایسے ہے جیسے اسے زنا کے لئے پیش کیا ہے۔ اگر کوئی شراب پینے والے کی کسی ضرورت کو پورا کرے تو ایسے ہے جیسے اس نے ہزار مومنوں کوقتل کیا ہو۔ اور ہزار مرتبہ خانہ کعبہ گرایا ہو۔ اور ستر ہزار فرشتوں پر لعنت کی ہو۔ خدا شراب

https://www.shiabookspdf.com/

پینے والے بنانے والے اور پلانے والے پر لعنت کرتا ہے۔ اس طرح جو خریدے، جو بیچے اور اس کے پیسے کھائے اور شراب کو اٹھانے والے پر خدا لعنت کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا شراب پینے والے کو خدا پانچ چیزوں میں مبتلا کرتا ہے ایک اس کے دل میں قساوت پیدا کر دیتا ہے دوسری تمام ملائکہ اس سے برأت حاصل کر لیتے ہیں۔ تیسری تمام انبیاءؑ اور اولیاء بھی اس سے برأت حاصل کر لیتے ہیں چوتھی اللہ اس سے بری ہو جاتا ہے۔ پانچویں خدا اسے جہنم میں لے جائے گا۔ جیسے اللہ فرماتا ہے (واما الذین فسقوا افما ویھم النار) جو لوگ فاسق ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا شراب پینے والے کے ساتھ بیٹھنے سے یہود اور نصاریٰ کے ساتھ بیٹھنا بہتر ہے۔ اور فرمایا یہود و نصاریٰ کو سلام کرو لیکن شراب پینے والے کو سلام نہ کرو۔ اگر تم پر سلام کرے تو اس کا جواب نہ دو۔

وسائل الشیعہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا شراب پینے والے کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں ہے حوض کوثر پر میرے پاس نہیں آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا شراب پینے والا پیاسا مرے گا قبر میں بھی پیاسا محشر میں پیاسا محشور ہوگا اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اس کے ہونٹ نیچے گرے ہوئے ہونگے اور اس کا لعاب دہن اس کے پاؤں کے سامنے گرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو جان لو، جہنم میں ایک گھر ہے جو آگ کا بنا ہوا ہے، جس میں ایک آگ کا کنواں ہے، جس میں آگ سے بنا ہوا ایک تابوت ہے۔ اس تابوت میں ایک سانپ ہے، جس کے ہزار سر ہیں ہر سر میں منہ ہے اور ہر منہ میں دس ہزار دانت ہیں۔ ہر دانت میں ہزار زرع یعنی ہزار ہاتھ لمبا ہے۔"

انس بن مالک کہتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ تمام عذاب کس کے لئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ شراب پینے والے کے لئے ہیں۔ پھر

https://www.shiabookspdf.com/

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو آگاہ ہو جاؤ، جو شخص شراب پینے والے کو ایک لقمہ کھانا دے گا یا ایک گھونٹ پانی دے تو قبر میں خدا اس پر سانپ اور بچھو مسلط کرے گا جن کے دانتوں کی لمبائی ایک سو دس ہاتھ لمبی ہوگی اور اسے جہنم کا پانی پلایا جائے گا۔

جامع الاخبار میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک بچھو جہنم سے باہر آئے گا جس کا سر ساتویں آسمان تک اور دم زمین کے ساتویں طبقے تک لمبی ہوگی جبرائیل اس بچھو سے پوچھے گا۔ کس کو کھانا چاہتا ہے؟ وہ کہے گا پانچ طرح کے لوگوں کو، زکوۃ نہ دینے والے، سود خور، تارک الصلوۃ، وہ لوگ جو مساجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں۔ اور شراب پینے والے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو دنیا کی شراب پیئے گا خدا اسے آخرت کی شراب سے محروم رکھے گا۔

وہ چیزیں جو دنیا میں حرام ہیں آخرت میں حلال ہیں۔

چار چیزیں ایسی ہیں جو بہشت کی سب سے بڑی لذتیں ہیں لیکن وہ دنیا میں حرام ہیں جو شخص دنیا میں ان سے اجتناب کرے گا بہشت میں اللہ اسے کئی گنا زیادہ عطا فرمائے گا۔

ایک غنا ہے گانا گانا اور سننا حرام ہے۔ گانا گانے والے کے لئے خدا نے جہنم کا وعدہ دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ گانا گانے والا اندھا، گونگا اور بہرا محشور ہوگا۔ جس گھر میں گانا گایا جاتا ہو وہ بلا و مصیبت سے محفوظ نہیں ہوتا ہے۔ اس گھر میں دعا قبول نہیں ہوتی فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔ تمام احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ گانا گانا اور سننا دل کے سخت ہونے برکتوں کے رک جانے اور رحمتِ خدا کے نازل نہ ہونے کا باعث بنتا ہے۔ اس سے نفاق، فقر اور پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہا بہشت میں غنا ہے؟ آپ نے فرمایا بہشت میں ایک درخت ہے جس سے اچھی اچھی آوازیں نکلتی ہیں ایسی آوازیں کسی نے کبھی نہ سنی ہوں گی۔ قیامت کے دن وہ شخص ان

https://www.shiabookspdf.com/

آوازوں کو سنے گا جو دنیا میں خدا کے خوف سے گانا سننے کو ترک کرے گا۔

دوسری چیز جو دنیا میں حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز باطل ہو جاتی ہے ریشم کا لباس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یا علی ریشم کا لباس نہ پہنو کیونکہ یہ جنت میں تیرا لباس ہوگا اور تمام اہل بہشت ریشم کا لباس پہنیں گے جیسے خدا فرماتا ہے (یحلون فیھا من اساور من ذھب ولئو لئوا و لباسھم فیھا حریر) بہشت میں لوگ سونے کے زیور پہنیں گے اور ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔

تیسری چیز جو دنیا میں حرام ہے اس دنیا میں سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا ہے لیکن آخرت میں تمام برتن سونے اور چاندی کے ہونگے۔ جیسے اللہ فرماتا ہے "ویطاف علیھم بآنیہ من فضۃ و اکواب" اور ان کا سونے اور چاندی کے برتنوں کے ساتھ طواف کر رہے ہونگے۔ پس جو شخص بھی اس دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں کو استعمال کرے گا آخرت میں ان سے محروم رہے گا۔

چوتھی چیز جو دنیا میں حرام اور آخرت میں حلال ہے شراب ہے۔ دنیا کی شراب حرام ہے اور آخرت کی شراب حلال ہوگی بلکہ بہشت کی تمام نعمتوں اور لذتوں میں سے بہتر ہوگی تمام امتوں میں شراب حرام ہے۔ اگر یہود و نصاریٰ کہیں کہ شراب ان کی امت میں حلال ہے تو وہ جھوٹ بولتے ہیں کیونکہ معصومؑ فرماتے ہیں "مابعث اللّٰہ نبیاً الا متحریم الخمر" خدا نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس نے شراب حرام کی ہے۔ دنیا کی شراب غالباً یہود و نصاریٰ بناتے ہیں مگر بہشت کی شراب اللہ اپنے ید قدرت سے بناتا ہے۔ جیسے اللہ فرماتا ہے "وانھار من خمر لذۃ للشاربین" بہشت میں شراب کی نہریں ہونگی جن سے لوگ پیئں گے۔

دنیا کی شراب رجس اور نجس ہے لیکن بہشت کی شراب پاک و پاکیزہ ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ

https://www.shiabookspdf.com/

فرماتا ہے"و سقھم ربھم شراباً طھوراً" خدا ان کو پاک و پاکیزہ شراب پلائے گا اس دنیا کی شراب کو انسان ہزار طرح کے خوف اور وہم کے ساتھ پیتا ہے لیکن آخرت کی شراب کے بارے میں خدا فرماتا ہے "ان المتقین فی مقام امین" بے شک متقی لوگ امن والے مقام میں ہونگے۔ دنیا کی شراب نشہ پیدا کرتی ہے لیکن آخرت کی شراب کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لا یصدعون عنھا ولا ینزفون" آخرت کی شراب پینے سے ان کو نشہ یا مستی نہ آئے گی۔ دنیا کی شراب گندی اور بدبودار ہوتی ہے لیکن آخرت کی شراب سے مشک و عنبر کی خوشبو آئے گی۔ دنیا کی شراب غالباً پست وفطرت اور برے لوگ پلاتے ہیں لیکن بہشت کی شراب کے ساقی خود امیر المومنین ہونگے۔ پس شراب کے بارے میں اتنی مذمت اور نقصانات سے آگاہی کے باوجود ایک عاقل شخص کبھی شراب نہ پیئے گا جبکہ قرآن میں صراحتاً حرمت آئی ہے۔ جیسے اللہ فرماتا ہے "یاایھا الذین آمنوا الذین انما الخمر و المیسرو الانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون" اے ایمان والو سوائے اس کے نہیں شراب، قمار بازی، انصاب اور ازلام رجس شیطانی عمل ہیں اس سے اجتناب کرو شاید کہ تم فلاح پا جاؤ۔

کتاب لآ لی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو بھیجا گھروں میں جو شراب تھی لے آئے اور پھینک دی آپ نے فرمایا اے لوگو جو شخص اس دنیا میں شراب پیئے گا تو قیامت کے دن خدا اسے سانپ اور بچھو کے ناخنوں سے ایسی شراب پلائے گا جس کے پیتے ہی اس کے تمام بدن کا گوشت نیچے گر جائے گا۔ اس کا بدن پھول جائے گا تمام اہل محشر کو اس کے بدن سے بو آئے گی۔ خدا حکم دے گا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ پس جو ایک گھونٹ شراب پیئے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی نہ روزہ نہ حج اور نہ ہی عمرہ قبول ہوگا۔ مگر یہ کہ توبہ کر لے جو شخص شراب پیئے گا ہر گھونٹ کے بدلے خدا اسے جہنم کا پانی پلائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اے لوگو! جو شخص کسی کو شراب دے گا خواہ یہودی ہو یا نصرانی، عورت ہو یا بچہ اس کا گناہ ایسے ہی ہے جتنا شراب پینے والے کا ہے۔

آپؑ نے فرمایا شراب پینے والے کا چہرہ مرتے وقت سیاہ ہو جاتا ہے زبان بند ہو جاتی ہے۔ شہادتین نہیں پڑھ سکتا۔ موت کے وقت جس کی زبان بند ہو جائے خطرہ ہے کہ بے ایمان اور کافر مرے گا اور جو کافر مرے اس پر افسوس ہے۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں اگر کسی کنویں میں شراب کا ایک قطرہ گر جائے اس کنویں سے کسی زمین کو پانی دیا جائے اس زمین پر سبزہ آگے اس سبزے سے بھیڑ کھائے تو میں علیؑ اس بھیڑ کا گوشت نہ کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو خبردار جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس مجلس میں حاضر نہ ہو جس میں شراب پی جاتی ہو۔ جو شخص شراب کی محفل میں حاضر ہو اگر چہ شراب نہ پیئے لیکن اس کے لئے شراب پینے والے کا گناہ لکھا جائے گا۔

اس طرح کی مجالس میں جانے سے منع اس لئے کیا ہے کیونکہ اکثر فساد اور خرابیاں اس طرح کی محفلوں سے پیدا ہوتی ہیں جن سے قتل و غارت اور خون خرابہ ہوتا ہے کیونکہ شیطان نے انگور کے درخت کو کئی طرح کے خون سے پانی دیا ہے۔

حضرت نوحؑ نے انگور کا درخت اگایا۔

حیات القلوب میں ہے کہ جب حضرت نوحؑ کشتی سے باہر آئے۔ تو انہوں نے انگور کا درخت اگانے کا ارادہ کیا لیکن شیطان مانع ہوتا تھا جب بھی حضرت نوحؑ درخت لگاتے شیطان اکھاڑ دیتا تھا اور دور پھینک دیتا تھا۔ اس نے حضرت نوحؑ سے کہا کہ اس میں میرا حصہ بھی قرار دو۔ حضرت نوحؑ نے اس کے لئے دو ثلث حصہ رکھا اسی وجہ سے انگور کے پانی کو جب جوش دیا جائے تو نجس ہو جاتا ہے دو ثلث یعنی تین میں سے دو حصے کو جوش آنے سے

https://www.shiabookspdf.com/

بخارات بن کر اڑ جائے جو کہ شیطان کا حصہ ہے تو پاک ہو جائے گا اور حلال ہو گا جن برتنوں میں انگور کے پانی کو جوش دیا جائے گا وہ بھی پاک ہو جائیں گے جب حضرت نوحؑ نے شیطان کا حصہ معین کیا تو اس وقت شیطان آیا اور اس درخت کی جڑوں میں پیشاب کر دیا اس کے بعد چار حیوانوں کو لا کر اس کی جڑوں میں ذبح کر دیا۔ پہلے سور کو لایا حضرت نوحؑ نے منع کیا اس نے کہا اس درخت میں میرا بھی حصہ ہے۔ میں نے اس کو پانی دینا ہے تا کہ خشک نہ ہو۔ پھر چند دنوں کے بعد شیر کو لا کر ذبح کر دیا۔ پھر چند دنوں کے بعد بندر اور کچھ دنوں کے بعد سور کو لا کر سر کاٹ دیا اور ان کا خون انگور کے درخت کی جڑوں میں ڈال دیا۔

اسی وجہ سے شراب پینے والے شخص کی زندگی میں ان چار جانوروں کی خصلتیں پائی جاتی ہیں کبھی اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے کبھی زرد جیسے مور کا رنگ ہوتا ہے کبھی شیر کی طرح درندہ صفت ہو جاتا ہے کبھی بندر کی طرح ناچنے لگ جاتا ہے۔

جب شیطان نے انگور کے درخت کی جڑوں میں پیشاب کیا تو درخت کی جڑوں میں پیشاب چلا گیا اسی وجہ سے انگور کے شیرہ میں مستی پیدا ہو گئی لہذا اس کو پینا حرام ہو گیا۔ جب انسان مست ہو جاتا ہے تو اس کی عقل زائل جاتی ہے اور عقل ایک باطنی پیغمبر ہوتا ہے شرابی شخص شراب پی کر پیغمبرؑ کے قتل کا سبب بنتا ہے اور جس شخص کی عقل زائل ہو جاتی ہے وہ کوئی بھی گناہ کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اگر اس سے کہیں کہ بت کو سجدہ کرو تو کرے گا

"السکران زمامه بیدا لشیطان ان امره ان یسجدللاو ثان سجد"

نشئی شخص کی لگام شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے اگر شیطان اسے حکم دے کہ بتوں کو سجدہ کرو تو وہ کر لے گا۔

ایک زندیق نے خود حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ خدا نے شراب کیوں حرام کی ہے حالانکہ اس سے بڑی لذت کوئی نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ شراب تمام

https://www.shiabookspdf.com/

بدیوں کی برائی ہے۔ شراب پینے والے کی عقل زائل ہو جاتی ہے اس حال میں خدا کو نہیں پہچانتا۔ کبھی تو اس حال میں کفریہ کلمات کہنے کی وجہ سے نجس ہو جاتا ہے اور کافر ہو جاتا ہے اسی لئے خدا فرماتا ہے (لا تقربو الصلوٰۃ و انتم سکاری) جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ شراب نجس اور حرام ہے جو اسے حلال جانے اس کا قتل واجب ہے۔ جو چیز بھی مست کرنے والی ہو وہ شراب کی طرح حکم رکھتی ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں "کل مسکر حرام" ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

نشہ آور چیزیں دو طرح کی ہیں ظاہری اور باطنی۔ پھر ظاہری دو طرح کی ہیں ایک مائع دوسری جامد۔ مائع جیسے شراب وغیرہ جامد جیسے چرس، بھنگ باطنی نشہ آور چیزیں غفلت اور غرور ہیں۔ جیسے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کلمات قصار میں فرماتے ہیں "مسکر الغفلۃ و الغرور ابعد افاقۃ من سکر الخمور" غفلت اور غرور کا نشہ شراب کے نشے سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ شراب کے نشہ کا اثر جلدی ختم ہو جاتا ہے لیکن غفلت اور غرور کا نشہ اگر کسی شخص کے اندر داخل ہو جائے تو وہ جلدی ختم نہیں ہوتا۔

بیار بادہ کہ رنگین کنیم جامہ ودلق　　　کہ مست جام غروریم ونام ہشیاریست

ترجمہ: شراب لاؤ تا کہ خوبصورت لباس اور درویش کی گدڑی رنگین کریں کیونکہ مستی کا جام میرا غرور ہے اور نام ہوشیاری ہے۔

جو چیزیں غفلت اور غرور کی مستی کا سبب بنتی ہے مال و دولت ہے جیسے کلمات قصار میں حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "استعذوا باللہ من سکر الغنی فان لہ سکرۃ بعیدۃ الافاقۃ" خدا سے غنا اور دولتمندی کے نشہ سے پناہ مانگو کیونکہ اس کا نشہ دیر تک رہتا ہے۔

بادہ پر خوردن وہوشیار نشستن سہل است　　　گر بہ دولت برسی مست نگردی مردی

ترجمہ: سیر ہو کر شراب پینا اور ہوشیار بیٹھے رہنا آسان ہے مرد تو تب ہے اگر دولت ملے اور

https://www.shiabookspdf.com/

پھر مست نہ ہو۔

اسی طرح دوسری لذتیں اور شہوتیں بھی انسان کو مست کرتی ہیں اور بیہوش کرتی ہیں اس لئے ملا رومی کہتے ہیں

خمر تنہا نیست سر مستی ہوش　　ہر چہ شہوانی است بندد چشم و گوش

دانکہ ہر شہوت چو خمرست چو بنگ　　پردہ ہوش است و عاقل زواست دنگ

آن ابلیس از خمر خوردن دور جود　　مست بود او از تکبر و زجحود

ترجمہ: صرف شراب ہی ہوش کو ختم نہیں کرتی بلکہ شہوت کی ہر چیز آنکھ اور کان بند کر دیتی ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ شہوت بھی شراب اور بھنگ کی طرح ہے یہ ہوش کا پردہ ہے اور عاقل شخص اس سے حیران ہے۔

ابلیس شراب نہیں پیتا تھا لیکن وہ تکبر اور انکار کے نشہ میں مبتلا تھا۔ انسان کے اندر جو برے اعمال اور صفات پیدا ہو جاتے ہیں اگر ان کا علاج نہ کرے تو وہ اسے مست اور بیہوش کر دیتے ہیں اور اس کی دنیا اور آخرت کو برباد کر دیتے ہیں۔ پس عقلمند شخص وہ ہے جو بری صفات پیدا ہوتے ہی ان کے علاج کی کوشش کرے وگرنہ ان کے نشہ میں مبتلا ہو جائے گا اور اس طرح وجود میں رچ بس جائیں گی کہ ان کا علاج اور دور کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو ان تمام ظاہری اور باطنی نشہ آور چیزوں میں مبتلا ہو۔ جیسے یزید بن معاویہ جس کے وجود میں ظاہری اور باطنی ہر طرح کا نشہ موجود تھا اس کے اندر جوانی، ریاست و سلطنت، مال و دولت کی مستی تھی۔ شطرنج اور شراب کا نشہ تھا۔ کبھی کفر کا اظہار کرتا، کبھی ایمان کبھی قرآن پڑھتا، کبھی اس کا انکار کرتا تھا کبھی روتا تھا اور کبھی ہنستا تھا۔ کبھی امام کی تعریف کرتا اور کبھی برا بھلا کہتا تھا۔

کیف رأیت الضرب یا حسین"

https://www.shiabookspdf.com/

اے حسین تو نے ضرب کو کیسا پایا۔

امام زین العابدینؑ کے سامنے یزید کا شراب کا پینا۔

بحار اور عوالم میں روایت ہے حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں یزید ملعون خود بھی شراب پیتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی پلاتا تھا اور کہتا تھا "اشربو افهذا مبارک و من بر کته انا اول تناولناه و رأس عدونا بين ايدينا" اس شراب کو پیو یہ بابرکت شراب ہے اس شراب کی برکت یہ ہے کہ ہمارے دشمن کا سر ہمارے سامنے پڑا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں یزید شطرنج کھیلتا تھا جب اپنے ساتھ جیت جاتا تو شراب کا جام اٹھا کر تین گھونٹ پی کر باقی اس طشت کے پاس پھینک دیتا جس میں امامؑ کا سر مطہر تھا۔ اور ساتھ ساتھ امامؑ کے نانا اور والد کا مذاق اڑاتا۔

یعنی ببین تو بادہ رنگین بہ جام ما　　یعنی بہ بین کہ کار جھان بہ کام ما
یعنی بہ بین کہ نام تو افتاد ازمیان　　شد درجھان بلند ز قتل تو نام

ترجمہ: ہمارے جام میں رنگین شراب کو دیکھ یعنی تو دیکھ کہ تمام دنیا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ یعنی تو دیکھ کہ تیرا نام و شہرت ختم ہو چکا ہے تیرے قتل سے تمام دنیا میں ہمارا نام بلند ہے۔

ایک مرتبہ یزید ملعون نے امامؑ کے سر مقدس کو اٹھایا اور ادھر ادھر گھمانے کے بعد کہنے لگا اے حسینؑ بہت جلد بوڑھے ہو گئے ہو تیرے ہونٹ اور دانت کتنے خوبصورت ہیں حسینؑ تجھے حکومت و سلطنت کی خواہش تھی۔ دیکھ کس طرح میں نے تیرے اہل و عیال کو قید کیا ہے حسینؑ تو مجھ پر غالب آیا ہے یا میں۔

ای سر پرخون زچہ افسردہ ای　　ہست گمانم کہ جوان مردہ ای
بخت بلندم بنگرتا کجا است　　عابد بیمار بہ زنجیر ماست
شکر خدارا کہ گشتی شہید　　دور جھان گشت بہ کام یزید

https://www.shiabookspdf.com/

بہ بہ از آن تیغ کہ حلقت برید   وای بہ زینب کہ چنین روز دید

بخت جوان دارم و بس مقبلم   حسن چہ تو راکشت خنک شد دلم

ترجمہ: اے خون سے بھرہوئے سر کیوں افسردہ ہے میرے خیال میں تیرا جوان مر گیا ہے۔ دیکھ میرا بخت کہاں تک بلند ہے۔ عابدؑ بیمار ہماری زنجیروں میں ہے۔ خدا کا شکر کر کہ تو شہید ہو گیا تمام دنیا یزید کے قبضہ میں آ گئی۔ کیا بات ہے اس تلوار کی جس نے تیرے حلق کو کاٹا ہے زینبؑ پر افسوس کہ اسے ایسا دن دیکھنا پڑا۔ میرا بخت جوان ہے اور میں کامیاب ہوں تجھے خدا نے قتل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔

یزید کا فخر کرنا:

بحار اور عوالم میں اور شیخ طبرسی سے احتجاج میں روایت کرتے ہیں کہ یزید لکڑی کے ساتھ امام کے لبوں اور دانتوں کی طرف اشارہ کر کے کہتا تھا۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا   جزع الخزرج من وقع الاسل

لاھلو و استھلوا فرحا   ثم قالوا یایزید لا تشل

فجزینا ھم ببدر مثلھا   و اخذنا مثل بدر فاعتدل

لعبت ھاشم بالملک ولا   خبر جاء ولا و حی نزل

ترجمہ: اے کاش بدر میں مرنے والے میرے آباؤ اجداد اس وقت موجود ہوتے تو وہ کہتے اے یزید تیرے ہاتھ کبھی نہ تھکیں تو نے کیا خوب انتقام لیا ہے۔ جیسا انہوں نے ہمارے ساتھ بدر میں کیا تھا ہم نے ویسا ہی انتقام لیا ہے۔ بنی ہاشم نے حکومت کا ایک کھیل کھیلا تھا۔ نہ کوئی خبر آئی تھی اور نہ ہی وحی۔

جب یزید نے ایسی بات کی تو زینبؑ مظلومہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور فرمایا "امن العدل یا بن الطلقا، تخدیرک حرائرک و امائک و سوقک بنات رسول اللّٰہ سبایا"

https://www.shiabookspdf.com/

اے آزاد کردہ غلام کے بیٹے کیا یہ انصاف ہے کہ تیری عورتیں اور کنیزیں تو پردہ میں بیٹھی ہوں اور رسول زادیاں شرابیوں کے دربار میں قیدی بن کر کھڑی ہیں۔

اندر سر پر ناز یزید آرمیدہ ای — شادی از آنکہ رأس حسین را بریدہ رای
من یستادہ در برابر و ہیچ کس نگفت — بنشین کہ روی خار مغیلان دویدہ ای
جادادہ ای بہ پردہ زنان خود ای لعین — ای ظالم مگر تو آل علی راخریدہ رای

ترجمہ: یزید اس خوشی میں کہ حسینؑ کا سر کاٹا ہے۔ آرام سے پلنگ پر سویا ہوا ہے میں سامنے کھڑی ہوں کسی نے نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ کیونکہ کانٹوں پر چلتی آئی ہوں۔ اے ملعون تو نے اپنی پردہ داروں کو گھر میں بٹھایا ہوا ہے کیا آل علیؑ کو تو نے خریدا ہوا ہے کہ یہ ظلم کر رہے ہو۔

سید بن طاؤس لکھتے ہیں جب حضرت سید سجادؑ نے اپنے والد بزرگوار کا کٹا ہوا سر یزید کے سامنے پڑا ہوا دیکھا تو کبھی بھی کسی جانور کا گلہ نہ کاٹا۔ اور جب زینبؑ نے اپنے بھائی کا کٹا ہوا سر دیکھا تو اپنا گریبان چاک کر لیا اور غم زدہ آواز میں روتے ہوئے کہنے لگیں "یا حسینا ہ یابن مکۃ و منی یابن فاطمۃ الزھراء" اے حسینؑ اے مکہ و منیٰ کے بیٹے اے فاطمۃ الزہراؑ کے بیٹے۔ راوی کہتا ہے زینب کے رونے سے تمام اہل دربار رونے لگے۔ یزید بڑا پریشان ہوا کہ اب رسوا ہو جائے گا۔ اور زیادہ زینبؑ کو درد دل دینے کے لئے اور خاموش کرانے کے لئے بید کی لکڑی منگوائی اور امام کے لبوں پر مارنے لگا۔

یزید چوب مزن برلب برادر من — سر بریدہ چہ کردہ است خاک برسر من
بریدہ ای تو سرش راز تن بہ صد خواری — ھنوز از سرا ودست برنمی داری

ترجمہ: اے یزید میرے بھائی کے لبوں پر چھڑی نہ مار۔ تو نے سر کاٹ کر کچھ کم خاک میرے سر پر ڈالی ہے تو نے میرے بھائی کا سر بڑے ظلم سے جدا کیا ہے ابھی بھی تو ستم سے باز نہیں آتا۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۲

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کنی دلی — زنہار بدمکن کہ نکردست عاقلی
این پنج روزہ مہلت ایام آدمی — آزاد مردمان نکند جز مغفلی
درویش و پادشاہ نشنیدم کہ کردہ اند — بیرون ازاین دولقمہ روزی تناولی
ازمال و جاہ منصب وفرمان وتخت و بخت — بہتر زنام نیک نکر دند حاصلی

ترجمہ: دنیا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس وجہ سے تو دل پریشان کرے اپنی دنیا کو خراب نہ کرو کوئی عقلمند ایسے نہیں کرتا۔

یہ پانچ دن کی جو آدمی کو مہلت ملی ہے اس میں سوائے غافل شخص کے کوئی لوگوں کو تکلیف نہیں دیتا۔

میں نے نہیں سنا کہ بادشاہ اور فقیر سوائے دولقموں کے کچھ زیادہ کھاتے ہوں۔

ان لوگوں نے مال و دولت، جاہ و منصب وخرمان اور تخت و تاج سے نیک نامی سے بہتر کوئی چیز حاصل نہیں کی۔

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان وایتاء ذالقربیٰ و ینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون.

اللہ تعالیٰ اس آیت میں ارشاد فرماتا ہے کہ عدل کرو۔ احسان کرو اور قریبیوں کو ان کا حق ادا کرو۔ تین چیزوں سے روکتا ہے۔ فحشاء منکر اور بغی، فحشاء سے مراد زنا ہے۔ منکر سے مراد وہ چیز جس کا عقل انکار کرے۔ یعنی اس سے مراد ظلم اور سرکشی ہے۔ اللہ منع فرماتا ہے کہ کسی کے ساتھ ظلم نہ کرو۔ ظلم گناہ کبیرہ میں سے ہے قرآن میں کئی مقامات پر ظالم کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اللہ ایک جگہ فرماتا ہے ''واعتدنا للظالمین عذاباً الیماً'' ہم نے

https://www.shiabookspdf.com/

ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے "انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بھم سرادقھا" ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کی ہوئی ہے۔

ظالم کا عذاب:

دنیا اور آخرت میں ظالم کے عذاب معین ہے دنیا کے عذاب یہ ہیں ایک خدا اس کی حیات اور زندگی سے برکت ختم کر دیتا ہے۔ اس کی عمر میں دوام نہیں ہوتا جیسے خدا فرماتا ہے "فقطع دابر القوم الذین ظلموا" ظالم قوم کے لئے بربادی ہے

حضرت سلیمانؑ کی جنوں پر سختی:

علامہ مجلسی بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا تھا کہ جن پتھر اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائیں۔ شیطان جنوں کے پاس آیا اس نے ان سے کہا تمہارے ساتھ کیسے گذر رہی ہے؟ انہوں نے کہا ہم بڑی تکلیف میں ہیں ہم میں اس کام کی طاقت نہیں ہے۔ شیطان نے کہا واپسی پر تو تمہیں کچھ نہیں کرنا پڑتا؟ انہوں نے کہا ہاں شیطان نے کہا پھر بھی ٹھیک ہے ہوا نے یہ بات حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچا دی۔ انہوں نے حکم دیا کہ جاتے ہوئے پتھر لے جائیں اور آتے وقت پھول لیتے آئیں۔ راستے میں پھر شیطان سے ملاقات ہوئی۔ دوبارہ شکایت کرنے لگے۔ اس نے کہا کیا تم رات کو نہیں سوتے؟ جواب دیا کیوں نہیں اس نے کہا پھر بھی آرام میں ہو۔ یہ بات بھی ہوا نے حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچا دی۔ انہوں نے حکم دیا کہ دن رات کام کرو۔ اس سختی کی وجہ سے جو انہوں نے جنوں پر کی ان کی عمر کم ہوگئی اور بہت جلد دنیا سے چلے گئے۔

اگر آپ سوال کریں کہ پھر بعض ظالموں کی عمر کیوں لمبی ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا عمل انجام دیتے ہونگے جس کی وجہ سے ان کی عمر لمبی ہو جاتی ہے جیسے صلہ رحمی کرنا۔

https://www.shiabookspdf.com/

صدقہ دینا، لوگوں کو فائدہ پہنچانا، یا اس وجہ سے ان کی عمر لمبی ہوتی ہے کہ لوگ اس ظالم کے ظلم کے مستحق ہوتے ہیں یا خدا ظالم کے نیک کاموں کا اجر اسے اس دنیا میں ہی دینا چاہتا ہے تا کہ جب وہ مرے تو خدا پر اس کی کوئی حجت نہ ہو۔

بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر اس شخص کے پاس سے گزرے جس کا آدھا بدن دیوار کے نیچے تھا۔ اصول کافی میں روایت ہے حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر ایک مردہ شخص کے پاس سے گذرے۔ جس کا نصف بدن دیوار کے نیچے تھا اور نصف باہر۔ پرندے کتے اس کا گوشت کھا رہے تھے اور ٹکڑے ٹکڑے کر رہے تھے۔ وہاں سے گذر کر ایک شہر میں داخل ہوئے۔ وہاں دیکھا اس شہر کا ایک بڑا آدمی مر چکا ہے اس کی میت تخت کے اوپر رکھی ہوئی ہے اور ریشم کی خوبصورت چادر اس کے اوپر ڈالی ہوئی ہے اللہ کے نبی نے آسمان کی طرف منہ بلند کیا اور عرض کی اے پروردگار تو حکیم اور عادل ہے وہ بندہ ساری عمر تیری عبادت میں مشغول رہا اور کبھی بھی کافر نہ ہوا وہ اسی طرح مرا ہے اور یہ شخص ساری عمر تیری نافرمانی کرتا رہا اور کبھی بھی تجھ پر ایمان نہ لایا۔ اس کا مرنا اس طرح ہے خدا کی طرف سے خطاب ہوا۔ اس مرد نے ایک گناہ کیا تھا لہٰذا اسے اس طرح موت دی ہے تا کہ یہ موت اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور موت کے وقت اس کی گردن پر کوئی گناہ نہ ہو۔ اور اس کافر شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کا اجر میرے پاس تھا اسے اس طرح موت دی ہے تا کہ دنیا ہی میں اسے اجر مل جائے۔ آخرت میں اس کے لئے اجر نہ ہو۔ اسی لئے اللہ فرماتا ہے

من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا و زینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا و ھم فیھا لا یبخسون"

جو دنیا کی زندگی اور زینت کا خواہش مند ہوگا ہم اسے اس دنیا میں پورا پورا اجر دیں گے اس دنیا

https://www.shiabookspdf.com/

میں ظالم شخص کا ایک اور عذاب یہ ہے کہ اس پر ایک اور ظالم کو مسلط کر دیتا ہے جو اس کی طرح ظلم کرتا ہے خود اس پر یا اس کی اولاد پر جب تک زندہ رہے اس کی جز او کیھ کر جائے گا۔

چار آدمیوں کا قصہ جنہوں نے سفر میں ایک جوان کے باپ کو قتل کیا تھا۔

علامہ مجلسی بحار الانوار جلد 40 اور حیات القلوب جلد 1 میں لکھتے ہیں ایک دن حضرت امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں داخل ہوئے آپ نے ایک جوان کو دیکھا جو بیٹھے گریہ کر رہا تھا آپ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو اس نے عرض کیا میرے باپ کے پاس بہت زیادہ مال تھا اس گروہ کے ساتھ سفر پر گیا تھا اب یہ لوگ تو واپس آ گئے ہیں لیکن اسے نہیں لائے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ میرا باپ کہاں ہے؟ تو کہتے ہیں وہ مر گیا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کا مال کہاں ہے؟ کہتے ہیں اس کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ انہیں شریح قاضی کے پاس لے گیا ہوں۔ انہوں نے قسم کھالی ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ اس کے پاس مال تھا۔ حضرت نے فرمایا چلو واپس شریح کے پاس جاتے ہیں۔ سب اس کے پاس چلے گئے حضرت نے شریح سے پوچھا تو نے یہ فیصلہ کس طرح کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اس جوان نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ آدمی میرے باپ کو سفر پر لے گئے تھے اور واپس نہیں لائے میں نے ان سے پوچھا اس کا باپ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا مر گیا ہے میں نے پوچھا اس کا مال کہاں ہے؟ انہوں نے کہا اس کے پاس مال نہ تھا اس کے بیٹے سے پوچھا اس کے دعویٰ کے کوئی گواہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے ان سے پوچھا اس دعویٰ کے کوئی گواہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے ان سے قسم کھانے کو کہا انہوں نے کھالی۔ حضرت نے فرمایا تیرا یہ فیصلہ صحیح نہیں ہے۔ شریح قاضی نے عرض کیا پھر اس کا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا خدا کی قسم اس جوان کے بارے میں ایسا فیصلہ کرونگا جو حضرت داؤدؑ کے سوا کسی نے نہ کیا ہوگا۔

حضرت نے فرمایا قنبر ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔ ایک کو حضرت کے پاس لایا گیا آپ

https://www.shiabookspdf.com/

نے فرمایا تمہارا خیال ہے کہ مجھے پتہ نہیں ہے تم نے اس جوان کے باپ کے ساتھ کیا کیا ہے
پھر حکم دیا ان چاروں کے سر پر کوئی چیز ڈال کر انہیں مسجد کوفہ کے ستونوں کے پاس جدا جدا
کھڑے کیے رکھو۔ پھر آپ نے اپنے کاتب عبداللہ بن ابی رافع کو بلایا اور فرمایا کاغذ اور قلم
دوات لے لو حضرت خود بھی مقام قضاوت پر آ کر بیٹھ گئے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ آپ نے
فرمایا جب میں تکبیر کہوں تو تم سب بھی تکبیر کہنا۔ پھر آپ نے لوگوں سے کہا کہ راستہ دو ایک
کو لایا گیا حضرت نے اپنے سامنے بٹھالیا۔ اپنے کاتب عبداللہ سے فرمایا یہ جس چیز کا اقرار
کرے وہ لکھ لو پھر حضرت نے اس سے سوال کرنا شروع کیے اور فرمایا تم کس دن اس جوان
کے باپ کے ساتھ اپنے گھروں سے گئے تھے؟ اس نے کہاں فلاں دن وہ کس جگہ فوت
ہوا؟ اس نے کہا فلاں جگہ پر۔ حضرت نے فرمایا کونسی بیماری تھی۔ اس نے کہا فلاں بیماری۔
فرمایا اس کی بیماری کتنے دن تھی؟ عرض کیا اتنے دن۔ فرمایا کون اس کی بیمار پرسی کرتا رہا کس
نے اسے غسل دیا؟ کس نے کفن دیا۔ کہاں اسے دفن کیا؟ جب تمام سوال کر لئے اور اس
نے جواب دیئے تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر۔ تمام اصحاب نے بھی کہا اللہ اکبر۔

تکبیر کی آواز سن کر دوسرے ساتھیوں نے گمان کیا کہ ان کے ساتھی نے قتل کا
اقرار کر لیا ہے آپ نے حکم دیا اس کا سر اور منہ ڈھانپ کر قید خانے میں لے گئے دوسرے
ساتھی کو حضرت کے سامنے لایا گیا آپ نے فرمایا تمہارا گمان تھا کہ مجھے علم نہیں جو تم نے کیا
ہے۔ اس نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ میں اکیلا نہ تھا میں اس کے قتل کرنے پر راضی نہ تھا۔

بس ہر ایک نے اقرار کر لیا ہم نے اسے قتل کیا ہے اور مال آپس میں تقسیم کر لیا
ہے پھر پہلے شخص کو لایا گیا اس نے بھی صورت حال دیکھ کر اقرار کر لیا۔ قتل ان کی گردن پر
ثابت ہو گیا حضرت نے سب کو ان کے جرم کی سزا دی۔ پس ظالم شخص اپنی زندگی میں ہی سزا
پالے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

دھقان سال خوردہ چہ خوش گفت با پسر کای نور چشم من بہ جز از کشتہ ندروی

ترجمہ: ایک بوڑھے کسان نے اپنے بیٹے سے کیا خوب کہا ہے کہ میں جو بوتا ہوں وہی پاتا ہوں۔

ظالم کی ایک اور سزا یہ ہے کہ جب خدا کا ذکر کرتا ہے تو خدا اس پر لعنت کرتا ہے جیسے بحار اور جامع الاخبار میں لکھتے ہیں حضرت داوڑ کو وحی ہوئی کہ ظالم لوگوں سے کہو میرا ذکر نہ کیا کریں اور مجھے یاد نہ کریں کیونکہ جو لوگ مجھے یاد کرتے ہیں مجھ پر لازم ہے کہ میں ان کو یاد کروں اور ظالموں کو میں اس طرح یاد کرونگا کہ ان پر لعنت کروں۔

ظالم کی ایک اور سزا یہ ہے کہ اس کا گھر بار بہت جلد تباہ و برباد ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا جیسے کہ خدا فرماتا ہے (فتلک بیوتھم خاویۃ بما ظلموا) بس یہ ظالموں کے گھر ہیں جوان کے ظلم کی وجہ سے خراب ہو چکے ہیں جیسے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کا آج نام ونشان تک باقی نہیں ہے نہ ان کے گھر ہیں اور نہ ہی قبریں نہ ان کی نسل اور نہ اولاد سب کچھ ختم ہو چکا ہے۔

منصور نے لوگوں کو خندق کھودنے کا حکم دیا

زینۃ المجالس میں منصور دوانیقی کے حالات میں لکھتے ہیں جب مسند حکومت پر بیٹھا تو اس کی طرف سے اعلان کروایا گیا کہ امیر المومنین اہل عراق کو مال عطا کرنا چاہتا ہے سات سالہ بچے سے لیکر بوڑھے شخص تک اپنا نام لکھ کر لے آئے جب تمام نام اس کے سامنے پیش کئے گئے تو سب لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا سب لوگ اس امید سے اکٹھے ہوئے کہ ہمیں کچھ ملے گا لیکن منصور نے ان سے کہا تمہارا شہر بیابان میں ہے کوئی رکاوٹ وغیرہ نہیں ہے دشمن آسانی سے حملہ کر کے تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے اس لئے شہر کے اردگرد خندق بناؤ اور کہا جو خندق نہ کھود سکے وہ چالیس درہم دے تاکہ اس کی جگہ کوئی دوسرا کام

https://www.shiabookspdf.com/

کرے بس اس وجہ سے لوگ تکلیف واذیت میں مبتلا ہو گئے اسی طرح حجاج ملعون نے بھی اپنی سلطنت کے زمانے میں لوگوں پر کتنے ظلم کئے خاص طور پر اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تو ظلم وستم کی حد کر دی۔

حجاج کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کی تعداد:

مخزن البکاء میں لکھتے ہیں کہ حجاج ملعون کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کی تعداد علاوہ ان کے جو جنگوں میں قتل ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار تھی جب جہنم واصل ہوا تو پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں جو متقی اور پرہیز گار تھے اس کی قید میں قتل ہونے کے منتظر تھے۔

اسی طرح لکھتے ہیں کہ چار ہزار مرد اور بیس ہزار عورتیں قید میں تھیں جن میں چار ہزار عورتیں ننگی تھیں جبکہ اسی حالت میں مرد اور عورتوں کو اکٹھا قید کر رکھا تھا ان کے ارد گرد ایک قلعہ بنایا ہوا تھا۔ قیدی جب سایہ کے نیچے جانا چاہتے تو سپاہی پتھر مار کر سایہ سے اٹھا دیتے تھے ان کی خوراک جو کی روٹی جس میں نمک اور راکھ کی ملاوٹ ہوتی تھی۔ پانی بھی صاف نہ ملتا تھا بلکہ نمکین پانی پیتے تھے عورتوں کے رنگ قید میں رہنے کی وجہ سے سیاہ ہو چکے تھے ایک عورت کے لڑکے کو قید کر دیا چند دنوں کے بعد عورت اپنے بیٹے سے ملنے کے لئے آئی تو پہچان نہ سکی لڑکے نے کہا اماں خدا کی قسم میں تیرا بیٹا ہوں اور اپنی ماں کا نام بھی لیا جب ماں نے اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھی کہ سورج کی گرمی کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے تو چیخ مار کر گری اور مر گئی۔ قتل ہونے والے اکثر لوگ اولاد پیغمبرؐ وعلیؑ ہوتے تھے جیسے کہ ہارون ملعون نے بھی اپنی حکومت کے زمانے میں بہت سے ظلم وستم کے علاوہ کثیر تعداد اولاد رسولؐ وبتولؑ کو شہید کیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

عبداللہ بزاز نیشاپوری کا قصہ:

شرح قصیدہ ابی فراس اور مخزن البکاء میں عیون اخبار الرضا سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بزاز نیشاپوری کہتا ہے میرے اور حمید بن قحطبہ طائی طوسی کے درمیان لین دین تھا میں سفر پر گیا تو ایک دن اس کے شہر میں چلا گیا جب اسے میرے آنے کی اطلاع ملی تو مجھے اپنے بلایا میں سفر کا لباس تبدیل کرنے سے پہلے اس سے ملنے چلا گیا۔ اتفاق سے رمضان المبارک تھا اور ظہر کی نماز کا وقت تھا میں نے دیکھا کھانا کھانے میں مشغول ہے۔ مجھے بھی کھانے کو کہا میں نے کہا میرا روزہ ہے اور کوئی وجہ بھی نہیں ہے کہ روزہ کھول لوں۔ تو نے شاید کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھا ہوگا اس ملعون نے کہا میرے پاس بھی کوئی عذر نہیں ہے پھر وہ رونے لگ گیا۔

جب کھانا کھانے سے فارغ ہوا تو میں نے اس سے کہا اے امیر تو رو کیوں رہا ہے؟ اس نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہارون طوس میں تھا تو مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا تو اس کے سامنے ایک شمع رکھی ہوئی ہے اور ننگی تلوار اس کے پاس ہے اس کے سامنے ایک خادم بھی کھڑا ہے جب مجھے دیکھا تو کہا تو امیر المومنین کی اطاعت کیسے کرتا ہے؟ میں نے کہا اپنی جان و مال سے۔ یہ سن کر اس نے سر نیچے کر لیا اور مجھے جانے کی اجازت دے دی۔ میں واپس آ گیا ابھی گھر نہ پہنچا تھا کہ دوبارہ غلام نے آ کر کہا امیر نے بلایا ہے میں ڈر گیا کہ شاید مجھے قتل کرنا چاہتا ہے جب میں اس کے پاس پہنچا تو کہنے لگا کس حد تک تو امیر کی اطاعت کرتا ہے میں نے کہا اپنی جان و مال، بیوی بیٹے اور دین کی طرح میری بات سن کر ہنسنے لگا اور کہنے لگا یہ تلوار پکڑو اور جو خادم کہے اس پر عمل کرو۔

خادم نے تلوار اٹھا کر مجھے دی اور مجھے ایک گھر میں لے آیا اس گھر کے درمیان ایک کنواں کھودا ہوا دیکھا اس گھر میں تین کمرے تھے۔ خادم نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا

https://www.shiabookspdf.com/

جس سے بیس آدمی اولادعلیؑ وفاطمہؑ کو باہر لایا جن میں سے کچھ بوڑھے اور کچھ جوان تھے اور زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے مجھے خادم نے کہا ان سب کو قتل کردو۔ میں نے سب کو قتل کردیا اور ان کے بدنوں کو کنویں میں پھینک دیا دوسرا کمرہ کھولا اس سے بیس آدمی باہر نکالے ان کو بھی قتل کر کے کنویں میں پھینک دیا۔ تیسرے کمرے سے بھی بیس آدمی نکالے اور خادم نے کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے ان کو بھی قتل کردے میں نے انیس آدمیوں کو قتل کر دیا جب بیسواں آدمی لایا گیا تو میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے دیکھا وہ ایک بوڑھا شخص ہے اس نے مجھے کہا اے ظالم تیرے ہاتھ کٹ جائیں قیامت کے دن جب ہمارے جد کے پاس جائے گا تو کیا عذر پیش کرے گا۔ جبکہ تو نے ان کی اولاد کے ساٹھ آدمی قتل کردیئے ہیں جب میں نے یہ بات سنی تو میرے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے میرے اعضاء میں لرزہ پیدا ہو گیا خادم نے میری طرف سختی سے دیکھا اور کہا کہ اسے بھی قتل کرو میں نے اس بوڑھے سید کو بھی قتل کردیا اور بدن کنویں میں پھینک دیا۔ اب مجھ جیسے آدمی کو روزہ یا نماز کیا فائدہ دے گی جس نے اولادعلیؑ وفاطمہؑ سے ساٹھ لوگوں کو قتل کیا ہو مجھے کوئی شک نہیں ہے کہ میرا ٹھکانہ ہمیشہ جہنم ہے۔

بس یہ سب لوگ بنی امیہ یا بنی عباس میں سے جو آل رسولؐ پر ظلم کرتے رہے بہت جلد ان کو اپنے کیئے کی سزا مل گئی اور اب ان کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ اس دنیا کے عذاب کے علاوہ آخرت میں بھی ان کے لئے عذاب تیار ہے جیسے خدا فرماتا ہے (واعتدنا للظالمین عذاباً الیماً)

اینجا چنین دهند مکافات تا دیگر　　احوال ظالمان به صف حشر چون شود

ترجمہ: دنیا میں سزا دے کر یہ بتایا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن ظالموں کا یہ حال ہوگا حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں لوگوں پر ظلم کرنے سے ڈرو بے شک مظلوم کی دعا

https://www.shiabookspdf.com/

آسمان تک جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے بس اگر انسان کے پاس طاقت ہو تو کسی پر ظلم نہ کرے تا کہ پھر پشیمان نہ ہو کیونکہ آدھی رات کے وقت ظالم سویا ہوتا ہے اور مظلوم کی آنکھ جاگ رہی ہوتی ہے اور اس کے ہونٹ بددعا کے لئے کھلے ہوتے ہیں خدا جو نیند سے پاک و مبرا مظلوموں کی آہ و بکا سنتا ہے اور بہت جلد ظالم سے مظلوم کا انتقام لے گا۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ خدا کے فرمان (ان ربک لبالمرصاد) سے مراد یہ ہے کہ صراط پر ایک پل ہے۔ اس پل سے وہ شخص نہیں گزر سکتا جس نے کسی پر ظلم نہ کیا ہو گا پس جو اس دنیا میں کسی پر ظلم کرے گا تو اس پر بھی اسی طرح ظلم ہوگا۔

مکن بد کہ بد بینی ای یار نیک   کہ ناید ز تخم بدی بار نیک

ترجمہ: اے نیک بخت کسی کے ساتھ برا سلوک نہ کرو ورنہ تیرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا کیونکہ اگر برائی بوئے گا تو نیکی کیونکر حاصل کر سکے گا۔

شیر اور خرگوش کی حکایت:

ایک دفعہ چند جانور ایک چراگاہ میں چرتے پھرتے تھے اطراف میں ایک شیر رہتا تھا جو ہر روز کسی نہ کسی جانور کو شکار کر کے کھا جاتا تھا تمام جانور اس سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ ایک دن سب جانور اکٹھے ہو کر شیر کے پاس آئے اور کہنے لگے ہر روز ہم خود تیرا شکار تیرے لئے پیش کر دیں گے تجھے تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ شیر نے قبول کر لیا جانور ہر روز قرعہ اندازی کے ذریعے کسی جانور کو معین کرتے اور اسے شیر کے پاس بھیج دیتے۔ ایک دن قرعہ خرگوش کے نام نکل آیا۔

گفت ای یاران مرا مہلت دھید   تا بہ مکرم از بلا ایمن شوید

تا امان یابد بہ مکرم جانتان   ماند این میراث فرزندانتان

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: خرگوش نے کہا اے دوستو! مجھے مہلت دو تا کہ میرے مکر و فریب کے ذریعے تم اس بلا سے محفوظ ہوسکو۔

تا کہ میرے مکر کے ذریعے تمہاری جان محفوظ ہو جائے اور یہ میراث تمہاری اولاد میں بھی باقی رہے۔

سب جانوروں نے بڑا پوچھا تو کیا کرنا چاہتا ہے؟ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا آخر شیر کے کھانے کا وقت آ گیا تھوڑا وقت گذرنے کے بعد روتا اور ڈرتا ہوا بھاگتا شیر کے پاس آیا پہلے تو دیر سے آنے کی معذرت چاہی اور کہنے لگا دیر سے آنے میں میرا کوئی قصور نہیں ہے ہم دو خرگوش تیرے پاس آ رہے تھے راستے میں ایک شیر آ گیا جس نے میرے ساتھی کو کھالیا۔ مجھے بھی پکڑنا چاہتا تھا لیکن میں بھاگ کر تیرے پاس آ گیا ہوں اب آپ پر فرض ہے کہ پہلے اس شیر کو ختم کرے ورنہ ہم سے کوئی بھی اس راستے سے آنے کی جرأت نہ کرے گا۔ شیر نے کہا وہ کہاں گیا ہے؟ خرگوش نے کہا فلاں کنویں میں۔ شیر نے کہا چلو چلتے ہیں اس کا پتہ کرتے ہیں۔ خرگوش شیر کو کنویں کے پاس لے آیا اور خود پیچھے جانے لگا شیر نے پوچھا تو کیوں نہیں آ رہا خرگوش نے کہا مجھے اس شیر سے ڈر لگتا ہے تو مجھے اپنے اوپر بٹھا لے پھر میں تجھے بتاتا ہوں وہ کہاں ہے۔ شیر نے اسے اپنی گردن پر بٹھا لیا اور کنویں کے کنارے پر لے آیا۔ خرگوش نے کہا اسی کنویں میں گیا ہے شیر نے اسی حالت میں جب کنویں میں دیکھا تو اسے اپنا عکس نظر آیا اس نے خیال کیا واقعا کنویں میں شیر موجود ہے فوراً خرگوش کو گردن سے نیچے اتارا اور کنویں میں چھلانگ لگا دی اور غرق ہو گیا اس طرح اس کے ظلم کی اسے سزا مل گئی۔

چاہ مظلم گشت ظلم ظالمان　　این چنین گفتند جملہ عالمان

ای کہ تو از ظلم چاہی می کنی　　از برای خویش دامی می کنی

https://www.shiabookspdf.com/

گرد خود چون کرم پیلہ بر متن | بھر خود چہ می کنی اندازہ کن
ای بسا ظلمی کہ بینی درکسان | خوی تو باشد درایشان ای فلان
حملہ برخود می کنی ای سادہ مرد | ہمچوں آن شیری کہ برخود حملہ کرد
مؤمنان آئینہ ہمدیگرند | این خبری از پیمبر آورند

ترجمہ: تمام علماء کا یہ فرمان ہے کہ ظالموں کے ظلم کی وجہ سے کنواں تاریک ہوگیا" تو جو ظلم کا کنواں کھود رہا ہے درحقیقت اپنے لئے جال تیار کر رکھا ہے۔ مکڑی کی طرح اپنے اردگرد جالا مت بناؤ تجھے معلوم ہے تو کیا کر رہا ہے۔

تو جب کبھی کسی میں ظلم دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے فلاں یہ تیری ہی صفت ہے جو اس میں پائی جاتی ہے جیسے شیر نے اپنے اوپر حملہ کیا تھا درحقیقت ظلم کر کے خود اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ مؤمن ایک دوسرے کے لئے آئینہ ہیں۔

جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے "المؤمن مرآت المؤمن" مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے۔ ظالم شخص کو اگر کوئی تکلیف آئے تو اسے خود پر ملامت کرنا چاہئے یہ اس کے لوگوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

لوگوں کے خیال میں ظالم وہ شخص ہے جو چوری کرے قتل کرے حالانکہ ظالم صرف یہی نہیں ہیں بلکہ ظالم وہ بھی ہے جو کسی ظالم کے ظلم پر راضی ہو وہ بھی اس کے گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

صفوان جمال حضرت امام موسیٰ کاظم کی خدمت میں:

بحار میں رجال کشی سے نقل کرتے ہیں صفوان جمال کہتا ہے میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا اے صفوان تیری ہر

https://www.shiabookspdf.com/

چیز ٹھیک ہے سوائے ایک کے میں نے عرض کیا آپ پر فدا جاؤں وہ کونسی چیز ہے امام نے فرمایا وہ یہ کہ تو اپنے اونٹ اس شخص یعنی (ہارون رشید) کو کرائے پر دیتا ہے میں نے عرض کیا یا حضرت کسی ظلم وغیرہ کے لئے تو نہیں دیئے بلکہ مکہ جانے کے لئے دیئے ہیں اور میں خود بھی ساتھ نہیں جا رہا۔ اپنے غلاموں کو ان کے ہمراہ بھیجتا ہوں۔ امام نے فرمایا کیا تو پسند کرے گا کہ وہ زندہ رہیں اور میرا کرایہ دیں؟ میں نے عرض کیا ہاں حضرت نے فرمایا "فمن احب بقاء هم فهو منهم و من كان منهم فهو ورد النار" جو ان کے زندہ رہنے کو دوست رکھے وہ ان میں سے ہے اور جو ان سے ہو وہ جہنم میں جائے گا۔

صفوان کہتا ہے میں نے جا کر اونٹ بیچ دیئے جب ہارون کو پتہ چلا تو مجھے بلایا اور کہنے لگا۔ اونٹ کیوں بیچے ہیں؟ میں نے کہا بوڑھا ہو گیا ہوں اور غلام مال ضایع کر دیتے ہیں۔ ہارون نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ میں جانتا ہوں کہ کس نے تجھے بیچنے کو کہا ہے تجھے موسیٰ بن جعفرؑ نے کہا کہ بیچ دو خدا کی قسم اگر تیری خدمت جو تو نے ہماری کی ہے نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ظالم کے ظلم سے راضی ہو یا اس کے کاموں میں مدد کرے تو وہ بھی اسی کی طرح ہے جو ان کی تعریف اور مدح کرے یا نوکری کرے یا ان سے دوستی اور محبت رکھے ان کے ساتھ محشور ہوگا جو ان سے کوئی انعام یا لباس یا کھانے پینے کی کوئی چیز لے یا ان کے ساتھ کھائے پیئے تو یقیناً خطرناک ہے۔

علی بن حمزہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں:

علامہ مجلسی بحار الانوار کی جلد 47 میں مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کرتے ہیں اور مدینۃ المعاجز میں بھی ہے علی بن حمزہ کہتا ہے۔ بنی امیہ کے کاتبوں میں سے میرا ایک دوست تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ امام جعفر صادقؑ سے اجازت لو میں ان کی خدمت

https://www.shiabookspdf.com/

میں مشرف ہونا چاہتا ہوں جب میں نے اجازت لی اور وہ حاضر ہوا تو سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ میں بنی امیہ کا نوکر تھا اس کام میں بڑا مال جمع کیا ہے جو مجھ سے مانگ بھی نہیں رہے۔ امام نے فرمایا اگر لوگ بنی امیہ کے کاتب نہ بنتے ان کے لئے لوگوں سے مال جمع نہ کرتے ان کی طرف سے جنگ کرنے نہ جاتے اور ان کی جماعت میں شریک نہ ہوتے تو وہ کبھی بھی ہمارا مال غصب نہ کرتے اگر لوگ ان کا ساتھ نہ دیتے تو وہ اتنا مال جمع نہ کر سکتے۔

اس جوان نے عرض کیا میرے لئے نجات کا کوئی راستہ ہے؟ حضرت نے فرمایا میں جو کہوں گا کرو گے؟ اس نے عرض کیا ہاں امامؑ نے فرمایا پس ایسے کرو جس جس کا مال تیرے پاس ہے اسے واپس پلٹا دو۔ اگر تو صاحب مال کو نہیں جانتا تو اس کی طرف سے صدقہ کر دو۔ ثواب اس کو مل جائے گا اور میں تیری بہشت کا ضامن ہوں اس جوان نے کچھ دیر کے لئے سر نیچے کیا اور پھر اوپر اٹھا کر عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں ایسا ہی کروں گا۔

علی بن حمزہ کہتا ہے وہ جوان ہمارے ساتھ کوفہ چلا گیا اور تمام مال حتیٰ کہ بدن کا لباس بھی لوگوں کو دے دیا پھر ہم نے مل کر اس کے لئے کچھ مال جمع کیا۔ کچھ لباس اور خرچ کے لئے مال اس کے لئے بھیج دیا چند مہینوں کے بعد مریض ہو گیا ہم اس کی عیادت کے لئے گئے ایک دن جب اسے دیکھنے گئے تو موت کا وقت قریب تھا آنکھیں کھولیں اور مجھ سے کہنے لگا "یاعلی وفال واللہ صاحبک "اے علی بن حمزہ تیرے امامؑ نے میرے ساتھ وفا کی ہے اور اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ہے پھر وہ مر گیا کفن وغیرہ دے کر اسے دفن کر دیا میں کوفہ سے مدینہ کی طرف گیا اور حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب امامؑ نے مجھے دیکھا تو فرمایا "یاعلی وفینا واللہ لصاحبک "اے علی اللہ کی قسم ہم نے تیرے ساتھی کے ساتھ وعدہ پورا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا مولاؑ آپ پر میری جان قربان

https://www.shiabookspdf.com/

اس نے مرتے وقت بھی یہی الفاظ کہے تھے۔

ظلم کی اقسام:

ہوسکتا ہے ایک شخص تاجر ہو اور ظالم ہو اسی طرح ہوسکتا ایک شخص اہل منبر و محراب و مسجد و ذکر ہو اور ظالم ہو کیونکہ ظلم کی کئی اقسام ہیں کچھ لوگ خدا کے ساتھ ظلم کرتے ہیں کچھ نبی اور امام پر ظلم کرتے ہیں کچھ علماء اور اہل علم کے ساتھ ظلم کرتے ہیں کچھ مخلوق پر ظلم کرتے ہیں کچھ حیوانوں پر ظلم کرتے ہیں کچھ اپنی بیوی اور اولاد پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ خدا پر ظلم یہ ہے جس کی طرف خدا سورہ لقمان میں اشارہ فرمار ہا ہے (واذ قال لقمان لابنه و هو يعظه يا بنى لا تشرك باالله ان الشرك لظلم عظيم" خدا کے ساتھ شرک کرنا سب سے بڑا ظلم ہے (والكافرون هم الظالمون) کافر لوگ ظالم ہیں۔ مخلوق پر ظلم یہ ہے کہ ان کو کسی طرح کی تکلیف دی جائے ان کی غیبت کرنا' گالی دینا ان سے خیانت کرنا' لوگوں کا حق نہ دینا۔

مردہ لوگوں پر ظلم یہ ہے کہ ان کی وصیت پر عمل نہ کرنا ان کا قرض ادا نہ کرنا' ان کے لئے کوئی ہدیہ اور خیرات نہ کرنا۔ انہوں نے جو ناجائز مال کمایا ہو وہ واپس نہ کرنا کیونکہ جس وقت تک لوگوں کا حق واپس نہ ہوگا وہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔

انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں حضرت عیسیٰؑ ایک قبرستان میں گئے دعا کی ایک مردہ زندہ ہو گیا اس سے حالات پوچھے اس مردے نے کہا میں کسی کی لکڑیاں اٹھا کر اس کے گھر پہنچاتا تھا۔ ایک دن لکڑیوں میں سے چھوٹی سی لکڑی توڑ کر میں نے دانتوں میں پھیرنا شروع کر دی مرنے کے بعد اس کی وجہ سے کتنی مدت تک عذاب میں مبتلا رہا ہوں۔

بیوی اور بچوں پر ظلم یہ ہے کہ ان کے حقوق ادا نہ کئے جائیں زندگی کے معاملات میں ان پر سختی کی جائے۔

https://www.shiabookspdf.com/

حیوانوں پر ظلم یہ ہے کہ حیوان کا حق ادا نہ کیا جائے اسے مارنا' بھوکا رکھنا' طاقت سے زیادہ اس پر وزن ڈالنا۔

اپنے اوپر ظلم یہ ہے کہ انسان گناہ کرے جیسے خدا فرماتا ہے (و ظلمونا و لکن کانو انفسھم یظلمون) ہم نے جن کو عذاب دیا ہے یہ ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا یہ تو خود انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اگر ہم انصاف کریں تو ہم خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں" کیونکہ خدا نے ہمیں بہشت کے لئے پیدا فرمایا ہے ہم نے جہنم کا راستہ اختیار کر لیا ہے جتنی بلائیں اور مصیبتیں ہم پر آتی ہیں وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے ہیں۔ خدا فرماتا ہے۔

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر.

جو بھی تم پر کوئی بلا و مصیبت نازل ہوتی ہے وہ خود تمہارے کئے کی وجہ سے ہے حالانکہ وہ بہت سے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے حدیث میں ہے جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو ملائکہ اولاد آدم کو خطاب کرتے ہیں "قوموا الی نیرانکم التی او قدتموھا" یعنی اٹھو اور جو آگ اپنے لئے جلا چکے ہو اس کو خاموش کر دو جھوٹ بولنا آگ ہے مسلمانوں کو تکلیف دینا آگ ہے غیبت کرنا آگ ہے۔ یتیموں کا مال کھانا آگ ہے جیسے خدا فرماتا ہے "ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً انما یاکلون فی بطونھم نارا" بے شک جو لوگ ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں۔

خدا نے ہر گناہ کے لئے آگ کا وعدہ دیا ہے اور ہم اس کا ارتکاب کرتے ہیں تو ہر گناہ کے بدلے ہمارے لئے آگ تیار ہوتی ہے اب آپ غور کریں کہ کیا یہ ہمارے نازک بدن آگ میں جلنے کی طاقت رکھتے ہیں؟

حضرت امیر المؤمنینؑ دعائے کمیل میں عرض کرتے ہیں "یارب و انت تعلم ضعفی عن قلیل من بلاء الدنیا و عقوباتھا" اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں دنیا کی

https://www.shiabookspdf.com/

بلاؤں اور سزاؤں کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حالانکہ دنیا کی بلا کم ہے اور اس کی مدت بھی تھوڑی ہے "فکیف احتمالی لبلاء الاخرة و جلیل و قوع المکاره فیها و بلاءٌ تطول مدته و یدوم بقائه" پس کس طرح میں آخرت کی بلاؤں پر صبر کر سکتا ہوں۔ جو بڑی طولانی ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہیں نہج البلاغہ میں حضرت امیر المؤمنین ایک حدیث بیان فرماتے ہیں جس کا حاصل مطلب یہ ہے اے لوگو تمہیں معلوم ہونا چاہیے تمہارے بدن کا یہ نازک سا چمڑا جہنم کی آگ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اپنے اوپر رحم کرو بے شک تم اس دنیا میں تجربہ رکھتے ہو جب کسی ایک کے پاؤں میں کانٹا لگ جاتا ہے یا پتھر لگ جاتا ہے اور خون جاری ہو جاتا ہے تو کتنے بے تاب ہو جاتے ہو اور کس قدر واہ و بلا کرتے ہو۔ اگر سورج کی دھوپ اس پر چمکے تو اسے جلا دے گی۔ پس اس وقت کیا حال ہوگا جب آگ کی دو اینٹوں کے درمیان رکھے جاؤ گے اس کا سونا بھی آگ کے پتھر پر اور اس کا مونس و انیس شیطان ہوگا۔ اس وقت ہم ان عذابوں اور آگ کی زنجیروں کو توبہ کے ذریعے سے ختم کر سکتے ہیں جہنم کے عذاب سے بچنے کا ایک اور چارہ بھی ہے وہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کے غم میں رونا' حضرت موسیٰؑ کو خطاب ہوا (و اعلم انه من بکا علیه او ابکی او تباکی حرمت جسده علیٰ النار " جو حسینؑ پر روئے یا رولائے یا رونے کی شکل بنائے اس کا بدن جہنم کی آگ پر حرام ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو شہادت حسینؑ کی خبر دی

ایک دوسری روایت میں ہے رسول خداؐ نے فرمایا "یافاطمة کل عین باکیة یوم القیامة الاعین بکت علی مصاب الحسین فانها ضاحکة مستبشر بنعیم الجنة" اے فاطمہ قیامت کے دن ہر آنکھ گریہ کرے گی سوائے اس آنکھ کے جو حسینؑ کے غم میں روئے وہ خوش ہوگی اور جنت کی نعمتوں سے سرشار ہوگی۔ میرے گمان

https://www.shiabookspdf.com/

میں زینب کبریٰ سے زیادہ کسی نے بھی حسینؑ پر گریہ نہ کیا ہوگا۔ زینب نے اتنا گریہ کیا کہ دشمن بھی دیکھ کر گریہ کرتے تھے۔ سید بن طاؤس لکھتے ہیں جب اہل بیت کو کوفہ لیجانے لگے تو اہل بیت نے قسم دی کہ ہمیں قتل گاہ سے لے جائیں جب اہل بیت کی خواہش کے مطابق انہیں قتل گاہ کی طرف سے لے چلے۔

چوں چشم اهل بیت بر آن کشته گان فتاد۔ شد وحشتی که شور قیامت به گرد رفت

بر پیکر شریف امام زمان فتاد ناگاه چشم دختر زهرا درآن میان

سر زد چنانکه آتش ازاو در جهان فتاد بی اختیار نعره هذا حسین ازاو

ترجمہ: جب اہل بیت نے شہداء کو دیکھا تو ایسی وحشت اور خوف طاری ہوا کہ قیامت کا شور بھول گیا۔ اس وقت اچانک بنت زہراؑ کی نگاہ وقت کے امامؑ کے پاک بدن پر پڑی اور زینب کے منہ سے آواز بلند ہوئی ھذا حسین ' کیا یہ حسینؑ ہے؟ یہ ایسی آواز تھی کہ گویا دنیا میں آگ لگ گئی ہو۔ جب اہل بیت نے شہداء کو دیکھا تو خود کو اونٹوں سے گرا دیا روتی چیخیں مارتی اور منہ پر طمانچے لگاتی ہوئیں اپنے اپنے شہید کو لے کر بیٹھ گئیں۔ زینبؑ اپنے بھائی کی لاش پر بیٹھ کر رونے لگیں۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم میں نہیں بھلا سکتا جیسے زینبؑ بنت علیؑ غمزدہ حالت میں گریہ کر رہی تھی۔ جو کہہ رہی تھی "وامحمداہ صلی علیک ملیک السماء هذا حسین مرمل باالاماء مقطع الاعضاء مسلوب العمامة والرداء مجزور الراس من القفاء" اے نانا تیرے اوپر آسمان کے فرشتے درود بھیجتے ہیں یہ تیرا حسین ہے سر پر عمامہ نہیں ہے ردا چھین لی گئی ہے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں خون میں لت پت خاک پر پڑا ہے نانا تیرے حسین کا سر بدن سے جدا کر دیا ہے۔

این صید دست و پازده در خون حسین توست این کشته فتاده به هامون حسین تست

https://www.shiabookspdf.com/

این ماهی فتاده به دریای خون که هست   زخم از ستاره برتنش افزون حسین توست

ترجمہ: یہ زمین پر پڑا ہوا شہید وہی تیرا حسین ہے جس کا پورا بدن خون میں ڈوبا ہوا ہے تیرا حسین ہے۔ یہ مچھلی جو خون کے دریا میں پڑی ہے تیرا حسین ہے جس کے بدن پر ستاروں سے بھی زیادہ زخم ہیں تیرا حسین ہے۔ "بابی العطشان حتیٰ مضی" میرا بابا اس پر قربان جو پیاسا اس دنیا سے چلا گیا "بابی المهموم حتیٰ قضی" میرا بابا اس پر قربان جو اس دنیا سے مہموم چلا گیا۔ "بابی من له غائب فیرتجی والا جریح فیدوی" میرا بابا اس پر قربان جو سفر پر گیا ہے لیکن اس کے لوٹنے کی امید نہیں ہے۔ جو زخمی ہے لیکن اس کے زخموں کے ٹھیک ہونے کی امید نہیں ہے۔ یعنی اگر دس یا بیس زخم ہوتے تو ٹھیک ہونے کی امید تھی لیکن اس بدن کا زینب کیا کرے جس کو گھوڑوں کے سموں کے ساتھ پامال کر دیا گیا ہے۔

خاک عالم به سر م کز اثر نیزه و تیر جای

یک بوسه من در همه اعضای تو نیست

ترجمہ: میرے سر پر خاک کہ نیزے اور تیر کے زخموں کی وجہ سے تیرے جسم کے کسی حصے پر میرے بوسہ دینے کی بھی جگہ نہیں ہے۔

"الا لعنة الله علی القوم الظالمین"

وسیلعم الذین ظلموا ری منقلب ینقلبون"

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۳

عیب زندان مکن ای زاھد پاکیزہ سرشت — کہ گناہ دگران برتو نخوا ھند نوشت

من اگر نیکم و گر بد تو برو خود باش — ہر کسی آن درود عاقبت کار کہ کشت

ناامیدم مکن از سابقہ لطف ازل — تو پس پردہ چہ دانی کہ خوب است و کہ زشت

ترجمہ: لوگوں کے عیب بیان نہ کروائے پرہیزگار انسان تا کہ دوسروں کے عیب تیرے نامہ اعمال میں نہ لکھیں جائیں۔ میں اگر نیک ہوں یا بد تجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جس نے جو بویا ہوگا وہی کاٹے گا۔ خدا کی مہربانی اور لطف سے مجھے ناامید نہ کرو۔ تجھے کیا معلوم کہ حقیقت میں کون اچھا ہے اور کون برا۔

خدا فرماتا ہے "وتوبوا الی اللّٰہ جمعیاً ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون" اے ایمان والو سب مل کر توبہ کرو شاید کہ تم فلاح پا جاؤ۔

اس دنیا میں بنی نوع انسان یا تو اجر میں زیادتی کی وجہ سے بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے یا سزا کے طور پر کیونکہ انسان یا تو مؤمن ہے اور خدا کی عبادت کرتا ہے یا مؤمن نہیں ہے اور کافر ہے۔

مؤمن اس لئے بلاؤں میں مبتلا ہوتا ہے تا کہ آخرت میں اس کے درجات کو بلند کیا جائے جیسے کہ انبیاء اور اولیاء جو معصوم ہیں اور ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتے ان کو خدا دو وجہ سے بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے۔

ایک اس لئے تا کہ لوگ ان کے بارے میں غلو نہ کریں اور انہیں خدا نہ کہیں دوسرا اس وجہ سے تا کہ آخرت میں ان کے درجات بلند کئے جائیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

جامع الاخبار میں روایت ہے حضرت فرماتے ہیں "مثل المؤمن کفتی المیزان کلما زید فی ایمانه زید فی بلائه" مؤمن کی مثال ترازو کے پلڑے کی مانند ہے جتنی اس کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اتنی ہی اس کی بلاؤں میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوسری وجہ بلاؤں میں مبتلا ہونے کی لوگوں کے اپنے اعمال وافعال اور گناہ ہیں جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یا علی کسی بندے کو کوئی خراش یا ٹھوکر یا چوٹ وغیرہ لگتی ہے تو اس کے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

گفت شاہ ما ہمہ صدق وصفا است   آنچہ بر ما می اسد آن ہم ز ما است

ترجمہ: حضرت کا فرمان برحق ہے کہ ہمیں جو بلا ومصیبت آتی ہے اپنے اعمال کی وجہ سے آتی ہے۔ خدا فرماتا ہے

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر

تمہیں جو مصیبت بھی آتی ہے تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے اور وہ اکثر کو معاف کرنے والا ہے۔

پس اگر ہم آرام کی زندگی گذارنا چاہتے ہیں تو گناہوں سے بچنا ہوگا اور کوئی علاج تلاش کرنا ہوگا تاکہ گناہوں سے محفوظ رہیں کیونکہ انسان کے اندر متضاد طاقتیں ہیں عقلیه، شهویه، غضبیه اور وهمیه۔ ان میں سے ہر قوت دوسری سے مختلف چیز کا تقاضا کرتی ہے۔ قوت عقلیہ اطاعت اور عبادت کی طرف راغب کرتی ہے۔ قوت شھویہ۔ کھانا پینا، سونا، جماع کرنا اور دیگر چیزوں کی طراف راغب کرتی ہے۔ قوت غضبیہ: مارنے، قتل کرنے گالی گلوچ دینے اور برا بھلا کہنے کی طرف راغب کرتی ہے۔ قوت وھمیہ: یہ وہ وقت ہے غالباً جس کو شیطان حرکت میں لاتا ہے۔ یہ قوت حرص و ہوا، حسد کنجوسی اور کینہ وغیرہ کی طرف راغب کرتی ہے۔ ان مختلف طاقتوں کی موجودگی میں انسان ایک حالت پر

https://www.shiabookspdf.com/

باقی نہیں رہتا۔ اور خاص طور پر جب کوئی شیطانی طاقت انسان میں غالب آ جائے تو وہ انسانیت سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔

اس صورت حال میں کون ہے جو دعویٰ کرے کہ میں گناہ نہیں کرتا شیطان مجھے دھوکا نہیں دیتا' اسی لئے خدا فرماتا ہے "ولو لا فضل اللّٰہ علیکم و رحمته لا تبعتم الشیطان الا قلیلا"' اگر تم پر خدا کا فضل نہ ہوتا تو سوائے کم کے تم سب شیطان کی اتباع کرتے۔

اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو ہم چار رکعت نماز بھی نہ پڑھ سکتے۔ بلکہ ایک دفعہ یا اللہ کہنا بھی مشکل تھا' یہ خدا کا فضل و کرم ہے۔ مسجد جاتے ہیں اپنی آخرت کے معاملات کو درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وگرنہ شیطان نے تو قسم کھائی ہے کہ سب کو گمراہ کرونگا اور اپنے ساتھ جہنم میں لے جاؤں گا۔ اسی لئے اللہ فرماتا ہے

ولقد صدق علیهم ابلیس ظنه فاتبعوه الافریقاً من المؤمنین

شیطان نے اپنا گمان سچ کر دکھایا سب نے اس کی اتباع کر لی مگر مؤمنین میں سے تھوڑے لوگوں نے۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو مسجد کو دیکھنا پسند نہیں کرتے نماز کا نام تک نہیں لیتے مجالس وغیرہ میں نہیں جاتے کہ کہیں کوئی حدیث و روایت ان کے کان میں نہ پہنچ جائے یہ وہ لوگ ہیں جن کو شیطان نے گمراہ کر رکھا ہے اور اپنے ساتھ جہنم لے جا رہا ہے جبکہ انہیں معلوم تک نہیں ہے۔

ہو سکتا ہے کچھ لوگ اعتراض کریں کہ خدا شیطان کو ختم کیوں نہیں کر دیتا یا اسے قید کیوں نہیں کر دیتا تا کہ اتنے لوگوں کو گناہوں میں مبتلا نہ کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا اگر ایسا کرے تو کہ دنیا کے معاملات درہم برہم ہو جائیں گے۔ کوئی روزی حاصل کرنے

https://www.shiabookspdf.com/

اور کام کاج کرنے کے پیچھے نہ جائے گا۔

حضرت سلیمانؑ نے شیطان کو قید کر دیا:

روایت میں ہے حضرت سلیمانؑ نے عرض کیا اے پروردگار تو نے مجھے ہر چیز پر اختیار دیا ہے جن، انسان، وحشی جانور، پرندے، ملائکہ اور دیو سب میرے حکم کے تابع ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے تو مجھے اجازت دے تا کہ میں شیطان کو پکڑ کر قید کر دوں اور زنجیروں کے ساتھ باندھ دوں تا کہ لوگوں کو گناہوں میں نہ ڈال سکے۔ اللہ نے فرمایا اے سلیمانؑ اس کام میں مصلحت نہیں ہے عرض کی اے پروردگار اس ملعون کا وجود کس کے لئے فائدہ مند ہے خدا نے فرمایا اگر یہ نہ ہو تو لوگوں کے کام معطل ہو جائیں گے۔

حضرت سلیمانؑ نے عرض کیا پروردگار میرا دل چاہتا ہے کچھ دنوں کے لئے اس ملعون کو قید میں ڈال دوں خدا نے فرمایا بسم اللہ کرو اور اس کو پکڑ لو۔ حضرت سلیمانؑ نے اسے پکڑ کر زنجیروں میں باندھ کر قید کر دیا۔

حضرت سلیمانؑ بُننے کا کام کرتے تھے بُن کر بازار میں فروخت کرنے کے لئے بھیج دیتے جو پیسے حاصل ہوتے اس سے آٹا وغیرہ خرید کر کھانا تیار کرتے حالانکہ ہر روز ان کے باورچی خانے میں چار ہزار اونٹ پانچ ہزار گائے اور چھ ہزار بھیڑ بکریاں پکتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ خود کام کر کے اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔ دوسرے دن حضرت سلیمانؑ نے اپنا بُنا ہوا مال بیچنے کے لئے بازار بھیجا۔ گیا دیکھا تمام بازار بند ہے۔ حضرت سلیمانؑ کو آ کر بتایا گیا۔ انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ جواب دیا معلوم نہیں۔ اس دن حضرت سلیمانؑ کا بُنا ہوا مال بک نہ سکا۔ اور آپ نے پانی کے ساتھ افطار کیا۔ دوسرے دن بیچنے کے لئے گئے تو پھر بازار بند تھا آ کر بتایا گیا کہ لوگ قبرستان میں جمع ہیں اور گریہ کر رہے ہیں اور ہر ایک اپنے آپ کو آخرت کے لئے تیار کر رہا ہے۔ کسی کی سوائے آخرت کے دنیا کے کسی

https://www.shiabookspdf.com/

کام کی طرف توجہ نہیں ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے عرض کیا اے پروردگار یہ کیا صورتِ حال ہے کوئی کام کیوں نہیں کر رہے؟ خطاب ہوا اے سلیمانؑ تو نے دلال کو قید کر رکھا ہے۔ شیطان کو قید میں رکھنا مصلحت نہیں ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا شیطان کو چھوڑ دیا جائے۔ دوسرے دن سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے بازار کھلا تھا اور لوگ اپنی اپنی دکانوں پر کاروبار میں مشغول تھے پس آپ نے دیکھا اگر شیطان نہ ہو تو دنیا کا کاروبار ختم ہو جاتا ہے۔

اگر نیک و بدی دیدی مزن دم　　　　که هم ابلیس می باید هم آدم

ترجمہ: اگر نیک اور برے لوگوں کو دیکھتا ہے تو پریشان نہ ہو کیونکہ ابلیس بھی ضروری ہے اور آدم بھی۔

پس ہمیں مغرور نہیں ہونا چاہئے کہ ہم گناہ نہیں کرتے اور شیطان کے دھوکے میں نہیں آتے اگر دن میں کئے ہوئے گناہوں کو شمار کریں اور حساب میں لائیں تو پھر معلوم ہوگا کہ ہم کتنے گناہ کر چکے ہیں جھوٹ بولا ہے۔ غیبت کی ہے گالیاں دی ہیں اور دوسرے کئی گناہ کر چکے ہیں۔ قطرہ قطرہ دریا بن جاتا ہے ہمارے خیال میں کچھ نہیں ہوتا۔ اگر جمع کریں تو پھر معلوم ہوگا کہ کتنے گناہ کر چکے ہیں اصول کافی میں ہے رسولؐ خدا اس زمین میں داخل ہوئے جس میں کوئی سبزہ نہ تھا آپؐ نے اصحاب سے فرمایا لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے عرض کیا یا حضرت یہاں تو کوئی لکڑی نظر نہیں آ رہی۔ آپ نے فرمایا جتنی بھی ہو سکتی ہیں اکٹھی کر کے لاؤ۔ اصحاب ادھر ادھر چلے گئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد کچھ نہ کچھ لکڑیاں ہاتھوں میں لئے واپس آ گئے اور سب نے ایک جگہ رکھ کر ڈھیر لگا دیا۔ حضرت نے فرمایا ''ھکذا تجتمع الذنوب'' گناہ بھی اسی طرح جمع ہو جاتے ہیں۔ تھوڑے تھوڑے کر کے زیادہ ہو جاتے ہیں سب لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں سوائے چہاردہ معصومینؑ

https://www.shiabookspdf.com/

کے۔ وہ بیوقوف ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں گناہ نہیں کرتا' میں شیطان کے دھوکے میں نہیں آتا۔

بنی اسرائیل کے اس عابد کی حکایت جو اپنی عبادت پر مغرور تھا:

کتاب انیس الواعظین میں لکھتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے تین سو سال عبادت کی تھی ایک دن اپنے گرجا میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک جوان وہاں آ گیا جو گریہ کر رہا تھا اور کہنے لگا اے عابد میں شیطان کے دھوکہ میں آ گیا ہوں گناہ کر بیٹھا ہوں۔ اب پشیمان ہوں۔ تیرے پاس اس لئے آیا ہوں تا کہ توبہ کروں۔ عابد نے کہا غلطی کی ہے شیطان کے دھوکہ میں آ گیا ہے۔ اٹھو چلے جاؤ گناہ خود کرتے ہو۔ قصور شیطان کا نکالتے ہو۔ اگر شیطان نے دھوکہ دینا ہوتا۔ تو تین سو سالوں میں مجھے کیوں نہ دے دیا اور گناہ میں کیوں نہ ڈال دیا جوان یہ سن کر مایوس ہو کر چلا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد عابد نے دیکھا گرجا گھر کا دروازہ کھلا اور باہر سے ایک شخص وارد ہوا اور سلام کر کے بیٹھ گیا عابد نے پوچھا کون ہو؟ اس نے کہا میں وہی شیطان ہوں جس کی تم بات کر رہے تھے عابد نے کہا اے شیطان لوگ جو گناہ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہمیں شیطان نے گمراہ کیا ہے اس لئے گناہ کر بیٹھے ہیں اگر یہ بات ٹھیک ہے تو پھر تین سو سالوں میں تو نے مجھے کیونکر گمراہ نہیں کیا اور گناہ میں نہیں ڈالا؟ شیطان نے کہا تم بخشے جاؤ گے میں تمہیں ہرگز گمراہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ تیری عمر اور زیادہ ہو گی اس میں بھی میں تمہیں فریب نہیں دے سکتا۔

حالانکہ شیطان اس وقت بات کرتے ہوئے بھی عابد کو دھوکہ دے رہا تھا اور عابد متوجہ نہیں تھا شیطان نے یہ بات کی اور اٹھ کر عبادت خانے سے باہر چلا گیا اور اس کے دل میں داخل ہو کر وسوسہ پیدا کرنے لگا کہ تو تین سو سال عبادت کر چکا ہے اور تین سو سال اور

https://www.shiabookspdf.com/

زندگی پائے گا اٹھو دو سو سال عیش و عشرت کرو اور عمر کے آخری سو سال عبادت خانے میں آ کر عبادت کرنا۔ توبہ و گریہ کر لینا اور دعا و مناجات میں مشغول ہو جانا۔ آہستہ آہستہ یہ وسوسہ شیطان نے اس کے اندر مضبوط کر دیا۔ اٹھا اور گرجا گھر سے باہر چلا گیا شہر کی طرف آ گیا اور پوچھنے لگا شراب خانہ کہاں ہے اور کہاں سے ملتی ہے؟ لوگوں نے بتایا۔ اس نے اس کے پاس جا کر شراب پی' زنا بھی کیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ شیطان نے اس کے پاس آ کر کہا اے عابد میں تو کسی کو دھوکہ نہیں دیتا اور نہ ہی گناہ میں ڈالتا ہوں۔ عابد سمجھ گیا کہ شیطان کے دھوکہ میں آ گیا ہوں اور خدا کی نافرمانی کر بیٹھا ہوں عابد کی مہلت ختم ہو گئی تھی اسی وقت عزرائیل نے آ کر روح قبض کر لی اور جہنم کی طرف چلا گیا۔

روح کی بیماری کا علاج:

ہمیں اپنی عبادتوں پر غرور نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ اپنے گناہوں کا اقرار کرنا چاہئے اور دن رات اس کوشش میں رہیں کہ کس طرح گناہوں سے بچا جا سکتا ہے۔ جس طرح بیمار شخص ایک ماہر ڈاکٹر و حکیم کے پاس جاتا ہے تاکہ بیماری کا علاج کروائے اسی طرح روح کے علاج کے لئے بھی کسی ماہر روحانی حکیم کے پاس جانا ضروری ہے وگرنہ آہستہ آہستہ انسان ہلاک ہو جائے گا اور کافر ہو جائے گا جیسے خدا فرماتا ہے

ثم کان عاقبة الذین ا آسؤا السّوایٰ ان کذبو بآیات اللّٰہ و کانوا بھا یستھزؤن.

پھر گناہ کرنے والوں کا انجام برا ہے کیونکہ وہ خدا کی آیات کو جھٹلاتے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔

اب اگر کوئی ماہر ڈاکٹر اور حکیم ہو تو تمام لوگ اپنے بدن کی امراض کا علاج

https://www.shiabookspdf.com/

کروانے اس کے پاس جاتے ہیں اور ہر شخص کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ ماہر ڈاکٹر سے علاج کروایا جائے چاہے جتنے بھی پیسے خرچ ہو جائیں اور وہ ڈاکٹر جو دوا بھی تجویز کرے گا تو اسے کھائیں گے اور جو احتیاط کرنے کو کہے گا وہ کریں گے کیونکہ اگر اس کی باتوں پر عمل نہ کریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔

لیکن یہ انسان اپنی روح کی بیماریوں کا علاج کرنے کے لئے جو ڈاکٹر اور حکیم خدا نے خدائی نسخے دیکر بھیجے ہیں۔ ان کی بات کی طرف کان نہیں دھرتے حالانکہ انسان کو چاہیئے پہلے روح کا علاج کرے اور پھر بدن کی فکر کرے۔ اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے گا تو ڈاکٹر یہ نہیں کہے گا بیمار کیوں ہوا ہے؟ بلکہ یہ پوچھے گا کہ علاج کیوں نہیں کروایا اسی طرح اگر روح بیمار ہو جائے اور بندہ گناہوں کی مرضی میں مبتلا ہو جائے گا تو خدا یہ نہیں پوچھے گا کہ مریض کیوں ہوا ہے بلکہ یہ پوچھے گا کہ علاج کیوں نہیں کیا' تو کیا بندہ کوئی عذر یا بہانہ پیش کر سکتا ہے کہ مجھ کو ڈاکٹر یا حکیم نہیں ملا یا دوا نہیں تھی۔ یا العیاذ باللہ رحمت اور کرامت کا دروازہ بند تھا۔ میں آیا اور نا امید ہو گیا کوئی بہانہ نہیں سنا جائے گا۔

خداوند قدوس نے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صورت میں اشرف و افضل اور عقلمند ترین حکیم ہمارے لئے بھیجا ہے اور توبہ کی شکل میں دوا عطا فرمائی ہے جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں "لکل داء دواء وداء الذنوب الاستغفار" ہر بیماری کی دوا ہے۔ گناہوں کی دعا استغفار ہے اور توبہ ہے۔ توبہ سے مراد ندامت اور پشیمانی حقیقی اور قلبی گذشتہ گناہوں سے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ پس اسی قدر تو یہ کافی ہے عقلمند انسان وہ ہے جو گناہوں کا علاج کرے اور روح کی بیماری کا توبہ کی دوا سے معالجہ کرے وگرنہ اگر دیر کر دی تو خطرناک ہو جائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

توبہ کرنے میں تأخیر کے نقصانات:

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی سزا جلدی انسان کو ملنے کا ڈر ہوتا ہے جیسے خدا فرماتا ہے
وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر
جو بلاو مصیبت تم تک پہنچتی ہے وہ تمہارے کئے کی وجہ سے ہے اور خدا اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اینکہ بدکردی بترس ایمن مباش — زانکہ تخم است و برویاند خداش
جرم خود را برکسی دیگر منہ — ھوش و گوش خود بدین پاداش دہ
جرم برخود نہ کہ تو خود کاشتی — باجزاو عدل حق کن آشتی
توبہ کن مردانہ سر آور بہ رہ — کہ فمن یعمل بمثقال یرہ

ترجمہ: گناہ کر کے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھ بلکہ ڈر کیونکہ یہ بیج ہے اس کا خدا اسے اُگا دے گا اپنے گناہ کو کسی پر مت تھوپ یا پھینک۔ بلکہ اپنے کان اور عقل و ہوش کو سزاوار ٹھہرا جو جرم تو نے کیا ہے خود ہی بویا ہے حق ذات کے عدل اور جزا کے ساتھ دوستی کر لے توبہ کر اور مردانگی کے ساتھ سیدھے راستے پر آجا کیونکہ جو بھی کوئی ذرہ برابر عمل کرتا ہے خدا اسے دیکھتا ہے۔

توبہ میں تاخیر کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ انسان کے ہاتھ سے فرصت ختم ہو جاتا ہے موت کا وقت آجاتا ہے اور توبہ کی مہلت نہیں رہتی کیونکہ خدا فرماتا ہے (اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون) جب ان کی موت کا وقت آجاتا ہے تو نہ ایک گھڑی آگے جاتا ہے اور نہ ہی پیچھے۔ انوار نعمانیہ میں روایت ہے جب ملک الموت کسی کی روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو وہ شخص اس سے کہتا ہے مجھے ایک دن کی مہلت دے

https://www.shiabookspdf.com/

دے تا کہ اپنے رب کے دربار میں توبہ کرسکوں ملک الموت جواب دیتا ہے وقت گذر چکا ہے وہ شخص کہتا ہے ایک گھڑی کی مہلت دے دے۔ وہ کہتا ہے اب وقت نہیں ہے توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے اوراس کی روح قبض کر لیتا ہے اوراسے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔

توبہ کو تاخیر میں ڈالنے کا تیسرا نقصان یہ ہے کہ بے شمار گناہ نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں کیونکہ گناہ کے بعد توبہ کا فوری طور پر بجالانا ضروری ہے وگرنہ جومنٹ یا سیکنڈ گذرے گا اس میں گناہ پر گناہ لکھا جاتا رہے گا اس طرح لاتعداد اور بے شماراس کی گردن پر بوجھ بن جائے گا۔ حتی کہ یہ گناہ درختوں کے پتے اور صحرا کے سنگریزوں سے بھی زیادہ جاتے ہیں۔

مرحوم فیض کی کتاب حقایق الاسرار میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر روز صبح و شام دو فرشتے ایک دوسرے سے سوال و جواب کرتے ہیں ایک کہتا ہے "یالیت ھذا الخلق لم یخلقوا" اے کاش یہ مخلوق پیدا نہ ہوئی ہوتی۔ دوسرا کہتا ہے "یا لیتھم اذ خلقوا علمو الماذا خلقوا" اے کاش جب یہ پیدا ہو چکے ہیں تو جان لیتے کہ کیوں پیدا ہوئے ہیں۔ ایک کہتا ہے کاش اب اگر نہیں جانتے کہ کیوں پیدا ہوئے ہیں تو جو جانتے ہیں اس پر عمل ہی کرتے۔ دوسرا کہتا ہے کاش اب جب عمل نہیں کرتے اس کے مطابق جو جانتے ہیں تو اپنے کیے ہوئے بداعمال سے توبہ ہی کر لیتے۔

چوتھا نقصان توبہ کو تاخیر میں ڈالنے کا یہ ہے کہ دل سیاہ ہو جاتا ہے جیسے اصول کافی میں ہے حضرت امام فرماتے ہیں

ما من عبد الاو فی قلبہ نکتۃ بیضاء فاذا اذنب ذنبا خرج فی النکتۃ نکتۃ سوداء فان تاب ذھب ذالک السوداء.

ہر بندے کے دل میں سفید نکتہ ہے جب وہ گناہ کرتا ہے تو اس سفید نکتہ میں ایک

https://www.shiabookspdf.com/

سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے اگر توبہ کر لے تو وہ سیاہ دھبہ دور ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے اور پھر گناہ کرے تو وہ سیاہ دھبہ زیادہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ پورے دل کو گھیر لیتا ہے اور جب پورے دل کو سیاہ دھبہ گھیر لیتا ہے تو پھر وہ شخص نیک کام کبھی نہیں کر سکتا بلکہ اس کی نگاہ میں گناہ خوبصورت شکل میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور اس میں توبہ کی فکر ختم ہو جاتی ہے اس دل کو بیکار دل کہتے ہیں۔ یہ دل کسی بھی گناہ کرنے سے ڈرتا نہیں ہے اور اس دل پر کسی وعظ و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔

بر سیاہ دل چہ شود خواندن وعظ نرود میخ آہنین در سنگ

ترجمہ: سیاہ دل پر کسی وعظ و نصیحت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ پتھر میں لوہے کی میخ نہیں جاتی۔

جیسے کہ خدا ایسے دلوں کے بارے میں فرماتا ہے

سواء علیهم ء انذر تهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون

تیرا ان کو ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے یہ ایمان نہ لائیں گے۔

آہ سعدی اثر کند در کو — در دل سنگ تو اثر نکند

ترجمہ: سعدی کی آہ پہاڑ میں تو اثر کرتی ہے لیکن تیرے پتھر دل میں اثر نہیں کرتی۔

خصال میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں جو دل کو مردہ اور سیاہ کر دیتی ہیں۔ ایک گناہ پر گناہ کرنا۔ دوسری احمق اور جاہل لوگوں کے ساتھ دوستی اختیار کرنا۔

زاحمقان بگر یزچوں عیسیٰ گریخت — صحبت احمق بسی خولنا کہ ریخت

آن گریز عیسیٰ نہ از بیم بود — ایمن است او آن پی تعلیم بود

احمق از حلوا نهد اند لیم — من از آن حلوای او اندر تمم

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: حضرت عیسیٰؑ کی طرح احمقوں اور بے وقوفوں سے دور رہو کیونکہ احمق آدمی کی ایک بات کئی خون کر دیتی ہے۔

عیسیٰؑ کا یہ دور بھاگنا کسی ڈر یا خوف کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ تعلیم اور علم کی وجہ سے اپنی حفاظت کر رہے تھے۔

احمق آدمی منہ میں حلوا رکھتا ہے اور میں اس حلوا سے توبہ کرتا ہوں۔ تیسری چیز جو دل کو مردہ اور سیاہ کرتی ہے عورتوں کے ساتھ زیادہ باتیں کرنا ہے۔ چوتھی چیز جو دل کو مردہ اور سیاہ کرتی ہے مُردوں کے ساتھ بیٹھنا ہے لوگوں نے پوچھا یا حضرت مُردوں کے ساتھ بیٹھنے سے کیا مراد ہے۔ آپؑ نے فرمایا یعنی مال دار مغرور لوگوں کے ساتھ بیٹھنا۔

کتاب اثنی عشریہ میں حدیث ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "یا علی خمسه تقسی القلب فاذا قسی القلب كفر الانسان وهی الذنب و الاكل على الشبع. الحدیث۔ پانچ چیزیں دل میں قساوت پیدا کرتی ہیں۔ جب دل قساوت پیدا کر لیتا ہے یعنی سخت ہو جاتا ہے تو انسان کافر ہو جاتا ہے ان میں سے ایک گناہ ہے دوسری بھوک نہ ہونے کے باوجود کھانا کھانا......"

بس انسان کو دن رات اپنے گناہوں کی فکر کرنی چاہئے اور توبہ کو فراموش نہ کرے توبہ بھی حقیقی کرے۔ یقیناً خدا بھی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر جہالت غفلت اور لاعلمی کی وجہ سے ہو تو خدا کے دربار کی طرف جلدی رجوع کرے توبہ کرنے میں دیر نہ کرے پشیمانی کا اظہار کرے توبہ قبول ہو جائے گی۔ جیسے خدا فرماتا ہے

انما التوبة على الذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فأولئك يتوب الله عليهم.

سوائے اس کے نہیں کہ توبہ ان لوگوں کے لئے ہے جو لاعلمی کی وجہ سے گناہ کرتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں اور جلدی جلدی توبہ کرتے ہیں خدا ان کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔

بنی اسرائیل کے اس جوان کی داستان جس نے بیس سال گناہ کیے:

انوار نعمانیہ میں روایت ہے بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جو بیس سال تک عبادت کرتا رہا اور بیس سال تک گناہ کرتا رہا۔ ایک دن اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا اپنے بال سفید نظر آئے برے نظر آئے اپنے کئے پر پشیمان ہوا۔ عرض کی اے پروردگار میں نے بیس سال عبادت کی اور بیس سال گناہ کیا اب اگر میں تیری طرف واپس آ جاؤں کیا مجھے قبول کر لو گے؟ آواز آئی تو ہمارا بنا تھا ہم بھی تمہارے بن گئے تھے تو نے ہمیں چھوڑ دیا ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔ تو نے ہماری نافرمانی کی ہم نے تجھے مہلت دی پس اگر پھر ہماری طرف لوٹ آئے تو تجھے قبول کر لیں گے۔ خدا کی یہ رحمت ہر امت میں تھی اور اس امت میں ہزار گنا زیادہ ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آی گر کافر و گبر و بت پرستی باز آی
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بارا گر توبہ شکستی باز آی

ترجمہ: باز آ جاؤ باز آ جاؤ جو بھی ہو باز آ جاؤ۔ اگرچہ کافر اور بت پرست ہی ہو پھر بھی باز آ جاؤ اور واپس لوٹ آؤ۔

ہماری یہ بارگاہ ایسی بارگاہ نہیں ہے جس سے ناامیدی رکھی جائے اگر سو مرتبہ بھی توبہ توڑ دو تب بھی اس بارگاہ میں واپس آ سکتے ہو۔

انسان کو ہر حالت میں خدا سے امید رکھنی چاہیے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے وصیت کی اگر جن و انس کے برابر بھی تیرے گناہ ہوں تو پھر بھی خدا سے امید رکھ کہ وہ رحم کرنے والا ہے اور اگر ثقلین کی عبادت کے برابر بھی تیری عبادت ہو تجھے ڈر ہونا چاہیے

https://www.shiabookspdf.com/

کہ ہو سکتا ہے وہ عذاب دے۔

بر عمل خود تکیہ مکن خواجہ کہ در روز ازل　　　　تو چہ دانی قلم صنع بہ نامت چہ نوشت

ترجمہ: اے نیک شخص اپنی عبادت پر بھروسہ نہ کرو تجھے کیا معلوم ازل سے تیرے نام کے ساتھ کیا لکھا ہے۔

خدا کی رحمت سے ناامید ہونا گناہ کبیرہ ہے:

انبیاء گفتند نومید بداست　　　　فضل ورحمتہای باری بی حداست

از چنین محسن نشاید ناامید　　　　دست در فتراک این رحمت زنید

ترجمہ: انبیاء نے فرمایا ہے ناامیدی بری چیز ہے خدا کا فضل و رحمت بے حد ہے ایسے محسن سے ناامید نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر وقت اس کی رحمت کی امید رکھنی چاہئے۔

جب تک انسان نے کوئی گناہ نہ کیا ہو تو اس ہرن کی طرح ہے جس کو شکاری نے تیر نہ مارا ہو۔ اس کے پکڑے جانے کی کوئی امید نہیں ہوتی لیکن اگر تیر مار کر اسے زخمی کر دے تو اس کے پکڑے جانے کی امید پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے تا کہ پکڑ لے۔ اسی طرح جب تک انسان کوئی گناہ نہ کرے تو شیطان کو اس کے گمراہ ہونے کی امید نہیں ہوتی لیکن اگر ایک گناہ کر لے اور توبہ نہ کرے تو شیطان کو امید پیدا ہو جاتی ہے اور ہمیشہ اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے تا کہ اسے گمراہ کرے اور نافرمان بنا دے لیکن پھر بھی انسان جتنا بھی گناہ گار ہو اسے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔

حقائق الاسرار میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "لو عملتم الخطایا حتیٰ تبلغ السماء ثم ندمتم لتاب اللہ علیکم" اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں اور تم پشیمان ہو جاؤ تو خدا تمہارے گناہ معاف کر دے گا توبہ قبول کر لے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک شخص چالیس سال تک گناہ کرتا رہا:

جواہر الاخبار میں لکھتے ہیں جو ثاقب المناقب سے نقل کرتے ہیں حضرت موسیٰ کے زمانے میں بنی اسرائیل میں ایک شخص چالیس سال تک گناہ کرتا رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت قحط پڑ گیا لوگ حضرت موسیٰ کے پاس جمع ہوئے اور کہا بارش کے لئے نماز استسقاء پڑھیں۔ حضرت موسیٰ اپنی قوم کے ستر ہزار سے زیادہ افراد کے ساتھ شہر سے باہر نکلے تا کہ دعا کریں جتنی بھی دعا کی لیکن بارش نہ آئی۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار کیا تیرے نزدیک میرا مقام کم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میری دعا قبول نہیں ہوئی اور بارش نہیں ہوتی؟ خطاب ہوا۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ تمہارے درمیان ایک شخص ہے جس نے چالیس سال گناہ کئے ہیں اس سے کہو باہر چلا جائے بارش آ جائے گی۔ عرض کیا اے پروردگار میری آواز کمزور ہے وہ کس طرح ستر ہزار لوگوں تک پہنچے گی۔ خطاب ہوا تو کہہ میں تیری آواز کو ان سب لوگوں تک پہنچاؤں گا۔ حضرت موسیٰ نے بلند آواز سے کہا اے وہ شخص جو چالیس سال تک خدا کی نافرمانی کرتا رہا ہے باہر نکل جائے کیونکہ تیری بدبختی کی وجہ سے خدا ہم پر اپنی باران رحمت نازل نہیں فرما رہا۔ اس گناہگار شخص نے دیکھا کہ کوئی بھی باہر نہیں نکلا تو سمجھ گیا کہ یہ خطاب مجھے ہوا ہے۔ اب سوچنے لگا کہ کس طرح باہر جائے۔ اگر باہر جاؤں تو لوگوں کو پتہ چل جائے گا اور میں رسوا ہو جاؤں گا۔ اگر نہ جاؤں تو خدا بارش نہ برسائے گا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے خدا کے دربار میں حقیقی طور پر دل سے توبہ کر لی اور اپنے کردہ گناہوں پر پشیمان ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بادل آ گئے اور جمع ہو کر اتنی بارش برسی کہ سب اطراف میں سیراب ہو گئے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار ہم میں سے کوئی بھی باہر نہیں گیا۔ پھر بارش کس طرح آ گئی ہے؟ خطاب ہوا اسی کی وجہ سے بارش آئی ہے جس کی وجہ سے رکی ہوئی تھی۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار اس بندے کو ہمیں دکھلا۔

https://www.shiabookspdf.com/

خطاب ہوا اے موسیٰ جب وہ بندہ گناہ کرتا رہا اور ہماری نافرمانی کرتا تھا۔ ہم نے اس وقت اسے رسوا نہیں کیا۔ اب جب اس نے توبہ کرلی ہے کس طرح میں اسے رسوا کر سکتا ہوں میں چغل خور لوگوں کو پسند نہیں کرتا خود یہ کام کس طرح کر سکتا ہوں۔

گناہوں کے اثرات:

ہر گناہ کا ایک خاص اثر ہے اور ہر گناہ کا ایک خاص توبہ ہے ایک وہ گناہ ہے جو عمر کی کوتاہی کا سبب بنتا ہے اور وہ گناہ قطع رحم کرنا ہے کم فروشی اور ملاوٹ ایسا گناہ ہے جو مہنگائی اور قحط سالی کا سبب بنتی ہیں زنا ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے طاعون کی وباء پھیلتی ہے۔ حضرت امیرالمؤمنین فرماتے ہیں "اذا ظهر الزنا فی قوم بلوا ابا لوباء" جب کسی قوم میں زنا عام ہو جاتا ہے تو وہ طاعون کی وبا میں مبتلا ہو جاتے ہیں کسی کو قتل کرنا ایسا گناہ جو پشیمانی اور ندامت کا سبب بنتا ہے جیسے خدا فرماتا ہے (فاصبح من النادمین) پس وہ پشیمانی میں مبتلا ہو گئے۔ امانت میں خیانت ایسا گناہ جو برکت کے ختم ہونے کا سبب بنتا ہے حضرت علیؑ فرماتے ہیں "اذا ظهرت الخبانات ارتفعت البرکات" جب خیانتیں عام ہو جائیں تو برکتیں ختم ہو جاتیں ہیں۔ کچھ گناہ ایسے ہیں جو انسان کی عزت و آبرو ختم کر دیتے ہیں وہ شراب پینا ہے بعض گناہ ایسے ہیں جو دعا کے قبول نہ ہونے کا سبب بنتے ہیں وہ عاق والدین ہونا ہے۔ یعنی والدین کا نافرمان بننا ہے۔ خدا کی ناشکری کرنا ایسا گناہ ہے جو نعمتوں کے ختم ہونے کا سبب بنتا ہے جیسے خدا فرماتا ہے "لئن شکرتم لا زیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید" اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں اور اضافہ کردوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

شکر نعمت نعمت افزون کند　　　کفر نعمت از کفت بیرون کند

ترجمہ: شکرانِ نعمت، کو زیادہ کرتا ہے کفرانِ نعمت ہر چیز ختم کر دیتا ہے۔ ان

https://www.shiabookspdf.com/

گناہوں میں سے جو بھی انجام دیا جائے گا ایک نعمت زائل ہو جائے گی اور ایک بلا نازل ہو گی جیسے خدا فرماتا ہے "ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس" لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے زمین اور سمندر میں فساد پھیل گیا ہر گناہ کی توبہ بھی خاص ہے اگر کوئی نماز، روزہ، حج، خمس و زکوٰۃ انجام نہ دے غیبت کرے کسی پر ظلم کرے چاہے جتنا بھی استغفار کرے۔ گریہ و زاری کرے ہزار مرتبہ توبہ کرے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ان گناہوں کی توبہ یہ ہے کہ جن اعمال کو ترک کیا ہے ان کو بجالائے جس پر ظلم کیا ہے یا کسی کی غیبت کی ہے تو اس کو راضی کرے۔ اگر وہ مر چکا ہے تو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے اگر کسی کا مال کھایا ہے تو اسے واپس کرے۔ اگر مالک مر چکا ہے تو اس کے ورثا کو دے۔ اگر کسی کا ذرہ برابر بھی مال کھایا ہو گا تو خدا اس کی سزا دے گا۔ انوار نعمانیہ میں ہے ایک شخص فوت ہو گیا اسے خواب میں دیکھا اس سے پوچھا تیرے ساتھ قبر میں کیسے گذری؟ اس نے کہا خدا نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے ہر طرح کا حساب لیا۔ اس دن کا بھی حساب لیا جس دن میرا روزہ تھا اور میں اپنے ایک دوست گندم فروش کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا وہاں سے گندم کا ایک دانہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جب یاد آیا کہ میرا روزہ ہے تو دانہ نکال کر باہر دکان پر پڑی گندم کے اوپر پھینک دیا۔ خدا نے مجھ سے اس دانے کا بھی حساب لیا اور میرے اعمال میں سے کچھ نیکیاں اس کے بدلے میں میرے اس دوست کے نام کر دیں پس جب خدا اتنی سی چیز کا بھی حساب لیتا ہے تو دوسرے حقوق الناس کو کیسے معاف کر سکتا ہے۔

خدا اپنے حق کو تو معاف کر دیتا ہے لیکن لوگوں کے حقوق معاف نہیں کرے گا اور اس کی توبہ بھی نہیں ہے اصول کافی میں ہے حضرت امیر المومنینؑ نے مسجد کوفہ کے منبر پر خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا "ایھا الناس ان الذنوب ثلاثۃ فذنب مغفور و ذنب غیر

https://www.shiabookspdf.com/

مغفور ذنب نرجو لصاحبه و نخاف علیه" اے لوگوں گناہ تین طرح کے ہیں ایک وہ جو بخشے جائیں گے ایک وہ جو بخشے نہیں جائیں گے ایک وہ جس کے کرنے والے کے بارے میں ہمیں امید بھی ہے اور ہمیں اس کے بارے میں خوف بھی ہے اصحاب نے عرض کیا یا امیر المؤمنینؑ اپنے کلام کی تفسیر فرمادیں۔ آپ نے فرمایا

اما الذنب المغفور فعبد عاقبه الله علیٰ ذنبه فی الدنیا فالله احلم و اکرم من ان یعاقب عبده مرتین. الحدیث

جو گناہ بخشے جائیں گے خدا گناہ کرنے والے کو دنیا میں ہی سزا دے دے گا آخرت میں اس کی سزا نہ دے گا کیونکہ خدا اسے بڑا حلیم اور عزت والا ہے کہ کسی بندے کو دو مرتبہ عذاب دے اور جو گناہ بخشا نہ جائے وہ شرک ہے جیسے خدا فرماتا ہے "ان اللّٰه لایغفر ان یشرک به و یغفر مادون ذالک" بے شک خدا اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور ہر چیز معاف کردے گا ایک ظلم کو معاف نہیں کرے گا۔ تیسرا وہ گناہ ہے جو غفلت او جہالت کی وجہ سے سرزد ہو جاتا ہے اور انسان بعد میں توبہ کر لیتا ہے۔ "فاصبح خائفاً من ذنبه راجیاً من لربّه" صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اپنے گناہ سے ڈرتا ہے اور اپنے خدا سے بخشش کی امید بھی رکھتا ہے۔

اس توبہ سے مراد جو امامؑ نے ذکر کی ہے شاید وہ توبہ ہے جس کی شرائط مکمل نہ ہوں وگرنہ شرائط کے ساتھ کی ہوئی توبہ قبول ہو جاتی ہے کیونکہ غالباً لوگوں کی توبہ کئی طرح کی ہے ایک توبہ وہ ہے جو کسی خاص وقت کے لئے کی گئی ہو۔ جیسے کوئی توبہ کرے کہ رمضان المبارک میں یا کسی خاص ایام میں شراب خوری زنا اور دیگر گناہ نہیں کرے گا اور ایام اور دنوں میں کوئی پرواہ نہ کرے اس توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ایک توبہ وہ ہے جو کچھ گناہوں کی کرے اور کچھ گناہوں کی توبہ نہ کرے۔ مثلاً زنا

https://www.shiabookspdf.com/

سے توبہ کرے لیکن سود خوری سے توبہ نہ کرے۔ جس کا گناہ زنا سے بھی زیادہ ہے کبیرہ گناہوں سے توبہ کرے لیکن صغیرہ یعنی چھوٹے گناہوں سے توبہ نہ کرے۔ اس کے متعلق کچھ کہتے ہیں قبول ہو جاتی ہے اور کچھ کہتے ہیں قبول نہیں ہوتی کیونکہ چھوٹے چھوٹے گناہ مل کر بڑے ہو جاتے ہیں۔

ایک وہ توبہ ہے جو حتماً قبول ہو جاتی ہے وہ توبہ جو صدق دل سے اور واقعی ہو۔ حقیقتاً پشیمان ہو اور پختہ ارادہ کرے۔ پھر دوبارہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ جیسے کہ بہت سے لوگ تھے جنہوں نے بڑے بڑے گناہ کئے لیکن بعد میں صدق دل سے توبہ کی اور ان کی توبہ قبول ہوگئی۔

بنی اسرائیل کے اس شخص کا واقعہ جو قبریں کھودتا تھا:

امالی اور عین الحیات میں لکھتے ہیں حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے ایک شخص کا کام یہ تھا لوگوں کی قبریں کھود کر اور کھول کر ان کے کفن اتار کر لے جاتا تھا اس کا ایک ہمسایہ تھا جو بیمار ہو گیا۔ اسے خوف آیا کہ ہو سکتا ہے مرنے کے بعد یہ شخص میرا بھی کفن اتار کر لے جائے۔ اس نے ایک آدمی کو بھیجا تا کہ دو کفن لائے دو کفن لا کر اس مرد کے سامنے رکھ دیئے اور کہا ایک تم اٹھا لو دوسرا میرے لئے رہنے دو قبر میں مجھے برہنہ نہ کرنا۔ پہلے تو اس نے انکار کیا ہمسایے نے بڑی ضد کی آخر کار دو میں سے اچھا کفن اٹھا کر چلا گیا۔ وہ ہمسایہ مر گیا اسے لیجا کر دفن کر دیا گیا اس کفن چور نے سوچا وہ شخص مر گیا ہے اسے کیا پتہ چلے گا کہ میں نے اس کا کفن اتار لیا ہے جا کر قبر کھولی جب کفن اتارنے لگا تو آواز آئی یہ کام نہ کرو وہ سن کر ڈر گیا۔ واپس آ گیا اور اپنے کیے ہوئے گناہ پر پشیمان ہوا اور توبہ کر لی۔ جب مرنے لگا تو اپنی اولاد سے وصیت کی جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ میں جلا دینا اور میری ہڈیوں کو کوٹ کر آدھی صحرا میں ہوا میں اڑا دینا اور آدھی سمندر کے پانی میں۔

https://www.shiabookspdf.com/

مرنے کے بعد اس کی وصیت پر عمل کیا۔ خدا نے صحرا اور سمندر کو حکم دیا کہ اس کی ہڈیوں کو جمع کرو حکم دیا وہ دوبارہ زندہ ہو گیا۔ خطاب ہوا تو نے ایسی وصیت کیوں کی؟ اس نے عرض کی اے پروردگار صرف تیرے خوف سے کی تھی۔ خدا نے فرمایا اگر تو نے میرے خوف سے کی تھی تو میں بھی تجھ سے راضی ہو گیا ہوں اور تیرا خوف ختم کر دیا ہے اور تجھے بخش دیا ہے۔

ثعلبہ کا واقعہ:

ایک اور شخص جس نے بڑا گناہ کیا پھر پشیمان ہوا توبہ کی اور اس کی توبہ قبول ہوئی۔ وہ ثعلبہ انصاری تھے کتاب روح الایمان میں لکھتے ہیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ کرتے تھے تو اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بناتے تھے دونوں میں سے ایک غزوہ پر جاتا اور دوسرا مدینہ میں رہ کر زندگی کے معاملات انجام دیتا تھا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر سعید بن عبداللہ اور ثعلبہ انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ سعید حضرت کے ساتھ جنگ پر چلا گیا۔ ثعلبہ پیچھے روزانہ اس کے گھر کے معاملات انجام دیتا اور چلا جاتا۔ ایک دن شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تو روزانہ دروازے کے پیچھے سے ایک دلربا اور پیاری آواز سنتا ہے اور چلا جاتا ہے دیکھ تو سہی پیچھے کون ہے؟ جب اس نے شیطان کے دھوکہ میں آ کر دیکھا تو سعید کی بیوی نظر آئی۔ دیکھ کر بے اختیار ہو گیا اور اسے جا کر پکڑ لیا۔ اس عورت نے کہا اے مرد تیرے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تیرا بھائی جہاد میں مشغول ہو اور تو اس کے ساتھ خیانت کرے۔ عورت کی بات نے اس کے دل پر اثر کیا۔ روتا اور چیخیں مارتا گھر سے باہر نکل گیا۔ پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ ایک پہاڑ کے پاس گر کر گریہ کرتے ہوئے عرض کرنے لگا اے پروردگار تو کریم ہے اور میں تیرا گناہگار بندہ ہوں۔ اسی حالت میں تھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم واپس آ گئے۔ ہر مجاہد کے بھائی نے آ کر اس کا استقبال کیا لیکن ثعلبہ نہ آیا۔ سعید نے جس سے بھی ثعلبہ کا پوچھا کسی کو

https://www.shiabookspdf.com/

کچھ معلوم نہ تھا۔ سعید گھر آیا اپنی بیوی سے حالات پوچھے تو اس نے صورت حال سے آگاہ کیا۔ سعید نے پوچھا اس وقت کہاں ہے؟ اس نے کہا مدینہ میں نہیں ہے بلکہ پہاڑوں کی طرف چلا گیا ہے اور گریہ کرنے میں مشغول ہے سعید روتا ہوا ثعلبہ کو تلاش کرنے نکل پڑا۔ ادھر ادھر پہاڑوں میں تلاش کیا تو دیکھا۔ ایک پتھر کے پیچھے آوازیں دے رہا ہے ''واندامناہ و احجلتاہ'' ہائے شرمندگی ہائے پشیمانی۔ سعید نے اسے تسلی دی اور کہا اے ثعلبہ یہاں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اٹھو رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں جاتے ہیں شاید وہاں تیرا معاملہ درست ہو سکے۔ ثعلبہ نے کہا اگر مجبوراً جانا ہے تو میرے ہاتھ باندھو اور گلے میں رسی ڈال کر۔ ذلت کے ساتھ کھینچ کر حضرت کی خدمت میں لے جا۔ سعید نے قبول کر لیا اور اسے اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں مدینہ لے آیا۔ آتے وقت ثعلبہ کی بیٹی نے دیکھا تو رونے لگی اور کہا بابا جان یہ کیا حالت ہے اس نے جواب دیا یہ دنیا میں گناہگاروں کا حال ہے قیامت میں کیا ہوگا۔ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان نے اسے ناامید کر دیا کہنے لگے یہ گناہ بخشش کے قابل نہیں ہے۔ حضرت امیر المومنین کے پاس گیا۔ تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے اسے امید دلائی تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ گھر کے دروازے پر آ کر آواز دی ''المذنب المذنب'' یا رسول اللہ گناہگار آیا ہے گناہگار آیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت نے فرمایا اسے اندر لے آؤ۔ اندر گیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا بڑا گناہ کیا ہے لیکن خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

اسی حالت میں رہو یہاں تک کہ خدا کا حکم آ جائے۔ ثعلبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے اسی طرح روتا اور چیخیں مارتا صحرا کی طرف نکل گیا۔ اپنے آپ کو خاک آلود کرتا اور کہہ رہا تھا۔ سب نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے۔ اگر تو نے بھی نکال دیا تو

https://www.shiabookspdf.com/

میں کیا کرونگا۔ کچھ دن رات اسی طرح رہا۔ پھر جبرائیلؑ آیت کو لے کر آیا

والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکر و اللّٰه فاستغفرو الذنوبهم و من یغفر الذنوب الا اللّٰه و لم یصرّو اعلی ما فعلوا وهم یعلمون.

وہ لوگ جو برائی کرتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں کون ہے سوائے خدا کے جو گناہوں کو معاف کرنے والا ہے اور وہ گناہوں پر اصرار بھی نہیں کرتے درحالانکہ وہ جانتے ہیں جبرائیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتا ہے میرے بندے کو اپنے گھر سے کیوں دور کردیا ہے میری طرف سے اس کو بلاؤ تا کہ اسے بخشش دوں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنینؑ کو سلیمان فارسیؓ کے ساتھ اسے تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ راستے میں ایک چرواہے سے اس کے بارے میں پوچھا اس نے کہا راتوں کو اس درخت کے نیچے آکر صبح تک گریہ کرتا ہے۔ وہ وہیں انتظار کرنے لگے رات ہوئی تو ثعلبہ روتا ہوا آگیا۔ حضرت امیر نے اس کے آگے آکر بشارت اور مغفرت کی خوشخبری دی اور اس کے سامنے آیت کی تلاوت کی اور فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے بلایا ہے۔ ثعلبہ اٹھا اور حضرت امیر کے ساتھ مدینہ آگیا۔ رسولؐ خدا مسجد میں عشاء کی نماز میں مشغول تھے۔ انہوں نے بھی حضرت کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضرت نے سورہ حمد کے بعد سورہ (الھٰکم التکاثر) شروع کی تو ثعلبہ چیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا (کلا سوف تعلمون) تم عنقریب جان لوگے جو کرتے رہے ہو۔ ثعلبہ سن کر بے ہوش ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دو۔ جب اس کے پاس آئے دیکھا اس دنیا سے جاچکا ہے تمام اصحاب اور اہل مسجد رونے لگ گئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ثعلبہ کو غسل کفن دیا گیا اور آپ خود اس کے جنازے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا اس کے جنازے میں ملائکہ آئے ہیں کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔

شارع مقدس کا حکم ہے کہ اگر کوئی مسلمان مر جائے تو اس کے جنازے کے اٹھانے میں جلدی کی جائے خدا لعنت کرے اس امت پر جنہوں نے نواسہ رسولؐ کا بدن تین دن خاک کربلا میں پڑا رہنے دیا اور دفن نہ کیا۔

ایک اور شخص جس نے بہت بڑا گناہ کیا اور بعد میں پشیمان ہوا پھر توبہ کی پھر اس کی توبہ قبول بھی ہوگئی حر بن یزید ریاحی تھا۔ یہ وہ تھا جو سب سے پہلے نواسۂ رسولؐ کے راستے میں آیا اور حضرت کو روکا۔ اہل بیتؑ کو خوف و پریشان میں مبتلا کیا۔ عاشور کے دن پشیمان ہوا توبہ کی اور توبہ قبول ہوگئی۔ جیسے شیخ مفید اور سید بن طاؤس روایت کرتے ہیں کہ جب عاشور کے دن مظلوم کربلا تنہا رہ گئے تو اتمام حجت کی خاطر میدان میں آ کر استغاثہ دیا "امامن مغیث یغیثنا لوجہ اللہ امامن ذاب یذب عن حرم رسول اللہ" کیا کوئی ہے۔ جو ہماری فریادرسی کرے۔ کیا کوئی نہیں ہے جو حرم رسول سے شر کو دور کرے؟

حضرت حُر کی شہادت:

حُر بن یزید ریاحی نے جب نواسۂ رسولؐ کے استغاثہ کو سنا تو سمجھ گیا حضرت پہ مشکل وقت آ گیا ہے۔ عمر سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا اے عمر سعد کیا تو اس مرد جری حسینؑ کو قتل کرے گا۔

مگر بہ این شاہ لب تشنہ جنگ خواہی کرد   مگر بہ آل علی کار تنگ خواہی کرد
مگر نہ اختر برج ولایت است حسین   مگر نہ زادۂ شاہ ولایت است حسین

ترجمہ: کیا خشک لب شاہ کے ساتھ تو جنگ کرے گا کیا آل علیؑ کے ساتھ کام سخت

https://www.shiabookspdf.com/

کرے گا۔

کیا حسینؑ برج ولایت کا ستارہ نہیں ہے کیا حسینؑ شاہ ولایت کا بیٹا نہیں ہے۔

، عمر سعد نے کہا ہاں خدا کی قسم میں ایسی جنگ کرونگا کہ سر تن سے جدا ہونگے اور تن سر سے۔ ہاتھ بدنوں سے علیحدہ ہو جائیں گے حُر نے کہا کیا تو حسینؑ کی اس بات پر راضی نہیں کہ فرمایا مجھے چھوڑ دیا جائے تا کہ میں جہاں سے آیا ہوں واپس چلا جاؤں۔ عمر سعد نے کہا اگر اختیار میرے ہاتھ میں ہوتا تو مجھے کوئی اعتراض نہ تھا۔ تیرا امیر ابن زیاد اس پر راضی نہ ہوگا حُر واپس چلا گیا اور غرہ بن قیس سے کہا تو نے گھوڑے کو پانی پلایا ہے اس نے کہا نہیں غرہ کہتا ہے میں اس کا مقصد نہ سمجھ سکا۔ وگرنہ میں بھی اس کے ساتھ ہوتا غرہ کہتا ہے میں نے کیا دیکھا حُر نے سید الشہدؑ کے لشکر کی طرف جانا شروع کر دیا مہاجرین اوس اس کے پاس گیا دیکھا بدن لرز رہا ہے مہاجر نے کہا حُر تجھے کیا ہو گیا ہے میں تجھے اہل کوفہ کا شجاع ترین مرد سمجھتا ہوں۔ یہ کیا حالت ہے جو میں دیکھ رہا ہوں حُر نے کہا میں اپنے آپ کو جنت اور جہنم کے درمیان دیکھ رہا ہوں "**فو اللّٰہ لا ختیار علی الجنۃ شیٔالو قطعت و احرقت**" خدا کی قسم میں جنت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دونگا۔ اگر چہ میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یا جلا دیا جاؤں اس کے بعد حُر نے اپنا گھوڑا دوڑایا اور حضرت امامؑ کی خدمت میں آ گیا ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے اور عرض کر رہا تھا "**اللّٰھم الیک انیب فتب علی فقد ارعبت قلوب اولیائک و اولاء نبیک**" اے پروردگار میں تجھ سے توبہ طلب کرتا ہوں اور تیری طرف آیا ہوں میری توبہ قبول فرما میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے تیرے اولیاء اور تیرے نبی کی اولاد کو خوف میں مبتلا کیا ہے۔ امامؑ کے پاس پہنچا اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا اور اپنے چہرے کو زمین پر رکھ دیا جب سخی اور کریم امامؑ نے حُر کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا "**ارفع راسک یا شیخ**" اپنے سر کو اوپر اٹھاؤ حُر نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں۔ میں

https://www.shiabookspdf.com/

آپ کا مجرم ہوں کیونکہ میں نے آپکا راستہ روکا اور واپس نہیں جانے دیا اور اس جگہ آنے پر مجبور کیا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کے ساتھ ایسا کریں گے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے امام نے فرمایا "نعم یتوب اللہ علیک" اگر توبہ کرو تو خدا تیری توبہ قبول کرے گا۔ حُر نے عرض کیا جب میں گھر سے باہر آیا تو مجھے کسی نے آواز دی "ابشر یا حر بخیر" اے حُر میں تجھے نیکی کی خوشخبری دیتا ہوں میں نے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا میں نے تعجب کیا کہ یہ کیسی خوشخبری ہے حالانکہ میں نواسہ رسولؐ کے ساتھ جنگ کے لئے جا رہا ہوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا۔ مولاؑ سب سے پہلے میں نے آپکا راستہ روکا تھا اس لئے مجھے اجازت دیں تا کہ آپ کے ساتھ شہید ہونے والوں کی صف میں شامل ہو جاؤں۔

ریاض الشہادۃ کی روایت کے مطابق امام نے فرمایا اے حُر تو ہمارا مہمان ہے۔

شرط مہمانی ارباب وفا این نبود کہ چہ مہمان برسد کنند احسا
جان نثار دیگر لحظہ دیگر ھستند فرصتی ھست دیگر لحظہ فدا کنکن جان را
گفت حر با شہ لب تشنہ کہ ای بحر کرم چہ شود بنوازی من سر گردان

ترجمہ: اہل وفا کے نزدیک مہمان نوازی کی یہ شرط نہ تھی کہ جب مہمان آئے تو اس پر احسان نہ کریں۔

اور بہت سے جانثار ہیں جان قربان کرنے کے لئے تو کچھ دیر بعد اپنی جان قربان کر دینا حُر نے پیاسے شاہ سے عرض کیا اے کرم کے سمندر اگر ہو سکے تو مجھ گمراہ اور سرگردان پر کرم کرو۔ حُر نے اجازت لی ابو مخنف کی روایت کے مطابق حُر نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر فرمایا اے بیٹے اس ظالم قوم پر حملہ کرو۔ حُر کا بیٹا میدان کی طرف گیا اور چوبیس فوجیوں کو جہنم واصل کرنے کے بعد خود بھی شہید ہو گیا۔ جب حُر نے اپنے بیٹے کو شہید دیکھا تو کہنے لگا الحمد للہ میرا بیٹا امام کے سامنے شہید ہوا ہے پھر خود میدان میں آیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ریاض الشہادۃ میں لکھتے ہیں کہ حُر اتنا بڑا بہادر تھا کہ ایک ہزار آدمی کا تنہا مقابلہ کرتا تھا۔ لشکر کے سامنے آکرانہیں نصیحت کی اور کہا اے اہل کوفہ یہ فرات کا پانی جسے یہودی' مجوسی اور عیسائیوں کو پینے کی اجازت ہے لیکن تم نے حسینؑ اور ان کے بچوں پر بند کر رکھا ہے۔ ان پر اتنی پیاس غالب ہے کہ یہ پیاس ان کو مار دے گی۔ پھر حُر نے حملہ کیا اور کافی دیر تک جنگ کرنے کے بعد حضرت امامؑ کی خدمت میں واپس آ گیا۔ اور عرض کی "ارضیت عنی" کیا مجھ سے راضی ہے۔ امامؑ نے فرمایا "انت حر کما سمتک امک" تیری ماں نے جس طرح تیرا نام حُر رکھا ہے تو اسی طرح حُر ہے۔ دوبارہ میدان میں جا کر قلب لشکر پر حملہ کیا۔ اور لشکر کے چالیس آدمی قتل کر دیئے اور کشتوں کے پشتے لگائے جا رہے تھا۔ دوبارہ امامؑ کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا ایک ہاتف نے آواز دی حُر واپس نہ جاؤ بہشت کی حوریں تیرا انتظار کر رہی ہیں وہیں سے امامؑ کی طرف منہ کر کے عرض کرنے لگا۔ یا بن رسول اللہ آپ کے نانا کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ اگر کوئی پیغام ہو تو فرمائیں۔ امامؑ نے فرمایا خدا تجھ پر رحمت کرے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔ پھر حُر نے لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ اس کا نیزہ ٹوٹ گیا تلوار ہاتھ میں پکڑ کر بھوکے شیر کی طرح کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف حملہ کرتا تھا اور لشکر کو پریشان کر رکھا تھا۔ شمر نے کہا حُر کو چاروں طرف سے گھیر لو۔ لشکر نے اکٹھے ہو کر چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اور اس پر وار کرنے لگے حُر کے بدن پر کافی زخم لگ گئے ایک ظالم نے حُر کے سینے میں نیزہ مارا حُر زین سے زمین پر گرا آواز دی "ادرکنی یا بن رسول اللہ" فرزند رسول میری مدد کرو۔

در آن نفس کہ بمیرم در آرزوی تو باشم	بدان امید دھم جان کہ خاک کوی تو باشم
بوقت صبح قیامت کہ سرز خاک برآدم	بہ گفتگوی تو خیزم بہ جستجوی تو باشم

https://www.shiabookspdf.com/

حدیث روضہ نگو یم گل بہشت نبویم　　　جمال خور بخویم دوان بہ سوی تو باشم

ترجمہ: مرتے وقت صرف تیری آرزو ہے اور یہ امید لے کر جا رہا ہوں کہ تیرے کوچے کی خاک بنوں۔ قیامت کے دن جب قبر سے باہر آؤں تو تیری گفتگو کے ساتھ اٹھوں اور تیری تلاش میں چلوں۔ نہ کوئی بات کروں نہ بہشت کے پھولوں کی خوشبو سونگھوں نہ کسی حور کے جمال کو دیکھوں بلکہ دوڑتا ہوا تیری طرف آؤں۔

حضرت جلدی جلدی حُر کے پاس پہنچے تو حُر کے بدن سے بہت زیادہ خون بہہ چکا تھا۔ امامؑ نے بیٹھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھا اپنی آستین کے ساتھ چہرے سے خون اور مٹی صاف کی حُر نے آنکھیں کھولیں اور کہا

نعمتی خوشتر ازاین نیست کہ بعد از مردن　　　تو بہ خاکم بسیاری چہ سپارم جان را

ترجمہ: مرنے کے بعد اس سے بڑی اور کیا نعمت ہوگی کہ تو مجھے خاک کے سپرد کر رہا ہے میں اپنی جان تیرے سپرد کردوں۔ تمام شہداء جب گھوڑے سے گرتے تھے تو امامؑ کو آواز دیتے تھے امامؑ اس کے پاس پہنچتے تھے لیکن جب امام گھوڑے سے گرے تو پتہ نہیں حضرت کے سرہانے کون آیا کس نے سر زمین سے اٹھایا اور اپنی گود میں رکھا۔

کسی نبود بالین آن امام زمن　　　زمین گرفت سر بی کسیش درامن

نہ مادری کہ سرش راز خاک بردارد　　　زمہر مادری او رابہ خاک بسیارد

ترجمہ: امامؑ کے سرہانے کوئی نہ تھا۔ امام کے سر کو زمین نے اپنی گود میں لے لیا۔
ماں نہ تھی جو سر کو زمین سے اٹھاتی اور پیار سے دفن کرتی۔

حضرت زینبؑ بھائی کے سرہانے آئی تا کہ بھائی کے سر کو زمین سے اٹھائے لیکن نہ اٹھا سکی کیونکہ دیکھا بھائی کے سینے پر شمر بیٹھا تھا اور بھائی اس کے ساتھ کلام کر رہا تھا۔

شمر دون مہر مرمن　　　از قضا زیبکر من

https://www.shiabookspdf.com/

پیش چشم خواهر من | نیزه سنان کشدم
زخم جان ستان کشدم | داغ نوجوان کشدم
تو دیگر مبر سر من | جسم نازنین مرا
افکنی به دشت کربلا | ساربان برد ز جفا
دست من زپیکر من | ظالما مکش تو مرا
تاکه خواهرم به خدا | مرحمتی نهد وفا

روی داغ اکبر من

ترجمہ: اے شمر میری بہن کے سامنے میری پشت سے میرا سر قلم نہ کر میں نے نیزے اور سنان کا زخم اپنی جان پر اٹھایا ہے نوجوان کی جدائی کا زخم اٹھایا ہے۔ اب میرے نازک بدن سے میرا سر جدا نہ کر۔ مجھے کربلا کے صحرا میں پھینک جاؤ۔ جمال آ کر ظلم سے میرا ہاتھ جسم سے کاٹ لے گا۔ اے ظالم مجھے قتل نہ کرتا کہ خدا کے واسطے میری بہن وفاداری کرتے ہوئے میرے اکبرؑ کی جدائی کے زخم پر مرہم پٹی رکھے۔ امامؑ نے فرمایا "**ان کان لا بدمن قتلی فاسقنی شربة من الماء**" اے شمر اگر تو لازمی مجھے قتل کرے گا تو ایک گھونٹ پانی پلا دے۔

بہ فلک می رسد از سوز عطش فریادم   ترسم ابن تشنگی آخر بکند بنیادم

ترجمہ: میرے پیاسے لبوں کی آواز آسمان تک جاتی ہے ڈر ہے کہ یہ پیاس مجھے ختم کردے گی۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۴

تن آدمی شریف است بہ جان آدمیت — نہ ہمین لباس زیباست نشان آدمیت
اگر آدمی بہ چشم است ودھان وگوش وبنی — چہ میان نقش دیوار و میان آدمیت
بہ حقیقت آدمی باش وگرنہ مرغ باشد — کہ ھمین سخن بگوید بہ زبان آدمی
طیران مرغ دیدی تو زبای بند شہوت — بہ درآی تا بنی طیران آدمیت
مگر آدمی نبودی کہ اسیر دیو ماندی — کہ فرشتہ رہ ندارد بہ مکان آدمیت
اگر این درندہ خوبی ز طبیعت بمیرد — ہمہ عمر زندہ باشی بہ روان آدمیت
رسد آدمی بہ جالی کہ بہ جز خدا نبیند — بنگر کہ تاچہ حداست مکان آدمیت
نہ بیان فضل کردم کہ نصیحت تو گفتم — ہم از آدمی شنیدم بیان آدمیت

ترجمہ: آدمیت کی جان کی قسم آدمی کا تن بدن شریف ہے۔ یہ خوبصورت لباس آدمیت کی نشانی اور علامت نہیں ہے۔ اگر آنکھ منہ کان اور ناک ہی آدمی ہے تو پھر نقش دیوار اور آدمیت میں کیا فرق ہیواقعی طور پر آدمی بنو۔ وگرنہ پرندہ بھی آدمی کی طرح باتیں کرتا ہے۔

اُڑنے والے پرندوں کو بھی تو نے شہوت کا پابند دیکھا۔ اپنی حقیقت کی طرف آجاؤ تاکہ تو آدمیت کی اُڑان دیکھ سکے۔

کیا تو آدمی نہ تھا جو ابلیس کا قیدی بن گیا ہے۔ کیونکہ آدمی کے مرتبے پر تو فرشتہ بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگر تیری طبیعت سے درندگی نکل جائے تو ساری عمر آدمیت کے ساتھ زندہ رہے گا۔ آدمی اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا غور کر آدمیت کا مقام کس قدر بلند ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

میں نے تجھے جو نصیحت کی ہے یہ کوئی فضیلت بیان نہیں کی۔ بلکہ آدمی سے بھی ہم نے آدمیت کا بیان سنا ہے۔

خدا فرماتا ہے(**قد افلح المؤمنونْ اللذین فی صلا تھم خاشعون**) بے شک کامیاب ہیں وہ مؤمن جو اپنی نمازوں میں خشوع رکھتے ہیں۔

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو وصیتیں:

اثنا عشریہ اور عنوان الکلام میں لکھتے ہیں کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے بیٹے میں نے چار سو پیغمبروں کی خدمت کی ہے اور ان سے چار ہزار حکمت کے کلام سیکھیں ہیں۔ ان چار ہزار کلمات میں سے چار سو کلمات اختیار کئے ہیں۔ ان چار سو میں سے چالیس کو منتخب کیا ہے اور چالیس میں سے آٹھ کلمات کو لیا ہے اور وہ آٹھ کلمات جو نصیحت ہیں۔ ان میں سے دو کو فراموش کر دے۔ دو کو فراموش مت کرو اور چار چیزوں کو اپنی جگہ پر رکھو یعنی ان کی حفاظت کرو۔ وہ دو چیزیں جن کو فراموش کرنا ہے وہ یہ ہیں۔

پہلی: یہ کہ اگر کسی کے ساتھ نیکی کرو تو فراموش کر دو۔ دوسری یہ کہ اگر کوئی تیرے ساتھ برائی کرے تو اسے بھول جاؤ۔ وہ دو چیزیں جن کو فراموش نہیں کرنا۔ پہلی: یہ کہ خدا کی ذات کو کسی وقت بھی فراموش مت کرو کیونکہ تمام گناہ خدا سے غفلت اور اسے فراموش کر دینے کی وجہ سے ہیں۔ جو دل خدا کی یاد میں غافل ہو اس میں شیطان آ جاتا ہے اور اس کو فاسد کر دیتا ہے۔ دوسری: موت ہے کیونکہ جب انسان کو یقین ہو کہ اسے موت آئے گی تو آخرت کے سفر کے لئے سامان تیار کرتا ہے آہستہ آہستہ دنیا کی محبت دل سے نکال دیتا ہے؟ اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

وہ چار چیزیں جن کی حفاظت کرنی چاہئے ایک یہ ہے کہ جب کسی کے گھر میں

https://www.shiabookspdf.com/

داخل ہو تو اپنی آنکھ کی حفاظت کرو کسی نامحرم پر نہ پڑے۔ جامع الاخبار اور بحار میں روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ہمسایہ کے گھر میں جائے اور اس کی نظر نامحرم عورت کے بالوں یا اس کے بدن کے کسی حصے پر پڑے خدا پر لازم ہے کہ اسے منافقوں کے ساتھ جہنم میں داخل کرے اور اس وقت تک اس دنیا سے نہ جائے گا جب تک خدا اسے رسوانہ کر دے۔ قیامت کے دن اسی طرح ظاہر ہوگا۔ یہ حکم صرف مرد کے لئے نہیں ہے بلکہ عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے وہ بھی اپنے آپ کو چھپائیں اور کسی مرد کو نہ دیکھیں۔

جیسے کہ خدا فرماتا ہے (قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن) مومنہ عورتوں سے کہو کہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

این ہمہ آفت کہ بہ تن می رسد　　از نظر تو بہ شکن می رسد

دیدہ فرو پوش چو در در صدف　　تا نشوی تیر بلا راھدف

ترجمہ: یہ تمام آفتیں جو بدن پر آتی ہیں تو بہ توڑنے کی وجہ سے آتی ہیں۔

اگر بلا سے بچنا چاہتا ہے تو اپنی آنکھ کو اس طرح بند کر لے جیسے صدف میں دُر ہوتا ہے

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں شب معراج ایک عورت کو دیکھا جسے اس کے بالوں کے ساتھ الٹا لٹکایا ہوا تھا اس کے منہ میں جہنم کا پانی حمیم ڈال رہے تھے۔ دوسری عورت کو دیکھا جسے پستانوں کے ساتھ لٹکایا ہوا تھا۔ جسے بالوں کے ساتھ لٹکایا گیا تھا یہ وہ عورت تھی جو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی۔ جسے پستانوں سے لٹکایا گیا تھا یہ وہ عورت تھی جو اپنے شوہر کو اپنے قریب نہ آنے دیتی تھی۔ ایک عورت کو اس کی زبان کے ساتھ لٹکایا گیا یہ وہ عورت تھی جو نامحرم مردوں کے سامنے اپنے آپ کو ظاہر کرتی تا کہ اس کی طرف رغبت کریں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اگر عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے تو خدا اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ خدا نے پیغمبرؐ اسلام کی بیویوں کو گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے۔ حکم ہوتا ہے (**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة**) تم اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جاہلیت ظاہر نہ کرو۔ وہ عورت جو شوہر کی بات نہ مانے اسے نافرمان کہتے ہیں۔ شوہر سے خرچ و اخراجات اور لباس لینے کا حق نہیں رکھتی۔ عورت کو اپنا پورا بدن نامحرم سے چھپانا چاہئے کسی نامحرم کی نگاہ اس پر نہیں پڑنی چاہئے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ اپنی عورتوں کو اونچے اونچے کمروں اور مقامات پر مت بٹھاؤ۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے۔ خدا فرماتا ہے (**و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا**) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ کرو مگر وہ جو خود بخود نظر آتی ہو۔ (**ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن**) اپنے مقنعوں کو اپنے گریبانوں تک ڈال لو۔ (**ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن**) اپنے شوہروں کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کرو۔

اس زمانے میں برعکس ہے عورتیں خوبصورت لباس اور زینت وغیرہ اپنے شوہروں کے لئے نہیں کرتیں بلکہ نامحرم مردوں کو دکھلانے کے لئے کرتی ہیں۔ کسی کے گھر مہمان جائیں کسی مجلس میں جائیں تو لوگوں کو دکھلانے کے لئے پہنتی ہیں۔ (**او آبائھن او آباء بعولتھن اور ابنائھن اور ابناء بعولتھن او اخواھن او بنی اخوانھن او نسائھن**) اپنی زینت یعنی بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کرو مگر اپنے والدین کے لئے یا اپنے شوہروں کے باپ کے لئے یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں کے لئے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے لئے یا عورتوں کے لئے جو مؤمنہ ہوں۔ یہودی، مجوسی اور عیسائی عورتوں کے لئے ظاہر نہ کریں مگر یہ کہ کنیزیں ہوں کیونکہ خدا فرماتا ہے (**او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی**

https://www.shiabookspdf.com/

الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علٰی عورات النساء) یا وہ بوڑھے مرد جن میں مردانہ شہوت ختم ہو چکی ہو اور عورتوں کی طرف مائل نہ ہوتے ہوں یا وہ چھوٹے بچے جو تمیز نہ رکھتے ہوں۔ **(ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن)** چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر نہ مارو جس سے تمہاری زینت ظاہر ہو جو چھپی ہوئی ہے۔ خدا نے عورتوں کی حفاظت کے لئے کتنی تاکید کی ہے کیونکہ دنیا میں تمام خرابیاں اس گروہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے کئی مقامات پر قرآن میں عورتوں کے لئے پردے کا حکم دیا گیا ہے سورہ احزاب میں فرماتا ہے **(واذا سئلتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب)** جب تم غیر عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو اسی سورہ میں دوسری جگہ فرماتا ہے **(یایھا النبی قل لا زواجک و بناتک و نساء المؤمنین یدنین علیھن من جلا بیبھن ذالک ادنٰی ان یعرفن فلا یؤ ذین و کان اللہ غفورا رحیماً)** اے نبی اپنی بیویوں بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے کہو اپنے اوپر مقنعے ڈال لیا کریں یہ ان کے پردے کے لئے زیادہ مناسب ہے اس طرح مرد انہیں اذیت نہ دیں گے اور خدا الغفور الرحیم ہے سورہ نور میں فرماتا ہے **(قل للمؤمنین یغضو ا من ابصار ھم و یحفظو ا فروجھم)** اے نبی مؤمنوں سے کہدو اپنی آنکھیں جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اسی طرح فرماتا ہے۔ **(قل للمومنات یغضضن ابا ابصارھن و یحفظن فروجھن)** مومنہ عورتوں سے کہدو اپنی آنکھوں کو جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اسی وجہ سے خدا غیور مومنوں کو پسند کرتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ غیور بنے۔ نہ کہ کچھ پرندوں سے بھی کمتر ہو۔ جیسے کہ مور اور لک لک اتنے غیرت مند ہیں کہ برداشت نہیں کرتے کوئی حیوان ان کی مادہ کی طرف دیکھے۔ اس طرح دوسرے حیوان بھی برداشت نہیں کرتے۔

زینة المجالس میں لکھتے ہیں۔ لک لک پرندے نے ایک درخت پر گھونسلا بنایا

https://www.shiabookspdf.com/

ہوا تھا۔ اس میں انڈہ دیا۔ کوے نے وہ انڈہ اٹھا کر اپنا انڈہ اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ جب کوے کا بچہ نکلا اور لک لک نے دیکھا سمجھ گیا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ اپنی جنس کے پرندوں کو جمع کر کے لے آیا۔ انہیں کوے کا بچہ دکھایا۔ اس نے یہ گمان کیا کہ میری مادہ کے ساتھ کوا نے جماع کیا۔ سب پرندوں نے مل کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ نے دیکھا کہ حیوان کتنے غیرت مند ہیں۔ انسان کو ان سے بھی زیادہ غیرت مند ہونا چاہئے کہ دوسرا کوئی مرد کہ اس کی عورت کی طرف دیکھ نہ سکے۔ دوسری چیز جس کی حفاظت کرنی چاہیے۔ زبان ہے۔ جب لوگوں کے درمیان بیٹھوں تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ کیونکہ اکثر بلائیں اور مصیبتیں اس دنیا اور آخرت میں زبان کی ہی وجہ سے آتی ہیں۔ اس لیے معصومؑ کا فرمان ہے۔ **بلاء الانسان من اللسان** ۔ انسان کی بلا اس کی زبان کی وجہ سے آتی ہے۔

زبان کے ساتھ لوگوں کو تکلیف دیتا ہے۔ اسی لیے معصومؑ فرماتے ہیں۔ "**المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ**" مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یعنی زبان کا زخم نہ لگائے اور انہیں گالی گلوچ نہ دے۔ پس انسان کو بولتے وقت اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ وہ کیا بول رہا ہے۔ کیونکہ اس کی ہر بات کو لکھنے والے ملائکہ رقیب اور عتید موجود ہیں۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ **(ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید)**

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ یا تو چپ رہے اور بات نہ کرے۔ یا اچھی اور پاکیزہ بات کرے۔ ہر شخص کی قیمت کا پتہ اس کی گفتگو سے چلتا ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ

ترجمہ: جب تک مرد بات نہ کرے۔ اس وقت تک اس کے عیب اور ہنر کا پتہ نہیں چلتا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اپنی بات کو عقل کے ترازو میں تولو اگر اس کا کوئی فائدہ ہو تو بات کرو وگرنہ چپ رہو۔

https://www.shiabookspdf.com/

بلی آنجا کہ باشد جای گفتار خموشی آورد صد نقص
اگر بینی کہ نابینا بہ چاہ است اگر خاموش بنشینی گناہ

ترجمہ: جہاں بولنے کا مقام ہو خاموش رہنا سو عیب ہے۔ اگر کسی نابینا کو کنویں میں دیکھو تو خاموش بیٹھنا گناہ ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں" **اللسان ترجمان العقل** " زبان عقل کی ترجمان ہے۔ ہر کسی کی قابلیت کا علم اس کی گفتگو سے ہوتا ہے۔

چہ در بستہ باشد چہ داند کسی کہ گوہر فروش است یا پیلہ ور

ترجمہ: اگر دکان کا دروازہ بند ہو تو کسی کو کیا علم یہ جوہری ہے یا مستری انسان اور حیوان کے درمیان فرق صرف عقل اور بیان سے ہے۔ ہر کسی کی عقل کی پہچان اس کی گفتگو سے ہوتی ہے۔ بنی نوع انسان پر خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت زبان ہے۔ زبان کے ذریعے سے حق و باطل۔ کفر وایمان اور علم و جہل کو ثابت کیا جاتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ بے ہودہ، گفتگو نہ کرے۔ نا مناسب باتیں کرنے سے بچے۔ ایسی باتوں سے پرہیز کرے جو آداب انسانیت اور بشریت کے خلاف ہوں۔ اور انسان کی عزت جس کی وجہ سے لوگوں کی نظر میں خاک میں مل جائے۔

فعل وقول آمد گدا حان ضمیر زین دو بر باطن تو استد لال گیر

ترجمہ: انسان کا عمل اور قول گواہ کے طور پر آئے ہیں۔ ان دو کے ذریعے سے باطن کو پتہ کرلو۔

تیسری چیز جس کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ دستر خوان پر بیٹھو تو اپنے منہ کو حرام کے لقمہ سے بچا۔ کیونکہ انسان جو غذا کھاتا ہے اس کا اثر تمام اعضاء میں جاتا ہے۔ اگر غذا حلال ہو تو دل نورانی ہوگا۔ اطاعت اور عبادت کی طرف رغبت کرے گا۔ آخرت کے معاملات کو درست کرے گا۔ اگر غذا حرام ہو تو دل تاریک ہو جاتا ہے۔ اس میں قساوت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہ کی طرف رغبت کرتا ہے۔

چوتھی چیز جس کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔" **اذا کنت فی الصلوٰۃ فاحفظ**

https://www.shiabookspdf.com/

قلبک " جب نماز میں ہو تو دل کی حفاظت کر۔ کہ دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ کیونکہ نماز تمام عبادتوں سے افضل و اشرف ہے۔ نماز سے زیادہ کوئی عبادت بھی بندے کو خدا کے قریب نہیں کرتی۔ یہ وہ عبادت ہے جس کو ملائکہ بھی انجام دیتے ہیں۔ کیونکہ کچھ ملائکہ ہمیشہ قیام میں ہے۔ کچھ رکوع میں کچھ سجدے میں۔ کچھ حمد میں اور کچھ دعا و استغفار پڑھنے میں مشغول ہیں۔ کچھ وہ ملائکہ ہیں جو دن رات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنے میں مشغول ہیں۔

نماز میں ہر ہر ذکر اور ورد ہے۔ اس میں تسبیح، حمد اور کلمہ اخلاص ہے۔ دعا اور قرآن ہے۔ درود ہے۔ اصول دین اور فروع دین ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جو دنیا اور آخرت میں کامیابی کا سبب ہے۔ دین کا ستون ہے۔ اگر یہ عبادت قبول ہوگئی تو تمام عبادتیں قبول ہو جائیں گے۔ اگر یہ قبول نہ ہوئی تو تمام اعمال رد ہو جائیں گے۔

وافی میں روایت ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایک نماز واجب ہزار حج اور عمرہ مقبولہ سے افضل ہے۔ حالانکہ ایک حج اس صدقہ سے افضل ہے کہ پوری دنیا کے برابر سونا اور چاندی خدا کی راہ میں صدقہ دیا جائے نماز کی جب اتنی فضیلت ہے۔ اسی لیے شیطان کوشش کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان اسے خلوص دل کے ساتھ پڑھ نہ سکے۔ اسی لیے انسان جب نماز پڑھتا ہے۔ تو ہر طرح کا خیال آتا ہے۔ کوئی چیز گم ہوگئی تو نماز میں مل جاتی ہے۔ کوئی چیز بھول جائے تو نماز میں یاد آ جاتی ہے۔ نماز میں حساب و کتاب کیا جاتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز اور بات کا خیال نماز میں آتا ہے۔

حضورِ قلب:

سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں۔ ایک شخص نے میرے سامنے نقل کیا۔ کہ ایک دن میں نے سوچا کہ حدیث میں ہے۔ جس نے دو رکعت نماز حضور قلب اور خلوص دل کے ساتھ پڑھی تو خدا اس پر عذاب نہیں کرتا۔ میں نے خود تہیہ کیا کہ مسجد کوفہ میں جاتا ہوں۔ اور دو رکعت نماز خلوص دل کے ساتھ پڑھتا ہوں میں گیا اور مسجد کوفہ میں جا کر نماز میں مشغول ہو گیا۔ نماز کے دوران مجھے خیال آیا کہ اتنی بڑی مسجد کا مینار کیوں نہیں

https://www.shiabookspdf.com/

ہے؟ پھر میں نے سوچا اگر کوئی بنانے والا مل جائے تو اینٹیں وغیرہ کہاں سے لائیں گے؟ کون بنائے گا؟ کتنا اونچا بنائے گا۔ میں نے نماز کا سلام کیا اور ابھی مسجد کے مینار کی سوچوں میں گم تھا اور پوری نماز اسی خیال میں گزر گئی۔

لیکن اگر انسان آخرت کی فکر میں ہو اور خدا کے عذاب وعقاب کو ذہن میں رکھے یا صدقہ و عمل خیر کا خیال ذہن میں لائے تو نماز کی فضیلت اور شرافت میں اضافہ کا سبب بنے گا۔

پیغمبر اسلامؐ نے حضرت امیر المومنینؑ کو دو ناقہ عطا کیں:

ریاض الابرار کی جلد اول اور علامہ مجلسی بحار الانوار کی جلد ۹ میں نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے دو موٹے اونٹ پیغمبر اسلام کو ہدیہ دیئے۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ تم میں سے کوئی ہے جو دو رکعت نماز تمام آداب و شرائط کے ساتھ پڑھے اور اپنے دل میں دنیا کی کسی چیز کا خیال نہ لائے؟ میں اسے ان دو اونٹوں میں سے ایک اسے دونگا؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ دوسری اور تیسری مرتبہ حضرت نے یہ بات دہرائی لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ امیر المومنینؑ اپنی جگہ سے بلند ہوئے۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہؐ میں پڑھونگا۔ حضرت نے فرمایا: "**صلی یا علی صلی اللہ علیک**" یا علی نماز پڑھو۔ خدا تجھ پر رحمت کرے۔ حضرت امیر المومنینؑ اٹھے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ جب نماز کا سلام پڑھا۔ تو جبرئیل نازل ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے ان دو اونٹوں میں سے ایک علی کو عطا کر دو۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے علیؑ کے ساتھ شرط کی تھی کہ تمام شرائط کے ساتھ پڑھے اور دنیا کی کسی چیز کا خیال دل میں نہ لائے۔ لیکن علیؑ جب تشہد میں مشغول تھا تو اس نے سوچا دو اونٹوں میں سے کونسا لے گا۔ جبرئیل نے عرض کیا۔ خدا اسلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ علیؑ نے یوں سوچا تھا کہ کونسا موٹا ہے وہ لے اور اسے ذبح کر کے خدا کی راہ میں صدقہ کرے۔ اس کا خیال خدا کے لیے تھا نہ کہ دنیا کے لیے۔

یہ آیت حضرت کی شان میں نازل ہوئی (**ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع و ہو شہید**) اس میں اس کے لیے تذکرہ ہے جس کے پاس

https://www.shiabookspdf.com/

دل ہو۔ پس معلوم ہوا کہ نماز تمام عبادات سے افضل عبادت ہے۔ اور خدا کے نزدیک نماز کی خصوصیات ہیں۔ جو کسی اور عبادت میں نہیں پائی جاتیں۔

نماز کی خصوصیات:

نماز کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ مسلمان پر سب سے پہلے عبادت جو فرض ہوئی وہ نماز تھی۔ اہل سنت اور شیعہ کی روایات میں ملتا ہے۔ کہ سب سے پہلے جس نے پیغمبرؐ اسلام کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تھے۔

دوسری یہ کہ سب سے پہلے قیامت کے دن جس کا خدا بندے سے حساب لے گا وہ نماز ہے جیسے کہ فرمان ہے "**اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوٰۃ**" سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ کسی بھی عبادت کو ترک کرنے پر غیر مکلف بچے کو سزا دینا جائز نہیں ہے۔ مگر نماز کے لیے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب بچہ چھ سال کا ہو تو اسے نماز اور وضو کا طریقہ سکھاؤ۔ اگر نماز نہ پڑھے تو اسے سزا دو۔ جب بچہ وضو یا نماز سیکھتا ہے۔ تو خدا اس کے والدین کو بخش دیتا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو نماز اور وضو کی جگہ گالی گلوچ اور مسخرہ بازی یاد کرواتے ہیں۔ پھر وہی اولاد ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ تمام عبادتوں کی قبولیت نماز کے واسطے سے ہوگی۔ جیسے وافی اور تذکرۃ العارفین میں فرماتے ہیں "**الصلوٰۃ عمود الدین .... ان قبلت قبل ماسواھا و ان ردت رد ماسواھا**" نماز دین کا ستون ہے۔ اگر نماز قبول ہوگی تو تمام عبادتیں قبول ہو جائیں گی۔ اگر نماز رد ہوگی تو تمام عبادتیں رد ہو جائیں گی۔

پانچویں یہ نماز ہر مکلف پر ہر دن رات واجب ہے۔ جب کہ دوسرے اعمال سب پر واجب نہیں ہیں۔

چھٹی یہ کہ تمام عبادات خوف اور بیماری کی حالت میں ساقط ہو جاتی ہے۔ مگر نماز ہر حالت میں واجب ہے۔ حتی کہ موت کے وقت بھی ساقط نہیں ہے۔ اگر کھڑا ہو کر نہ پڑھ

https://www.shiabookspdf.com/

سکا تو سہارا لیکر پڑھ۔ وگرنہ بیٹھ کر پڑھے۔ اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکے لیٹ کر پڑھے۔ کسی حالت میں بھی نماز ساقط نہیں ہے۔

ساتویں یہ کہ جو فوائد اور ثمرات نماز کے ہیں وہ کسی اور عبادت کے لیے ہیں۔

نماز کے خواص:

کتاب لآلی الاخبار میں پچاس سے زیادہ نماز کے فائدے اور ثمرات ذکر کیے ہیں۔ ان فوائد میں سے کچھ یہ ہیں۔ انسان کے معاملات کی اصلاح ہوتی ہے۔ اہم کام پورے ہوتے ہیں۔ حاجات پوری ہوتی ہیں۔ درجات بلند ہوتے ہیں۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آنکھ کو روشنی ملتی ہے۔ چہرے پر نورانیت آتی ہے۔ مومن کی معراج ہے خدا کی قربت کا سبب ہے۔ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ عذاب وحشت اور ظلمت قبر سے نجات کا سبب ہے۔ قبر میں دوست آخرت کے سفر کا ساتھی۔ محشر اور صراط کا نور ہے۔ ترازو کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔ رحمان کی خوشنودی ہے۔ رحمت اور مغفرت کا سبب ہے۔ جہنم سے نجات ہے اور بہشت میں دخول کا پروانہ ہے۔

پس نماز تمام سختیوں اور ہلاکتوں سے نجات کا سبب ہے۔ دنیا اور آخرت اور قبر میں بھی برزخ میں بھی۔ دنیا اور آخرت کی تمام خرابیوں کا سبب نماز کو پڑھنا ہے۔ اسی لیے ہمارے آئمہؑ اور بزرگان نماز کے بجالانے پر بڑا زور دیتے تھے۔ بلکہ جب کبھی کوئی مشکل کام درپیش آتا یا لوگوں کو کوئی معجزہ دیکھاتے تو پہلے نماز پڑھتے اور پھر خدا سے دعا کرتے تھے کہ وہ مشکل حل ہو یا معجزہ ان سے ظاہر ہو۔

ایک یہودی عالم اپنی قوم کی طرف سے پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں:

جامع المعجزات اور تحفۃ المجالس میں نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک یہودی عالم حضور کی خدمت میں آیا اور عرض: یا رسولؐ اللہ میری قوم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ نے ہمیں بتایا تھا کہ جب پیغمبر عربی رسالت پر مبعوث ہوں تو ان کے پاس جانا

https://www.shiabookspdf.com/

اوران سے کہنا کہ مدینہ کے پہاڑ سے سات ایسے اونٹ نکال کر دکھائے جن کے سرخ بال اور سیاہ آنکھیں ہوں۔ اگران کی دعا سے اونٹ باہر نکل آئیں تو سمجھ لیناوہ سید انبیاءؑ ہیں اور ان کا وصی سید اوصیا ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: آؤ میں آپ کو اونٹ نکال کر دکھاؤں۔

پس حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ مدینے سے باہر نکلے اور اس پہاڑ کے پاس گئے تو پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور آہستہ سے کوئی کلام کی۔ فوراً پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور پھٹ گیا اور یہودی عالم نے جو اونٹ کہے تھے پہاڑ سے باہر نکل آئے۔ جب یہودی نے یہ معجزہ دیکھا تو مسلمان ہو گیا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ اجازت دیں تا کہ میں جا کر اپنی قوم کو لاؤں اور وہ اپنی آنکھوں سے اس معجزہ کو دیکھیں اور آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوں۔ اجازت لیکر گیا اور اپنی قوم وقبیلہ کو مدینے لے آیا۔ جب مدینہ پہنچے تو پیغمبرؐ وفات پا چکے تھے۔ حضرت کے وصی کا پوچھا۔ حضرت ابو بکر کا بتایا گیا۔ اس کے پاس آئے اور کہا کیا تم پیغمبرؐ کے وصی ہو؟ کہا ہاں۔ اس نے کہا تم کون ہو اور کتنے آدمی ہو؟ انہوں نے کہا اگر تم پیغمبرؐ کے وصی ہو تو جانو ہم کیا ارادہ لے کر آئے ہیں اور ہم کتنے آدمی ہیں؟ حضرت ابو بکر حیران ہو گئے کہ کیا جواب دیں۔ یہودی لوگ مایوس اور پشیمان ہوئے اور واپس جانے لگے۔ وہاں امیر المومنینؑ کے ماننے والا موجود تھا۔ جب اس نے انہیں مایوس اور پریشان دیکھا تو کہنے لگا اگر وصی پیغمبرؐ سے ملنا چاہتے ہو تو آؤ ان کے پاس لے جاؤں۔

سب کو حضرت امیر المومنینؑ کے پاس لے آیا جب حضرت نے انہیں دیکھا تو فرمایا۔ تم اپنے اونٹ چاہتے ہو؟ عرض کیا ہاں۔ آؤ میں تمہیں اونٹ دیکھاتا ہوں۔ حضرت کے ساتھ مدینے کے دروازے سے باہر آ گئے اور اس پہاڑ کے اس جگہ پہنچے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اور کچھ کلمات بولے۔ فوراً پہاڑ لرزنے لگا اور پھٹ گیا۔ اور سات اونٹ جن کے بال سرخ اور آنکھیں سیاہ تھیں باہر نکل آئے۔ حضرت نے وہ اونٹ ان یہودیوں کو دے دیئے وہ تمام حضرت پر ایمان لے آئے مسلمان ہو گئے۔ پس یہ واقعہ اور اسی طرح دوسرے واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ

https://www.shiabookspdf.com/

جب بھی کسی مشکل کو حل کرنا ہوتا یا کوئی معجزہ دکھانا ہوتا تو امام پہلے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اگر چہ وہ اس کے بغیر بھی یہ کام کر سکتے تھے۔ لیکن وہ ہمارے لیے ایک نمونہ چھوڑ کر جانا چاہتے تھے کہ جب بھی کبھی مشکل پیش آئے تو نماز پڑھ کر خدا سے دعا کرو وہ مشکل حل ہو جائے گی۔

آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ نماز کے ترک کرنے پر جو سزا اور عقاب معین کیا گیا ہے وہ کسی اور عبادت کے لیے معین نہیں کیا گیا۔

نماز نہ پڑھنے والے کی سزا:

انوار نعمانیہ اور لآلی اخبار میں لکھتے ہیں کہ جو شخص تارک الصلوۃ یعنی نماز نہ پڑھنے والے کا دوست بنے اور اسے پسند کرے تو اس کا گناہ اتنا ہے جیسے اس نے خانہ کعبہ کو سات مرتبہ گرایا ہو اور ہزار مقرب فرشتوں کو قتل کیا ہو۔ سات قرآن مجید جلائے ہوں۔ سات مرتبہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہو۔ سات مرتبہ باکرہ لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہو اور جو شخص جان بوجھ نماز کو ترک کرے وہ اس سے بھی بدتر ہے۔

اگر کوئی شخص تارک الصلوۃ کے کھانے پینے یا لباس وغیرہ کے ذریعے سے مدد کرے۔ اس کا گناہ اتنا ہے جیسے ستر پیغمبروں کو قتل کیا ہو۔ جن میں سے اول آدمؑ اور آخری محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ جس نے بے نمازی شخص کی نمک کے ذریعے سے مدد کی ہو۔ ایسے ہے جیسے ہزار مرتبہ ماں کے ساتھ زنا کیا ہو۔

اثنی عشریہ میں روایت ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اس کی اہانت کرے تو خدا نے اس کے لیے چاہے مرد ہو یا عورت اٹھارہ عذاب اور سزائیں معین کر رکھی ہیں۔ چھ اس دنیا میں تین موت کے وقت تین قبر میں تین محشر میں اور تین پل صراط پر۔

وہ چھ جو اس دنیا میں ہیں پہلی روزی اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔ دوسری عمر کم ہو جاتی ہے۔ تیسری چہرے کی نورانیت ختم ہو جاتی ہے۔ چوتھی اسلام سے اس کا ناطہ ختم ہو جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پانچویں نیک لوگوں کی دعا میں شریک نہیں ہوتا۔ چھٹی اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

وہ تین جو موت کے وقت آتی ہیں۔ پہلی دنیا سے ذلیل ہو کر جاتا ہے۔ دوسری پیاسا مرے گا۔ اگر چہ دنیا کی تمام پانی اس کے پاس ہو۔ تیسری بھوکا مرے گا اگر چہ دنیا کے تمام کھانے اسے دیے جائیں۔

وہ تین جو قبر میں ملیں گی پہلی بہت زیادہ غمزدہ ہوگا۔ قبر تاریک ہوگی۔ دوسری اس کی قبر تنگ ہوگی اور قیامت تک عذاب ملے گا۔ تیسری فرشتے رحمت خدا کی خوشخبری نہ دیں گے۔

وہ تین جو محشر میں ملیں گے پہلی گدھے کی شکل میں محشور ہوگا۔ دوسری اس کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تیسری حساب و کتاب بڑا سخت ہوگا۔

وہ تین جو پل صراط پر ملیں گی۔ پہلی خدا اس کی طرف رحمت کی نگاہ نہ کرے گا۔ دوسری کوئی مستحب یا واجب نماز قبول نہ ہوگا۔ تیسری خدا اُسے پل صراط پر حساب کے لیے ہزار سال تک روکے رکھے گا۔ پھر اسے جہنم میں داخل کریں گے۔

مخزن الواعظین میں لکھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں بڑا تنگدست ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نماز نہیں پڑھتا اس نے عرض کی میں پانچ وقت نماز آپ کے پیچھے پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے گھر میں کوئی بے نمازی ہے؟ عرض کی تمام نماز پڑھتے ہیں۔ جب تک انہیں نماز کے لیے تیار نہ کرلوں اس وقت تک میں گھر سے باہر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے ہمسایہ میں سے کوئی بے نمازی ہے؟ عرض کی: سب نماز پڑھتے ہیں۔ جبرئیل نازل ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ فلاں صحرا میں ایک بے نماز مر گیا تھا۔ ایک کوے نے اس کی چھوٹی سی ایک ہڈی اس مرد کے گھر میں ایک درخت پر رکھ دی ہے۔ اس مرد سے فرمائیں اسے اٹھالیں تاکہ روزی میں وسعت پیدا ہو۔

اس کتاب میں ہے۔ قیامت کے دن کتا کہے گا۔ الحمدللہ کہ خدا نے مجھے کتا

https://www.shiabookspdf.com/

بنایا ہے۔اور کافر نہیں بنایا۔ کافر کہے گا الحمد للہ کے خدا نے مجھے کافر بنایا ہے۔ منافق نہیں بنایا ۔منافق کہے گا الحمد اللہ خدا نے مجھے منافق بنایا ہے بے نمازی نہیں بنایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بے نمازی کو پیغمبرؐ اور آئمہؑ کی شفاعت نہ مل سکے گی۔ حوض کوثر پر ان کے پاس نہ جا سکے گا۔ دین پیغمبرؐ پر موت نہ آئے گی۔

پانچ طرح کے لوگوں کو تارک الصلوۃ کہا جاتا ہے ایک وہ جو اصلا نماز نہیں پڑھتے دوسرے وہ جو باطل اور غلط پڑھتے ہیں۔ تیسرے وہ جو کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں۔ یا وقت پر نہیں پڑھتے ۔ چوتھے وہ جو اپنے فریضہ پر عمل نہیں کرتے۔ تقلید کرنی چاہیے نہیں کرتے۔ وضو کی جگہ پر تیمم اور تیمم کی جگہ پر وضو کر لیتے ہیں۔ پانچویں وہ جن کے ذمہ واجب نمازیں ہیں خود بھی نہیں پڑھتے اور نہ ہی مرتے وقت وصیت کرتے ہیں۔ کہ ان کی طرف سے نماز پڑھیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمان رسولؐ ہے کہ یہ میرے دین پر نہ مریں گے۔ نماز کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ گناہوں سے بچاتی ہے ۔ یعنی نماز پڑھنے والے کو نماز گناہوں سے روکتی ہے۔ جیسے خدا فرماتا۔ **(ان الصلوة تنهى عن الفحشاء و المنكر)** یعنی نماز غیبت، جھوٹ اور گالی گلوچ سے روکتی ہے۔ حرام کھانے، ظلم کرنے اور شریعت کے خلاف کام کرنے سے روکتی ہے۔ اگر کوئی شخص نماز بھی پڑھتا ہوا اور گناہ بھی کرے تو اس کی نماز میں خلل ہے اور اس کی شرائط پوری نہیں ہیں۔ وگرنہ وہ گناہ نہ کرتا۔

نماز کی ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ قرآن میں جس قدر نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ کسی چیز کے لیے نہیں کی۔ چند مقامات پر جمع کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ **(اقيموا الصلوة)** نماز قائم کرو۔ چند مقامات پر مفرد کا لفظ استعمال ہوا ہے اور پیغمبر کو حکم فرمایا ہے **(اقم الصلوة لذكرى) (اقم الصلوة لدلوك الشمس)** میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔ طلوع شمس یعنی ظہر اور عصر کے وقت نماز قائم کر ۔ مومنین کی صفت میں فرماتا ہے **(والذين هم على صلوتهم يحافظون)** وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

لآلی اخبار میں لکھتے ہیں۔ خدا نے قرآن میں سو مقامات سے زیادہ نماز کا ذکر کیا ۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی لیے ہمارے آئمہ نماز کی پابندی کرتے اور دن رات میں ہزار ہزار رکعت پڑھتے تھے۔

امالی اور دار السلام میں نقل کرتے ہیں حضرت امام رضا علیہ السلام نے دعبل خزاعی کو اپنا قمیص دیا اور فرمایا: اس قمیص کی حفاظت کرنا اور سنبھال کر رکھنا میں نے اس میں ہزار راتوں میں ہر رات ہزار رکعت نماز پڑھی ہے۔ ہزار قرآن ختم کئے ہیں اسی طرح حضرت امیر مومنینؑ اور امام زین العابدینؑ ایک رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ہم جو ہزار رکعت تو دور کی بات ہے سو رکعت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ کم از کم ایسے کام کریں جن کی وجہ سے پانچ وقت کی نمازیں قبول ہو جائیں۔ جن سے نماز کی فضیلت زیادہ ہو اور خدا ہمیں ہزار رکعت نماز پڑھنے کا ثواب بھی عطا فرمادے۔

وہ چیزیں جو نماز کی فضیلت کا سبب بنتی ہیں:

وہ چیزیں اور کام جن کی وجہ سے ہزار رکعت نماز کا ثواب ملتا ہے۔ ان میں سے ایک علم کی مجلس میں بیٹھنا ہے۔

جامع الاخبار، جواہر الاخبار اور بحار الانوار کی پہلی جلد میں روایت ہے۔ رسول خدا نے فرمایا" **یا ابا ذرا لجلوس ساعة عندمذاکرة العلم احب الی اللّٰہ من قیام الف لیلة یصلی فی کل لیلة الف رکعة** " اے ابوذر مجلس علم میں ایک گھڑی کے لیے بیٹھنا خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے ہزار رکعتوں میں جاگنے سے جن میں ہر رات ہزار رکعت نماز پڑھی ہو۔

دوسری: ان کلمات کو سوتے وقت تین مرتبہ پڑھنے سے ہزار رکعت کا ثواب ملتا ہے۔ **(یفعل اللّٰہ مایشاء بقدرته و یحکم مایرید بعزته)** جو اللہ چاہتا ہے اپنی قدرت سے انجام دیتا ہے۔ جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اپنی عزت کے ساتھ حکم کرتا ہے۔

تیسری: تسبیح فاطمہ زہرا علیہ السلام پڑھانا ہے۔

جیسے کہ وافی، کشف الغمہ، اور وسائل الشیعہ میں حضرت صادق سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ زہراؑ خدا کے نزدیک ہزار رکعت نماز

https://www.shiabookspdf.com/

سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

چوتھی: علم کا حاصل کرنا ہے۔ جیسے بحارالانوار کی جلد نمبر 1 اور جواہر الاخبار میں رسول خداؐ سے روایت ہے فرمایا" **من خرج من بیته لیلتمس من بابا من العلم ینتفع به و یعلمه غیره کتب الله له بکل خطوة عبادة الف سنة صیا مها و قیا ما**" جو شخص اپنے گھر سے اس لیے باہر نکلے تا کہ علم میں سے کوئی چیز حاصل کرے یا کسی کو کوئی علم سے فائدہ پہنچائے تو خدا ہر قدم کے بدلے ایسے ہزار سال کی عبادت عطا کرے گا۔ جن میں دنوں میں روزہ رکھا ہوا اور راتوں کو قیام کیا ہو۔

پانچویں چیز جس کا ثواب ہزار سال کی عبادت کے برابر ہے۔ رجب کے مہینے کا روزہ ہے۔ بحارالانوار کی جلد 20 میں روایت ہے۔ رسول خداؐ اپنے اصحاب کے ساتھ قبرستان سے گزر رہے تھے۔ اس قبرستان والوں پر عذاب نازل ہو رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اگر اس قبرستان والے رجب کے مہینے میں روزہ رکھتے یا اس کی ایک رات میں قیام کرتے یعنی عبادت کرتے تو ان پر عذاب نازل نہ ہوتا۔ اصحاب نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ: کیا ایک روزہ اور ایک رات کے قیام کا اتنا درجہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی اس مہینے میں ایک روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے تو خدا اسے ایک ہزرار سال کی عبادت کا ثواب دے گا۔ جن کے دنوں میں روزہ رکھا ہوا اور راتوں کو عبادت کی ہو۔

چھٹی چیز: صدقہ دینا عنوان الکلام اور بحر المعارف میں روایت کرتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: یا علی ایک لقمہ صدقہ دینا دس ہزار رکعتوں سے افضل ہے۔ جو رات کو پڑھی ہوں۔ روایات میں کثرت سے صدقہ کے ثواب اور فوائد کا ذکر ہوا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان چھوٹا سا ایک صدقہ دیتا ہے لیکن ثواب بہت بڑا ملتا ہے اور ممکن ہے اس چھوٹے سے صدقہ کی وجہ سے بہشت میں داخل ہو جائے۔ خاص طور پر اگر صدقہ اپنے مقام اور موقع پر دیا جائے اور اگر اور وہ خیرات آلؑ رسول کو دیا جائے تو نور علی نور ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

عبداللہ مبارک نے ایک سیدزادی کو کوڑے وغیرہ پر دیکھا:

کلمہ طیبہ، عوالی اللئالی، تحفۃ الازھاد، تذکرۃ الخواص وسیلۃ المآل اور علامہ حلی کی کتاب کشف الیقین سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ مبارک ایک سال حج کرنے جاتا اور ایک سال جہاد کرتا تھا۔ پچاس سال سے اس کا یہی طریق کار تھا۔ ایک سال اس نے پانچ سو درہم لیے اور بازار گیا تا کہ مکہ کے سفر کے لیے سامان خریدے۔ راستے میں ایک سیدزادی کو دیکھا جو کوڑے کے ڈھیر پر ایک مردہ مرغ کے پر اتار رہی تھی۔ عبداللہ کہتا ہے میں اس کے پاس گیا اور کہا۔ ایسے کیوں کر رہی ہو؟ اس نے کہا: اے مرد کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں پڑھا (**لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسوکم**) ان چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر ان کا تمہیں پتہ چل جائے گا تو برا لگے گا؟ میں تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو اور اپنے کام پر جاؤ جس سے تجھے نفع حاصل ہو۔ میں اس خاتون کی اچھی باتوں اور اخلاق سے بڑا متاثر ہوا اور کہا۔ میں تجھے قسم دیتا ہوں خدا کی اور تیرے جد محمد مصطفیٰ کی کہ مجھے اصلی بات بتاؤ۔ اس نے کہا مجھے معاف رکھو کیونکہ اصل بات کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں نے کہا تجھے قسم دی ہے۔ اور میں تجھ سے پوچھ کر رہونگا۔ اس نے کہا: عبداللہ تو نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ اس راز سے پردہ اٹھاؤں پھر سن لو۔ میں ایک سیدزادی ہوں۔ میری چار یتیم بیٹیاں ہیں جن کا باپ چند دن پہلے وفات پا چکا ہے۔ آج چار دن ہو گئے ہیں اور وہ بھوکی ہیں کوئی چیز نہیں کھائی۔ جب ہم مجبور ہوئے تو مردار بھی ہم پر حلال ہو گیا ہے۔ میں نے مردہ مرغ دیکھا کہ اسے صاف کر کے پکا کر اپنی بچیوں کو کھلاؤں اور ان کی بھوک ختم ہو۔

عبداللہ کہتا ہے میں نے سوچا اے مبارک کے بیٹے تجھ پر افسوس ہے کیا اس سیدزادی سے بہتر کوئی ہے جو اپنے نانا رسول خدا کے سامنے میری شفاعت کرے؟ اس آن جب ہر ایکدوسرے سے بھاگتا ہوا نظر آئے گا۔ اولاد والدین سے بھاگے گی دوست دوست سے بھاگے گا۔ رشتہ دار رشتہ دار سے، جس دن انسان کو نہ مال فائدہ دے گا اور نہ ہی اولاد۔

https://www.shiabookspdf.com/

صرف وہ بندہ اس دن خدا سے ملاقات کرے گا۔ جس کا دل عیبوں سے پاک ہوگا۔
میں نے سیدزادی سے کہا: اپنا دامن آگے کرو اور خدا نے جو تجھے دیا ہے اسے قبول کرو۔ اس نے اپنا دامن آگے کیا۔ میں نے وہ تمام پیسے اسے دے دیئے جو میرے پاس تھے۔ وہ چلی گئی اور پس واپس اپنے گھر آ گیا۔ اور مکہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ میں گھر میں رہا۔ لوگ حج پر جا کر واپس آ گئے۔ میں ان کے استقبال کے لیے گیا۔ سب سے ملاقات کی اور حج کی مبارک دی کہ خدا تمہارا حج قبول کرے۔ ان سب نے بھی اسی طرح مجھے مبارک باد دی کہ خدا تیرا بھی حج قبول کرے۔ میں نے یہ سن کر بڑا تعجب کیا۔ اور ساری رات فکر کرتا رہا کہ یہ کیا ماجرو ہے۔ اتنے میں مجھے نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ پیغمبر اسلام مجھے فرما رہے ہیں۔ اے عبداللہ تعجب نہ کرو کیونکہ جب تو نے میری اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے اور ان پر احسان کیا ہے۔ تو میں نے خدا سے دعا کی کہ ایک فرشتہ تیری صورت میں پیدا کرے جو تیرے لیے قیامت تک حج کرے۔ تو حج پر جائے یا نہ جائے وہ تیری طرف سے حج کرتا رہے گا۔ اور اس کا ثواب قیامت تک تیرے لیے ہے۔
جس نے بھی جس وقت یا زمانے میں صدقہ دیا خاص طور پر اولا د رسول کو تو خدا کی خوشنودی حاصل ہوگی اور پیغمبر اسلام راضی ہو نگے۔ لیکن اہل کوفہ و شام نے اہل بیت رسول کا ایسا صدقہ دیا کہ رسولؐ کے دل کو درد ناک کیا اہل بیت کوفہ میں۔ سید بن طاوس لکھتے ہیں کہ سید الشہداء کی شہادت کے بعد گیارہ محرم الحرم کی ظہر کے وقت تک عمر سعد کربلا میں رہا۔ اہل بیت کو قیدی کیا۔ اور انہیں بے پالان اونٹوں پر سوار کر کے کوفہ کی طرف لے گئے۔ جب کوفہ کے قریب پہنچے تو اہل کوفہ ان کا تماشا دیکھنے کے لیے آئے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے پیٹ پیاس کی وجہ سے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ اہل کوفہ مکانوں کی چھتوں سے بچوں کے آگے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں پھینکتے تھے۔ ام کلثوم پکڑ پکڑ دور پھینک رہی تھیں اور فرما رہی تھیں "**یا اهل الکوفة الصدقة علینا حرام**" کوفہ والو صدقہ ہم پر حرام ہے۔ چھت سے ایک عورت نے آواز دی۔ "**من ای الاساری**

https://www.shiabookspdf.com/

الفتن " تم کون سے قیدی ہو۔ انہوں نے کہا اور اہل بیت پیغمبرؐ کے قیدی ہیں۔ ہم خاندان محمدؐ کے قیدی ہیں۔ وہ عورت اپنے مکان کی چھت سے نیچے اتری اور گھر میں جا کر لباس چادریں اور مقنعے لا کر اہل بیت کے قیدیوں میں تقسیم کر دیں۔ دوسری سب عورتیں گریہ کر رہی تھیں۔ لیکن یہ قیدیوں کا قافلہ شام پہنچا۔ تو رونے کی بجائے خوشیاں منا رہے تھے۔ شادیانے بجا رہے تھے۔ تالیاں بجا رہے تھے اور چھتوں پر سے اہل بیت کے سروں پر پتھر اور ڈھیلے اور لکڑیاں مار رہے تھے۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۵

شرف نفس بہ وجود است و کرامت بہ جود ہر کہ این ہر دو ندارد عدمش بہ کہ وجود
ای کہ در نعمت و نازی بہ جہان غرہ مباش کہ محال است در این مرحلہ امکان خلود
و ای کہ در شدت فقری و پریشانی حال صبر کن کہ این دو سہ روزی بہ سر آید معدود
دست حاجت کہ بری پیش خداوندی بر کہ کریم است و رحیم است و غفور است و ودود
از ثری تا بہ ثریا بہ عبودیت او ہمہ در ذکر و مناجات و قیام اند و قعود
کرمش نا متناہی نعمش بی پایان ہیچ خواہندہ از این در نہ رود بی مقصود

ترجمہ: نفس کی شرافت وجود کے ساتھ اور عزت وکرامت جود کے ساتھ ہے جس کے پاس یہ دونوں چیزیں نہ ہو وہ ایسے ہے جیسے موجود نہ ہو۔

اے وہ شخص جو نعمت و ناز میں زندگی گزار رہا ہے۔ اس دنیا کے دھوکہ میں نہ آؤ کیونکہ ایسی حالت میں ہمیشہ کی زندگی نہ مل سکے گی۔

جو شخص فقیری اور پریشانی میں مبتلا ہے صبر کرو یہ دو تین دن جلدی ختم ہو جائیں گے۔

اگر حاجت کا ہاتھ پھیلانا چاہتا ہے تو خدا کے سامنے پھیلا جو کریم، رحیم، غفور اور ودود ہے۔

تحت الثریٰ سے ثریا تک ہر چیز اس کی عبادت کر رہی ہے۔ سب ذکر، مناجات اور قیام وقعود میں ہے۔

اس کا کرم بے انتہاء اور نعمتیں ختم نہ ہونے والی ہیں۔ اس دروازے سے مانگنے والا بے مراد نہیں لوٹتا۔

خدا فرماتا ہے: (**راستیعنوا بالصبر و الصلوۃ و انھا لکبسیرۃ الا علی الخاشعین**) صبر اور نماز سے مدد طلب کرو نماز ایک بڑی چیز ہے مگر ان کے لیے جو خشوع کرتے ہیں۔ تمام عبادتوں اور اطاعتوں میں اور واجبات و مستحبات میں سے افضل واشرف

https://www.shiabookspdf.com/

نماز ہے۔

وافی ، لآلی الاخبار اور ارشاد القلوب دیلمی میں روایت کرتے ہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا" صلوۃ فریضۃ تعدل عند الله الف حجة والف عمرة مسرورات متقبلات" نماز ایسی عبادت اور فریضہ ہے جو ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ مقبولہ کے برابر ہے۔ اذان میں جو حی علی خیر العمل کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آؤ بہترین عمل کی طرف۔ جو کہ نماز ہے۔ لآلی الاخبار میں روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: قبر میں میت کے ساتھ نماز ایک نورانی صورت میں آئے گی۔ جو اس کی قبر میں ساتھی ہوگی اور اسے آتش جہنم سے بچائے گی۔ رسول خداؐ فرماتے ہیں۔ جو پانچ وقت کی نماز کو صحیح طریقہ سے بجالاتا ہو۔ اس کے رکوع اور سجود کو مکمل طور پر انجام دیتا ہو خدا اس میں پندرہ خصلتیں پیدا کرتا ہے۔

ان میں سے تین دنیا میں تین موت کے وقت، تین قبر میں، تین محشر میں، تین پل صراط پر عطا فرمائے گا۔

وہ تین جو دنیا میں عطا کرے گا۔ پہلی اس کی عمر زیادہ ہوگی۔ دوسری اس کے مال و رزق میں اضافہ ہوگا۔ تیسری اسے کثیر اولاد عطا کرے گا۔

وہ تین جو موت کے وقت ملیں گی۔ پہلی خوف سے نجات ملے گی۔ دوسری موت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہے گا۔ بہشت میں داخل ہوگا۔

وہ تین جو قبر میں ملیں گی، پہلی اس پر سوال منکر ونکیر آسان ہونگے۔ دوسری اس کی قبر وسیع ہوگی۔ تیسری اس کی قبر میں بہشت کا دروازہ کھل جائے گا۔

وہ تین جو محشر میں ملیں گی۔ پہلی جب قبر سے باہر نکلے گا۔ تو صورت نورانی ہوگی جیسے چاند چمک رہا ہو۔ جیسے خدا فرماتا ہے **(یسعی نور هم بین ایدیهم و مآیمانهم)** ان کے آگے آگے ان کا نور چل رہا ہوگا۔ دوسری اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیں گے ۔ تیسری حساب اس پر آسان ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

وہ تین چیزیں جو پل صراط پر عطا ہونگی۔ خدا اس پر راضی ہوگا۔ اس پر سلام کرے گا۔ اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (**سلام قولا من رب رحیم**)

یہی وجہ ہے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام نماز کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ کیونکہ یہ عبادت تمام عبادات سے افضل واشرف ہے۔

بحارالانوار، کشف الغمہ، حصال شیخ صدوق اور دوسری معتبر کتابوں میں امام سجاد علیہ السلام کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں کہ حضرت دن رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ جب صبح ہوتی تو غشی کے عالم میں گر جاتے تھے۔ شیخ حر عاملی وسائل الشیعہ میں اور علامہ مجلسی بحارالانوار جلد ۱۸ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنینؑ حضرت سید الشہدؑاء، حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام رضاؑ دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ امام رضا علیہ السلام کا فرمان دعبل خزاعی کے کے لیے گذشتہ مجلس میں گذر چکا ہے نماز کی یہ فضیلت اس وقت ہے جب قبول ہوگی۔

وہ چیزیں جو نماز کی قبولیت کا سبب بنتی ہیں:

روایات میں ملتا ہے کہ چند چیزیں ایسی ہیں جو نماز کی قبولیت کا سبب بنتی ہیں۔ پہلی نماز کو صحیح پڑھنا۔ کیونکہ باطل نماز مردو ہے۔ قبول نہ ہوگی۔ نماز کے صحیح ہونے کے لیے دو چیزیں لازم ہیں۔ پہلی نماز کے تمام مسائل کو جاننا۔ مثلاً نماز کے مقدمات، مقارنات، شکیات وسھو یا وغیرہ کے مسائل، دوسری قرأت اور باقی اذکار کو درست پڑھنا۔ اگر ایک حرف کو بھی درست مخرج اور مقام سے ادا نہ کیا جائے۔ یا حرف تبدیل کر کے پڑھا جائے یا مد، تشدید، اعراب وغیرہ کو کم یا زیادہ پڑھا جائے تو نماز باطل ہے۔ دوسری چیز جو نماز کے قبول ہونے کا سبب ہے۔ زکوۃ ادا کرنا ہے۔ کتاب خصال اور اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں۔ خدا نے نماز کی قبولیت کو زکوۃ کے ادا کرنے کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ (**اقیموا الصلوۃ و آتوا الزکاۃ**) نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔ فرماتے ہیں۔ جس نے نماز تو پڑھی ہو لیکن زکوۃ

https://www.shiabookspdf.com/

نہ دی ہو۔اس کی نماز قبول نہیں ہے۔

حضورِ قلب:

تیسری چیز جو نماز کی قبولیت کا سبب بنتی ہے۔حضورِ قلب ہے۔جیسے کہ حدیث کے الفاظ ہیں۔"لاصلوٰۃ الا بحضور القلب" نماز نہیں ہے مگر حضور قلب کے ساتھ۔ حدیث میں ہے۔نماز کا جتنا حصہ حضورِ قلب کے ساتھ پڑھا جائے گا۔اسی قدر قبول ہوگا باقی مردود ہوگا۔اسی لیے ہمارے آئمہؑ نماز میں حضور قلب کا خاص خیال رکھتے تھے۔منہج الصادقین میں اس آیت **(قد افلح المومنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون)** کے ضمن میں لکھتے ہیں۔کہ ایک جنگ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاؤں میں تیر لگ گیا۔نکالنے کی کوشش کی گئی لیکن بڑی تکلیف ہوتی تھی۔پیغمبر اسلام کو بتایا گیا۔آپ نے فرمایا: جب علی نماز میں مشغول ہو تو تیر نکال لینا۔حضرت نماز میں مشغول ہوئے۔تیر نکال لیا گیا۔کافی خون باہر نکلا۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا یہ خون کیسا ہے؟ اصحاب نے عرض کیا۔ہم نے آپ کے پاؤں سے تیر نکالا ہے۔یہ اس کا خون ہے۔آپ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔مجھے ہرگز پتہ نہیں چل سکا۔

ابوذر نماز پڑھ رہے تھے اور بھیڑیا ریوڑ میں آ گیا:

علامہ مجلسی حیات القلوب اور سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں۔ابوذر نماز پڑھ رہے تھے۔ان کی بھیڑ بکریاں چر رہی تھیں۔اچانک ایک بھڑیا آیا اور ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا۔ابوذر نماز پڑھتے رہے اور بالکل خیال نہ کیا۔اتنے میں ایک شیر آیا اور اس بھیڑیے کے دو ٹکڑے کر دیئے وہ بکری کو ریوڑ میں واپس لے آیا۔ابوذر نماز پڑھتے رہے اور وہ شیر بھیڑ بکریوں کی رکھوالی کر رہا تھا۔نماز سے فارغ ہوئے۔شیر بکریوں کے پاس ان کی رکھوالی کر رہا تھا۔خود پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں آ کر تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔کچھ

https://www.shiabookspdf.com/

منافقین نے سن کر کہا۔ ابوذر جھوٹ بول رہا ہے۔ ہم جا کر دیکھیں گے۔ جھوٹ کا پتہ چل جائے گا۔ دوسرے دن شہر سے باہر آئے۔ دیکھا ابوذر نماز میں مشغول ہے اور شیر بھیڑ بکریوں کی رکھوالی کر رہا ہے اگر کوئی جانور ریوڑ سے باہر جاتا ہے تو اسے واپس لے آتا ہے۔ جب ابوذر نماز سے فارغ ہوئے تو شیر نے کہا اے ابوذر اپنے ریوڑ کا خیال رکھو۔ پھر شیر نے منافقوں کی طرف دیکھ کر کہا، خدا کی مجھے حکم دیا تھا۔ کہ ابوذر کی اطاعت کرو۔ اگر ابوذر حکم دے تو تم سب کو ہلاک کر دونگا۔ اللہ کی قسم اگر ابوذر چاہے تو تمام سمندر سونا اور چاندی بن جائیں گا۔ تمام پہاڑ مشک وغیرہ ہو جائیں۔ تو خدا نے قدرت کاملہ سے بن جائیں گے۔ جب ابوذر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا **" احسنت یا ابا ذر "** اے ابوذر بہت خوب۔ کیونکہ تو نے خدا کی اطاعت کی ہے۔ اس لیے خدا نے شیر کو تیرے تابع کر دیا۔

چوتھی چیز جو نماز کی قبولیت کا سبب بنتی ہے۔ واجب نماز کے بعد نوافل پڑھنا۔ جیسے حضرت امام زین العابدینؑ ابو حمزہ ثمالی کو فرماتے ہیں۔ کہ اپنی نمازوں کو نوافل کے ساتھ مکمل کرو۔

نماز کو اول وقت میں پڑھنا:

پانچویں چیز جو نماز کی قبولیت کا سبب بنتی ہے۔ اول وقت میں نماز پڑھنا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں۔ اول وقت میں پڑھی ہوئی نماز اوپر جاتی ہے۔ اپنے صاحب کی طرف اس حالت میں روشن اور درخشندہ ہوتی ہے۔

امام زمان علیہ السلام اول وقت میں نماز پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اور نیک وصالح لوگ بھی اور جب انسان اول وقت میں نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز امام زمان علیہ السلام اور نیک وصالح لوگوں کی نمازوں کے ساتھ اوپر جاتی ہے۔ اگر یہ نماز قبول نہ ہو تو ان کی نمازوں کے سبب وہ بھی قبول ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے نماز ذ جماعت پڑھنے کا حکم ہے۔ جب جماعت کے ساتھ لوگ نماز پڑھتے ہیں تو کچھ لوگوں کی

https://www.shiabookspdf.com/

نماز تو ضرور قبول ہوتی ہے۔اور جن کی قبول نہیں ہوتی ان کے واسطہ سے ان کی نماز بھی قبول ہو جاتی ہے۔اول وقت میں نماز پڑھنے کے اور بھی فوائد ہیں۔ پہلا یہ کہ جو شخص اول وقت میں نماز پڑھتا ہے۔موت کے وقت ملک الموت آتا ہے اور اسے شہادتین کی تلقین کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جب انسان کو قبر میں ڈالتے ہیں۔تو اس کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے۔

ایک قصاب کا قصہ:

حاجی ملا احمد نراقی صاحب معراج السعادۃ اپنی ایک دوسری کتاب خزائن میں ایک موثق شخص سے نقل کرتے ہیں کہ اسے اس کے والد نے جو خود ایک موثق شخص تھے نقل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں اس وقت سولہ سال کا تھا۔عید نوروز کا دن تھا۔اصفہان میں اپنے والد اور دوسرے دوستوں کے ساتھ ایک جاننے والے کے گھر ملنے کے لیے گئے۔اسی طرح منگل کا دن تھا ہم ایک دوست کے گھر گئے اس کا گھر قبرستان کے قریب تھا۔ہم باہر ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے اور ایک ساتھی کو بھیجا تا کہ دیکھے کہ وہ گھر میں ہے یا نہیں۔ ہمارے ایک ساتھی نے مذاق کرتے ہوئے اس قبر والے سے کہا۔اے قبر والے ہم جہاں بھی جاتے ہیں۔وہ ہمارے لیے پھل اور مٹھائی لیکر آتا ہے عید کا دن ہے تم بھی ہماری تواضع کرو۔اس قبر سے آواز آئی ۔ مجھے معاف کرنا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ تشریف لائیں گے۔اگلے ہفتہ آنا میرا تمہارے ساتھ وعدہ ہے کہ تمہاری مہمان نوازی کرونگا۔اس آواز کو سن کر ہم سب بڑے پریشان اور حیران ہوئے۔ہمیں یقین ہو گیا کہ اگلے ہفتے ہم سب مر جائیں گے۔ہم نے رونا شروع کر دیا۔توبہ اور وصیت کرنے لگے۔یہانتک کہ ہفتہ گزر گیا اور منگل کے دن تک ہم سب صحیح و سالم تھے۔ایک جگہ پھر اکٹھے ہوئے۔اور اس قبر کے پاس گئے۔تا کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔وہاں پہنچ کر ایک ساتھی نے آواز دی۔اے قبر والے اپنا وعدہ پورا کرو ہم آ گئے ہیں۔قبر سے آواز آئی ۔ بسم اللہ آپ تشریف رکھیں ۔ اچانک زمین پھٹ گئی اور نیچے ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی ہم حیران اور خوف کے عالم میں نیچے اترے۔ایک سفید دہلیز

https://www.shiabookspdf.com/

نظر آئی وہاں ایک شخص کھڑا تھا۔ وہ ہمیں راستہ بنانے لگا۔ اور ہمارے آگے آگے چلنے لگا۔ ہم دہلیز پار کر کے ایک باغ میں داخل ہو گئے۔ جس میں صاف وشفاف اور تر و تازہ پانی کی نہریں جاری تھیں۔ درختوں پر پھل لگے ہوئے تھے۔ اور ہر موسم کا پھل موجود تھا۔ درختوں پر خوبصورت آواز والے پرندے طرح طرح کی آوازیں نکال رہے تھے۔ دہلیز کے سامنے جو سڑک تھی اس سے آگے گزرے تو ایک بہت بڑی عالیشان عمارت میں جا پہنچے جس کے دروازے باغ کی طرف کھلتے تھے۔ اس عمارت میں ایک خوبصورت شخص بیٹھا ہوا تھا۔ ہمیں دیکھ کر احترام کی خاطر اٹھا۔ اور حکم دیا کہ ہمارے لیے طرح طرح کے پھل اور مٹھایاں حاضر کی جائیں۔ ایسی مٹھایاں اور پھل ہم نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اٹھے اور اس شخص نے ہمیں الوداع کہنے کے لیے دہلیز تک ہمارے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ دہلیز پہ پہنچ کر میرے والد نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اور یہ کونسی جگہ ہے؟ اس نے کہا میں ایک قصاب ہوں اور اس قبرستان کے پاس ایک چھوٹے سے بازار میں میری دکان تھی۔ میں گوشت بیچتا تھا۔ اور کبھی بھی کم نہیں دیتا تھا۔ اول وقت میں نماز پڑھتا تھا۔ جب مؤذن کی آواز میرے کانوں میں پہنچتی تو اگر چہ گوشت ترازو میں ہوتا میں ہرگز اسے نہ بیچتا تھا۔ بلکہ دکان کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ وہاں چلا جاتا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ جب میں مر گیا تو مجھے اس جگہ لے آئے۔ پچھلے ہفتہ میں مجھے اجازت نہ تھی۔ کہ تمہیں اس جگہ لے آؤں۔ اسے ہفتے مجھے اجازت ملی ہے۔ پھر ہم میں سے ایک نے اپنی اپنی عمر کے بارے میں پوچھا کہ کتنی ہو گی۔ اس نے بتایا۔ ہمارے ایک ساتھی مدرسہ یا سکول کا کام کرتے تھے۔ اس نے اپنی عمر کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے کہا تو نوے سال سے زیادہ عمر پائے گا اور وہ ابھی تک زندہ ہے۔ پھر ہم باہر چلے آئے۔ پھر کبھی اس جگہ کو نہ دیکھا۔

لآلی الاخبار میں لکھتے ہیں۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اول وقت میں ایک رکعت نماز پڑھنا دو ہزار رکعتوں کا ثواب رکھتی ہے۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں ایک عورت نے کسی واعظ سے سنا کہ جو مومن مرد یا مومنہ عورت اول وقت میں نماز پڑھتے ہوں

https://www.shiabookspdf.com/

اوراول وقت میں نماز پڑھنے کوتمام کاموں پرمقدم کریں ترجیح دیں تو اس کا دل نورانی ہو جاتا ہے۔ اور خدا اس کی تمام دنیاوی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اسے برے لوگوں کے شر اور دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ عورت اول وقت میں نماز پڑھتی تھی۔ سب کام چھوڑ کر پہلے نماز انجام دیتی تھی۔ ایک دن اس خاتون نے تنور میں آگ جلائی۔ آٹا بھی گوندھ رکھا تھا تاکہ روٹی پکائے۔ گہوارے میں بچہ بھی رورہا تھا اتنے میں مؤذن نے آذان شروع کردی۔ خود سے کہنے لگی اول وقت میں نماز پڑھتی ہوں باقی تمام کام بعد میں کرونگی۔ اور نماز پڑھنا شروع کردی۔ شیطان یہ دیکھ کر حسد کرنے لگا اور گہوارے سے بچے کو اٹھا کر تنور میں پھینک دیا۔ بچے نے چیخ کر رونا شروع کردیا۔ رونے کی آواز ماں کے کانوں تک پہنچی۔ نماز کو توڑنے لگی پھر سوچا۔ یہ شیطان کی چال ہے مجھے اول وقت نماز کی فضیلت سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ بڑے اطمینان اور خلوص کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کی نماز کے بعد تنور کے پاس آئی دیکھا بچہ اندر بیٹھا کھیل رہا ہے۔ بچے کو تنور سے باہر نکالا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

وہ مقامات جہاں نماز کو تاخیر سے پڑھا جا سکتا ہے:

چند مقامات ایسے ہیں۔ جہاں اول وقت کی بجائے نماز کو تاخیر سے یعنی دیر سے پڑھنا افضل ہے یا برابر ہے۔ پہلا مقام رمضان المبارک میں جب ساتھی اوطاری کا انتظار کرفطار ہے ہوں یا خود انسان کو بھوک و پیاس لگی ہوئی ہو تو مغرب کی نماز کو اول وقت سے تاخیر کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہتا ہو۔ یا خاک شفانہ ہو اور بعد میں مل جائے گی تو نماز کو دیر سے پڑھا جا سکتا ہے۔ تیسرا جب انسان پر قضا نماز واجب ہو۔ تو پہلے قضا پڑھے اور پھر ادا نماز دیر سے پڑھ سکتا ہے۔ چوتھا جب کسی مومن کی حاجت پوری کرنا ہو تو نماز کو تاخیر سے پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح کسی جنازہ میں شرکت کے لیے یا دینی مسائل کی مجلس میں جانے کی وجہ سے نماز میں دیر کرسکتا۔

چند مقامات ایسے ہیں جہاں نماز کو تاخیر کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ پہلا مقام جب وضو یا غسل کے لیے پانی نہ ہو۔ ساتھ یقین ہو کہ بعد میں پانی مل جائے گا۔ تو نماز کو

https://www.shiabookspdf.com/

تاخیر سے پڑھنا واجب ہے۔ دوسرا مقام قرأت ٹھیک نہ ہو۔ قرأت درست کرنے کے لیے نماز کو تاخیر سے پڑھنا واجب ہے۔ تیسرا مقام۔ جب ماں باپ اسے کسی کام کے لیے کہیں تو نماز کو تاخیر سے پڑھنا واجب ہے۔ پہلے والدین کی اطاعت کرے یا پیغمبرؐ و امامؑ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے نماز کو تاخیر سے پڑھنا واجب ہے۔ جب وہ کسی کام کا حکم دیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے سورج کا واپس پلٹنا:

ارشاد مدینہ المعاجر، کشف الغمہ، جامع المعجزات میں اسماء بنت عمیس، ام سلمہ، جابر اور ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام آپ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے۔ اتنے میں جبرئیل وحی لیکر نازل ہوئے۔ حضورؐ امیر المومنین علیہ السلام کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اسی طرح گود میں سر رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ حضرت امیر المومنین نے ابھی تک کسی وجہ سے نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ جب وحی ختم ہوئی نبی اکرمؐ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا یا علیؑ نماز نہیں پڑھی؟ عرض کیا۔ کیونکہ آپ کا سر میری گود میں تھا۔ اس لیے میں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: خدا سے دعا کرو تا کہ تیرے لیے سورج واپس پلٹا دے اور وقت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو حضرت نے دعا کی سورج واپس پلٹ آیا اور نماز عصر کے وقت پر آ گیا۔ حضرت نے نماز پڑھی سورج دوبارہ غروب ہوگیا۔

تربت امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

چھٹی چیز جو نماز کی قبولیت کا سبب بنتی ہے۔ تربت حسینؑ پر نماز پڑھنا ہے۔ جیسے روایت میں ہے۔ "**السجود علی تربة الحسین یتم الصلوة و ان کانت ناقصة**" خاک شفا، پر سجدہ کرنا نماز کو مکمل کر دیتا ہے۔ اگر چہ وہ نماز نامکمل ہو۔ بحار الانوار اور تظلم الزہراء میں روایت ہے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: "**السجود علی تربة الحسین یخرق الحجب السبع**" خاک شفاء پر سجدہ کرنے سے سات

https://www.shiabookspdf.com/

پردے ختم ہوجاتے ہیں۔ یعنی نماز اوپر جاتی ہے اور قبول ہوجاتی ہے۔

ساتویں چیز جو نماز کی قبولیت کا سبب بنتی ہے۔ نماز کے بعد سجدہ شکر کرنا ہے۔ جیسے وسائل الشیعہ اور انوار نعمانیہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "**سجدة الشكر واجبة على كل مسلم تتم بها صلوتک و ترضی بھا ربک**" سجدہ شکر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اس کے ذریعے سے نماز مکمل ہوتی ہے اور خدا راضی ہوتا ہے۔ پھر خدا اس کی نماز قبول کر لیتا ہے۔

وہ چیزیں جو نماز کی فضیلت کا سبب بنتی ہیں:

ایک ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی پہننا ہے۔ روایت میں ہے عقیق کی انگوٹھی کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا ان ہزار رکعتوں کا ثواب رکھتی ہیں۔ جو عقیق کے بغیر ہوں۔ دوسری جزع یمانی جس میں نماز ستر گنا ثواب رکھتی ہے۔ تیسری شادی جس میں نماز کا ستر گنا ثواب ملتا ہے۔ چوتھی مسواک کرنا۔ پانچویں عطر لگانا۔ روایت میں ہے جو مسواک یا عطر لگا کر نماز پڑھے اسے ستر گنا ثواب ملے گا۔ چھٹی عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا چار گنا ثواب ملتا ہے۔ ساتویں حلال کھجور کے ساتھ افطار کرنے سے چار سو نمازوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ آٹھویں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز کی فضیلت بڑھتی ہے۔ لآلی اور عین الحیات میں لکھتے ہیں۔ جو شخص اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ مشرق سے مغرب تک ملائکہ دو صفوں میں اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اگر تنہا اقامت کے ساتھ پڑھے تو دو فرشتے جو دائیں بائیں موکل ہیں اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

نویں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ لآلی الاخبار میں لکھتے ہیں۔ مرد کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا گھر میں پڑھی ہوئی چالیس نمازوں کے برابر ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے۔ جبرئیل نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ اگر جماعت میں نمازیوں کی تعداد دس ہو جائے تو ایک رکعت نماز کا ثواب بہتر ہزار آٹھ سو نمازوں کا ثواب ہے۔ جب تعداد دس سے زیادہ ہوتی ہے تو ایک رکعت کا ثواب اتنا ہو جاتا ہے کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں

https://www.shiabookspdf.com/

تمام درخت قلم بن جائیں تمام ملائکہ اور دو جہانوں کی مخلوق لکھنے بیٹھ جائیں تو لکھا نہیں جائے گا۔ جبرئیل نے عرض کیا: یا محمدؐ! جب ایک مومن جماعت کے ساتھ تکبیرۃ الاحرام کہتا ہے تو یہ ستر حج اور ہزار عمرہ سے بہتر ہے۔ جب مومن جماعت کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھتا ہے تو یہ اس ایک لاکھ دینار سے بہتر ہے جو راہِ خدا میں صدقہ دیا ہو۔

ایک دن عبداللہ بن مسعود نماز جماعت کی تکبیرۃ الاحرام کے وقت نماز میں نہ پہنچ سکے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اگر میں ایک غلام آزاد کر دوں تو کیا تکبیرۃ الاحرام کا ثواب مجھے مل جائے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: اگر دو غلام آزاد کروں تو؟ آپؐ نے فرمایا: اگر دنیا کی تمام چیزیں راہِ خدا میں خرچ کر دو تب بھی نہ پہنچ سکو گے اور ثواب نہ مل سکے گا۔ یہ تمام ثواب اور فوائد اس وقت ہیں جب نماز جماعت کے امام عادل ہو یعنی گناہ کبیرہ نہ کرتا ہو اور نہ ہی صغیرہ گناہوں پر اصرار کرتا ہو۔ اگر ایسا امام جماعت ہو تو نماز کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ دن اور رات میں ایک نماز ہی جماعت کے ساتھ کیوں نہ پڑھے۔ کیونکہ جامع الاخبار، بحار الانوار اور لآلی الاخبار میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جس کا گھر مسجد کے قریب ہو اور لگاتار جماعت میں حاضر نہ ہو تو خدا اور ملائکہ اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد بھی قبول نہیں ہوتا۔ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کے لیے نہ جاؤ۔ اگر رشتہ مانگے تو نہ دو۔ اگر اس حال میں مر جائے تو جاہلیت کے موت مرا ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل، اسرافیل، میکائیل اور عزرائیل آئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اسی ہزار ملائکہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ یا محمد خدا آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے اپنی امت سے کہہ دو۔ جو شخص مر جائے اور نماز جماعت میں شریک نہ ہوتا ہو تو وہ بہشت کی بو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ اگرچہ اس کا عمل تمام اہل زمین سے زیادہ ہو اور اس کا کوئی بھی واجب یا مستحب عمل قبول نہ ہوگا۔ اے محمد جماعت میں شریک نہ ہونے والا میرے اور تمام ملائکہ کے نزدیک ملعون ہے۔ تورات، زبور، انجیل اور قرآن میں

https://www.shiabookspdf.com/

اس پر لعنت کی ہے۔ اے محمدؐ جماعت کو ترک کرنے والا صبح سے شام تک لعنت میں رہتا ہے۔ اس کی دعا قبول نہیں کرونگا۔ اس پر اپنی رحمت نازل نہیں کرونگا۔ وہ لوگ جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے وہ تیرے امت کے یہودی ہیں اور میں نے ہر صاحب روح کو ان پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اے محمدؐ! جماعت کو ترک کرنے والا شراب خور، ذخیرہ کرنے والے، سفاک قاتل، سود خور، قبروں کو اکھاڑنے والا، خسرہ، ناحق گواہی دینے والا اور چغلی خور سے بھی بدتر ہے۔ جماعت کو ترک کرنے والا بہشت نہیں جا سکے گا بلکہ جہنم میں داخل ہوگا۔

دسویں چیز جو نماز کی فضیلت کا سبب بنتی ہے۔ مبارک اوقات میں نماز پڑھنا ہے۔ جیسے جمعہ کے دن اور رات کو نماز کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح جو عید کے ایام ہیں۔ اور رمضان المبارک میں ایک نماز ستر نمازوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ بحار الانوار کی جلد بیس میں روایت ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا: رمضان المبارک میں دو رکعت نماز پڑھنا ان ساتھ لاکھ نمازوں کے برابر ہے جو کسی اور مہینے میں پڑھی جائیں۔

گیارہویں چیز جو نماز کی فضیلت کا سبب ہے مقامات متبرکہ اور مقدسہ ہیں جیسے زمین کربلا، مشہد، نجف اور ان جیسے دوسرے مقامات۔

روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کے پاس نماز پڑھنا دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد الحرام میں ایک نماز دس لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد نبوی میں ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد کوفہ اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ محلّہ کی مسجد میں ایک نماز پچاس نمازوں کے برابر اور بازار کی مسجد میں ایک نماز کا ثواب بارہ نمازوں جتنا لکھا جاتا ہے۔

پس جس طرح لوگ دنیا کے معاملات میں جہاں فائدہ ہو وہ معاملہ کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں خدا کے ساتھ معاملہ کرتے وقت اس چیز کا خیال رکھنا چاہیے۔ کہ کہاں سے زیادہ ثواب ملے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

بارہویں چیز جو نماز کی فضیلت کا سبب بنتی ہے۔ وہ نماز کے بعد تعقیبات بجالانا ہے۔ دعا کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا ہے۔ مقیاس میں مرحوم کلینی سے اور وہ امام محمد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا: جو شخص نماز کے بعد اٹھنے سے پہلے اگر یہ دعا پڑھے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اگر چہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہو۔ وہ دعا یہ ہے۔" **استغفر اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم ذوالجلال و الاکرام واتوب الیہ**" اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔ جو شخص واجب نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی کی تلاوت کرے اس کی نماز قبول ہوتی ہے اور امان میں رہتا ہے۔ خدا اسے بلاؤں اور گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جو شخص صبح اور مغرب کی نماز کے بعد سات مرتبہ یہ پڑھے" **لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**" تو خدا اس سے ستر بلائیں دور کرتا ہے۔ ان بلاؤں میں سے پست ترین کوڑھ اور جذام کی بیماری ہے۔ برص اور دیوانگی کی مرض ہے۔ روایت میں ہے اگر اس کا نام اشقیاء میں لکھا ہو تو مٹ جاتا ہے اور نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے۔

مقیاس المصابیح میں ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: جب بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ اور جو حاجت رکھتا ہے اس کا خدا سے سوال نہ کرے تو خدا اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے اس بندے کی طرف دیکھو۔ میرا فریضہ ادا کیا ہے اور مجھ سے اپنی حاجت طلب نہیں کی۔ گویا یہ مجھ سے بے نیاز ہے اس کی نماز کو اس کے منہ پر دے مارو۔

رسولؐ خدا کا فرمان ہے کہ جو شخص نماز کے بعد اپنے یا لوگوں کے بارے میں دعا کرے خدا اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔

اسی وجہ سے آئمہ علیہم السلام کسی حاجت کا سوال کرنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور پھر دعا کرتے تھے اور دعا قبول ہوتی تھی۔

اصبغ بن نباتہ اور ایک سیاہ غلام کا قصہ:

بحار الانوار، مناقب ابن شاذان اور جامع المعجزات میں لکھتے ہیں۔ اصبغ بن

https://www.shiabookspdf.com/

نباتہ سے روایت ہے۔ کہتا ہے ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام، امبر البرزہ، قاتل الکفرہ، مظہر العجائب، مفرق الکتائب، شہاب اللہ الثاقب علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک جماعت آئی جن کے پاس ایک سیاہ غلام تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اس غلام نے چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے غلام تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا ہاں یا امیر المومنین۔ حضرت نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں یا امیر المومنین۔ آپ نے فرمایا: تیری ماں تیرے ماتم میں روئے اگر دوبارہ اقرار کیا تو تیرا ہاتھ کاٹ دونگا۔ اس نے پھر کہا ہاں یا امیر المومنین۔ آپ نے حکم دیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اصبغ بن نباتہ کہتا ہے۔ اس کے دائیں ہاتھ کو کاٹ دیا گیا۔ اس نے اپنا کٹا ہوا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں پکڑا اور حضرت کی خدمت میں چلا گیا۔ جہاں جاتا۔ حضرت کی مدح وثنا کرتا تھا۔ راستے میں ابن کوا سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کس نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے؟ غلام نے حضرت کی مدح کرنا شروع کر دی کہنے لگا۔ جس نے میرا دایاں ہاتھ کاٹا ہے؟ وہ ان صفات کا مالک ہے۔ ''سید الوصیین و قائد الغر المحجلین و اولی الناس با المومنین علی ابن ابی طالب علیه السلام، امام الهدی وزوج فاطمة الزهرا ابنة محمد المصطفی ابو الحسن المجتبی و ابو الحسین المرتضی .... الهادی الی الرشاد و اناطق باشداد شجاع مکی جحجاح و فی بطین انزع، امین من آل حٰم و یٰسی لنا ویٰسٓ طه و المیامین محلی الحرمین و مصلّی القبلتین خاتم الا وصیاء و وصی صفوة الانبیاء و القسوره الاهمام و البطل الضر غام'' یعنی جو اوصیاء کا سردار قیامت کے دن سفید پیشانی والوں کا رہبر مومنوں کا مولی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہدایت کے امام بنت مصطفٰی فاطمۃ الزہرا کے شوہر حسنؑ مجتبٰی اور حسینؑ مرتضی کے والد نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا ہمیشہ سچ بولنے والا۔ مکی بہادری تخی، وفا کرنے والا البطین اور انزع ہے۔ آل خم ویسین وطٰہ کا امین، برکت والا، حرمین کو زینت بخشنے والا قبلتین کی طرف نماز پڑھنے

https://www.shiabookspdf.com/

والا خاتم الاوصیاء وصی صفوۃ الانبیاء، بلند ہمت اور بہادر شیر ہے۔

هژبر غالب غالب علی ابن ابی طالب	امام مشرق و مغرب امیر یثرب و بطحا
برتبت ساقی نسبت صهر پیغمبر	به مردی فاتح خیبر ولی والی والا
امین حضرت حجت قسیم دوزخ و جنت	قوام ملهب و ملت نظام دین و الدنیا
ز قدرش عرض مقدار بصعش خاک آلوی	به باغ همتش خارجی ریاض جنت لماوی

ترجمہ: طاقتور اور قوی غالب آنے والے علی ابن ابی طالب جو مشرق و مغرب کے امام اور یثرب و بطحا کے امیر ہیں۔

جو ساقی کوثر اور پیغمبرؐ کے داماد ہیں۔ مردانگی میں فاتح خیبر ولی والی اور والا ہے۔

جو خدا کی طرف سے امین جنت و جہنم کے تقسیم کرنے والا۔ مذہب و ملت کا استحکام اور طاقت۔ دین و دنیا کا نظام ہے۔

یہ ان کی شان کی ایک مقدار ہے اور ان کے کمالات کا چھوٹا سا حصہ ہے۔ ورنہ اس کا کمال اور عزت تو یہ ہے کہ ان کا ٹھکانہ ریاض الجنت ہے۔

ابن کوا نے کہا: اے غلام علی نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو ان کی مدح وثنا کر رہا ہے۔ غلام نے کہا میں کس طرح ان کی مدح وثناء نہ کروں جب کہ انہوں نے میرا ہاتھ ناحق نہیں بلکہ حق کاٹا ہے۔ ابن کوا نے کہا: میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ نے اپنے بیٹے حسنؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے بیٹے جاؤ اور غلام کو لاؤ۔ امام حسنؑ گئے اور غلام کو لے آئے۔ حضرت نے فرمایا: اے غلام میں نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے۔ تو میری مدح وثناء کر رہا ہے۔ اس نے عرض کیا: یا حضرت میں کس طرح آپ کی مدح وثنا نہ کروں حالانکہ آپ کی محبت میرے خون میں رچ بس گئی ہے۔ اور خدا کی قسم آپ نے میرا ہاتھ بجا کاٹا ہے۔

حضرت نے فرمایا: اپنا کٹا ہوا ہاتھ لاؤ۔ غلام نے کٹا ہوا ہاتھ دیا۔ حضرت نے

https://www.shiabookspdf.com/

اسے کٹی ہوئی جگہ پر رکھا اور اپنی عبا اس کے ہاتھ پر لپیٹ دی اور خود اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا غلام کا ہاتھ کھولو۔ ہاتھ کھولا گیا تو پہلے کی طرح اس کا ہاتھ ساتھ لگا ہوا تھا۔ جیسے کٹا ہی نہ ہو۔ غلام نے حضرت کے قدموں میں اپنے آپ کو گرا دیا اور کہنے لگا" بـابـی و امی یا وارث علم النبوۃ" اے علم نبوت کے وارث آپ پر میرے ماں باپ قربان۔

آپ نے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تھوڑی دیر کے لیے بھی برداشت نہ کر سکے کہ ان کے ایک محب سیاہ غلام کا ہاتھ کٹا رہے لیکن معلوم نہیں اس وقت کیا حال ہوا گا۔ جب گیارہ محرم کی رات یا عاشور کی ظہر کے بعد جمال ملعون سید الشہدا ء کا ہاتھ کاٹا اور دریا فرات کے کنارے عباس کے ہاتھ کٹے۔ عاشور کے دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی اولاد سے تین افراد کے ہاتھ کٹے۔

شہادت عبداللہ:

ان تین میں سے ایک عبداللہ بن امام حسن تھے۔ شیخ طریحی اور کافی مقتل کی کتابوں والے لکھتے ہیں۔ جب حضرت سید الشہدا ء خیموں کی طرف آئے تا کہ اہل بیتؑ کے ساتھ الوداع کریں تو عبداللہ بن امام حسنؑ حضرت کے سامنے کھڑا تھا۔ جب امامؑ میدان کی طرف واپس گئے تو عبداللہ بھی پیچھے چلا گیا۔ حضرت نے آواز دی" حبسیہ یا اختی فابی و امتنع امتناعا شدیدا و قال لا واللہ لا افاروق عمی" اے بہن زینب اس بچے کو پکڑ لو۔ زینبؑ نے اسے پکڑ لیا۔ لیکن وہ بچہ ضد کر رہا تھا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں چچا کے ساتھ ضرور جاؤ نگا اور اسی طرح حضرت کے ساتھ چلا گیا۔ اس وقت بحر بن کعب ننگی تلوار لیکر حضرت کے سامنے آ گیا۔ عبداللہ نے کہا اے خبیث تو میرے چچا کو قتل کرے گا۔ اس ظالم نے بچے پر تلوار ماری بچے نے اپنا ہاتھ آگے کر لیا۔ ہاتھ پر تلوار لگی اور ہاتھ کٹ کر چہرے کے ساتھ لٹک گیا۔ بچے نے آواز دی" یـا امـاہ " امام نے اسے بچے کو اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا۔ میرے بھتیجے اس مصیبت پر صبر کرو۔ امامؑ عبداللہ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے۔ اتنے میں حرملہ ملعون نے عبداللہ پر تیر کا نشانہ لگایا اور اسے امامؑ کی گود ہی میں

https://www.shiabookspdf.com/

شہید کر دیا۔

فخرن البکاء کی روایت کے مطابق بچے کی ماں نے جب رونے کی آواز سنی تو خیموں سے باہر آئی اور رو کر کہنے لگی۔ " واولداہ و اقرۃ عیناہ" ہائے میرے بچے ہائے میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ لیکن معلوم نہیں لیلیٰ کے دل کا کیا حال ہوا ہوگا۔ جب علی اکبرؑ کی لاش کو خیمہ میں لایا گیا۔ دیکھا جوان بیٹے کی لاش ٹکڑے ٹکڑے خاک کربلا پر پڑی ہے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۶

آفرینش ہمہ تسبیح خداوند دل است دل ندار کہ ندارد بہ خداوند اقرار

کوہ و دریا و درختان ہمہ در تسبیح اند نہ ہمہ ستمعان فہم کنند این اسرار

ارغوان ریختہ بردکہ خضرای چمن نقشہای کہ دراوخیرہ بماند ابصار

پاک و بی عیب خدائی کہ بہ تقدیر و عزیز ماہ و خورشید مسخر کندو لیل و نہار

نعمت بار خدا باز عدد بیرون است شکر انعام تو ہرگز نکند شکر گزار

این ہمہ پردہ کہ برکردہ مای پوشی گر بہ تقصیر بگیری نگذاری دیار

سعدیا ، راست وروان گوی سعادت دند راستی کن کہ بہ منزل نرسد کج رفتار

ترجمہ: ہر چیز کی خلقت اس لیے ہوئی ہے تا کہ وہ خداوند دل کی تسبیح کریں جو خدا کا اقرار نہیں کرتا اس کے اندر دل ہی نہیں ہے۔

پہاڑ دریا اور درخت اس کی تسبیح کر رہے ہیں۔ لیکن سننے والے اس راز کو نہیں سمجھتے سرسبز باغ میں ایسے رنگ بھرے ہیں کہ نقش و نگار کو دیکھ کر آنکھیں حیران رہ جاتی ہے پاک اور بے عیب ہے وہ خدا جس نے اپنی تقدیر اور قدرت سے چاند و سورج اور دن رات کو پیدا کیا ہے۔

اے پروردگار تیری نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ شمار نہیں کی جاسکتیں۔ شکر کرنے والے تیری نعمتوں کا ہرگز شکر ادا نہیں کر سکتے۔

یہ جو تو نے ہمارے برے کاموں پر پردے ڈال رکھے ہیں۔ اگر سزا دینے لگو تو کوئی گھر باقی نہ رہے۔

سعدی: سچ کہنے والے اور سچے لوگ کامیابی حاصل کر گئے۔ سچائی اختیار کرو کیونکہ ٹیڑے

https://www.shiabookspdf.com/

لوگ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **(و من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکاو نحشره یوم القیامة اعمی)** جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرے۔ دنیا میں اس پر زندگی سخت کر دیں گے۔ اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیں گے۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ ذکر کیا ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ ذکر کی تین قسمیں ہیں۔ ذکر قلبی، ذکر اعضائی، ذکر زبانی۔

اذکار قلبی: ذکر قلبی کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک (پہلی قسم) یہ کہ گناہ کے وقت انسان خدا کو یاد کرے۔ یعنی خدا کو حاضر و ناظر سمجھے اور گناہ کو ترک کر دے کیونکہ انسان جب بھی گناہ کرتا ہے۔ خدا کو بھول کر اور اس سے غفلت کی وجہ سے کرتا ہے۔ کاروباری شخص لین دین کے وقت اگر خدا کو یاد رکھے تو کبھی جھوٹ نہ بولے اور مال میں ملاوٹ نہ کرے۔ خریدار کو دھوکہ نہ دے۔ جس کے پاس امانت ہوتی ہے اگر خدا کو یاد رکھے تو امانت میں خیانت نہ کرے۔ عالم اگر خدا کو یاد رکھے تو کبھی بھی حکم خدا کے خلاف لوگوں کو نہ بتائے۔ رشوت نہ لے واعظ اگر خدا کا خوف رکھتا ہو تو جھوٹ نہ کہے۔ بے احترامی نہ کرے۔ اگر عوام حاکم کو عادل سمجھتے ہوں تو کبھی غلط کام نہ کریں۔

پس جس کے دل میں خدا کی یاد نہ ہو وہ کسی گناہ سے نہیں ڈرتا۔ حتیٰ کہ پیغمبر اور نبی کے قتل کو بھی معمولی سمجھتا ہے۔ جو شخص یاد خدا سے غافل ہوتا ہے۔ اس پر نفس اور شیطان غالب آجاتے ہیں۔ اور گناہ کرنے کی اس میں جرأت پیدا کرتے ہیں۔ اور وہ گناہ کو حلال اور جائز سمجھتا ہے۔ جیسے اہل کوفہ و شام اپنی غفلت اور جہالت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے گناہ کو عبادت سمجھتے تھے۔

سید سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں تیس ہزار آدمی فرزند پیغمبرؐ اسلام کے اردگرد جمع ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک کے قتل کے ذریعے خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پس مومن اگر گناہ کرتے وقت خدا کو یاد کرے تو گناہ نہ کرے گا۔ جس طرح انسان بچے کے سامنے

https://www.shiabookspdf.com/

گناہ نہیں کرتا کہ وہ دیکھ رہا ہے اگر اس کے ذہن میں یہ بات ہو کہ خدا بھی دیکھ رہا ہے تو ہرگز گناہ نہ کرے گا۔ خدا کرے کہ ہمارے یہ گناہ غفلت اور جہالت کی وجہ سے ہوں۔ نہ یہ کہ ہمارا عقیدہ ہو کہ خدا نہیں دیکھتا اور وہ حاضر نہیں ہے۔ وگرنہ ہماری دنیا اور آخرت تباہ ہو جائے گی۔

حضرت امام زین العابدینؑ دعای ابوحمزہ ثمالی میں ہمیں ہماری ہی زبان میں درس دے رہے ہیں۔ " الهی لم اعصک حین عصیتک و انا بر بو بیتک جاحد و لا با مرک مستخف و لا لعقوتک متعرض و لا لوعبدک متهاون لکن خطیئة عرضت لی و سولت لی نفسی و غلبسنی هوای و اعاننی علیها شقوتی و عرّنی سترک المرخی علی " اے پروردگار جب میں نے تیری نافرمانی کی ہے تیری خدائی کا اس وقت میں منکر نہ تھا۔ اور نہ ہی تیرے حکم کو حقیر سمجھتا تھا۔ بلکہ یہ ایک غلطی تھی جو مجھ سے سرزد ہوئی ہے اور میری خواہشات نے مجھ پر غلبہ کر لیا تھا۔ میری شقاوت نے اس گناہ میں نے میری مدد کی اور مجھے مغرور کر دیا۔ تو میرے کاموں پر پردہ پوشی کہ۔ خدا کرے ہم اس دعا میں سچے ہوں اور ہمارے گناہ اسی طرح ہوں جیسے دعا میں ذکر ہوا ہے۔

جس دل میں خدا کی یاد نہ ہو۔ اس میں شیطان آجاتا ہے۔ اور اسے اپنے قابو میں کر لیتا ہے۔ پھر اسے گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهوله قرین) جو بندہ یاد خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

ہر آن کو غافل از حق یک زمان است   در آن دم کافر است اما نہان است

ترجمہ: جو شخص تھوڑی دیر کے لیے بھی یاد خدا سے غافل ہوتا ہے وہ اس وقت اندر سے کافر ہوتا ہے۔ اگرچہ باہر سے مسلمان ہو۔

کتنے ایسے لوگ ہیں۔ جو گناہ کے وقت یاد خدا کی وجہ سے گناہ سے دور ہو گئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

کیونکہ انہوں نے خدا کو حاضر و ناظر سمجھا اور اپنی دنیا و آخرت کو آباد کر لیا۔ ایک منٹ فکر کرنے اور خدا کو یاد کرنے کی وجہ سے بلند مقامات حاصل کر کے جنت میں داخل ہو گئے۔

اس مرد کا قصہ جس نے اہل و عیال کے ساتھ سمندر کا سفر کیا تھا:

ابواب الجنان میں کافی سے نقل کرتے ہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرد اپنے اہل و عیال کے ساتھ سمندر کے سفر پر گیا۔ سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی۔ تمام کشتی والے غرق ہو گئے۔ اس مرد کی عورت بچ گئی۔ کشتی کا ایک تختہ اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ جس پر بیٹھ کر ایک جزیرے میں جا پہنچی اتفاق سے اس جزیرے میں ایک مرد تھا۔ جس کا دن رات کام چوری تھا اور خدا کی نافرمانی کرنا تھا۔ جب اس نے اس عورت کو دیکھا تو اس کے اندر شہوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس نے چاہا کہ اس عورت کی عزت لوٹی جائے۔ اس مرد نے دیکھا کہ یہ عورت بڑی پریشان حال اور گھبرائی ہوئی ہے۔ اس نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تو اتنی ڈر رہی ہے اور پریشان ہے؟ عورت نے کہا میں اس خدا سے ڈر رہی ہوں جو اس وقت ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ اس مرد نے کہا: کیا اس سے پہلے کبھی ایسا کام کیا ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم کسی غیر کا ہاتھ میرے دامن تک نہیں پہنچ سکا۔ اس مرد نے کہا: تو جس نے آج تک کوئی ایسا گناہ نہیں کیا خدا سے اتنا ڈر رہی ہے۔ مجھے تو تجھ سے زیادہ خدا سے ڈرنا چاہیے جس کی پوری عمر گناہوں میں گزر گئی ہے۔ پس یہ سوچ کر اس مرد نے اپنی شہوت کو قابو میں کیا۔ نفس امارہ کو لگام ڈالی اور خدا کی طرف متوجہ ہو کر توبہ کی۔

اس واقعہ کے بعد کسی راستے میں جا رہا تھا۔ اتفاق سے اس کے ساتھ ایک راہب بھی مل گیا۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے اتنی پیاس لگی کہ قریب تھا ہلاک ہو جائیں گے۔ راہب نے اس مرد سے کہا۔ خدا سے دعا کرو بادل بھیجے جو ہم پر سایہ کرے اور کچھ سکون ملے۔ اس مرد نے کہا: میں نے آج تک ساری عمر خدا کی نافرمانی کی ہے۔ کوئی نیک کام نہیں کیا جو دعا کی قبولیت کا سبب بنے۔ راہب نے کہا میں دعا کرتا ہوں اور تو آمین کہنا۔ راہب نے دعا کی اور اس جوان نے آمین کہا۔ خدا نے ایک بادل بھیجا جس نے ان کے سر پر سایہ کیا

https://www.shiabookspdf.com/

جس سے انہیں گرمی سے نجات ملی۔ کچھ دیر تک اکٹھے سفر کرتے رہے۔ پھر دونوں کے راستے جدا ہو گئے۔ راہب اپنے راستے پر اور وہ جوان اپنے راستے پر چل پڑا۔ بادل جوان کے سر پر آ گیا۔ راہب نے کہا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ تو مجھ سے بہتر ہے۔ مجھے بتا تو نے کونسا کام کیا ہے کہ خدا کے نزدیک اتنا مقام تجھے مل گیا ہے؟

اس جوان نے اس عورت والا پورا قصہ بیان کیا۔ راہب نے کہا: تیرے دل میں جو خوف پیدا ہوا اور نور کی شمع روشن ہوئی۔ اپنی نظر میں خدا کو رکھا اور اپنے نفس پر قابو پایا اس وجہ سے تو اتنے بڑے مقام پر فائز ہوا ہے۔ خدا نے تیرے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ جب تو نے شہوت کی آگ کو بجھایا تو خدا نے تجھ پر جہنم کی آگ کو بجھا دیا ہے۔ اس کے بعد خیال رکھنا گناہ نہ کرنا۔

پس آپ نے دیکھا کہ ایک شخص جو عمر بھر چوری کرتا رہا اور خدا کی نافرمانی میں غرق تھا۔ تھوڑا سا فکر کرنے کی وجہ سے اور خدا کو یاد کرنے کے سبب دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ گیا۔

از عیب پاک شو کہ ہنر ہا ھمی دھند — دست از خزف بشو کہ گہر ہا ھمی دھند

زین زہرھای قند نما آستین خشان — آن گہ نظارہ کن چہ شکر ہا ھمی دھند

ترجمہ: اپنے آپ کو عیبوں سے پاک کرو کہ اسی سے ہنر ملتا ہے۔ اپنے ہاتھ ٹھیکری سے دھو کہ اس سے ہی گوہر ملیں گے۔

اُن گڑ نما زہروں کو آستین س باہر نکال دے پھر دیکھنا اسی سے مٹھاس حاصل ہوگی۔

ذکر قلبی کی ایک اور قسم یہ ہے کہ اطاعت اور عبادت کے وقت خدا کو یاد رکھا جائے۔ کیونکہ اگر انسان خدا کی یاد دل میں رکھ کر عبادت کرے گا تو عبادت ایک مشقت اور زحمت دکھائی نہ دے گی۔ کیونکہ مقصد بہت بڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر کام تھوڑا ہو اور فائدہ زیادہ ہو تو آسانی سے کام کیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کام سخت ہو اور مقصد بلند ہو تو انسان اس سختی کو فراموش کر دیتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک رات جاگ کر عبادت کرنے سے چالیس سالوں

https://www.shiabookspdf.com/

کے گناہ معاف ہو جائیں گے یا ایک رات نماز پڑھنے سے تمام حاجتیں پوری ہونگی اور بڑے بڑے فائدے حاصل ہونگے تو رات بھر جاگنا اور تھکاوٹ آسان ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بندہ عبادت میں خدا کو یاد کرے۔ اور عبادت کے ثواب کو نگاہ میں رکھے تو نہایت خشوع وخصوع اور انکساری کے ساتھ انجام دیتا ہے اور عبادت کرتے وقت سستی یا تھکاوٹ پیدا نہیں ہوتا۔

ہمارے آئمہ جو رات میں ایک ہزار رکعت تک نماز پڑھتے تھے اور گرم دن میں روزہ رکھتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی نظر میں خدا کی یاد اور خوف ہوتا تھا اور اہم مقصد نظر میں تھا۔

ذکرِ قلبی کی تیسری قسم: خدا کو اس وقت یاد کرنا جب انسان کی زندگی آسائش میں ہو اور نعمتیں ملی ہوئی ہوں۔ اس کی نعمتوں پر راضی ہو اور اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نعمت اسے خدا ان نے دی ہے۔ اس لیے وہ شکر بھی چاہتا ہے۔ اس کی نعمت کو گناہ کرنے میں صرف نہ کرے نعمت کو یاد کرے اور منعم کا شکر ادا کرے اگر شکر کرے گا تو خدا نعمت میں اضافہ فرمائے گا۔ اگر ناشکری کرے گا تو نعمت کو اس سے چھین لے گا۔

شکر نعمت را افزون کند   کفر نعمت از کفت بیرون

ترجمہ: تو شکر کرے گا تو نعمت میں اضافہ ہوگا۔ اگر ناشکری کرے گا تو وہ نعمت تیرے ہاتھ سے باہر کر دے گا۔

ذکرِ قلبی کی چوتھی قسم: خدا کو یاد کرنا مصیبت کے وقت۔ بلاؤں اور مصیبتوں میں خدا کو یاد کرے صبر کرے، بے صبری نہ کرے، یہ سوچے کہ خدا حکیم اور عادل ہے۔ تمام کام حکمت اور مصلحت کے مطابق کرتا ہے یہ بلا اور مصیبت بھی اس کی مصلحت کے تحت آئی ہے۔ اگر اس کی اس میں مصلحت نہ ہوئی تو نہ آتی۔ اگر اس میں انسان کی بھلائی نہ ہوئی تو اس بلا کو نہ بھیجتا۔ کیونکہ خدا اپنے بندوں کے ساتھ مہربان ہے۔ اور انہیں دوست رکھتا ہے۔ ان سے محبت کرتا ہے۔ جب بندہ خدا کے کاموں میں یہ نظر رکھتا ہو۔ کہ ہر کام مصلحت اور حکمت کے تحت ہے۔ تو یقیناً بلاؤں اور مصائب میں صبر کرتا ہے۔ اور شکر کرتا ہے۔ اپنے تمام کاموں کو

https://www.shiabookspdf.com/

خدا کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس طرح خدا اسے اس صبر اور شکر کرنے پر اجر و ثواب کثیر عطا فرماتا ہے۔

ذکر قلبی کی پانچویں قسم: موت اور موت کے بعد والے حالات کو یاد کرنا ہے۔ کیونکہ موت سے بڑھ کر کوئی چیز انسان کے لیے وعظ و نصیحت کرنے والی نہیں ہے۔ جیسے کہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں"و کفی بالموت و اعظا" موت کی یاد وعظ و نصیحت کے لیے کافی ہے۔

مرگ ہمسایہ مرا و اعظ شدہ کسب و دکان مرا برھم

ترجمہ: ہمسائے کی موت ہمارے لیے واعظ بن گئی ہے جس سے ہمارا کام اور دکان ختم ہو گئے ہیں۔

موت کو یاد کرنے کے بڑے فائدے ہیں۔ لآلی الاخبار میں رسول خداؐ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا:" افضل الزھد فی الدنیا ذکر الموت و افضل العبادۃ ذکر الموت و افضل التفکر ذکر الموت" سب سے افضل پرہیزگاری دنیا میں موت کی یاد ہے۔ افضل عبادت موت کا ذکر ہے۔ افضل تفکر موت کا تذکرہ ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان دنیا کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ دنیا کی محبت اس کے دل سے دور چلی جاتی ہے۔ ہمیشہ آخرت کی یاد کرتا ہے۔ اور آخرت کے سفر کا سامان تیار کرتا ہے۔ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاتا ہے۔

موت کو یاد کرنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان میں لمبی لمبی امیدیں نہیں پیدا ہوتیں۔ کیونکہ بنی نوع انسان کے لیے اکثر فساد اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ دن رات محنت اور مزدوری اور مشقت کر کے مال و دولت جمع کرتا ہے، گھر بناتا ہے، باغ وغیرہ یا زمین خریدتا ہے، شہرت اور حکومت حاصل کرتا ہے، سب اس لیے کرتا ہے کہ بڑی لمبی عمر پائے گا۔ سو سال جیئے گا پس دن رات کام میں مشغول رہے گا اور خدا کی نافرمانی سے بھی پرہیز نہیں کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com/

موت کو یاد کرنے کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گردن پر جو قرضے ہوں ان کو ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو عبادتیں بجا نہیں لایا رہے ان کی قضا کرتا ہے۔ خود نہ کر سکے تو وارثوں کو وصیت کرتا ہے۔ جیسے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام وصیت نامہ لکھ کر رکھتے تھے۔ بلکہ ان کے ماننے والے اور شیعہ بھی وصیت کے بغیر اس دنیا سے نہ جاتے تھے۔ پیغمبر اسلام کا فرمان ہے " من مات بغیر وصیة مات میتة الجاهلية" جو شخص وصیت کے بغیر اس دنیا سے جائے گا۔ جاہلیت کی موت مرے گا۔ حتی کہ اگر آئمہ کے ماننے والا وصیت کے بغیر اس دنیا سے چلا جاتا تو اسے دوبارہ زندہ کرتے تا کہ وہ وصیت کر لے۔

اس عورت کا قصہ جو وصیت کے بغیر مر گئی سید الشہداء نے اسے دوبارہ زندہ کیا:

خلاصۃ الاخبار اور مدینۃ المعاجز میں یحییٰ بن ام الطویل سے روایت کرتے ہیں۔ کہتا ہے۔ میں حضرت سید الشہداؑ کی خدمت میں مشرف ہوا۔ اچانک وہاں ایک جوان گریہ کرتا ہوا آ گیا۔ حضرت نے پوچھا اے جوان گریہ کیوں کر رہا ہے؟ اس نے کہا میری ماں اس وقت بغیر وصیت کے فوت ہو گئی ہے۔ اس کا مال بھی ہے۔ مجھے اس نے کہا ہے کہ میں کچھ نہ کروں اور پہلے آپ کو خبر دوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا چلو اٹھو۔ اس کے پاس چلتے ہیں۔ ہم اٹھے اور اس کی گھر کے دروازے پر آ گئے۔ حضرت نے دعا کی کہ وہ عورت زندہ ہو جائے اور جسے چاہے وصیت کر دے۔ خدا نے اسے زندہ کر دیا۔ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ شہادتین پڑھنے کے بعد امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور عرض کیا۔ میرے مولیٰ گھر کے اندر تشریف لے آیئے۔ حضرت اندر جا کر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور فرمایا: وصیت کرو۔ عورت ہے میں نے اس مال میں سے جو میرا فلاں جگہ ہے تیسرا حصہ آپ کو دے دیا۔ جہاں بھی خرچ کرنا چاہتے ہو کرو۔ باقی دو حصے میرے بیٹے کے لیے اگر آپ کے ماننے

https://www.shiabookspdf.com/

والوں میں سے ہے۔ اگر آپ کے مخالفین میں سے ہے تو وہ بھی اس سے لے لو۔ کیونکہ مومنوں کے مال میں مخالفوں کا کوئی حق نہیں ہے۔ پھر اس نے درخواست کی کہ آپ مجھ پر نماز پڑھیں۔ اور خود دفن کریں پھر وہ مرگئی ذکر موت کے فوائد میں سے ایک اور فائدہ یہ ہے کہ انسان آخرت کے سفر کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتا ہے۔ کفن خریدتا ہے۔ قبر کی جگہ معین کرتا ہے۔ جیسے کہ پرہیزگار اور متقی لوگ کرتے ہیں۔ بعض اوقات اپنی قبر میں جا کر سو جاتے تھے۔ جیسے روایت میں ہے کہ ربیع بن خثیم نے اپنے گھر میں قبر بنائی ہوئی تھی۔ جب اپنے دل میں قساوت کے پیدا ہونے کا شک ہوتا تو قبر میں کافی دیر تک جا کر لیٹے رہتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے " رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت " اے پروردگار مجھے پلٹا دے شائد میں عمل صالح بجالاؤں۔

ایک سیدہ نفیسہ کا قصہ:

لآلی الاخبار اور منتخب التواریخ میں ہے زید بن حسن بن علی کی ایک بیٹی تھی جس کا نام سیدہ نفیسہ تھا۔ بڑی پرہیزگار اور عبادت گزار تھی۔ اپنی قبر خود اپنے ہاتھوں سے بنائی۔ ہمیشہ اس قبر میں جاتی اور نماز پڑھتی تھی۔ ان کے شوہر اسحاق بن جعفر نقل کرتے ہیں۔ سیدہ نفیسہ نے اپنی قبر میں چھ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا اور موت کے وقت ان کو افطار کرنے پر بڑا اصرار کیا۔ لیکن نہ کیا۔ اور کہنے لگی تیس سال سے میں انتظار کر رہی ہوں کہ روزہ کے ساتھ خدا کی ملاقات کروں۔ پھر سورہ انعام کی تلاوت کرنا شروع کر دی جب اس ابت پر پہنچی تو اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر گئی۔ وہ آیت ہے یہ (لھم دار السلام عندر بھم) سیدہ نفیسہ کے شوہر نے چاہا کہ ان کی میت کو مدینے لے جائے لیکن اہل مصر نے کہا یہ خاتون ہمارے لیے باعث برکت ہے۔ اس لیے اسے یہیں رہنے دو۔ رات کو ان کے شوہر اسحاق کے خواب میں رسول خدا آئے اور فرمایا۔ سیدہ کو مصر میں ہی دفن کر لینے دو۔

پس جب انسان موت کو یاد کرتا ہے تو اپنے آپ کو آخرت کے سفر کے لیے تیار کرتا ہے۔ اور دنیا و اہل دنیا سے دور رہتا ہے۔ اور دنیا کی محبت دل سے نکال دیتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

لا جر مرد عاقل و کامل نھد بر حیات دنیا دل

ترجمہ: بے شک عقلمند اور کامل مرد کبھی بھی زندگانی دنیا کے ساتھ دل نہیں لگاتا۔

موت کے ذکر کا پانچویں فائدہ یہ ہے کہ انسان کو گناہ کرنے سے بچاتا ہے۔ عبادت اور اطاعت میں اس کی حفاظت کرتی ہے۔ موت کی یاد سے اپنے لیے وصیت کرتا ہے کہ اس کے قرضے وغیرہ اور حقوق ادا کریں۔ اس کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ اس کے قرضے وغیرہ اور حقوق ادا کریں۔ اس کے قضا نماز اور روزے بجالائیں۔ یا اجارہ پر یعنی پیسے دے کر پڑھوائیں یا رکھوائیں تا کہ مرنے کے بعد سکون سے رہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے انسان سے غفلت اور جہالت کی وجہ سے کچھ اعمال اور واجبات ترک ہو گئے ہوں۔ اگر مرتے وقت اپنے لئے امانت دار وصی کی وصیت کرے گا جو اس کے قضا والے ہونے فرائض کو انجام دے دے تو وہ مرنے کے بعد خدا کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

علی طالب حمامی کا قصہ:

حاجی نوری دارالسلام میں حاجی مرزا خلیل تہرانی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ تہران میں ایک شخص تھا جس کا نام علی طالب تھا۔ حمام میں جاتا تھا نہ نماز پڑھتا اور نہ ہی روزہ رکھتا۔ ایک دن ایک معمار کے پاس آیا اور کہا میں ایک حمام بنانا چاہتا ہوں۔ معمار نے کہا تو کس طرح حمام بنائے گا؟ اس کے لیے تو بڑے پیسے چاہیے۔ اس نے کہا جتنے پیسے چاہیے میں دونگا ۔ معمار نے اس کے لیے حمام بنا دیا۔ اس کا نام علی طالب کا حمام رکھ دیا۔ حاجی مرزا خلیل کہتا ہے۔ میں نجف میں تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ علی طالب نجف میں وادی السلام میں آیا ہے میں نے بڑا تعجب کیا۔ میں اس کے پاس گیا اور پوچھا تو نہ تو نماز پڑھتا تھا اور نہ ہی روزہ رکھتا تھا۔ کونسا ایسا کام کیا ہے جو تجھے یہاں لے آیا ہے؟ اس نے کہا میں جب مرا تو فرشتوں نے آکر مجھے زنجیر اور طوق ڈالے پکڑ کر جہنم کی طرف لے گئے۔ خدا بھلا کرے حاجی ملا محمد کرمانشاہی کا جس نے میری طرف سے ایک نائب پکڑا اور حج کرنے کے لیے بھیج دیا۔ ایک شخص کو میری نمازیں اور روزے دیئے۔ میری طرف سے خمس زکوۃ

https://www.shiabookspdf.com/

اور لوگوں کے حقوق بھی ادا کر دیئے۔ میری گردن پر خدا اور مخلوق کا کوئی حق نہ رہا۔ سب ادا کر دیئے۔ اور مجھے عذاب سے نجات دے دی۔ میں پریشان حال خواب سے بیدار ہوا۔ کچھ مدت تک انتظار کرتا رہا۔ پھر ایک گروہ تہران سے آیا میں نے ان سے علی طالب کے حالات پوچھے۔ جو میں نے خواب میں دیکھا ان لوگوں نے وہی بتایا۔

پس معلوم ہوا۔ نماز روزہ اور دوسرے نیک اعمال میت کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ بعض اوقات اسے سختی اور عذاب سے نجات دیتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں ہی موت کو یاد رکھتے ہوئے اپنے تمام واجبات ادا کرے اور آخرت کے سفر کے لیے اپنے کو تیار کرے۔ کیونکہ جب وہ مر گیا تو کوئی دوسرا اس کی فکر نہ کرے گا۔

برگ عیشی بہ گور خویش فرست کس نیارد ز پس تو پیش

ترجمہ: زندگی کا مال واسباب اپنی قبر میں لے گیا۔ اس کے بعد جب تو مر جائے گا تیرے پاس کوئی نہ لائے گا۔

ذکر قلبی کی چھٹی قسم: خدا کی صفات کمالیہ میں غور و فکر کرنا۔ اور اس کی عجیب وغریب مخلوق اور صنعت میں غور کرنا ہے۔ تاکہ انسان کی معرفت زیادہ ہو اور یہ افضل ترین عبادت ہے۔ جیسے معصوم کا فرمان ہے۔ " افضل العبادة التفكر في الله و قدرته " افضل ترین عبادت اللہ اور اس کی قدرت میں غور و فکر کرنا ہے۔ اسی لیے رسولؐ خدا کا فرمان ہے۔

" تفكر ساعة خير من عبادة ستين سنة"

ترجمہ: ایک گھڑی غور و فکر کرنا ستر سال کی عبادت کے افضل ہے۔

پس خدا کی قدرت اور اس کی عجیب مخلوق میں غور و فکر کرنا یہ فضیلت رکھتا ہے۔ نہ کہ مکر و فریب اور شیطانیت میں غور و فکر اور لوگوں کو نقصان اور تکلیف دینے میں غور و فکر۔

راوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کس طرح فکر کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا خراب اور ویران گھروں اور جگہوں میں غور و فکر کرنا اور ان کے اندر جا کر یہ کہے " این ساکنوک این بانوک مالک لا تتكلمين "تم میں رہنے والے کہاں ہے۔ تمہارے بنانے والے کہاں ہیں تمہیں کیا ہو گیا ہے بات کیوں نہیں کرتے۔ یہ فکر

https://www.shiabookspdf.com/

کا پست ترین درجہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ فکر کرنا اس دنیا اور آخرت میں نجات کا سبب ہے۔ بندے کو خدا کے قریب کرتا ہے۔ کیونکہ جب انسان مخلوقات میں فکر کرتا ہے تو اس سے خالق اور صانع کے بارے میں معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے اس کی توحید کامل ہوتی ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورق دفتر پست معرفت

ترجمہ: عقلمند انسان کی نظر میں سبز درختوں کا ہر پتہ معرفت کردگار کی کھلی کتاب ہے۔

کتنے ایسے آدمی گزرے ہیں جو ساری زندگی گناہ کرتے رہے۔ لیکن ایک گھڑی فکر کرنے کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں سرخرو اور کامیاب ہو گئے۔

مچھر کی خلقت:

اگر مچھر کی خلقت میں فکر کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ایک چھوٹا سا جسم ہے لیکن اس کی خلقت ہاتھی کی شکل وصورت کی طرح ہے۔ اس کے اندر ہاتھی کی طرح سونڈھ بنائی ہے۔ بال کی طرح اس کا جسم بارک ہونے کے باوجود اس کے اندر خالی جگہ بنائی ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ اپنی سونڈھ کے ذریعے سے حیوان وانسان کا خون چوسے۔ پھر صاف وشفاف خون اس کے بدن کے اندر جاتا ہے۔ جتنے اعضاء خدا نے ہاتھ کے لیے بنائے ہیں سب اس کے لیے بنائے ہیں۔ اس کے علاوہ اسے دو پر اور دو سینگھ بھی دیئے ہیں۔ جن کے ذریعے سے پرواز کرتا ہے۔ اپنی غذا تلاش کرنے جاتا ہے۔ دشمن سے دور بھاگتا ہے۔ جتنے اعضاء جسم کے لیے ضروری ہیں جیسے نماذیہ، جاذیہ، دافعہ، سکہ، ہاضمہ، نامیہ، باصرہ، سامعہ، ذائقہ، لامسہ اور شامہ سب اسے بھی عطا کیے ہیں۔ اتنا تیز سننے والے کان اسے دیئے ہیں کہ دور سے ہاتھ کی آواز سن لیتا ہے۔ اور بھاگ جاتا ہے۔ جب ہاتھ رک جائے دوبارہ آجاتا ہے۔ اس کی آنکھ ایسی بنائی ہے کہ اپنی غذا کے مقام کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اس کی طرف اڑ کر چلا جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں کی سیاہی چھوٹی تھی جس میں پلکوں کی جگہ نہ تھی جو گردوغبار سے روکتے اس کو یہ تعلیم دیا کہ اپنے ہاتھوں کے ذریعے آنکھوں سے گردوغبار دور

https://www.shiabookspdf.com/

کرے۔ اور لگا تار یہ کام کرتا رہے۔ اور آنکھوں کو صاف کرتا رہے۔ اسی وجہ سے مچھر کی طرح چھوٹے حیوان مسلسل اپنے ہاتھوں کو حرکت دیتے رہتے ہیں تا کہ اس سے اپنی آنکھوں کو صاف کرتے رہیں۔

شہد کی مکھی کی خلقت:

آپ ملاحظہ کریں کہ شہد کی مکھی کی خلقت میں خدا نے کیا کمالات پیدا دکھایا ہیں ۔اس کے آب و دہن سے موم اور شہد پیدا کیا ہے۔ایک میں روشنی اور دوسرے میں مرہم اور شفا۔ خدا نے اسے تعلیم دیا ہے۔ کہ پھولوں ،شگوفوں اور معطر نباتات سے اپنی غذا حاصل کرے اور گندگی و نجاسات سے دور رہے۔ ان مکھیوں کے لیے ایک بادشاہ بنایا ہے جس کی شکل وصورت دوسری مکھیوں سے مختلف ہے۔ سب کو اس کا فرمانبردار بنایا ہے۔ اس بادشاہ کو عدل و سیاست کا علم دیا ہے۔ اور سب کا خیر خواہ بنایا ہے۔ یہ بادشاہ دو مکھیوں کو چھتے کے باہر کھڑا کر دیتا ہے کہ تم خیال رکھو جو مکھی کسی گند یا نجس جگہ پر بیٹھ کر آئی ہو اسے چھتے میں داخل نہ ہونے دینا۔ پھر خدا نے انہیں یہ تعلیم دی ہے کہ پہاڑوں پر جا کر موم کا گھر بنائیں اور اس میں شہد تیار کریں۔ قرآن میں ایک سورۃ کا نام نحل ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔**(واوحی ربک الی النحل ان تخذی من الجبارل بیوتا و من الشجر و مما یعرشون ثم کلی من کل الثمرات)** تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑ، درختوں اور اونچی اونچی جگہوں پر گھر بنائیں پھر پھلوں سے اس حاصل کریں۔

مولوی اپنی مثنوی میں کہتا ہے۔

چون کہ اوحی الرب الی النحل آمدہ خانہ و حبش پر از حلوا

او بنور وحی حق عزو جل کرد عالم را پر از شمع و

ترجمہ: کیونکہ خدا نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی تھی۔ اس لیے اس کا وحی والا گو مٹھاس سے بھر گیا۔

مکھی نے خدا کی وحی کے نور سے تمام عالم کو نور اور شہد سے پر کر دیا۔ آپ غور

https://www.shiabookspdf.com/

کریں کہ خدا نے ان کو تعلیم دی ہے کہ اپنے گھروں یعنی چھتوں کو مسدس بنائیں۔ نہ کہ گول اور مربع شکل کا۔ کیونکہ گول بناتیں تو باہر کی طرف سے خالی رہتا اور اگر مربع بناتیں تو گھر یعنی چھتے کے گوشے اور کنارے خالی رہ جاتے۔ پس اس لیے مسدس شکل کو اختیار کیا ہے تاکہ چھتے میں اندر اور باہر کی طرف سے کوئی جگہ خالی اور بیکار نہ رہے اور انہیں اس بات کی بھی تعلیم دیا ہے کہ وہ ہمیشہ اکھٹی رہیں۔ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ پھر آج تک کوئی یہ نہیں جان سکا کہ وہ کس طرح شہد تیار کرتی ہیں۔

ارسطو حکیم نے اس بات کو جاننے کی کوشش کی۔ اس نے شیشے میں ایک چھتہ تیار کروایا۔ اور شہد کی مکھی کو اس میں داخل کر دیا اور خود شیشے کے پیچھے بیٹھ کر دیکھنے لگا کہ کس طرح شہد تیار کرتی ہیں۔ اتنے میں مکھیوں کے بادشاہ کو پتہ چل گیا کہ کوئی آدمی کھڑا دیکھ رہا ہے فوراً باہر آ گیا۔ سب مکھیاں بھی اسے دیکھ کر باہر آ گئیں اور ادھر ادھر اڑ کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئیں اور اس شیشے کے باہر چکنی مٹی لگا دی تاکہ باہر سے کوئی دیکھ نہ سکے۔ اور پھر اندر جا کر شہد بنانا شروع کر دیا۔

پس آپ دیکھیں کہ خدا نے اس حیوان کو کتنی عقل دی ہے۔ سب کے گھر اور چھتے ایک جیسے ہیں اس کے باوجود غلطی سے ایک دوسرے کے گھر میں نہیں جاتیں۔

"فسبحان من خالق خبیر حکیم بصیر" پاک ہے وہ خالق جو حکیم خبیر اور بصیر ہے۔

خلقت انسان:

ان سب سے بہتر یہ ہے کہ انسان خود اپنی خلقت میں فکر کرے۔ کہ ایک گندے اور نجس نطفے سے مختلف انواع اور اقسام کے انسان پیدا کئے ہیں۔ کسی کو خوبصورت کسی کو بدشکل کسی کو مرد اور کسی کو عورت۔ کسی کو سیاہ اور کسی کو سفید۔ کسی کو مکمل اور کسی کو ناقص۔ خدا نے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے اس کے اعضاء اور جوارح بنائے ہیں۔ ہر ایک کو ایک خاص شکل اور خاص صورت پر پیدا کیا ہے۔ ہر ایک کو ایک خاص ہر عضو کو ایک خاص کام اور

https://www.shiabookspdf.com/

خاص شغل دیا ہے۔ کچھ اعضا کو پانی اور خون کے درمیان مضبوط اور محکم بنایا ہے۔ جو جسم کے لیے ستون کا کام دیتے ہیں۔ پھر جسم کے اندر مختلف قسم کے اعضاء بنائیں ہیں۔ بڑا چھوٹا سیدھا، ٹیڑھا، باریک، موٹا۔ کوئی حرکت کرنے والا اور کوئی بغیر حرکت کے۔

کیونکہ انسان کو کبھی تمام بدن کو حرکت دینے کی ضرورت تھی اور کبھی آدھے بدن کو اس لیے اسے ایک ہڈی سے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس کے اندر کئی ہڈیاں بنائیں ہیں۔ اور پھر ہڈیوں کے درمیان جوڑ رکھا ہے تاکہ آسانی سے حرکت دی جا سکے اور انسان جدھر چاہے آسانی سے حرکت دے لے۔ پھر آپ انسان کے اندر رگوں میں غور کریں ان کے اندر کیسے کیسے عجائب ہیں اور کیسی کیسی حکمتیں موجود ہیں۔ کچھ رگیں حرکت کرتی ہیں اور کچھ ساکت ہیں۔ جو حرکت کرتی ہیں انہیں شریان کہتے ہیں۔ یہ شریانیں دل سے دوسرے اعضاء کی طرف جاتی ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ زندگی اور روح کو دل سے جو سرچشمۂ حیات اور روح حیوانی کا مرکز ہے دوسرے اعضاء تک پہنچاتی ہیں اور معدے سے جو دھوئیں کے بخارات بلند ہوتے ہیں ان سے دل کی حفاظت کرتی ہیں اور باہر سے صاف ہوا کو جذب کرتی ہیں۔ ان شریانوں کے لیے دو حرکتیں ہیں۔ ایک کے ذریعے سے بخارات کو دل سے دور کرتی ہیں اور دوسری سے صاف ہوا کو جذب کرتی ہیں۔

وہ رگیں جو حرکت نہیں کرتیں۔ ان کا کام غذا کو معدہ سے جگر تک پہنچانا ہے۔ اور وہاں سے دوسرے اعضاء تک لے جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ ساکت ہیں اور حرکت نہیں کرتی اور انہیں نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ اس لیے ایک چمڑے سے پیدا ہوئی ہیں۔

انسان کے سر کی خلقت:

انسان کے سر میں فکر کریں خدا نے اس میں چھ ہڈیاں پیدا کی ہیں۔ دو چھت کے طور پر اور چار دیواریں ہیں سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا ہوا ہے۔ پھر ان ہڈیوں میں سوراخ رکھی ہیں جن کے ذریعے سے وہ بخارات باہر جاتے ہیں جو دماغ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تاکہ اندر رہ کر بیماریوں کا سبب نہ بنیں۔ سر کے اندر دماغ کو نرم پیدا کیا ہے

https://www.shiabookspdf.com/

تا کہ جو رگیں دماغ سے پیدا ہوں وہ نرم ہوں اور ٹوٹیں نہ۔ اور محسوسات کی صورتیں اس کے اندر منقش ہو جائیں۔ پھر دماغ کا مزاج ٹھنڈا بنایا ہے۔ تا کہ فکر اور سوچ کی وجہ سے دماغ میں گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے وہ جل نہ جائے۔ پھر اس سر کے اندر ظاہری اور باطنی قوتیں پیدا کی ہیں۔ جیسے آنکھ جس کے ذریعے سے چیزوں کو دیکھا جاتا ہے اور تمیز دی جاتی ہے۔ پھر آنکھوں کا پانی نمکین بنایا ہے تا کہ آنکھ کے پردے خراب نہ ہوں۔ پھر اس میں پلکیں بنائیں ہیں۔ جو گرد وغبار اور چھوٹے چھوٹے کیڑوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ سر کے اندر خدا نے کان بنائیں ہیں جن کے ذریعے سے انسان کی مختلف آوازیں سنی جاتی ہیں۔ تا کہ ایک دوسرے کی باتوں کو سمجھ سکے۔ پھر کان کے اندر نمکین پانی پیدا کیا ہے تا کہ کیڑے مکوڑے اندر داخل نہ ہو سکیں۔ پھر سر کے اندر قوۂ شامہ یعنی ناک قرار دیا ہے جس کے ذریعہ سے خوشبو اور بدبو میں تمیز دیتا ہے۔ ایک قوت ذائقہ سر کے اندر پیدا کی ہے۔ جس کے ساتھ اچھی اور بری غذا کا ذائقہ حاصل کرتا ہے۔

پس انسان کی صورت کو ان چیزوں کے ساتھ مزین کیا جو لازمی اور ضروری ہیں۔ اسی وجہ سے خدا نے کسی چیز کی خلقت پر اپنے لیے تحسین کے کلمات نہیں کہے جو انسان کی خلقت پر کہیں ہیں۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے (**فتبارک اللہ احسن الخالقین**)

پس جو شخص اپنی خلقت اور عجائبات میں غور و فکر کرے۔ تو خود بخود اپنے خالق کی معرفت حاصل کرے گا۔ جیسے کہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "**من عرف نفسه فقد عرف ربه**" جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس مطلب یہ ہے کہ انسان اگر ایک گھڑی بھی خدا کی قدرت کے آثار اور کمالات میں فکر کرے یا اپنے اعمال و افعال میں یا اپنی زندگی کے خاتمے یعنی موت میں فکر کرے تو ممکن ہے جنت میں داخل ہو جائے اور گمراہی سے بچ جائے اور اپنی دنیا و آخرت کو آباد کر لے جیسے کہ بہت سے لوگوں کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

ہارون الرشید کے بیٹے کے حالات:

ابواب الجنان اور معراج السعادۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ ہارون الرشید کے ایک بیٹے نے اپنے والد کی خلافت کے زمانے میں یہ فکر کیا کہ کیا اس چند دن کی دنیا کے عوض کوئی اپنی آخرت کے ہمیشہ رہنے والے گھر کو بیچے گا؟ اور اس دنیا کی عیش وعشرت کے چند ختم ہونے والے دنوں کے ذریعے اپنی آخرت خراب کو کرے گا؟ اتنے فکر کرنے کی وجہ سے دنیا اور مال دنیا سے دور ہو گیا۔ زہد وتقوی اختیار کر لیا۔ نیک اور صالح لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے لگ گیا۔ انہیں کی طرح زندگی گزارنے لگا۔ کھردرا لباس پہننے لگا۔ جو کی روٹی کھانا قبرستان میں جا کر پرانی قبروں کو عبرت کے طور پر دیکھتا اور روتا رہتا۔ ایک دن اسی لباس اور حالت میں اس جگہ سے گزر رہا تھا۔ جہاں اس کا باپ اپنے وزراء اور مشیروں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہاں موجود کچھ لوگوں نے کہا اس لڑکے نے خلیفہ کی لوگوں کی نظر میں توہین کر دی ہے۔ کس طرح گندے لباس میں اور خراب حالت میں گھومتا پھرتا ہے۔ خلیفہ اس کی وجہ سے دوسروں کے سامنے شرمسار ہوتا ہے۔ خلیفہ کو چاہیے اس کو سزا دے۔ ہارون متوجہ ہوا۔ اس نے کسی کو بھیج کر لڑکے کو بلایا۔ وہ آیا تو اس سے پوچھا یہ تو نے کیا حالت بنا رکھی ہے۔ بیٹے نے کہا: اے والد دنیا کی عزت کو میں نے دیکھ لیا ہے اس عیش وعشرت کا مزہ میں نے چکھ لیا ہے۔ اب مجھے چھوڑ دو تا کہ آخرت کی زندگی کا لطف لے لوں۔ کیونکہ دنیا کی زندگی فانی ہے اور آخرت کی زندگی باقی رہنے والی ہے۔ لیکن ہارون نے قبول نہ کیا اور اپنے وزیر کو حکم دیا کہ اس کے لیے مصر کی حکومت کا پروانہ لکھ دو۔ بیٹے نہ کہا: اگر تو مجبور کرے گا تو میں بھاگ جاؤنگا۔ ہارون نے کہا: میرے بیٹے اگر مجھ سے دور بھاگ جائے گا تو میں تیری جدائی پر کیسے صبر کرونگا؟ اس نے کہا: میرے دوسرے بھائی موجود ہیں جن کے ساتھ دل لگا لینا۔ پھر باپ سے دور چلا گیا اور بھاگ کر بصرہ چلا گیا۔ قرآن کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ بصرہ جا کر مزدوری شروع کر دی۔ ہفتہ کے دن کے علاوہ کوئی کام نہ کرتا تھا۔ ایک دن مزدوری کر کے جو اُجرت ملتی پورا ہفتہ اس کے ساتھ گزار کرتا۔ ابو عامر بصری کہتا ہے میرے

https://www.shiabookspdf.com/

گھر کی دیوار گر گئی تھی ۔ میں ایک معمار کی تلاش میں گیا ۔ ایک جوان کو دیکھا ۔ جو بڑا خوبصورت تھا ۔ اپنے سامنے بیلچہ رکھ کر قرآن پڑھ رہا تھا ۔ میں نے اس سے کہا اے لڑکے کام کرو گے ؟ اس نے کہا ۔ کیوں نہیں کرونگا ۔ حالانکہ میں کام ہی کے لیے پیدا ہوا ہوں ۔ مجھے بتاؤ کیا کام کرنا ہے ؟ میں نے کہا گارا مٹی اٹھانے کے لیے ۔ لڑکے نے کہا ۔ میں اس شرط کے ساتھ کام کرونگا کہ روزانہ کا ایک درہم اور درہم کا چھٹا حصہ مزدوری دے اور نماز کے وقت نماز پڑھنے کی اجازت دے ۔ میں نے قبول کر لیا اور اسے کام پر لے آیا ۔ میں نے رات کو آ کر دیکھا ۔ اس لڑکے نے دس آدمیوں جتنا کام کیا تھا ۔ میں اسے دو درہم دینے لگا ۔ لیکن وہ نہ مانا ۔ صرف وہ اُجرت لی جو اس نے کہی تھی ۔ اور چلا گیا ۔ ہفتہ کے دن کے علاوہ وہ کام نہ کرتا تھا ۔ دوسرے ہفتہ کے دن پھر انہیں سابقہ شرائط پر دوبارہ کام پر لے آیا ؟ میں دور سے اسے دیکھ رہا تھا ۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے غیب سے اس کی کوئی مدد کر رہا ہے ۔ شام ہوئی میں نے چاہا اسے تین درہم دوں ۔ لیکن وہ نہ مانا بلکہ وہی طے شدہ رقم لے کر چلا گیا ۔ تیسرے ہفتے کے دن میں اس کا پتہ کرنے گیا ۔ تو پتہ چلا تین روز سے بیمار ہے اور اس خرابہ میں پڑا ہے ۔ میں نے ایک شخص کو پیسے دیئے اور اس سے کہا مجھے اس کے پاس لے جاؤ ۔ میں اس کے پاس گیا ۔ تو دیکھا بیہوش پڑا ہے اور سرہانے ایک اینٹ رکھی ہوئی ہے ۔ میں نے اسے اپنی گود میں لے لیا ۔ اس نے اپنا سر زمین پر گرا دیا اور کہا ۔ اے مرد تجھے میری وصیت یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو میرا سر زمین پر رکھ کر کہنا " اللھم ھذا عبدک ھرب من دنیا الیک لتقبلہ فاقبلہ و اعف عنہ و عن تقصیرہ بفضلک " اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے دنیا سے بھاگ کر تیری طرف آیا ہے ۔ تاکہ تو اسے قبول کر لے ۔ اپنے فضل و رحمت کے ساتھ اس کو قبول فرما اور اس کی کوتاہیوں کو معاف کر دے ۔ پھر جب مجھے دفن کر دو ۔ تو اس بیلچے کو کسی ایسے شخص کو دے دینا جو قبریں کھودنے کا کام کرتا ہو ۔ میری یہ انگوٹھی اور قرآن میرے باپ ہارون کے پاس لے جانا اور اس سے کہنا " لا تموتن علی غفلتک " غافل رہ کر نہ مرو ۔ اس کے بعد وہ مر گیا ۔ اور اس کی روح پرواز کر گئی ۔

https://www.shiabookspdf.com/

شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

جھان ای برادر نماند بکس دل اندر جهان آفرین بندوبس

چه آهنگ رفتن کند جان پاک چه برتخت مردن چه برروی خاک

ترجمہ: اے بردار یہ دنیا اور جہان کسی کے ساتھ نہیں رہتا۔ اپنے دل کے اندر اس جہان کے خالق کو بند رکھ اور بس۔

کیونکہ جو تخت پر ہے یا خاک پر سب نے اس کی طرف جانا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

ایک اور شخص جو فکر کرنے سے دنیا اور آخرت میں نجات پا گیا۔ بہلول تھا۔ ہارون نے اسے کہا تھا کہ فتویٰ دے موسیٰ ابن جعفرؑ کے قتل کرنے کا۔ اس نے ایک رات کی مہلت مانگی۔ رات بھر فکر کرتا رہا اور سوچتا رہا۔ اور آخر کار خود کو دیوانہ بنالیا اور نجات پا گیا۔

ایک یزید کا بیٹا معاویہ تھا۔ جب یزید جہنم واصل ہوا۔ تو چالیس دن تک خلافت کرتا رہا۔ پھر منبر پر آیا وہ جمعہ کا دن تھا۔ خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا: اے لوگو! میرا یہ ضعیف اور کمزور بدن جہنم کی آگ برداشت نہیں کر سکتا۔ خلافت میرے بس کا کام نہیں ہے۔ میں تمہیں علی بن الحسینؑ کی طرف راہنمائی کرتا ہوں کہ۔ وہ خلافت کا اصل حقدار ہے۔ نہ کہ میں اور آل ابوسفیان جاؤ اس کی جا کر بیعت کرو۔ خطبہ ختم کرنے کے بعد اپنے گھر جا کر ایک کمرے میں بند ہو کر بیٹھ گیا۔ اور لوگوں سے ملنا جلنا ختم کر دیا۔ اسی طرح اس دنیا سے چلا گیا۔

ایک اور شخص جو تھوڑا سا فکر کرنے کے بعد نجات پا گیا۔ حر بن یزید ریاحی تھا۔ عاشور کے دن عمر سعد کے لشکر میں تھا۔ جب سید الشہداءؑ نے استغاثہ بلند کیا۔ **"هل من ناصر ينصرني هل من معين يعينني"** کوئی ہے جو حسینؑ کا ساتھ دے۔ تو حر امامؑ کی آواز سن کر عمر سعد کا لشکر چھوڑ کر امامؑ کی خدمت میں آ گیا۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۷

جملہ ذرات عالم درنہان با تو می گویند روزان و شبان
ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم با شمانا محرمان ما خامشیم
آدمی غافل زتسبیح جماد آن جماد اندر عبادت اوستاد

ترجمہ: اس کائنات کا ہر ذرہ باطن میں تیرے ساتھ دن رات یہ کہتا ہے۔ ہم سننے والے ہیں ہم دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں تمہارے ساتھ اے نامحرمو۔ لیکن ہم بول نہیں سکتے خاموش ہیں۔

آدمی جمادات کی تسبیح کو نہیں سمجھتا۔ جمادات خدا کی عبادت میں ہر وقت کھڑا ہے۔

قال اللہ الحکیم: (یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکر اکثیرا و سجوہ بکرۃ و اصیلا) اے ایمان والو: بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔

یہ بات واضح ہے کہ خدا نے بندے پر جتنی چیزیں بھی واجب کی ہیں یا مستحب ان کے لیے ایک خاص وقت ہے۔ سوائے ذکر کے۔ اس کے خدا نے کوئی وقت معین نہیں کیا۔ بلکہ جس وقت چاہے بندہ فکر و ذکر کر سکتا ہے۔ بلکہ انسان کو چاہیے کہ کسی وقت بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ دل، زبان اور اعضاء کے ساتھ خدا کو یاد کرے۔

علماء کی زبان میں ذکر کی تین قسمیں ہیں:

ذکر قلبی۔ یعنی انسان عبادت اور اطاعت، گناہ اور موت کے وقت خدا کو یاد کرے۔

دوسری قسم ذکر اعضائی ہے۔ یعنی خمس، زکوۃ، حج، صدقہ ادا کرنا۔ جہاد کرنا روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا۔

زبانی اذکار:

ذکر کی تیسری قسم زبانی ذکر ہے:

https://www.shiabookspdf.com/

جس کی چند قسمیں ہیں۔ایک نماز پڑھنا ہے۔جیسے خدا فرماتا ہے۔(اقم الصلوٰۃ لذکری) میری یادآوری کے لیے میری نماز پڑھو۔زبانی ذکر کی ایک قسم موعظہ اور نصیحت کرنا ہے۔جیسے خدا فرماتا ہے(فان الذکری تنفع المومنین) بے شک ذکر مومنوں کو فائدہ دیتا ہے۔پس موعظہ مومنوں کے لیے بے فائدہ نہیں ہے۔اگرچہ ایک کلمہ ایک دن میں کئی بار سنے یا کسی کتاب میں پڑھے۔پھر بھی اثر کرتا ہے۔ہر دفعہ اس کا علیحدہ فائدہ ہوتا ہے۔اور انسان کوئی نہ کوئی چیز ضرور سمجھتا ہے۔اثنی عشریہ میں روایت ہے۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تورات کو پڑھا اور اس سے پانچ کلمات کو اختیار کیا ہے۔مجھے اچھا لگتا ہے کہ میں ان کلمات کا ہر صبح مطالعہ کروں۔وہ کلمات یہ ہیں۔

اول: جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے۔وہ شیطان کے برابر ہے۔دوئم: جو بادشاہ عدالت نہ کرے وہ فرعون کے برابر ہے۔سوئم: جو فقیر امیر آدمی کے مال کی لالچ میں اس کی تعریف کرے کتے کے برابر ہیں۔چہارم: وہ امیر آدمی جس کے مال سے فائدہ نہ اٹھایا جائے مزدور کے برابر ہے۔پنجم: جو عورت پاکدامنی نہ رکھتی ہو لونڈی کے برابر ہے۔

پس امیر المومنین علیہ السلام جو علوم اولین اور آخرین کے مالک ہیں۔ہمیں درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں ان پانچ کلمات کو ہر روز صبح دیکھتا ہوں۔جبکہ ہم خود کو اس سے بے نیاز سمجھتے ہیں۔اور کسی وعظ و نصیحت کی محفل میں جانا پسند نہیں کرتے۔اگر چلیں بھی جائیں تو ایسی گفتگو کو سننا پسند نہیں کرتے بلکہ اپنی گفتگو میں مشغول رہتے ہیں۔اگر سن بھی لیں تو اس پر عمل نہیں کرتے۔پس جب تک انسان کا دل سیاہ نہ ہوا ہو۔اس پر وعظ و نصیحت اثر کرتے ہیں۔لیکن اگر دل سیاہ ہو گیا ہو۔تو اس پر کسی وعظ و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔حتیٰ کہ نبی یا امام کی بات کا بھی اثر نہیں ہوتا۔

برسہ دل چہ سود خواندن وعظ نرود میخ آہنین در

ترجمہ: سیاہ دل پر وعظ و نصیحت کا کیا اثر ہوگا۔کیا پتھر کے اندر بھی کبھی میخ گئی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

قرآن پڑھنے کی فضیلت:

ذکر زبانی کی تیسری قسم قرآن پڑھنا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے **(انا نحن نزلنا الذکرو انـا لـه لحافظون)** بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ **"ولقـد یسـرنـا القـرآن للذکر فهل من مد کر"** اور ہم نے قرآن کو ذکر کے لیے آسان کر دیا ہے۔ پس کیا کوئی ہے ذکر کرنے والا۔

زبانی اذکار میں سے بہترین ذکر قرآن پڑھنا ہے۔ اس کی فضیلت میں روایات کثرت سے موجود ہیں۔ علامہ مجلسی بحار الانوار میں، جامع الاخبار اور لآلی الاخبار میں روایت ہے رسول خداؐ نے فرمایا: **"یا سلیمان علیک بقرآۃ القرآن فان قرائۃ کفارۃ لذنوب و ستر فی النار و امان من العذاب"** اے سلمان قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ بے شک قرآن کی تلاوت گناہوں کا کفارہ ہے۔ جہنم سے ڈھال ہے اور عذاب سے امان ہے۔ اور ہر آیت کے بدلے میں سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ خدا اس کی طرف رحمت کی نظر کرتا ہے۔ اسے ہر حرف کے بدلے ایک حور عطا کرتا ہے۔ ہر حرف کے بدلے پل صراط پر ایک نور عطا کرے گا۔ جو شخص قرآن کو ختم کرے گا۔ خدا اسے تین سو تیرہ پیغمبروں کی تبلیغ کا ثواب عطا کرے گا۔ وہ شخص ایسے ہو گا جیسے اس نے تمام آسمانی کتابوں کو پڑھا ہو۔ خدا قیامت کے دن کو جہنم کی آگ اس پر حرام کر دے گا۔ وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا۔ مگر یہ کہ خدا اسے اور اس کے والدین کو بخش دے گا۔

اے سلمان تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ جب مومن قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ تو خدا اس کے سامنے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کی زبان سے نکلے ہوئے ہر حرف کے بدلے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو قیامت تک اس کے لیے تسبیح کرتا رہے گا۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے۔ علم حاصل کرنے کے بعد قرآن کی تلاوت سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ نہیں ہے۔ بہترین اعمال خدا کے نزدیک قرآن کی تلاوت کرنا ہے۔ رزق کے وسیع ہونے کا سبب ہے

https://www.shiabookspdf.com/

دنیا اور قبر کا گھر روشن ہوتا ہے اور قبر وسیع ہوتی ہے۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں۔ جو شخص اپنے بچے کو قرآن پڑھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسے ہے جیسے اس نے دس ہزار حج کیئے ہوں اور دس ہزار عمرے کیے ہوں۔ دس ہزار غلام اولاد اسماعیل سے آزاد کیے ہوں۔ دس ہزار مرتبہ جہاد کیا ہو۔ دس ہزار فقیروں کو سیر ہوکر کھانا کھلایا ہو۔ دس ہزار لوگوں کو لباس پہنایا ہو جو پیغمبر لباس کے ہوں۔ اس کے لیے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہے۔ اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور قبر میں قیامت تک اس کے ساتھ ہوگا۔ اس کے ترازو کے بھاری ہونے کا سبب بنے گا۔ اور وہ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

بعض روایات سے ظاہر ہوتا۔ کہ اگر اولاد قرآن کی تلاوت کرے تو اس دنیا میں بھی والدین کو فائدہ دیتی ہے اور مرنے کے بعد بھی اگر عذاب میں مبتلا ہو تو اس کی نجات کا سبب بنتی ہے۔ جیسے منہج الصادقین میں روایت ہے۔ رسول خداؐ اپنے اصحاب کے ساتھ جنت البقیع قبرستان سے گزر رہے تھے۔ ایک قبر کے پاس سے گزرے تو فرمایا جلدی سے گزر جاؤ۔ جب واپس لوٹے تو جلدی کرنے کا حکم نہ دیا۔ اصحاب نے پوچھا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلے اس قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا۔ مجھے اس کی آواز بھی سنائی نہ دے رہی تھی۔ اب اس پر خدا کی رحمت ہوئی ہے عذاب دور ہو گیا۔ اصحاب نے پوچھا۔ عذاب کیسے دور ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا: یہ ایک فاسق یعنی گناہگار شخص تھا۔ اس وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ اس کی ماں نے اسے استاد کے پاس سکول یا مدرسہ بھیجا استاد نے اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا سکھایا۔ خدا نے اپنے فرشتوں سے فرمایا مناسب نہیں ہے کہ اس کا بچہ ہمارا نام لے رہا ہو اور اسے ہم عذاب دیں۔ اس لیے اس شخص کا عذاب ختم ہو گیا۔

پس معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت کی بڑی فضیلت ہے۔ اور تمام عبادتوں اور ذکروں سے بہتر ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے آئمہؑ قرآن کی تلاوت کا بڑا خیال رکھتے تھے اور اکثر طور پر ایک دن رات میں قرآن ختم کر لیتے تھے۔ جیسے کہ امام زین العابدین علیہ السلام ایک رات

https://www.shiabookspdf.com/

میں قرآن ختم کرتے تھے۔ اسی طرح حبیب ابن مظاہر بھی ایک رات میں قرآن ختم کرتے تھے۔ کچھ ایسے تھے جو دن رات قرآن پڑھتے تھے اور کوئی شہادت کے بعد بھی نوک سنان پر قرآن پڑھتے تھے۔ جیسے امام حسین علیہ السلام نے نوک سنان پر کئی بار قرآن پڑھا۔ اسکی کئی وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ شامیوں نے امامؑ کو خارجی مشہور کر رکھا تھا۔ حضرت قرآن پڑھ کر یہ بتانا چاہتے تھے کہ تم جسے خارجی کہتے ہو وہ اہل قرآن ہے کہ نوک نیزہ پر بھی قرآن پڑھ رہا ہے۔

اب ہم اتنا تو نہیں کر سکتے۔ مگر ایک مہینے میں ایک قرآن تو ختم کر سکتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف رمضان المبارک میں قرآن پڑھتے ہیں۔ پھر بند کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اگر قرآن قیمتی ہو تو اسے کسی الماری میں رکھ دیتے ہیں اور اگر کم قیمت کا ہو تو اسے کسی مسجد میں دے دیتے ہیں۔ تا کہ بے تمیز بچوں کے ہاتھوں میں رہے۔ جو اسے پامال کرتے رہتے ہیں اور اگر اول اور آخر کے ورقے پھٹے ہوئے ہوں تو بالکل احترام نہیں کرتے۔ بلکہ اسے کسی سوراخ وغیرہ میں رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کی آیت بلکہ ایک کلمہ بلکہ ایک حرف کا قرآن کی طرح احترام ضروری ہے۔ اس لیے جو احترام ایک ہزار والے قرآن کا ہے۔ پچاس یا سو روپے والے قرآن کا بھی وہی ہے۔

قرآن ثقل اکبر ہے اس کا احترام امامؑ کی طرح بلکہ امامؑ سے بھی زیادہ کرنا چاہیے۔ تمام مذاہب کے لوگ اپنی کتابوں کا احترام کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ دولت و ثروت میں مسلمانوں سے آگے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ جو اپنی مقدس کتاب کا احترام ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ ہماری یہ کتاب تمام کتابوں سے فضیلت اور شرافت میں بڑھ کر ہے۔ فقیر و غریب لوگ سڑک کے کنارے چند سکوں کی خاطر قرآن کھول کر بیٹھ جاتے ہیں کوچہ و بازار کا گرد و غبار ان پر آ کر پڑتا ہے۔ پھر وہاں سے تمام مسلمان، یہودی، عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ گزرتے ہیں۔ لیکن بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ اس کے باوجود ہم یہ توقع رکھتے ہیں۔ ہمارا مال و دولت زیادہ ہو۔ ہماری تمام مشکلات ختم ہوں۔ حالانکہ قرآن اور قرآن کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے اور شریعت کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پھر ممکن ہے کہ ہم چند چیزوں کے ذریعے سے ہر روز قرآن کے ختم کا ثواب حاصل کرلیں۔
پہلی چیز سورہ توحید کی تلاوت ہے۔ جیسے امالی شیخ صدوق اور بحار الانوار کی جلد 20 میں لکھتے ہیں۔ ایک دن رسول خداؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے کون روزانہ قرآن کو ختم کرتا ہے؟ سلمان نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ میں۔ کچھ اصحاب نہ کہا۔ یارسولؐ اللہ۔ سلیمان ہم قریش پر فخر کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ ہم اسے دیکھتے ہیں کہ سلمان اکثر طور پر خاموش ہوتا ہے اور کچھ نہیں پڑھتا۔ حضرتؐ نے فرمایا: اچھا چپ ہو جاؤ سلمان سے پوچھا وہ کیا جواب دیتا ہے۔ سلمان سے پوچھا کہ تو اکثر خاموش رہتا ہے۔ اور کچھ نہیں پڑھتا۔ تو نے یہ کیسے کہہ دیا کہ میں ہر روز قرآن ختم کرتا ہوں؟ سلمان نے کہا: میں نے اپنے حبیب رسولؐ خدا سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: یاعلیؑ تیری مثال میری امت میں سورۃ توحید کی طرح ہے۔ جو سورۃ توحید کو ایک مرتبہ پڑھ لے اس نے قرآن کا تیسرا حصہ ختم کیا۔ جس نے دو مرتبہ پڑھا اس نے قرآن کے دو حصے ختم کیے۔ جس نے تین مرتبہ پڑھا اس نے تمام قرآن ختم کیا۔ اگر کوئی زبان کے ساتھ تیری محبت کا اظہار کرے اس کا تیسرا حصہ ایمان کامل ہو گیا۔ جس نے دل اور زبان کے ساتھ تیری محبت کا اظہار کیا اس کا دو حصے ایمان کامل ہو گیا جس نے تیرے ساتھ دل اور زبان سے محبت کی اور ہاتھ کے ساتھ تیری مدد کی اس کا پورا ایمان مکمل ہو گیا۔ یاعلیؑ اس خدا کی قسم جس نے مجھے رسالت پر مبعوث فرمایا ہے۔ اگر اہل زمین بھی اس طرح تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں جس طرح اہل آسمان کرتے ہیں۔ تو خدا کسی کو بھی جہنم میں نہ بھیجتا۔ سلمان نے کہا: میں روزانہ تین مرتبہ سورۃ توحید کی تلاوت کرتا ہوں۔ اس لیے ہر روز ختم قرآن کا ثواب حاصل کر لیتا ہوں۔

دوسری چیز جو ختم قرآن کا ثواب رکھتی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وہ فرمان ہے۔ جس میں حضرت فرماتے ہیں۔ جو شخص نماز صبح و عشاء کے بعد دس مرتبہ اس دعا کو اور تحلیل کو پڑھے تو خدا اس کے چالیس ہزار گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور چالیس ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھتا ہے۔ اور ایسے ہوتا ہے جیسے اس نے بارہ مرتبہ قرآن ختم کیا ہو۔ وہ کلمات

https://www.shiabookspdf.com/

یہ ہیں۔"**اشھدان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الھا و حدا صمدا لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا**"

تیسری چیز جو ختم قرآن کا ثواب رکھتی ہے۔ سورہ یٰسٓ کی تلاوت ہے۔ لآلی اوراثنی عشریہ میں روایت ہے۔ جو شخص سورۃ یٰسٓ کی تلاوت خدا کے لیے کرے تو خدا اسے معاف کردیتا ہے۔ اور ایسے ہے جیسے بارہ قرآن ختم کیے ہوں۔ حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو شخص اپنی زندگی میں ایک مرتبہ سورۃ یٰس کی تلاوت کرے۔ تو خدا تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوق کی تعداد کے برابر اسے دو ہزار ہزار نیکیاں عطا کرتا ہے اور دو ہزار گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور فرشتوں سے فرماتا ہے۔ میں اس بندے سے راضی ہوں۔ اس کے لیے استغفار کرو۔

چوتھی چیز جو ختم قرآن کا ثواب رکھتی ہے۔ علم کی مجلس میں بیٹھنا ہے۔ ایسی مجلس جس میں علوم دینی اور احکام شرعیہ کا ذکر ہوتا ہو۔ جیسے بحار اور جامع الاخبار میں روایت ہے رسول خداؐ نے فرمایا" **یا ابا ذرا لجلوس عند مذاکرۃ العلم احب الی من قرائۃ لقران کلہ اثنی عشر الف مرۃ** "

اے ابوذر ایک گھڑی علمی مجلس میں بیٹھنا خدا کے نزدیک بارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے۔

اسی کتاب میں روایت ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: علم کی مجلس میں بیٹھنا خدا کے نزدیک ہزار جنازوں میں شرکت کرنے ہزار بیماروں کی عیادت کرنے۔ ہزار راتوں میں عبادت کرنے ہزار روزے رکھنے اور ہزار درہم راہ خدا میں صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

اس کے باوجود کچھ خشک مقدس ایسے ہیں جو علم کی مجلس میں بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن سنتے نہیں ہیں قرآن کھول کر پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یا سنتے ہوتے ہیں اور قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔ لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔ حالانکہ قرآن پڑھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قرآن کے معانی اور مفاہیم میں غور وفکر کیا جائے۔ خدا ان لوگوں کی مذمت کرتا ہے۔ جو قرآن تو پڑھتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں لیکن غور وفکر نہیں کرتے۔(**افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوبھم اقفالھا**) کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔(**کتاب انزلنا الیک مبارک لیدبروا آیاتہ و یتذکراو لوالالباب**) ہم نے تمہاری طرف مبارک کتاب نازل فرمائی ہے۔تاکہ اس کی آیات میں غور وفکر کرو اور صاحبان عقل کو تذکر دو۔

پانچویں چیز جو قرآن اور تمام آسمانی کتابوں کے ختم کرنے اور پڑھنے کا ثواب دیتی ہے۔سورۃ حمد کی تلاوت کرنا ہے۔تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں۔خدا نے آسمان سے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ان میں سے تورات، زبور، انجیل اور قرآن بھی ہیں۔تمام آسمانی کتابوں کے فوائد اور ثمرات قرآن میں جمع کر دیئے ہیں۔اور قرآن کے تمام علوم و برکات کو سورہ حمد میں جمع کر دیا ہے۔جو اس سورہ کی تلاوت کرتا ہے گویا ایسے ہے۔جیسے تمام ایک سو چار آسمانی کتابوں کی تلاوت کی ہے۔

انوار نعمانیہ اور ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں۔مولا علی فرماتے ہیں تمام قرآن کا علم سورہ حمد میں ہے۔تمام حمد کا علم بسم اللہ میں ہے۔تمام بسم اللہ کا علم باء بسم اللہ میں ہے" **وانا النطقۃ تحت الباء**" اور میں وہ نقطہ ہوں جو باء بسم اللہ کے نیچے ہے۔یعنی میں علوم اولین و آخرین کا مرکز ہوں۔پس سورۃ حمد کے بہت زیادہ فوائد اور ثمرات ہیں۔ایک یہ کہ ہر درد کے لیے سوائے موت کے اس میں شفا ہے۔حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔مریض کی پیشانی پر سات مرتبہ سورۃ حمد پڑھو۔اگر شفا نہ ملے تو ستر مرتبہ پڑھو۔میں ضامن ہوں کہ خدا اسے شفا دے گا۔لیکن اس شرط کے ساتھ کہ موت کا وقت نہ آ گیا ہو۔اسی وجہ سے ہمارے آئمہ علیہم السلام اکثر طور پر جب کسی مریض کو شفا دیتے یا معجزہ کا اظہار کرتے تو اس سورۃ مبارکہ کی برکت کے ذریعے سے کرتے۔

جیسے کہ روایات کی بعض کتابوں میں ہے۔کہ رسول خداؐ ایک دن مدینے سے باہر گئے ایک عرب شخص کنویں پر پانی کھینچ رہا تھا۔آپ نے اس کے ساتھ معاملہ طے کیا کہ ہر

https://www.shiabookspdf.com/

ڈول کے بدلے مجھے ایک کھجور کا دانہ دے میں تجھے پانی کھینچ دیتا ہوں۔ حضرت نے پانی کھنچنا شروع کیا۔ تو آپ کے دست مبارک سے رسی چھوٹی اور ڈول کنویں میں گر گیا۔ اس عرب نے آپ کے مبارک چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ لیکن بعد میں جب اسے معلوم ہوا تو اپنا ہاتھ کاٹ کر حضورؐ کی خدمت میں لے آیا۔ حضورؑ نے اس کے ہاتھ کو لیا اور کٹی ہوئی جگہ پر رکھا اور سورۃ حمد کی تلاوت فرمائی تو وہ اپنی اصلی جگہ پر جڑ گیا۔ اسی طرح کا ایک اور معجزہ خلفائے بنی عباس کے زمانے میں رونما ہوا تھا۔ جو گزشتہ مجالس میں گزر چکا ہے

کلمہ توحید کا ثواب

ذکر زبانی کی چوتھی قسم " **لا الہ الا اللہ** " پڑھنا ہے۔ روایت میں ہے افضل ترین عبادت " **لا الہ الا اللہ** " پڑھنا ہے۔ جکسی عبادت کا ثواب اتنا نہیں ہے۔ جتنا اس کا ہے۔ لآلی لاخبار میں لکھتے ہیں۔ اگر سات آسمانوں اور سات طبقہ زمین کو ترازو کے ایک پلڑہ میں رکھیں اور دوسرے پلڑ میں اس کلمہ کو تو اس کا پلڑہ بھاری ہوگا۔

جامع الاخبار میں ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص روزانہ سو مرتبہ پڑھتا ہے " **لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین** " تو خدا اسے فقر اور پریشانی سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ کلمہ اس کی قبر میں اس کا مونس بنتا ہے۔ اور اسے غنی کر دیتا ہے۔ اس کی قبر میں جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کو پڑھے بہشت اس پر واجب ہو جاتی ہے۔ ہر مرتبہ کہنے پر بہشت میں اس کے لیے ایک درخت لگ جاتا ہے جو سوتے وقت سو مرتبہ یہ کلمہ کہے تو خدا اس کے لیے بہشت میں ایک گھر بناتا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے " **اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہدان محمدا عبدہ ورسولہ** " تو خدا اس کے لیے دس ہزار نیکیاں لکھتا ہے۔ اور جو " **لا الہ الا اللہ** " کہتے وقت اپنی آواز کو بلند کرے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں درختوں کے پتے۔

https://www.shiabookspdf.com/

تسبیح کا ثواب

ذکر زبانی کی پانچویں قسم تسبیح پڑھنا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہے تو تمام ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں اور تسبیح کا ثواب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ عدۃ الداعی اور لآلی الاخبار میں ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت سلیمان نبی علیہ السلام کی لشکر گاہ اتنی بڑی تھی کہ ساڑھے چار سو مربع میل کی جگہ میں پرندے تھے۔ ساڑھے سترہ میل میں وحشی جانور تھے۔ اور ساڑھے سترہ میل میں آدمی تھے۔ جنوں نے حضرت سلیمانؑ کے لئے سونے اور ابریشم سے ایک فرش بنایا ہوا تھا جو سات مربع میل بڑا تھا۔ اس فرش پر منبر حضرت سلیمانؑ کے لیے رکھا ہوا تھا۔ اطراف میں سونے اور چاندی کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ سونے کی کرسیوں پر انبیاء اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے تھے۔ پرندے اپنے پر ایک دوسرے کے پروں کے ساتھ ملا کر حضرت سلیمانؑ پر سایہ کرتے تھے۔ تا کہ سورج کی دھوپ نہ پڑے۔ خدا نے ہوا حضرت سلیمانؑ کے لیے مسخر کی ہوئی تھی۔ جوان کے منبر کو اڑائے پھرتی تھی۔ دن رات میں دو مہینوں کا سفر کرتے تھے۔ جیسے خدا فرماتا ہے (**ولسلیمان الریح غدوھا شھر ورواحھا شھر**) سلیمان کے لیے ہوا مسخر تھی جو دن میں ایک مہینہ اور رات میں ایک مہینہ فاصلہ طے کرتی۔ ایک دن حضرت سلیمان کا منبر ہوا میں جا رہا تھا۔ اس شوکت وجلال کو دیکھ کر ایک کسان نے کہا "**سبحان اللہ**" خدا نے داوڈ کے بیٹے کو کیا سلطنت عطا کی ہے۔ ہوا نے اس کی بات کو حضرت سلیمانؑ تک پہنچا دیا۔ حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا ہوا نے حضرت سلیمانؑ کے منبر کو زمین پر لا رکھا۔ حضرت سلیمان اس کسان کے پاس گئے۔ اور فرمایا "**تسبیحہ واحدۃ یقبلھا اللہ خیر مما اوتی من آل داودؑ**" خدا کی ایک تسبیح جو بندہ کرتا ہے اور خدا اسے قبول فرمالیتا ہے۔ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو خدا نے آل داوود کو عطا کی ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ "**سبحان اللہ**" کہنا پہاڑ کے برابر چاندی راہ خدا میں

https://www.shiabookspdf.com/

دینے سے افضل ہے۔ اس "سبحان اللّٰہ" کے بڑے فائدے اور ثمرات ہیں۔

تسبیح کے فوائد:

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو شخص دن میں تیس مرتبہ "سبحان اللّٰہ" کہے خدا اس سے ستر طرح کی بلائیں دور فرماتا ہے۔ آسان ترین اور سب سے چھوٹی بلا فقر اور غربت ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ "سبحان اللّٰہ" کہنے سے ہر غم و بلا سے نجات ملتی ہے۔ تمام سختیوں اور ہلاکتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ جیسے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے تسبیح (سبحانک انی کنت من الظالمین) کی وجہ سے نجات پائی۔

ایک دوسری روایت میں ہے جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہے۔ جنت میں اس کے لیے ایک درخت لگ جاتا ہے۔ جب الحمد للہ کہتا ہے۔ تو ایک اور درخت لگ جاتا ہے۔ جب "لا الٰہ الا اللّٰہ" کہتا ہے تو ایک اور درخت لگ جاتا ہے اللہ اکبر کہتا ہے۔ تو ایک اور درخت لگ جاتا ہے اور جو شخص ایک دن میں تبیحا اربعہ کو ایک مرتبہ پڑھے تو ایک غلام آزاد کرنے اور راہ خدا میں جہاد کے لیے دس ہزار گھوڑے بھیجنے سے بہتر ہے۔

زبانی ذکر کی ایک اور قسم استغفار کرنا ہے۔ روایت ہے۔ جو شخص صبح کی نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کرے۔ تو خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ اگر چہ اس دن ستر ہزار گناہ کیے ہوں۔ جو نماز عصر کے بعد سو مرتبہ استغفار کرے اس کے ایک سال کے گناہ معاف کر دے گا۔ اس کے رزق میں وسعت عطا فرمائے گا اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جو شخص نماز عصر کے بعد یہ پڑھتا ہے "استغفر اللّٰہ الذی لا الہ الاھو الحی القیوم الرحمن الرحیم" تو خدا اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے۔ اس کے گناہوں کی کتابوں کو جلا دو۔

جو شخص سوتے وقت تین مرتبہ یہ پڑھتا ہے "استغفر اللّٰہ الذی لا الہ الاھو الحی القیوم واتوب الیہ" خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اگر سمندر کی جھاگ، درختوں کے پتے اور دنیا کے دنوں کے برابر ہو۔ شخص سحری کے وقت استغفار کرتا ہے۔ خدا اس سے عذاب کو دور کر دیتا ہے۔ اور قرآن کی آیت کے مطابق (المستغفرین بالا

https://www.shiabookspdf.com/

سحار) میں شامل ہو جاتا ہے۔رسول خداؐ فرماتے ہیں۔خوش قسمت ہے وہ شخص جو ہر گناہ کے بعد استغفار کرتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے۔تو دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے۔ابھی انتظار کرو اور گناہ لکھنے میں جلدی نہ کرو۔شائد کوئی نیکی کرے یا استغفار کرے اور اسکے گناہ کا کفارہ بن جائے۔جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔(ان الحسنات یذھبن السیئات) بے شک نیکیاں برائیوں کوختم کر دیتی ہیں۔پس اگر اس نے استغفار کر لیا تو اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

پس یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ نماز جماعت کے لیے جو اتنا ثواب ہے اس وقت ہے جب مسجد میں صرف نماز جماعت کی خاطر آیا ہو۔دعا کے لیے آیا ہو۔اور اگر دنیا داری کے لیے ہوگا تو اس کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔بلکہ ثواب کی بجائے گناہ بھی ملے گا۔رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرے گا۔اس کے لیے پچیس زنا کے گناہوں کا ثواب لکھا جائے گا اور اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔

روایت ہے قیامت کے دن ایک سانپ جہنم سے باہر آئے گا۔جس کا نام جرلیش ہے۔جو اونچی آواز سے کہے گا" این اھلی این اھلی " میرا شکار کہاں ہے؟ جبرئیل اس سے پوچھے گا۔تو کسے چاہتا ہے؟ وہ کہے گا پانچ طرح کے لوگ نماز نہ پڑھنے والا، زکوۃ نہ دینے والا، شراب پینے والا، عاق والدین اور وہ شخص جو مسجد میں دنیا کی باتیں کرتے تھے۔

پس بہتر یہ ہے کہ انسان اگر مسجد آئے تو نماز دعا اور ذکر کے لیے آئے۔اگر مسجد میں آنے کا مقصد یہ ہوگا تو اس کے ہر سانس کے بدلے خدا اسے بہشت میں درجہ عطا فرمائے گا۔فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ہر سانس کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف ہوں۔کیونکہ مساجد اللہ کے گھر ہیں۔کیونکہ خدا فرماتا ہے(ان بیوتی فی الارض المساجد) زمین میں میرا گھر مسجدیں ہیں۔اس لیے اللہ کے گھروں کو صاف رکھنا چاہیے۔اس سے گندگی کو دور رکھیں۔خدا فرماتا ہے جو بندہ وضو کر کے میرے گھر میں زیارت کے لیے آتا ہے۔پس جس کی زیارت کے لیے وہ آیا ہے اس کا حق بنتا ہے کہ آنے

https://www.shiabookspdf.com/

والے کی عزت واحترام کرے۔
مصباح کفعمی مقیاس المصابیح اور حیلۃ المتقین میں ہے جو شخص ایک مرتبہ خاک شفا کی تسبیح کے دانے پر سبحان پڑھتا تو چار سونیکیاں اس کے لیے لکھے جاتے ہیں۔ چار سو گناہ معاف ہوتے ہیں۔ چار سو درجے اس کے لیے لکھے جاتے ہیں اور چار سو حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔
جو شخص تسبیحات اربعہ کو خاک شفا کی تسبیح کے ساتھ پڑھے۔ تو چھ ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ چھ ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔ چھ ہزار درجات اس کے لیے لکھے جاتے ہیں اور چھ ہزار آدمیوں کی شفاعت کرسکتا ہے۔

بسم اللہ پڑھنے کا ثواب

ذکر زبانی کی چھٹی قسم بسم اللہ کہنا ہے۔ حدیث میں ہے جو شخص ایک مرتبہ بسم اللہ پڑھتا ہے۔ تو ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ چار ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔ چار ہزار درجات اس کے لیے بلند ہوتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے۔ مجھے قسم ہے میری عزت و جلالت کی۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جو بھی بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے۔ تو اس کے لیے سات سو سال کا ثواب لکھوں گا۔ جو شخص بسم اللّٰہ کو خوشخط کر کے لکھے اس کے لیے بہشت واجب ہو جاتی ہے۔ جو بسم اللہ کو اپنے گھر کے دروازے پر لکھے تو وہ ہلاک ہونے سے محفوظ رہے گا۔ اس کے علاوہ اور بھی برکات اور فائدے ہیں۔

بسم اللہ کے فوائد:

ایک فائدہ یہ ہے کہ شیطان دور رہتا ہے۔ کیونکہ قرآن کی اس آیت کے مطابق **(وشارکھم فی الاموال والاولاد)** لوگوں کے ساتھ ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جاتا ہے۔ شیطان بنی نوع انسان کا دشمن ہے۔ کسی وقت بھی وہ انسان سے جدا نہیں ہوتا۔ ہر وقت اور ہر جگہ اسے تکلیف اور اذیت دینے کی کوشش میں رہتا ہے۔ خاص

https://www.shiabookspdf.com/

طور پر کھانے، پینے، سونے اور جماع کرنے کے وقت۔ پس مومن کو چاہیے ہر وقت خدا کے ذکر کے ساتھ ہر وقت مسلح رہے تاکہ شیطان کو دور رکھ سکے اور اس کے کسی کام میں شریک نہ ہو۔ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھے تاکہ وہ شریک نہ ہو اور کھانے کی برکت ختم نہ کردے۔ جماع کے وقت بسم اللہ پڑھے تاکہ اولا کے نطفہ میں شریک نہ ہو۔ وگرنہ اگر وہ شریک ہو گیا تو اولاد بھی شیطان ہو جائے گی۔ بری اور بدذات ہوگی۔ فاشی کریگی اور خاص طور پر دشمن اہلبیت علیہم السلام ہوگی۔

بسم اللہ کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو ہلاکت سے محفوظ رکھتی ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا۔ تو بسم اللہ پڑھا جس کی وجہ سے وہ نجات پا گئے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کھانے کے وقت اگر بسم اللہ پڑھی جائے تو وہ کھانا نقصان نہیں پہنچاتا۔

عبداللہ بن ابیٔ کا قصہ:

لآلی الاخبار اور مفتاح النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ جب رسول خداؐ مدینہ میں تشریف لے آئے اور اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔ تو عبداللہ ابی نے آپ کے ساتھ حسد کیا۔ رسولؐ خدا کی دوسرے اصحاب کے ساتھ اپنے گھر دعوت کی اور زہر والا کھانا تیار کیا۔ تاکہ سب کو قتل کردے۔ جبرئیل آئے اور حضرت کو بتادیا۔ حضورؐ نے فرمایا: یا علیؑ کوئی با اثر کلام اس کھانے پر پڑھو۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے پڑھا" **بسم اللّٰه الشافی بسم اللّٰه الكافی بسم اللّٰه المعافی بسم اللّٰه الذی لایضر مع اسمه شیئی ولاداء فی الارض ولافی السماء و هو السمیع العلیم** " سب نے وہ کھانا کھایا اور سیر ہو کر کھایا اور اٹھ کر چلے گئے لیکن کسی کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ جب عبداللہ ابی نے دیکھا تو اس نے سوچا شائد کھانا پکانے والے کو یاد نہیں رہا۔ اور کھانے میں زہر کو شامل نہیں کر سکا۔ لہذا اپنے سب دوستوں کو بلایا جو منافق تھے۔ سب نے وہ کھانا کھایا اور سب کے سب جہنم واصل ہو گئے۔

چوتھا فائدہ۔ بسم اللہ کا یہ ہے کہ گناہ ختم ہوتے ہیں۔ جیسے روایت میں ہے جو شخص وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس کا تمام بدن گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ بسم اللہ پڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے حوض کوثر سے سیراب فرمائے گا۔ انوار نعمانیہ میں روایت ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: شب معراج جب میں بہشت میں داخل ہوا تو وہاں چار نہریں پانی، شہد، دودھ اور شراب کی دیکھیں۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں اور کہاں جاتی ہیں۔ اس نے نے کہا۔ کوثر کی طرف جاتی ہیں۔ یہ نہیں معلوم کہ کہاں سے آتی ہیں۔ خدا سے پوچھو۔ میں نے دعا کی۔ ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا اپنی آنکھیں بند کریں۔ میں نے بند کیں اس نے کہا کھول لیں۔ میں نے کھولیں تو ایک درخت دیکھا۔ اس درخت کے نیچے ایک قبہ تھا۔ جس کا دروازہ بند تھا فرشتے نے کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ میں نے پڑھا تو دروازہ کھل گیا میں اس دروازے میں داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا اس قبہ کی اطراف میں بسم اللہ لکھا ہوا ہے اور بسم اللہ کی میم سے وہ نہر جاری ہے۔ اتنے میں میں نے ایک آواز سنی **"یا محمد من ذکر نی بھذہ الاسماء و قال بسم اللّٰہ الرحمن الرّحیم خالصا مخلصا سقیتہ من ھذہ الانھار الا رلعۃ"** اے محمد جو شخص بھی مجھے ان ناموں سے پکارے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خلوص کے ساتھ کہے تو میں اسے ان چار نہروں سے سیراب کرونگا۔

چھٹا فائدہ بسم اللہ کا یہ ہے کہ درد کے لیے شفا ہے۔ روایت میں ہے۔ بادشاہ روم کے سر میں سخت درد ہوا۔ تمام طبیبوں اور حکیموں نے کوشش کی لیکن آرام نہ آیا۔ بادشاہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خط لکھا اور اپنی مرض کا علاج پوچھا۔ حضرت نے اسے جواب دیا اور ایک رقعہ ساتھ لکھ کر بھیجا کہ اس کو سر پر باندھ لے۔ اس نے باندھا تو درد ٹھیک ہو گیا۔ جب اس کاغذ کو کھول کر دیکھا گیا تو بسم اللہ لکھا ہوا تھا۔ جب روم کے بادشاہ نے بسم اللہ کے اس معجزے کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا۔

پس آپ نے دیکھا کہ بسم اللہ کے کتنے فوائد اور ثمرات ہیں۔ اسی وجہ سے تمام انبیاؑء اور اولیاء مشکلات اور مصائب کے وقت اس اسم مبارک سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ حضرت نوحؑ نے کشتی میں بیٹھنے کے وقت بسم اللہ پڑھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے آگ میں گرتے وقت بسم اللہ

https://www.shiabookspdf.com/

پڑھا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سر مبارک پر تلوار لگی تو بسم اللہ پڑھا۔

سید الشہدؑاء کی شہادت:

امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنی شہادت کے وقت بسم اللہ پڑھا۔ جب آپ میدان میں کھڑے تھے۔ ایک ظالم نے آپ کی مبارک پیشانی پر پتھر مارا چہرے پر خون جاری ہو گیا۔ حضرت نے اپنا دامن قمیض اوپر کیا تا کہ خون صاف کریں۔ دل کی سفیدی نظر آنے لگی۔ ایک ظالم نے تین شعبہ زہر آلودہ تیر چلہ کمان میں رکھا اور حضرت کی طرف نشانہ بنایا۔ تیر آیا اور حضرت کے دل پر لگا۔ گویا اس ایک تیر نے اپنا کام کر دکھایا۔ امام علیہ السلام کو تیر لگتا تھا۔ آپ نے فرمایا" **بسم اللّٰہ و باللّٰہ وعلی ملة رسول اللّٰہ** "معلوم نہیں کیسا تیر تھا۔ اور امامؑ کے دل کے ساتھ اس تیر نے کیا کیا؟ امامؑ نے بڑی کوشش کی کہ اس تیر کو سامنے سے باہر نکالیں لیکن نہ نکل سکا۔ آخر کار سر کے پیچھے سے تیر کو باہر نکالا۔ روایت میں ہے جب تیر باہر نکلا تو پرنالے کی طرح خون جوش مار کر نکلا۔ آپ کے بدن مبارک سے اتنا زیادہ خون بہہ گیا کہ ان گھوڑے کی زین پر نہ رہ سکے۔ زین سے زمین پر آئے" وجاء رجل من كنده .... " الخ

ایک شخص قبیلہ کندہ سے آپ کی طرف آیا۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۸

مزرع سبز فلک دیدم وداس ومہ نو یادم از کشتہ خویش آمد و ھنگام درو

گفتم ای بخت بخسپیدی و خورشید دمید گفت با این همه از سابقه نومید مشو

تکیه بر اختر شب دزد مکن کاین عیار تخت کاووس ببر دو کمر کیخسرو

گروری پاک و مجردچه مسیحابه فلک از فروغ توبه خورشید رسد صدپهر تو

هر که در مزرع دل تخم وفا سبز نکرد زرد کشد از حاصل خود گاه درو

ترجمہ: میں نے سرسبز وشاداب کھیت، درانتی اور نئے چاند کو دیکھا تو مجھے اپنے قتل شدہ جسم اور فصل کی کٹائی کا وقت یاد آ گیا۔

میں نے کہا اے بد بخت تو سو گیا اور سورج طلوع ہو گیا۔ اس نے کہا: اس کے باوجود تجھے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

رات کی تاریکی میں ابھرنے والے ستارے پر بھروسہ نہ کر۔ کیونکہ ی عیار و مکار کاووس کا تخت اور خسرو کی طاقت لے گیا۔

اگر حضرت عیسٰیؑ کی طرف چہرہ پاک وصاف ہو تو تیرے اندر سے سورج تک سو عکس جائیں گے۔ جس نے بھی دل کی کھیتی میں وفا کا بیج نہ بویا تو جو کچھ حاصل ہوا ہوگا وہ زرد پڑ جائے گا۔ یعنی ختم ہو جائے گا۔

قال اللہ تعالٰی (یا ایها اللذین آمنوا اذا کروا اللّٰہ کثیرا و سجوہ بکرۃ و اصیلا)

خدا تعالٰی اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے۔ کہ جیسے بھی ممکن ہو اس کا بہت ذکر کیا کرو۔ ہر وقت خدا کی یاد میں رہو۔ اس کی یاد اور ذکر سے غافل نہ ہوں۔ کیونکہ اس کی یاد اور ذکر کے بڑے فائدے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

ذکر کے فوائد:

ایک فائدہ یہ ہے کہ سکون اور اطمینان کا فائدہ دیتا ہے۔ دل کو گمراہی سے بچاتا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔(**الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**) آگاہ رہو۔ خدا کا ذکر دلوں کو اطمینان دیتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ ذکر انسان کو شیطان اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے(**ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذاھم مبصرون**) بے شک اہل تقویٰ کو جب شیطان کا کوئی گروہ آکر مس کرتا ہے۔ تو وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں اور حقیقت حال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ بحار کے حصے سماء العالم میں لکھتے ہیں۔ شیطان نے کہا"**خمسة لیس لی فیھن حیلة وسایر الناس فی قبضی**" پانچ طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ میں انہیں دھوکا نہیں دے سکتا۔ باقی سب میرے قبضے میں ہیں۔ ایک وہ لوگ جو خلوص دل سے بارگاہ خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ دوسرا وہ گروہ کہ جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں وہی دوسرے لوگوں کے لیے پسند کرتے ہیں۔ تیسرا وہ گروہ جو مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں اور وہ واویلا نہیں کرتے۔ چوتھا وہ گروہ جو خدا کے دیئے ہوئے پر راضی ہوتے ہیں۔ پانچویں وہ گروہ ہے جو دن رات خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔

تیسرا فائدہ ذکر کا یہ ہے کہ دل کو صفا اور جلا بخشتا ہے۔ جس طرح آئینہ کے لیے صفائی ضروری ہے اسی طرح دل کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ صاف وشفاف ہو۔ سیاہ نہ ہو۔ دل کو ذکر خدا سے صاف اور روشن کیا جاتا ہے جیسے کہ نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں"**ان اللہ سبحانہ و تعالی جعل الذکر جلاء للقلوب**" بے شک خدا سبحانہ و تعالیٰ نے ذکر کو دلوں کے لیے روشنی اور چمک کا ذریعہ بنایا ہے۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ذکر کرنے والے پر خدا کا عذاب نہیں آتا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ اگر زمین میں ایک جماعت اور گروہ پر عذاب آنے لگے اور ان میں سے ایک شخص میرا ذکر کرنے لگے۔ تو میں تمام سے عذاب دور کر دیتا ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

پانچواں فائدہ۔نجات اور کامیابی کا سبب بنتا ہے۔جیسے خدا فرماتا ہے **(واذکروا اللّٰہ کثیرا لعلکم تفلحون)** اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو شائد تم فلاح پا جاؤ۔

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔ جو بندہ ہر وقت میرے ذکر میں مشغول رہے گا۔ اگر کبھی گناہ کا ارادہ کرے گا تو میں اس کے اور گناہ کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دیتا ہوں اور اسے گناہ نہیں کرنے دیتا۔

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔اور بندے کو خدا کے قریب کرتا ہے۔جیسے خدا فرماتا ہے "انا جلیس من ذکرنی" جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اور ذکر خدا کی سب سے بڑی عبادت ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے **"ولذکر اللہ اکبر"** اللہ کا ذکر سب سے بڑی عبادت ہے۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے۔ کہ خدا بھی ذکر کرنے والے کو یاد کرتا ہے۔جیسے خدا فرماتا ہے۔ **(فاذکرونی اذکر کم)** تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔

پھر خدا کے تمام اذکار خفیہ اور آہستہ کرنے چاہیے۔ کیونکہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے (واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خفیۃ) خدا کو آہستہ اور تنہائی میں یاد کرو۔

عبداللہ مبارک نے مکہ کے سفر میں ایک جوان کو دیکھا:

منہج الصادقین میں لکھتے ہی۔عبداللہ مبارک کہتا ہے۔ میں ایک سال حج کے سفر پر جا رہا تھا کہ قافلہ سے دور رہ گیا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا جس کی عمر چودہ سال تھی اور اس کے ساتھ کوئی سازوسامان اور کھانے پینے کی چیز نہ تھی۔ میں نے اس سے کہا اے جوان کیا تجھے اپنے اوپر رحم نہ آیا۔ کہ اس حالت میں اس بیابان میں جا رہے ہو؟ اس جوان نے فرمایا: میں ہمیشہ ایسے ہی سفر کرتا ہوں ۔ میں نے کہا: کھانا پانی کہاں سے لیتے ہو۔ اس جوان نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس کے امتحان کی خاطر کہا کہ مجھے پیاس لگی ہوئی۔ اس جوان نے آسمان کی طرف ہوا میں ہاتھ بلند کیا۔ ایک پانی کا برتن اور تھوڑی سی برف پکڑ۔

https://www.shiabookspdf.com/

ذکر کے فوائد:

ایک فائدہ یہ ہے کہ سکون اور اطمینان کا فائدہ دیتا ہے۔ دل کو گمراہی سے بچاتا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔(**الا لذکر اللّٰہ تطمئن القلوب**) آگاہ رہو۔ خدا کا ذکر دلوں کو اطمینان دیتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ ذکر انسان کو شیطان اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے(**ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذاھم مبصرون**) بے شک اہل تقویٰ کو جب شیطان کا کوئی گروہ آ کر مس کرتا ہے۔ تو وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں اور حقیقت حال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ بحار کے حصے سماء العالم میں لکھتے ہیں۔ شیطان نے کہا"**خمسة لیس لی فیھن حیلة وسایر الناس فی قبضی**" پانچ طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ میں انہیں دھوکا نہیں دے سکتا۔ باقی سب میرے قبضے میں ہیں۔ ایک وہ لوگ جو خلوص دل سے بارگاہ خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ دوسرا وہ گروہ کہ جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں وہی دوسرے لوگوں کے لیے پسند کرتے ہیں۔ تیسرا وہ گروہ جو مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں اور وہ واویلا نہیں کرتے۔ چوتھا وہ گروہ جو خدا کے دیئے ہوئے پر راضی ہوتے ہیں۔ پانچویں وہ گروہ ہے جو دن رات خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔

تیسرا فائدہ ذکر کا یہ ہے کہ دل کو صفا اور جلا بخشتا ہے۔ جس طرح آئنہ کے لیے صفائی ضروری ہے اسی طرح دل کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ صاف وشفاف ہو۔ سیاہ نہ ہو۔ دل کو ذکر خدا سے صاف اور روشن کیا جاتا ہے جیسے کہ نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں"**ان اللّٰہ سبحانہ و تعالی جعل الذکر جلاء للقلوب**" بے شک خدا سبحانہ و تعالیٰ نے ذکر کو دلوں کے لیے روشنی اور چمک کا ذریعہ بنایا ہے۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ذکر کرنے والے پر خدا کا عذاب نہیں آتا۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ اگر زمین میں ایک جماعت اور گروہ پر عذاب آنے لگے اور ان میں سے ایک شخص میرا ذکر کرنے لگے۔ تو میں تمام سے عذاب دور کر دیتا ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

خدا ہر درود کے ساتھ ایک فرشتے کو معین کرتا ہے۔ وہ فرشتے اس درود کو میری قبر میں ہدیہ لے کر آتے ہیں۔ ایسے ہی جیسے تم ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجتے ہو۔ جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ تمام فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ جس پر ملائکہ درود بھیجتے ہیں اس پر خدا درود بھیجتا ہے۔ جس پر خدا درود بھیجتا ہے۔ اس پر کائنات کی ہر شی درود بھیجتی ہے۔ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ تو خدا اسے بہتر شہیدوں کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ اور اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ جو شخص جمعہ کے دن میرے اوپر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ تو خدا اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ قیامت کے دن اس کے بدن کے ہر حصے سے نور چمکے گا پل صراط سے جلدی سے گزر جائے گا۔ اور جہنم کی آگ سے نجات پائے گا۔ پس جو میرا نام سنے اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

درود کے فوائد:

حکایات الصالحین میں لکھتے ہیں۔ ایک شخص بڑا فقیر اور غریب تھا۔ اور کثیر اولاد رکھتا تھا۔ ایک دن گھر سے باہر آیا۔ تاکہ روزی تلاش کرے۔ لیکن حیران و پریشان تھا۔ کہ کہاں جائے اور کیا کرے؟ اس اثنا میں ایک گھر نظر آیا جس میں مجلس ہو رہی تھی۔ وہاں گیا۔ دیکھا منبر پر ایک واعظ لوگوں کو درود کے فضائل بتا رہا ہے اور کہنے لگا۔ اے لوگو کثرت سے درود پڑھا کرو اس سے رزق وسیع ہوتا ہے۔ اور خدا بغیر کسی زحمت و مشقت کے روزی عطا فرماتا ہے۔ وہ فقیر شخص مجلس سے باہر نکلا اور درود پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ تین دن کے بعد ایک خرابہ سے گزر رہا تھا۔ اس کا پاؤں ایک پتھر کو لگا۔ پتھر ٹوٹ گیا۔ اور اندر سے سونے سے بھرا ہوا ایک برتن نکلا۔ اٹھانے لگا۔ لیکن سوچا کہ میری روزی تو آسمان سے آئے گی۔ یہ تو زمین سے آئی ہے۔ پتھر کو اسی طرح رکھ دیا اور اس برتن کو چھپا دیا۔ اپنے گھر واپس چلا گیا اور تمام صورت حال اپنی بیوی کو بتائی۔

بد قسمتی سے ان کا ہمسایہ ایک یہودی تھا۔ جو اپنی چھت پر بیٹھا۔ اس فقیر مرد اور بیوی کی باتیں

https://www.shiabookspdf.com/

سن رہا تھا۔ فوراً اس خرابہ میں گیا اور اس برتن کو اٹھا کر گھر لے آیا۔ جب اس نے برتن کھولا تو وہ سانپ اور بچھو سے بھرا ہوا تھا۔ یہودی نے اپنی بیوی سے کہا یہ ہمارا مسلمان ہمسایہ ہمارا دشمن ہے۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ میں چھت پر بیٹھا ان کی بات سن رہا ہوں اس لیے اس نے یہ بات کی ہے۔ تا کہ میں لالچ میں جا کر وہ برتن اٹھاؤں گھر لے آؤ اور اس سے سانپ بچھو وغیرہ نکلیں جو ہمیں تکلیف دیں۔ لہذا بہتر ہے کہ چھت پر جا کر یہ سب ان کے گھر میں پھینک دوں۔

پس وہ گھر کی چھت پر آیا۔ وہ فقیر اپنی بیوی کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ اس کی بیوی کہہ رہی تھی کہ تو وہ برتن کیوں اٹھا کر نہیں لایا؟ کیا کوئی عقلمند بندہ بھی یہ کام کرتا ہے کہ جان بوجھ کر فقیر رہے خدا اسے پیسے دے اور وہ استعمال نہ کرے؟ اس مرد نے کہا: مجھے امید ہے کہ خدا مجھے آسمان سے ضرور روزی عطا فرمائے گا۔ اسی وقت یہودی نے ان کے کمرے کے روشندان سے اس برتن کا منہ کھول دیا اس مرد نے آواز سنی کہ کوئی چیز گری ہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو سونا نیچے گر رہا تھا۔ اپنی بیوی کو آواز دی کہ دیکھ خدا نے ہماری روزی بھیج دی ہے۔ پھر آ کر سب جمع کیا اور درود پڑھنا شروع کر دیا۔ یہودی نے دیکھا کہ برتن سے سونا گر رہا ہے۔ جب برتن سیدھا کر کے دیکھنے لگا تو پھر سانپ اور بچھو نظر آئے۔ سارا برتن فقیر کے کمرے میں خالی کر دیا۔ اور خود سے کہنے لگا۔ یہ ایک غیبی راز ہے۔ یہ اس دریائے نیل کی طرح ہے۔ جو فرعونیوں کے لیے خون بن جاتا تھا۔ اور بنی اسرائیل کے لیے پانی۔ یہودی نے یہ صورت حال دیکھ کر فقیر کو چھت کے اوپر سے آواز دی اور اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ پس آپ نے دیکھا کہ درود کی اتنی برکت ہے۔ کہ ایک یہودی مسلمان ہو گیا اور فقیر آدمی غنی ہو گیا۔ اس ذکر کے برکات میں سے ایک یہ ہے کہ جہنم کی آگ سے نجات کا سبب بنتا ہے۔ قیامت کے دن پیاس بجھانے کا سبب بنتا ہے۔ درود پڑھنے والا حوض کوثر سے سیراب ہوتا ہے۔ قیامت کے ہولنا کیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ موت آسانی سے آتی ہے۔ قبر میں خدا کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ریاض الاذہان میں نقل کرتے ہیں ایک عورت کی بیٹی مرگئی۔اس نے ایک دفعہ اسے خواب میں دیکھا کہ مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا ہے۔ بیدار ہوئی تو بڑی پریشان ہوئی۔ دوسری رات اسے خواب میں دیکھا کہ اس کا عذاب دور ہو گیا ہے۔اور بڑی خوش ہے بہشت کے ایک باغ میں سیر کر رہی ہے۔ ماں نے سبب پوچھا تو کہنے لگی۔اماں میرے گناہوں کی وجہ سے مجھے عذاب مل رہا تھا۔آج ایک شخص قبرستان سے گذرا۔اس نے گزرتے ہوئے چند مرتبہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود پڑھا اور اس کا ثواب اس قبرستان کے مردوں کے لیے بھیج دیا جس کی وجہ سے قبرستان والوں سے عذاب دور ہو گیا۔

اس ذکر کی ایک اور فضیلت یہ ہے کہ خدا کے علاوہ اس عبادت کا ثواب اور کوئی نہیں جانتا۔ معراج کی روایات میں ہے کہ چوتھے آسمان پر ایک فرشتے نے شب معراج پیغمبر السلامؑ سے عرض کیا۔ میں نے بیس ہزار سال کی مدت میں دو رکعت نماز پڑھی۔ پانچ ہزار سال قیام میں رہا۔ پانچ ہزار سال رکوع میں پانچ ہزار سال سجدوں میں اور پانچ ہزار سال تشہد میں اور اس کا ثواب میں نے آپ کی امت کو بخش دیا ہے۔حضورؐ نے فرمایا۔ تیرے گمان میں میری امت تیرے ثواب کی محتاج ہے؟ مجھے اپنے پروردگار کی عزت کی قسم۔ جو شخص میری امت میں سے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے اس کا ثواب تیری نماز سے زیادہ ہے۔پس جس نے اس ذکر کو انجام دیا اس کی دنیا اور آخرت آباد ہو گئی۔جہنم کی آگ سے بچ گیا اور اس کے علاوہ پیغمبر اسلامؐ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ ملاحسین کاشفی کی کتاب **تحفۃ الصلوات** میں نقل کرتے ہیں کہ راوی کہتا ہے میں ایک سال مکہ معظمہ سے مشرف ہوا۔ جب میں مدینہ گیا تو وہاں ایک صالح اور نیک مرد کو دیکھا۔ جو رسول خداؐ کے روضہ مبارک کا طواف کر رہا تھا اور درود بھی پڑھ رہا تھا۔ میں عرفات گیا تو اسی مرد کو دیکھا جو نماز بھی پڑھ رہا تھا اور درود بھی پڑھ رہا تھا۔ میں اس کے پاس گیا۔ اور کہا میں نے تجھے مکہ اور مدینہ میں دیکھا ہے وہاں درود پڑھنے میں مشغول تھا اور یہاں بھی جو دعا اور گریہ وزاری کا مقام ہے۔تو درود پڑھ رہا ہے۔ اس نے کہا: میں گذشتہ سال اپنے والد کے ساتھ حج پر آرہے تھے ایک منزل پر پہنچے تو میرا

https://www.shiabookspdf.com/

باپ مریض ہو گیا۔ اور میں حاجیوں کے ساتھ حج کے لیے نہ جا سکا رات ہوئی تو میں نے چراغ روشن کیا اور اپنے والد کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اسی اثنا میں تھوڑی دیر کے بعد میرے والد کا انتقال ہو گیا اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا جیسے لک ہوتی ہے۔ میں نے باپ کا سر زمین پر رکھا اور سر کے پاس بیٹھ کر رونے لگا کہ صبح ہو گئی جب لوگ میرے باپ کا چہرہ دیکھیں گے تو میں ذلیل ہو جاؤنگا۔ اسی اثنا میں مجھے نیند میں آ گئی۔ خواب میں ایک نورانی اور خوشبودار لباس والی ہستی کو دیکھا جو میرے باپ کے سر کے پاس آئی چہرے سے کپڑا اٹھا کر اپنا ہاتھ مبارک چہرے پر پھیرا صورت نورانی ہو گئی۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں جس نے میری پریشانی دور کر دی ہے؟ اور مجھے شرمندگی سے بچایا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں صاحب قرآن محمد ابن عبداللہ ہوں۔ تیرے باپ نے گناہ کیا لیکن ہمیشہ مجھ پر درود بھیجتا تھا۔ اب جب گناہوں کی ظلمت نے اسے گھیر لیا تو مجھے مدد کے لیے پکارا میں نے آ کر اس کی مدد کی جس سے اس کی صورت چاند کی طرح چمکنے لگ گئی۔ پھر حضرت میری نظر سے غائب ہو گئے۔ میں خواب سے بیدار ہوا دیکھا میرے باپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا ہے اس دن سے لیکر اب تک میں بھی باقاعدگی کے ساتھ درود پڑھتا ہوں۔ پس معلوم ہوا کہ درود پڑھنے والا شخص دنیا اور آخرت میں نجات پائے گا۔

اذان کی فضیلت:

زبانی ذکر کی ایک اور قسم اذان کہنا ہے۔ اور اذا مخصوص امت پیغمبرؐ کے لیے ہے۔ کسی اور امت میں اذان نہ تھی۔ اذان اس وقت سنت قرار پائی جب حضرت مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے۔ تو مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اصحاب کو نماز پڑھنے کے اوقات کا پتہ نہ چلتا تھا۔ کوئی جلدی آ جاتا اور کوئی دیر سے اصحاب نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ کوئی علامت یا نشانی معین کر دیں تا کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور ہم وقت پر آ سکیں صلاح و مشورہ شروع ہوا۔ کسی نے کہ کہ نماز کے وقت مسجد کی چھت پر جھنڈا بلند کر دیں اور نماز کے بعد اسے اتار لیا جائے۔ کسی نے کہا چھت پر آگ جلا دیا کریں۔ جسے سب کو معلوم ہو جائے

https://www.shiabookspdf.com/

گا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ کسی نے کہا یہود انصاری کی طرح کوئی بجنے والی چیز بجایا کریں یا گھنٹہ لگادیں جو بجا کرے۔ لیکن حضرت نے کسی چیز کو بھی قبول نہ کیا اور وحی کا انتظار فرمانے لگے۔ جبرئیل نے آکر اذان کا تحفہ دیا۔ پس حضور نے یہ اذان اس امت محمدؐ کو ایک مخصوص عبادت عطا فرمائی ہے اور اس عبادت کی بڑی فضیلت اور شرافت ہے۔ اذان کہنے والے کے لیے بڑا اجر و ثواب معین فرمایا ہے۔

اذان کہنے کا ثواب:

لآلی اور عین الحیات میں نقل کرتے ہیں رسول خداؐ نے فرمایا: میری امت کے موذن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ محشور ہونگے۔ جو شخص خدا کی رضا کی خاطر اذان دے گا۔ تو خدا اسے چالیس ہزار شہید اور چالیس ہزار صدیقین کا ثواب عطا فرمائے گا۔ میری امت کے چالیس ہزار گناہگاروں کی شفاعت کر کے انہیں جنت میں بھیجے گا۔ جب مؤذن کہتا ہے **"اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ"** چالیس ہزار فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا۔ مؤذن جب کہتا ہے **"اشھدان محمد رسول اللّٰہ"** تو چالیس ہزار فرشتے اس کا ثواب لکھتے ہیں اور جو شخص ایک سال خدا کی خوشنودی کے لیے اذان کہے گا۔ تو قیامت کے دن ایسے اٹھے گا کہ تمام گناہ معاف ہونگے۔ اگر چہ وہ گنا احد کے پہاڑ کے برابر ہوں۔ اس کے لیے بہشت واجب ہو جائے گی۔ قیامت کے دن خدا کچھ ملائکہ کو موذنوں کی طرف بھیجے گا۔ جن کے ہاتھوں میں نور کے جھنڈے ہونگے۔ کچھ سواریاں لیکر آئیں گے جن پر مؤذن سوار ہونگے اور اذان کہتے ہوئے اپنی اپنی منزلوں کی طرف جا رہے ہونگے۔ ان کی منزلوں اور گھروں میں ایسی ایسی چیزیں ہونگی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہونگی اور نہ کسی کان نے سنی ہونگی اور نہ ہی کسی کے ذہن میں آئی ہونگی۔

جب مؤذن اذان دیتے ہیں تو ملائکہ سن کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ یہ امت محمدؐ کی آوازیں ہیں جو خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں۔ پھر ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

وافی میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا مؤذن کا ثواب خدا کے نزدیک ایسے ہے جیسے شہید کا ہوتا ہے۔ جو راہ خدا میں اپنے خون میں ڈوبا ہو۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ لوگ اذان کا اتنا ثواب سن کر حریص ہو جائیں گے اور اذان دینے میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کرنے لگیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ میری امت پر ایک ایسا دور اور زمانہ بھی آئے گا جب لوگ اذان کہنے کو ترک کر دیں گے۔ صرف بوڑھے لوگ اذان دیں گے اور ان کا بدن آگ پر حرام کردے گا۔

اس زمانے میں آہستہ آہستہ فرمان رسولؐ سچا ہو رہا ہے۔ لوگوں اذان کو ترک کرتے جا رہے ہیں۔ کچھ اذان دینے کو عیب جانتے ہیں۔ اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ اگر اذان کیلیے آواز بلند کریں گے تو بے عزتی ہوگی۔ حالانکہ رسول خداؐ خود اذان کہتے تھے۔ امیر المومنینؑ اور دوسرے امامؑ بھی اذان کہا کرتے تھے۔ شب معراج بیت المعمور پر جبرائیل نے اذان دی۔ رسول خداؐ نے تمام ملائکہ اور انبیاءؑ کو نماز پڑھائی۔

ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہے کہ وہ اذان دے۔ موذن کی شان میں یہی کافی ہے کہ خدا فرماتا ہے **(و من احسن قولا ممن دعا الی اللہ)** قول میں اس سے بہتر اس شخص سے کون ہے جو لوگوں کو خدا کی عبادت کے لیے بلاتا ہے۔ کچھ لوگوں کو اذان کی آواز اچھی نہیں لگتی۔ اور یہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح ہیں۔ منہج اور صافی میں ہے۔ پیغمبرؐ اسلام کے زمانے میں مدینے میں ایک نصرانی رہتا تھا۔ جب موذن کہتا تھا **"اشھدان محمد رسول اللہ"** کہتا تھا کہ تو وہ خدا جھوٹ کہنے والے کو آگ میں جلائے۔ رات کے وقت اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔ نوکر کمرے میں آگ لے کر آیا۔ آگ کی چنگاری اڑی اور کمرے میں آگ لگ گئی۔ جس سے وہ نصرانی اپنے اہل و عیال کے ساتھ جل گیا۔

اذان کی ایک اور برکت یہ ہے کہ اس سے رزق میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ بیماری فقر اور پریشانی دور ہوتی ہے۔ وافی میں نقل کرتے ہیں۔ ہشام بن ابراہیم کہتا ہے۔ میں بے اولاد تھا۔ میری بیوی اکثر بیمار رہتی تھی۔ میں نے حضرت رضا علیہ السلام سے شکایت کی۔ آپ نے

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا: اپنے گھر میں اذان دیا کرو۔ میں نے اذان دینا شروع کردی۔ خدا نے مجھے کثیر اولاد عطا فرمائی اور میرے گھر سے ہر طرح کی بیماری دور ہوگئی۔ اسی طرح محمد بن راشد کہتا ہے۔ میں ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ بیماری میرے اہل وعیال سے دور نہ ہوتی تھی۔ میں نے جب ہشام کی بات سنی تو میں نے بھی گھر میں اذان دینا شروع کردی جس سے میں اور میرے اہل وعیال تندرست ہوگئے۔

جن مقامات میں اذان دینا مستحب ہے:

ایک اس وقت جب مؤذن کی آواز کانوں میں آئے تو مستحب ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اذان کہی جائے۔ دوسرا جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جائے۔ تیسرا مقام واجب نمازوں کے لیے اذان مستحب ہے۔ رسولؐ خدا کا فرمان ہے۔ جو شخص اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اس کی دعا کے وقت آمین کہتے ہیں۔ اذان میں مستحب ہے کہ اذان طہارت کے ساتھ کہی جائے۔ کھڑے ہوکر اور قبلہ کی طرف منہ کرکے کہی جائے۔ اگر مؤذن کی آواز خوبصورت ہو تو اونچی آواز سے کہے اگر آواز اچھی نہ ہو تو آہستہ کہے تاکہ لوگ طرح طرح کی باتیں نہ کریں۔

اس مؤذن کا قصہ جس کی آواز اچھی نہ تھی:

ملا رومی کہتے ہیں۔

یک مؤذن داشت بس آواز بد — شب همه شب می دریدی حلق خود

خواب خوش برمود مان کرده حرام — در صداع افتاده ازوی خاص و عام

کو دکان تر سان از او در جامه نواب — مرد وزن ز آواز اور اندر عذاب

ترجمہ: ایک مؤذن کی آواز بہت بری تھی۔ رات بھر اپنا گلہ پھاڑتا رہتا تھا۔ لوگوں کی پیاری پیاری نیند حرام کیے ہوئے تھا۔ ہر شخص اس کی آواز سے سر کے درد میں مبتلا تھا۔ سوتے وقت

https://www.shiabookspdf.com/

بچے اس کی آواز سے ڈرتے تھے۔ مرد اور عورتیں اس کی آواز سے عذاب میں گرفتار تھے۔ لوگ جمع ہوئے اور کافی رقم جمع کی اور اس کے پاس آئے۔ کہ یہ رقم لے لو اور اذان دینا بند کر دو۔ اس مرد نے وہ رقم لے لی۔ رقم اتنی زیادہ تھی کہ اس پر حج واجب ہو گیا۔ اسی دوران حج کا قافلہ تیار تھا۔ اس کے ساتھ چل پڑا تا کہ حج کرلے۔ راستے میں ایک منزل پر قافلہ رکا۔ وہاں بدقسمتی سے سب لوگ کافر اور بت پرست تھے۔ جب اذان کا وقت ہوا تو وہ شخص اپنی عادت کے مطابق اذان کہنے لگا۔ قافلے والوں نے اسے منع کیا کہ یہاں کفرستان ہے اذان نہ کہو۔ کوئی فتنہ وفساد کھڑا ہو جائے گا۔ لیکن وہ نہ مانا۔ اسی دوران ایک کافر آیا وہ اپنے ساتھ کچھ پیسے، مٹھائی اور لباس لایا اور پوچھا یہ مؤذن کون ہے؟ اور کہاں سے ہے؟ جس نے میری پریشانی دور کر دی ہے۔

سب نے خیال کیا کہ یہ کافر مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ انہوں نے پوچھا تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ تیری کیا پریشانی تھی؟ اور کس چیز سے تجھے سکون ملا ہے؟ اس نے کہا میری ایک بیٹی تھی جو بڑی دیر سے چاہتی تھی کہ مسلمان ہو جاؤں۔ ہم نے اسے بڑی نصیحت کی لیکن اس نے قبول نہ کیا اور اسلام کو اختیار کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جب اس مؤذن نے اذان دی تو پوچھنے لگی یہ بری آواز کس کی ہے۔ جو سن رہی ہوں؟

من همه عمر ابن جنین آواز ست	هیچ نشنیده ام در این دَیرو کنشت
خواهرش گفتا که این بانگ اذان	هست اعلام وشعار مؤمنان
باروش نامد بیرسد از دیگر	آن دیگر هم گفت آری ای قمر

ترجمہ: میں نے ساری زندگی ایسی آواز نہیں سنی۔ اتنی بری آواز تو کسی عبادت گاہ میں نہیں ہے۔

اس کی بہن نے کہا: یہ اذان کی آواز مومنوں کی نشانی اور علامت ہے۔ اسے یقین نہ آیا اور کسی دوسرے سے بھی پوچھا اس نے بھی یہی بتایا۔ جب اسے یقین ہو گیا۔ تو اس کا چہرہ زرد ہو گیا اور مسلمان سے متنفر ہو گئی۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس نے پوچھا یہ کس کی آواز ہے؟ کہنے لگے کہ یہ مسلمانوں کی اذان کی آواز ہے۔ جب اسے اس بات کا پتہ چلا تو مسلمان ہونے کا خیال دل سے نکال دیا ہے۔ اور میری پریشانی ختم ہوگئی ہے۔ وہ مرد کہاں ہے؟ کافر نے بڑے ادب سے اسے رقم مٹھائی اور لباس دیا اور کہنے لگا۔ اگر میں مال دار ہوتا تو تیرا منہ سونے کے جواہرات سے پر کر دیتا۔ تیری بڑی مہربانی کہ تو نے میری ایک بہت بڑی پریشانی دور کر دی ہے۔

چوتھا مقام جہاں اذان دینا مستحب ہے۔ جب انسان بیابان میں ہو۔ جہاں شیطان انسان کے راستے میں آتے ہیں۔ علامہ مجلسی سماء العالم اور بحار میں لکھتے ہیں کہ جب انسان صحرا میں تنہا ہوتا ہے تو شیطان انسان کی شکل میں آکر آگے آگے چلنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ وہ راستہ گم کر دے۔ پھر مختلف صورتوں اور شکلوں میں آکر انسان کو ڈراتے ہیں اور ہلاک کر دیتے ہیں اور یہ شیطان کافر ہوتے ہیں۔ کیوں کہ شیطان اور جن دو طرح کے ہیں۔ ایک مسلمان ہیں۔ جو لوگوں کو تکلیف نہیں دیتے۔ بلکہ ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔ جیسے کہ بحارالانوار میں روایت ہے۔ حضرت باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کی ایک جماعت سفر پر جا رہے تھے۔ راستہ گم کر بیٹھے۔ انہیں بڑی سخت پیاس بھی لگ گئی۔ اپنے لباس کو کفن کی طرح پہن کر موت کا انتظار کرنے لگے۔ ایک درخت کے نیچے جا کر گر گئے۔ اچانک ایک بوڑھا شخص جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا آیا اور ان سے کہنے لگا۔ اٹھو! اور گھبراؤ نہیں یہ پانی لو اور پیو اور جاؤ۔ انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ خدا تیرا بھلا کرے۔ اس نے کہا۔ میں ان جنوں میں سے ہوں جنہوں نے رسول خداؐ کے ساتھ بیعت کی ہے۔ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے۔ کہ "**المومن اخ المومن عینه و ددلیله**" مومن مومن کا بھائی ہے۔ اس کی آنکھ اور راہنمائی کی طرح ہے۔ ایک قسم جنوں کی کافر ہے۔ یہ جہاں بھی انسان کو اکیلا دیکھتے ہیں تو اسے مکر و فریب اور دھوکے کے ساتھ ہلاک کر دیتے ہیں۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ یہ انسانی شکل میں بھی جو شیاطین ہیں جو لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ یہ بھی ان شیاطین والا حکم رکھتے ہیں۔ جس طرح وہ صحرا اور بیابان میں تنہا انسان کو دھوکے سے

https://www.shiabookspdf.com/

گمراہ کردیتے ہیں۔ یہ انسان نما شیاطین بھی اس انسان کو راہ ہدایت اور صراط مستقیم سے گمراہ کردیتے ہیں۔ جو علماء کے قافلہ سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ اسے محمد وآل محمد علیہ السلام کے راستے میں دور کردیتے ہیں۔ وہ راستہ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ **(وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ)** بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ اس کی اتباع کرو۔ دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو۔ ورنہ تم کو تمہارے خدا کے راستے سے دور کردیں گے۔ یہ شیاطین اس انسان کو گھیر لیتے ہیں اور اسے گمراہ کردیتے ہیں۔ اور ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ ملا رومی کہتے ہیں۔

ھر طرف غول ھمی خواند تورا — کای برادر راہ خواھی ھین بیا
دعوت اور اصغیر مرغ دان — کہ کند صیاددر ممکن نھان
ھر کہ اوبی مرشدی در راہ شد — اور غولان گمراہ و در چاہ شد
گر نبا شد سایہ اوبر تو گول — پس تورا سر گشتہ دار دبانگ غول

ترجمہ: ہر طرف بدسیرت اور گمراہ لوگ تجھے پکارتے کہ اے برادر راستہ چاہتا ہے تو ادھر آجا۔ اس دعوت کو شکاری کی وہ آواز تصور کر جو وہ چھپ کر نکالتا ہے۔ تاکہ پرندے اکٹھے ہوں جس نے بھی راستے میں کسی راہنما کو نہ پکڑا وہ برے لوگوں کے ہاتھ لگ جائے گا اور گمراہی کے کنویں میں گر جائے گا۔

اگر اس کا سایہ تیرے اوپر نہ ہو۔ تو برے لوگوں کی آوازیں تجھے حیران و پریشان کردے گی۔ وہ لوگ جو شیطانوں اور برے انسانوں کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور اسلام کے راستے سے منحرف ہوجاتے ہیں۔ ان کے بارے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مکھیوں کی طرح ہیں کہ جدھر کی ہوا چلتی ہے ادھر چلی جاتی ہیں۔ جیسے حضرت کمیل ابن زیاد کو فرماتے ہیں" **یا کمیل الناس ثلاثۃ فعالم ربانی و متعلم علی سبیل نجاۃ و ھمج رعاع اتباع کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یستضیؤا بنور العلم و لم یلجئوا الی رکن وثیق**"

https://www.shiabookspdf.com/

لوگ تین طرح کے ہیں ۔ایک عالم ربانی ہیں دوسرے نجات کے راستے کے متعلم ہیں۔ تیسرے ان مکھیوں کی طرح ہیں جو جدھر کی ہوا آئے ادھر چل پڑتے ہیں۔ جو علم کے نور سے روشنی حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی کسی قابل اعتماد راہنما کا سہارا پکڑتے ہیں۔

کشتی نوحیم در دیا کہ تا رو نگر دانی ز کشتی ری فتی

ھمچو کنعان سوی ھر کوھی مرو از نبی لا عاصم الیوم شنو

ترجمہ: ہم نوحؑ کی کشتی کی طرح ہیں تاکہ اے جوان تو اس کشتی سے روگردانی نہ کرے۔ نوح کے بیٹے کنعان کی طرح پر پہاڑ کی طرف مت جاؤ۔ بلکہ نبی کی آواز سنو کہ آج کے دن تمہیں کوئی چیز نہ بچائے گی۔

کچھ لوگ جنوں کا انکار کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں۔ کہ خیالی وجود ہے۔ان کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہے۔لیکن ان کی یہ بات قرآن کی رو سے غلط ہے۔خدا فرماتا ہے۔ **(وما خلقت الجن والانس الالیعبدون)** میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا۔مگر اپنی عبادت کے لیے۔اس آیت سے پتہ چلتا ہے۔کہ خدا جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا کر رہا ہے۔اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو پھر خدا یہ کیوں کہتا: کہتے ہیں کہ جنوں کا وجود عنقا پرندے کی طرح ہے۔کہ صرف نام ہے وجود نہیں۔ جیسے اہل سنت کہتے ہیں کہ شیعہ جس امام کا انتظار کرتے ہیں۔اس کا صرف نام ہے وجود نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔کہ اتنی دیر کوئی انسان زندہ رہے حالانکہ روایات سے ثابت ہے کہ کتنے ایسے لوگ گزرے ہیں جن کی لمبی عمریں تھیں۔اور وہ امامؑ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوئے۔

بحار الانوار کی جلد 13، نجم الثاقب، دار السلام اور جنۃ الماوی میں بہت سی ایسی حکایات موجود ہیں۔کہ کئی اشخاص نے اپنی ان آنکھوں کے ساتھ امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔

محی الدین اردبلی کی دستان:

امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہونے والوں میں سے ایک محی الدین اردبلی ہیں۔وہ کہتے ہیں میں اپنے والد کی مجلس میں حاضر تھا۔اس مجلس میں ایک محترم اور بزرگوار

https://www.shiabookspdf.com/

شخص تھا۔ جسے میں نہیں جانتا تھا۔ درس کے دوران انہیں ایک چھینک آئی جس کی وجہ سے ان کا عمامہ سر سے گر گیا۔ میں نے ان کے سر پر ایک بڑا زخم دیکھا میں نے سوال کیا کہ یہ کیسا زخم ہے؟ اس بزرگ نے جواب دیا۔ یہ زخم جنگ صفین میں آیا تھا۔ ہم نے کہا جنگ صفین کو بڑا عرصہ گزر گیا ہے تیری اتنی لمبی عمر کیسے ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ لیکن جب میں مصر کے سفر پر جا رہا تھا۔ راستے میں ایک متعصب سنی میرے ساتھ تھا۔

ہم راستے میں جا رہے تھے کہ جنگ صفین کو بارے میں گفتگو شروع ہو گئی۔ اس سنی مرد نے کہا: اگر میں جنگ صفین میں ہوتا تو اپنی تلوار کی علیؑ اور ان کے اصحاب کے خون سے رنگین کرتا۔ میں نے کہا اگر میں جنگ صفین میں ہوتا تو اپنی تلوار کو معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے خون سے رنگین کرتا۔ وہ مرد کہنے لگا۔ علیؑ اور معاویہ تو نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی اصحاب ہیں اور تو اس جگہ موجود ہیں۔ آ ہم دو دو ہاتھ کر لیتے ہیں۔ اور ان کی روحوں کو خوش کر سکتے ہیں۔ یہ کہا اور اس مرد نے تلوار نکال لی۔ میں نے بھی اپنی تلوار نکال لی اور جنگ کرنے لگے۔ کافی دیر تک ایک دوسرے پر حملے کرتے رہے۔ اسی دوران اس مرد نے میرے سر پر تلوار ماری اور میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ ایک مرد مجھے اپنے نیزے کی نوک سے ہلاک کر رہا ہے۔ میں نے آنکھ کھولی۔ دیکھا ایک شخص سوار ہے۔ پھر وہ نیچے پر اوتر آیا۔ اور میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ میرے سر کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا اور اس زخم کا بالکل اثر باقی نہ رہا۔ پھر مجھ سے کہا: تو اس جگہ ٹھہرنا۔ میں ابھی آتا ہوں۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور میری نظر سے غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گیا۔ تو اس شخص کا سر اور اسلحہ ہاتھ میں تھا۔ جس نے مجھے ضرب لگائی تھی اور مجھ سے کہا یہ تیرے دشمن کا سر ہے۔ کیونکہ تو نے ہماری مدد کی تھی۔ اس لیے ہم نے بھی تمہاری مدد کی ہے۔" وینصرن اللہ من ینصرہ" جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے۔ تو خدا اس کی مدد کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا۔ میرے محترم آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں تیرا بارھواں امام ہوں۔ اگر تجھ سے کوئی پوچھے یہ زخم کیسا ہے؟ کہنا جنگ صفین کا زخم ہے۔ پھر امام میری نظر

https://www.shiabookspdf.com/

سے غائب ہو گئے۔ اے بارہویں امامؑ آپ اپنے ایک ماننے والے کا ایک زخم بھی برداشت نہ کر سکے۔ اس وقت آپ کہاں تھے۔ جب عاشور کی عصر کے وقت لشکر یزید آپ کے دادا حسین علیہ السلام کو گھیرے میں لیے ہوئے تھا اور ہر ظالم کوئی نہ کوئی ضربت مارتا تھا۔

مرا است یک سخن ای کوفیان سنگ دل ... اگر زراہ ترحم مرا جواب دھید

شکافید سرم را و من نمی گویم ... کہ مرھمی بہ سرم از رہ ثواب نھید

ز داغ اکبر اگر سوختم نمی گویم ... کہ نی رواست مرا ایش از این عذاب دھید

اگر از اثر آفتاب جام سوخت ... نگویم آنکہ نجاتم ز آفتاب دھید

ولی در این دم آخر ز تشنگی مرد ... مرا برای خدا جرعہ ز آب دھید

ترجمہ: اے سنگ دل کوفیو، برائے کرم مجھے جواب دو۔ تم نے میرا سر پھاڑا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ثواب کی خاطر میرے مرہم پٹی باندھو۔ اگر علی اکبرؑ کی شہادت میں جل گیا ہوں۔ تو میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے اس عذاب سے نجات دو۔ اگر سورج نے میرا بدن جلا دیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا مجھے سورج کی گرمی سے نجات دو۔ لیکن اے لوگو! میں پیاس کے مارے مر رہا ہوں خدا کے لیے ایک گھونٹ پانی کا دیدو۔ ہلال بن نافع کہتا ہے۔ میں قتل گاہ کے پاس گیا۔ دیکھا امام حسین علیہ السلام کا بدن ٹکڑے ٹکڑے زمین پر پڑا ہے۔ اور آپ کے لب مبارک حرکت کرر ہے ہیں۔ میں نے کان امام کے منہ کے پاس لگایا۔ تو آپ کی آواز سنی فرمار ہے تھے **"اسقونی شربة من الما"** مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو۔

بہ فلک می رسد از سوز عطش فریادم ... ترسم این تشنگی آخر بکند بنیادم

ترجمہ: پیاس کی وجہ سے میری صدا آسمان تک جارہی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ پیاس ہی میرا کام تمام کر دے گی۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۱۹

بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد است — بیار بادہ کہ بنیاد عمر بربادا ست

بحو درستی عھد از جھان سست نھاد — کہ این عجوزہ عروس ھزار داماداست

غم جھان مخور وپندِ من مبر از یاد — کہ این لطیف عشقم زرھروی یاداست

رضا بہ داد وو زجبین کرہ بگشای — کہ مرمن و تو در اختیار نگشاد

ترجمہ: ادھر آؤ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ امید کے محل کی بنیاد بڑی ست ہے۔ بادرہ لاؤ کیونکہ عمر کی بنیاد برباد ہے۔

اس ست دنیا کی اچھائی اور خوبی تلاش مت کرو کیونکہ یہ بڑھیا یعنی دنیا ہزار داماد کی دلہن ہے اس دنیا کا غم نہ کھاؤ اور میری نصیحت کو فراموش نہ کرو۔ کیونکہ یہ ایک میری زندگی کے عشق کا لطیفہ ہے جو میں نے اپنی زندگی کے تجربہ سے حاصل کیا ہے۔

خدا کی رضا کے ساتھ راضی ہو جاؤ اور اس کے دربار سے اپنی پیشانی نہ اٹھاؤ کیونکہ میرے اور تیرے اختیار صرف اس کی ذات کے ساتھ راضی ہوتا ہے۔

قال اللہ تعالٰی (ولا تقولن لیشیٔ انی فاعل ذلک غدا) تم ہرگز کسی شی کو یہ نہ کہو کہ میں کل کرنے والا ہوں۔

محققین فرماتے ہیں جو شخص تین چیزوں کے ساتھ عقیدہ رکھتا ہو ہرگز پریشان نہیں ہوتا اور سکون سے رہتا ہے۔

ایک یہ کہ خود کو خدا کی طرف سے امانت دار سمجھے یعنی جو کچھ اس کے پاس ہے خدا کی امانت ہے۔ جیسے کہ ایک قول ہے **" العبدو مافی یدہ کان لمولاہ "** بندہ اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اس کے مولا کا ہے۔ حقیقی بندگی کا معنی بھی یہی ہے۔ جیسے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام عنوان بصری کو فرماتے ہیں اگر تم علم چاہتا ہے تو عبودیت کے حقیقی معنی کو معرفت

https://www.shiabookspdf.com/

سے حاصل کر۔ اس نے عرض کیا"ما حقیقة العبودیة" عبودیت کا معنی کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا" ثلثة اشیاء" تین چیزیں ہیں۔ پہلی یہ کہ بندہ خود کو کسی چیز کا مالک نہ سمجھے۔ بلکہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے خدا کا ہے۔ جب یہ عقیدہ پیدا ہو جائے تو پھر خمس، زکوۃ، حج، صدقہ اور دیگر واجبات کا ادا کرنے آسان ہو جاتے ہیں۔ یہ سب چیزیں اس وقت مشکل ہو جاتی ہے۔ جب انسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب مال میرا ہے۔ اور پھر مال کے ساتھ محبت پیدا کر لیتا ہے۔ حالانکہ روایت میں ہے کہ" **الناس فی الدنیا ضیف ، و ما فی ایدیهم عارية ، الضيف يرحل و العاربة مردوده**" لوگ دنیا میں مہمان ہیں اور جو چیزیں ان کے ہاتھوں میں ہیں وہ عاریہ اور امانت ہیں۔ مہمان چلا جائے گا اور چیزیں مالک کے پاس رہیں گی۔

الا انما لا نسان ضیف لا هله　　　يقوم بينهم ايا ماثم يرحل

ترجمہ: آگاہ رہو۔ انسان اپنے اہل کا مہمان ہے چند دن ان کے درمیان رہے گا۔ پھر وہ چلا جائے گا۔

دوسرا معنی عبودیت اور بندگی کا یہ ہے کہ اسے معلوم ہونا چاہیے۔ کہ خدا نے بندے کے لیے جو نفع و نقصان مقرر کر رکھا ہے وہ اس کی مصلحت اور فائدے کی خاطر ہے اور اسے مل کر رہے گا۔ پس اپنے کاموں میں اپنی تدبیر سے کام نہ لے بلکہ کام مدبر حقیقی یعنی خدا پر چھوڑ دے۔ خدا جو بہتر چاہے گا اس کے لیے انجام دے گا۔

تو کار خود به خدا واگزار و دل خوشدار　　　که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند

ترجمہ: تو خدا پر بھروسہ و توکل کر اور دل کو خوش رکھ۔ اگر مدعی رحم نہ کرے گا تو خدا ضرور رحم کرنے والا ہے۔

کبھی ایسے ہوتا ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی طرف کی انسان رغبت رکھتا ہے۔ لیکن وہ اس کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں اور کچھ چیزیں اس کی پسند نہیں ہوتی لیکن وہ اس کے فائدے کی ہوتی ہیں۔ جیسے خدا فرماتا ہے (**عسی ان تکرھوا شیاءً و ھو خیر**

https://www.shiabookspdf.com/

لکم و عسی ان تحبوا شیئاً و ھو شرلکم واللّٰہ یعلم و انتم لا تعلمون) کبھی تمہیں ایک چیز بری لگتی ہے حالانکہ وہ تمہارے لیے اچھی ہوتی ہے اور کبھی ایک چیز تمہیں اچھی لگتی ہے حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہوتی ہے۔ کبھی انسان دعا کرتا ہے ہوسکتا ہے۔ وہ پوری نہ ہوں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے تیرے لیے نقصان دہ ہو۔ لیکن تجھے معلوم نہ ہو اور ہوسکتا ہے وہ کچھ مدت کے بعد قبول ہو جائے۔ اسی لیے دعا افتتاح کے کلمات ہیں" **فان ابطاعیعتبت بجھلی علیک و لعل الذی ابطاعی ھو خیر لی لعلمک بعاقبۃ الامور**" یہ جو تو نے مجھ سے ایک چیز کو دور کر رکھا ہے۔ اس لیے ہے کہ اس کا دور رہنا میرے لیے بہتر ہے۔ کیونکہ تو تمام امور کے انجام سے آگاہ ہے۔

پس دعائی کہ زیان است وھلاک　　از کرم می نشنود یزدان پاک

ترجمہ: پس دو دعا نقصان اور ہلاکت کا سبب ہوتی ہے۔ پاک پروردگار اسے قبول نہیں کرتا۔

خدا تعالی حدیث قدسی میں فرماتا ہے (**و ان من عبادی من لا یصلحہ الاا لفقر و لوا غنیتہ لا فسدہ ذلک**) میرے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے لیے فقر ہی بہتر ہے۔ اگر وہ مال دار ہو جائیں تو وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ (**ان الا نسان لیعغی ان رآہ استغنی**) بے شک جب انسان مالدار ہو جاتا ہے تو وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ اور میرے بندے ایسے ہیں جن کا غنی اور مالدار ہونا بہتر ہے۔ اگر وہ فقیر ہو جائیں تو گمراہ ہو جائیں گے۔ پس خدا جو بہتر جانتا ہے اور مصلحت دیکھتا ہے۔ اپنے بندوں کے ساتھ ویسے ہی کرتا ہے۔

دیوان میں ہے۔

النفس تجزع ان تکون فقیرۃ　　والفقر خیر من نخی بطغی ھا

و غنی النفوس ھوا لکفاف ابت　　مجمیع مافی الارض لا یکفیھا

یکی رابرادی و شاھی دھی　　یکی رابہ دریا بہ ماھی دھی

https://www.shiabookspdf.com/

یکی را دھی تاج و تخت و کلاہ   یکی را نشانی بہ خاک سیاہ

نہ با آبہ مہر و نہ با این بہ کین   تو دانا تری ای جہان آفرین

ترجمہ: نفس فقر اور غربت کو پسند نہیں کرتا حالانکہ فقر غنی اور دولت سے بہتر ہے کیونکہ دولت اور غنی نفس کو سرکش کر دیتا ہے۔

نفوس کا غنی ہونا یا کداھنی ہے۔ اگر وہ پیدا کرے وگرنہ تمام دنیا بھی اس کے لیے کافی نہیں ہے۔ اے پروردگار تو کسی کو عزت و شاہی دیتا ہے اور کسی کو مچھلی کے منہ میں دیتا ہے۔ کسی کو تاج و تخت اور ٹوپی دیتا ہے اور کسی کو خاک سیاہ کی نشانی۔ نہ اس کے ساتھ تیری محبت کا اظہار ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ تیری دشمنی کا اظہار۔ اے اس جہان کے پیدا کرنے والے تو بہتر جاننے والا ہے۔

خدا فرماتا ہے **(تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر)** جس کو تو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ رسولؐ خدا فرماتے ہیں۔ اگر مومن کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ تو یہ بھی اس کے فائدے کے لیے ہے اور اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے مشق و مغرب کی شاہی دے دیں۔ تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہی ہوگا۔ پس خدا اپنے بندے کے ساتھ جو کرتا ہے اس کی بہتری کے لیے ہی کرتا ہے۔

در طریقت پیش سالک ہر چہ آید خیر اوست   در صراط مستقیم ای دل کسی گمراہ نیست

ترجمہ: شریعت میں چلنے والے کے سامنے جو آئے اس کی بھلائی اس میں ہے۔ اے دل صراط مستقیم میں کوئی گمراہ نہیں ہے۔

کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان چاہتا ہے کہ وہ اس کے پاس ہوں۔ لیکن اس کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اس طرح کچھ چیزوں کو انسان جاننا چاہتا ہے لیکن وہ بھی اس کے لیے مضر اور نقصان دہ ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں اس مرد کا قصہ جس کے حیوانات کی زبان کو

https://www.shiabookspdf.com/

سیکھا:

ملا رومی اس حکایت کو بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک جوان حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ یا موسیٰؑ مجھے حیوانات کی زبان سکھاؤ تا کہ میں ان کے ساتھ گفتگو کر کے عبرت حاصل کر سکوں۔

گفت موسیٰ رو گذر کن زین ہوس کین خطر دارد بسی در پیش و پس

عبرت و بیداری از یزدان طلب نز کتاب و از مقال و حرف و لب

ترجمہ: حضرت موسیٰؑ نے کہا: اس خواہش کو ختم کر دے کیونکہ اس میں تیرے لیے خطرہ ہے۔ اگر عبرت حاصل کرنا چاہتا ہے تو یزدان اور پروردگار سے طلب کرو۔ نہ کہ کتاب اور گفتگو اور منہ کی باتوں سے۔

حضرت موسیٰؑ نے اس مرد کو بڑا سمجھایا کہ حیوانات کی زبان سیکھنا تیرے فائدے میں نہیں ہے۔ لیکن اس نے کوئی بات نہ سنا اور ضد کرتا رہا۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کی ضد کی وجہ سے خدا سے دعا کی۔

گفت ای موسیٰ بیاموزش کہ ما رد نکردیم از کرم ہرگز دعا

ترجمہ خدا نے فرمایا: اے موسیٰؑ اسے حیوانات کی زبان سیکھا دے۔ کیونکہ ہم اپنے کرم کی وجہ سے کسی کی دعا کو ہرگز ادا نہیں کرتے۔

خدا کی طرف سے حکم ہوا اے خدا اس شخص کو حیوانات کی زبان سیکھا دو۔ ہم کسی کو اپنے گھر سے محروم نہیں جانے دیتے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: اے شخص تو کتے اور مرغ کی زبان کو سمجھے گا۔ وہ مرد گھر آیا۔ اس کی نوکرانی کھانے کا دستر خوان لائی۔ جس سے روٹی کا ایک ٹکڑا زمین پر گرا۔ کتا بھاگا تا کہ ٹکڑا اٹھائے لیکن مرغ نے آگے بڑھ کر پہلے اٹھا لیا۔ کتے نے مرغ سے کہا۔ تو نے میرے ساتھ یہ ظلم کیوں کیا ہے؟ جو دانا اور چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں سب تو کھا جاتا ہے اور ہی لقمہ بھی میرے لیے نہیں چھوڑتا تا کہ میں کھا سکوں؟ مرغ نے کہا: کل مالک کا گھوڑا مر جائے گا۔ بڑا گوشت کھانے کو ملے گا۔ جب اس شخص نے یہ بات سنی تو

https://www.shiabookspdf.com/

فورا جا کر گھوڑا فروخت کر دیا۔ مرغ جھوٹا نکلا۔ دوسرے دن پھر کنیز دستر خوان لائی۔ جس سے ایک لقمہ گرا۔ مرغ نے جلدی سے آ کر اٹھالیا۔ اور کھا گیا۔ کتے نے کہا: اے مرغ اتنے جھوٹ کیوں بولتا ہے؟ مالک کا گھوڑا تو مرا نہیں۔ مرغ نے کہا: مالک نے گھوڑا بیچ دیا ہے۔ کل اس کا خچر مر جائے گا۔ مالک نے وہ بھی جا کر بیچ دیا۔ کتے نے مرغ سے کہا تو اتنا جھوٹ بولتا ہے؟ تجھے گیدڑ اٹھا کر لیجائے۔ مرغ نے کہا: مالک خچر بھی بیچ دیا ہے۔ تو فکر نہ کر کل اس کا غلام مر جائے گا۔ لوگ مالک سے تعزیت کرنے آئیں گے بڑا کھانا پکے گا۔ روٹی اور ہڈیاں بڑی تعداد میں بچیں گی۔ سیر ہو کر کھانا۔ مالک نے سنا تو غلام کو بھی جا کر بیچ دیا۔

شکر ھامی کرد وشادیھا کہ من رستم از سہ واقعہ اندز من

تازبان مرغ و سگ آموختم دبدہ بسوء القضا رادو ختم

ترجمہ: اس شخص نے بڑا شکر کیا اور خوشی منائی کہ ان تین واقعات میں میں کامیاب رہا ہوں۔

جب سے میں نے مرغ اور کتے کی زبان سیکھی ہے۔ میری آنکھیں کسی برے واقعہ دیکھنے سے بچی ہوئی ہیں۔

بڑا خوش تھا کہ مرغ اور کتے کی زبان سیکھنے کی وجہ سے تین بڑے نقصانات سے محفوظ رہا ہوں۔ ایک دن کتے نے مرغ سے کہا: اس دنیا میں تجھ سے بڑا کوئی جھوٹا نہیں ہے۔ تیری ہر بات جھوٹی نکلی ہے۔ مرغ نے کہا: مالک نے غلام بھی بیچ دیا تھا۔ لیکن کل خود مالک مر جائے گا۔

مرگ اسب و استرو مرگ غلام یخت بدقضا گردان ابن مغرور خام

از بان مال ودر و آن گریختا مال افزون کرد خون خویش ریخت

ترجمہ: گھوڑے، خچر اور غلام کی موت اس مغرور آدمی کو بری لگی۔

مال کے نقصان اور دکھ درد سے ایسے بھاگا۔ کہ مال کو زیادہ کرلیا لیکن خود مر گیا۔

وہ شخص یہ بات سنتے ہی حضرت موسیٰ کی خدمت میں بھاگا۔ اور عرض کیا۔ یا نبی اللہ مرغ نے

https://www.shiabookspdf.com/

کہا کہ کل میں مر جاؤنگا۔ اب میں کیا کروں؟ مجھے کوئی اس کا حل بتاؤ؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا: کہ مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ صرف یہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ تیرے لیے دعا کروں کہ ایمان کے ساتھ مرے۔

عبرت است این قصہ ای جان مر تورا تا شوی راضی بہ تقدیر خدا

راحت جان آمدای جان فوت مال مال چون جمع آمد آنگہ شد وبال

هر جہ از تو یا وہ گرد داز قضا تو یقین دان کہ خریدت از بلا

ترجمہ: اے میری جان یہ قصہ تیرے لیے عبرت ہے تا کہ تو خدا کی تقدیر کے ساتھ راضی رہے۔

اے میری جان جب مال چلا جائے تو جان کو راحت اور آرام ملتا ہے۔ وگرنہ اگر مال جمع ہو جائے تو جان کے لیے وبال بن جاتا ہے۔

تو سمجھ لے کہ تقدیر سے جو مال تیرے ہاتھ سے چلا جائے۔ وہ تجھ سے بلا کو دور کر دیگا۔

عبودیت اور بندگی کا تیسرا معنی یہ ہے۔ کہ بندہ خدا کی رضا کے ساتھ راضی ہو اور ہر وقت تسلیم اور رضا کے مقام میں ہو۔

رضا بحکم قضا اختیار کن سعدی کہ ھر کہ بندہ حق شد ز خلق آزاد است

ترجمہ: اے سعدی حکم قضا کے ساتھ راضی رہو۔ کیونکہ جو بندہ حق بن جائے گا۔ وہ مخلوق سے آزاد ہو جائے گا۔

بندے کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس پر جو مصائب اور بلائیں آتی ہیں وہ خدا کے ارادہ اور اس کے اذن اور حکم سے آتی ہیں۔ کوئی کام بھی خدا کے ارادہ کے بغیر انجام نہیں پاتا۔ "**یفعل اللّٰہ مایشاء و یحکم ما یرید**" جو چاہتا وہ ہے کرتا ہے۔ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

"**ماشاء اللہ کان و مالم یشالم یکن**" خدا جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ حضرت امام صادق علیہ السلام تعقیبات مشترکہ میں فرماتے ہیں۔ جو شخص فریضہ نمازوں کے بعد تین مرتبہ کہتا ہے "**یا من یفعل ما یشاء ولا یفعل مایشاء غیرہ**" تو

https://www.shiabookspdf.com/

خدا اس کی ہر حاجت کو پورا فرمائے گا۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا عقیدہ بھی یہ ہو کہ خدا جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ " **ماشاء اللہ کان و مالم یشاء لم یکن لا حول ولا قوۃ الا باللہ** " خدا جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ خدا کے سوا کسی کے پاس کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ اسی لیے معصوم فرماتے ہیں کہ جب کسی کام کا ارادہ کرو تو "انشاء اللہ" کہہ لیا کرو۔ کسی کے ساتھ اگر وعدہ کرو تو انشاء اللہ کہا کرو۔ اگر انشاء اللہ کہو گے تو وعدہ پورا ہوگا۔ اگر انشاء اللہ نہ کہو گے تو وعدہ بھی پورا نہ کر سکو گے اور جھوٹ کے مرتکب ہو گے۔ کیونکہ کبھی تو کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے لیکن خدا اسے نہیں چاہتا۔

زین سبب فرزین سبب فرمود استا کید　　گر خدا خواہد بہ پیمان بر زنید

زآنکہ حکم کار در دست من است　　اختیار جملگان پست من است

ترجمہ: اسی وجہ سے اس کا فرمان ہے کہ کسی چیز کا ارادہ کرتے وقت یہ کہہ لیا کرو کہ اگر خدا چاہے گا تو ہوگا۔

کیونکہ یہ کام کا حکم میرے ہاتھ میں ہے۔ اور تمام چیزوں کا اختیار میرے پاس ہے۔

حضرت سلیمانؑ نبی کی ستر بیویاں تھیں ایک رات سب کے پاس گئے تا کہ ان سے ستر لڑکے پیدا ہوں اور سب کو جہاد کے لیے بھیجے۔ لیکن انشاء اللہ نہ کہا۔ کسی سے بھی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ مجھے قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر سلیمانؑ نبی انشاء اللہ کہتے تو سب سے بیٹے پیدا ہوتے اور ان کو جہاد کے لیے بھی بھیجتے۔ " **العبد یدبر واللہ یقدر** " بندے کا کام تدبیر کرنا ہے اور اللہ کے ہاتھ میں تقدیر ہے۔ بندہ اگر انشاء اللہ کہہ دے تو تقدیر تدبیر کے موافق ہو جاتی ہے۔

فرعون کا حاملہ عورتوں کا قتل کرنا:

فرعون اس کے باوجود کہ تمام اہل زمین اس کی خدائی کو مانتے تھے اور اس کی عبادت کرتے تھے۔ یہ چاہتا تھا کہ موسیٰؑ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ جادوگروں اور نجومیوں نے خبر دی تھی کہ اس کی حکومت کا خاتمہ بنی اسرائیل کے ایک شخص موسیٰؑ نامی سے ہوگا۔ کئی ہزار حاملہ عورتوں کے

https://www.shiabookspdf.com/

پیٹ پھاڑ دیئے۔ بیس ہزار سے زیادہ شیر خوار بچے قتل کر دیئے۔ تا کہ موسیٰ پیدا نہ ہو۔ لیکن حضرت موسیٰ پیدا ہوئے اور اسی کے گھر میں بڑے ہوئے۔

در ببست و دشمن اندر خانه بود   حیله فرعون زین افسانه بود

صد هزاران طفل کشت آن کینه کش   و آنک او می جست اندر خانه اش

ابن همه خون کرد و موسی زاده شد   از برای قهر او آماده شد

ترجمہ: اس نے دروازہ بند کر لیا حالانکہ دشمن اس کے گھر میں تھا۔ فرعون کے تمام حیلے ایک افسانہ تھے۔

اس کینہ رکھنے والے دشمن نے کئی لاکھ بچے قتل کر دیئے۔ حالانکہ جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس کے گھر کے اندر تھا۔

فرعون نے اسقدر خون کیا۔ اس کے باوجود موسیٰ پیدا ہو گئے اور اس کے عذاب کے لیے تیار ہو گئے۔ جب موسیٰ پیدا ہوئے۔ تو ان کی والدہ نے اس ڈر کے مارے کہ کہیں فرعون اسے قتل نہ کر دے۔ حضرت موسیٰ کو ایک صندوق کے اندر رکھ کر دریائے نیل میں چھوڑ دیا۔ اتفاق سے فرعون اپنی بیوی آسیہ کے ساتھ دریا کے کنارے سے گزر رہا تھا۔ ایک صندوق کو دیکھا جو پانی پر جا رہا ہے۔ فرعون نے اپنے نوکروں سے کہا کہ صندوق پکڑ کر لایا جائے۔ صندوق پکڑ کر کنارے لایا گیا۔ کھول کر دیکھا تو اس کے اندر ایک بچہ ہے جو چاند کی مانند خوبصورت ہے۔ اور صندوق کے اندر سویا ہوا ہے۔ فرعون نے اسے قتل کرنا چاہا۔ آسیہ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور اسے اپنے گھر لے آئے۔ دایہ کو تلاش کیا گیا۔ اتفاق سے حضرت موسیٰ کے ماں مل گئی۔ اسے فرعون کے گھر لے آئے۔ موسیٰ نبی ماں کی گود میں پرورش پاتے رہے۔ جب جوان ہوئے اور خدا کی طرف سے رسالت کا عہدہ ملا تو فرعون کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

اسی طرح نمرود نے بھی خدا کا دعویٰ کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جلانا چاہا۔ اتنی زحمت اور تکلیف کے ساتھ لکڑیاں جمع کی اور ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تو خدا کا حکم ہوا (یا نار

https://www.shiabookspdf.com/

کونی بردا و سلاما) تو آگ حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی اور گلستان بن گئی۔

اگر تیغ عالم بجنبدز جای — نبردر گی تا نخواهد خدای

ترجمہ: اگر یہ تمام دنیا کی تلواریں حرکت میں آجائیں اگر خدا نہ چاہے تو ایک رگ بھی نہیں کٹ سکتی۔

کئی دفعہ ایسے ہوتا ہے کہ انسان اپنے سے ضرر اور نقصان کو دور کرنے یا کسی فائدہ و نفع حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن خدا اس کے برعکس کر دیتا ہے۔

چون قضا آید نماند فهم و رای — کس نمی داند قضا را جز خدای

چون قضا آید فرو پوشد بصر — تا نداند عقل ما پا رازسر

زان امام المتقین داد این خبر — گفت اذا جاء القضا اعمی البصر

ای خنک آن کس نکو کاری کند — روز را بگزارد وز اری کند

گر قضا صدر بار قصد جان کند — هم قضا جانت دهد درمان کند

ترجمہ: جب قضا آتی ہے تو فہم ورائی ختم ہو جاتی ہے۔ خدا کے سوا قضا کو کوئی نہیں جانتا۔ جب قضا آتی ہے تو آنکھ بند ہو جاتی ہے۔ تا کہ ہماری عقل راز سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اس لیے امام المتقین علی علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جب قضا آتی ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ اے خوش وخرم انسان نیکی وہ کرتا ہے۔ جو زور اور طاقت کو چھوڑ کر گریہ وزاری کرتا ہے۔ اگر قضا سو بار بھی جان کا قصد کرے تو قضا تجھے جان بھی دیتی ہے اور علاج بھی کرتی ہے۔ کبھی ایسے ہوتا ہے کہ خاندان کا ایک فرد بیمار ہوتا ہے۔ علاج و معالجہ کے تمام اسباب مثل دوا دارو۔ حکیم، تیماردار، مال و پیسہ، ہونے کے باوجود وہ بیمار مر جاتا ہے۔

چون قضا آید طبیب ابله شود — و آن دوا در نفع خود گمره شود

هر چه کر دانداز علاج و از دوا — گشت رنج افزون و حاجت نار وا

ترجمہ: جب قضا آتی ہے تو ڈاکٹر اور حکیم بھی اندھا ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت دوا بھی اثر کرنا چھوڑ دیتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

جتنا بھی علاج کرتے ہیں اور دوا دیتے ہیں۔ سوائے تکلیف کے بڑھنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

کبھی ایسے ہوتا ہے کہ کچھ لوگ پردیس و بیابان میں مریض ہو جاتے ہیں اور کسی دوا اور حکیم کے علاج کے بغیر ہی ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

شخصی همه شب برسر بیمار گریست   چون صبح شد او بمرد و بیمار بزیست

ترجمہ: ایک شخص ساری رات بیمار کا خیال رکھتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو وہ مر گیا اور بیمار تندرست ہو گیا۔

حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو اختیار کیا:

صافی اور بحار میں عیاشی سے نقل کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت سلیمانؑ نے تمام حیوانات میں سے ہدہد کو کیوں چنا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اس لیے کہ ہدہد ہوا میں کھڑا زمین کے نیچے پانی دیکھ لیتا ہے۔ جیسے تم شیشے کے اندر سے گھی دیکھ لیتے ہو۔ ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا اور ہنسنے لگا حضرت نے فرمایا: تو کس وجہ سے ہنس رہا ہے؟ اس نے کہا میں آپ کی بات سے ہنس رہا ہوں۔ کہ اگر ہدہد زمین کے نیچے پانی دیکھ سکتی ہے تو پھر زمین کے نیچے چھپا ہوا جال جو اس کو پکڑنے کی خاطر لگا ہوتا ہے اسے کیوں نہیں دیکھ سکتی۔ حضرت نے فرمایا **"اما علمت انه اذا نزل القدر اغشی البصر"** جب قضا آتی ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔

مثنوی میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ تمام پرندوں سے ان کے ہنر اور صنعت کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ ہدہد سے پوچھا۔ تیرا کیا کام ہے تو کیا کرتا ہے۔ اس نے کہا میں پانی کی تہہ کے نیچے دیکھ لیتا ہوں۔ اگر چہ کتنا بھی مشکل کیوں نہ ہو۔

پس سلیمان گفت ای نیکو رفیق   در بیابانهای بی آب عمیق

تا بیابی بهر لشکر آب را   در سفر سقا شوی اصحاب را

https://www.shiabookspdf.com/

زاغ جون بشنود آمداز حسد　　باسلیمان گفت کو کثر گفت وبد
گر مر اور را ابن نظر بودی مدام　　چون ندیدی زیر مشتی خاک دام

ترجمہ: سلیمان نے کہا اے اچھے دوست اور ساتھی ان بے پانی بیابانوں میں لشکر کے لیے پانی لے آؤ تا کہ ساتھوں کو پانی پلائیں۔

کوے نے جب یہ بات سنی تو حسد میں آ کر حضرت سلیمانؑ سے کہنے لگا۔ کہ یہ بدصفت کہاں ہے۔

اگر اس کی اتنی نگاہ ہوتی تو زمین میں چھپا ہوا جال اور پھندا نہ دیکھ لیتا۔ کوے نے کہا یا نبی اللہ ہد ہد جھوٹ بولتا ہے۔ اگر پانی کو زمین کے اندر دیکھ لیتا تو مٹی میں چھپا جال نہ دیکھ لیتا۔

گفت ای شہ بر من عور گدا　　قول دشمن مشنور از بھر خدا
گر نبا شدا ینکہ دعوی می کنم　　من نفادم سر ببر گر دنم
من ببیم دام را اندر ھوا　　گر نبو شد چشم عقلم را قضا
چون قضا آید دانش بہ خواب　　مہ سیاہ گردد بگیرد آفتاب
ابن قضا ابری بود خورشید پوش　　شیر وازدھا شودزوھمچو موش

ترجمہ: کوے نے کہا اے بادشاہ مجھ پر بھروسہ کرو۔ خدا کیلئے دشمن کی بات نہ سنو۔ اگر میرا دعویٰ سچا نہ ہوا۔ تو میرا سر حاضر ہے کاٹ دینا۔

اگر میری عقل کی آنکھ کو قضا اندھا نہ کر دے تو میں جال کو ہوا میں دیکھ لیتا ہوں۔ جب قضا آ جاتی ہے تو عقل سو جاتی ہے۔ چاند سیاہ ہو جاتا ہے اور سورج کو گرہن لگ جاتا ہے۔

یہ قضا ایک بادل تھا۔ جس نے سورج کو چھپا دیا۔ اس وقت شیر اور اژدھا بھی چوہے نظر آتے ہیں۔

کوے نے کہا یا نبی اللہ: میں جال کو ہوا میں بھی دیکھ لیتا ہوں لیکن اس صورت میں کہ قضا میری آنکھ بند نہ کر دے۔ لیکن جب قضا آ جاتی ہے تو تمام کام بند ہو جاتے ہیں۔ اور جو خدا کا ارادہ ہوتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

آپ ملاحظہ کریں۔ بنی امیہ اور بنی عباس نے اپنی تمام طاقت، اقتدار اور سلطنت کو اس کام میں صروف کیا ہوا تھا کہ اولاد پیغمبرؐ میں سے ایک نفر بھی باقی نہ رہے۔ لیکن خدا کا ارادہ کچھ اور ہی تھا۔ خدا کی تقدیر ان کی تدبیر کے مطابق نہ ہوئی۔ کیونکہ خدا نے اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ (انا اعطیناک الکوثر) اے میرے حبیب میں تمہیں کثیر اولاد عطا کرونگا اور ایسے ہی ہوا کہ خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ حضرت کی نسل کو اس قدر زیادہ کہا کہ تمام کیا شرق غرب عالم میں موجود ہے۔ کوئی ایسی جگہ نہیں ہے۔ کہ جہاں کوئی مجلس ہوتی ہو اور وہاں چند ساوات موجود نہ ہوں۔

پیغمبرؐ کے اسم و اسم کی حقیقت:

بلکہ اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو دین اور شریعت پیغمبرؐ کی بقا آپ کی اکیلی بیٹی ہی کے سبب ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

دختر از این قبیل هست همارہ تاابا　　مادر روز گار ای کاش کہ دختر آورد

ترجمہ: اگر آج کی ماں بھی اس طرح کی بیٹی پیدا کرے تو ایسی بیٹی ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔

رسول خدا کو اپنی بیٹی فاطمہؑ کی برکات اور ثمرات کا علم تھا۔ اسی وجہ سے ان کے ساتھ اتنی زیادہ محبت کا اظہار کرتے تھے۔ بار بار فرماتے تھے۔ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ برا ہو ان لوگوں کا جنہوں نے فاطمہؑ کو اتنی تکلیف دی کہ اس دنیا مظلومانہ طریقے سے شہید ہو گئیں۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ۱۲۰

پروردگار عالم فرماتا ہے **(انا اعطیناک الکوثر)**

خداوند قدوس نے حضورؐ کو اولاد کثیر عطا فرمائی تھی اور ان کے لیے خاص درجات اور مقامات بھی مقرر و معین فرمائے ہیں۔ تا کہ لوگوں کے نزدیک عزیز اور محترم ہوں۔ لوگ ان کا احترام کریں اور ان کو محترم سمجھیں۔

سادات اور اولاد پیغمبرؐ کے لیے خدا نے ایک خصوصیت عطا فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں پر ان کی محبت و مودت کو لازم قرار دی ہے۔ کیونکہ یہ محبت اور مودت اجر رسالت ہے جیسے خدا فرماتا ہے **(قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ)**

ان کی شان اور مقام کے لیے یہی کافی ہے کہ اگر نماز میں آل رسولؐ پر درود نہ پڑھا جائے تو نماز ہی باطل ہے۔

کلمہ طیبہ اور شہید اول کی کتاب درہ الباھرۃ میں نقل کرتے ہیں ۔رسول خداؐ نے فرمایا" احبوا اولادی الصالحون لی " میری اولاد سے محبت کرو۔ نیکوں کے ساتھ خدا کے لیے اور بدکاروں کے ساتھ میری خاطر۔ جو میری اولاد کی عزت و اکرام کرے گا۔ ایسے ہے جیسے اس نے میرا احترام و اکرام کیا ہو۔ جس نے میرا احترام و اکرام کیا۔ اس نے خدا کا احترام و اکرام کیا۔ جو میری اولاد کے ساتھ دشمنی رکھے گا۔ اس نے میرے ساتھ دشمنی رکھی۔ جس نے میرے ساتھ دشمنی رکھی۔ اس نے خدا کے ساتھ دشمنی رکھی۔

آل رسولؐ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ان کے ساتھ محبت ولادت، طینت اور فطرت کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔ جس طرح ان کے ساتھ دشمنی خباثت اور شقاوت کی علامت ہے۔ اس بارے میں روایات کثرت سے موجود ہیں۔ کہ جس نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی رکھی وہ ولد الزنا ہے۔ یا ولد حیض ہے یا نطفہ

https://www.shiabookspdf.com/

شیطان ہے۔ یا منافق ہے۔ بس جو پیغمبرؐ اور امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ محبت کرتا ہو اسے چاہیے کہ وہ ان کی اولاد سے بھی محبت کرے۔ کیونکہ یہ بھی اسی شجرہ مبارکہ کا پھل ہیں۔ پھول کی شاخ جہاں بھی جائے اس پر پھول ہی لگتا ہے۔ اس لیے بزرگوں کا قول ہے۔" من احب شیئا احب آثارہ" جو کسی شئی سے محبت کرے اس کے اثار سے بھی محبت کرے۔

بہ جہاں خرم از آنم کہ جہاں خرم از اوست عاشقم برھمہ عالم کہ ھمہ عالم از اوست

ترجمہ: یہ جہان میرا ہے کیونکہ یہ جہان اس کا ہے۔ میں تمام عالم سے عشق کرتا ہوں کیونکہ تمام عالم اس کا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ جب آئمہ علیہم السلام کے حرم میں شیعہ اور محبّ جاتے ہیں تو ضریح، تالے اور تربت کا بوسہ لیتے ہیں اپنی آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ یہ اس لیے ایسا کرتے ہیں کیونکہ ان کو آئمہؑ کیساتھ محبت ہے۔ وگرنہ یہ لوہا اور لکڑیاں تو بازار میں کئی دکانوں پر پڑی ہیں۔ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔

تیسری خصوصیت آل رسولؐ اور سادات کی یہ ہے۔ ان کے ساتھ محبت اور ان کی مدد واعانت کرنے سے رسول خداؐ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ جیسے خصال بحار الانوار کی جلد 20 اور عیون اخبار رضا میں نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں قیامت کے دن چار طرح کے گروہ کی شفاعت کرونگا۔ ایک وہ جو میری اولاد کی عزت کرے اور ان کا احترام کرے۔ دوسرا وہ جو ان کی حاجت اور ضروریات پورا کرے۔ تیسرا وہ جو ان کے کاموں میں مشکل کے وقت اور بیچارگی کے وقت کوشش کرے۔ چوتھا۔ جو ان کے ساتھ دل و زبان کے ساتھ محبت رکھے۔ صافی میں اس آیت **(عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا)** کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ جب میں مقام محمود یعنی مقام شفاعت میں کھڑا ہونگا۔ تو گناہ کبیرہ کرنے والے اپنی امت کے لوگوں کی شفاعت کرونگا۔ لیکن جو لوگ میری اولاد کو تکلیف دیں گے ان کی شفاعت نہ کرونگا۔ پس جو اولاد پیغمبرؐ کی مدد اور امانت کرے

https://www.shiabookspdf.com/

گا۔ خدا قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے۔ جیسے کہ عبداللہ اور بہرام مجوسی کی حکایت اس کی گواہ ہیں۔

سادات کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام مخلوق پر فضیلت اور برتری رکھتے ہیں۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔(**ان اللّٰہ اصطفی آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین**) اور اولاد پیغمبر آل ابراہیم سے ہیں۔

خمس دینا:

پانچویں خصویت سادات کی یہ ہے کہ تمام مخلوق اس دنیا میں مامور ہے اوران پر لازمو واجب ہے کہ اپنے مال کا پانچواں حصہ ان تک پہنچائیں۔ جیسے خدا فرماتا ہے(**و اعلمو انما غنمتم من شیء یفان للّٰہ خمسہ و للرسول و لذی القربیٰ و الیتامیٰ و المساکین**) اور جان لو۔ سوائے اس کے نہیں کہ جو بھی تمہیں کوئی غنیمت ملے تو اس کا پانچواں حصہ خدا رسول، ذالقربیٰ یتیم اور مساکین کا ہے۔ خمس کے دو حصے ہیں۔ آدھا مال امامؑ ہے اور دوسرا مال سادات۔ جو مال امامؑ ہے وہ اس غیبت کے زمانے میں مجتہد جامع الشرائط یا اس کے وکیل یا سادات کے فقرا، یتیم اور مسافروں کو دیں۔ دوسرا حصہ سادات کا مال ہے۔ سات چیزوں پر خمس واجب ہوتا ہے۔ پہلی چیز تجارت، صنعت اور تمام جائز کاروبار سے حاصل شدہ منافع اور فائدے ہیں۔ جیسے شکار کرنا۔ پانی پلانا، کام کرنا، پیغام رسانی کرنے والا قاصد یا اس طرح کے اور کام۔ یا سال کے آخراجات سے جو مال بچ جائے۔ اس کا خمس دینا ضروری ہے۔ حتی وہ چیزیں جو لوگ عام طور پر ذخیرہ کرتے ہیں۔ اور بازار سے اکٹھی ایک بار لے آتے ہیں۔ جیسے سرکہ وغیرہ جب سال گزر جائے اور کچھ بچ جائے۔ اسی طرح وہ لباس جو سال بھر پڑا رہے اور استعمال نہ ہوں۔ ان پر خمس واجب ہے۔ لیکن جو مال حرام طریقے سے حاصل کیا ہو اس کے ساتھ خمس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس جس وقت سے خمس والی آیت نازل ہوئی ہے اس وقت سے لیکر آج تک ہر بندے کے ذمے سادات کا حق موجود ہے۔ سوائے ان کے جن پر خمس واجب نہیں ہے۔ پس جو شخص

https://www.shiabookspdf.com/

خمس اور حق سادات ادا نہ کرتا ہو۔ وہ زیارت عاشورا پڑھتے ہوئے خود پر لعنت کرتا ہے۔ جب یہ کہتا ہے "**اللّٰھم العن اول ظالم ظلم حق محمد و آل محمد و آخر تابع له علی ذالک**" اے پروردگار لعنت کر اس پر جس نے سب سے پہلے محمد و آل محمد علیہ السلام کے حق پر ظلم کیا اور دوسرا وہ جو اس کی اتباع میں ہے۔ اور جو خمس نہیں دیتا وہ آخر تابع یعنی دوسرا اتباع کرنے والا ہے۔ یعنی اس کی پیروی کرنے والا جس نے امیر المومنین اور فاطمہ زہرا علیہا السلام کا حق غصب کیا۔

زکوٰۃ سادات پر حرام ہے:

چھٹی خصوصیت سادات کی یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ حرام ہے تا کہ ان کا مقام اور مرتبہ معلوم ہو جائے۔ کیونکہ زکوٰۃ لوگوں کے مال کی کثافت ہوتی ہے۔ ہاں اس کے علاوہ مستحب صدقے اور دیگر مال کے ذریعے ان کی مدد کرنا حلال ہے۔ بلکہ اس کا ثواب زیادہ اور افضل ہے۔ خاص طور پر وہ سادات جو مجبور و پریشان ہوں۔ ان پر احسان کرنے کے بڑے فوائد اور ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

حاجی مرزا خلیل طبیب اور ایک سیدزادی کا قصہ:

کلمہ طیبہ میں حاجی ملا علی شہرانی سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میرے مرحوم والد حاجی مرزا خلیل طبیب رحمۃ اللہ علیہ مکرر یہ کہتے تھے کہ میرا اور میری اولاد کا وجود ایک سیدہ عورت کی برکت سے تھا۔ جو کربلا میں رہتی تھی۔ میں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا: میری ابھی شادی نہ ہوئی تھی اور میرا تہران میں رہتا تھا۔ رات کے وقت خواب میں ایک مرد نے جو بڑا خوبصورت اور نورانی چہرہ تھا اور سفید لباس پہنے ہوئے تھا مجھ سے فرمایا: اگر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتا ہے تو جلدی کرو اور جاؤ ورنہ دو مہینے کے بعد راستہ بند ہو جائے گا۔ پھر کسی کو جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس سے پہلے میں بھی زیارت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ میں خواب سے بیدار ہوا اور اپنے مولاؑ کی زیارت کے لیے تیار ہو گیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اور خواب کی تاریخ نوٹ کر لی اس کے دو مہینے بعد راستہ بند ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ خواب درست تھا۔ جب میں کربلا میں داخل ہوا تو دو مہینے بعد راستہ بند ہو گیا۔ میر سید علی صاحب ریاض میرے بارے میں جانتا تھا کہ میں علاج وغیرہ خوب کر لیتا ہوں اس لیے لوگوں کو میری طرف علاج کے لیے بھیجنے لگا۔

ایک دن میں اپنے طب خانے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک سیدہ خاتون اپنی خادمہ کے ساتھ اندر آئی اور ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ جب میں تمام لوگوں کے علاج سے فارغ ہو گیا اور کوئی شخص باقی نہ رہا تو وہ سیدہ خاتون میرے پاس آئی اور ہاتھ باہر نکالا میں نے جب اس کے ہاتھ کو دیکھا تو وہ ایک مرض میں مبتلا تھی جس نے اس کے بدن کے گوشت کو ختم کر دیا تھا اور صرف ہڈیاں باقی تھیں۔ جب میں نے اس کے ہاتھ کو اس حالت میں دیکھا تو میری طبیعت بڑی خراب ہوئی۔ میں نے اس سیدہ خاتون سے کہا کہ میں اس کا علاج نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر اس نے دل سے آہ بھری اور اُٹھ کر چلی گئی۔ میرے دل پر اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ میں نے اس کی خادمہ کو آواز دی اور کہا یہ خاتون کون ہے؟ اس نے کہا ایک سیدزادی ہے اس کا شوہر بھی سید تھا۔ اسے ہندوستان سے لایا تھا۔ ان کے پاس بڑا مال و دولت تھا۔ تمام مال امام حسین علیہ السلام کی محبت میں خرچ کر دیا ہے۔ اس وقت خالی ہاتھ ہیں اور ان کے پاس مال نہیں ہے۔ بیماری میں مبتلا ہو چکی ہے۔ میں نے خادمہ سے کہا اسے کہو آئے میں علاج کرتا ہوں۔ خادمہ گئی اور سیدہ خاتون کو لے آئی میں نے اس کا علاج شروع کیا۔ چھ مہینے تک اس کا علاج کرتا رہا۔ آہستہ آہستہ اس کی بیماری ٹھیک ہو گئی۔ اور اس کے گوشت آنے لگا۔ اس طرح ٹھیک ہو گئی گویا وہ کبھی بیمار ہی نہ تھی۔ اس سیدہ خاتون نے جب میری طرف سے اس محبت کا اظہار دیکھا۔ تو اکثر میرے پاس آتی اور میرے ساتھ ماں کی طرح مہربانی کرتی تھی اور میری خدمت کرتی تھی۔

ایک رات کو سوتے وقت میں نے اسی مرد کو دیکھا جس نے مجھے اس سے پہلے خواب میں کہا تھا۔ کہ جلدی کرو اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاؤ۔ دو مہینے بعد راستہ بند ہو

https://www.shiabookspdf.com/

جائے گا۔اس نے مجھ سے کہا۔اے مرد کیا آخرت کے سفر کے لیے تیار ہے۔میں ڈرتے ہوئے خوف کی حالت میں خواب سے بیدار ہوا اور کہا" **لا حول و لا قوۃ الا باللہ**" (**انا للہ و انا الیہ راجعون**) میں نے خیال کیا کہ میری موت کا وقت آ گیا ہے۔اسی دن مجھے بخار آ گیا۔اور آہستہ آہستہ میری حالت خراب ہو گئی اور اٹھنے کے قابل نہ رہا۔وہ سیدیدہ خاتون میرے پاس آتی اور میری تیمارداری کرتی تھی۔اسی طرح دس دن گزر گئے۔میرے سب دوست واحباب جمع ہو گئے۔وہ مجھے دیکھتے تھے اور میں اسی اثناء میں ایک دوسری دنیا میں چلا گیا اور جو میرے اطراف میں تھے وہ مجھے نظر نہ آ رہے تھے۔اچانک گھر کی دیوار میں راستہ بنا اور دو آدمی باہر آئے جن کی شکلیں بڑی ڈرانے والی تھیں ایک سر کی طرف اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔انہوں نے میرے بدن کے ساتھ ہاتھ نہیں لگایا ہوا تھا لیکن ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میری کوئی آگ ان کے ساتھ متصل ہے۔اچانک مجھے محسوس ہوا کہ میری جان نکلنے لگی ہے۔اسی وقت پھر دیوار شگافتہ ہوئی اور ایک شخص باہر آیا اور ان دو آدمیوں سے کہنے لگا۔اس مرد کو چھوڑ دو۔انہوں نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کی روح قبض کر لیں۔اس نے کہا: حسین بن علی علیہم السلام نے اس کی شفاعت کی ہے اور اس کو دوبارہ زندگی مل گئی۔اس کے بعد وہ اٹھ کر چلے گئے۔میں اپنی پہلی والی حالت پر واپس آ گیا۔میں نے دیکھا جو لوگ میرے آس پاس جمع تھے میرے غسل وکفن اور دفن کی تیاریاں کر رہے ہیں۔میں نے اپنی آنکھ کھولی تو وہ سب دیکھ کر خوش ہو گئے۔اتنے میں وہ سیدزادی بی بی بھی آ گئی اور کہنے لگی تم سب کو مبارک ہو۔اس شخص کو شفا مل گئی ہے۔کیونکہ میرے جد حسین علیہ السلام نے خدا سے سفارش کی تھی۔لوگوں نے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا۔اس نے کہا میں اپنے جد حسین علیہ السلام کی قبر پر گئی۔اور بہت زیادہ گریہ کیا اور اپنے جد حسین علیہ السلام کے سامنے اس مریض کے لیے دعا کی خدا سے سفارش فرمائیں ٹھیک ہو جائے۔اسی اثنا میں مجھے نیند آ گئی۔خواب میں اپنے جد حسین علیہ السلام کو دیکھا۔میں نے آواز دی۔اے میرے جد میں آپ سے فلاں شخص کی شفاعت چاہتی ہوں۔انہوں نے

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا اس کی عمر ختم ہو چکی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ میرے جد نے فرمایا: میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ اگر اس کی مصلحت میں ہوا تو ممکن ہے۔ خدا قبول فرما لے۔ تمہیں مبارک ہو خدا نے فلاں شخص کی شفا کے بارے میں میری دعا قبول فرمالی ہے۔

راوی کہتا ہے اس وقت میرے والد کی عمر ستائیس سال تھی۔ جب ان کو بحق حسین علیہ السلام دوبارہ زندگی ملی اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اس وقت عمر نوے سال تھی اور بار بار مجھے کہہ رہے تھے۔ اے میرے بیٹے سادات کی خدا کے نزدیک بڑی شان اور مقام ہے۔ میں نے ان سے عجیب عجیب معجزے دیکھے ہیں۔ ان کا احترام کیا کرو۔

خدا لعنت کرے ان ملعونوں پر جنہوں نے اولاد رسول کو شہید کیا اور کچھ کو قیدی بنا کر شہروں میں پھیراتے رہے۔ جیسے کہ بحار الانوار میں ہے۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۲۱

خدا فرماتا ہے۔(**قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ**) کتاب جنۃ النعیم میں پچاس سے زیادہ سادات اور آل رسولؐ کے لیے ذکر کی ہیں۔

ساتویں فضیلت یہ ہے کہ اگر چہ قیامت تک ہزار پشت یا اس سے بھی زیادہ فاصلہ رسول خدا کے ساتھ ہو۔ پھر بھی وہ اولاد رسولؐ ہی شمار ہوتے ہیں۔

جیسے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "**کل سبب و نسب منقطع الیٰ یوم القیامة الا سببی و نسبی**" قیامت کے دن ہر سبب اور نسب ختم ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے۔ جس زمانے کے بھی سادات ہوں۔ اولاد پیغمبرؐ ہیں۔ وہ جس قدر بھی گناہ کریں ان کی اولاد سے خارج نہ ہونگے۔ مگر یہ کہ ان کے دین سے خارج ہو جائیں گے۔ اس وقت ان کی اولاد سے بھی خارج ہو جائیں گے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔(**انه لیس من اهلک**) کہ نوحؑ کا بیٹا تیرے اہل سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ دین نوحؑ سے خارج ہو گیا تھا۔

علی بن عیسائی وزیر کا قصہ:

کتاب ینابیع المودۃ اور کلمہ طیبہ میں نقل کرتے ہیں۔ علی بن عیسائی وزیر کہتا ہے۔ میں نے سادات کے لیے اپنے مال سے ایک حصہ معین کر رکھا تھا اور سال کے اخراجات ان تک پہنچاتا تھا۔ اور یہ کام رمضان المبارک کے مہینے کے شروع سے لیکر آخر تک کرتا تھا۔ ایک سید کو میں سال میں پانچ ہزار درہم دیتا تھا۔ ایک دن گرمیوں کے موسم میں ایک کوچہ سے گزر رہا تھا۔ میں نے اسی سید کو دیکھا کہ کیچڑ میں بست پڑا ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا میں اس سید کو پانچ ہزار درہم اس لیے دیتا ہوں کہ گناہوں میں خرچ کرے۔ اس کے بعد اسے کوئی چیز نہ دونگا۔ جب رمضان المبارک آیا تو وہ سید آیا اور اپنے حصے کا مطالبہ کیا۔ میں

https://www.shiabookspdf.com/

نے اس سے کہا: تجھے میں اپنے مال میں سے کچھ نہ دونگا۔ کیونکہ تو گناہوں میں خرچ کرتا ہے۔ کیا اس دن میں نے تجھے فلاں کوچے میں مست پڑے ہوئے نہیں دیکھا؟ چلے جاؤ۔ دوبارہ میرے پاس مت آنا۔ جب رات کا وقت ہوا۔ تو میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا۔ میں ان کی خدمت میں گیا اور سلام کیا۔ لیکن حضرت نے میری طرف توجہ نہ کی۔ میں نے وجہ پوچھی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے فلاں بیٹے کو اپنے گھر سے خالی کیوں بھیجا ہے۔ اور اسے ناامید کیوں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے آپ کی خاطر کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: تجھے تو چاہیے تھا۔ جو اس سے دیکھا تھا۔ اس پر پردہ ڈالتا۔ میں خواب سے بیدار ہوا تو کسی کو اس سید کے پاس بلانے کے لیے بھیجا۔ وہ سید آیا تو میں نے دو تھیلیوں میں دس ہزار درہم ڈال کر اسے دیے اور کہا اگر کم ہوں تو اور لیجانا۔ وہ خوش خوش واپس چلا گیا۔ جب گھر کے صحن میں گیا تو دوبارہ میرے پاس واپس آ کر کہنے لگا۔ اے وزیر کیا وجہ تھی کہ کل مجھے واپس کر دیا اور آج اتنی عزت کر رہا ہے؟ میں نے اس سے کہا کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں اس وقت تک نہ جاؤنگا جب تک حقیقت حال سے آگاہ نہ ہو جاؤں۔ میں نے جو خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے سامنے بیان کر دیا۔ سن کر اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اس نے کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ دوبارہ گناہ نہ کروگا توبہ کی اور چلا گیا۔

آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ سادات کی دعا قبول ہوتی ہے۔ خاص طور پر ان کے بے گناہ اور معصوم بچوں کی دعا قبول ہوتی ہے۔ کتاب جنۃ النعیم میں صحیفۃ الرضا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا" **دعاء اطفال ذریتی مستجاب مالم یفارقوا الذنوب**" میری ذریت میں سے بچوں کی دعا قبول ہوگی جب تک وہ گناہ نہ کریں۔

ایک صالح مرد اور مجوسی شخص کی داستان:

ینابیع المودۃ، دارالسلام اور کلمہ طیبہ میں تذکرہ سبط ابی الفرج ابن جوزی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک صالح اور نیک مرد کو رسول خداؐ نے خواب میں فرمایا:" **امض الی فلان المجوسی و قل له قدا حبیبت الدعوة**" فلاں مجوسی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ

https://www.shiabookspdf.com/

تیری دعا مستجاب ہوگئی ہے۔ پہلی رات اس نے سستی کی اور پیغام نہ پہنچایا۔ اس طرح دوسری اور تیسری رات بھی خواب دیکھا۔ صبح ہوئی تو اس مجوسی کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا۔ مجھے خدا کے رسولؐ نے تیرے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تیری دعا قبول ہوگئی ہے۔ مجوسی نے کہا: کیا تو مجھے جانتا ہے کہ میں منکر اسلام ہوں۔ اس نے کہا: ہاں۔ اس کے باوجود پیغمبر اسلامؐ نے بار بار مجھے فرمایا ہے کہ تجھ تک یہ پیغام پہنچاؤں۔ مجوسی نے کہا" **اشھدان لا الہ الا اللہ وہ و اشھدان محمدا رسول اللہ**" اس نے اپنے اہل خانہ اور دوستوں کو جمع کیا اور ان سے کہنے لگا۔۔ میں آج تک ضلالت اور گمراہی میں رہا ہوں۔ اب میں مذہب حق پر آ گیا ہوں اور مسلمان ہو گیا ہوں۔ اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو جو میرا مال اگر مسلمان نہ ہونا چاہو۔ تو میرا تمام مال واپس کر دو۔ وہ تمام لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اس مجوسی کی ایک بیٹی تھی۔ جس کی شادی اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ کی ہوئی تھی۔ اسے بھی اس سے علیحدہ کرلیا۔ اس کے بعد اس مجوسی نے کہا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ کون سی دعا قبول ہوئی ہے۔ اس صالح مرد نے کہا: اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم۔ اب تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا جب میں نے اپنی بیٹی اور بیٹے کی شادی کی تو ایک ولیمہ کا انتظام کیا جس میں تمام رشتہ داروں اور دوستوں کو بلایا۔ میرے ہمسایہ میں سادات کی ایک جماعت رہتی تھی۔ جو بڑے فقیر تھے اور دنیا کی کوئی چیز ان کے پاس نہ تھی۔ میں نے کہا کہ میرے صحن میں ایک چٹائی بچھا دی جائے۔ میں اس پر بیٹھ گیا۔ اسی دوران سادات کی ایک چھوٹی بچی اپنی ماں سے کہہ رہی تھی۔ اے اماں یہ مجوسی مرد اپنے کھانوں کی خوشبو سے ہمیں اذیت دیتا ہے۔ میں نے یہ بات سن کر کچھ پیسے لباس اور کھانا ان کے لیے بھیج دیا۔ جب انہوں نے میرے اس احسان کو دیکھا۔ تو میں نے سنا وہ چھوٹی بچی دوسری بچیوں سے کہہ رہی تھی۔ اس وقت تک خدا کی قسم یہ کھانا نہ کھائیں گے جب تک بھیجنے والے کے لیے دعا نہ کر دیں۔۔ سب بچیوں نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کئے اور کہنے لگیں۔ اے پروردگار یہ چیزیں اور کھانا بھیجنے والے کو ہمارا جد بزرگوار کے ساتھ محشور فرما۔ یہ ہے وہ دعا جو قبول ہوئی اور پیغمبرؐ نے تجھے خبر دی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نویں خصوصیت سادات کی یہ ہے کہ ان کا احترام و اکرام لازم ہے۔ جیسے رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص میری اولاد کو دیکھے اور اس کا احترام نہ کرے اس نے مجھ پر ظلم کیا اور خدا اسے ایسی بلا اور مصیبت میں مبتلا کرے گا کہ اس کا کوئی علاج نہ ہوگا۔

دسویں خصوصیت سادات کی یہ ہے کہ نسل پیغمبرؐ قیامت تک ختم نہ ہوگی۔ دشمنوں کی نسل ختم ہو جائے گی۔ بنی امیہ اور بنی عباس نے اس قدر اولاد پیغمبرؐ کو قتل کیا کہ تعداد بیان نہیں کی جا سکتی۔ یہ اس لیے کرتے تھے تاکہ نسل رسولؐ کو ختم کر دیا جائے۔ لیکن خدا کا ارادہ نسل رسولؐ کے بچانے کا تھا۔ اس لیے ان کے نہ چاہنے کے باوجود اولاد پیغمبرؐ زیادہ سے زیادہ ہوتی گئی سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ ہارون ملعون نے ایک رات میں اولاد پیغمبرؐ میں سے ساٹھ آدمیوں کو قتل کیا۔ جیسے کہ گذشتہ مجالس میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح عباسی خاندان کا دوسرا خلیفہ مہدی نے اپنے وزیر یعقوب بن داوڈ کو پندرہ سال تک کنویں میں قید رکھا۔ روزانہ اسے ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا دیتے تھے۔

مہدی عباسی کا یعقوب کو قید کرنا:

میری حیات الحیوان میں لکھتے ہیں۔ کہ مہدی نے یعقوب کو اس لیے قید کیا تھا کہ ایک رات مہدی نے اسے بلایا اور ایک خوبصورت کنیز دس ہزار درہم کے ساتھ اسے بخش دی اور کہنے لگا اولاد علیؑ و فاطمہؑ میں سے ایک سید قید میں ہے۔ اسے اپنے گھر لے جا کر قتل کر دو۔ یعقوب نے قبول کر لیا اور سید کو اپنے گھر لے گیا۔ سفر کے لیے اسے کچھ پیسے دیئے اور کہا یہ لے کر بھاگ جاؤ۔ کسی اور شہر میں چلے جاؤ تاکہ خلیفہ تجھے دیکھ نہ سکے۔ جو کنیز خلیفہ نے یعقوب کو دی تھی۔ اس نے یہ بات سن کر اسی رات چھپ کر مہدی عباسی کو بتا دی۔ مہدی نے اپنے بندے بھیج کر اس سید کو پکڑ لیا اور لا کر قید کر دیا۔ صبح یعقوب بن داوڈ خلیفہ مہدی کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ خلیفہ نے پوچھا۔ اس سید کا کیا ہوا؟ یعقوب نے کہا میں نے اسے دجلہ میں پھینک دیا ہے تاکہ اسے مچھلیاں کھا جائیں۔ خلیفہ نے پوچھا۔ تو سچ کہہ رہا ہے؟ یعقوب نے کہا: آپ کے سر کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں۔ خلیفہ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ سید

https://www.shiabookspdf.com/

کو حاضر کرے۔ غلام اس کو لے کر آ گیا۔ یعقوب دیکھ کر شرمندہ ہو گیا۔ اور سر نیچے کر کے بیٹھ گیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ سید کو قتل کر دیں اور یعقوب کو کنویں میں قید کر دیں۔

دس سال کے بعد خلیفہ مر گیا اور جہنم واصل ہوا۔ ایک سال تک ہادی نے حکومت کی پھر ہارون الرشید کا دور آیا۔ ایک دن ہارون نے یعقوب کا پوچھا۔ اسے کنویں سے باہر لایا گیا۔ ہارون کے پاس آیا تو یعقوب نے کہا ''السلام علیک یا مہدی'' ہارون نے کہا میں مہدی نہیں ہوں۔ اس نے کہا **" السلام علیک یا ھادی "** اس نے کہا میں ہادی نہیں ہوں۔ اس نے کہا السلام علیک ایھا الرشید'' ہارون نے کہا'' وعلیک السلام'' ہارون نے کہا تجھے معلوم ہے کہ میں نے تجھے قید سے کیوں نکالا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ ہارون نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ آج میں نے اپنے ایک بچے کو کندھوں پر سوار کیا ہوا تھا۔ مجھے وہ وقت یاد آ گیا کہ میں بچہ تھا اور تو مجھے اپنے کندھوں پر سوار کر کے گھمایا پھیرایا کرتا تھا۔ اس لیے میں نے تجھے قید سے باہر نکالا ہے۔ اب اگر تیری کوئی خواہش ہے تو بیان کرو۔ یعقوب نے کہا: میری خواہش یہ ہے کہ مجھے اجازت دے دیں تا کہ میں مکہ جا کر خدا کے گھر کے پاس رہوں اور وہاں میری موت آ جائے۔ ہارون نے اسے اجازت دے دی۔

پس غرض یہ ہے کہ بنی عباس اولاد پیغمبرؐ کے ساتھ ایک خاص عداوت اور دشمنی رکھتے تھے۔ خاص طور پر منصور، ہارون اور مامون۔ حالانکہ یہ تینوں اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرتے تھے۔ یعنی حضرت امیر المومنین ابن ابی طالبؑ کو خلیفہ رسول بھی مانتے تھے۔ ان کے فضائل اور مناقب کو ذکر کرتے تھے۔

ایک شامی خطیب کی داستان:

مدینۃ المعاجز میں ابن بابویہ سے اور وہ سلیمان بن اعمش کوفی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے ایک رات سحری کے وقت منصور دوانقی نے میرے پاس ایک آدمی کو بھیجا اور بلایا۔ میں بڑا حیران ہوا کہ اس وقت منصور کو میرے ساتھ کیا کام ہو سکتا؟ میں نے سوچا کہ مجھ سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں سوال کرے گا جب میں بیان کرونگا تو

https://www.shiabookspdf.com/

مجھے قتل کر دے گا۔ میں نے یہ سوچ کر وصیت کرنا شروع کر دی۔ غسل کیا۔ کفن پہنا اور حنوط کر کے اپنے گھر سے چل پڑا اور اس کے گھر چلا گیا۔ جب میں اندر گیا تو وہاں عمرو بن عبید بھی موجود تھا۔ منصور نے بلا کر اپنے ساتھ بیٹھا لیا۔ میرا زانو اس کے زانو کے ساتھ لگ رہا تھا۔ جب مجھ سے حنوط کے خوشبو اس نے سونگھی تو پوچھا یہ حنوط کیوں لگایا ہے؟ سچ بتانا ورنہ میں تجھے قتل کر دونگا۔ میں نے کہا کہ سچ یہ ہے کہ جب تو نے اس وقت مجھے بلانے کے لیے آدمی بھیجا تو میں تشویش میں پڑ گیا اور سوچا کہ مجھے تو نے اس لیے بلایا ہے تا کہ مجھ سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل پوچھے جب میں بیان کروں تو مجھے قتل کر دے گا۔ اس لیے میں نے وصیت کی، کفن پہنا اور حنوط کر کے آیا ہوں۔ جب میں نے یہ بات کی تو اٹھا اور بیٹھا اور کہنے لگا" **لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ** "

پھر منصور نے کہا: اے سلیمان تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ فضائل علی علیہ السلام میں چند حدیث بیان کر؟ میں نے کہا امیر المومنینؑ تھوڑی سی۔ اس نے پوچھا کتنی۔ میں نے کہا دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ۔ اس نے کہا اے سلیمان میں تیرے سامنے فضائل علی علیہ السلام میں ایک ایسی حدیث بیان نہ کروں کہ تو نے جتنی حدیثیں بھی سنی ہونگی سب بھول جائے گا؟ میں نے کہا: ارشاد فرمائیں یا امیر المومنینؑ، منصور نے کہا: تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں شروع میں علی ابن ابی طالبؑ کا مداح تھا ایک شہر سے دوسرے شہر جا کر ان کی شان میں قصیدے پڑھتا تھا۔ اس وجہ سے لوگ مجھے کھانا دیتے اور میرا احترام کرتے تھے۔ اسی دوران میں ملک شام کے ایک شہر میں گیا۔ میرے پاس ایک پرانی عبا تھی۔ اور کوئی لباس نہ تھا۔ میں جب شہر میں داخل ہوا تو اذان کی آواز سنی اس وقت مجھے بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔ میں ایک مسجد میں چلا گیا تا کہ نماز پڑھوں۔ جب پیش نماز نے سلام پڑھا۔ تو میں نے دیکھا دو بچے مسجد میں داخل ہوئے۔ پیش نماز نے ان کی طرف منہ کیا اور کہا۔ تمہارا آنا مبارک ہو۔ اور بابرکت ہیں وہ جن کے ناموں سے میں نے تمہارا نام رکھا ہے۔ ایک جوان میرے پاس کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ یہ بزرگ کون ہے اور یہ بچے کس کے ہیں؟ اس جوان

https://www.shiabookspdf.com/

نے کہا: یہ بزرگ ان بچوں کا دادا ہے۔اس شہر میں اس بزرگ کے علاوہ کوئی شخص نہیں ہے جو علی علیہ السلام کا محبّ ہو۔اس لیے اس بزرگ نے ان دو بچوں کا نام حسن اور حسین رکھا ہے۔

منصور کہتا ہے میں خوش ہوا اور اٹھ کر اس کے پاس چلا گیا۔میں نے اس بزرگ سے کہا میں آپ کے لیے ایک ایسی حدیث بیان کروں جس سے آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں؟ اس بزرگ نے کہا اگر تو نے میری آنکھ روشن کی تو میں بھی تیری آنکھ روشن کرونگا۔میں نے کہا یہ حدیث میرے لیے میرے باپ نے ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کی ہے کہ ایک ان ہم رسول خداؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔کہ وہاں فاطمہ علیہ السلام تشریف لے آئیں۔اور وہ گریہ کر رہی تھیں۔رسول خداؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ تجھے کیا ہوا ہے کہ تو رو رہی ہے؟ فاطمہؑ نے عرض کیا بابا جان کافی دیر سے حسنین گھر سے باہر گئے ہیں اور ابھی تک واپس نہیں آئے۔پتہ نہیں کہاں گئے ہیں۔رسول خداؐ نے فرمایا: میری بیٹی گریہ نہ کرو جس خدا نے انہیں پیدا کیا ہے۔وہ ان پر تجھ سے زیادہ مہربان ہے۔پھر رسول خداؐ نے اپنے ہاتھ بلند کئے۔اور خدا سے دعا کی۔اے پروردگار۔فاطمہؑ کے شہزادے حسنین دریا میں ہیں یا بیابان میں ان کی حفاظت کر۔فوراً جبرئیل نازل ہوا اور عرض کیا۔یا رسولؐ اللہ خدا آپ کو سلام پہنچاتا ہے۔اور فرماتا ہے۔غم نہ کرو اور پریشان نہ ہو۔بے شک حسنین علیہ السلام دنیا اور آخرت میں بافضیلت ہیں۔ان کا باپ ان سے افضل ہے۔یہ دونوں بچے نبی نجار کے کھجوروں کے باغ میں سوئے ہوئے ہیں اور دو فرشتے ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔

رسول خداؐ یہ سن کر بڑے خوش ہوئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ بنی بخار کے کھجوروں کے باغ کی طرف چل پڑے۔جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حسن و حسین علیہما السلام ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سوئے ہوئے ہیں اور فرشتہ ان کی حفاظت کر رہا ہے ایک پر نیچے بچھایا ہوا ہے اور دوسرا ان کے اوپر سایہ کے طور پر کیا ہوا ہے رسول خداؐ نے بیٹھ کر شہزادوں کو چومنا شروع کر دیا۔شہزادے بیدار ہو گئے رسول خداؐ امام حسنؑ کو اپنے کندھے پر بٹھایا۔اور

https://www.shiabookspdf.com/

جبرئیل نے امام حسینؑ کو اٹھایا اور فاطمہ زہراؑ کے گھر آ گئے۔
راستے میں حضرت ابو بکر ملے۔ عرض کیا: یا رسولؐ اللہ ایک بچہ مجھے دے دیں۔ حضورؐ نے فرمایا اے ابو بکر کیا بہترین سواریاں ہیں اور کیا بہترین دو سوار ان کا باپ ان سے بھی افضل ہے۔ پھر حضورؐ مسجد میں تشریف لے آئے۔ بلال سے فرمایا۔ لوگوں کو بلاؤ۔ مسجد میں جمع ہوں۔ بلال نے لوگوں کو بلایا۔ سب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ رسول خداؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو: کیا میں تمہیں اس کے بارے میں خبر دوں جو تمام لوگوں سے ماں باپ کے لحاظ سے افضل ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسولؐ اللہ۔ حضرت نے فرمایا: وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں جن کے والد علیؑ ہے۔ جو خدا اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کی ماں فاطمہ ہے۔ جو رسول خداؐ کی بیٹی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں اس کا تعارف کرواؤں جو چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب سے افضل ہے۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا: وہ حسنؑ و حسینؑ ہیں جن کے چچا جعفرؑ طیار ہے جو جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کر رہا ہے۔ ان کی پھوپھی ام ہانی ہے جو ابو طالبؑ کی بیٹی ہے۔
کیا میں تمہیں ان کے بارے میں بتادوں جو ماموں ہے کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں لوگوں نے کہا ہاں رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا: وہ حسن و حسین جن کے ماموں میرا بیٹا قاسم ہے جو پیغمبرؐ کا بیٹا ہے اس کے اپنے سر کو اوپر اٹھایا۔ اور عرض کی: اے پروردگار تو جانتا ہے کہ حسن و حسین ان کے جد اور جدہ ماں باپ، چچا اور پھوپھی، ماموں سب بہشتی ہیں۔ جو ان سے محبت کرے گا وہ بھی بہشتی ہوگا۔ اور جو ان سے دشمنی رکھے گا وہ جہنم کی آگ میں ہوگا۔ منصور کہتا ہے۔ جب میں نے یہ حدیث اس بزرگ کو سنائی تو اس نے کہا اے جوان تو کس شہر کا رہنے والا ہے؟ میں نے کہا: کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا تو غلام ہے یا آزاد؟ میں ے کہا میں آزاد ہوں۔ اس نے کہا تو اس حدیث سے واقف ہے اور یہ ایک پرانی عبا پہنی ہوئی ہے۔ اس بزرگ نے مجھے ایک عبا اور ایک خچر دیا۔ اس خچر کی قیمت سو دینار تھی۔ اس کے بعد اس بزرگ شخص نے کہا: اے جوان تو نے میری آنکھیں روشن کر دی

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔ میں تیری آنکھ روشن کرونگا اور تجھے آج میں ایسے جوان کے پاس بھیجونگا جو تیری آنکھ کو ٹھنڈا اور روشن کریگا۔ میں نے کہا مجھے بھیج دے۔ اس نے کہا میرے دو بھائی ہیں ایک امام جماعت ہے اور دوسرا مؤذن وہ بھائی جو امام جماعت ہے جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے علی علیہ السلام سے محبت رکھتا ہے۔ میں نے کہا مجھے اس کے پاس بھیج دے۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے اس بھائی کے گھر لے گیا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ باہر آیا۔ اس نے دیکھتے ہی عبا اور خچر کو پہچان لیا۔ اور کہنے لگا یہ میرے بھائی نے تجھے دیئے ہیں کیونکہ تو خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تو میرے لیے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت میں کوئی حدیث نقل کر میں نے کہا: مجھے میرے باپ نے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے خبر دی ہے۔ کہ ہم ایک دن رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس وقت فاطمہ علیہ السلام تشریف لے آئیں۔ جبکہ وہ گریہ کہ رہی تھیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: اے بیٹی تو کیوں گریہ کر رہی ہے؟ عرض کیا بابا جان قریش کی عورتیں مجھے طعنہ دیتی ہیں۔ کہ تیرے باپ نے تیری شادی ایک غریب شخص کے ساتھ کر دی ہے جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: میری بیٹی گریہ نہ کرو۔ قسم ہے خدا کی کہ میں نے تیری شادی علیؑ سے اس لیے کی ہے کہ خدا نے اس سے پہلے تیری شادی علیؑ کے ساتھ عرش پر کی تھی۔ اس شادی کے گواہ جبرئیل اور میکائیل تھے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ خدا نے زمین میں تمام مخلوق سے دو آدمیوں کو چنا۔ ایک تیرا باپ اور دوسرا تیرا شوہر۔ تیرے باپ کو رسالت عطا کی اور تیرے شوہر کو ولی بنایا۔

اے میری بیٹی فاطمہؑ، علیؑ دل کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہادر ہے۔ علم میں تمام لوگوں سے افضل ہے تمام لوگوں سے زیادہ سخی ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ علی وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ سے پر ایمان لایا۔ جس کے دو بیٹے حسنؑ وحسینؑ ہیں جو جوانان جنت کے سردار۔ ان کا نام تورات میں شبر اور شبیر ہے۔ خدا کے نزدیک ان کی بڑی عزت ہے۔ میری بیٹی فاطمہؑ گریہ مت کرو۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو بہشت کے دو حلے تیرے

https://www.shiabookspdf.com/

باپ نے پہنے ہونگے اور دو تیرے شوہر نے۔ لوالحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ پھر وہ میں علیؑ کو دونگا۔ خدا کے نزدیک علیؑ کی بڑی عزت ہے۔ اے فاطمہؑ بیٹی گریہ نہ کرو۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ ایک نادی ندا دے گا کہ اے محمدؐ تیرے جد ابراہیمؑ کتنے بہترین جد ہیں اور تیرے بھائی علی ابن ابی طالب کتنے بہترین بھائی ہیں۔ پس علی بہشت کی چابیوں کے لگانے میں میری مدد کریں گے۔ ہمارے شیعہ کامیاب ہیں اور بہشت میں داخل ہونگے۔

منصور کہتا ہے جب میں نے یہ حدیث اس کو سنائی تو اس نے کہا۔ اے جوان تو کس شہر سے آیا ہے۔ میں نے کہا کوفہ سے۔ اس نے کہا اے جوان تو غلام ہے یا آزاد ہے؟ میں نے کہا آزاد ہوں۔ اس نے مجھے تیس لباس اور دس ہزار درہم دیئے اور کہا اے جوان تو نے میری آنکھ روشن کر دی ہے لیکن مجھے تیرے ساتھ ایک کام ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارا ایک بھائی مؤذن ہے۔ جو دشمن علیؑ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کل تو فلاں مسجد میں آنا تا کہ تو اس کو دیکھ لے۔ میں نے کہا انشاءاللہ آؤنگا۔ دوسرے دن میں اس مسجد میں گیا جو اس بزرگ نے بتائی تھی۔ میں پہلی صف میں بیٹھ گیا۔ میرے ساتھ ایک شخص عمامہ باندھے بیٹھا تھا۔ جب وہ شخص رکوع میں گیا تو سر سے اس کا عمامہ گر گیا میں نے اس کے سر کو دیکھا کہ خنزیر جیسا تھا۔ میں نے کوئی بات نہ کی۔ نماز ختم ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا تیرا سر اس طرح کیوں ہے۔ اس نے رونا شروع کر دیا اور کہا میرے ساتھ میرے گھر آئیں تجھے بتاتا ہوں کہ قصہ کیا ہے۔

ہم اٹھے اور اس کے گھر چلے گئے۔ جب بیٹھ گئے تو اس نے کہا۔ واقعہ یہ ہے کہ میں ایک مؤذن تھا اور ہر روز صبح اذان و اقامت میں علی پر لعنت کرتا تھا۔ ایک جمعہ کے دن میں نے علیؑ پر چار ہزار مرتبہ لعنت کی جب میں اپنے گھر سے باہر نکلا تو میں اس دکان میں جا کر بیٹھ گیا جو تو نے ہمارے گھر میں دیکھی ہے۔ میں وہاں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ گویا میں بہشت میں ہوں۔ رسول خداؐ علی علیہ السلام کے ساتھ بڑے خوش کھڑے تھے۔ امام حسنؑ ان کے دائیں اور امام حسینؑ بائیں طرف کھڑے تھے۔ پیغمبرؐ اسلام کے ہاتھ میں ایک کاسہ تھا۔ جو

https://www.shiabookspdf.com/

امام حسن علیہ السلام کو دیا اور فرمایا۔ پی لو۔ انہوں نے پی لیا۔ فرمایا اس جگہ جو دوسرے لوگ ہیں ان کو بھی دے دو۔ انہیں بھی دیا۔ اور تمام کو سیراب کر دیا۔ اسی دوران رسول خداؐ کی نظر مجھ پر پڑی اور فرمایا حسنؑ بیٹے اس شخص کو بھی پلا دو۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ نانا جان آپ مجھے اس شخص کو پلانے کا فرمار ہے ہیں جو ہر روز اذان اور اقامت میں ہزار مرتبہ میرے والد بزرگوار پر لعنت کرتا ہے اور آج اس نے چار ہزار مرتبہ لعنت کی ہے۔ میں نے دیکھا کہ رسول خداؐ میرے پاس آئے اور فرمایا خدا تجھ پر لعنت کرے تو علیؑ پر کیوں لعنت کرتا ہے۔ حالانکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں پھر حضورؐ نے میرے چہرے پر تھوک دیا اور اپنا پائے اقدس مجھے مار کر فرمایا۔ اٹھو خدا تجھ سے تیری نعمت چھین لے۔ میں بیدار ہوا تو دیکھا میرا سر خنزیر کی طرح ہو چکا تھا۔

سلیمان اعمش کہتا ہے۔ منصور نے مجھ سے کہا۔ کیا تجھے اس حدیث کا علم تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا: اے سلیمان علیؑ کی دوستی اور محبت ایمان ہے۔ ان کی دشمنی نفاق ہے۔ خدا کی قسم علیؑ کے ساتھ صرف مومن محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ صرف منافق دشمنی رکھتا ہے۔ میں نے منصور سے کہا یا امیر المومنین کیا مجھے امان ہے ایک بات کہنا چاہتا ہوں؟ اس نے کہا ہاں تو امان میں ہے۔ میں نے کہا ان کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔ جنہوں نے حسنؑ کو قتل کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا قاتل آگ میں ہے۔ میں نے کہا کیا جو بھی اولاد پیغمبرؐ کو قتل کر دے وہ جہنم میں ہے۔ یعنی تو جو اولاد پیغمبرؐ کو قتل کرتا ہے تو بھی جہنم میں ہے؟ اس نے کہا تو سچ کہہ رہا ہے ''الملک عقیم'' یعنی بادشاہ بانجھ ہوتا ہے۔ اٹھو اور باہر چلے جاؤ۔ یہ حدیث جو میں نے تیرے لیے بیان کی ہے۔ جس کو مرضی نقل کر سکتے ہو۔

ترک حق کردہ است آنت مرد لیئم   کہ یقول القوم الملک عقیم

ترجمہ: اس خبیث مرد نے حق کو ترک کیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ '' **الملک عقیم** ''

سید ہاشم بحرینی غایۃ المرام میں واقدی سے نقل کرتے ہیں۔ کہتا ہے ہارون الرشید ایک دن بیٹھا ہوا تھا۔ ستر علماء اس کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ ہارون نے محمد بن حسن کوفی کی طرف دیکھ کر

https://www.shiabookspdf.com/

کہا۔علی ابن ابی طالبؑ کے فضائل میں تجھے کتنی حدیثیں یاد ہیں؟اس نے کہا ہزار حدیثیں یا اس سے بھی زیادہ۔ پھر ابی یوسف کوفی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تو علی ابن ابی طالب کے فضائل میں کتنی حدیثیں روایت کرتا ہے بتاؤ اور ڈرو نہیں؟اس نے کہا یا امیر المومنین اگر ڈر نہ ہوتا تو ان کے بارے میں احادیث کا شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ہارون نے کہا تجھے کس سے ڈر ہے؟اس نے کہا تجھ سے اور تیرے اصحاب سے ڈر ہے۔ ہارون نے کہا مت ڈرو۔ اپنے آپ کو محفوظ سمجھو بتاؤ کتنی حدیثیں ان کی فضیلت میں تجھے یاد ہیں؟اس نے کہا: پندرہ ہزار حدیث مرسل پندرہ ہزار حدیث مسند۔ واقدی کہتا ہے۔ ہارون نے منہ میری طرف کیا اور کہنے لگا۔ تیرے پاس اسقدر ہیں؟ میں نے کہا: ہاں میں پندرہ ہزار حدیث مرسل اور پندرہ ہزار حدیث مسند روایت کرتا ہوں۔ ہارون نے کہا: لیکن میں نے اپنی آنکھ سے جو ایک فضیلت دیکھی ہے اور اپنے کان سے سنی ہے۔ان تمام سے افضل اور بہتر ہے جو تم نقل کرتے ہو۔ میں نے کہا یا امیر المومنین اگر مناسب سمجھو وہ ہمیں بھی بتاؤ۔

ہارون نے کہا: میں نے یوسف بن حجاج کو شام کا والی مقرر کیا تھا۔اسے حکم دیا تھا کہ عوام کے ساتھ عدالت کرنا۔ وہ بھی اس حکم پر عمل کرتا تھا۔ایک دن اسے پتہ چلا کہ شام میں ایک خطیب ہے۔ جو منبر پر جا کر علی ابن ابی طالبؑ پر لعن وطعن کرتا ہے۔اس نے اس خطیب کو بلایا۔اور پوچھا تو علیؑ کو گالیاں دیتا ہے؟اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کیوں دیتا ہے۔اس نے کہا علیؑ نے میرے بزرگوں کو قتل کیا ہے۔ جب تک زندہ رہوں یہ کام کرتا رہونگا۔ یوسف بن حجاج نے حکم دیا کہ اسے زنجیروں اور طوق میں باندھ دیا جائے اور قبر میں ڈال دیا۔ پھر مجھے خط لکھ کر صورت حال سے آگاہ کیا۔ میں نے اسے لکھا کہ اس ملعون کو اسی طرح زنجیر وطوق کے ساتھ میرے پاس بھیج دے۔ جب وہ میرے پاس آیا تو میں نے اسے ڈراتے ہوئے کہا۔تو ہے وہ جو علیؑ کو گالیاں دیتا ہے؟اس نے کہا ہاں میں نے یہاں۔علیؑ نے جس کو بھی قتل کیا ہے خدا اور رسولؐ کے حکم سے قتل کیا ہے۔اس نے کہا میں اس کام سے نہ رکوں گا۔ مجھے اس وقت تک آرام نہیں ملتا جب تک علیؑ کو گالیاں نہ دے لوں۔ میں نے حکم دیا کہ سو

https://www.shiabookspdf.com/

تازیانے اسے مارے جائیں۔ اسے لے گئے اور اس حجرہ میں قید کر دیا۔ وہ کمرہ ہارون نے دکھایا۔ میرے حکم سے اس کمرے میں اسے قید کر دیا گیا۔ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ نماز مغرب و عشاء پڑھی اور یہ سوچتا رہا کہ اس شامی خطیب کے بارے میں کیا حکم کروں اور اسے کس طرح قتل کروں۔ کبھی میں سوچتا تھا کہ اسے قید رکھوں۔ کبھی سوچتا تھا کہ اسے زہر دے دوں اور اسے اتنے تازیانے ماریں کہ جہنم واصل ہو جائے۔ یہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا آسمان کا دروازہ کھلا ہے۔ رسولؐ خدا تشریف لائے ان کے ساتھ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام امام حسنؑ، امام حسینؑ اور جبرئیلؑ بھی تھے۔ رسول خداؐ نے فرمایا" ابن الدمشقی " وہ دمشقی خطیب کہاں ہے؟ اس ملعون خطیب نے کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ خطیب کو لایا گیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ملعون کو پکڑ لیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر ظلم کرتا ہے اور بغیر کسی وجہ کے مجھے گالیاں دیتا ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ اس کو چھوڑ دو۔ رسول خداؐ نے اسے پکڑ کر فرمایا: تو وہ شخص ہے جو علی ابن ابی طالبؑ کو گالیاں دیتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ رسول خداؐ نے خدا سے دعا کی۔ اے پروردگار اس ملعون کو مسخ کر دے فوراً اس کا چہرہ کتے کی طرح ہو گیا۔ اسے دوبارہ اس کے کمرے میں لے گئے۔ پیغمبرؐ اسلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ آسمان کی طرف چلے گئے۔ میں خواب سے بیدار ہوا۔ اپنے غلام کو آواز دی اور کہا۔ شامی خطیب کو میرے پاس لاؤ۔ اسے لایا گیا تو میں نے دیکھا اس کی شکل کتے کی طرح بن چکی تھی۔ اسے پھر کمرے میں لے گئے۔ وہ اس وقت بھی وہاں ہے۔ پھر اس نے آواز دی کہ اس کتے کو لایا جائے۔ غلام نے جا کر اس کا کان پکڑا اور لے آیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے کان انسانوں کی طرح ہیں۔ باقی جسم کتے کی طرح ہے۔

ایک شخص نے کہا: اے خلیفہ یہ مسخ ہو گیا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ عذاب نازل نہ ہو جائے ہارون نے حکم دیا: اسے پھر کمرے میں لے جا کر بند کر دو۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک خوف ناک آواز آئی اور اس کمرے پر بجلی گری جس نے اس ملعون کو جلا کر راکھ کر دیا۔ واقدی کہتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ میں نے ہارون سے کہا: کہ یہ معجزہ تیرے لیے ایک نصیحت اور عبرت ہے۔ تا کہ تو خدا سے ڈرے اور اولا دعلی پر اسقدر ظلم نہ کرے۔ ہارون نے کہا میں نے توبہ کرلی ہے کہ دوبارہ ان پر ظلم نہ کرونگا۔ لیکن اس کے باوجود کہ حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب سے آگاہ تھا اور انہیں امیر المومنینؑ بھی مانتا تھا۔ اس قدر ان کی اولاد کو قتل کیا۔ کتنوں کو زندہ دیواروں میں دفن کردیا اور کئی کو کنویں میں ڈال دیا۔ یہ اس لیے کرتا تھا تا کہ اولاد پیغمبرؐ میں سے کوئی شخص باقی نہ رہے۔

منصور کے معمار کی داستان:

شرح قصیدہ ابی فراس میں کتاب درالنظیم سے احمد حنبل کے ذریعے روایت نقل کرتے ہیں۔ احمد حنبل جو اہل سنت کے چار اماموں میں سے ایک ہیں کہتے ہیں۔ ایک رات میں نے ایک مرد کو دیکھا جو خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑ کر گریہ وزاری کررہا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ تجھے کیا ہوا اتنا گریہ وزاری کررہا ہے؟ اس نے کہا میں منصور دوانقی کا معمار تھا۔ میرے لیے ایک عجیب واقعہ رونما ہوا جو میں تجھے بتاتا ہوں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تو کسی اور کو بتائے گا نہیں۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ جب تک تو زندہ رہوں گا میں کسی اور کو نہیں بتاؤنگا۔ اس نے کہا ایک رات منصور نے مجھے بلایا اور ساٹھ آدمی اولاد علیؑ میں سے میرے سپرد کئے اور حکم دیا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے ان ساٹھ آدمیوں کو دیوار میں چن دو۔ میں نے ایک کم ساٹھ کو خوف کے مارے دیوار میں چن دیا۔ ایک جو بچ گیا تھا۔ وہ نوخیز بچہ تھا۔ ابھی اس کی مونچھوں کے نشانات بھی ظاہر نہ ہوئے تھے۔ بڑے بڑے اس کے بال تھے اس کا چہرہ نورانی تھا۔ جب میں اس کو دیوار میں چننے لگا تو میں نے دیکھا کہ برسات کے بادل کی طرح آنسو بہا رہا ہے اور بڑا مضطرب و پریشان ہے۔ میں نے اس سے پوچھا اتنا کیوں رورہا ہے؟

اس نے کہا خدا کی قسم میں اپنے لیے نہیں رورہا۔ بلکہ میں اپنی ماں کی وجہ سے گریہ کررہا ہوں۔ جو بوڑھی ہے اور میں نے اس کی بات نہیں مانی۔ ایک سال سے اس نے مجھے گھر میں

https://www.shiabookspdf.com/

بند کر رکھا تھا۔ کہ کہیں دشمن مجھے پکڑ نہ لیں۔ جب وہ سوتی تھی تو اپنا ہاتھ میری گردن پر رکھتی تھی کہ کہیں میں باہر نہ نکل جاؤں۔ اگر میں اٹھنے کی کوشش کرتا تو وہ بھی اٹھ جاتی تھی۔ جب میں سو جاتا تو وہ بھی سو جاتی تھی۔ لیکن اسے نیند نہ آتی تھی۔ کل میری ماں میرے پاس نہ تھی۔ میں گھر سے باہر نکل آیا۔ خلیفہ کے نوکر نے مجھے پکڑ لیا اور منصور کے پاس لے گیا۔ اور اس وقت تو مجھے دیوار میں زندہ دفن کرنے لگا ہے۔ میں نے ماں کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ اسے نہیں معلوم کہ میں کہاں ہوں۔ میرے غم میں کہیں ہلاک نہ ہو جائے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تیری ماں کی اور بھی کوئی اولاد ہے؟ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم۔

معمار کہتا ہے: میں نے خود سے کہا۔ افسوس ہے تجھ پر مال دنیا کی خاطر غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ خدا کی خاطر اس سید کی کوئی خدمت کرتا ہوں۔ میں اپنے بیٹے کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ اس سید نوجوان کا یہ قصہ ہے کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ اس سید کی بجائے تجھے دیوار میں رکھ دوں اور ایک سوراخ اس دیوار میں رکھ دیتا ہوں جس سے تجھے سانس آتا رہے گا۔ کل رات تجھے باہر نکال لونگا؟ میرا بیٹا راضی ہو گیا۔ میں نے سید بچے کے بال کاٹے اس کے منہ کو سیاہ کیا۔ اسے پرانا لباس پہنایا۔ ایسے محسوس ہو جیسے مٹی گارے میں کام کرنے والوں کا بچہ ہو۔ اپنے بیٹے کو دیوار میں رکھ دیا۔ جب صبح ہونے لگی تو سید بچے کو اٹھا کر اپنے گھر لے آیا۔ راستے میں جاتے وقت میں سوچ رہا تھا کہ اگر منصور اس بات سے آگاہ ہو جائے یا میری بیوی کو پتہ چل جائے کہ میں نے اس کے بیٹے کو دیوار میں چن دیا ہے تو کیا بنے گا۔ اس سوچ میں چلتا چلتا اپنے گھر کے درمیان پہنچ گیا اور بے ہوش حالت میں گر پڑا۔ اسی دوران میرے گھر کے دروازے پر ایک آواز آئی۔ میں اور ڈر گیا۔ اور خود سے کہنے لگا کہ خلیفہ کو پتہ چل گیا۔ اس نے کسی آدمی کو مجھے پکڑنے کے لیے بھیجا ہے تا کہ لا کر قتل کر دیا جاؤں۔ میری کنیز دروازے کے پاس گئی اور پوچھا دروازے کے پاس کون ہے؟ آواز آئی **" انا فاطمه بنت رسول قولی لمولاک اوفع الینا و لدنا و خذ لدک "** میں فاطمہ بنت رسولؐ ہوں۔ اپنے آقا سے کہو ہمارا بچہ ہمیں دے دو اور اپنا بچہ واپس لے لو۔ میں

https://www.shiabookspdf.com/

یہ بات سن کر بے اختیار کھڑا ہو گیا۔ اور گھر کے دروازے لے کے پاس گیا اور کہا بی بی آپ کیا فرما رہی ہیں۔ بی بی نے فرمایا" **ایھا الشیخ صنعت فمعروفا اللّٰہ و ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین** " اے مرد تو نے اللہ کی خاطر نیکی کی ہے خدا نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ہمارا بچہ ہمیں دے دو اور اپنا بیٹا واپس لے لو۔ میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا صحیح و سالم تھا۔ میں نے اپنا بچہ لے لیا اور سید بچہ اس بی بی کو واپس کر دیا۔ اسی وقت میں نے توبہ کی اور گھر سے نکل کر اس لیے یہاں آ گیا ہوں۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ میں بھاگ گیا ہوں تو اس نے میرے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ مجھے امید ہے کہ خدا میری توبہ قبول فرمائے گا۔

راہِ شام میں اونٹ سے سکینہؑ کا گرنا:

قیدیوں کا قافلہ شام کی طرف روانہ تھا۔ جیسے کہ مقتل حسن آل معفور میں نقل ہے۔ کہ زجر بن قیس نے دیکھا بی بی سکینہؑ کا اونٹ پیچھے رہ گیا اور یہ مظلومہ گریہ کرتی ہوئی فرما رہی ہیں" **یـا ابتـاہ این انت و نحن مسبایا این انت ونحن علی الاقتاب العاریات** " اے بابا تو کہاں ہے ہمیں قیدی بنا لیا گیا ہے۔ تو کہاں ہے ہمیں بے پلان اونٹوں پر سوار کیا گیا ہے زجر بن قیس پاس آیا۔ اور کہا: اے سکینہؑ گریہ کیوں کر رہی ہو۔ بی بی سکینہؑ نے اور زیادہ رونا شروع کر دیا۔ اس ظالم نے بجائے تسلی دینے کے سکینہؑ کے پہلو میں نیزہ مارا اور مظلومہ کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا۔ خود اونٹ کو پکڑ کر لے گیا۔ اسی دوران زینبؑ کبریٰ کو روتے روتے تھک کر چلتے چلتے اونٹ پر نیند آ گئی تھی۔ خواب میں اپنے بھائی حسینؑ کو دیکھا جو فرما رہے تھے۔ بہن زینبؑ میں نے اپنی یتیم سکینہؑ کو تیرے سپرد کیا تھا۔ میری بیٹی کہاں ہے؟

زینبؑ خواب سے بیدار ہوئیں اور آواز دی۔ میری بیٹی سکینہؑ میرے بھائی کے لخت جگر تو کہاں ہے؟ کوئی جواب نہ آیا۔ زینبؑ اونٹ سے نیچے اتر آئی اور جدھر سے قافلہ آیا تھا۔ ادھر سکینہؑ کو ڈھونڈتی ہوئی چل پڑیں۔ چلتے چلتے کیا دیکھا ایک بی بی نے سکینہؑ کو اپنی گود میں لیا ہوا ہے اور کہہ رہی ہیں۔ اے زینب تو کہاں ہے تیرا بھائی اپنے بچے تیرے حوالے کر

https://www.shiabookspdf.com/

کے گیا تھا کہ ان کا خیال رکھنا ہے۔ تیرے بھائی کے بچے جنگلوں میں بے سہارا ہیں۔

زینبؑ فرماتی ہیں۔ میں نے جب یہ آواز سنی تو میں پہچان گئی کہ یہ تو میری ماں زہراء علیہا السلام ہیں۔ میں نے کہا: اماں جان آپ تو ہمارے ساتھ نہ تھیں۔ آپؑ نے سیاہ لباس کیوں پہنا ہے؟ فرمایا میری بیٹی زینبؑ میں ہر جگہ تمہارے ساتھ ہوں۔

ہاں فاطمہؑ ہر جگہ اہل بیت کے ساتھ تھیں حتی کہ راہب کے عبادت خانے میں بھی راہب کہتا ہے جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا جس صندوق میں سر حسینؑ ہے اس سے نور آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ اس وقت میں نے ایک آواز سنی۔ کوئی بی بی کہہ رہی تھی۔ ہائے میرے پردیسی بیٹے ہائے میرے شہید بیٹے۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر ۱۲۲

دینی آنقدر نلارد کہ براو رشک برند — یا وجود و علمش راغم بیہودہ خورند

نظر آنان کہ نکر و ندوراین مشتی خاک — الحق انصاف تو ان داد کہ صاحب نظرند

عارفان ہرچہ تباتی و بقائی نکد — گر ہمہ ملک جہان است بہ ہیچش نخرند

دوستی باکہ شیلئ کہ بہ سر برد جہان — حق عیان است ولی طایفہ ای بی بصرند

ای کہ در بشت زمینی ہمہ وقت آن تو نیست — دگر خیرہ دراو می نگرند

ترجمہ: اس کے ہونے یا نہ ہونے کیوجہ سے بلاوجہ غم نہیں کرنا چاہیے۔

حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس مٹی بھر خاک کی طرف توجہ نہیں کی وہی صاحب نظر ہیں۔ اور ان کے پاس حقیقت دیکھنے والی آنکھ ہے۔

جو لوگ با معرفت ہیں وہ دنیا کو دائمی نہیں جانتے اور اس سے کوئی چیز بھی خریدنا پسند نہیں کرتے۔

اس دنیا کے ساتھ دوستی کس کی آخر تک پہنچی ہے اور کامیابی ہوئی ہے اس کے باوجود کہ حق روشن ہے پھر بھی کچھ لوگ عقل کے اندھے ہیں۔

اے شخص تو جو اس زمین کی پشت پر موجود ہے۔ تجھے ہمیشہ نہیں رہنا۔ کتنے ایسے ہیں جو باپ کی صلب اور ماں کے رحم میں یہاں آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

کچھ بھیڑوں کو یہ بھیڑیا نما موت لے گئی ہے اور دوسری بھیڑیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھ رہی ہیں۔

خدا فرماتا ہے (**فلا تغرنکم الحیاۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور**) دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ نہ دے اور خدا کے بارے میں تمہیں غرور میں نہ ڈال دے انسان دو چیزوں سے بنا ہے۔ روح اور بدن۔ نہ تو اکیلی روح انسان ہے اور نہ ہی بدن اکیلا انسان

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ جب روح اور بدن ملتے ہیں تو اس وقت انسان بنتا ہے۔ وہ تمام صفات اور حالات جو بدن و جسم محسوس کرتا ہے اور دیکھتا ہے وہ روح بھی محسوس کرتی ہے اور دیکھتی ہے۔ یعنی جس طرح انسان کا جسم بیمار ہوتا ہے۔ اسی طرح روح بھی ہوتی ہے۔ وہ دو طرح کی ہیں۔ روحانی اور جسمانی جسمانی بیماریوں کا سبب چار چیزوں میں سے کوئی ایک ہے۔

یا تو اخلاط چہادگانہ یعنی صفراء، سودا، بلغم اور خون میں سے کسی ایک کا دوسرے پر غالب آنے کی وجہ سے انسان کا جسم بیمار ہوتا ہے اور اسے علاج کی ضرورت پڑتی ہے۔

دوسری چیز جسم کے بیمار ہونے کی زیادہ کھانا پینا ہے۔ جیسے کہ تجربہ شدہ چیز ہے۔ کہ جو لوگ کم کھاتے پیتے ہیں وہ اکثر تندرست رہتے ہیں۔ اس کے برعکس جو زیادہ کھاتے پیتے ہیں۔ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو جب مفت کا کھانا ملتا ہے تو پھر نہیں دیکھتے کہ کتنا کھانا ہے اور خاص طور پر اگر غذا مرغن اور لذیذ ہو۔ پھر تو خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ ایک لقمے کی بھی اور گنجائش نہیں رہتی۔ بس جو شخص کھانے پینے میں دھیان رکھتا ہے وہ تندرست رہتا ہے دارالسلام میں دعوات راوندی سے نقل کرتے ہیں رسول خداؐ نے فرمایا: "**من قل طعامه صح بدنه و صفاقلبه و من كثر طعامه سقم بدنه و قساقلبه**" جو کم کھاتا ہے۔ اس کا بدن تندرست رہتا ہے اور دل صاف ہوتا ہے۔ جو زیادہ کھاتا ہے اس کا بدن بیمار اور دل سخت ہوتا ہے۔

ہارون کے سامنے ایک عیسائی کا قصہ:

اثنی عشریہ میں تفسیر ثعلبی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک نصرانی طبیب نے ہارون الرشید کے سامنے کہا۔ تمہارے قرآن میں طب اور حکمت کے بارے میں کوئی چیز بیان نہیں ہوئی۔ حالانکہ سب سے عمدہ علم دو ہیں۔ دین کا علم اور بدن کا علم۔ وہاں موجود ایک عالم واقدی نے کہا خدا نے تمام طب اور حکمت کو آدھی آیت میں بند کر دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ (**كلوا و اشربوا ولا تسرفوا**) کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ یعنی زیادہ نہ کھاؤ۔

نہ چندان بخور کز دہانت در آید نہ چندان کہ از ضعف جانت در آمد

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ: نہ اتنا کھاؤ کہ منہ سے باہر آئے اور نہ اتنا کم کھاؤ کہ کمزور ہو جائے اس نصرانی نے کہا کیا تمہارے نبی کی طرف سے طب اور حکمت کے بارے میں کوئی فرمان ہے۔

واقدی نے کہا ہمارے نبی اکرمؐ نے تمام طب اور حکمت کو چند کلمات میں بند کر دیا ہے۔

حضرت فرماتے ہیں۔ "**لمعدة بيت كل داء و الحمية راس كل دواء و اعط كل نفس ماعود تها**" معدہ تمام بیماریوں کا مرکز ہے۔ کم کھانا تمام دواؤں کی اصل ہے۔ جیسی عادت ڈالی ہے ویسی ہی جسم کو غذا دو۔

زین سبب گفت است جالینوس مه   آنچه عادت داشت بیمارا نش ده

ترجمہ: اسی وجہ سے جالینوس نے کہا ہے۔ جس کی عادت تھی وہی اس کے بیماروں کو دو۔

نصرانی حکیم نے کہا: آپ کی کتاب اور نبی نے جالینوس کے لیے طب میں سے کچھ نہیں چھوڑا۔ یعنی تمام طب اور حکمت ان چند کلمات میں ہے۔

بدن کی بیماریوں کی تیسری وجہ ہضم ہونے سے پہلے کھانا کھانا ہے جس سے جسم مریض پڑ جاتا ہے۔

جیسے کہ اثنی عشریہ میں روایت ہے، رسول خداؐ نے فرمایا، **خمس خصال تورث البرص** " پانچ چیزیں ایسی ہیں جو برص کا سبب بنتی ہے، ایک جمعہ اور بدھ کے دن نورہ لگانا، دوسری، سورج کے ساتھ گرم پانی سے غسل یا وضو کرنا، تیسری، جنابت کی حالت میں غذا کھانا، چوتھی، حیض کی حالت میں عورت کے ساتھ جماع کرنا پانچویں، بھوک کے بغیر کھانا کھانا،

چوتھی چیز جو بدن کی امراض کا سبب بنتی ہے ، ایسی دو چیزیں اکٹھی کھانا جن کی طبیعت گرم اور ٹھنڈی ہو، جیسے سرکہ اور دہی ملا کر کھانا، یا سرکہ اور انڈہ کھانا، یا خربوزہ اور شہد کھانا یہ چیزیں قولنج اور پیٹ درد کا موجب بنتی ہے۔

ریاض الحکایات میں ہے ایک مرد طبیب کے پاس گیا، اور کہنے لگا مجھے قولنج کی مرض ہے، مجھے ڈر ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا، طبیب نے پوچھا، آج تو نے کیا کھایا ہے، اُس مرد نے کہا میں نے کچھ گوشت، مچھلی نمک لگا، ترش پنیر اور ایک انڈہ کھایا ہے، اس کے علاوہ انار اور

https://www.shiabookspdf.com/

ہندوانہ بھی کھایا ہے، طبیب نے کہا، اس حالت میں اگر تو مر گیا تو انشاءاللہ سکون مل جائے گا اور اگر خدانخواستہ آج نہ مرے تو کل فلاں مینار کے اوپر جا کر چھلانگ لگا دینا جب زمین پر گرو گے تو اس درد سے سکون مل جائے گا۔

امراض روحانی :

روحانی امراض کی بھی چار وجہ ہیں ایک شیطان کا وسوسہ اور غلبہ ہے وہ شیطان جو انسان کا بڑا سخت دُشمن ہے، جب اُس نے سجدہ سے انکار کیا تو خدا کے دربار سے نکال دیا گیا، اور اُس نے اپنا سب کچھ تکبر و حسد کی وجہ سے جلا دیا، اُس وقت اولاد آدم کا دُشمن بن گیا اور اُس نے قسم کھائی کہ لوگوں کو گمراہ کرے گا اور کہے گا "**فبعزتک لا غوینھم اجمعین الاعبادک المخلصین**" مجھے تیری عزت کی قسم میں تیرے تمام بندوں کو گمراہ کرونگا، سوائے اُن کے جو تیرے مخلص بندے ہونگے۔

اس لیے پیغمبر اسلام فرماتے ہیں قیامت کے دن اولاد آدم یعنی گوں کی سو قسمیں ہونگی ننانوے اُن میں سے جہنم کی آگ میں جائیں گی، اور ایک قسم بہشت میں، کوئی یہ گمان نہ کرے کہ شیطان صرف گناہ اور نافرمانی کے ذریعے دھوکہ دے گا، بلکہ لوگوں کو عبادت کے ذریعے سے بھی فریب اور دھوکہ دیتا ہے۔

جیسے کہ مصباح الشریعۃ میں ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا، شیطان سو میں سے ننانوے دروازے عبادت کے بند کر کے سو وَیں دروازے کے ذریعے اُسے فریب اور دھوکہ دیتا ہے اور اُس پر غالب آجاتا ہے۔

بنی اسرائیل کے عابد کو شیطان نے عبادت سے دھوکہ دیا:

بحار الانوار کی جلد پنجم اور حیات القلوب کی پہلی جلد میں روایت ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک عابد تھا۔ جو بڑی مدت سے عبادت میں مشغول تھا۔ شیطان نے اُس کے ساتھ حسد کیا اور اپنی تمام اولاد کو جمع کر کے کہنے لگا کون ہے جو فلاں عابد کو گمراہ کرلے گا؟ اُن میں سے ایک نے کہا۔ میں جاؤنگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

شیطان نے پوچھا: تو کس طریقے سے اُسے دھوکہ دے گا؟
اُس نے کہا میں عورتوں کے ذریعے سے اُسے دھوکہ دونگا۔ شیطان نے کہا تو اُس کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ وہ ہرگز عورتوں کے ذریعے سے گمراہ نہ ہوگا۔
ایک اور شیطان نے کہا، میں جاؤنگا، شیطان نے پوچھا تو کس طرح اُسے گمراہ کرے گا؟
اُس نے کہا میں اُسے شراب اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعے سے دھوکہ دونگا شیطان نے کہا، تو بھی اُسے فریب نہیں دے سکتا۔ ایک اور شیطان نے کہا۔ اُس نے پوچھا تو کس طرح اُسے گمراہ کرے گا؟ اس شیطان نے کہا میں اُسے عبادت کے ذریعے سے فریب دونگا اور گمراہ کرونگا، ابلیس نے کہا ہاں تو اُسے فریب دے سکتا ہے وہ شیطان ایک مرد کی شکل اختیار کر کے اُس جگہ چلا گیا جہاں وہ عابد عبادت میں مشغول تھا۔ اور اُس کے آگے کھڑا ہو کر نماز میں مشغول ہوگیا۔ وہ عابد جب سوتا یا کھانا کھاتا تو وہ شیطان عبادت میں مشغول رہتا۔ نہ سوتا اور نہ ہی کوئی چیز کھاتا۔ عابد اُس کے پاس گیا اور بڑے احترام کے ساتھ اُس سے کہنے لگا کہ تو کس طرح اور کیا وجہ ہے کہ اس انداز سے عبادت کرتا ہے؟
شیطان نے کوئی جواب نہ دیا، عابد پھر اُس کے پاس آیا اور التماس کی کہ مجھے بتا۔ شیطان نے کہا کہ اے خدا کے بندے میں نے گناہ کیا ہے اور پھر توبہ کی ہے اور اب جس وقت بھی وہ گناہ میری نظر میں آتا ہے تو میرے اندر اور زیادہ عبادت کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور میں خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتا ہوں۔
عابد نے کہا۔ تو نے کونسا گناہ کیا ہے؟ تا کہ میں بھی کروں اور پھر توبہ کروں۔ تا کہ تیرے مقام اور درجے تک پہنچ سکوں۔ شیطان نے کہا۔ شہر میں چلا جا۔ اور فلاں فاحشہ عورت کا گھر پوچھ لینا۔ تجھے بتا دیں گے، اُس کے گھر میں چلے جانا۔ اُسے دو درہم دے کر اُس کے ساتھ زنا کرنا۔
عابد نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ شیطان نے اپنے پروں کے نیچے سے دو درہم نکال کر دیئے اور کہا جاؤ۔ جن لباس کے ساتھ عبادت کرتا تھا۔ اُنہی لباس کو پہن کر جاؤ عابد شہر

https://www.shiabookspdf.com/

میں داخل ہوگیا۔ اُس فاحشہ کے بارے میں معلوم کیا۔ اُسے بتایا گیا۔ لوگوں نے سوچا کہ شائد اُسے وعظ و نصیحت کرنے کے لیے آیا ہے، عابد اُس کے گھر گیا۔ اور اُسے دو درہم دیئے جب اُس کے ساتھ زنا کرنے لگا۔ تو اُس عورت نے کہا۔ اے عابد تجھ جیسے لوگ تو ادھر نہیں آتے۔

ای بسا طفل خردانایی که کند علم بخشی دانا

ترجمہ:۔ بعض اوقات بچہ بھی عقلمندی کرتا ہے۔ اگر کوئی عقلمند اُسے علم دے تو۔

مجھے بتا تو ادھر کس لیے آیا ہے۔ اور کس لیے یہ کام کرنا چاہتا ہے۔ عابد نے اُس کے سامنے تمام قصہ بیان کیا۔ اُس عورت نے کہا:۔

اے عابد گناہ کا ترک کرنا توبہ کرنے سے آسان ہے۔ کیونکہ ایسے نہیں ہے کہ جو کوئی بھی توبہ کرلے تو اُس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں وہ مرد شیطان تھا جو ایک مرد کی شکل میں تجھے دھوکہ دینے کے لیے آیا تھا۔ ابھی اپنے عبادت خانے کی طرف لوٹ جا اور دیکھنا وہ وہاں پر نہ ہوگا۔ عابد لوٹ کر واپس آیا تو اُسی رات وہ فاحشہ عورت مرگئی۔ صبح ہوئی تو اُس کے گھر کے دروازے پر لکھا ہوا تھا۔ اس عورت کے تشیع جنازہ میں شرکت کرو یہ عورت جنتی ہے۔ لوگ بڑے حیران ہوئے۔ اور شک میں پڑ گئے۔ تین دن تک اُسے دفن نہ کیا۔ خدا نے اُس زمانے کے پیغمبرؑ کی طرف وحی فرمائی۔ کہ فلاں فاحشہ عورت پر سب لوگوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھو۔ کیونکہ میں نے اُسے بخش دیا ہے۔ کیونکہ اُس نے میرے ایک بندے کو گناہ سے بچایا ہے۔ بس معلوم ہوا کہ شیطان بندوں کو عبادت کے ذریعے بھی گمراہ کرتا ہے۔ جیسے کہ بہت سے لوگ آئمہ علیھم السلام کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے لیے ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ اور بہت سے واجبات اُن پر ادا کرنا ضروری ہوتے ہیں۔ یا ریاکاری کے طور پر اعمال و عبادات بجالاتا ہے۔ مکہ اس لیے جاتا ہے تاکہ لوگ اُسے حاجی کہیں۔ مجلس پڑھتا ہے خمس دیتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے فقراء پر احسان کرتا ہے تاکہ اُس کی شہرت ہو۔

https://www.shiabookspdf.com/

کچھ لوگوں کو حضرت امیر المومنینؑ کی محبت کی وجہ سے شیطان جہنم کی طرف لے جائے گا۔
جیسے کہ بحار الانوار کی جلد ۸ اور غایۃ المرام میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا حضرت موسیٰؑ کے بعد یہودیوں کے اکہتر فرقے ہو گئے۔ ستر اُن میں سے جہنمی تھے اور ایک بہشت میں گیا۔ بہشتی فرقہ وہ تھا۔ جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون کی پیروی کی اس اُمت کے تہتر فرقے ہونگے۔ بہتر فرقے جہنمی ہیں اور ایک فرقہ اہل بہشت ہے۔ بہشت میں جانے والے وہ ہیں جنہوں نے حضرت محمدؐ کے وصی کی پیروی کی ہے۔ پھر اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا اُن تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے میری محبت کا دعوئٰ کرتے ہونگے اُن تیرہ میں سے جو میری محبت کا دم بھرتے ہونگے بارہ فرقے جہنم میں جائیں گے ایک فرقہ جنتی ہوگا۔
پس جتنے لوگ بھی جہنم کی طرف جائیں گے وہ شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے ہونگے۔
جیسے خدا فرماتا ہے" **ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الافریقا من المومنین** " اور بے شک ابلیس کا خیال اُن کے بارے میں سچ ثابت ہوا۔ سوائے مومنوں کے ایک گروہ کے سب نے اُس کی پیروی کی۔ سورہ یٰس میں فرماتا ہے" **ولقد اضل منکم جبلاً کثیراً افلم تکونوا تعقلون** " بے شک تم میں سے ایک کثیر تعداد کو شیطان نے اغوا کر لیا کیا تم عقل نہیں رکھتے۔
دوسری چیز جو انسان کی روح کو بیمار کرتی ہے انسان کے وجود میں نفس امارہ کا غالب آنا ہے۔ کیونکہ نفس امارہ انسان کے بدن میں شیطان کا نائب ہے۔ اس نفس امارہ کے نقصانات اور فسادات زیادہ ہیں۔ کیونکہ انسان سے کبھی شیطان دور ہو جاتا ہے لیکن نفس امارہ دور نہیں ہوتا ہر وقت اس میں موجود ہے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے" **اعداء عدوک نفسک التی بین جنبیک** " تیرا سب سے بڑا دُشمن نفس امارہ ہے۔ اس لیے نفس کے ساتھ جہاد جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ پس جنت میں انسان تبھی داخل ہوگا۔ جب نفس امارہ کے ساتھ جہاد کرے گا ۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے" **وامّامن خاف مقام ربّہ ونھی النّفس عن الھویٰ فان**

https://www.shiabookspdf.com/

الجنة هی الماویٰ" جو بھی اپنے رب کے مقام سے ڈرے گا اور اپنے نفس کو روکے گا بے شک اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

چنین قفس نه سزای چه من خوشی لحان است   روم به گلشنِ جنت که مرغ آن چهنم

ترجمہ:۔ کیا اس طرح کا پنجرہ مجھ جیسے خوبصورت کلام کرنے والے کے لیے بطور سزا اچھا ہے۔ مجھے تو جنت کے باغ میں جانا چاہیے۔ کیونکہ میں تو اُس چمن کا پرندہ ہوں۔

بس جو کوئی بھی کسی مقام یا درجہ پر پہنچا ہے۔ وہ نفس کے ساتھ جہاد کرنے کے سبب ہے اور جو بھی مصائب و بلاؤں اور عذاب میں مبتلا ہوا ہے وہ اس نفس کی پیروی کرنے کی وجہ سے ہے تیسری چیز جو روح کے بیمار ہونے اور گناہوں کے ارتکاب کا سبب بنتی ہے۔ وہ بُرے دوستوں کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ کیونکہ اچھے اور بُرے دوستوں کی صحبت انسان پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے "المجالسة مؤثرة" صحبت اثر رکھتی ہے۔ رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ نیک دوست کی مثال عطر فروش کی طرح ہے اگر تو اُس کے ساتھ بیٹھے گا۔ اگر چہ اُس سے عطر نہ بھی خریدو لیکن پھر بھی تجھ سے عطر کی خوشبو آئے گی۔ اور بُرے دوست کی مثال لوہار کی مانند ہے۔ اگر تو اُس کے ساتھ بیٹھے گا اگر چہ اُس کی آگ تجھ تک نہ پہنچے لیکن آگ کے دھوئیں کی بو تجھ تک ضرور آئے گی۔

ایک بوڑھے شراب فروش کی سب سے پہلی نصیحت یہ تھی کہ نااہل لوگوں کے ساتھ صحبت اور دوستی اختیار نہ کرنا۔

پس جو شخص بھی نااھل اور بد جنس و بد فطرت دوستوں کے ساتھ بیٹھے گا۔ تو اعمال اور اخلاق میں اُن جیسا ہو جائیگا۔

هست تنهائی بهتر از یاران بد   نیک بد بد چون نشیند بد شود

تا توانی می گریز از یار بد   یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد از زند بر جان زند   یار بد بر جان و بر ایمان زند

https://www.shiabookspdf.com/

ترجمہ:۔ بُرے دوستوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے، کیونکہ جب نیک آدمی بُرے آدمی کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ تو وہ بھی بُرا ہو جاتا ہے جہاں تک ہو سکے بُرے دوست سے دور رہو۔ بُرا دوست بُرے سانپ سے بھی بدتر ہے۔

کیونکہ بُرا سانپ تو بدن کو ڈستا ہے۔ لیکن بُرا دوست جان اور ایمان دونوں کو ختم کرتا ہے۔

بنی اسرائیل کا ایک عابد شیطان کے فریب میں:

ابواب الجنان میں لکھتے ہیں بنی اسرائیل کا ایک عابد مدت سے خدا کی عبادت میں مشغول تھا۔ اور دنیا کی تمام نعمتوں اور لذتوں سے اپنی آنکھ بند کیے ہوئے تھا اس کی عبادت اس انداز سے تھی کہ ملائکہ بھی تعجب کرتے تھے۔ ایک دن شیطان نے اسے دھوکا دینے کا منصوبہ بنایا۔ عبادت گذاروں اور زاہدوں والا لباس پہن کر اس عبادت خانے میں چلا گیا جہاں وہ عابد عبادت کرتا تھا۔ عابد نے پوچھا تو کون ہے اور کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میں ایک عبادت گذار شخص ہوں۔ تیرے ساتھ مل کر عبادت کرنا چاہتا ہوں پھر وہ ایک کونے میں جا کر تین دن تک عبادت کرتا رہا اور روتا بھی رہا۔ نہ سوتا تھا اور نہ ہی کچھ کھاتا پیتا تھا۔ عابد نے جب اس انداز سے اس کی عبادت کو دیکھا تو اس سے کہنے لگا میں تعجب میں ہوں کہ تو اس طرح عبادت کیسے کرتا ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک گناہ کیا ہے۔ جب بھی مجھے وہ گناہ یاد آتا ہے تو پشیمان ہو جاتا ہوں۔ پھر نہ مجھے نیند آتی ہے اور نہ ہی کھانے پینے کو دل چاہتا ہے۔ عابد نے کہا میں کیا کروں کہ تجھ جیسے عبادت کر سکوں؟۔ اس نے کہا زنا کرو۔ عابد نے کہا۔ میں زنا نہیں کروں گا شیطان نے کہا پھر شراب پی لو۔ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ عابد نے کہا شراب کہاں سے ملے گی۔ اس نے کہا فلاں دیہات میں چلے جاؤ۔ عابد اُٹھا اور اس دیہات میں آ گیا۔ ایک خوبصورت عورت دیکھا اس سے شراب خرید کر لی اور مست ہو گیا اس عورت کے ساتھ زنا بھی کیا اسی اثنا میں اس عورت کا خاوند آ گیا اس نے ڈر کے مارے کہ کہیں لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے اس عابد نے اس عورت کے شوہر کو قتل کر دیا۔ اسی وقت شیطان ایک مرد کی شکل میں آ کر حاکم کے پاس گیا اور اسے اطلاع کر دی۔ حاکم نے

https://www.shiabookspdf.com/

آدمی بھیجے اور اس عابد کو پکڑ کر اس کے پاس لے گئے۔ زنا اور شراب کی اس پر حد جاری کی اور قتل کے بدلے میں اسے پھانسی کے تختے پر چڑھا دیا۔ دوبارہ شیطان پہلی صورت میں اس کے پاس آیا اور عابد سے کہنے لگا۔ اب سنا تیرا کیا حال ہے۔؟ اس نے کہا جو بھی بُرے لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا اور انکی اطاعت کرے گا اس کا یہی حال ہوگا۔

شیطان نے کہا۔ اے عابد دو سو بیس سال کی محنت کے بعد میں تجھے پھانسی کے تختے پر لانے میں کامیاب ہوا ہوں۔ تو چاہتا ہے کہ تجھے پھانسی سے نجات دوں؟ اس نے کہا ہاں۔ شیطان نے کہا مجھے ایک بار سجدہ کرو۔ پھانسی پر چڑھے عابد نے شیطان کو سجدہ کر دیا اور سب کچھ تباہ کر بیٹھا اور واصل جہنم ہوا۔

پس جو شخص بُرے لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اگر چہ وہ مومن اور مسلمان ہو۔ اور اگر کوئی شخص نیک عبادت گذار اور خدا کی عبادت کرنے والے لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا وہ بھی مسلمان ہو جائے گا اور اس کی آخرت آباد ہو جائے گی۔

نار خندان باغ را خندان کند — صحبت نیکانت از نیکان کند

پسر نوح بابدان بنشست — خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کھف روزی چند — پی نیکان گرفت و مردم شد

ترجمہ: مسکراتا ہوا انا پورے باغ کو بھی مسکراتا ہوا کر دیتا ہے۔ نوح کا بیٹا برے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ جس کی وجہ سے نوح کی اہل سے ہی نکل گیا۔ اصحاب کہف کا کتا چند دن نیک لوگوں کے ساتھ رہا اور انسان بن گیا۔ وہ لوگ جو اس دنیا میں برے اور نا اہل لوگوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں قیامت کے دن ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ ایک کہے گا کہ تو نے کہا تھا کہ آؤ شراب پئیں۔ دوسرا کہے گا تو نے کہا تھا آؤ زنا کریں۔ قمار بازی کریں۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے: کہ قیامت کے دن گناہ گار لوگ کہیں گے:

"وما اضلنا الا المجرمون"

ترجمہ: ہمیں صرف گناہ گار لوگوں نے گمراہ کیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

چوتھی چیز جو روح کی بیماری اور گناہوں کا سبب بنتی ہے اس دنیا کے ساتھ محبت کرنا ہے کیوں کہ یہ دنیا خود کو دلہن کی طرح سنوارے رہتی ہے۔ اور خود کو لوگوں کی نظروں میں سنور کر جلوہ گر ہوتی ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے:

زین للناس حب الشهوات من النساء والبنين والقناطير المقنطره من الذهب الفضه والخيل المسومة والانعام والحرث ذلك متاع الحيوة الدنيا"

ترجمہ: لوگوں کے لیے خواہشات نفسانی کو عورتیں، اولاد، سونے اور چاندی سے بنی چیزیں گھوڑے، جانور اور کھیتی سے مزین کیا گیا ہے۔ یہ سب دنیا کی زندگی کی متاع ہیں۔ سب سے پہلے خدا نے عورتوں کا ذکر اس لیے کیا ہے کیوں کہ تمام تر امتحانات اور آزمائشیں ان کی وجہ سے ہیں۔

مجلسی بحار الانوار کی جلد سماء العالم میں نقل کرتے ہیں کہ شیطان حضرت یحیٰؑ کی خدمت میں آیا اور اپنے بہت سے حالات بیان کئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا۔ اس نے عرض کیا کہ میری تمام تر امیدیں، میری آنکھ کی ٹھنڈک، اور میری طاقت وقوت ان عورتوں کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ نہ ہوتیں تو میں کسی ایک کو بھی گمراہ نہ کر سکتا۔ اور نافرمانی میں نہ ڈال سکتا۔ اگر عورتیں اولاد آدم سے نہ ہوتیں تو میں ان کو سجدہ کرتا اسی لیے خدا فرماتا ہے کہ شیطان نے عورتوں اور دیگر چیزیں جو آیت میں ذکر ہیں کے ذریعے سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔

قیامت کے دن دنیا ممثل ہوگی:

مجموعہ ورام میں ہے کہ کسی کا قول ہے:

" لا تركنوا الى الدنيا فانها غدارة خداعة كالعروس متحليه العيون ناظره والنفوس لها عاشقة"

ترجمہ: دنیا کی طرف رغبت نہ کرو کیوں کہ یہ دھوکا باز مکار ہے خود کو دلہن کی طرح بن سنور کر

https://www.shiabookspdf.com/

پیش کرتی ہے۔ آنکھیں اس کی طرف دیکھتی ہیں اور نفوس اس کے عاشق ہو جاتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو دنیا کو میدان محشر میں ایک ایسی بوڑھی عورت کی شکل میں لایا جائے گا جس کے بال سفید اور بدصورت ہوگی۔ لوگوں سے کہا جائے گا اسے پہچانتے ہو؟ لوگ کہیں گے ہم اس کی پہچان میں خدا کی پناہ مانگتے ہیں خطاب ہوگا یہ وہ دنیا ہے جس کی وجہ سے تم ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے۔ حسد کرتے تھے، قطع رحم کرتے تھے اس کے دھوکے میں آ جاتے تھے پھر اسے جہنم میں لے جائیں گے دنیا کہے گی میری پیروی کرنے والے لوگوں کا کیا ہوا؟ خدا فرمائے گا اس کے چاہنے والے اور پیروی کرنے والوں کو بھی اس کے ساتھ ملا دو۔ روایات آل اطہارؑ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دنیا اس عالم میں تین مرتبہ عورت کی شکل میں ممثل ہوئی ہے تا کہ لوگ عبرت اور نصیحت حاصل کریں۔

حضرت عیسیٰؑ کے لیے دنیا کا ممثل ہونا:

مرحوم فیض کتاب حقائق الاسرار میں لکھتے ہیں کہ دنیا کو حضرت عیسیٰؑ نے ایک بد صورت بوڑھی عورت کی شکل میں دیکھا۔ جس نے ہر طرح کی آرائش اور زینت کی ہوئی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ کتنوں کے ساتھ شادی کی ہے۔ اس نے کہا مجھے تعداد معلوم نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا تیرے تمام شوہر مر گئے یا انہوں نے طلاق دی ہے۔؟ اس نے کہا۔ میں نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا، تیرے باقی شوہر بھی ہلاک ہو جائیں گے وہ پہلے ہلاک ہونے والوں سے عبرت کیوں حاصل نہیں کرتے اور مجھ سے دور کیوں نہیں ہوتے اس نے کہا اے عیسیٰؑ تعجب یہ ہے کہ میں باپ کو قتل کرتی ہوں تو بیٹا مجھے طلب کرتا ہے جب بیٹے کو قتل کر دیتی ہوں تو باپ مجھے طلب کرنے لگتا ہے۔ اور اس سے عجب یہ ہے کہ آج تک کوئی شخص بھی میرا وصال حاصل نہیں کر سکا اور اب تک میں باکرہ ہوں۔

عاشقان عریان همی خواهندزن   پیش عنینان چه جلمه چه بلن

ترجمہ: عریان اور ننگے عاشق سب عورت کے طلب گار ہیں۔ لیکن جو نامرد ہیں ان کے

https://www.shiabookspdf.com/

سامنے لباس اور بدن برابر ہے۔

دنیا نے کہا جو مرد ہیں وہ میری طرف نہیں آئے اور آئے ہیں وہ نامرد تھے اور عورتوں سے بھی پست تر تھے۔

مجو درستی عهدلز جهان سست نهاد کـه این عـجوزه عـروس هزار دلماست

ترجمہ: اس دنیا کے سنوارنے کی کوشش نہ کرو کیوں کہ یہ بڑھیا ہزار شوہر رکھتی ہے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ و آلہ وسلم کے سامنے دنیا کا ممثل ہونا:

دوسری مرتبہ یہ دنیا پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے سامنے ایک عورت کی شکل میں آئی جیسے کہ صافی اور بحار الانوار کی جلد ۶ میں سورہ اسرئی کے ذیل میں لکھتے ہیں رسول خدا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے ایک عورت کو دیکھا جس نے اپنے ہاتھ کھولے ہوئے تھے اور خود کو دنیا کی تمام آرائش و زینت کے ساتھ مزین کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد تھوڑی دیر کے لیے رکیں۔ میں آپ کے ساتھ کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں اس کی طرف متوجہ نہ ہوا اور اس کے ساتھ رات نہ کی۔ اس کے بعد جبرائیلؑ نے کہا یا حضرت جس عورت کو آپ نے دیکھا ہے وہ دنیا تھی۔ اگر آپ نے اس کے ساتھ بات کی ہوتی تو آپ کی امت آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتی۔ پس خدا نے رحم کیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے دنیا کے ساتھ بات نہ کی۔ اگر اس کے ساتھ بات کی ہوتی تو اس کی طرف رغبت کی ہوتی پھر معلوم نہیں ہمارے ساتھ کیا ہوتا اور دنیا کے ہو کر رہ جاتے۔

دنیا کـه دراو مـرد خـدادل نه سرشته است نـامـرد کـه مـائیم دراودل یه سرشتیم

ترجمہ: اس دنیا سے مرد خدا نے دل نہیں لگایا ہم جو نامرد ہیں اس کے ساتھ دل لگا بیٹھے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے دنیا کا ممثل ہونا:۔

تیسری مرتبہ یہ دنیا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے مجسم ہوئی ہے بحار الانوار نعمانیہ اور مدینۃ المعاجز میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جب فدک فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھا میں فدک کے ایک باغ میں تھا۔ میں نے ایک

https://www.shiabookspdf.com/

عورت کو دیکھا جو بڑی خوبصورت تھی اس نے کہا

"یا بن ابیطالب هل لک ان تزوجنی فاغنیتک عن هذه المسحاة وادلک علی خزائن الارض "

ترجمہ: اے ابوطالبؑ کے بیٹے کیا آپ میرے ساتھ شادی کریں گے تا کہ آپ کو اس تکلیف اور مشقت سے نجات دوں اور آپ کو زمین کے خزانے بتادوں تا کہ وہ آپ اور آپ کے بچوں کے لیے ہو؟۔

میں نے کہا تو کون ہے تا کہ تیرے گھر والوں سے تیری خواستگاری کروں اس نے کہا میں دنیا ہوں میں نے اس سے کہا:

"ارجعی واطلبی زوجاً غیری "

ترجمہ: واپس چلی جاؤ اور میرے علاوہ کوئی اور شوہر تلاش کرو۔

پھر میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا اور اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اسی وجہ سے حضرت دنیا کی طرف رغبت نہ کرتے تھے اور آخرت کے سفر کے لیے آمادہ رہتے اور خدا کی عبادت کرتے تھے۔

بحار الانوار کی جلد ۹ ینابیع المودۃ اور غایۃ المرام میں اہل سنت اور شیعہ کی طرف سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ضرار بن حمزہ معاویہ کی مجلس میں گیا۔ معاویہ نے کہا علیؑ کی تعریف کرو۔ لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ معاویہ نے اصرار کیا۔ تو ضرار نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک رات میں نے ان کو دیکھا محراب میں عبادت کے لیے کھڑے تھے۔ اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑ کر بلکتے ہوئے گریہ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

"یا دنیا غری غیری ابی تعرضت ام الی تشوقت هیهات هیهات قد باینتک ثلاثا لا رجعة لی فیک "

ترجمہ: اے دنیا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکا دو کیا تو میری طرف میل اور شوق رکھتی ہے۔ ہر گز نہیں ہر گز نہیں بے شک میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اب تو میری طرف

https://www.shiabookspdf.com/

رجوع نہیں کرسکتی:

برو این دام بر مرغ دیگرنه   که عنقا را بلند است آشیانه

ترجمہ: جاؤ یہ جال کسی دوسرے پر ڈالو کیوں کہ عنقا پرندے کا آشیانہ بلند جگہ پر ہوتا ہے۔

اے دنیا تیری عمر کم ہے تیری عیش وعشرت تھوڑی ہے اور تیرے خطرات ونقصانات زیادہ ہیں:

"آہ من قلة الزاد و بعد السفر و وحشة الطريق"

ترجمہ: ہائے زادوراحلہ اور آخرت کے سفر کا سامان کم ہے سفر طویل ہے اور وحشت وخوف زیادہ ہے۔ یہ بات بن کر معاویہ رونے لگا۔

بحار الانوار کی جلد ۹ اور امالی صدوق میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا مضمون روایت یہ ہے، اگر میں چاہوں تو تمہارے ابریشمی لباس پہنوں اور مرغ کے سینے کو گندم کے شیرہ کے ساتھ کھاؤں صاف وشفاف پانی نوش کروں لیکن میں نے خدا کے کلام کو صحیح معنوں میں سمجھا ہے کیوں کہ وہ فرماتا ہے:

"من كان يريد الحيوة وزينتها نوف اليهم اعمالهم فيهاوهم فيها لا يبخسو ن "

ترجمہ: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینتوں کو چاہے گا ہم اسے پورا پورا حصہ دیں گے یعنی اس دنیا میں ان کے اعمال کی جزا پوری پوری دیں گے۔

پس جو لوگ اعمال خیر ریا کاری اور شہرت کے لیے انجام دے گا تو ان اعمال کی جزا انہیں اس دنیا ہی میں دی جائے گی۔ ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ کیوں کہ ان کو اس دنیا میں اس کی جزا مل چکی ہوگی۔ آخرت کی جزا اور ثواب تو خلوص نیت اور قصد قربت کے ساتھ مربوط ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے:

"فمن كان يرجو القاء ربه فليعمل عملاً صالحاً .اى خالصاً"

ترجمہ: پس جو کوئی بھی اپنے رب کی ملاقات کا خواہشمند ہوگا پس اسے چاہیے کہ نیک عمل

https://www.shiabookspdf.com/

بجالائے یعنی خلوص نیت اور قصدِ قربت کے ساتھ عمل بجالائے۔

اس آیت شریفہ کے بعد حضرت نے فرمایا میں اس دنیا میں عیش وعشرت کی زندگی بھی بسر کرسکتا ہوں۔لیکن میں آخرت کی آگ پر کیسے صبر کروں گا۔جس کا ایک شعلہ اگر اس دنیا میں گر جائے تو ہر چیز جلا کر راکھ کردے۔

اسی وجہ سے کہ حضرت دنیا کی حقیقت سے آگاہ تھے۔اس کی طرف توجہ اور رغبت نہ رکھتے تھے بلکہ زہد وتقوئی اور پرہیز گاری رکھتے تھے اور اپنی ضرورت کے باوجود فقراء اور مساکین کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔دوسرے کو خود پر مقدم کرتے تھے۔

سورہ ہل اتی کا نزول:۔

اہل سنت اور شیعہ کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ حضرت امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور فضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔خدا فرماتا ہے:

"ویطعمون الطعام علیٰ جبه مسکینا ویتیماً واسیراً"

ترجمہ: وہ خدا کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں

اہل بیتؑ نے تین روزہ رکھا۔ پہلے روزے کی افطاری کا وقت آیا تو سب نے اپنی اپنی روٹیاں مسکین کو دے دیں اور صرف پانی کے ساتھ روزہ افطار کرلیا۔دوسرے روز بھی روزہ رکھ لیا اور افطار کے لیے پانچ روٹیاں پکائیں۔جب افطار کا وقت آیا تو ایک یتیم نے صدا دی اے اہل بیتؑ پیغمبرؐ مجھے کھانا کھلاؤ۔سب روٹیاں اُٹھا کر اسے دے دیں اور روزہ پانی کے ساتھ افطار کرلیا۔تیسرے دن پھر روزہ رکھ لیا اور جب افطاری کا وقت آیا تو گھر کے دروازے پر ایک سائل نے آواز دی اے اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قیدی ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔سب روٹیاں اٹھا کر اسے دے دیں اور صرف پانی کے ساتھ افطار کرلیا۔صبح ان کی شان میں سورہ ہل اتی نازل ہوئی۔تین دن تک حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کھانا نہ کھایا تھا اسی حالت میں گھر سے باہر آئے۔اور ایک درہم کسی سے قرض لیا راستے میں مقداد بن اسود کندی کو پریشان حال دیکھا۔حضرت نے پریشانی کی وجہ

https://www.shiabookspdf.com/

پوچھی کہنے لگے یا امیر المومنین میرے بچے بھوک کی وجہ سے گریہ کر رہے ہیں میں ان کے گریہ وآواز نہ سن سکا۔اس لیے گھر سے باہر چلا آیا ہوں۔حضرتؑ نے فرمایا۔میں بھی اسی وجہ سے گھر سے باہر آیا ہوں۔اور ایک درہم کسی سے قرض لیا ہے لیکن تو مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔

وہ درہم مقداد کو دے دیا۔اور اس دن گھر نہ گئے اور مسجد تشریف لے گئے مغرب اور عشاء کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی اتفاق سے اس دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ملا تھا کہ امیر المومنینؑ کے گھر افطار کریں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کی طرف اپنا رخ انور کیا اور فرمایا کیا خیال ہے آج میں تمہارے گھر نہ آؤں حضرت امیر المومنینؑ نے شرم کے بارے اپنا سر نیچے کر لیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علیؑ جواب کیوں نہیں دے رہے؟ یا نہ کروتا کہ اپنے گھر جاؤں یا کہو ہاں تا کہ آپ کے گھر آؤں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا بسم اللہ تشریف لے آئیں۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین کے ساتھ فاطمہ علیہا السلام کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔فاطمہؑ ابھی ابھی نماز سے فارغ ہوئیں تھیں۔جب دیکھا کہ والد بزرگوار شوہر کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں تو اٹھ کر مصلائے عبادت پر جا کر سجدے میں سر رکھ دیا اور عرض کیا اے پروردگار تو جانتا ہے کہ آج تین دن سے میں اور میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ بھوکے ہیں اور اس وقت تیرا حبیب ہمارے گھر تشریف لے آئے ہیں۔ابھی فاطمہ زہرا علیہا السلام کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اتنے میں کھانے کی خوشبو سونگھی۔سر بلند کیا تو دیکھا ایک برتن کھانے سے بھرا حاضر ہے۔اس سے عطر کی خوشبو آ رہی اور بھاپ بلند ہو رہی ہے۔کھانا اُٹھایا اور نبی اکرم پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت میں لے آئیں۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے لائی ہو؟ رسول خدا پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اپنا دست مبارک امیر المومنین علیہ السلام کے کندھے پر مارا اور فرمایا یا علیؑ یہ کھانا ایک درہم کے بدلے میں ہے جو تو نے مقداد بن اسود کندی کو دیا ہے۔خدا نے اس کے بدلے میں تیرے لیے بہشت سے کھانے بھیجے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اہل بیتؑ کا شام میں داخل ہونا:

جس خاندان نے لوگوں کے یتیموں اور قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا تھا ان کی اولاد کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ قیدی بنا کر شہروں میں بھوکا اور پیاسا پھرایا گیا۔

از کوفه تا به شام نخوردند نان سیر ٭ آری شدند سیر ولیکن ز جان شدند

ترجمہ: کوفہ سے شام تک اہل بیتؑ نے سیر ہو کر کھانا نہ کھایا ہاں اتنا ہے کہ اپنی جان سے سیر ہو گئے تھے۔

جب اہل بیتؑ کو شام میں لے گئے تو اس خرابہ میں ٹھہرایا گیا جس کی نہ چھت تھی نہ فرش نہ اس میں چراغ تھا اور نہ ہی کھانا پانی۔ اہل بیتؑ کے قیدی دن رات گریہ وزاری کرتے رہے تھے۔

میرے خیال میں اہل بیتؑ کے قیدیوں کے لیے اس رات سے بھی کوئی سخت رات آئی ہو گی جب تین سالہ بچی نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا جب خواب سے بیدار ہوئی تو آواز دی:

عمه پدرم دیگر کجا رفت ٭ آمد ز سفر دیگر چرا رفت

من بی ادبی نکرده بودم ٭ راز دل خویش می غودم

ترجمہ: پھوپھی جان، میرے بابا کہاں گئے ہیں۔ سفر سے واپس لوٹے تھے دوبارہ کیوں چلے گئے ہیں۔ میں نے کوئی بے ادبی تو نہیں کی۔ میں تو ان سے اپنے دل کے راز بیان کر رہی تھی۔

(الالعنة اللّٰه علی القوم الضالمین)

❁❁❁❁

https://www.shiabookspdf.com/